ساہتیہ اکادمی انعام یافتہ ہندی ناول
نیلا چاند
شیو پرشاد سنگھ

نیلا چاند

ساہتیہ اکادمی انعام یافتہ ہندی ناول

مصنف

شیو پرشاد سنگھ

مترجم

ذکیہ مشہدی

ساہتیہ اکادمی

Neela Chand Urdu translation by Zakiya Mashhadi of Akademi's award-winning Hindi novel by **Shiv Prasad Singh**. Sahitya Akademi, New Delhi (1998) Rs. 220/-

© ساہتیہ اکادمی

پہلا ایڈیشن : ۱۹۹۷ء

ساہتیہ اکادمی

ہیڈ آفس :
رویندر بھون ۔ ۳۵ فیروز شاہ روڈ ۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

سیلز آفس :
سواتی ، مندر مارگ ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

علاقائی دفاتر :
جیون چترا بھون ، چوتھی منزل ، ۲۳ اے / ۴۴ ایکس ڈائمنڈ ہاربر روڈ ، کلکتہ ۷۰۰۰۵۳
۱۷۲ ، ممبئی مراٹھی سنگرالے ، دادر ممبئی ۴۰۰۰۱۴
گنا بلڈنگ ۔ دوسری منزل ۳۰۴ ۔ ۳۰۵ انا سلائی ، تینام پیٹھ ، چنئی ۶۰۰۰۱۸
اے ڈی اے رنگ مندر ۱۰۹ جے سی روڈ ۔ بنگلور ۵۶۰۰۰۲

قیمت : دو سو بیس روپے

کتابت : ابوالکلام عزیزی

ناشر : ناگری پرنٹرس ، نوین شاہدرہ ، دہلی ۔

کچھ اپنی جانب سے

زیرِ نظر ناول 'نیلا چاند' جناب شو پرساد سنگھ کی ہندی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے۔ شو پرساد سنگھ کا تعلق زمانیہ (بنارس) سے ہے۔ ان کی تعلیم بنارس ہندو یونیورسٹی میں ہوئی۔ وہاں یہ شعبۂ ہندی میں لکچرر اور پروفیسر رہے۔ پھر صدرِ شعبہ کی حیثیت سے ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ہندی ادب کو ان سے بہت کچھ ملا۔ تدریسی خدمات کے ساتھ ان کی ادبی خدمات بھی مسلّم ہیں۔ ان کی تصانیف میں جن کی تعداد بیس کے لگ بھگ ہے، افسانوی مجموعے، ناول، سوانح، مختلف النوع مضامین اور تنقید سبھی کچھ شامل ہے۔

'نیلا چاند' کو تین بڑے اعزاز حاصل ہوئے۔ ساہتیہ اکادمی اوارڈ، شاردا سمّان اور ویاس سمّان۔ کسی بھی تصنیف کی اتنی پذیرائی یقیناً مصنّف کے لئے مسرّت اور فخر کا سبب اور اس کی ادبی خدمات کا اعتراف ہے۔

میں نے 1989ء میں ہندی کے معیاری جریدوں میں اس ناول پر تبصرہ پڑھا تھا۔ چونکہ مجھے ہندی فکشن سے خصوصی دلچسپی رہی ہے اس لئے اتنے اعزازات حاصل کرنے والے ناول کو پڑھنے کی فطری خواہش بیدار ہوئی۔ بعض خواہشوں کی تکمیل یوں بھی ہوا کرتی ہے۔ مجھے اس ناول کو لفظ بہ لفظ ــ اور ایک ایک لفظ پر غور کرکے چار مرتبہ پڑھنا پڑا کہ ساہتیہ اکادمی کے اربابِ حل و عقد نے اس کے اردو ترجمے کا کام مجھے سونپا۔ چار مرتبہ کی وضاحت کردوں تاکہ قارئین میرے یا ناول ــ دونوں میں سے کسی کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ ایک مرتبہ ترجمے سے پہلے، دوسری مرتبہ ترجمے کے دوران، تیسری مرتبہ مسودے کی صاف کاپی تیار کرتے وقت اور چوتھی بار ممکنہ غلطیوں و فروگذاشتوں کی اصلاح کرتے اور نوک پلک سنوارتے وقت۔

ناول تاریخی پس منظر میں لکھا گیا ہے اور عہدِ وسطیٰ کے کاشی کی زندگی پر مبنی ہے۔

اس وقت ہندوستان پر مسلمانوں کے حملوں کی ابتدا ہو چکی تھی۔ محمود غزنوی بھی آکر جا چکا تھا۔ ناول نے تاریخ کے اس پہلو کو ہولے سے چھوا ہے۔ لیکن اس کا محور کاشی کا سماج، راجپوت راجاؤں کی باہمی چپقلش اور حق حق دار کو ملنے کی کہانی ہے۔ چندیل راجہ کیرتی ورما اپنی کھوئی ہوئی سلطنت اور اقتدار کو اپنے کردار کی بلندی، ارادے کی پختگی اور شجاعت سے دوبارہ حاصل کرتا ہے۔ کیرتی ورما (ناول میں راجہ کیرت) دیو ورما اور کرن کلچری حقیقی تاریخی کردار ہیں جو گیارہویں صدی کے آس پاس کی تاریخ کی تشکیل کرتے ہیں۔ کیرتی ورما کا بڑا بھائی دیو ورما چندیل بندیل کھنڈ کے علاقے پر حکومت کر رہا تھا۔ یہ علاقہ اس وقت جیجاک بھگتی یا جھجھوتی کہلاتا تھا۔ یہ نام اب مستعمل نہیں ہے اور علاقہ بھی اپنی قدیم سرحدوں کے مطابق برقرار نہیں ہے۔ قارئین کو یہ نام نامانوس محسوس ہو سکتے ہیں۔ اس عہد اور ان راجاؤں کو کہانی کا محور بنانے کی وجہ کتاب کے پیش لفظ "صرف ایک منٹ" میں مصنف نے یوں پیش کی ہے:

> "میں عہد وسطیٰ کی وہ کاشی دیکھنا چاہتا تھا جو بیرونی حملہ آوروں کی آمد سے پہلے تھی۔ اس کے مطابق مجھے ایسے زمانے کو ڈھونڈ نکالنا تھا جس نے (بھگوان شو کے) ترشول کو بھی ہلا دیا ہو۔ جہاں نندیشور کے جیوتر لنگ نے ایک عظیم الشان مینار بن کر زمین کو آسمان سے جوڑ دیا ہو۔ وہ عہد ساز وقت مجھے مل گیا جب کرن کلچری نے دیو ورما کو قتل کیا۔۔۔"

جیوتر لنگ کے زمین سے آسمان کو جوڑنے کا مطلب غالباً زندگی کے مادّی اور روحانی پہلوؤں کا آپسی تعلق ہے۔ روحانیت اور انسانیت کی عظیم روایتوں کی علم برداری کے لئے مصنّف نے ماں شیل بھدرا کا کردار تخلیق کیا ہے۔ طبقے اور ذات پات سے اوپر اٹھے ہوئے غیر منقسم سماج کا تصور یا یوں کہئے کہ تمنّا ازمنۂ وسطیٰ کے تاریخی تناظر میں بھی بے حد نمایاں ہے۔ آٹھ نو سو سال پہلے کے سماج کی عکاسی کرتے ہوئے مصنف نے ان حقائق کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو زمان و مکان کی قیود سے اوپر اٹھ کر انسانی اقدار کی وساطت سے اس تسلسل کو ظاہر کرتے ہیں جو بنی نوع انسان کی قدیم نسلوں کو جدید سے جوڑتا ہے۔ مثلاً حکمراں، دانشور اور محنت کش ــــ سماجی اہرام کی

ان تینوں سیڑھیوں کا باہمی تعلق، تسلسل اور باہمی انحصار۔ ہر شخص کے اندر اپنی ذات کی جستجو اور اس کو پانے کا واحد راستہ یعنی اعتماد ـــــ ناول اعتماد کے گرد ہی بُنا گیا ہے۔ ترشول کا ذکر بھی بار بار آیا ہے جسے ناول کا مرکزی کردار کیرت سنگھ غیر مادی اور روحانی دنیا سے نہیں جوڑتا بلکہ مضبوط بنیاد کی علامت مانتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری بنیاد کی مضبوطی ہی ہماری بقا کی ضامن ہے۔ ہم نہیں ہلیں گے تو ترشول بھی نہیں ہلے گا۔

ناول کے وسیع کینوس میں تاریخی کرداروں کے علاوہ بہت سے کردار سموئے ہوئے ہیں جو مصنف کے اپنے تخیل کی اُپج ہیں اور واقعات و تصورات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ناول پر ہندو مذہب، فلسفے اور دیومالائی حوالوں کا خاصہ غلبہ ہے۔ طویل اور گنجلک مکالمے ہیں اور زبان بہت سخت اور سنسکرت آمیز ہندی ہے جو غالباً عہد کو گرفت میں لینے اور فضابندی کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ اس کی طرف ناول کے مبصرین نے بھی اشارہ کیا ہے۔ میں نے اس کے مقابلے میں سلیس اور آسان اردو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہاں ناول کی مخصوص فضابندی اور 'فلیور' کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ القاب و آداب جوں کے توں چھوڑ دیے ہیں مثلاً "آریہ" بمعنی محترم جو اس وقت لوگوں کے نام میں جوڑنا تقریباً لازمی تھا۔ بیوی کا شوہر کو مخاطب کرتے یا اس کا ذکر کرتے وقت 'آریہ پُتر' کہنا اور راجاؤں مہاراجاؤں کو راجن، راجیشور، راج راجیشور کہہ کر خطاب کرنا وغیرہ۔

ان اردو قارئین کے لئے جو ہندو صحیفوں یا دیومالاؤں سے قطعی واقف نہیں ہیں بہت سے حوالے دشواری پیدا کر سکتے تھے۔ اس لئے حواشی میں ان کی مختصر وضاحت کر دی گئی ہے۔ کچھ نام بھی ایسے ہیں جن کا صحیح تلفظ اردو رسم الخط کے ذریعے ادا ہونا مشکل ہے، انہیں ناول کے آخر میں ہندی رسم الخط میں دے دیا گیا۔ بیشتر اردو داں حضرات تھوڑی بہت ہندی ضرور جانتے ہیں۔ وہ صحیح تلفظ کے لئے اس فہرست سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

میرا نام اردو قارئین کے لئے نیا نہیں ہوگا۔ بنیادی طور پر میں افسانہ نگار ہوں لیکن اردو، ہندی، انگریزی ان زبانوں میں (ایک سے دوسری کے لئے) ترجمے کا کافی کام کر چکی ہوں۔ ترقی اردو بورڈ دہلی کے لئے نفسیات کی پوسٹ گریجویٹ سطح کی تین انگریزی کتابوں کا اردو میں

ترجمہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک شائع ہو چکی ہے اور دو زیر اشاعت ہیں۔ باقی ترجمے بھی زیادہ تر تکنیکی نوعیت کے رہے ہیں جو تعلیم بالغان کے سلسلے میں کئے گئے ہیں۔ فکشن میں میں نے آنجہانی رام لعل کے ساہتیہ اکادمی سے انعام یافتہ افسانوی مجموعے "پکھیرو" کا ہندی میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ بھی ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے 'نیلا چاند' آپ کے ہاتھوں میں آنے تک شائع ہو چکا ہو۔ اس لحاظ سے فکشن کے ترجمے کی یہ دوسری کاوش ہے۔ مجھے اسکی سخت زبان اور دیومالائی حوالوں سے کوئی خاص دقت محسوس نہیں ہوئی۔ ہاں مطالعہ ضرور بوجھل محسوس ہُوا اس لئے کہ ناول طویل اور پیچ در پیچ مکالموں کی تکنیک میں لکھا گیا ہے۔ اسے تبدیل کرنا میرے اختیار میں نہیں تھا۔ بحیثیت مجموعی میرے لئے یہ ترجمہ بے حد دلچسپ مشغلہ رہا اور ایک چیلنج بھی۔

یہ ناول تاریخی نوعیت کا ہے اور ایک مخصوص عہد کی تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار ہے۔ اس لئے انہیں حضرات کے لئے زیادہ دلچسپی کا حامل ہو سکتا ہے جنہیں اس طرح کے موضوعات میں دلچسپی ہو۔ محض تفریح طبع کے لئے کوئی کتاب اٹھا لینے والوں یا ناول میں ذہنی چٹخارے ڈھونڈنے والوں کو شاید زیادہ دلچسپ محسوس نہ ہو۔ بہر حال آپ کے سامنے ہندی کا ایک ایسا ناول سلیس اردو میں پیش ہے جس کو تین بڑے اعزاز حاصل ہو چکے ہیں اور جس نے ہندی دنیا میں ہلچل پیدا کی ہے۔

مترجّم

نیلا چاند

اماوس کی سیاہ رات دھیرے دھیرے گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کھڑا وہ کھجوراہو کے راج محل سے اُٹھنے والے شعلوں کا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ اٹھائیس سال کا ایک نوجوان، جنگلی جھاڑیوں، جھر بیری اور کروندے کے درختوں سے ڈھکے اس ٹیلے پر گردن لٹکائے ۔ ۔ ۔ ۔ یکایک اس نے ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر دوسرے ہاتھ سے کس کر مکّا مارا۔ پھر بے چینی سے جگر کاٹتے ہوئے بڑبڑایا "سب خاک میں مل گیا۔ برباد ہو گیا سب کچھ۔"

کھجوراہو کے مشہور عالم مندروں کے کلس اس زرد اور سرخ پس منظر میں کچھ زیادہ ہی سیاہ لگ رہے تھے۔ آگ کا دیوتا آج غیض کے عالم میں تھا۔ اوپر اُٹھتے شعلوں کی قطاریں تانبے اور سونے جیسی ملی جلی چمک پیدا کرتی دلوں میں خوف جگا رہی تھیں۔ اس نوجوان کی سکڑی ہوئی بھنوؤں میں غصہ تھا، مایوسی تھی اور زمانۂ قدیم سے انسانی ذہن کی تہوں میں چھپا چلا آ رہا بدلہ لینے کا بھیانک جذبہ تھا جو اسکے پیروں میں ارتعاش پیدا کر رہا تھا۔

ٹیلے کے نیچے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اُبھری۔ دو آدمی غور سے چاروں طرف دیکھتے بڑے محتاط انداز میں ٹیلے کے اوپر چڑھ رہے تھے۔ "آوازوں کا بھی ایک بھنور جال ہوتا ہے" نوجوان ان کی طرف دیکھ کر پھسپھسایا۔ آج اسے پہلی بار معلوم ہوا کہ بھنور صرف پانی میں ہی نہیں پڑتے، سناٹے کے اندر بھی ہوتے ہیں۔ وہ تو شعلوں کے اندر بننے والے بھنور بھی دیکھ رہا تھا جن کی لپیٹ میں آ کر اس کا سب کچھ خاکستر ہو گیا تھا۔ وہ سب کچھ جو اس کا اپنا تھا، اس کے دل کے بیحد قریب تھا۔

"راج کمار!" گٹھے ہوئے بدن اور لانبے بازوؤں والا وہ ادھیڑ عمر شخص دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے پاس پہونچا۔ "راج کمار" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا "سب کچھ بھگوان شیو پر چھوڑ دیجئے۔" اسنے شہزادے کے شانوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا "مجھے ڈوب مرنا چاہئے تھا لیکن ابھی

شاید کچھ اور بھی ہونے والا ہے ۔ میرے اندر ایک صدا اُبھر رہی ہے کہ یہ تو محض ابتدا ہے اسی لئے میں نے اصرار کرکے آپ کو میدانِ جنگ سے ہٹا دیا ۔ آپ کے لئے وہ جگہ میں نے پہلے سے طے کر رکھی تھی ۔ اس سے آپ کے اندر جو ردعمل پیدا ہوا ہوگا اسے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں ۔ پھر بھی میں نے ایسا اسلئے کیا کہ میرے خیال میں ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے جسے اپنی گرفت میں لے کر آپ کچھ کر گذرنے کو بے چین ہیں ۔"

"سپہ سالار ! نوجوان بولا ۔ میں کسی بد دعا کے اثر میں ہوں ۔ میرے ساتھ وابستہ تمام لوگ اس دن کا انتظار کر رہے تھے ۔ دراصل وہ جی نہیں رہے تھے ، جینے کی اداکاری کر رہے تھے ۔ آپ نے میدانِ جنگ میں ہاتھ جوڑ کر کہا کبھی کبھی بدلہ لینے کے لئے پیچھے بھی ہٹنا پڑتا ہے راج کمار ۔ میں آپ کو چندر راترئے خاندان کی عزت اور ناموری کی قسم دیتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوٹ جائیے ۔

گوپال بھٹ ! مجھ پر اپنے اجداد کی قسم کا کوئی اثر نہیں ہوا لیکن جب آپ نے بھابھی صاحب کو کسی محفوظ جگہ منتقل کر دینے پر اصرار کیا تو میں مجبور ہو گیا ۔ اپنی فوج کو تتر بتر ہوتا دیکھنے کے باوجود کسی بزدل ، غیر آریہ کی طرح مونہہ چھپا کر راج محل میں آیا ۔ ہاں اب مجھے یہ فکر نہیں ہے کہ میدانِ جنگ چھوڑ کر آنا چاہیے تھا یا نہیں ۔ اس لئے کہ اگر نہ آیا ہوتا تو اپنی زندگی کی سب سے عزیز ہستی کو دیکھ بھی نہ پاتا ۔"

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں راج کمار ؟"

"میں جب بزدلوں کی طرح زنان خانے کے دروازے پر پہونچا تو پہریداروں کی آنکھیں جھپکنے کے باوجود بے جان سی محسوس ہوئیں جیسے زندگی سے عاری ہوں ۔ دروازہ کھلا اور میں اندر پہونچ گیا ۔ اسوقت کی کیفیت میں بیان نہیں کرسکوں گا سپہ سالار ۔ اندر کے آنگن میں چتا سجی ہوئی تھی ۔"

"بھابھی صاحب !" میں ان کے قدموں میں گر پڑا ۔ "یہ آپ کیا کر رہی ہیں ؟"

'میرے پاس نہ آؤ کیرت ۔' ایک عجیب سی مسکراہٹ میں ڈوبے ہوئے ہونٹوں کی لرزش کو انہوں نے کس طرح روکنے کی کوشش کی ہوگی میں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا سپہ سالار ۔ انہوں نے کہا ۔ 'میں نے زنان خانے کی چھت سے دیکھا کہ دشمنوں کی فوج قریب آتی جا رہی ہے ۔ میرے شوہر اپنی چوکی پر آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے ۔ تب ہی کلچری سپاہیوں نے انہیں گھیر لیا ۔ کسی انسان کو قتل کر دینے سے بھی بڑا ایک سچ ہوتا ہے ، جو اکثر اَن کہا ہی رہ جاتا ہے ۔ چندیلوں کی پارس منی کی داستانیں مشہور تھیں اس لئے سپاہی محل کے اندر گھسنے کی جان توڑ کوشش کر رہے تھے ۔'

زنان خانے کی کنیزیں سِسک رہی تھیں۔ پہریدار بھابھی صاحب کے گرد گھیرا ڈالے جمے کھڑے تھے۔

'ابھی وقت تھا' پھر دہی مسکراہٹ ان کے لبوں پر اُبھری۔ میں نے زنان خانے کے پہریداروں کو بھیج کر لہو میں ڈوبے شوہر کا علیحدہ کیا گیا سر اور دھڑ منگوا لیا۔

"وہ تو ہے بھابھی صاحب۔ لیکن یہ...... یہ سب بڑا عجیب لگ رہا ہے۔ آپ کی ان تھک کوششوں کے باوجود میرے بڑے بھائی صاحب پچھلے دس سالوں سے محض وقت گذاری کر رہے تھے۔ میں یہ سب دیکھ رہا تھا لیکن مجھے یقین تھا کہ جب تک آپ ہیں میرے لئے فکر کی کوئی بات نہیں ہے اور آپ نے مجھے بتائے بغیر ہی چتا کے لئے لکڑی، صندل، کافور، گھی سب منگا کر رکھ لیا۔ اور یہ ستی کا لباس آپ نے میہوبہ سے منگایا ہوگا؟"

بھابھی پھر ہنستے ہوئے بولیں۔ 'ہاں کیرت میں نے پہلے ہی سب منگا لیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ یہ تو ہونا ہی ہے۔ جس ریاست کا حکمراں اپنے مخبروں سے ملنے کے لئے بھی وقت نہ نکال سکے اسے یہ سب بھگتنا ہی پڑے گا۔'

"لیکن بھابھی صاحب' آپ مجھے کس پر چھوڑ کر جا رہی ہیں؟ میں بے سہارا ہو جاؤں گا بھابھی۔"

وہ مسکرائیں۔ 'کندارئیہ مہا کالیشور' ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کیرت کہ تم جنت مکانی بھُوونا دیوی کی رُوح کو سکون عطا کروگے جس سے میں نے وعدہ کیا تھا۔'

" اپنی فوج کے ہارنے یا راجدھانی کے خاک ہو جانے کا مجھے افسوس نہیں گوپال بھٹ میں تو بھابھی صاحب کے بارے میں سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا ہوں۔ ان کے اندر کیسی روحانی قوت تھی کہ وہ حال کو دیکھ سکتی تھیں، ماضی سے اچھی طرح واقف تھیں اور مستقبل کو بھی پوری طرح سمجھتی تھیں۔"

'وقت کم ہے کیرت۔ تم چلے جاؤ۔' وہ بولیں۔ 'تم کو میں نے بیٹے کی طرح پالا ہے۔ راج ماتا جب بھی اداس ہوتیں ایک ہی بات کہتی تھیں۔ لڑکی کچھ ایسا کر کہ تُو ماں بن سکے۔ راجہ دیو ورما کے یہاں اولاد نہ ہونے کا دُکھ مجھے کھائے جا رہا ہے۔ اپنی قوت بازو سے اس سلطنت کو شری ہرش دیو ورما نے آزاد کیا۔ باہری دشمنوں کے حملے کی خبر پاتے ہی راج راجیشور دھنگ دیو نہ جانے کتنی بار پوری فوج

۱؎ شو جی۔ وہ اپنے مختلف رُوپوں میں مختلف ناموں سے جانے جاتے ہیں۔

لے کر سندھ ندی کے پاس اُدبھانڈ پہونچے ۔ ان کے بیٹے گنڈ دیو نے مسلمانوں کے حملے کو پسپا کرنے کے لئے شمالی علاقے کے راجہ کی درخواست پر پوری فوج کو راج کمار ودیا دھر دیو کی قیادت میں بھیجا۔ راج پوتوں کے اس منظم دفاع کو دیکھ کر دشمن کانپ اُٹھا۔ انہیں ودیا دھر دیو کے قدموں میں کرن کے باپ گانگیہ دیو اور بھوج پرمار وغیرہ شاگردوں کی طرح بیٹھتے اور اسے اپنی عزت افزائی تصور کرتے تھے۔ یہی چندیل سلطنت اب اپنی نیو سے اُکھڑ کر بکھر رہی ہے۔ جو قدموں میں بیٹھا کرتے تھے وہ دیو ورما کی کمزوری اور لاپروائی کو دیکھ کر آج ہمارے دشمن بن چکے ہیں ۔"

'میں بڑے ادب سے ان سے کہتی ۔ ماں صاحب میری گستاخی کو معاف کیجئے گا لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ راج گدی پر خاندان کے بزرگ کا نالائق بیٹا ہی بیٹھے ۔ میں نے کیرت کو بیٹے سے زیادہ محبت دی ہے اور پالا ہے۔ وہی میری اُمیدوں کا مرکز ہے ۔ ہم سب کی بہتری کا سرچشمہ ہے' اماوس کی اندھیری رات کا چاند ہے ......'

'سُن لڑکی ۔ ماں بھوونا دیوی کہتیں ۔ میں تو اب تجھے چھوڑ کر جانے والی ہوں ۔ خاندان تو اب تیرے ہی ہاتھوں سنبھلے گا ۔ چندراتریے خاندان کے ناموس کی حفاظت اور چندیلوں کے جاہ و جلال کی کہانی کہتی اس سلطنت کو بچانے کی کوشش کا بوجھ تیرے کاندھوں پر ڈال رہی ہوں ۔'

'اس کے بعد ملکہ بھوونا دیوی صرف دو سال زندہ رہیں ۔ اپنے پورے دورِ حکومت میں راجہ دیو ورما نے صرف ایک کام کیا ۔ وہ یہ کہ بھوونا دیوی کی برسی پر دھنکاری برہمن ابھیمنیو کو خیرات میں ایک گاؤں دیا۔ بھوونا دیوی چندیلوں کی آبرو کی محافظ تھیں ۔ ایک بار لکشمن مندر میں ایستادہ وشنو بھگوان کی نادر و خوبصورت مورتی کی طرف اشارہ کرکے بولیں 'کیرت اس مورتی کی کہانی جانتے ہو ۔؟'

"نہیں ماں ۔" میں بول پڑا تھا ۔

تو سُن ۔ 'بھوونا دیوی نے کہا' اس مورتی کو پرنام کر ۔ اسلئے نہیں کہ یہ تینوں جہانوں کے پالن ہار وشنو کی مورتی ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے ساتھ چندراتریے خاندان کی فتح یابی کی کہانی بھی وابستہ ہے ۔ یہ تیرے خاندان کا نشان ہے ۔ تیرے جدِ امجد' خاندان کے سب سے پہلے بادشاہ مہاراج یشوورما نے ہیرمب پال کے بیٹے دیپتی دیو سے اسے حاصل کیا تھا ۔ ویسے سب سے پہلے یہ بھوٹ ناتھ نام کے راجہ کو کیلاش پربت پر ملی تھی ۔'

"راج محل کا دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔ خوف زدہ لوگوں کی بیخ پکار بڑھتی جا رہی تھی۔ بھابھی صاحب نے بھائی دیودرما کی لاش چتا پر رکھ دی اور ہنستی ہوئی ان کے سر کے پاس پدماسن میں بیٹھ گئیں۔ چتا میں جوڑے گئے کافور کے ٹکڑوں میں انہوں نے اتنی تیزی سے آگ لگائی کہ میں دیکھ بھی نہیں پایا۔ اور چتا بھیانک شعلوں میں گھر گئی۔ میرا سب کچھ لٹ گیا سیناپتی۔ میری زندگی میں صرف بھابھی صاحب ہی ایسی ہستی تھیں جن سے میں اپنے یا سلطنت کے مسئلوں پر بات کر سکتا تھا۔"

"میں ان کی قوت ارادی سے واقف ہوں راجن!" گوپال بھٹ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ انہوں نے ہتھیلی سے آنکھیں پونچھیں اور بولے "بہورانی کو میں نے بہت قریب سے دیکھا تھا۔ میں تو دیودرما کی قسمت کو سراہتا ہوں جسے ایسی شریک حیات ملی۔ چندیلوں کی خاندانی روایات کے مطابق ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا مناسب نہیں تھا۔ اسے رشیوں کے احکام کی خلاف ورزی سمجھا جاتا تھا۔ بہورانی نے اپنی بساط بھر دیودرما کی مدد کی۔ انہیں سمجھایا، منایا اور مجبور کرنے کی کوشش کی لیکن قسمت میں جو کچھ لکھا تھا وہ آج پورا ہو کر رہا۔ راجن! اب اس سلطنت کو بچانے کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آگئی ہے۔"

"آپ مجھے مخاطب کرنے کے لئے یہ لقب نہ استعمال کریں سیناپتی۔ میں شاہی گھرانے کا ایک فرد ہوں۔ راجن وغیرہ نہیں۔"

اسوقت تک ٹیلے پر کئی اور لوگ بھی آچکے تھے اور اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ آمانیہ وتسراج، اننت اور واستویہ کا لستھ ماہیشور۔ سب ایک ساتھ بول پڑے "ہم آج ہی بلکہ ابھی آپ کی تاجپوشی کی رسم ادا کریں گے راج کمار۔"

"کس کی تاجپوشی کریں گے آپ لوگ؟ جیجاک بھکتی کے ان غم زدہ، روندے کچلے پتھروں کی؟ اس جنگلی علاقے کی؟ نہیں سپہ سالار۔ میں ہار ماننے والا نہیں ہوں۔ آپ کے مشورے کے مطابق بھیس بدل بدل کر شمالی علاقے کے مختلف شہروں میں گھوم چکا ہوں۔ مجھے موقع نہیں مل پایا کہ اپنے تاثرات آپ کے سامنے رکھوں لیکن آج جو کچھ ہوا ہے اسکو ذہن میں رکھتے ہوئے ہی آپ لوگ فیصلہ کریں کہ اب کیا کرنا چاہئے۔"

ابھی یہ بات چل ہی رہی تھی کہ اچانک سب لوگ دھک سے رہ گئے۔ کھجوراہو کے کچھ مندر بھی شعلوں کی زد میں آگئے تھے۔ "کیا یہ سب ہماری وراثت نہیں ہیں؟" کیرتی ورما افق میں نظریں گڑائے بول رہے تھے۔ میں شمالی علاقے کے گویا صدر دروازے تک جا چکا ہوں۔ مجھے محسوس ہوا کہ انہونی ہونے والی ہے۔

آپ لوگوں میں سے جو بھی وہاں جاتا یہ خبر لے کر ہی لوٹتا۔ دراصل یہ بساطِ روز و شب ہے۔ وقت کا کھیل۔ جو کچھ نقطۂ عروج کو چھو لیتا ہے، زوال کی طرف ضرور مائل ہوتا ہے۔ سفر کے دوران میری ملاقات ایک روشن ضمیر شخص سے ہوئی تھی۔ بکرم سمبت ایک ہزار ستاون۔ انہوں نے کہا۔ اب تاریخ نقطۂ عروج کو چھو رہی ہے۔ بھارت ورش جسے عام طور پر آریہ ورت کہا جاتا ہے، یعنی آریہ ورت کا شعور رکھنے والے مختلف راج گھرانے۔ اس شعور سے بالیدہ دل و دماغ۔ شمال مغرب میں جو کچھ ہو رہا ہے آپ اسے اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔ یہ وہی سال ہے جس میں محمود نے غزنی پر حملہ کیا اور اپنے بھائی سے حکومت چھینی۔ پچھلے ہزار برسوں کی تاریخ میں، یا یوں کہئے کہ جنبے جیئہ پریکشت سے لیکر اب تک ہندوستانیوں کی ایک پائیدار روایت رہی ہے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو آریہ کہیں اور مقدس کتابوں میں بتائے گئے ضابطوں کے مطابق آریہ ورت کی تہذیب اور اسکی اقدار کی حفاظت کریں۔"

سب لوگ ان کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔ گفتگو جاری تھی۔

"کیرت! وہ پراسرار لہجے میں بولے' اس ملک میں یونانی آئے، شک آئے، کشان آئے، ہُون آئے اور سب کے لہو میں ایک دوسرے کی آمیزش ہوتی چلی گئی۔ ان تمام بدیسیوں کو آریہ ورت نے اپنے بیدار و بالیدہ قومی شعور کی وجہ سے اپنے اندر ضم کر لیا۔ لیکن اب ایک نیا دور شروع ہونے کو ہے۔ ایک زبردست طاقت اٹھی ہے جو پورے وسط ایشیا اور یوروپ کو آندھی کی طرح جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ اس طاقت کے نزدیک جنگ کی ہندوستانی قدروں کی کوئی حقیقت نہیں۔ اپنی روایت کے مطابق ہم برہمنوں کی حفاظت کرتے تھے اور مذہبی مقاموں اور مندروں کو نقصان نہیں پہونچاتے تھے۔ جنگ کے دوران بچے، عورتیں اور بوڑھے بے خوف ہو کر ادھر اُدھر آتے جاتے رہتے۔ کسان اپنی کھیتی باڑی میں لگے رہتے۔ جنگ اپنی جگہ ہوتی رہتی۔ دن کے وقت دشمن کا سامنا کیا جاتا اور رات کو جنگ بندی کا اعلان ہو جاتا۔ یہ دونوں طرف کی فوجوں کے آرام کا وقت مانا گیا تھا۔ اب یہ سب نہیں ہوگا۔ اسے ترکوں نے مذہبی جنگ کا نام دیا ہے۔ وہ اپنے راستے کی کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے۔ شہر اور گاؤں سب ان کے مذہبی جنون کی بھینٹ چڑھیں گے۔ وحشی ترک فوجی خوبصورت عورتوں سے یا تو شادی کر لیں گے یا انہیں داشتہ بنا کر رکھیں گے۔ باقی لوگ غزنی اور وسط ایشیا کے بازاروں میں نیلام کئے جائیں گے۔ ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ بہادری سے لڑتے ہوئے مارے جاؤ

یا ان کا مذہب قبول کر کے ان کے سایے میں جیو۔"

"کیا ان سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے راج کمار؟" گوپال بھٹ نے کہا۔ "یہ تو ملک کے قلب پر بڑی زبردست چوٹ ہوگی۔ کیا اس روشن ضمیر شخص نے کچھ اور کہا؟"

"ہاں ـــ انہوں نے کہا،" کیرتی ورما بولے۔ "لیکن انہوں نے جو کچھ کہا اسے ہم کر نہیں پائیں گے۔ پرتیہاروں کی حکومت کے تباہ ہونے کے بعد جو طاقتیں شمالی ہندوستان میں پیدا ہوئی ہیں وہ تباہی زیادہ پھیلا رہی ہیں۔ ان کی تعمیری کوششیں کھوکھلی ہیں۔ ان کے سامنے قوم، تہذیب، فن کسی کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ آریہ ورت کے ناموس کی حفاظت کو اپنا فرض نہیں مانتیں۔ صرف ذاتی مفاد اور جھوٹی انا کی تسکین کے لئے یہ ریاستیں برابر ایک دوسرے سے لڑتی رہتی ہیں۔ ہمارے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ پورے آریہ ورت میں ایک نئی حکومت بنے یا سبھی راج گھرانے مل کر ایک وفاقی حکومت بنائیں لیکن آج جو حالات ہیں، ان میں یہ ہوتا نظر نہیں آتا۔"

"لیکن راجن،" اننت بولے۔ "کیا چندیلوں کے سرتاج ودیادھر دیو نے ایسی ہی کوشش نہیں کی تھی؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ غزنی کی وحشی حکومت کے حملے کو روکنے کے لئے راجہ انند پال نے مدد مانگی تھی تو مہاراج گنڈ دیو نے ودیادھر دیو کی قیادت میں راجپوتوں کی متحدہ فوجیں بھیجی تھیں تاکہ اتری پچھمی سرحدوں کی حفاظت کی جا سکے؟ اور کیا اس جنگ کے لئے ہندوستان کی عورتوں نے اپنے زیور تک بیچ کر شاہی گھرانوں کے متحدہ محاذ کی مدد نہیں کی تھی؟"

"آما تیہ اننت،" کیرتی ورما نے کہا۔ "لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ سرحدوں پر راجپوت فوجیں حملے کے انتظار میں ڈٹی رہیں۔ سپاہیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور تب، جب اصل حملہ ہوا تو وہ انہیں اتنا بھاری پڑا کہ وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔ ہماری تہذیب ہمیں یہ ضرور سکھاتی ہے کہ کسی کو دھوکہ مت دو لیکن کیا یہ بھی کہیں لکھا ہے کہ حملہ آور کے حملے کا انتظار کرتے رہو اور اپنی فوجی طاقت کو پارہ پارہ ہونے کے لئے وحشیوں کے سامنے پیش کر دو۔ کیا صحیح طریقہ یہ نہیں ہے کہ دشمن کو چڑھائی کا موقعہ دینے سے پہلے اس پر، اس کی راجدھانی پر، اس کے فوجی ٹھکانوں پر خود حملہ کر دیا جائے؟ ہمارے شاہی گھرانے صرف دفاعی جنگ لڑنا جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔"

"لیکن راجن! میں نے عالی جناب وِدّیا دھر دیو کی فوج میں ایک دستے کی قیادت کی تھی۔ قنوج کے راجہ راجیہ پال نے حملہ آوروں کو آگے بڑھنے کا راستہ دے دیا۔ وِدّیا دھر دیو نے یہ سنا تو ہندوستان کا دروازہ کھول دینے کے لئے راجیہ پال کی بڑی لعنت و ملامت کی۔ راجیہ پال ان پر چڑھ دوڑا اور دونوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ گوالیار کے جاگیردار ارجن کچھواہے نے راجیہ پال کی گردن توڑ کر اس کا کام تمام کر دیا۔" سپہ سالار گوپال بھٹ نے کہا۔ اس واقعے سے ناراض ہو کر محمود پہلے سے دوگنی فوج لے کر چل پڑا اور پورے شمالی ہندوستان کو روندتے ہوئے چندیلوں سے آ ٹکرایا۔ تین دن تک گوالیار کے قلعے کے لئے جنگ ہوتی رہی اور آخر کار فتح محمود کی ہی ہوئی۔ ارجن کچھواہے کے ہاتھ سے گوالیار نکل گیا۔ محمود نے کالنجر کو بھی گھیر لیا۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ محمود چندیلوں سے صلح کرنے پر مجبور ہُوا۔ کالنجر کے ناقابلِ تسخیر قلعے سے مہاراج وِدّیا دھر دیو نے تین سو مست ہاتھیوں کو محمود کی فوج کی طرف دوڑا دیا۔ ان ہاتھیوں کی پیشانی سے مَد ٹپک رہا تھا اور اس کی بُو سے بے چین بھنورے چاروں طرف منڈلا رہے تھے۔ مہاراج کے نمائندے نے محمود کو للکارا "ان ہاتھیوں کو آپ پکڑوا لیں" محمود بہت خوش ہوا۔ ترک سپاہیوں نے بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا اور ہاتھی پکڑ لئے۔ محمود کو ڈر تھا کہ کہیں اس بیہڑ علاقے سے نکلنے کا راستہ بند نہ ہو جائے اسلئے اس نے وِدّیا دھر دیو کو پندرہ اور قلعوں کی بھی باگ ڈور سونپ دی اور قیمتی کپڑے و جواہرات بھی عطا کئے۔"

"ٹھیک ہے سیناپتی! لیکن جو ہُوا اس سے سبق لینا چاہئے تھا۔ سارا شمالی ہندوستان تباہ ہو جائے گا،" اس روشن ضمیر شخص نے کہا تھا۔ اگر شمال کو بچانا ممکن نہ ہو تو کم از کم دکن کو تو بچایا ہی جا سکتا ہے۔ اور یہ ذمہ داری پرمار راجہ بھوج، 'کلچُری لکشمی کرن' اور چندیل راجہ پر آتی ہے کہ وہ ترکوں کو بندھیاچل سے آگے نہ بڑھنے دیں۔" اتنا کہہ کر وہ چُپ ہو گئے۔

"کیا بات ہے آریہ؟" میں نے پوچھا۔ چند لمحے وہ خالی آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر بولے، "تم جلد سے جلد کھجوراہو لوٹ جاؤ بیٹے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی بھیانک مصیبت بجلیوں کی طرح تمہاری سلطنت پر منڈلا رہی ہے۔ وہ کب قیامت ڈھا بیٹھے گی یہ میں نہیں جانتا۔ تم اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو دکن کی سرحدوں کو اس طرح بند کر دو کہ ترک آگے نہ بڑھ سکیں، جیسا کہ تمہارے جدِ امجد، ملک پر سب کچھ قربان کر دینے والے راج راجیشور وِدّیا دھر دیو نے کیا تھا...."

"اب جاؤ۔ کندار یہ مہودے کے سامنے میری طرف سے پرنام کر دینا" انہوں نے اپنا جھولا کمبل اُٹھایا اور چل دیے۔

"پھر ــــ" سب لوگ بول پڑے۔ "کیا کیا جائے؟"

"سوچنے کی ضرورت نہیں ہے سیناپتی۔ جلد سے جلد کمار کیرتی ورما کی تاجپوشی کیجیے اور جتنی جلدی ہو سکے اس جگہ کو چھوڑ دیجیے۔" آنے والا شخص بولا۔

"کرشن مشر" گوپال نے کہا۔ اتنی دیر کیسے کر دی آپ نے؟"

"میں کرن کی لائی ہوئی تباہی دیکھ کر آ رہا ہوں سیناپتی! اس نے پورے محل کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے۔ اُس کی فاتح فوجوں نے سارا کچھ لُوٹ لیا ہے۔ اس کے سپاہیوں نے پورے جیجاک بھکتی میں دہشت پھیلا دی ہے۔ سیٹھوں اور مندروں کی ساری دولت مع زر و جواہر لوٹ لی گئی ہے۔"

"کرن بھی تو خود کو آریہ ہی کہتا ہے نہ مشر جی؟ وہ بھی ماہیشور ہے۔"

"یہ سب اُس نے ہُونوں سے سیکھا ہے مہاراج۔ اس کی پٹ رانی آول دیوی ہُون ہے۔ یشہ کرن کی ماں۔ اُسے اپنے حُسن پر بڑا ناز ہے۔ کرن کے کسی چاپلوس جاگیردار کے یہاں پل رہے رودّا نام کے ایک شاعر نے کرن کے حرم پر ایک نظم کہی ہے 'راؤر بیلی'۔ اسے پتھر پر کندہ کرا کے کرن نے دھارا کے نزدیک بسی ہُون بستی میں لگوا دیا ہے۔ یہ مقامی بولی میں کی گئی شاعری ہے۔ حرم کی ہر رانی نے اپنے اپنے دیس کا نام لیتے ہوئے اپنی خاصیتیں بیان کی ہیں۔"

"واہ کرن ڈاہریا نے تو اپنے باپ کو بھی مات کر دیا۔ شری گانگیہ کلچری نے دشمنوں سے ہار جانے پر اپنی سو رانیوں کے ساتھ پریاگ کے پاس ڈوب کر خودکشی کر لی تھی۔" اننت نے کہا۔

"میں اُجڑے ہوئے، تباہ شدہ شہر سے آ رہا ہوں۔ بغیر سوچے سمجھے جنگی حکمت عملی طے کرنا حماقت ہے۔" لمبی سانس لے کر کرشن مشر بولے۔ اب محض یہ مان کر چلنے سے کام نہیں چلے گا کہ راجپوتوں کو اپنی عزت و آبرو پر مر مٹنا آتا ہے۔ انہیں ایک نئی روایت کو تلاش کرنا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ جنگ سے انکار کرنے والے راجہ دیو ورما کی پیٹھ میں چھرا کیوں گھونپا گیا؟ بھورانی کو ستی ہونے کے لیے کس نے مجبور کیا؟ کندار یہ مہادیو یا دوسرے مندروں کی دولت کو لوٹنا۔ کیا یہ آریوں کا کردار ہے؟"

"اب دیر نہیں ہونی چاہیے سیناپتی! یہ جگہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔" سبھی بول پڑے۔

آماتیہ گوپال نے اپنی تلوار نکالی ۔ تیز دھار پر داہنے ہاتھ کی تیسری انگلی کو رکھ کر دبایا پھر خون میں ڈوبی انگلی سے کیرتی ورما کے ماتھے پر تلک لگاتے ہوئے بولے" مہاراج کیرتی ورما ! یہ برہمن کا خون ہے ۔ میں اپنے اجداد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک چندیری خاندان کے نام پر کلنک اس کرن ڈاہریا کی فوج کو اسی طرح تہس نہس نہ کردوں جس طرح بھگوان پرشورام نے اس نسل کی ابتدا کرنے والے ارجن سہستر باہو کو کلہاڑی سے کاٹ کر کیا تھا ' تب تک گھوڑے کی بیٹھ پر ہی آرام کروں گا۔ میں بھی اس کی راجدھانی مہیشمتی کو جلادوں گا۔ کسی مجرم کے ساتھ ہمدردی جتانا بزدلی میں شمار ہوگا۔ اب تری پوری بچ نہیں سکتی ۔" سپہ سالار گوپال نے آگے کہا۔" راجن ! جب میں جنگ ہار کر لوٹ رہا تھا تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ۔"

" وہ کیا ــــ " کیرتی ورما نے پوچھا۔

"یہی کہ آپ کو جیجاک بھکتی چھوڑ کر باہر جانا ہوگا۔"

" باہر جا کر کیا ہوگا سپہ سالار ! کیا اپنی رعایا کو کرن کے فوجیوں کے حوالے کردوں ؟ میں اپنی بزدلی کا منظر خود بھی دیکھنا چاہتا ہوں ' چاہتا ہوں میں بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ مرجاؤں ۔"

" یہ جنگی تدبیروں کا ایک حصّہ ہے مہاراج ۔ آپ کو اس وقت تک دشمن سے دور رہنا چاہئے جب تک اُسے اس کے جُرم کی سزا نہ دے دی جائے ۔"

" کہاں جانا ہوگا ؟" کیرتی ورما لاپروائی سے بولے ۔

آپ تاروں کی چھاؤں میں کاشی کے لئے روانہ ہوجائیں۔ سپہ سالار نے کہا۔ میں نے بہت پہلے بڑے آماتیہ پربھاس کا روزنامچہ دیکھا تھا۔ اسوقت پربھاس کی برابری کرنے والا کوئی شخص شمالی ہندوستان میں نہیں تھا۔ انہوں نے آپ کے اجداد کی خدمت کی تھی ۔ اس عالم و دانا وزیر کے خاندان کے افراد پچھلی چار پشتوں سے چندیلوں کی حکومت کے لئے خون پسینہ ایک کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی ممتاز اور سیاسی داؤ پیچ سے آگاہ خاندان میں پیدا ہوئے ہیں اننت ۔ یہ آپ کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں ۔"

" لیکن ہم لوگ کریں گے کیا ؟"

مجھے اپنے ذاتی مخبروں سے معلوم ہوا ہے کہ کرن نے اپنی ساری فوج جیجاک بھکتی کو

تاخت و تاراج کرنے کے لئے چھوڑ دی ہے اور خود پانچ سو سواروں کے ساتھ بنارس کے لئے روانہ ہوگیا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔ انت بولا۔ مجھے کیا کرنا ہوگا' یہ بھی جانتا ہوں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمارے ساتھ شری کرشن مشر بھی چلیں۔ اب ایسا زمانہ آلگا ہے کہ تھوڑے سے حکمراں گھرانوں اور برہمنوں کو چھوڑ کر شمالی ہندوستان کے باقی عوام سنسکرت زبان چھوڑ چکے ہیں۔ اور ان کی مدد کے بغیر ہم کاشی میں کچھ نہیں کر پائیں گے۔"

"ٹھیک ہے بھائی۔ میں بھی تیار ہوں۔ شری کرشن مشر نے کہا۔ میں عوامی بولیوں کا عالم تو نہیں ہوں لیکن پچھلے دس سالوں سے عام لوگوں کے درمیان گھومتا پھرا ہوں۔ باہر کی زندگی کو میں نے دیکھا اور محسوس کیا ہے کہ ہمیں بولیوں کو اس حد تک ضرور جاننا چاہیے کہ اپنا کام نکال سکیں۔ میں نے ایک بار راجہ دیو درما سے عرض کیا تھا کہ بھوج پرمار' گانگیہ' کلچری اور چالکیہ بھیم کے درباروں میں زیادہ سے زیادہ فن کار' شاعر' ڈرامہ نگار' دست کار' اور بت تراش اکٹھا کرنے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ اور ہمارے یہاں؟ ہمارے یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ جانے کتنے ایسے فن کار اور کاریگر راج دھانی چھوڑ کر چلے گئے' جنہوں نے کھجوراہو میں ہندوستانی تہذیب کے سب سے انمول فن تعمیر کو فروغ دیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ مہاراج دیو درما کی سرد مہری کی وجہ سے ہی میں بھی باہر چلا گیا تھا۔ لیکن کیا کروں' دل یہیں اٹکا رہا۔"

"مجھے ایک اندیشہ ہے۔" آماتیہ دتسراج بولے۔ "اگر کرن بنارس جا رہا ہے تو کیا یہ عقلمندی ہوگی کہ مہاراج کیرتی ورما اور ان کے ساتھیوں کو بھی وہیں بھیج دیا جائے؟"

"ہاں آماتیہ۔ لیکن آپ کے سوال کا جواب میں نہیں دے رہا ہوں۔ یہ دھنگ دیو کے بڑے آماتیہ پربھاس کا روزنامچہ کہہ رہا ہے کہ دشمن سے بچنے کی سب سے محفوظ جگہ وہی ہے جہاں دشمن خود رہ رہا ہو۔ آپ لوگ یہیں بیٹھیں۔ تھوڑا آرام بھی کرلیں۔ کل سورج نکلنے سے کچھ پہلے میں یہاں آجاؤں گا اور دشمن کی نقل و حرکت دیکھ کر پورے لائحہ عمل پر دوبارہ نظر ڈال لی جائے گی۔" اتنا کہہ کر سپہ سالار گوپال اچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے' اور چلتے ہوئے شہر کی طرف چل پڑے۔

لاکھ کوشش کرنے پر بھی کیرتی ورما کو نیند نہیں آئی۔ وہ ٹیلے کی ایک ہموار جگہ پر سونے کی کوشش

گزر رہے تھے۔ لیکن انہیں دکھائی دے رہی تھی چتا کی لپٹوں کے بیچ رکھی دیودرما کی لاش اور سرہانے بیٹھی بھابھی صاحب ....

بہت کوشش کرنے پر بھی وہ اس منظر کو ذہن سے جھٹک نہیں سکے۔ جلتا ہوا شہر، اٹھتے ہوئے شعلے، چیختے ہوئے انسان، چٹختی ہوئی لپٹیں۔ انہوں نے کروٹ بدلی۔ آج راستہ بتانے والا اپنے بیروکاروں کو بھلا بیٹھا ہے۔ نہ جانے کیوں کیرتی ورما اپنی ماں بھوونا دیوی کو بار بار یاد کرکے بے چین ہو رہے تھے۔ مختلف ذاتیں، مختلف گروہ، خادم اور آقا ۔۔۔ یہ سیکڑوں طرح سے بٹے ہوئے لوگ کیا کر سکیں گے؟ کیا یہ کمزور ڈھانچہ ترکوں کے اٹوٹ اتحاد اور مذہبی جنون کو روک پائے گا؟

ماں کی یاد آتے ہی کیرتی ورما کی آنکھیں بھر آئیں۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ بھائی دیوورما سلطنت کا انتظام سنبھالیں لیکن وہ روحانی بھلاووں میں ایسے گم تھے کہ انہیں نہ رعایا کی پروا تھی نہ ضابطوں کی اور نہ ہی سرحد پر گھات لگائے بیٹھے دشمن کی۔ میں نے بھابھی صاحب سے کہا تھا 'میں تو شمالی ہندوستان کے سفر پر نکل رہا ہوں۔ آپ انہیں سنبھالیں' دیوورما کو سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا۔

بھابھی صاحب کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس میں میں نے پہلی مرتبہ مایوسی کا عنصر پایا۔ 'رعایا اُگتے سورج کو پرنام کرتی ہے، ڈوبنے والے کو نہیں۔ ترک فاتح ایک نیا طلوع ہوتا ہوا سورج ہیں اور ہندوستانی اقتدار کا خاتمہ قریب آتا دکھائی دے رہا ہے۔' ان کی چھلکتی ہوئی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ۔۔۔ ان کی مسکراہٹ عموماً ایسی ہی ہوا کرتی تھی لیکن آج وہ اپنے اندرونی جذبات کو چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔

"کیرت کیا تمہیں سنسکرت کا وہ اشلوک یاد ہے؟"

"کون سا اشلوک بھابھی صاحب؟"

"ارے وہی، جس میں کہا گیا ہے کہ بیمار، گھر سے ہمیشہ باہر رہنے والے، غیروں کے اناج کے محتاج اور دوسروں کے سامنے آسانی سے جھک جانے والوں کی زندگی موت کے برابر ہے۔ اور موت ہے تھم جانے، منجمد ہو جانے کا دوسرا نام۔"

"بھابھی صاحب! آپ کو ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔" کیرت نے کہا تھا۔

"کیوں بھلا؟ کیوں نہ سوچوں ایسا؟"

"اس لئے کہ آپ نے جس اشلوک کے معنی بیان کئے اس کی کسی بھی کیفیت سے میرے بھائی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کی جو غلطی تھی وہ تھی حکومت کے تئیں بے نیازی۔ ڈھیلا ڈھالا رویہ۔ وہ اتنے سادہ لوح تھے کہ سمجھتے تھے کہ ان کی بے نیازی کی وجہ سے دشمن انہیں سیاسی الجھنوں میں نہیں پھنسائیں گے، دوسروں کے معاملوں میں دخل نہ دینا، پُرسکون طریقے سے جینا اور جینے دینا ان کی سیاست کے بنیادی اصول تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر وہ کسی کی سرحدوں میں دراندازنہیں ہوتے ہیں تو دوسرے بھی ان کی سرحدوں کا احترام کریں گے۔ بے نیازی اور بقائے باہم۔ انہیں دو لفظوں نے انہیں بھُلاوے میں رکھا اور وہ روحانی دُنیا میں کھوئے رہے۔ وہ صرف دھیان اور سمادھی کی تلاش میں تھے۔ انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہنے سے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ سیدھے سادے طریقے سے زندگی بسر کرنے والوں کے ہاتھ سے حکومت اور اقتدار یوں سرک جاتے ہیں جیسے بند مٹھی کے اندر سے ریت۔ عدم تشدد کا اصول ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو دشمنوں سے گھرے ہوئے ہوں۔ عدم تشدد میں یقین رکھتے ہیں اسلئے بھیڑوں کو نہ ماریں؟ یہ تو پرلے درجے کی حماقت ہے۔ انہوں نے اہنسا کو ریاستی مذہب کا درجہ دینے کی کوشش کی۔ کھجوراہو کے جین مندر اس بات کا ثبوت ہیں۔"

"دیکھو کیرت! بھابھی صاحب بولیں۔ یہ میری پیشن گوئی تو نہیں ہے۔ ذہن میں اُٹھنے والا ایک وسوسہ کہہ سکتے ہو۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ چندیلوں کی حکومت برباد ہونے والی ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ دنیا ترک کرنے کا عہد کر چکے تھے۔"

بھوُنا دیوی نہ جانے کب سے کمرے کے دروازے پر کھڑی میری اور بھابھی صاحب کی گفتگو سن رہی تھیں۔ وہ بولیں۔ "بہو تُو نے اپنے شوہر کے بارے میں جو کچھ سوچا وہ غلط تو نہیں ہے لیکن شاستروں کے خلاف ضرور ہے۔ چندیلوں کے جاہ وحشم میں اگر کمی آئے گی تو صرف انہیں وجہوں سے جن کا اعلان رشی چندراتریہ نے کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ خاندان تب تک پھلتا پھولتا رہے گا جب تک اس خاندان کے لوگ شراب نہیں پئیں گے، برہمنوں کو قتل نہیں کریں گے، ناجائز تعلقات نہیں قائم کریں گے اور نام کے آخر میں ورما لکھنا نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں بھی دراصل تین ہی شرطیں تھیں۔ میرے بیٹے دیو ورما نے تو کسی کو نہیں توڑا ہے۔ رشی کے چاروں احکام نبھائے ہیں۔ جس دن ان کی خلاف ورزی ہوئی اسدن چندیلوں کا انتہائی مضبوط قلعہ کالنجر بھی ان کی حفاظت نہیں کر پائے گا۔"

بھونا دیوی جس تیزی کے ساتھ کمرے میں آئی تھیں اسی تیزی سے باہر نکل گئیں۔

گھوڑا آکر ٹیلے کے نیچے رُک گیا۔ اسکی ٹاپوں سے سناٹے میں ایک عجیب طرح کا ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔

"مہاراج!" سپہ سالار گوپال بولے۔ "یہ رہے تینوں کے لیے بندیل کھنڈی مسافروں کے کپڑے۔ انہیں آپ لوگ پہن لیں۔"

سب لوگ تیار ہو گئے تو گوپال بھٹ نے کہا۔ "یہ ایک انتہائی خفیہ سربمہر خط ہے۔ اسے آپ سیتو دری کے کنارے بنے نند لیشور کے پجاری ورش دھوج کو دے دیں۔ یہ کام آپ کو خود کرنا ہوگا۔ آپ لوگ اپنے اپنے گھوڑے لے جائیں۔ حالانکہ پرچنڈ کو کاشی لے جانے کے سوال پر میرے ذہن میں تھوڑی سی الجھن ضرور پیدا ہو رہی ہے۔"

"سیناپتی!" کیرتی ورما نے کہا۔ "آپ کہیں تو میں اسے یہاں چھوڑنے کو تیار ہوں۔"

"آپ تو تیار ہیں لیکن کیا کرن کے سپاہی اس طرح کے اعلیٰ نسل گھوڑے کو یہاں بندھا رہنے دیں گے؟"

"سنو اننت۔" گوپال بھٹ اننت کی طرف مخاطب ہوئے۔ "میں تمہیں تمہارے بزرگوں کی قسم دے رہا ہوں۔ تمہارے جدِ امجد پربھاس کا سلسلۂ نسب اکش پاد گوتم سے ملتا ہے جنہوں نے انصاف کے فلسفے کی داغ بیل ڈالی اور مختلف صحیفوں کی تصنیف و تالیف کی۔ پربھاس کو ابھینو کوٹلیہ کا خطاب ملا تھا اور وہ دھنگ دیو کے اعلیٰ آمات یہ تھے۔ ان کی پوری ریاضت تمہیں للکار رہی ہے۔ اٹھو اور دکھا دو کہ ایسے اعلیٰ نسب بہادروں کو موت کا خوف بھی صحیح راستے سے الگ نہیں کر سکتا۔"

"سیناپتی کا حکم سر آنکھوں پر۔" اننت نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "ہمارے خاندان کے افراد پشتوں سے اس خاندان کا نمک کھاتے چلے آرہے ہیں۔ آج اجداد کے اس قرض کو اتارنے کا وقت آگیا ہے۔ میں تو بہت خوش ہوں سیناپتی!"

"شاباش۔" کرشن مشر بولے۔

"مشر جی۔ ایک بات آپ سے بھی۔"

"کہیے سیناپتی ۔" کرشن مشر نے کہا۔
"کیا آپ کو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ کرن کس راستے سے بنارس جارہا ہے ؟"
"میں تو آپ سے پوچھنے ہی والا تھا۔ لیکن آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ یہ تو معلوم ہے کہ کھجوراہو سے بنارس جانے کے تین راستے ہیں۔ پہلا جو عام پر امن حالات میں اختیار کیا جاتا ہے۔ وہ ہے کھجوراہو سے مہوبہ۔ پھر وہاں سے لمبے راستے سے چلتے ہوئے کانیہ کبج اور پریاگ۔ پریاگ سے کنتت، وندھیاچل، چرنادری اور بنارس۔"
"جی ہاں۔"
"مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کرن اور اس کے گھوڑ سوار سپاہی سب سے چھوٹا راستہ پکڑ کر جارہے ہیں یعنی کھجوراہو سے پنا، کالنجر، چترکوٹ، کنتت، وندھیاچل، چرنادری اور بنارس۔" گوپال بھٹ نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں تیسرے راستے سے جانا ہوگا۔ یعنی سون ندی کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بلہری، بکھارا، دیوراج نگر، سنگھاول، آبھیرپورا، چرنادری اور بنارس۔"
"ہاں۔" گوپال بھٹ نے کہا۔ "اننت یہ تھوڑے سے درم ہیں انہیں رکھ لو۔ خزانہ تو لٹ چکا ہے۔" اننت نے تھیلی لے لی۔ کیرتی ورما کے ذہن میں روشن بگولے چکر کاٹ رہے تھے۔ آج سب کچھ بیگانہ ہوگیا۔ وہ دل ہی دل میں بولے۔
گوپال بھٹ نے کیرتی ورما کو گلے سے لگالیا۔
"میں ایک حکم بھی دینے جارہا ہوں سیناپتی۔ شری واستویہ ماہیشور۔ آج سے کالنجر کے قلعے کی باگ ڈور آپ کو سونپی گئی۔ آپ نہایت سمجھدار انسان ہیں۔ جیسے بھی ہو اس قلعے کو دشمن سے بچائیں۔"
"جو حکم مہاراج!" ماہیشور نے ان سے وداع لی۔
تینوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اندھیری رات کے آخری پہر میں روانہ ہوگئے۔ گھوڑے سرپٹ دوڑے جارہے تھے۔ ٹیلوں، پہاڑیوں اور جھاڑیوں کے درمیان ان کی ٹاپوں کی آواز گونج رہی تھی۔ کیتھ، کٹہل، ریاں اور انگوٹ کے درختوں کی لٹکتی ہوئی ڈالیاں بار بار سر سے چھو جاتیں۔
"سب کچھ چلا گیا، اب اس سہرے کی چاہت کو لیکر کیا کروں۔" کیرتی ورما نے سوچا۔ بھابھی صاحب کے بغیر

کھجوراہو میں رہنا بھی تو ممکن نہیں تھا۔ ہر رات چتا کے لپکتے ہوئے شعلے۔ آگے .... اور آگے۔ ایک نوجوان لڑکی کی پوری فضا میں ارتعاش پیدا کرتی ہوئی آواز گونج اُٹھی۔

ہنسا پھرت بپت کے مارے، اپنے دیس نِنارے
اب کا بیٹھے تال تلیاں، چھوڑ سمد کنارے
اپنے دیس نِنارے ــــ اپنے دیس نِنارے

مصیبت کے مارے ہنس اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ اپنا دیس پرایا ہو گیا۔ سمندر کا کنارا چھوڑ اب ندی نالوں کے کنارے جا کر کیا بیٹھیں۔ اپنا دیس بچھڑ گیا۔ پرایا ہو گیا۔ اپنا دیس۔

آنسو کیرتی ورما کی آنکھوں کو نم کر گئے۔ ادھر سپہ سالار گوپال اسوقت گھوڑ سواروں کو جاتے دیکھتے رہے جب تک وہ جنگلوں میں غائب نہیں ہو گئے۔

"ماں شاردا! اس سلطنت کا بھلا کرو۔ گوپال گڑگڑانے لگے۔ اس کی مشکلیں آسان کرو۔ تم چندیلوں کے دکھنی دروازے پر ایستادہ ان کی کل دیوی[1] ہو۔ وطن کو پار کرنا ابھی تک کلچری یا کسی کے لئے بھی ناممکن رہا ہے۔ اتر اور دکھن دونوں طرف کی سرحدیں حملے کی زد میں ہیں۔ کہاں جائیں ماں۔ ہماری لاج رکھ لو...."

پھر انہوں نے اتری دروازے پر نصب وندھیہ واسنی کو یاد کیا۔ وہی التجا، وہی لہجہ، وہی مصائب کا بیان۔ "ماؤں! اگر گوپال زندہ رہا تو پیدل پوری سلطنت کا طواف کرتا ہوا صرف تمہارے آشیرباد کے لئے تمہاری زیارت کو آئے گا۔" انہوں نے ہتھیلی سے آنکھیں پونچھیں۔ گھوڑا بھی جیسے ان کے دل کی بے کلی کو سمجھ رہا تھا۔ صبح سویرے پھوٹنے والی سُرخی میں وہ دھیرے دھیرے چل پڑا۔

---

[1] خاندانی دیوی۔ خاص اور محبوب دیوی

1

کارتک پورنیما

صبح کا ستارہ آسمان کے مشرقی حصّے میں طلوع ہو چکا تھا۔ رات کے آخری پہر تین گھوڑ سوار گنگا کے کنارے آکر کھڑے ہو گئے۔ السائی ہوئی لہریں تاریکی کا باریک لبادہ اوڑھے خاموش پڑی تھیں۔ سامنے ندی دیکھ کر گھوڑے تھم گئے۔

ایک گھوڑ سوار جو ان کی قیادت کر رہا تھا ہاتھ جوڑے گنگا کی لہروں اور ان کے پار بسے بنارس کے سفیدی پھرے گھروں کو دیکھ رہا تھا جو نیم دائروں میں بنے ہوئے تھے۔ سیاہ اور سفید۔ دل کی اندرونی تہوں کے اندر اُبھرنے والے احساسات کے رنگ بھی تو یہی ہیں۔ غریب الوطنی، اپنی دھرتی سے دُوری، دُکھوں اور تکلیفوں کے تناؤ اور ان کی باہمی کشاکش میں بھی تو صدیوں سے یہی رنگ پروئے ہوئے ہیں۔ سیاہ اور سفید، سفید اور سیاہ۔

اسکی آنکھوں میں بسے شِو کے روپ اور جیوترلنگ کے درشن نے اس کے ذہن میں صرف ایک صورت جگائی تھی ــــ روشن مینار جیسے، آسمان کو چھُوتے سفید رنگ والے بلوریں ہمالہ کی سربلند چوٹیاں۔ لیکن نہ جانے کیوں وہ جھلمل کرتی گنگا کی لہروں کی سیاہی میں اپنے کرب کو منعکس ہوتا دیکھ کر ایک انوکھا سکون محسوس کر رہا تھا۔

نیلی گردن، تانبے جیسی سرخ رنگت والے، دھوئیں کے رنگ میں قائم، دیال کا مقدس دھاگا پہنے شِو ــــ یہ منظر اس کے دل میں عجیب و غریب جذبات بیدار کر رہا تھا اور ساتھ ہی تھکے ہوئے ذہن اور ٹوٹے ٹوٹے سے جسم کو ماتا سے سہلا رہا تھا۔

"کیرت!"

وہ چونک پڑا۔ اسے صاف سنائی پڑا "جو ہونا تھا" ہو گیا۔ اگر تمہارے دل میں میرے لئے ذرا سی بھی محبت اور عقیدت باقی ہو تو مایوسی کے اندھیروں سے خود کو بچاؤ۔ سامنے افق کی طرف دیکھو..."

کیرت پھر چونکا۔ "بھابھی صاحب آپ۔ آپ نے مجھے تاریک جنگلوں میں چھوڑ دیا۔ میرے ذہن میں صرف ایک رنگ بس گیا ہے اور وہ ہے سیاہ۔ ایک اندھیری گلی جس کا کوئی اور چھور نہیں۔"

"نہیں کیرت۔ جو سامنے ہے وہ سیاہی نہیں ہے۔ صرف سفیدی ہے۔ سر سے پاؤں تک سفیدی۔ اور گہرائی ایسی کہ تم تھاہ بھی نہیں پا سکتے۔ جب سفید اتھاہ ہوتا ہے تو سانولا نظر آتا ہے۔ اب دیکھو دھیان سے دیکھو گنگا کی طرف۔"

تھوڑی ہی دیر میں گنگا کا رنگ بدل گیا تھا۔ نیلا سندوری۔ جیسے زعفرانی ساڑی میں لپٹی گنگا شو سے ملنے کے لئے بے چین ہو۔ اس نے مشرقی اُفق کی طرف دیکھا۔ ہلکے بادلوں کے خشک ٹکڑوں کے اندر سے چاروں سمتوں کو روشن کرتا ہوا، گرم سنہرا سورج نکل چکا تھا۔

راج گھٹ۔ راج گھٹ۔

کنارے پر نادیں جھنڈ بنا کر کھڑی ہوئی تھیں۔ ملّاح مسافروں کو جلد سے جلد پار اتار دینے کا یقین دلاتے ہوئے اپنی اپنی ناؤ کی طرف بلا رہے تھے۔

"اب کیا کریں مہاراج؟" اننت نے کیرتی ورما سے پوچھا۔ دن کے اُجالے میں گنگا پار کرنا، وہ بھی گھوڑوں کے ساتھ۔ کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔"

"سنو انتو۔ کیرت ہنستے ہوئے بولے۔ آج سے نہ میں کیرتی ورما ہوں اور نہ تم آماتیہ اننت بس ایک کیرت اور دوسرا انتو۔"

"اور تیسرا؟" کرشن مشر بولے۔

"آپ تو نہ جانے کتنی بار اپنا دیسی نام سُنا کر جن پدوں میں گفتگو کا موضوع بن چکے ہیں کنہیا مشر۔"

تینوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"کوئی بڑی ناؤ یا جہاز نہیں دکھائی پڑ رہا کیرت، جس پر گھوڑوں کے ساتھ ہم لوگ اس پار راج گھٹ اُتر سکیں۔"

سورج تھوڑا اور اوپر آچکا تھا اور سنہرے رنگ میں ڈوبے سفید مکانوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے یہ کوئی پچھلی زندگی میں دیکھا ہوا خوابوں کا شہر ہو۔

"وہ دیکھئے کنہیا مسّر جی۔" انتو بولا۔ ایک چھوٹا سا جہاز راج گھٹ سے اِدھر کی طرف آرہا ہے۔ کس نے بھیجا ہے؟ کیوں آرہا ہے یہ؟"

جہاز کنارے پر آکر لگا۔ اس میں دو ملّاح تھے اور انگوچھا لپیٹے، کاشی کی تہذیب کا اعلان کرتا ہوا ایک مست مولا قسم کا آدمی۔

اس نے گھوڑوں کے ساتھ کھڑے تینوں مسافروں کو گھور گھور کر دیکھا۔ پھر اچانک مسکرایا۔

"کہو جی کنہیا مسّر، آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟"

"ارے بھیا رنجک، آپ ہیں؟"

کنہیا مسّر کے چہرے پر بڑی میٹھی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ رنجک جہاز سے اتر کر گیرتی درما کی طرف چلے۔

"راجن مایوس نہ ہوں اور جو کچھ ہو چکا ہے اُسے بھول جائیں۔ میری عمر ستاون سال ہے۔ کبھی آپ سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن جب آپ کے دادا چھپ کر کاشی میں گم نامی کی زندگی بسر کر رہے تھے تب سے میں ان کے معاون کے طور پر کام کرتا چلا آیا ہوں۔ آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ آپ کون ہیں۔"

"تب تو آریہ رنجک۔ پتہ نہیں اس شہر میں آپ جیسے کتنے لوگ اور ہوں گے جو چہرہ دیکھ کر مجھے پہچان جائیں گے۔" گیرت بولے۔

"بشرطیکہ انہوں نے بھی آپ کے دادا حضور کو مکر پُشکرنی میں نہا کر، منی کرنیکا گھاٹ پر پنڈ دان دیتے اور جنگلوں میں باٹی بھرتا کھاتے دیکھا ہو۔ ودیا دھر دیو کو چُورما کھانا بہت پسند تھا اور وہ ہنس کر کہا کرتے ۔۔ گاہڑوال رنجک! میں کئی بار آپ سے درخواست کر چکا ہوں کہ کھجوراہو یا مہوبہ، جو شہر پسند ہو وہاں کنبے کے ساتھ چلئے۔ اور میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا کہ میں یہاں سے چل دوں تو آپ کو سیاسی ہتھکنڈوں اور جاسوسوں کی بھیڑ سے کون بچائے گا۔ وہ ہنستے۔ آپ کے بارے میں آماتیہ مہی پال ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ کاشی میں جو کچھ اچھا ہے وہ سب رنجک گاہڑوال میں ملے گا اور جو بُرا ہے وہ سب کا سب کاشی کے راجہ کھوری گانگیہ دیو میں مجسّم ہو چکا ہے۔"

"آریہ! میں مہی پال کا بیٹا اننت ہوں۔ میں اپنے والد کا روزنامچہ الٹ پلٹ رہا تھا تو

اس میں کاشی کے صرف ایک شخص کا نام ملا۔ رنجک گاہڑوال کا۔ ہاں اس میں مختلف راج دھانیوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔"

"اوہ، تو تم بھی پال کے بیٹے ہو۔" رنجک گاہڑوال مسکرائے۔ بیٹے، پورے شمالی ہندوستان میں صرف چندیل حکومت کو یہ استثنائی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں راجہ چھتری تھے اور آماتیہ برہمن۔ شروع سے ہی ایسا رہا ہے۔ دھنگ دیو، گنڈ دیو اور ودّیا دھر دیو کے آماتیہ اعلیٰ پربھاس، شوناگ اور بھی پال ہوے۔ اب یہ تمہاری خوبیوں، خامیوں، اہلیت، نا اہلیت، تدبّر، عدم تدبّر اور سیاسی سوجھ بوجھ کے امتحان کی گھڑی ہے۔ تم کسوٹی پر کھرے اترتے ہو یا نہیں یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ ہاں میں نے جو کچھ سنا ہے وہ بھی کہہ دوں کہ راجاؤں نے سکھ اٹھائے یا دُکھ جھیلا، اعلیٰ آماتیوں کو کبھی الگ نہیں کیا اور انہوں نے بھی شاہی خاندانوں کے ہر اتار چڑھاؤ میں اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔"

رنجک نے ملاحوں سے کچھ کہا۔ جہاز گھاٹ کے قریب لے آیا گیا۔ ساحل سے جہاز پر چڑھنے کے لئے لکڑی کے تختے لگا دیے گئے تاکہ گھوڑے آسانی سے جہاز میں آسکیں۔ سواریوں اور گھوڑوں کو لے کر جہاز کاشی شہر کی طرف چل پڑا۔

کیرت بڑے خاموش خاموش سے تھے۔ دل ہی دل میں انہوں ماں گنگا کو پرنام کیا۔

گنگا اور شو کا ایسا گٹھ بندھن گنگوتری سے گنگا ساگر تک کہیں نہیں ہے۔ گنگا اپنے آنچل میں شو کو سمیٹے، خوش خوش، لہروں کی راگنی میں جیسے کھلکھلا رہی ہیں۔ وہ شو کی شبیہہ ہیں۔ شو کے خواص عطا کرنے والی ہیں۔ گنگا اور شو کا یہ اجتماع، یہ اختلاط، یہ وصل کہاں ملے گا؟ دنیا کے اتنے قدیم شہر اور گنگا کا یہ الوہی حسن بھی کیرت کے دل کو سکون نہیں دے پا رہا تھا۔ ہلکے گیروے سانپ کی کینچلی کی طرح چمکدار، باریک اور سانس سے بھی اُڑ جانے والے نازک و شفاف کپڑے میں لپٹا کاشی انہیں بار بار مادی دنیا سے علیحدہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کیرت تھے کہ ان کے ذہن میں جیجاک بھکتی کے پہاڑی علاقے ڈوب ڈوب کر اُبھر رہے تھے۔ جمراسی، کرراری چرولی، کردب وغیرہ کے درختوں سے ڈھکے راستے ان کی آنکھوں کے سامنے آن کھڑے ہوتے۔ جب وہ گھوڑے پر بیٹھ کر آرہے تھے تو ان کے سر، پیشانی، بندیل کھنڈی پگڑی اور گالوں کو جن چھوٹے چھوٹے درختوں نے اپنا لمس بخشا تھا انہیں وہ کیسے بھول سکتے تھے۔ چلتے وقت اس بندیل کھنڈی دوشیزہ

نے جو گیت گایا تھا وہ اب بھی ہونٹوں پر کانپ اٹھتا تھا۔

ہنسا پھرت بپت کے مارے ... بپت کے مارے ...

نہیں۔ مجھے یہ رومانی ریشمی جال نہیں چاہئے۔ میں تو سنگلاخ سچائیوں کا سامنا کرنا چاہتا ہوں۔ سنا ہے کہ یہ شہر ترشول پر قائم ہے۔ میں ترشول اٹھانے والی حقیقی پہاڑی پر پیر رکھ کر سمجھنا چاہتا ہوں کہ روحانی تجربوں اور مادی سچائیوں میں سے کس کو اختیار کیا جائے؟

"کیا سوچ رہے ہیں؟" رنجک گاہڑوال بولے۔ "بس تھوڑی ہی دیر میں آپ کو راستے کی تھکن اتارنے کا موقعہ مل جائے گا۔ آپ اس شہر کی زندگی کے طرز کو، اس کے حسن اور بدصورتی کو پہچانئے راجن۔ جلدی میں کوئی فیصلہ کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔"

کیرت مسکرائے۔ "آریہ رنجک۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کے پاس وہ کون سی طاقت ہے جس نے میرے دادا ودیادھر دیو کو اپنے بس میں کر لیا تھا۔ آپ باہر سے جتنے سیدھے سادے نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی گہرے ہیں۔"

ورونا اور گنگا کے سنگم سے پچاس ہاتھ کی دوری پر گنگا کے کنارے جہاز کھڑا کر دیا گیا۔ سب لوگ اتر آئے۔ چاروں طرف خاموشی تھی۔ آگے آگے رنجک اور پیچھے تینوں گھوڑ سوار گاہڑوال راجہ چندر دیو کی بنوائی ہوئی سرائے، سرائے سوہنا کے دروازے پر رکے۔ "بہاری ــــ اے بہاری" رنجک نے پکارا۔

اندر سے جو شخص باہر آیا وہ یا تو خاموش طبیعت تھا یا بغیر کسی مقصد کے بولنا جانتا ہی نہ تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"کیا حکم ہے جناب؟"

"دیکھو یہ میرے عزیز سفر پر نکلے ہیں۔ پہلے تو سائیسوں سے کہہ دے کہ ان تینوں گھوڑوں کو نہلا دھلا کر ان کے دانے بھوسے کا انتظام کر دیں۔ پھر تو اوپر والے بڑے کمرے میں تین بستر لگوا دے۔ اور دھیان سے سن۔ اگر انہیں ذرا بھی تکلیف ہوئی تو ..."

"تو آپ میری شامت بلا دیں گے ــ" وہ مسکرایا۔

"ہاں۔"

"لیکن ایندھن پانی ــــ" وہ چُپ ہو گیا۔
"تو یہ درہم ہیں"۔ رنجنگ چلے گئے۔
بہاری نے رقم لے لی۔ پھر تینوں گھوڑسواروں کو مخاطب کر کے بولا "جو مُرڈ بولے سو گنگا نہا"۔
کنہیا مسّر بولے۔ "ٹھیک کہہ رہے ہو بہاری، جو سچ بولتا ہے وہ ایسا ہے جیسے گنگا نہا کر آرہا ہے۔ بھائی تم طنزیہ باتیں مت کرو۔ سچ مچ ہم لوگ گنگا نہانے جانا چاہتے ہیں"۔
انتو بولے "لیکن ہمارے پاس کپڑے نہیں ہیں"۔
وہ چُپ چاپ کمرے میں گیا اور تین دھوتیاں، تین چادریں اور تین انگوچھے لیکر آیا۔ کپڑے دیتے وقت وہ مسکرایا اور درہم دکھا کر بولا "ابھی گرم گرم پوریاں لے کر آرہا ہوں۔
کنہیا مسّر ہنسے۔ "ہاں بھائی جا، پوریاں ہی کھلا دے۔ شہر میں بنی بنائی مل جائیں گی۔ شام کے وقت تمہارے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھائیں گے"۔
بہاری چلا گیا۔ اس کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

تینوں گھوڑسوار کھاپی کر بستر میں پڑے تھے۔ "ارے کنہیا مسّر"۔ رنجنگ نے ان کا بازو پکڑ کر جگایا۔ "شام ہونے میں تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے۔ اب اُٹھیے بھی"۔ ان کی آواز سن کر کیرت اور انتو بھی جاگ گئے۔

"کسی سے ملنا ہے آریہ؟"
"ہاں ذرا سیتو دری کے کنارے چلنا ہے"۔ کیرت بولے۔
"تو چلئے، وہاں پہونچتے پہونچتے شام ہو جائے گی۔

2

چاروں پیدل ہی چل پڑے۔ وردنا ندی پر ناویں جما کر ایک معمولی سا پُل بنا لیا گیا تھا۔ وردنا اور سنگم پر واقع مندروں کے کلس ڈوبتے سورج کی سرخ کرنوں میں نہائے ہوئے لگ رہے تھے۔ زیادہ تر راستے چکنے تھے، ان پر گھاس نہیں تھی۔ خاص شاہراہیں کنکر سے بنی تھیں اور سامنے تھی سیتو دری۔

" واہ کیا حسن ہے۔" انتُو بولا۔

چاروں آگے بڑھے۔ ان کے پیروں کی آہٹ پاکر سارسوں کا جوڑا قیں قیں کرتا ہوا اُڑا اور سربلند مندروں کی چوٹیوں کے درمیان ایک ترچھی لکیر کھینچتا، نیلے اُفق میں غائب ہو گیا۔

" کاشی کے قلب میں واقع یہ جھیل مجھے قدرت کا ایک بیش بہا تحفہ معلوم ہو رہا ہے۔" انتُو نے کہا۔ کیرت کچھ نہیں بولے۔

" کیا سوچ رہے ہیں جناب " انتُو نے پوچھا۔ اُسے لگ رہا تھا کیرت ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گئے ہیں۔ قبل اسکے کہ وہ اپنے اندر کی لامتناہی گہرائیوں میں ڈوب جائیں، انہیں باہر لے آنا بہت ضروری ہے۔

سامنے تھا ندیشور کا مندر۔ ناگر طرز تعمیر پر بنا ہوا ایک نایاب اور آزادانہ کاریگری کا وسیع و عریض نمونہ۔ سر پر چمکدار آنولہ تھا، اسکے اوپر کلش تھا اور اس کی چوٹی پر علم۔ گیروے رنگ کا علم ہوا کے محض ہلکے سے لمس سے لہریں لے رہا تھا۔ مندر کے اندرونی مقدس حُجرے کے اوپر ناگر طرز تعمیر میں چوکور بالائی حصہ بنا ہوا تھا جو وِمان کہلاتا ہے۔ بڑے بڑے چکنے کھمبوں پر وسیع و عریض منڈپ ایستادہ تھا جس میں دیواروں سے لگی ہوئی دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں تھیں۔ یہ مورتیاں نہایت آزادانہ جنسی اختلاط کی تصویر کشی کر رہی تھیں۔

" مشرجی۔" کیرت نے کہا۔ آپ ذرا پوچھئے کہ آچاریہ ورش دھوج کب ملیں گے؟ خیال رہے کہ ان کی شام کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔

شری کرشن مشر مندر کے قریب بنے محل کی طرف چلے گئے۔ مندر کے اندر کا فرش نہایت چمکدار اور رنگین چٹانوں کو تراش کر اور بڑے فنکارانہ ڈھنگ سے بنایا گیا تھا۔

سامنے ایک پجاری دکھائی پڑا۔

" آریہ، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پاشُوپتا چاریہ شری ورش دھوج ہمیں ملاقات کا شرف بخش سکیں گے؟"

" آپ کی تعریف؟" پجاری نے پوچھا۔

" یہ تو راز کی بات ہے جناب لیکن آپ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہم بندیل کھنڈی مسافر ہیں اور

گھومتے پھرتے یہاں تک پہونچے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" پجاری بولا۔ "آپ تھوڑی دیر یہاں رُکیں۔ میں پتہ لگا کر آتا ہوں۔"

کرشن رشتر منڈپ کی دیواروں سے لگی ہوئی مورتیوں کو دیکھتے ہوئے مونہہ ہی مونہہ میں بولے' یہ تو کھجوراہو کے کندار یہ مندر کی مورتیوں سے ملتی جلتی ہیں۔

"ابھی وہ شام کی پوجا پر بیٹھے ہیں جناب۔ آپ کو آدھی گھڑی انتظار کرنا ہوگا۔"

کرشن رشتر نے کیرت کو [illegible] کہ ابھی کچھ دیر ہے۔ وہ چاروں سیتو دری کے کنارے ایک صاف ستھری جگہ دیکھ کر بیٹھ گئے۔

"کہو انتو۔" کیرت نے کہا۔ "کیا جیجاک بھگتی کے جبل پور کے پاس نرمدا کے دھواں دھار پانی پھینکتے آبشار کا حُسن سیتو دری سے کم ہے؟ کیا گھنے جنگلوں اور پہاڑیوں کے درمیان [illegible]ن بھدر کی شفاف دھاریں اس جھیل سے کمتر ہیں؟ کیا مرکت کی پہاڑیوں کے اوپر فوارے چھوڑتے بیجائی آبشار بھولنے کی چیز ہے؟"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا جناب۔ میں تو آپ کو قدرتی نظاروں سے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔" انتو نے کہا۔

"میں جانتا ہوں انتو کہ تم مجھے اذیت کے اندھے کنویں سے باہر نکالنے کے لئے یہ سب کہہ رہے ہو لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے جلتی اس چِتا کو بُھلا پانا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔" ماحول اچانک اُداس ہو اٹھا۔

سیتو دری کے کنارے چاروں افراد بیٹھے رہے۔ دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا اور کیرت نے سیتو دری کو اپنائیت بھری نظروں سے دیکھا۔ سچ مچ وہ شو کے دشتِ نشاط کا شیش محل تھی۔ جھیل کے چاروں طرف بنے ہوئے مندروں میں جلتے دیوں کا عکس پانی میں جھِل مِل جھِل مِل کر رہا تھا۔ چودھویں کے چاند کی روشنی نے انتہائی باریک اور جالی دار کپڑے کی طرح پورے شہر کو ڈھک رکھا تھا۔

اپنے گہرے پانیوں کی وجہ سے سیتو دری نیلی لگتی تھی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ گنگا کا پانی چکر گُش کرنی سے ہوتا ہوا' مندا کنی کے کناروں کو توڑتا اپنے عزیز ترین نندیشور شو سے ملنے کو اُبل پڑتا تھا۔ سیتو دری کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ سیلاب کے زمانے میں جب وہ گنگا کے پانی سے بھر

جاتی تھی تو قدرتی حُسن اور پاکیزگی کا ایک انوکھا امتزاج بن جایا کرتی تھی ۔ دیوتاؤں کے دیوتا شو نے ایک مرتبہ اپنی شریک حیات گوری سے کہا تھا کہ جب گنگا اور سیتودری آپس میں مل جاتی ہیں تو وہ نظارہ دیوتاؤں کو بھی بڑا دلفریب محسوس ہوتا ہے۔ سیتودری گنگا کے پانی سے بھر کر ابل پڑتی تھی تو اس کا پانی ایک چھوٹی سی ندی سے ہوتا ہوا ورُونا میں گرنے لگتا تھا۔

رنجک گاہڑوال اس درمیان بالکل خاموش رہے تھے۔

"کہئے آریہ رنجک ۔ ہم لوگوں سے کوئی خطا ہوئی کیا ؟ آپ اتنے خاموش کیوں ہیں ؟"

"خطا کیا ہوگی جناب ۔" رنجک نے کہا۔ "دراصل میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج وہ ساری یادیں یلغار کر رہی ہیں جو میری زندگی کی انمول دولت ہیں ۔"

"میں کچھ نہیں پایا آریہ ۔" کیرت نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ خوش خوش رہیں ۔ کرب و اذیّت کو دل سے نکال پھینکیں ۔ یہی درخواست ہے ۔"

کیرت نے کچھ سوچتے ہوئے رنجک گاہڑوال کی طرف دوبارہ بغور دیکھا ۔ ان کی آنکھیں بے حد چمکیلی اور آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں ۔ کیرت کانپ اُٹھے ۔ انہوں نے موضوع بدلنے کے خیال سے کہا ۔ "آریہ ، میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ جگہ شاید اس کے لئے مناسب نہ ہو ۔"

"آپ بلا جھجھک پوچھیں ۔ جتنی محفوظ ورونا پار کی سرائے ہے اتنا ہی بے ضرر ہے یہ نندیشور کا آنگن ۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم تینوں گھوڑ سوار آج سویرے گنگا کے مشرقی کنارے پر کھڑے ملیں گے ؟"

"میں جانتا تھا آریہ کہ آپ آج یہ سوال کسی نہ کسی وقت ضرور کریں گے ۔ لیکن جب آپ چُپ رہے تو از خود ساری وضاحت کرکے سب کچھ بتا دینا میں نے مناسب نہیں سمجھا ۔ دراصل بلا ضرورت بولنا میں نے سیکھا ہی نہیں ہے ۔ آپ کو معلوم نہیں ہے ۔ پچھلی رات ایک سانڈنی سوار میرے گھر آیا ۔ اس نے کھجوراہو پر قبضہ ہو جانے کی خبر سنائی اور سپہ سالار گوپال کا پیغام بھی دیا ۔ گوپال میرے بچپن کے دوست ہیں ، راجن ، جب ہم لوگ شہنشاہ وِدیا دھر دیو کی قیادت میں قنوج کے صوبیدار کو سزا دینے کے لئے چلے تو مجھ سے گاہڑوال راجہ چندر دیو نے کہا ، ودیا دھر دیو کو میرا پرنام کہنا رنجک اور یہ بھوج پتر

بھی دے دینا۔ اس میں ایک دوہا تھا جس کا مفہوم کچھ یوں ہوتا ہے ' وندھیاچل پہاڑ جس طرح ہرے بھرے پیڑوں کو اپنے دامن میں جگہ دیتا ہے اسی طرح وہ خشک پیڑوں کو بھی سر آنکھوں پر رکھتا ہے ' بالکل اسی طرح عظیم شخصیتیں بھی صرف بڑے لوگوں کو ہی نہیں بلکہ معمولی انسانوں کو بھی اپنے یہاں پناہ دیتی ہیں ۔"

" آپ تو جانتے ہی ہیں کہ کلچری گانگیہ دیو نے ترکوں کے حملے سے پہلے گنگا گھاٹی پر قبضہ کر لیا تھا اور کاشی پر بھی اقتدار حاصل کر لیا تھا ۔ اس نے گاہڑوال خاندان کو اس طرح دبوچ لیا تھا کہ جرناردی کے قلعے اور کنتت کے چھوٹے سے علاقے میں رہنے کے علاوہ گاہڑوالوں کے لئے کوئی چارہ نہیں تھا ۔ میں نے ودیا دھر دیو کو بھوج پتر پر لکھا وہ پیغام دے دیا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ کاشی سے گانگیہ دیو کے اقتدار کو ختم کریں گے ۔ لیکن بدقسمتی سے ان کا سورگ باس ہو گیا ۔ ترک سپہ سالار نیالتگین نے صرف پانچسو گھوڑسواروں کو لیکر کاشی تک چھاپہ مارا ۔ اس کے سپاہیوں نے ساروں، تاجروں، بزازوں اور غیر محفوظ مندروں سے ساری دولت لوٹ لی ۔ ترکوں نے پہلی مرتبہ عطر کی شیشیاں دیکھیں ۔ انہیں لوٹ کر پھوہڑپن کے ساتھ کپڑوں میں عطر پوتا ۔ چار پہر بعد وہ جس تیزی کے ساتھ آئے تھے، اسی تیزی سے واپس لوٹ گئے ۔ کاشی نریش اور وکرمادتیہ جیسے القاب اختیار کرنے والے کلچری گانگیہ دیو کے جاہ و جلال کو روند کر وہ چل دیے ۔ ترکوں کے حملوں سے سلطنت کی حفاظت نہ کر پانے کی وجہ سے انہیں بے حد ندامت ہوئی ۔ وہ اس شکست کو برداشت نہ کر سکے ۔ اسی لئے انہوں نے اپنی سو رانیوں کے ساتھ پریاگ میں اکشے وٹ کے پاس گنگا میں خود کو سپرد آب کر کے خودکشی کر لی ۔ اسی درمیان چندر دیو نے کاشی کو اپنے راج میں ضم کر لیا ۔ اور وہی صورت حال اب بھی ہے ۔ لیکن اس کے زبردست دشمن لکشمی کرن نے کاشی کو مرکز بنا کر مشرقی علاقے کے بڑے حصے کو فتح کر لیا اور اپنی بالادستی قائم کر لی ۔ چندر دیو کی حیثیت صوبیدار جیسی بھی نہیں رہ گئی ۔ وہ بڑی سادگی سے تقریباً گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور کاشی کا اصل حکمراں لکشمی کرن بن بیٹھا ہے ۔

" چلئے آپ لوگ " پجاری نے کہا ۔" آچاریہ تری آپ لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں ۔"

چاروں اشخاص مندر سے ملے ہوئے عظیم الشان محل کے صدر دروازے سے ہوتے ہوئے

آگے بڑھے ۔ دروازے کے دونوں طرف ایک ایک ناگا شیو سنیاسی ہاتھوں میں ترشول لئے تعینات تھا۔

"راجن" انہوں نے کہا۔ "آپ اکیلے جائیں۔ ضرورت ہو تو ہم لوگوں کو بھی بلا لیجئے گا۔"

کیرت سیڑھیاں پھلانگتے دوسری منزل پر پہونچے۔ پورا کمرہ اگر اور لوبان کے خوشبودار دھویں سے بھرا ہوا تھا۔ بیچ کی چوکی پر بہت ہی قیمتی قالین تھا جس پر سنہرے رنگ کی پوشش بھی تھی۔ کیرت نے سامنے ایک ادھیڑ عمر کے شاندار، صحت مند اور نہایت چاق و چوبند شخص کو بیٹھے دیکھا ۔ ان کی داڑھی میں بال نہیں تھے اور سر پر گیردے رنگ کا ریشمی کپڑا بندھا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹے ۔" ایک بھاری بھرکم سنجیدہ آواز کمرے میں گونجی ۔

کیرت نے جھک کر ان کے پیر چھوے ۔ آچاریہ نے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرباد دیا۔

چوکی کی بغل میں رکھی چھوٹی چوکی پر بیٹھتے ہوے کیرت نے وہ مہر بند خط آچاریہ کے ہاتھوں میں دے دیا۔ پل بھر وہ اس سر بہ مہر خط کو دیکھتے رہے پھر لفافہ کھول کر خط نکال لیا۔

وہ جوں جوں خط پڑھتے جاتے تھے ان کے چہرے، پیشانی اور بھوؤں میں بل پڑتے جاتے تھے۔ خط پورا کر کے وہ ایک جھٹکے سے چوکی پر سے اُٹھے اور کیرت کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا ۔ "کیرتی۔ کیا حالت بنا رکھی ہے بیٹے تجھے یہ لباس پہننا پڑا۔ تیری داڑھی ایسی بے ترتیب ہوگئی ہے ۔ چہرے پر ہمیشہ کھیلنے والی ہنسی کہاں گئی ؟"

"آچاریہ یہ سب اپنے اعمال کا نتیجہ ہے ۔" کیرت نے ہچکیاں لیتے ہوے کہا ۔ میری جیجاک بھکتی تباہ ہوگئی اسکی فکر نہیں، میرا سارا خزانہ لُٹ گیا اسکی پروا نہیں۔ بھائی دیو درما مارے گئے، کوئی بات نہیں لیکن میں نے بھابھی صاحب کو چتا پر بھائی صاحب کی لاش کے پاس بیٹھے دیکھا۔ اس سے قبل کہ میں کچھ کہہ سکوں انہوں نے کافور کی ڈلیوں میں آگ لگادی اور جیجاک بھکتی کی قسمت جل کر راکھ ہوگئی ۔"

"بیٹے، تو مجھے پہچانتا تو نہیں ہوگا ؟"

"نہیں آچاریہ ۔"

"وکرم سمبت 1097 میں بیساکھ کے مہینے میں چندیل گھرانے کی راج بہو بھونا دیوی یعنی تمہاری والدہ کی دعوت پر ہم باپ بیٹے کھجوراہو گئے تھے ۔ بھونا دیوی نے مہاراجہ ودیا دھر دیو

کی گرتی ہوئی صحت کو دیکھ کر اکیس دن تک اکھنڈ رشٹ[1] رودری اور رودرابھیشک[2] کی منت مانی تھی۔ میرے محترم والد رتو دھوج بھونادیوی کو بیٹی کی طرح مانتے تھے۔

مہا کالیشور کے مندر کے وسیع وعریض آنگن کے سامنے شامیانہ لگایا گیا۔ ایک سو آٹھ ویدک رسومات کرانے والے برہمنوں نے رسومات شروع کیں۔ والد کی ہدایت کے مطابق مہاراجہ ودیادھر دیو کو منڈپ کے سامنے گھاس پر لگائے گئے بستر پر لٹا دیا گیا۔ پھر سب برہمنوں نے باآواز بلند مقدس ویدوں کی رچاؤں کو پڑھنا شروع کیا۔ مندر ان کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ جو رچا پڑھی جاتی اس کی صدائے بازگشت مندر کی دیواروں سے ٹکرا کر سنائی دیتی۔ غاروں میں جو ڈرامے کھیلے جاتے ہیں ان میں آہستہ سے بولے جانے والے الفاظ کی آواز بھی دور دور تک پھیلتی ہے۔ شاید مندر کے اندر بھی یہی اصول کارفرما تھا۔"

"خیر چھوڑو اسے" ورش دھوج بولے۔ جب میں کھجوراہو گیا تھا اسوقت تم کوئی پانچ سات برس کے بچے تھے۔ رودرابھیشیک کے وقت میری گود میں آکر بیٹھ جاتے۔ ویدک برہمنوں کو یہ کچھ ناگوار بھی گذرتا۔ لیکن میرے والد کہتے کہ یہ چندیل خاندان کا اسکند گپت[3] ہے یہ جو کرے اسے کرنے دو۔"

"آپ کے والد محترم نے صحیح کہا تھا آچاریہ۔ میں اسکند گپت ہی ہوں۔ اسکند نے ہُونوں کے حملے کو روکنے کے لئے اپنی فاتح فوجوں کو ایک ایسے منظم طریقے سے کھڑا کیا کہ ان کی قطاروں کو توڑپانا سخت دشوار ہوتا لیکن ہُونوں نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ رات کے وقت ندی کا پانی غضبناک سیلاب کی طرح مگدھ کی فوج کے خیموں میں گھس آیا۔ پاٹلی پُتر کا بہادر راج کمار ہونوں کی شاطرانہ چالوں سے مات کھا گیا۔ کسی طرح پانی سے تو وہ بچ نکلا لیکن انتہائی ذلت، شکست اور کرب واذیت کے احساس کے ساتھ کاشی میں بھیتری نام کے ایک مقام پر رات گذاری۔"

1، 2 { مخصوص طریقے سے کی جانے والی پوجا
جو اکیس دن تک لگاتار جاری رکھنے کی منت تھی۔

3۔ گپت عہد کا ایک مشہور حکمراں۔

"بیٹے۔ اس طرح مایوس ہونا ٹھیک نہیں ہے"۔ آچاریہ ورش دھوج بولے۔ "اس خاندان کو تمہارے ہاتھوں دوبارہ عروج حاصل ہونے والا ہے۔ نیلی آنکھوں والے مہاراج ودیادھر کی روح تمہیں للکار رہی ہے۔"

آچاریہ ورش دھوج شاید کچھ اور کہتے کہ کیرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ نظروں میں ایک پختہ عزم کی چمک اُبھر آئی۔ "آچاریہ، آپ لوگ مجھ پر طنز کرنا چھوڑ دیں۔ کھجوراہو سے لے کر کاشی تک میرے جتنے بھی خیر خواہ ہیں سب یہی بات کرتے ہیں۔ ودیادھر دیو، ودیادھر دیو سنتے سنتے میں اُکتا گیا ہوں۔ میرے دادا ودیادھر دیو پورے شمالی علاقے کے شہنشاہ تھے۔ اُدبھانڈ سے لے کر پاٹلی پتر تک اور ہمالیہ کی سربلند چوٹیوں سے لیکر وندھیاچل کے پہاڑی سلسلے تک ان کی بلا شرکت غیرے حکومت تھی — اور میں — میں ایک راندا ہوا، شکست خوردہ، تنہا اور بے یار و مددگار انسان ..."

ورش دھوج کی آنکھوں میں نمی کی ہلکی سی جھلک پیدا ہوئی۔ انہوں نے کیرت کے سر کو سہلاتے ہوئے کہا "بیٹے میں سنیاسی ہوں۔ میرے والد نے بہت کوشش کی کہ میں شادی کروں لیکن میں کسی بھی شخص کے ساتھ ذہنی سطح کی وابستگی نہیں چاہتا تھا۔ کنبہ دنیاوی لگاؤ کا دوسرا نام ہے۔ میں تمہاری اذیت کو اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ لیکن میری ایک صلاح ہے۔ کیا تم اسے مانو گے؟"

کیرت نے ایک لمحے کا توقف کیا، کچھ سوچا پھر بولے "فرمائیے۔"

"تمہیں اسی وقت بھائی اور بھاوج کو پنڈدان[1] دینا ہوگا۔ اس کام کو ختم کر کے آدھی رات سے کچھ پہلے رُودر ابھیشیک کرنا ہوگا۔"

"آچاریہ میں کہہ چکا ہوں کہ میرے زخموں کو نہ کریدیں۔ جس آدمی کے پاس برہمنوں کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے، جو تہی دست و تہی دامن ہے اس سے آپ امید کر رہے ہیں کہ وہ یہ ساری رسومات ادا کرے، پنڈدان دے اور رودرابھیشیک کرے۔"

ورش دھوج مسکرائے۔ "آؤ میرے ساتھ۔" انہوں نے چوکی سے اُٹھ کر کیرت کا ہاتھ تھاما اور انہیں اس کمرے سے ملے ہوئے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ وہاں انہوں نے جلتے ہوئے دیئے

---

[1] مرنے والوں کی روح کی تسکین کے لئے کی جانے والی رسم۔

میں گھی ڈال کر اس کی بتی اُکسائی۔ سامنے صندل کی لکڑی سے بنا ایک بیش قیمت صندوق رکھا ہوا تھا۔ اس میں تالا لگا ہوا تھا۔ اپنے جنیو میں بندھی چابی سے اسے کھولتے ہوئے انہوں نے کہا "اس صندوق کو غور سے دیکھو۔ اس میں سونے کے ہزاروں درم، کارشاپن، زیورات، قیمتی جواہرات اور موتی بھرے ہوئے ہیں، کیا یہ تمہارے کسی کام کے نہیں؟"

"آچاریہ، میں مندر کی دولت نہیں لے سکتا۔" کیرت نے کہا۔

"مندر کی دولت جو لوہے کے بڑے بڑے صندوقوں میں بھری ہوئی ہے، مندر کے تہہ خانے میں رکھی ہے۔ یہ بیٹی تو میرے والد محترم کو مہاراجہ ددّیادھر دیو نے عطا کی تھی۔ دولت کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بیٹے۔ وہ تو مصیبت کے وقت تحفظ دینے والی ڈھال کی طرح ہوتی ہے۔ تمہاری ماں رانی بھونا دیوی نے ایک بڑا ہی اچھا جملہ کہا تھا۔ میرے والد نے اتنی دولت دیکھ کر اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا 'راجن، ہم لوگ دولت کے لالچی نہیں ہیں، ہم تو خوش عقیدہ راج گھرانوں کی عقیدت پر جیتے ہیں۔ ان کے خلوص و محبت کے آگے جھکتے ہیں' تو بھونا دیوی نے کہا 'آچاریہ آپ نے چندیلوں کی پارس منی کا ذکر ضرور سنا ہوگا۔ ہم نے اپنے جسم کے لوہے کو پارس منی سے نہیں، رُوحانی شخصیتوں کے پیر چھو کر سونے میں بدلا ہے'۔ اور پھر یہ انمول کہاوت دوہرائی کہ جس نے نہ خیرات دی نہ دولت کو اپنے تصرف میں لایا اس کے مال کی تیسری ہی گت ہوتی ہے یعنی بربادی۔"

"اسی وقت ددّیادھر دیو نے اپنے بیٹے اور بہو کو بلایا۔ انہیں ہاتھ جوڑے کھڑا دیکھ کر پوچھا 'بہو کیا تم لوگوں سے کوئی قصور ہوا ہے؟ کیا بات ہے کہ پاشوپتا چاریہ رتو دھوج اور ورش دھوج دونوں ہی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔"

راج کمار وجے پال نے کہا "تقریب سے پہلے آپ کی بہو نے محترم آچاریہ رتو دھوج اور ان کے بیٹے ورش دھوج کو یگیہ کی رسومات ادا کرنے والے پروہت کی حیثیت میں قبول کیا تھا لیکن وہ کسی قسم کی مدد قبول نہیں کر رہے ہیں۔"

"کیا؟"

"وہ ہاتھ جوڑے میرے والد کے قدموں کو چھو کر بولے 'وجے یہ صندوق لے جاؤ۔ صرف وہی کچھ لاؤ جو چندیلوں نے خود محنت کر کے اپنا خون پسینہ بہا کر حاصل کیا ہے'۔ راج کمار وجے پال نے

صندوق اٹھایا اور خزانے کی طرف چلے گئے۔ کچھ دیر وہ پہلے صندوق سے بھی بڑا صندوق لیکر آئے۔"

"کھولو پہلے میں دیکھ لوں۔' وِدیادھر دیو نے کہا۔ پھر انہوں نے میرے والد کے سامنے سر جھکا کر کہا 'آچاریہ۔ میں جانتا ہوں کہ یہ نذرانہ آپ کے لائق نہیں ہے، نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ اسے ودیادھر دیو کی طرف سے محض ایک چھوٹا سا تحفہ سمجھیے۔"

"میرے والد رتو دھوج نے انہیں گلے لگا لیا۔ بولے 'راجن، رتو دھوج نے پروہتائی کی کمائی کبھی نہیں کھائی۔ لیکن آج اپنی یہ قسم توڑ کے آپ کا تحفہ قبول کرتا ہوں۔ یہ حق حلال پر مبنی ایک پاکیزہ نذرانہ ہے۔"

کیرت چُپ رہے۔ وہ آچاریہ ورش دھوج کے چہرے کو دیکھتے رہے۔ آچاریہ نے ایک ناگا محافظ کو بلایا اور کہا "جاؤ محل کے باہر کھڑے تینوں مسافروں کو بلا لاؤ۔"

3

صبح کا وقت۔ سندوری اُجالا مستیودری جھیل پر باریک کپڑے کے جال کی طرح چھایا ہوا تھا۔ مندروں کی طاقوں سے اُڑے کبوتر آسمان کی نیلاہٹوں میں گم ہو گئے۔ جھیل کے گہرے پانیوں میں آبی پودوں کے درمیان ہنسوں کے جوڑے جن کی ٹانگیں سُرخ اور پر کنول سے بھی زیادہ سفید تھے، قائیں قائیں کرتے گھوم رہے تھے۔ یہ راج ہنس کاتک اور اگہن کے مہینے میں ہمالیہ سے اتر کر شمالی ہندوستان کے تالابوں اور جھیلوں میں بس جاتے اور جاڑا ختم ہوتے ہی اپنے وطن کی پہاڑیوں کے لئے واپس لوٹ جاتے تھے۔

اننت جھیل کے کنارے کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ 'اس طرح وقت گنوانا ٹھیک نہیں ہے'، کسی نے اس کے ضمیر کو کریدتے ہوئے کہا۔ کیا کسی آوارہ گرد کی طرح وزیر اعظم پربھاس کی خاندانی شہرت و عظمت کو تباہ کر دینے کا ارادہ ہے؟

'نہیں، نہیں' اس نے جھیل کے کنارے سے پانی لے کر اپنا مونہہ دھویا اور مندا کنی پار کر کے کرن میرو کے دروازے پر جا کھڑا ہوا۔

تو یہ ہے کرن میرو۔ کاشی کا سب سے زیادہ مشہور اور قابل فخر معبد۔

مندر پچاس ہاتھ اونچا تھا۔ وندھیاچل کے سُرخ اور چکنے پتھروں سے بنے اس مندر کا فنِ تعمیر دراوڑ طرز کی بہترین مثال تھا۔ مقدس مرکزی حجرہ بڑی مہارت سے تراشے گئے پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اس کے درمیانی حصّے سے ذرا ہٹ کر سونے کا اَرگھا[1] بنا ہوا تھا۔ اوپر کا حصہ جو وِمان کہلاتا ہے کسی پہاڑ کی چوٹی کی طرح نیچے سے چوڑا اور اوپر نوکیلا تھا۔ اس کی کئی منزلیں تھیں۔ سونے کی شش پہل چوٹیوں کے درمیان مرکزی مندر کی اونچائی پچاس ہاتھ تھی اور پیشانی پر گنبد قائم کیا گیا تھا۔ سرخ اور زرد رنگ کے چکنے پتھروں کو جوڑ کر فرش بنایا گیا تھا۔ دیواروں سے لگی ہوئی بہت سی مورتیاں تھیں جو جوڑوں کی صورت میں تھیں۔ چاروں کونوں پر چار مندر اور ایک بہت بڑا صدر دروازہ تھا۔ بہت ہی چکنے کھمبوں پر نقاشی کی ہوئی تھی۔ بیچ والے کھمبے کی چوڑائی کچھ زیادہ تھی۔ اس پر کام دیو کی بے حد حسین مورت تھی۔ ہاتھ میں گنّے سے بنی کمان اور اس میں بھنوروں کی ڈوری۔ اننت اس مورتی کو دیکھتا رہا۔ کیا یہ کرن کی نمائندگی کر رہی ہے؟ کیا اس ڈھلتی عمر میں بھی کرن پر شہوانیت کا غلبہ ہے؟

چاروں طرف کی دیواریں پھولوں کی بیلوں سے سجی ہوئی تھیں۔ ان پر پُرانوں میں بیان کردہ دیوی دیوتاؤں کی تصویریں اُبھاری گئی تھیں۔

کرن میرو کے بارے میں ایک تاریخی واقعہ عوام میں مشہور تھا۔ کرن ہمیشہ زندگی کے چاروں مقاصد[2] کو حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتا تھا۔ جوانی کے زمانے میں اس نے پورے شمالی ہندوستان کو روند کر رکھ دیا تھا۔ سَو سے بھی زیادہ راجے مہاراجوں نے اپنے گھونگھرالے بالوں میں گُندھے پھول اُس کے قدموں میں چڑھا کر اپنی شکست قبول کی تھی۔ وہ ایک کامیاب سپہ سالار، سیاسی تدبّر کا ماہر اور فنونِ لطیفہ کا قدردان تھا۔

کرن دھارا کے راجہ بھوج سے بے حد حسد کرتا تھا اس لئے کہ بھوج اپنی رعایا میں بڑا مقبول تھا۔ کرن کے دربار میں بھی ایک سے ایک شاعر، قصیدہ گو، موسیقار، بڑھئی اور دوسرے

---

[1] نیم دائرے کی صورت میں بنا ایک تھالی نما ظرف جس پر شولنگ نصب کیا جاتا ہے۔

[2] ہندو فلسفے کے مطابق زندگی کے چار مقاصد ہیں: دھرم، ارتھ، کام اور موکش یعنی مذہبی و دیگر فریضوں کی ادائیگی، روزی روٹی کا انتظام، جسمانی خواہشات کی تکمیل اور آخر میں نجاتِ ابدی۔

دستکار آتے رہتے تھے۔ اس نے ان کی بڑی عزّت افزائی کی۔ گذر اوقات کا انتظام کیا۔ حوصلہ افزائی کے لئے سونے کے سکّے اور گاؤں بطور جاگیر عطا کئے لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود وہ لوگوں کے دلوں سے بھوج کی عزت و محبت کو ختم نہ کرسکا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ بھوج کو ہرا کر اس کی انا کو پارہ پارہ کردے لیکن بھوج محض ایک شاعر یا تخلیق کار ہی نہیں تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا ایوانِ زریں اسوقت تک کوئی معنی نہیں رکھتا جبتک اس کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کرلیا جائے۔ اس نے اپنی ذات اور تخیل کی دنیا میں گُم سرسوتی کے نام نہاد بیٹوں کو خاصے بڑے عطیات دے کر کنوئیں کے مینڈکوں کی طرح جینے کی آزادی دے دی تھی۔ خود اس نے ادھیڑ عمر میں پرمار فوج کی قیادت کرتے ہوے کاشی کے مشرقی علاقوں پر اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ بھوج پوری زبان آدی باسیوں، کسانوں اور فوجی سپاہیوں کے باہمی تعلقات سے نکھری اور دُور دراز لمبے علاقوں تک میں چھا گئی۔

ایک بار بھوج کی ان سرگرمیوں سے کرن اتنا ناراض ہوا کہ اس نے اپنے ایلچیوں کو اسکے دربار میں بھیجا۔ ایوانِ زریں میں اجلاس چل رہا تھا۔ ایلچیوں نے جھک کر راجہ کو پرنام کیا اور بولے "مہاراج، ہمیں کاشی نریش پرم بھٹارک راجہ ادھیراج لکشمی کرن نے حکم دیا ہے کہ ....."

ایلچی خاموش ہوگئے۔ بھوج انہیں دیکھ کر مسکرایا۔ وہ جانتا تھا کہ کتے کا کاٹنا اور چاٹنا دونوں تکلیف دہ ہیں۔ "کہئے، کہئے"۔ وہ بول پڑا۔

خاص ایلچی بولا۔ "راجن، مہاراجہ لکشمی کرن نے کہا ہے کہ آپ کی راج دھانی میں آپ کے بنوائے ہوے ایک سو چار مندر ہیں۔ اتنے ہی آپ کے گیت اور القاب ہیں۔ اسلئے چہار رنگ فوج کی لڑائی میں یا یکیکی میں یا چاروں علوم کے مناظرے میں یا ایثار میں آپ مجھے ہرا کر ایک سو پانچ القاب کے مستحق بنیں نہیں تو میں آپ کو ہرا کر ایک سو سینتیس راجاؤں کا شہنشاہ بنوں گا۔"

یہ سن کر انتہائی منکسر اور ادبی دنیا کی لطافتوں میں جینے والے بھوج دیو کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہوگیا۔ ان کی تیز سانسوں سے ان کے گلے میں پڑا وجینتی کے پھولوں کا ہار ہلنے لگا۔ بھوج نے کہا "کاشی کے راجہ کی قابلیت کے سامنے میں خود کو کچھ نہیں سمجھتا۔ لیکن میں بھی ان کو

للکارنا چاہوں گا۔ میں اونتی میں اور کرن دیو بنارس میں ایک مقررہ وقت اور مبارک ساعت میں کام شروع کرتے ہوئے پچاس ہاتھ اونچا مندر بنوائیں۔ جس کا مندر پہلے بن جائے اور کلس دعلَم نصب کرلئے جائیں، تو ہارنے والا راجہ اس کے پاس بغیر چھتر اور چنور وغیرہ کے ننگے ہاتھی پر بیٹھ کر آئے۔"
ایلچیوں نے یہ بات کرن کے سامنے دوہرائی تو اندر ہی اندر سخت ناراض ہونے کے باوجود اس نے اس مقابلے کو قبول کرلیا۔ بلکہ بھوج کو اس طرح ذلیل کرنے کا موقعہ پاکر وہ بہت خوش ہوا۔

مندر کی بنیاد کے لئے کھدائی کا کام چل رہا تھا تو کرن نے فن تعمیر کے ماہرین سے پوچھا کہ ایک دن یعنی آفتاب طلوع ہونے سے غروب ہونے تک کے وقفے میں کتنا کام ہو جائے گا؟

کاریگروں نے چتر دشی کی چھٹی کے دن زمین سے کلس تک ساٹھ ہاتھ اونچے گیارہ مندر طلوع آفتاب سے غروب آفتاب کے وقفے کے دوران بنا کر دکھا دیے۔ کرن اس کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اس نے اپنے مندر پر کلس قائم کروا دیا۔ بھوج کے مندر کا اس دن منڈیرا باندھا جا رہا تھا۔ کرن نے اُسے پیغام بھجوایا کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے اور ننگے ہاتھی پر سوار ہوکر کرن کے پاس آئے۔ تب مالوہ منڈل کا حکمراں راج بھوج اپنا عہد توڑے جانے کے ڈر سے کسی اپاہج کی طرح زریں محل میں جاکر بیٹھ گیا۔

کرن میرو کی عالیشان عمارت دیکھ کر اننت محل کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک بوڑھا پہریدار بیٹھا تھا۔ "آریہ۔" اننت نے کہا۔

"کیا ہے؟" پہریدار بولا۔ اس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اس لئے زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

"مہاراجہ کرن دیو کا دربار کب کھلے گا؟ میں ایک پردیسی ہوں آریہ، اور روزی روٹی کی تلاش میں نکلا ہوں۔"

"اچھا، اچھا تو تمہیں نوکری چاہئے۔" بوڑھا زور سے ہنسا۔

اس کے مونہہ سے اُڑتے تھوک کے چھینٹوں کو اپنے گالوں سے پونچھتے ہوئے اننت بولا "آپ سے تو راجہ واقف ہوں گے آریہ؟"

"جانتے ہی نہیں ہیں بیٹا بلکہ ہم نے انہیں پالنے میں جھلایا ہے اور بہت کچھ سکھایا بھی ہے۔ ڈاہر کے راجہ گنگ جب پورب کی لڑائی جیت کر کاشی پہونچے تو یہاں وہ اپنے محل میں ٹھہرے۔ کرن ڈاہریا کی ماں سدھ ہو گئی تھی۔ گرد گورکھ ناتھ کی چیلی تھی وہ۔ اس نے جیوتشیوں کو بلایا اور پوچھا ....."

انت نے چادر سے اپنا چہرہ پونچھتے اور تھوک کی بوچھار سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "کیا پوچھا آریہ؟"

"ہاں تو بیٹے، اس نے پوچھا کہ کس گھڑی میں پیدا ہونے سے اس کا لڑکا تین جہانوں کا راجہ بنے گا۔ تب جیوتشی لوگ بولے، جب مبارک ستارے ایک، چار، سات یا دسم میں ہوں گے اور نا مبارک ستارے تین، چھ اور گیارہ میں۔ ایسی گھڑی میں پیدا ہونے والا لڑکا راجاؤں کا راجہ ہوگا۔ ہم نے تو بھیا ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ رانی نے اپنے حمل کو اوپر کھینچ لیا اور سولہ پہر کے بعد راجہ کرن کو جنم دیا۔ رانی تو بھیا مر گئی ہاں یہ کرن راجہ چکرورتی ہو ہی گیا۔ راجہ گنگ دیو بولے 'برجو سنگھ' کسی ایسی لڑکی کا نام بتائیے جس کے یہاں بھی حال ہی میں بیٹا ہوا ہو اور وہ ہمارے کرن کو اپنا دودھ پلائے۔ میں نے کہا راجہ، ایسی عورت کو ڈھونڈنے کہاں جانا ہے۔ مہینہ بھر پہلے تو میرے ہی یہاں بیٹا ہوا ہے۔ میری بیوی راج کمار کو اپنے بیٹے سے بڑھ کر چاہے گی۔ تب سے بھیا ہم ملازم کے درجے سے اوپر اٹھ کر گنگ راجہ کے برادر ہو گئے۔"

"کیا آپ ہمارے لئے کچھ کریں گے؟" انت مطمئن ہو کر بولا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو بھائی؟"

"میں تو قنوج کا رہنے والا ہوں آریہ۔" انت نے بوڑھے کے پیر چھو کر کہا۔ میری روزی روٹی کا سوال ہے آریہ، میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ مہاراجہ کرن دیو کے پاس میرے جیسا شہ سوار، تلوار باز اور نمک حلال دوسرا کوئی نہیں ہوگا۔"

"ایسا؟" بوڑھے نے کہا۔ "آدھی گھڑی ٹھہرو بھیا۔" بوڑھا چوکھٹ سے اٹھا۔ "تمہارے جیسا میرا بیٹا بھی تھا۔ ہم لوگ راج پوت ہیں۔ سو مرنا جینا تو لگا ہی رہتا ہے۔ بوڑھے نے اپنی آنکھیں پونچھیں۔ "اندر کسی کو مت جانے دینا۔ کون ذات ہو تم؟"

"وہی، راج پُوت۔"

"اچھا۔ اچھا۔"

آریہ آریہ کی تکرار اور قدم بوسی نے اثر دکھایا۔ بوڑھا اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا۔

"جاؤ بھیّا، ہم نے تمہارا کام کر دیا ہے۔ راجہ تم سے تھوڑی دیر بعد ملیں گے۔"

سورج آسمان میں ایک بانس اوپر آچکا تھا۔ تیکھی اور شفّاف کرنیں محل کو اور بھی روشن بنا رہی تھیں۔ 'پتہ نہیں کیرت کہاں ہوں گے۔ میں ان سے بغیر کہے ہی یہاں آگیا،' انت نے آسمان کی طرف دیکھا۔ گہرے نیلے آسمان میں ساکت پروں والی چیلیں منڈلا رہی تھیں۔ کھجوراہو سے بنارس آتے وقت ایک دن کیرت سنگھ کے ذہنی تناؤ کو کم کرنے کے خیال سے آسمان میں اسی طرح چکّر کاٹتی ایک چیل کو دکھا کر وہ بولا تھا۔ "راجن، آپ حقیر سے پرندوں کی طرف کیوں دیکھ رہے ہیں۔ آپ ایک عظیم خاندان میں پیدا ہوئے جس کا ذکر بڑے احترام سے راجاؤں اور رشیوں نے بار بار کیا ہے۔ کیا آپ اس منڈلاتی چیل کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟"

"مطلب؟" کیرتی ورما نے پوچھا۔

"آپ کو اسی طرح اوپر اور اوپر نیلے آسمان کو چھو لینے کی خواہش جگانی چاہئے۔" انت بولا۔

"یہ میرے حوصلے کی علامت نہیں ہے انت۔ میں اوپر اور اوپر اُٹھتا جاؤں یہ تمہاری خواہش ہے۔ لیکن میں یہ ضرور سوچ رہا ہوں کہ یہی چیلیں کھجوراہو کے میدانِ جنگ میں میرے سپاہیوں کی کٹی پھٹی لاشوں پر منڈلا رہی ہوں گی۔ مجھے چیل کوّوں اور گِدھوں سے نفرت ہے۔" کیرتی ورما نے کمان پر تیر چڑھایا اور جب تک انت انہیں روکے تیر چھوٹ چکا تھا۔ پل بھر میں مری ہوئی چیل، خون میں لت پت سامنے پڑی تھی۔

سورج آسمان میں اور بھی اوپر آگیا تھا۔ چاروں طرف سکون تھا۔ تبھی اچانک بگل بجنے لگا۔ کئی گھوڑ سوار کرن کے ایوانِ مجلس کے سامنے گھوڑے روک کر اُترے۔ ان میں کئی پہریدار تھے جنہوں نے دھوتیوں کو کاچھے کی طرح پہن رکھا تھا۔ جسم کے اوپری حصّے پر ڈھیلا

کنچُک تھا جو کمر پر چوڑے کمر بند سے کسا ہوا تھا۔ سینے پر زرہ تھی۔ ان کی رنگ برنگی پگڑیاں جیسے ان کے اندر پوشیدہ ہمّت و شجاعت کا اعلان کر رہی تھیں۔

سپاہیوں نے شاہی محل کو گھیرے میں لے لیا۔ محافظ اور ان کا سردار صدر دروازے پر ننگی تلواریں لے کر کھڑے ہو گئے۔ اننت تھوڑی دور کھڑا ہو کر دربار میں داخل ہوتے ہوئے محافظوں کو دیکھتا رہا۔ باہر سے اس نے دیکھا ایک بہت بڑا کمرہ۔ دیواروں سے ملی ہوئی نشستوں پر مختلف درجوں کے لوگ ــ آماتیہ، سیناپتی وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔

بگل کی آواز خاموشی کو چیرتی ہوئی دوبارہ گونج اُٹھی۔ محل کے اندرونی حصے سے نکل کر مہاراجہ لکشمی کرن دربار میں داخل ہوئے۔ سبھی جاگیردار اور اعلیٰ عہدیدار کھڑے ہو گئے۔ بیچ میں بچھے ہوئے سونے کے تخت پر کرن دیو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد دربار میں موجود لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے۔ اس دربار میں شان و شوکت اور انبساط کے امتزاج سے بنا ایک ایسا ماحول تھا جو اننت نے ابھی تک کہیں اور نہیں دیکھا تھا۔ اس کے جسم کا خون گرم ہو اُٹھا اور رگوں میں تیزی سے دوڑنے لگا۔ اس نے کمر میں بندھے پھینٹے میں جھولتی تلوار کو دیکھا اور اپنے اجداد انگرا اور گوتم کو پرنام کیا۔

"آج تمہارا امتحان ہے بیٹے۔" اسے محسوس ہوا کہ اعلیٰ آماتیہ پربھاس کی روح اس کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہی ہے۔

بھاٹوں نے با آواز بلند القاب و آداب پڑھنا شروع کیے.... پورے ہندوستان کو اپنی ناقابل تسخیر فوجوں سے ہلا کر رکھ دینے والے، ساتویں چکرورتی، معزز ترین کالنجر کے حاکم، ترِی کلنگا کے مالک ....

کالنجر کے حاکم کا دورِ حکومت!

اننت کو محسوس ہوا کہ اس کا جسم دوبارہ دہکنے لگا ہے۔ پسینہ اس کی پیشانی پر پھوٹ بہا۔ چادر کے پلّو سے اس نے چہرہ پونچھا۔ تبھی دوڑتے ہوئے برجو سنگھ اس کی طرف آئے۔ "بیٹا راجہ اب تمہیں بلانے ہی والے ہیں۔ دیکھو بھیا۔ ہماری عزّت اب تمہارے ہاتھ ہے۔"

"آپ اطمینان رکھیں آریہ۔ میں تیار ہوں۔" اننت بولا۔

تبھی ایک بارعب آواز سنائی دی۔ "باہر کھڑے نوجوان کو بلایا جائے۔"

سپاہیوں کے ایک دستے نے اُسے گھیر لیا اور وہ ننگی تلواروں کے سائے میں دھیرے دھیرے چلتا ہوا شاہی تخت کے پاس پہونچا۔ جھک کر اُس نے کرن دیو کو پرنام کیا۔ کرن ایک ادھیڑ عمر کا، گٹھے ہوئے مضبوط جسم والا جاذب نظر شخص تھا۔ ایک پیر کو ترچھا کر کے دوسرے پیر پر رکھ کر کچھ ایسے پُر غرور انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے ساری دنیا اس کے قدموں میں ہو۔ وہ اننت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہا تھا۔ اننت نے بھی اس کی آنکھیں میں آنکھیں ڈال دیں۔ کرن سنجیدہ ہو گیا۔

"نوجوان ــــ" جیسے غار میں بند شیر گرجا ہو۔ "تم یہاں کس لئے آئے ہو؟"

"روزی روٹی کے لئے راجن۔"

"تم نے میرے ذاتی محافظ برجو سنگھ جدو ونشی سے کہا کہ تم بیکلی اور تلوار بازی کے مقابلے کے لئے میری سلطنت کے کسی بھی جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو؟"

"ہاں راجن۔"

"اگر واقعی تم اتنے بڑے شمشیر زن ہو کہ کسی کو بھی للکار سکو تو روزی روٹی کے لئے تمہیں یہاں آنے کی ضرورت کیوں پڑی؟"

"راجن!" اننت نے نہایت انکساری کے ساتھ کہا۔ "میری بیوی نے ایک دوہا سُنایا تھا جس کا مفہوم آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں۔ 'میرے محبوب' اس دیس کو چلو جہاں تلوار کا کام ہو۔ یہاں تو جنگوں کا اکال پڑا ہوا ہے۔ جنگ کے بغیر تمہارا یہ جسم کبھی طاقتور نہیں بن سکے گا۔"

"ہوں۔ تو تم جنگ کے اکال اور اپنی بیوی کی ترغیب پر کلچری دربار میں حاضر ہوئے ہو؟"

اننت نے اثبات میں اپنی گردن جھکا لی۔

"میں آج ہی اس دربار میں تمہارے کھوکھلے اور پُر غرور دعووں کا فیصلہ کر دینا چاہتا ہوں۔" پھر وہی غراہٹ۔

"میں ممنون ہوں گا راجن۔" اننت نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "میں نے زرہ بکتر نہیں پہنا ہے اور نہ ہی پہنوں گا۔" اس نے اپنا کنچک کھول کر اس بات کی تصدیق میں اپنا سینہ

دکھایا اور بات جاری رکھی۔ "راج راجیشور کرن دیو! میں کسی معصوم فوجی کے قتل کا گناہ اپنے سر نہیں لینا چاہوں گا اس لئے آپ سے دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے بہترین جنگجو کا ہی انتخاب کریں۔"

"مہاراجہ! اب میں اس مغرور شیخی خور کی باتوں کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ حکم کیجئے۔ ابھی یہیں اس کی گردن اُتار کر رکھ دیتا ہوں۔" اشوگندھ نے کہا۔

اننت مُسکرایا۔

سپہ سالار اعلیٰ اشوگندھ نے کہا "میں بھی زرہ اُتار دیتا ہوں۔"

"لیکن اشوگندھ، تمہاری بہن آنول دیوی مجھ سے ناراض ہو جائیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ تم کُلچری فوج کے بہترین سپاہی ہو پھر بھی ..."

اشوگندھ کی چپٹی ناک اور موٹے ہونٹ غصّے سے پھڑکنے لگے۔ بولا "میں مہارانی کو اتنا کمزور نہیں سمجھتا۔"

"ٹھیک ہے اشوگندھ"۔ کرن دیو کی کجری آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

اشوگندھ نشستوں کو پھلانگتا پاگل بھینسے کی طرح اننت کی طرف جھپٹا۔

اننت نے ایک چھلانگ لگائی اور اشوگندھ ٹھیک اسی جگہ اپنی تلوار سمیت لڑھک گیا جہاں اننت کھڑا تھا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔

دونوں جنگجو تلواریں لے کر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ دونوں نے اکھاڑے جیسی خالی جگہ میں دائروں میں گھومتے ہوئے تلوار کے مختلف وار کرنے شروع کئے۔ اننت جانتا تھا کہ اگر وہ کچھ دیر تک اسی طرح چکّر کاٹتے رہے تو کسی فربہ بیل کی طرح گوشت سے لدا اشوگندھ تھک جائے گا۔ تلوار کے بتّیس ہاتھوں کا مظاہرہ یہاں بالکل بیکار رہے۔ اننت کے باپ مہی پال نے تلوار چلانا اسے خود سکھایا تھا۔

"انو، مہی پال نے کہا تھا۔ تم صرف ایک ہاتھ ایسا جانتے ہو جس کی کوئی کاٹ نہیں ہے اور وہ ہے شیئن پات۔"

تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرا کر عجیب و غریب آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ لوگ سانس روک کر

شمشیر زنی کے مختلف داؤں پیچ دیکھ رہے تھے۔ اشوگندھ ہانپنے لگا تھا۔ یکایک انت آسمان میں اُچھلا اور شیئن پات کا ہاتھ دکھاتے ہوئے اس نے اشوگندھ کے اوپر پیروں سے ایسی چوٹ کی کہ پلک جھپکتے ہی اس کی تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ زمین پر گرے اشوگندھ کی گردن پر وار کرنے کے لئے انت نے تلوار اُٹھائی ہی تھی کہ کرن چیخ پڑا "رُک جاؤ، رُک جاؤ۔"

انت نے اپنی تلوار کو بڑی پھُرتی کے ساتھ روکنا چاہا لیکن کوشش کے باوجود اشوگندھ کی گردن پر گہرا زخم آگیا اور اس کا کنٹھ خون سے بھیگ گیا۔

"راجن! مجھے معاف کیجئے گا۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی لیکن ہلکی خراش لگ ہی گئی۔"

ماحول پر سناٹا چھا گیا تھا۔ اشوگندھ کی شکست سے کرن بہت ناراض تھا لیکن اس میں ایک حکمراں کی خوبیاں موجود تھیں اور وہ بہادر سپاہیوں کی قدر کرنا جانتا تھا۔ وہ انت کی طرف بغور دیکھتے ہوئے بولا "جوان، تم نے میرے سپہ سالار کو ہرا کر زخمی کر دیا ہے پھر بھی تمہاری اس فتح پر میں مبارکباد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے آج تک ایسی شمشیر زنی نہیں دیکھی۔ تم نے شیئن پات کے بے جوڑ داؤں کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسے سخت محنت کر کے ہی سیکھا جا سکتا ہے۔ میرے والد گانگیہ دیو کہا کرتے تھے کہ پورے آریہ ورت میں صرف ایک شخص ہے جو شیئن پات کا ماہر ہے اور وہ ہے چندیل ودیادھر دیو۔ اس کے متعلق سُنا ہے کہ پُرانوں میں اس کا تذکرہ آتا ہے لیکن عملی طور پر اسے جاننے والا کوئی آچاریہ اب موجود نہیں ہے۔"

"ہیں فنِ سپہ گری میں طاق، بے مثال جنگجو لکشمی کرن دیو سے یہ سن کر متعجب ہوں اور ان کی منصف مزاجی کے لئے ان کا احسان مند بھی۔"

"تم ایک کام کرو۔ کرن دیو بولے۔ سپہ سالار اشوگندھ اپنے زخم پر دوا لگوانے گئے ہیں۔ ابھی واپس آ جائیں گے ـــ لو وہ آ بھی گئے۔ تم ان سے ہاتھ ملاؤ اور معافی مانگ لو۔"

"معافی؟ مجھ سے ایسا کیا قصور ہوا راجن؟"

"قصور نہیں۔ یہ اخلاق کا تقاضہ ہے۔ اشوگندھ تم .... کیا نام ہے تمہارا، جوان؟"

"انتو سنگھ۔"

"ہاں تو اشوگندھ تم انتو سنگھ سے ہاتھ ملاؤ۔"

اشو گندھ کی آنکھوں میں سرخی تھی ۔ وہ دربار میں ایک شکست خوردہ اور ذلیل و خوار انسان کی طرح کھڑا تھا ۔ اننت خود اس کے پاس آیا اور بولا ۔ "سپہ سالار! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کیونکہ کوشش کرنے پر بھی ہوا میں اُٹھے ہاتھ کو روک نہیں پایا ۔"

اشو گندھ نے ہاتھ ملایا اور مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ۔ "تم راج راجیشور کرن دیو کی فاتح فوجوں کے سپہ سالار بن سکتے ہو... اننو، تمہیں کرن دیو یقیناً انعام و اکرام سے نوازیں گے ۔ میں بھی ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نوجوان کی ہمت افزائی کی جائے..."

کرن دیو نے کہا "تم میرے خصوصی محافظ مقرر کئے جاتے ہو ۔ ضرورت پڑنے پر تمہیں محل کے اندر آنے جانے کی بھی اجازت ہے ۔" پھر انہوں نے پہریدار کو بھیج کر ایک بیش قیمت دوشالہ منگایا جس کے کناروں پر اختلاط میں مگن ہنسوں کے جوڑوں کی تصویر کشی کی گئی تھی ۔ یہ باریک اون سے بنا ہوا تھا اور نہایت عمدہ کشیدہ کاری سے مزین تھا ۔

"لو اننو ۔ یہ میرے ایک جاگیردار نے کشمیر سے منگوا کر میری نذر کیا تھا ۔ آؤ ادھر ۔"

اننت کرن دیو کے پاس پہونچ کر کھڑا ہو گیا ۔ انہوں نے اونی دوشالہ اس کے کندھوں پر ڈالتے ہوئے کہا "میں کلچوری خاندان کی طرف سے یہ دوشالہ تمہیں عطا کر رہا ہوں اور یہ ہے تلوار ۔" انہوں نے اپنے کمر بند سے لٹکتی خاص تلوار کو جس کے دستے میں قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے، اننت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "نائب سپہ سالار اننو سنگھ کی جے ۔"

اننت نہایت عاجزی سے بولا ۔ "راجن میں اس عزت افزائی کا اہل نہیں ہوں، لیکن آپ نے اپنی فیاضی کی وجہ سے جو کام مجھے سونپا ہے اسے پوری دیانتداری اور تدبر کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کروں گا ۔ مجھے پندرہ دن کا وقت عنایت کریں تاکہ اپنی بیوی کو یہاں لے آؤں ۔"

کرن ہنسا ۔ "بیوی کی جدائی ستا رہی ہے اننو؟"

"آپ مجھ سے ہر طرح سے برتر ہیں ۔ مجھ جیسے نہ جانے کتنے نمکخوار ہوں گے آپ کے ۔ پوری طرح بیان تو نہیں کر پاؤں گا راجن، لیکن جب بھی آنکھیں بند کرتا ہوں، اس کی صورت آنکھوں میں تیر جاتی ہے ۔ اس خبر کو سن کر وہ کتنی خوش ہوگی، بتا نہیں سکتا ۔"

" تمہیں چھٹی دی گئی ۔" کرن پھر ہنسا۔" میری طرف سے اپنی بیوی کو یہ دوہا بھی سنا دینا جس کا مفہوم کچھ یوں ہوتا ہے کہ محبت کے مارے عاشق و معشوق خواہ سو یوجن دور چلے جائیں اور سو برس بعد بھی ملیں تو بھی وصل کا لطف اپنی جگہ ویسا ہی رہتا ہے۔" کرن دیو نے خزانے کے افسر کو حکم دیا " انتو کو راستے کے خرچ کے لئے سو درم دیے جائیں ۔"

خزانچی مندر متصل شاہی محل کی طرف گیا اور واپس آکر درموں کی تھیلی کرن دیو کے ہاتھ پر رکھ دی ۔

" لو انتو ۔ میں بے چینی سے تمہاری واپسی کی راہ دیکھوں گا ۔"

اننت نے جُھک کر کرن کو پرنام کیا اور درباریوں کو الوداع کہتا ہوا دربار سے باہر آگیا ۔ صدر دروازے پر پہریداروں کے ساتھ برجو سنگھ جدوونشی بھی کھڑے تھے ۔ اننت نے ان کی قدم بوسی کرنی چاہی تو انہوں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے ۔" واہ بیٹا ۔ آج ہماری زندگی سُوارت ہوئی ۔ ہم نے اس طرح کی تلوار بازی پہلی مرتبہ دیکھی ۔"

" یہ سب آپ کی دعاؤں کی برکت ہے ، آریہ ۔"

" جیتے رہو بیٹے ۔ آج میں تمہیں اپنے گھر لے جاؤں گا ۔ چلو گے نہ ؟"

" آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں آریہ ؟ میں آپ کے بیٹے کی طرح ہوں ۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کا بیٹا جنگ میں بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا ۔ میں اُسی بہادر سپاہی کی صورت میں آپ کو پرنام کرتا ہوں ۔"

برجو سنگھ کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ خود کو قابو میں کرتے ہوئے انہوں نے کہا " بھیا ، مندا کنی ندی تو جانتے ہو گے ۔ مچھودری جھیل سے نکلی ہے وہ ۔ اس کے دائیں طرف گوال پلّی ہے ۔ کسی سے کہو گے تو ہمارے گھر پہونچا دے گا ۔"

" میں تو پرسوں سویرے ہی چلا جاؤں گا آریہ ۔ کل شام کو آپ کے یہاں آؤں گا ۔"

" اچھا ۔" برجو سنگھ نے دھوتی سے چہرہ پونچھا اور دربار کی طرف چلے گئے ۔

اننت نندیشور مندر کے صدر دروازے تک پہونچا ہی تھا کہ باہر کھڑے ایک نوجوان نے اس کا راستہ روک لیا ۔" آپ کے ساتھ کے لوگ وروناپار کی سرائے میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں ۔"

"آپ کون ہیں ؟"

"گھبرائیے نہیں ۔ کرن دیو کے نائب سپہ سالار کے شایانِ شان ہی آپکا استقبال ہوگا۔"

اننت کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ نوجوان ہنسا۔ "وہ رہا آپ کا گھوڑا۔ آپ وہاں پہونچیں ۔ میں پیدل ہی آرہا ہوں ۔"

اننت نے اپنے گھوڑے کو تھپتھپایا اور کُود کر اس پر سوار ہوگیا۔ گھوڑا دھیرے دھیرے چل پڑا۔ اننت کے دل میں کوئی اندیشہ تھا جو اس کی پوری شخصیت کو متاثر کر رہا تھا۔ کیا راجہ مجھ سے ناراض ہیں؟ ہوسکتا ہے میری اس پہل کو رنجک گاہڑوال اور کنہیا متر دوسرے ہی معنی پہنا رہے ہوں ۔ میں نے سیاسی اصولوں کی جو خلاف ورزی کی ہے ۔ کیا وہ مستقبل کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی ؟ اس کا جسم تپنے لگا تھا۔ اس کا گھوڑا وردنا پار کرکے سرائے کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اس نے باگیں کھینچیں ۔ گھوڑا رُک گیا۔

سرائے کی دوسری منزل پر بنے کمرے میں تینوں حضرات بیٹھے ہوئے تھے ۔ اس نے سب کو پرنام کیا۔

"آئیے سپہ سالار!" رنجک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تو آپ نے ودّیا دھر دیو کو داؤں پر لگا ہی دیا ۔"

"مجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا آریہ ۔" وہ کیرت سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ میرا جرم کیا ہے ؟"

"جرم کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ تو راج راجیشور کیرت سنگھ ہی کریں گے اننت ۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ تمہارے والد مہی پال کو ودّیا دھر دیو نے تلوار بازی کے وہ بتیس ہاتھ خود سکھائے تھے جن کا تذکرہ پرانوں میں آیا ہے ۔ دُور نہیں ۔ اسی جنگل میں ، جنگلی جھاڑیوں اور شریفے ، برگد ، مدھوک وغیرہ کے چھتنار درختوں سے ڈھکے ، شہر سے الگ تھلگ علاقے میں ہیں نے اور مہی پال نے ساتھ ساتھ تلوار چلانے کی مشقیں کی تھیں۔ مستقل ایک ماہ تک ۔ اس زمانے میں لگاتار جنگیں ہو رہی تھیں لیکن ہم لوگوں نے کبھی بھی شیئن پات کا استعمال نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے عہد کیا ہوا تھا کہ اسے صرف ترکوں کے خلاف استعمال کریں گے ۔

یہ چندیلوں اور گاہڑوالوں کے مشترکہ فن سپہ گری کا ایک انتہائی خفیہ وار تھا۔ جب کرن نے اپنے باپ کے جملوں کو دوہراتے ہوئے کہا کہ شبیھن بات کو صرف ایک ہی شخص جانتا تھا اور وہ تھا چندیل ودیادھر۔ تو تم کو اسی وقت سوچ لینا چاہئے تھا کہ تمہارے لئے کیا مناسب ہے اور کیا نہیں ؟"

"کیوں اننت۔ وہ لوگ اگر ودیادھر دیو کے ساتھ تمہارا تعلق جوڑنے میں کامیاب ہوگئے تو تمہاری زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ تم نے جو کچھ کیا اسے میں جُرم نہیں سمجھتا کیوں کہ دشمن کے سامنے اس کے القاب و اوصاف کے بیان کے درمیان ' کالنجر کے حکمراں کا دَور ' سن کر تم خود پر قابو نہیں رکھ سکے ہوگے۔" کیرت سنگھ بولے۔

اننت سیدھا کیرت کے پاس پہونچا اور ان کی گود میں گر پڑا۔" راجن میں غصّے میں ابلتے خون کو روک نہیں پایا۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں اگر اسی طرح کھڑا رہا تو میرے اعصاب پھٹ جائیں گے۔"

"پُرسکون ہو جاؤ اننت۔" کیرت نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ تمہارا یہ عمل فطری ہی تھا۔ بس اس سے تمہارا کام ذرا اُلجھ ضرور گیا ہے۔"

"راجن۔ اس قصور کو معاف کردیں۔ آریہ رنجک آپ میرے چچا ہیں۔ آپ سے جو شفقت مجھے مل رہی ہے اس سے محروم مت کیجئے گا۔ یہ میرے لئے بڑی دولت ہے۔ اپنی بچکانہ حماقت کی وجہ سے جو غلطی کرچکا ہوں اس کے لئے شرمندہ ہوں۔"

رنجک گاہڑوال نے اُٹھ کر اننت کی پیٹھ تھپتھپائی اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولے " تم کل گوال پلّی جارہے ہو۔ وہاں داڑھی لگا کر جانا ہوگا کیونکہ آدھے سے زیادہ گوال خاندان گاہڑوال راجہ کو ہی کاشی کا اصلی حقدار مانتے ہیں۔ باقی کی وفاداریاں برجو سنگھ کی وجہ سے کرن کے ساتھ ہیں۔ تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اگر ہو بھی تو میرے ذاتی محافظ پارس دیو جدو و نشی تمہارے ساتھ سایے کی طرح رہیں گے۔

" ادپارس ! آجاؤ بھیا۔" رنجک گاہڑوال بولے۔ " یہ ہیں کیرت سنگھ، کنہیا مسّر اور انہیں تو تم جانتے ہی ہو' اننو سنگھ۔"

"ہاں آریہ۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔"
انت نے پارس کی آنکھوں میں سلگتی ہوئی چمک اور ٹیڑھی بھوؤں کو دیکھ کر نچلے ہونٹ کو دانتوں سے دبایا اور کمرے سے باہر آگیا۔

4

کیرت کو کل رات نیند نہیں آئی۔ وہ آتا تیہ انت کی بچکانہ حرکت کی وجہ سے پریشان تھے۔ درُونا پار کے مسافر خانے سے نکل کر گنگا کے کنارے ٹہل رہے تھے۔ ابھی سورج نکلنے میں کچھ دیر تھی۔ گنگا تو ایک انسان کے اندر بھی ہے۔ کیرت نے کنکر اٹھایا اور گنگا میں پھینک دیا۔ لہریں اُٹھیں، دائرے بنے۔ بھنور کی طرح اٹھتا پانی ساحل سے ٹکرانے لگا۔
فرد، کنبہ، سماج اور پھر سارا جہاں۔ سب کچھ بندھا ہوا ہے اس سلسلے کے اندر۔ جانے کون کہاں کس کس سے ٹکرا رہا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک کا یہ عروج و زوال، فتح و شکست، وجود کی بقا کے لئے تشدّد در تشدّد، بدلہ در بدلہ۔ اس سارے گورکھ دھندے میں فرد کی تقدیر کیا ہے؟ وہ محض ایک ذرہ ہے لیکن ذرّے کو ذرہ سمجھ کر ٹھکرا دینے سے مسئلہ سلجھتا نہیں۔ کچھ ایسا ہے جو دیکھا اندیکھا ہو جاتا ہے۔ کسی مقناطیسی طاقت کا انجانا تعلق ہے یا بندھن ہے کہ ساری دنیا کا مشترکہ شعور ایک نئے سُر میں پرو دیا ہوا ہے۔
گھاٹ پر بنے چُونا کاری کئے ہوئے سفید گھروں اور مندروں وغیرہ کی سیڑھیوں کو چھُونے والی گنگا آزاد نہیں محسوس ہوتی، پابند لگتی ہے۔ انہیں یاد ہے کہ پہلی بار جب گنگا کو دیکھا تھا تو وہ سیاہ اور دھویں جیسے گہرے سرمئی رنگ کی محسوس ہوئی تھی۔ ان کے اندر کی کشاکش لگاتار ان کے وجود سے جنگ کرتی ہوئی جیسے پوری شخصیت کو جھنجھوڑ رہی تھی۔
"نہیں۔ میں اس مایوس کن ماحول سے ہار مان کر روحانیت کے کھوکھلے جال میں الجھنے کو تیار نہیں ہوں۔"
تب ہی کچھ گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سن کر وہ پیچھے کی طرف دیکھنے لگے۔ آدی کیشو مندر سے چیخنے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ درونا کے سنگم پر بنے کیشو مندر کی طرف دوڑے۔ اس وقت

انہوں نے پورا ہندیل کھنڈی لباس پہن رکھا تھا۔ ڈھیلا کنچک، سفید دھوتی اور کمر کو کسنے والی کپڑے کی پیٹی میں جھولتا چوڑا کھانڈا۔

سامنے سے تین چار گھوڑ سوار نکلے۔ گھٹنے تک لٹکنے والا گیروے رنگ کا کنچک، نیلی دھوتی، منڈے ہوئے سر، کمر سے لٹکتی تلواریں۔ "یہ کیا ہے بھائی؟"

بُدھ بھکشوؤں کی یہ سرگرمیاں دیکھ کر وہ ابھی مخمصے کے عالم میں کھڑے ہی تھے کہ ایک نہایت قیمتی سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ایک شخص اندھیرے کو چیر کر نکلنے والی کسی بد روح کی طرح نمودار ہوا۔ اس کا پورا جسم تیل میں ڈوبے کسی ملیچھ کی طرح بدبودار تھا۔ دونوں گالوں پر گوشت لٹک رہا تھا۔ اس کے جسم کے ساتھ رسیوں سے بندھی ایک دوشیزہ ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ اس کے کھلے ہوئے بال شانوں پر لہرا رہے تھے۔

"پرچنڈ —" کیرت پہاڑی کراتوں کے بگل جیسی تیز، باریک آواز میں چلّائے۔ "پرچنڈ۔ پرچنڈ"۔ مونہہ پر دونوں ہتھیلیاں رکھ کر پکارنے کا یہ طریقہ انہوں نے لوہرت کے کراتوں سے سیکھا تھا۔ اس تیز آواز سے آس پاس کا علاقہ کانپنے لگا۔ پرچنڈ نے ایک جھٹکا دیا اور گلے میں بندھی رسی تڑا کر کیرت کی طرف بھاگا۔ کیرت نے اس کی کمر پر پیار سے دو تھپکیاں لگائیں۔ گھوڑے کی پیٹھ پر نہ زین تھی نہ مونہہ میں لگام۔

کیرت زور سے اُچھلے اور پرچنڈ پر سوار ہو گئے۔ سامنے جاتے ہوئے سفید گھوڑے کو پرچنڈ نے دیکھ لیا تھا۔ ایڑی کے ہلکے سے لمس نے شاید اس کو پوری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا تھا۔

دونوں گھوڑوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ پرچنڈ قریب سے قریب تر آتا گیا۔ قبل اسکے کہ سفید گھوڑا سامنے کے جنگل میں غائب ہو پرچنڈ نے اسے آلیا۔ تینوں گھوڑ سواروں کے چہرے مسخ ہو اُٹھے۔ شراب کے نشے میں ڈوبی لال لال آنکھیں نچاتے وہ ہلّا بول کر جھپٹے۔ پرچنڈ درمیان میں تھا اور آگے پیچھے دونوں طرف سے حملہ تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ تبھی کیرت نے اشارہ کیا اور ہنہناتے ہوئے پرچنڈ نے اپنی دونوں ٹانگوں کو اُٹھا کر اس عظیم الجثہ بجریانی[1] کے گھوڑے پر رکھ دیا۔

---

[1] بُدھ مذہب کے ایک فرقے بجریان کا پیروکار بھکشو یا سادھو۔

اسی وقت کرالینڈر[1] کا سدھا ہوا ہاتھ پڑا اور بجریانی کے شانے کو کاٹتا ہوا کھانڈا گھوڑے کی پیٹھ میں دھنس گیا۔ باقی گھوڑ سوار خوف زدہ ہو کر جنگل میں بھاگے اور غائب ہو گئے۔

"بتاتا کیوں نہیں — تو ہے کون؟" بجریانی غرّایا۔

"میں تمہاری موت ہوں۔" کیرت نے اس کے جبڑے پر زور کا مکّا مارا۔

"تو مجھے نہیں جانتا۔ مجھے کئی روحانی طاقتیں حاصل ہیں۔ تو میرے مذہبی کاموں میں دخل اندازی کر رہا ہے۔ میں چاہوں تو تجھے بھسم کر سکتا ہوں۔"

"میں نے تمہارے کسی مذہبی فریضے میں خلل نہیں ڈالا۔ تم ایک بے سہارا، غیر محفوظ نوجوان لڑکی کو زبردستی اغوا کر کے بھاگ رہے تھے۔ کیا یہ مذہبی کام ہے؟ اور ایسی ہی روحانی قوتیں حاصل ہیں تو اپنا کٹا ہوا ہاتھ جوڑ لو۔"

"تو ایک ناداں بچہ ہے۔" وہ پھر غرّایا۔ "یہ کوئی عام دوشیزہ نہیں ہے۔ اس میں بتیس گُن موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے مہامُدرا کا درجہ حاصل ہے۔ اسکی کھلے ہوئے سفید کمل جیسی گوری رنگت دیکھ۔ ایسی سنہرے بالوں والی عورت خالص آریائی نسل والے لوگوں کے یہاں پیدا ہوتی ہے۔ اسکی سڈول اور تنومند چھاتیوں پر نظر ڈال۔ تو کبھی کھجوراہو گیا ہے لڑکے؟ وہاں جا کر کندار یہ مندر کی باہری دیواروں پر بنی ہوئی حسینہ کو دیکھ جو کانٹے چُن رہی ہے۔ تب ہی معلوم ہو گا کہ اس کی رانیں کیسی کسی ہوئی، کیلے کے تنے جیسی معلوم ہوتی ہیں۔ یہ پدمنی ہے بے وقوف پدمنی۔ بھنوروں کی قطاریں اس کے چہرے پر منڈلاتی رہتی ہیں۔ خوف سے اسکی پیشانی پر جو پسینہ پھوٹ رہا ہے اس سے مُشک کی خوشبو آ رہی ہے۔ بے وقوف تو اس کے لئے اپنی جان کیوں دینا چاہتا ہے؟ دیکھ میری مدد کو آنے والے گھوڑ سوار مہابن سے چل چکے ہیں۔ ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سُن۔ یہ نیل تارا ہے، تجھے کھا جائے گی۔ بھاگ جا یہاں سے۔"

کیرت نے بجریانی کے جبڑے پر دوسرا گھونسہ جڑ دیا۔ اس کے دو دانت مونہہ سے باہر آ گئے۔

---

[1] تلوار کا ایک داؤں جس میں گھوڑے کا بھی اہم کردار ہوتا ہے۔

"لے ان پر کوئی اسٹوپ بنوا لینا۔" کیرت ٹوٹے ہوئے دانتوں کو بجریانی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولے۔

"اس کے تعاون کے بغیر میری ریاضت پوری نہیں ہو سکتی۔ میں کسی بھی حال میں اس دوشیزہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں تین مہینے سے اسے صبح کے جھٹ پٹے میں کیشو مندر جاتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ آخر میں اسے زیر کرنے میں کامیاب ہوا۔ تو سیدھے بھاگ جا نہیں تو بھکشوؤں کے یہاں پہونچتے ہی میرے پیرو کاروں کا دستہ تجھ پر ٹوٹ پڑے گا۔" بجریانی بولا۔

کیرت نے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور جھٹکے سے لڑکی کو باندھنے والی رسی کاٹ دی۔ اور اسے کھینچتے ہوئے پرچنڈ کے پاس پہونچے۔ موہنہ سے کپڑا ہٹاتے ہی وہ بے اختیار ایک ٹک اس دوشیزہ کی طرف دیکھنے لگے۔ ایسا حُسن انہوں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ کھِلے ہوئے سفید کنول جیسا گورا رنگ، گالوں پر قدرتی سُرخی، آنکھوں میں ایک پُر اسرار گہرائی، شدید مصیبت میں بھی اپنے آپ پر آتا قابو رکھنے کی صلاحیت۔ اچانک ماحول میں لرزش پیدا کرتی ہوئی گھوڑے کے سُموں کی تڑتڑاہٹ سنائی پڑی۔ دھول کے بگولوں کو کیرت نے بھی دیکھا۔ انہوں نے ایک جھٹکے سے دوشیزہ کو پکڑا۔ "تم گھوڑے پر چڑھ جاؤ" کیرت نے ہاتھ کا سہارا دیا اور لڑکی پرچنڈ کی پیٹھ پر سوار ہو گئی۔

"پرچنڈ ___" کیرت کے ہلکے سے لمس سے گھوڑا کمان سے چھوٹے تیر کی طرح کیشو مندر کی طرف دوڑا۔ سامنے سے بیس پچیس سوار چلے آ رہے تھے۔

"میرے چچا ہیں۔" لڑکی بولی۔

"نام کیا ہے؟"

"رنجک گاہڑوال۔"

"ہوں۔" کیرت نے ہنکارا بھرا۔ بجریانی کے خون کے چھینٹوں سے اُن کا کنچُک گندا ہو گیا تھا۔ وہ خون سے سنی ننگی تلوار کو جھنڈے کی طرح اُٹھائے چلے جا رہے تھے۔ آگے پیچھے دونوں طرف سے گھوڑ سوار قریب ہوتے جا رہے تھے۔ تبھی رنجک گاہڑوال سپاہیوں کے ساتھ آ پہونچے۔ انہوں نے کیرت اور اپنی بیٹی کو دیکھا۔ دونوں پرچنڈ کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔

کیرت نے گھوڑا روکا۔ انہوں نے لڑکی کو سہارا دے کر نیچے اُتارا۔
"میں آپ کا بڑا احسان مند ہوں جناب۔ کوئی آدھی گھڑی کیشو مندر کے پجاری نے ہمیں خبر دی کہ گیروے لباس والے کچھ سواروں نے گومتی کو اغوا کرلیا ہے۔ میں نے فوراً گھوڑ سواروں کو حکم دیا کہ جیسے بھی ہو انہیں مہابن کی حدود میں گھسنے سے پہلے پکڑنے کی کوشش کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ آج آپ نے میری عزت بچائی راجن!"
"آریہ سوچ سمجھ کر بولیں۔ میں آپ کے بیٹے کی طرح آپ کا خادم ہوں۔ راجن کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔"
رنجک نے گردن جھکالی۔ وہ لفظ جو اُن کے لاشعور میں کہیں چھپا ہوا تھا، جذبۂ احسان مندی کی وجہ سے باہر نکل کر بے ساختہ زبان سے ادا ہوگیا۔ گومتی کیرت کی طرف دیکھے جارہی تھی۔ اس نے رنجک کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔
"آج اگر یہ نہ ہوتے تو میں بجریانیوں کی تاریک گپھاؤں میں گُم ہوگئی ہوتی۔ میرا سب کچھ لُٹ گیا ہوتا۔ ایسا ملکُ الموت جیسا بھیانک، شرابی اور غلیظ انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔
بجریانیوں کی طرف سے آئے ہوئے گھوڑ سواروں نے دیکھا کہ بیس پچیس سوار کیرت کو گھیر کر کھڑے ہیں تو وہ ڈر کر پیچھے کی طرف بھاگے۔ رنجک کے آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا تو وہ رشی پتن کے جنگلوں میں غائب ہوگئے۔
"آریہ،" کیرت نے دیکھا کہ بہاری کی آنکھوں میں چمک تھی۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ سرائے میں کام کرنے والا معمولی ملازم اس طرح کی فصیح زبان بول رہا ہے....."
"بہاری! رنجک نے بات کاٹ دی۔" تو کیا بکواس کر رہا ہے۔ جا معزز مہمان کے کپڑے نکلوا اور نہلا دُھلا۔ میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں"۔ پھر وہ کیرت سے مخاطب ہوئے۔ "آریہ، میں اس لڑکی کو زنان خانے میں پہونچا کر آتا ہوں۔"
"ٹھیک ہے محترم۔ لیکن یہ سب باتیں گاہڑوال راجہ سے نہ کہیں"۔ کیرت نے کنکھیوں سے

دیکھتے ہوئے کہا۔

گومتی نے اپنے سنہرے بالوں کو ایک جھٹکے سے پشت پر پھینکتے ہوئے کہا "میں آپکی بے حد ممنون ہوں۔"

کیرت ان دونوں کو گاہڑوال قلعے کی طرف جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ انہوں نے ایک طویل سانس لی اور مہمان سرا کی طرف مڑ گئے۔

"آریہ' میں نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ کے پکارنے سے آواز کی بازگشت گونجی تو پرچنڈ منہنانے لگا اور اپنے گلے کی رسّی تڑانے کے لیے جھٹکے پہ جھٹکا دینے لگا۔ رسّی ٹوٹ گئی تو ہرن کی طرح اُچھلتا ہوا بھاگا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے دوڑا لیکن وہ اتنی تیزی سے جا رہا تھا کہ میں اس کا پیچھا نہ کر سکا۔ پھر میں آدی کیشو مندر پہونچا۔ وہاں ایک جھیر میں چھپی دکن کی طرف کی دیو داسی میناکشی نے بتایا کہ کچھ ہی دیر پہلے گیروے کپڑوں والے گھوڑ سوار گومتی کو اٹھا کر بھاگتے دکھائی دیئے ہیں۔ راجن' ایسی آفت کا تو میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ جب محمود دوبارہ چندیل کو سزا دینے کے لئے کانیہ کبج کے راستے سے آگے بڑھا تھا تو گومتی کے والد سومیشور دیو نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہے تھے۔ ہم لوگ کانیہ کبج کے قریب ایک گڑھی میں چلے گئے۔ کئی سال وہاں چھپ کر رہے۔ گومتی وہیں پیدا ہوئی تھی۔ جنم دے کر مہارانی چلی گئیں اور بوڑھے راجہ سومیشور کانیہ کبج پر ہونے والے حملوں کی وجہ سے ہمیشہ پریشان حال رہے۔ اپنی موت کے وقت انہوں نے بچی کو میری گود میں ڈال دیا اور کہا " اسے کاشی لے جاؤ' وہاں رتنگ گاہڑوال کو سونپ دینا اور کہنا کہ یہ ان کی امانت ہے۔ راجن' گومتی پر تمہارے خاندان کی نشانی ہے۔ وہ پریشانیوں سے لڑنا خوب جانتی ہے۔ میں اس کا خادم ہوں۔"

"تمہارا اصلی نام کیا ہے بہاری؟" کیرت نے پوچھا۔

"نام جان کر کیا کریں گے آریہ؟" اس نے کیرت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جب قسمت بائیں طرف مڑتی ہے تو سامنے دُکھ ہی دُکھ ہوتا ہے۔ ایسا دُکھ جس کی کوئی کاٹ بھی نہ ہو۔ سب کچھ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ اپنی شخصیت کا کوئی حصہ بچتا ہی نہیں۔ ملمع کی طرح جو کچھ چڑھا ہوتا ہے' اتر جاتا ہے۔ خواب بجھ جاتے ہیں' امیدیں مرجھا جاتی ہیں اور صرف ایک ہی سچائی بچ رہتی ہے

وہ ہے موت ۔"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں آریہ ۔" گیرت نے پہلی بار جانا کہ جو کچھ اوپر سے پہچاننے کے لائق ہے وہ صرف ایک نقاب ہے، کینچلی ہے ۔ جو جاننے کے لائق ہے وہ اندر سے اس طرح جکڑا ہوتا ہے کہ اسے اوپر لانے میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے ۔ بہاری اب تک محض ایک ملازم تھا ۔ اب وہ زندگی کی گہرائی میں ڈوبا، زندگی سے نبرد آزما جنگجو ہے ۔

" تو آپ مجھے اس لائق بھی نہیں سمجھتے کہ آپ کا نام جان سکوں ؟"

" راجن، آپ غلط مطلب نہ سمجھیں ۔ میرا نام سبُودھ پرتیہار ہے ۔ مجھے کانیہ کُبج کے لوگ ایک شاعر کے طور پر جانتے رہے ہیں ۔ لیکن میں ہمیشہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتا رہا ہوں ۔ کیا شاعر جھوٹ کو الفاظ کے جال میں باندھ کر پیش کرنے والا ایک مسخرہ ہے ؟ کیا وہ اپنے چاروں طرف ہونے والے واقعات پر پردہ ڈال کر تخیل کو خوشنما ڈبوں میں بند کر کے بیچتا ہے ؟ بھیڑیے آریہ ورت میں گھس رہے ہیں ۔ پرتیہار سلطنت کے ملبے پر کئی راج گھرانے رال ٹپکاتے ٹکڑوں کے لالچ میں کھڑے ہیں ۔ راجہ عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں، جو مذہب کی طرف زیادہ مائل ہیں وہ ایک خواب آگیں روحانی دنیا میں گم ہیں ۔ چاپلوس شاعروں کو تو بس ایک گاؤں مل جائے عطیے میں تو جھوٹے قصیدے پڑھ پڑھ کر نامرد راجاؤں کو لوریاں دے کر سُلانے لگتے ہیں ۔ مذہبی مقاموں، مندروں ، وہاروں، سنگھاراموں کو زمینوں کے عطیے دیے جا رہے ہیں ۔ اور کسان، مزدور، پہاڑی جنگلی علاقوں کے باشندے، یہ سب اناج کے لئے ہائے ہائے کر رہے ہیں ۔ آخر یہ سب کیا ہے ؟"

رنجک گاہڑوال دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے ۔ گیرت انہیں دیکھ کر اپنی نشست سے اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ رنجک ان کا ہاتھ پکڑ کر وہیں بیٹھ گئے ۔

"آج آپ نے مجھے اپنا غلام بنا لیا ہے راجن ۔" رنجک بولے ۔ "سبودھ نے اپنی کہانی سنا دی ہوگی ۔ اس لئے اب ماضی کی بھول بھلیوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آج سے بیس بائیس برس پہلے کے رنجک کی روح کو میں آواز نہیں دینا چاہتا ۔ ودیا دھر دیو کی فوج کے ساتھ میں اور گوپال بھٹ دونوں گئے تھے ۔ یہ سب میں آپ سے بتا چکا ہوں ۔ اس وقت کانیہ کبج میں صرف ایک شخص ایسا ملا جو سب کچھ تباہ ہو جانے کے بعد بھی کھلے دل سے مسکراتا رہا ۔ کبھی بھی، انتہائی غربت کے درمیان بھی

عاجزی اور مسکینی کا اظہار نہیں کیا ۔ یہ تھے سامنت سومیشور۔"

" رنجاب دیو۔" سومیشور نے کہا تھا،" شمالی علاقے کی پرتیہار حکومت آج تباہ ہوگئی۔ میں اسکے لئے ودیا دھر دیو کو قصوروار نہیں مانتا۔ انہوں نے اگر دشمن کے لئے راستہ کھول دینے کے جرم کو ذلت اور آریہ کردار کے منافی قرار دیا تو غلط نہیں کیا۔ وہ حق بجانب تھے لیکن کیا ودیا دھر دیو ترکوں کے حملوں سے آریہ ورت کو بچا پائیں گے ؟ کیا وہ گنگا گھاٹی کے لہلہاتے ہوئے زرخیز میدانوں پر نظر رکھنے والے سرحد پار کے وحشیوں کو روک سکیں گے ؟ آج ہم دو طرفہ حملوں سے کمزور ہو رہے ہیں۔ ایک طرف غیر ملکی ہیں جو ہمیں لوٹ کر اپنے خزانے بھر رہے ہیں دوسری طرف اپنے ہی ہم وطن ہیں جو محض اپنی انا کی تسکین کے لئے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ لُوٹ کی دولت سے بدیسی ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھیں گے ۔ اس پونجی سے وہ اپنی قوم کو منظم کر کے پورے آریہ ورت میں نئی سلطنت کی داغ بیل ڈالیں گے اور ہم اپنی ضد کی وجہ سے صدیوں تک ان کی غلامی کرنے کو مجبور ہوں گے۔" رنجک نے طویل سانس لی"چھوڑیے آریہ۔ جو ہونا ہوگا، ہوگا۔ اور اس کے لئے ہم خود ذمہ دار ہوں گے۔"

" گاہڑوال حاکم چندر دیو اور ان کے بیٹے دیوتے بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

" کیا ابھی چلنا ہے ؟" کیرت نے پوچھا۔

"ہاں۔ اب انہیں ذرا سی تاخیر بھی برداشت نہیں ہے۔"

کیرت نے کپڑے بدلے اور رنجک گاہڑوال کے پاس جا کر بولے " آپ نے پتہ نہیں کیا کہا ہوگا آریہ لیکن میں تو جذبات سے مغلوب ہوں اور کندار یہ مہادیو سے التجا کر رہا ہوں کہ آپ کے الفاظ اور طرز عمل سے اس وسیع القلب گاہڑوال خاندان کے لئے اپنی احسان مندی کا اظہار کر سکوں۔"

" آریہ، آپ کو برچنڈ کے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کیوں ؟"

" اس لئے کہ گھڑی بھر پہلے ہی کرن کا ایلچی چندر دیو مہاراج کو دھمکا گیا ہے۔ کوئی ان کا بیش قیمت سفید گھوڑا چرا لے گیا تھا جسے ان کے سپاہی چاروں طرف ڈھونڈ رہے تھے۔ گھوڑا تو

مل گیا ہے لیکن ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی ۔"

"کیا بات ؟" کیرت نے کہا ۔

"یہ کہ اس پر سوار بجر پانی "تانترک کے کندھے کو کسی نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ سے الگ کرتے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی ہے جو بڑی حیرت انگیز ہے ۔ گھوڑے کو دوبارہ اچھا ہونے میں کئی مہینے لگ جائیں گے ۔"

کیرت مسکرائے اور پرچنڈ کے ساتھ نزدیک ہی واقع قلعے کی طرف چل پڑے ۔ یہ گنگا کے مغربی ساحل پر بنا ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا ۔ اس کے تین طرف بہت اونچی اونچی دیواریں تھیں صدر دروازہ بھی بہت اونچا تھا اور نظریں سیدھی اس پر پڑتی تھیں ۔ اندر نہایت شاندار شاہی محل تھا جو اندرونی اور بیرونی دو حصوں میں تقسیم تھا ۔ باہری حصے میں پہونچانے والے راستے کے بیچوں بیچ فوارے تھے ۔ یہ حصہ فن تعمیر کا بہترین نمونہ پیش کر رہا تھا ۔ محل کے اندر اونچی اونچی دیواروں کے درمیان وسیع و عریض چبوترہ تھا ۔ قلعے کے اندر ہی فوجی خیمے تھے ۔ دروازے پر ننگی تلواریں لئے پہریدار گھوم رہے تھے ۔

رتھ رُک گئے ۔ انہوں نے ایک پہریدار سے کہا "جاؤ راج راجیشور سے کہہ دو کہ ان کے مہمان آ گئے ہیں ۔" خبر پاتے ہی راجہ چندر دیو ، مدن چندر اور ان کے بیٹے گووند چندر باہری دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے ۔ کیرت جُھک کر راجہ چندر دیو کے پیر چھونا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے دونوں ہاتھ پکڑ کر کیرت کو سینے سے لگا لیا ۔

"جیتے رہو بیٹے ۔" انہوں نے کہا اور آنکھوں میں آنسو چھلک اُٹھے ۔ کرن اور اس کے باپ گانگیہ دت کے مظالم کی یاد تازہ ہو گئی ۔

کیرت نے جُھک کر چالیس بیالیس سالہ مدن چندر کو پرنام کیا ۔ راجہ کے پوتے گووند نے کیرت کی قدم بوسی کی ۔ دونوں دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ۔

"آریہ ، آپ نے گھوڑے کو آواز دینے کا یہ طریقہ کہاں سیکھا ؟" سترہ سالہ سنجیدہ مزاج ولی عہد گووند نے پوچھا ۔

"کیوں ولی عہد ۔" کیرت بولے ۔ "کس نے کہا کہ میں گھوڑے کو آواز دینے کا علم جانتا ہوں ۔ اگر میں ایسا ہی ہنرمند ہوتا تو یوں ایک مفلس کی طرح مارا مارا نہ پھرتا ۔"

گووند سنجیدہ ہو گیا۔ "آپ مارے مارے نہیں پھر رہے ہیں راجن، آپ گاہڑوال راج گھرانے کے مہمان ہیں۔ آپ نے آج وہ کر دکھایا جسے ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ آپ نے ہماری بہن راج کماری گومتی کو بچایا ہے۔ اس کے لئے ہم تا زندگی آپ کے ممنون رہیں گے۔"

"ہم بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں بیٹے"۔ راجہ چندر دیو بولے۔ "یہاں سبھی کرن کو کاشی کا حکمراں کہہ کر اس کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔"

"لیکن آریہ، کیرت بولے۔ میرے آبا و اجداد کے ذریعے کندہ کرائی گئی عبارتوں، مندروں کے فرمانوں اور صوبیداروں کو دیے جانے والے عطیوں کے کاغذات تک میں کاشی پر صرف گاہڑوالوں کی حکمرانی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کاشی کا راجہ ہم صرف آپ کو ہی مانتے ہیں۔

"تم رنجک گاہڑوال کے خلوص میں بندھے کاشی آئے ہو لیکن مجھے سب کچھ معلوم ہے کہ کس سازش کے ذریعے راج راجیشور دیو ورما کا قتل کیا گیا اور کس طرح کلچری فوجوں نے کھجوراہو کے محلوں میں آگ لگا دی۔"

کیرت چپ رہے۔ گووند چندر نے گفتگو کا سرا ہاتھ میں پکڑا۔ "آریہ اپنے گھوڑ سپاہیوں کی کئی مہینے کی کوششوں کے باوجود میرا گھوڑا ارپنجے، قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ میں نے گاندھار کے ایک سوداگر سے اُسے ایک ہزار کارشاپن میں خریدا تھا۔ کیا آپ ....."

مدن چندر ہنس پڑے۔ "گووند بھی عجیب لڑکا ہے جناب۔ اسے جس چیز کی رٹ لگ جائے، اسے حاصل کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔"

"گاہڑوال خاندان کی عظمت کے جھنڈے گاڑنے والے گووند کے سوال ان کے روشن مستقبل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان کی کمان کی طرح کھنچی ہوئی بھویں ان کے حکمراں ہونے کی دلیل ہیں۔ راجن، آپ فکر نہ کریں۔"

گووند مسکرایا۔ "آپ قیافہ شناسی بھی جانتے ہیں آریہ؟"

"نہیں گووند۔ اُدبھانڈ میں مجھے ایک جوگی مل گئے تھے ان کی بہت سی باتیں میں نے سنیں۔ کچھ ٹھیک لگیں کچھ نہیں۔ ان کی جو بات مجھے بہت پسند آئی وہ مردوں کی صفات کے متعلق تھی۔ کمان جیسی بھوؤں کی بات بھی انہیں نے بتائی تھی۔ میں جیوتش، قیافہ شناسی،

شگون، بدشگونی کچھ بھی نہیں مانتا۔ صرف یہ مانتا ہوں کہ انسان کی مضبوط قوت ارادی کے سامنے یہ سارا کچھ محض بکواس ہے۔ میں بھی ہفتے کے ہر دن کے مطابق مانک، موتی، مونگا، پکھراج، پنّا، ہیرا، نیلم وغیرہ پہنا کرتا تھا۔ اس کی تعلیم شاہی گھرانے کے لوگوں کو شروع ہی سے دی جاتی رہی ہے۔ لیکن فوج کشی کرنے کے لئے مناسب ساعت کا انتظار کرنے میں ہی نہ جانے کتنے شاہی خاندان ڈوب گئے۔ میرے پاس ایکا دشؔ مکھی رودراکش کی مالا تھی۔ میرے دادا ددیادھر دیو نے نیپال کے صوبیدار سے حاصل کی تھی۔ میں نے بھابھی صاحب کی چِتا میں اُسے بھی چڑھا دیا۔ میں نِہنگؔ ہوں، کسی کی ذرا پروا نہیں مجھے۔"

"ولی عہد بہادر!" رنجک بولے۔ "آپ مہمان کی کچھ خاطر مدارات بھی کیجئے گا یا محض سوال ہی کرتے گا؟"

"معاف کیجئے گا آریہ۔" گووند ہنسا اور تالی بجائی۔ اندر کے محل سے کنیزیں انواع و اقسام کے کھانے لے کر آگئیں۔ سامنے بچھے قالین پر پانچوں آدمی بیٹھ گئے۔

کھانے کے بعد گووند نے کہا۔ "آریہ، آپ نے رنجیجئے کے بارے میں کیا سوچا؟"

"سوچنا کیا ہے گووند،" کیرت بولے۔ "میں اسے بس میں کر سکتا ہوں بشرطیکہ تم گھوڑ سواری میں مہارت دکھاؤ۔"

"کیا کرنا ہوگا مجھے؟"

"تمہیں اس گھوڑے پر بیٹھ کر میرے پرچنڈ کے ساتھ دائرے میں چکر لگانے ہوں گے۔"

"تو چلیں۔"

"ہاں چلو۔"

گووند چندر اس قدر جوش میں تھا کہ وہ گھوڑ سوار سپاہیوں کے ایک پورے دستے کے ساتھ مہابن کی طرف روانہ ہوا۔ مہابن گاہڑوالوں کے قلعے کے بالکل نزدیک تھا۔ چاروں طرف

لے گیارہ دھاریوں والا رودراکش جو اعلیٰ درجے کا مانا جاتا ہے۔

ٹہ دنیا سے بے نیاز، تنہا۔

اشوک، گنبجا، پاکر، اشوتھ وغیرہ کے درخت دیوار کی طرح کھڑے تھے۔ ان کے درمیان اگر کچھ جگہ بچی بھی تھی تو وہ طرح طرح کی بیلوں اور کانس و سرپت جیسی لانبی گھاس سے ڈھک گئی تھی۔ اس طرح جنگل مزید گھنا ہو گیا تھا۔ قدرتی سبزے اور درختوں سے گھرے مہابن کے اندر مہادیو کوپ سے لیکر لاٹ بھیرو تک اور ورونا کے ساحل و کپال موچن سے لیکر سنگمیشور تک ایک بے انتہا وسیع میدان تھا۔ وہ پچری مٹی سے بنا ہوا تھا۔

سب لوگ وہاں پہونچ کر رُک گئے۔ راجہ چندر دیو، مدن چندر اور رنجک ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ ننگی تلواریں لئے بیس گھوڑ سواروں کو چاروں طرف تعینات کر دیا گیا تاکہ کوئی غیر ضروری شخص اندر نہ آنے پائے۔ رِپنجئے میں ایک اچھے گھوڑے کے تمام اوصاف موجود تھے۔ وہ بہت قیمتی بھی تھا۔ دو آدمی اس کی گردن میں بندھی لمبی سی رسّی سے پکڑ کر اُسے لے آئے تھے۔ گووند خوش خوش کیرت کے پاس آیا۔

"اب کیا کرنا ہوگا' آریہ؟"

"جو کرنا ہے اسے دیکھتے جاؤ لیکن آریہ' آریہ کہہ کر میری توہین مت کرو۔ راجیشور چندر میرے دادا وِدّیا دھر سے بیس برس چھوٹے ضرور ہوں گے۔ تمہارے والد میرے والد سے کوئی پندرہ برس چھوٹے ہیں اور تم مجھ سے دس برس چھوٹے ہو۔ اس لئے تم مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھو تب ہی میں تمہیں گھوڑ سواری سکھا سکتا ہوں۔"

"مجھے منظور ہے۔" گووند کا چہرہ چمکنے لگا تھا۔ "بھائی صاحب اب ....."

کیرت ہنس پڑے۔ انہوں نے خود لگام منگائی اور رِپنجئے کی تھوتھنی سہلائی۔ گھوڑا اس نئے آدمی کی طرف ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔ کیرت نے اس کی گردن اور کانوں کو تھپتھپایا اور اس کے مونہہ میں لوہے سے بنا ہوا' لگام کا کانٹا لگا دیا۔ پھر انہوں نے رِپنجئے کی کاٹھی اتروادی اور لگام پکڑ کر میدان کے بیچوں بیچ لا کھڑا کیا۔

"پرچنڈ!"

نام سن کر کیرت کا گھوڑا رِپنجئے کی بغل میں آکر کھڑا ہو گیا۔ کیرت کود کر پرچنڈ پر سوار ہوئے، رِپنجئے کی باگیں سنبھال کر پرچنڈ پر اپنی رانیں کسیں اور دوڑ شروع کر دی۔ رِپنجئے کے لئے

یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کی اب تک کی زندگی کی پہلی دوڑ تھی۔ آٹھواں چکر شروع ہو گیا۔ کیرت پر چنڈ سے کود سے اور رپنجئے کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ دونوں گھوڑے تیز رفتاری سے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔ ایک ایسا موقعہ بھی آیا کہ بگڑیل گھوڑا کیرت کو پھینکنے کے لئے دونوں پیر اٹھا کر ہنہنانے لگا۔ تب اُنہوں نے ایک پیر رپنجئے پر اور دوسرا پرچنڈ پر رکھا اور دونوں کو ساتھ ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔

کئی مشکل چالوں کی دوڑ کے بعد رپنجئے نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ وہ پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ کیرت نے اب پرچنڈ کو چھوڑ دیا اور صرف رپنجئے پر سوار ہو کر دو چکر اور لگائے۔ گھوڑے کو گووند کے سامنے روکتے ہوئے انہوں نے کہا "آگے بڑھو گووند اچھل کر گھوڑے پر سوار ہونا ہے۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں لیکن کسی بھی حالت میں چابک کا استعمال مت کرنا۔"

کیرت اُچھل کر پرچنڈ پر چڑھ گئے۔ رپنجئے کی باگ انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ گووند کود کر رپنجئے پر سوار ہوا۔ اُس نے گردن گھما کر اس نئے سوار کو پھینکنے کی کوشش کی۔

"رانوں کو دبائے رہو۔" کیرت نے کہا اور رپنجئے کی لگام کو اس طرح جھٹکا دیا کہ اسکے جبڑے کٹنے کو آ گئے۔ دونوں گھوڑے دوبارہ دائروں میں چکر لگانے لگے۔ اس طرح کئی چکر لگا کر کیرت نے پرچنڈ اور رپنجئے دونوں کو راجہ چندر دیو کے سامنے روک دیا۔

"واہ! کیا بات ہے بیٹے!" کاشی کے راجہ نے کہا۔ ایسی شہ سواری میں نے نہیں دیکھی۔ سب کے چہروں پر خوشی کی جھلک تھی۔ گووند نے جُھک کر کیرت کے پاؤں چھو لیے۔ "بھائی صاحب آپ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ آج میں نے جان لیا کہ اگلی جنگیں چہار رنگ فوجوں سے نہیں، صرف گھوڑ سوار سپاہیوں کے ذریعے لڑی جائیں گی۔"

5

شام ہو رہی تھی۔ کیرت سرائے کے اوپری کمرے میں نیم دراز ہو کر خلا میں کچھ دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ پچھلے تین دنوں کے اندر ہی انہوں نے جان لیا تھا کہ شہر کاشی جتنا وسیع ہے

اتنی ہی گہرائی بھی ہے اس میں۔ یہ شِو کی بارات کے باون بہادروں کی راج دھانی ہے۔ وہ برابر مصروف رہنے کی وجہ سے کافی خوش تھے کیونکہ انہیں اندھیرے سے ڈر لگتا تھا۔ جب بھی وہ اس کالی رات کو یاد کرتے ان کے سامنے ایک ہی منظر اُبھرتا تھا۔ چتا کی لپٹیں۔ محلوں کے اُوپر لپلپاتی آگ کے دور دور تک پھیلتے سلسلے۔ کیا دیوالی تھی!

کیرت بیحد خاموش تھے۔ تبھی سبودھ گرم دودھ لے کر آئے۔

"راجن!" انہوں نے کیرت کے سامنے کٹورا رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ خود کو اتنی اذیت کیوں دے رہے ہیں؟"

"آیئے سبودھ آریہ۔" میں نے سوچا ہے کہ انجانے میں مجھ سے جو قصور ہوا اس کی معافی مانگ لوں اور آریہ رنجک سے کہوں کہ وہ میرے لئے کسی اور شخص کو مقرر کر دیں۔ میں ہاتھی کو ہل میں جوتنے کا جُرم نہیں کروں گا۔ جو ہو چکا ہے، وہی اتنا بھاری ہے کہ سنبھل نہیں پا رہا۔"

سبودھ دیو چُپ چاپ کھڑے رہے۔ ان کی آنکھیں دیوار کے کسی نقطے پر جا ٹکی تھیں۔ کچھ توقف کے بعد انہوں نے کہا "یعنی میں اتنا نالائق ہوں کہ آپ کی مدد بھی نہیں کر سکتا؟"

"آپ مدد نہیں، چاکری کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں آریہ رنجک کو کیا سوجھی کہ سرائے کا انتظام آپ کو سونپ دیا۔ یہ تو ناانصافی ہے۔"

"آریک نے صحیح اور مناسب کام مجھے سونپا ہے۔ میں سرائے کا منتظم نہیں، مہابن سے گاڑی والوں پر ہونے والے حملوں کا گواہ اور پہریدار ہوں۔ میں یہاں نہیں ہوتا تو نہ جانے کتنے بے گناہ لڑکے لڑکیوں کا اغوا کر لیا گیا ہوتا۔ کچھ عرصہ پہلے تک تو یہ لوگ پیدل آ کر یہ سب کرتے تھے اب گھوڑوں پر آنے لگے ہیں۔ ان کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ ریاضت کرنے والے نہیں، بلکہ زانی اور دہشت گرد ہیں۔"

"ان کے پاس شراب کباب اور جنسی عیاشیوں کے لئے پیسہ کہاں سے آتا ہے؟" کیرت نے پوچھا۔

"یہ سب راز کی باتیں ہیں راجن!" سبودھ دیو نے کہا۔ "مجھے تو لگتا ہے کہ یہ مشرقی علاقے پر قبضہ جمانے کی ایک سازش ہے۔ مجھے کچھ ایسی خبریں بھی ملی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

کاشی کے کچھ معزز لوگ بھی اس میں شامل ہیں۔"

"یعنی رشی پتن کی بے نظیر ریاضت گاہ اب لوگوں کے لئے عیاشی کا اڈہ بن گئی ہے؟"

"میں آپ سے کچھ چھپانا نہیں چاہتا لیکن اسے خود تک ہی محدود رکھئے گا۔ کرن کی فوج کے بہت سے سپاہی اور سردار وغیرہ بھکشوؤں کے کپڑے پہن کر اس چکر پوجا میں شامل ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کو راز میں رہنے دیا جائے۔ حالانکہ آج کے واقعے کی وجہ سے کرن کو یہ شبہ ہوا ضرور ہوگا کہ اس طرح سے بجریانی کے کندھے اور گھوڑے کی پیٹھ کو ایک جھٹکے میں کاٹنے والا یقیناً کوئی بے مثال جنگجو ہی ہوسکتا ہے۔ ایسے ماہر تلوار باز کرن کے پاس ہوں یا نہیں لیکن وہ چُپ بیٹھنے والا آدمی نہیں ہے۔ میری رائے میں تو....." سبودھ چُپ ہوگئے۔

"آپ کی رائے میں.....؟ آپ کچھ کہہ رہے تھے جناب۔" گیرت نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ بے جھجک اپنی رائے کا اظہار کریں۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ کو پرچنڈ کو لے کر کسی محفوظ جگہ پر چلا جانا چاہئے۔"

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ سامنے کنہیا مِتر کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے کپڑے گندے تھے اور پگڑی ڈھیلی ہوکر نیچے سرک گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے کان ڈھک گئے تھے۔ ان کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

"راجن!" انہوں نے ذہن پر زور ڈال کر کہا "آج آدھی رات کے وقت آپ کو میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔"

"کہاں؟"

"آج بھدربن میں شاکت تانترکوں[1] کا ایک بڑا جلسہ ہو رہا ہے۔ وہ پورا علاقہ ان سیاہ قلب لوگوں کے کالے کارناموں کو چھپانے کا اڈہ ہے۔"

"آپ نے دن میں بھی شراب پی رکھی ہے۔ آپ کا یہ کام آریوں کے شایانِ شان نہیں۔" گیرت بولے۔

---

[1] شکتی کی پوجا کرنے اور سفلی عمل میں یقین رکھنے والے سادھو۔

"راجن! کنہیا مشر خود کو آریہ کہلانے کے لئے کسی کے تلوے نہیں چاٹنا پڑتا۔ کھجوراہو ہو یا کاشی۔ کہیں بھی جانے کی تحریک خود میرے ضمیر کی آواز کی وجہ سے میرے اندر پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی اندرونی ترغیب ہوتی ہے جس کے لئے میں آریہ، غیر آریہ، برہمن، شودر، عالی نسب دوغلے، شراب اور دودھ وغیرہ میں کوئی فرق نہیں کرتا۔"

"اچھا" کیرت مسکرائے۔ "آریہ میں نے تو اسی دن سمجھ لیا تھا کہ آپ کا کایا کلپ ہو گیا ہے جس دن آپ نے انتہائی پریشان کن حالات میں بھی کرن کی ہون رانی آتول دیوی کے حسن کا قصیدہ پڑھا تھا۔ آپ نے اس کے کپڑوں میں چھپے کولہوں اور چولی میں اُبھرے جوبن کا بیان کیا تھا۔ پتہ نہیں میرے دوسرے آتیوں نے کیا محسوس کیا لیکن مجھے یہ سمجھتے دیر نہ لگی کہ آپ کے لانبے سفر نے آپ کو پوری طرح بدل ڈالا ہے۔ آپ قوم کی اندرونی کیفیت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اگر آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ پراسرار چیزوں اور کالے جادو کے دائرے میں رہ کر ہی آپ حق کی تلاش کر سکتے ہیں تو میں آپ کو روکوں گا نہیں لیکن کنہیا مشر ذرا لنشہ ہرن ہو تو اپنے ضمیر سے پوچھئے کہ غیر ملکی حکومت کو تسلیم کر کے، بلکہ اس کے ہاتھوں خود کو بیچ کر جدیدیت کا راگ الاپنے والے عظیم ہوتے ہیں یا اپنی زمین کے ساتھ جڑے وہ لوگ جو رعایا اور عوام کی زندگی میں رچے بسے ہوتے ہیں اور ان کے دُکھ سُکھ ان کی جدوجہد میں حصہ لیتے ہیں؟"

"میں آپ کے ساتھ بحث کرنے نہیں آیا ہوں راجن۔" کنہیا مشر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اگر آپ نہیں چل سکتے تو اننت کو ہی بھیج دیجئے، کیوں کہ وہاں خون خرابے کا ڈر ہے۔"

"حق کی تلاش میں نکل رہے ہیں آریہ تو اس سے ڈرتے کیوں ہیں؟ آپ کو تو اپنی روح کی پکار پر قائم رہنا چاہئے۔ کسی راجہ مہاراجہ کے زیر سایہ پلنے کی خواہش کو ختم کرنا ہوگا آپ کو۔" سبودھ نے کہا۔

"اے بہاری! ہونہہ۔ تو تم بھی مکر و فریب کے پُتلے ہی نکلے۔" کنہیا مشر نے مونہہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کھجوراہو کے مندروں کی جُفت مورتیاں اور ان کی ننگی شہوت پرجا کو دکھانے کے لئے ہے؟ کیا یہ سب بھی رعایا کی پرورش کے لئے ہے؟"

"اچھا مِسّر جی۔ آپ بھونیشور گئے ہوں گے؟ کونارک اور پوری گئے ہوں گے؟ ایلورا بھی گئے ہوں گے؟" سبودھ نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں گیا تو ہوں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" کنہیا مِسّر طنزیہ انداز میں بولے۔

"کل تک تو کھانا پکاتے تھے، آج چلے مجھے درس دینے۔ تم جیسے خوشامد خور اور بُت تراشی کے نام نہاد ماہر کو کنہیا جوتی کی نوک پر رکھتا ہے۔"

"مِسّر جی! آپ کو سنسکرت آتی ہے اور سنا ہے آپ بولیاں بھی جانتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ جہاں دیدہ جہاں گشت ہیں۔ اس لئے میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن شمالی علاقے کے مغربی کنارے پر میں بھی گیا ہوں۔ آج بھی یونانیوں کی نسل کے لوگ شمال مغرب میں بسے دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے پناہ دینے والے سومیشور پر تیہار اپنے وقت میں وہاں کئی بار گئے۔ ایک یونانی نے بتایا کہ افرودیتی اور وینس وغیرہ کے مندروں میں بھی جنسی اختلاط میں مگن مورتیاں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ اور جناب جب سماج میں شاکت، کاپالک اور عیش و عشرت میں گم دانشور پیدا ہونے لگتے ہیں تو ان کی تفریح کے لئے مورتیاں گڑھنے کا فن بھی جنس زدہ ہو جاتا ہے۔"

"تم ابھی بچے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اصل خرابی کیا ہے اور اس میں قصور کس کا ہے۔" مِسّر جی نے کہا۔

"یہ خرابی ماحول بدلنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کالی داس کی شاعری کی خواصیں، مندروں کی دیو داسیاں اور دولتمند نوجوانوں کو پھانسنے والی طوائفیں اچانک کہاں سے نازل ہو گئیں؟ کیا وجہ ہے کہ شمالی ہندوستان میں جس وقت یہ مندر بن رہے تھے، اسی زمانے میں کشمیر کے حکمراں جیاپیڑ کے یہاں رہنے والے دامودر پنڈت نے کُٹنی متم، شمیندر کے ماتر کا اور دیشوپدیش و کلاولاس جیسی کتابیں لکھیں۔ یہ سب کی سب کام شاستر پر مبنی ہیں۔"

سبودھ دیو کی آنکھوں میں سفید مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ کنہیا مِسّر نے اُدھر نظر اٹھائی لیکن ان کی مضبوطی کو دیکھ کر چُپ ہو گئے۔

"راجن۔ آپ اگر خود نہیں چل سکتے ہیں تو اننت کو ہی بھیج دیجئے۔ کہاں ہے وہ؟ کل رات یہاں آیا ہی نہیں۔"

"میں خود نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اُسے چکر پوجا سے کچھ لینا دینا نہیں۔"

"ٹھیک ہے کوئی نہ جائے۔ میں اکیلا ہوں، اکیلا رہوں گا اور اکیلا ہی مروں گا۔ راجن میں ہمیشہ کے لئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ میرے قصور معاف کریں۔ اگر مر جاؤں تو آخری رسومات ادا کرا دیں۔" کنہیا مسّر چلے گئے۔

کیرت کچھ دیر چُپ رہے۔ پھر انہوں نے سبودھ دیو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بھدربن کدھر ہے؟"

"آپ اس کی فکر نہ کریں راجن، میں کاشی کے چپّے چپّے سے واقف ہوں۔" سبودھ نے کہا۔ "شاکت تانترکوں کے جشن سے آپ کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ میں نے آپ سے کہا تھا نہ کہ اس شہوت پرستی کے پیچھے کاشی کو بھلا دے میں ڈالنے والی حکمراں طاقت کا ہاتھ ہے۔"

"کرشن مشر جو بھی کریں، میں ان کی حفاظت کروں گا۔ میں اپنے اجداد کے بتائے ہوئے راستے سے کیسے بھٹک سکتا ہوں۔"

"اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت دیں۔" سبودھ نے کیرت کے سر کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہیں یا نہ چاہیں، پتہ نہیں تقدیر کی کون سی چال ہے جو آپ کو بار بار گھیر لیتی ہے۔ لیکن آپ بے فکر رہیں راجہ۔"

—— اننت نند لیشور مندر میں کیرت کے لئے مخصوص کئے گئے کمرے میں لیٹا رہا۔ اس کا سارا جسم جل رہا تھا۔ اُسے وہاں رہتے سولہ پہر بیت چکے تھے لیکن وہ کفارے کے طور پر بغیر پانی کا ایکادشی برت کئے بیٹھا تھا۔ کئی بار ناگا پہریدار اس سے پوچھ چکا تھا، "آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اور اس نے ہر بار گردن ہلا کر ہاں کر دی تھی۔

اب شام ہو رہی تھی۔ رنجک گاہڑوال کی تجویز کو وہ مناسب سمجھ رہا تھا۔ اس نے مصنوعی گھنی داڑھی لگائی تھی۔ ایک سیاہی کا لباس۔ کمر میں جھولتی ہوئی تلوار جو ناقابلِ تسخیر تھی۔ وہ نند لیشور مندر کے منڈپ میں کھڑا تھا۔

"دیوتاؤں کے دیوتا! میرے قصور کو معاف کریں۔ میری چھوٹی سی زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ میں اپنے اجداد کی بے مثال روایات کی حفاظت نہیں کر سکا۔ میرے جد امجد پربھاس کو ابھینو کوٹلیہ کا خطاب ملا تھا۔ لیکن میں نے جو کچھ کیا وہ ان کے خاندان کی عظمت کے مطابق نہیں تھا۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔

"جب تک اپنے فعل و عمل پر قابو نہ ہو اور دل کی گہرائی میں اُٹھنے والے جذبوں میں توازن نہ رکھا جائے، مدبرانہ جنگ میں جیتنا مشکل ہوگا۔" اس کے اندر سے اُٹھنے والی یہ آواز اس کے چہرے پر ہلکے سے نُور کی طرح چھا گئی۔

"جئے کندارپہ!" اس نے کہا اور منڈپ سے نکل کر مسیتو دری کے ساحل پر کھڑا ہو گیا۔ آج یہ جھیل بالکل پُرسکون تھی۔ قدرت پُرسکون ہو تو انسان کا تحت الشعور سوجاتا ہے اور شعور میں نیا جوش و خروش اور امیدیں پنپنے لگتی ہیں۔ وہ منداکنی ندی کے موڑ پر بسی ہوئی گوال پلی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پوری بستی دو حصّوں میں بٹی ہوئی تھی۔ دکھنی پٹی کے مکان اپنی خستہ حالی کے شکار تھے۔ چاروں طرف جھونپڑیاں، کچے مکان، کچی دیواریں، سب لونی مٹی کی بنی تھیں۔ شاید ان کے اوپر کا لیپ اکھڑ گیا تھا۔ دیواروں کے درمیانی حصّے یوں جھکے ہوئے تھے جیسے ایک دھکّے میں مٹی چاٹنے لگیں گے۔ گوال پلی کے دکھنی کنارے پر گوالوں کے چھوٹے چھوٹے گھر تھے۔ ان سے کچھ بڑی گوشالائیں تھیں۔ کہیں بچھڑے ماں، ماں کر رہے تھے، کہیں اہیر گائے دوہنے کی تیاری میں لگے تھے۔ لگتا تھا ابھی قبائلی طرز زندگی کا ہی دور دورہ ہے جس میں جانور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شہر میں رہنے والے گوالوں کا خاص پیشہ گائیں پالنا ہی تھا۔ لیکن شمالی حصے کے پکّے مکانوں کو دیکھ کر لگتا تھا کہ کچھ اور دھندا بھی چلتا رہا ہوگا۔ پلّی کے اندر جانے والے راستے پر بڑی بھیڑ تھی۔ کوئی میلہ یا جشن ہوگا، انت نے سوچا۔

بھیڑ ایک دائرے میں کھڑی ہوئی تھی۔ چار گوالے مالکنگنی کے تیل میں ڈوبی، جلتی ہوئی مشعلیں لیکر کھڑے ہوئے تھے۔ بھیڑ کے بیچوں بیچ گُولر کا درخت تھا۔ اس کی شاخیں نیچے تک لٹک رہی تھیں۔ وہ بھیڑ کو چیرتا ہوا اگلی صف میں آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ سب لوگ چُپ چاپ بیٹھے ہیں۔ ان میں نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں اور بوڑھی عورتیں بھی۔ ان کے درمیان ایک آسن بچھائے

پنڈت جی خوش خوش بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب لڑکی کو لایا جائے..." ان کی آواز بلند ہوئی۔

جو دوشیزہ سامنے لائی گئی وہ گٹھے ہوئے بدن کی، چوبیس پچیس سال کی ایک ایسی عورت تھی جو اپنی آزادانہ زندگی کے لئے شاید کچھ بھی کرنے کو تیار ہو سکتی تھی۔ بوڑھوں کے تھوپے ہوئے قوانین کا مونہہ چڑاتے ہوئے وہ گولر کے تنے سے لگ کر بیٹھ گئی۔ پنڈت نے منتر پڑھنے شروع کئے۔ مقدس پانی چھڑکا گیا۔ آنکھیں بند کر کے یکشوں کے راجہ ورو پاکش کا دھیان کرنے کا حکم ہوا۔ وہ نوجوان عورت بڑی عقیدت کے ساتھ ان رسموں میں حصہ لے رہی تھی۔ پسے ہوئے چاولوں اور ہلدی کے لیپ سے گولر کے تنے پر ایک تصویر بنائی گئی جو کسی پرندے اور ناگ کا امتزاج معلوم ہو رہی تھی۔

"عہد کرو۔" پنڈت جی بولے "میں بیٹا حاصل کرنے کے لئے ورو پاکش یکش کی خوشنودی کے مقصد سے، جو کچھ مجھے میسّر ہے اس کے ساتھ یہ رسم انجام دے رہی ہوں..."

دوشیزہ نے پنڈت جی کے الفاظ کو الٹے سیدھے طریقے سے دوہرایا۔

بیچ میں ایک غیر معمولی جسامت کا کدّو رکھا ہوا تھا۔ صندل، سندور، پھول اور پان چڑھا کر کدّو پوجا ختم ہوئی۔ پنڈت جی نے ایک تیز چھرے سے کدّو کا ایک چوکور ٹکڑا الگ کیا اور سرسوں کے تیل سے بھرا ایک دیا لیا۔ اس کی موٹی بتّی کو روشن کر کے کدّو کے اندر رکھ دیا۔ پھر طرح طرح کے پکوانوں کا پرشاد چڑھایا گیا۔ مٹھائیوں اور پنچامرت کا بھوگ لگایا گیا۔ پنچامرت دودھ، دہی، گھی اور شکر سے بنایا گیا تھا۔ پنڈت نے کہا اب تم گولر کی شاخ پکڑ کر کھڑی ہو جاؤ۔ عورت ایک جھٹکے سے اٹھی اور ڈھیلے کپڑوں کی پروا کئے بغیر اچھل کر شاخ پکڑ لی۔ اس کی چھاتیاں کھل گئیں تنگ کپڑا اس کے کولہوں کو چھپانے میں بھی ناکام رہا تھا۔

"رنڈی!" اُس کا شوہر سامنے آکر غصّے سے کانپتا ہوا بولا "تو مجھے بیٹا دے گی؟ ارے چھنال اگر ننگا ناچ ہی دکھانا تھا تو اپنی جھونپڑی کیا بری تھی؟"

"جا جا ہجڑا کہیں کا۔ ہم سے لڑنا مت، نہیں تو تین پیڑھیاں پُن کر رکھ دیں گے۔" وہ عورت بے جھجک بولی۔ "دن بھر بغیر ہاتھ پیر چلائے نشے میں دُھت رہتا ہے اور خود کو مرد کہتا ہے۔"

"ہاں دیوی۔" پنڈت نے پوجا میں پڑنے والے خلل کی لیپا پوتی کرنے کے لئے کہا "بھائی خاموش ہو جائیے آپ لوگ۔"

"ہاں تو تم بولو۔" انہوں نے عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں بیٹے کی آرزو پوری کرنے کے لئے گنیش راج کی پوجا کرتی ہوں۔ وہ میری التجا قبول کریں۔"

پوجا ختم ہوئی۔ پرشاد تقسیم ہونا شروع ہوا۔ امرت پان کو چکھنے کے لئے بھیڑ لگ گئی کیوں کہ عام خیال تھا کہ ماگھ کی تیسری تاریخ کو گنیش پوجا کا امرت پان چکھنے سے خاندان بڑھتا ہے۔

پنڈت جی عورت سے بولے "اس کدو اور تل پر رکھی ہوئی چیزوں کو اٹھا کر کسی چوراہے پر رکھ دو۔ خبردار پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔"

تب ہی کوئی آٹھ دس لوگ اس نوجوان عورت کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں بڑی گول ڈفلیاں تھیں۔ وہ کاچھے پہنے، کمر کی پیٹی کسے، اپنے جوش و خروش کا اظہار کر رہے تھے۔ بوڑھے بوڑھیاں، لڑکے لڑکیاں سب ناچ اُٹھے۔

بھیڑ کے درمیان ادھیڑ عمر کا ایک جوڑا کود پڑا۔ ان میں آپس میں دیور بھابی کا رشتہ تھا۔ انہوں نے تیزی سے مور ناچ ناچنا شروع کیا۔ ناچنے کے ساتھ وہ ہاتھ سے فحش اشارے بھی کرتے جاتے تھے۔ نوجوانوں کے جذبات برانگیختہ ہو اُٹھے۔ سب لوگ ایک ساتھ رقص کے اکھاڑے میں کود پڑے۔ ڈفلی والوں نے زور زور سے ڈفلی بجانی شروع کی۔ ہڑدنگ، شور شرابہ، دھما چوکڑی ڈھولک کی تھاپ۔

بھیڑ سے علیحدہ ہو کر اننت بلّی کے اندر کی طرف چل پڑا۔ اس نے ایک گوالے سے برجو سنگھ جدو ونشی کا پتہ پوچھا۔

"وہ بلّی کے آخری کنارے کی طرف رہتے ہیں۔ گوالے نے نفرت سے ناک سکوڑ کر پوچھا۔ "کیا آپ تیور (ترپوری) کے رہنے والے ہیں؟"

"نہیں بھائی۔ میں تو قنوج کا ہوں۔" گوالا اننت کو گھورتا ہوا چلا گیا۔

برجو کا گھر اینٹوں سے بنی چہار دیواری کے اندر تھا۔ یہ گھر انہیں گانگیہ دیو نے ان کی عقیدت سے متاثر ہو کر بنوا دیا تھا۔ دیوار کے اندر دو منزلہ مکان تھا جس پر مصالحے کا پلستر کیا ہوا تھا۔ یہ ایک سفیدی

پھرا ہوا اچھا مکان تھا۔ باہری دروازہ بند تھا۔ اننت نے اس کی کھنڈی کھٹکھٹائی۔

"کون ہے؟" برجو سنگھ نے پوچھا۔

"میں ہوں آریہ۔ اننو سنگھ۔"

"اچھا، اچھا۔ آ گئے تم بیٹا۔"

"ہاں آریہ۔ راستے میں کوئی پوجا ہو رہی تھی۔ راستہ گھر گیا تھا۔ اس لئے آنے میں تھوڑی دیر لگی۔"

"کوئی بات نہیں۔ گوالے مَن موجی ہوتے ہیں بیٹا۔ ان کے تہوار ہمیشہ چلتے رہتے ہیں۔ ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ ہم کو سویرے ہی بتایا گیا تھا کہ آج کچھ پوجا ہوگی۔"

"آریہ میں سمجھ نہیں پایا۔" اننت نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "آپ کا گھر پوچھنے پر ایک نوجوان گوالا مجھے طنزیہ انداز میں گھورنے لگا۔ مجھے بڑا عجیب سا محسوس ہوا۔ آپ جیسے بھیشم پتامہ جیسے لوگ جہاں رہتے ہیں وہاں کوئی اجنبی آپ کے بارے میں پوچھے تو اس میں چڑنے کی کیا بات ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے آخر؟"

"بات یہ ہے اننو مجھے کہنا چاہئے یا نہیں۔ میرے من کے اندر یہی لڑائی چل رہی ہے۔ یہاں گوال پلّی میں بٹوارہ ہو گیا ہے بیٹے۔ مندا کنی کے قریب رہنے والے دکھن پٹی کے لوگ چندر دیو کو کاشی کا راجہ مانتے ہیں۔ اب رہے اتر پٹی کے لوگ۔ وہ ہماری وجہ سے کرن دیو کے بھگت ہیں۔ انہیں کو کاشی کا راجہ مانتے ہیں۔"

"یہ چندر دیو کون ہے آریہ؟ کیا کاشی میں دو راجہ ہیں؟"

"ارے کرن دیو کی کرپا ہے کہ چندر دیو کا کنبہ کاشی میں رہتا ہے۔ ورنہ ایسے نگوڑے ناٹھے کو نہ جانے کب کا بھگا دیا ہوتا۔ وہ خود کو چکرورتی سمجھتا ہے۔ کاشی کا راجہ کیا ہوا مانو شوجی کا اوتار ہی ہو گیا۔ محل سے نکلتا ہے تو مورکھ جنتا ہر ہر مہادیو کے نعرے لگاتی ہے۔ ہمارا کرن راجہ دل کا ہمیر ہے ہاں۔"

"کیا کہا آپ نے؟" اننت مصنوعی حیرت کے ساتھ بولا۔ "یہ ہمیر کون ہے آریہ؟"

"تم ہمیر کو نہیں جانتے بیٹا؟ ہمیر ایک بڑا ہی بہادر سپاہی ہے۔ وہ چلتا ہے تو زمین دھنس جاتی ہے۔ بڑے بڑے پیڑ اس کے چلنے سے اکھڑ جاتے ہیں۔ وہ آندھی ہے، طوفان ہے۔

جہاں جہاں جاتا ہے اس کے ساتھ پرلے (قیامت) چلتی ہے۔ گاؤں پھونک دیتا ہے۔ شہر اجاڑ دیتا ہے، صرافہ لوٹ لیتا ہے۔ بھاری خون خرابہ مچاتا ہے۔ جب اس کے من میں شانتی آتی ہے تب وہ لوٹ کر اپنی گپھا میں چلا جاتا ہے۔ وہ باگھ ہے باگھ۔ شیر ببر۔"

"اچھا۔" اننت چہکا۔ "میں بھی اس کے درشن کرنا چاہتا ہوں' آریہ۔"

"گھبراؤ مت بیٹے۔ برجو بولے۔ سنا ہے جلدی ہی آنے والا ہے۔ پچھلی بار، کوئی جنگلی راجہ ہے، کیا نام ہے اس کا..... ہاں۔ ہاں ارے وِدّادھر....." برجو سنگھ ماتھے پر بل ڈال کر سوچ رہے تھے.... "وجے۔ وِجے... وہی روک سکا اسکو۔ سنا ہے کالنجر کے قلعے کا راجہ ہے۔ وہ قلعہ کوئی نہیں توڑ سکتا۔ مگر ہمارے راجہ کرن نے وِجے کا ہی کام تمام کر دیا۔ آج کل ڈاہریا فوج دِجے کے راج کو تہس نہس کر رہی ہے۔"

اننت کا جسم ایکایک جیسے جلنے لگا۔ اس کے چہرے پر سندوری رنگ چڑھ اُتر رہا تھا۔ مگر وہ کوشش کر کے خود کو قابو میں رکھ رہا تھا اور پُرسکون رہنے کی اداکاری کر رہا تھا۔ اس نے کہا "میں کل صبح چلا جاؤں گا۔ میرے بارے میں راج راجیشور کرن دیو کچھ کہہ رہے تھے؟"

"ہاں بھائی، کہہ تو رہے تھے۔ کل راجہ بڑے غصے میں تھے۔ ان کا سفید بگلے کے پَر جیسا ایک گھوڑا ہے۔ بہت سا سونا دے کر اسے خریدا تھا۔ اسے کوئی بجریانی چرا کر لے گیا تھا۔ وہ گھوڑا تو مل گیا لیکن راجہ کافی پریشان ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ موٹے تگڑے بجریانی کو کسی نے تلوار سے ایسا مارا ہے کہ تلوار اس کا داہنا کندھا کاٹتے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ میں چار انگل دھنس گئی ہے۔"

"کرالیندر[1]" ___ اننت نے دل ہی دل میں سوچا۔ راجیشور کیرت کے علاوہ شمالی علاقے میں دوسرا کوئی شخص نہیں ہے جو تلوار کو اس طرح چلا سکتا ہو۔ اس کے لئے گھوڑے اور تلوار کا زبردست تال میل چاہئے۔"

"کچھ نہیں آریہ۔ میں بھی وہ گھوڑا دیکھنا چاہتا تھا لیکن اب تو مشکل ہے۔ مجھے کل ہی جانا ہے۔"

"ہاں بیٹے، راجہ خود بھی کہہ رہے تھے کہ سپہ سالار اننت ہوتے تو معلوم ہوتا کہ یہ کیسے ہوا۔

---

[1] شمشیر زنی کا ایک مخصوص داؤں جس میں گھوڑے کا کرتب بھی شامل ہوتا ہے۔

اس شہر میں ایسا تلوار باز کہاں سے آگیا۔"

"ارے بہو دیکھ تیرے دیور آئے ہیں۔" برجو سنگھ نے کہا۔

آنگن سے سوپ میں اناج پھٹکنے کی آواز آرہی تھی۔ برجو سنگھ کے بلانے پر اُن کی بہو موہنہ پر آنچل کا گھونگھٹ ڈالے ہوئے آئی۔ اس کے ساتھ اس کا پانچ برس کا بیٹا بھی تھا۔

اننت نے بچے کو بلایا۔" بیٹے میں تمہارا چاچا ہوں۔ تمہارے بابا کا قرض کیسے اتار سکوں گا' دو دن سے یہی سوچ رہا ہوں۔" اس نے لڑکے کو گود میں اٹھالیا۔ "کیا نام ہے بیٹے؟"

"دیوپال جدو ونشی۔ آپ یہاں روز آئیں گے نہ؟ بپّا تو روٹھ کر کہیں چلے گئے۔"

برجو کی بہو رونے لگی۔ "نہ وہ لڑائی میں جاتے نہ یہ سب ہوتا۔ ہماری سنتا کون ہے۔ گوال پٹی کا یہ پکّا گھر کس کے کام آئے گا؟ جب اسے استعمال کرنے والا ہی نہ رہا تو راجہ رانی کی یہ عنایت تو بیکار ہی ہے۔ کیا ہم اوروں کی طرح مزدوری کر کے نہ جی پاتے؟"

اننت نے اپنے کنگن سے سونے کا درم نکال کر لڑکے کو دیا۔ بہو کی بات سن کر برجو سنگھ کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"بہو تو ہی ٹھیک کہتی ہے۔ ہم ہی غلط کام کرتے رہے۔ ہم نے آدھی پٹی کے گوالوں کو کرن راجہ سے کہہ کے نوکری دلوائی۔ راجہ نے بغیر کسی کہا سنی کے ہمارے لڑکے کو نائک کا درجہ دیا تب کیا ہم جانتے تھے کہ ہماری قسمت میں یہ سب لکھا ہے۔" سسکتی ہوئی بہو کو تسلّی دیتے ہوئے بوڑھے سسر نے کہا" اب چپ ہو جا اور دیور کو کچھ کھلا پلا۔"

"چاول پکا رہی ہوں۔ گھر میں کوئی سبزی نہیں ہے۔ اگر آپ نے نیوتا دیا تھا تو ہم کو پہلے بتا دینا چاہئے تھا۔" بہو نے کہا۔

برجو سنگھ چپ ہو گئے۔ اُن کے چہرے پر اُداسی تھی۔ پھر بولے۔ "دودھ تو ہے نا گھر میں؟"

"ہاں۔"

"تو ہمارے سیناپتی کو دودھ بھات کھلا۔" کہہ کر برجو زور سے ہنسے۔ اس ہنسی میں بنارسی سرمستی نہیں، قسمت پر طنز تھا۔ ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ آنکھیں گڈھوں میں دھنس گئی تھیں۔ وہ اچانک ایک تھکے ہارے جواری کی طرح لگنے لگے تھے۔

"آپ تکلیف نہ کریں آریہ۔" انتُو بولا۔ ہم اپنے وطن سے ایک پندرہواڑے کے اندر لوٹ کر یہاں آجائیں گے تب میں بھابی جی کو اور آپ کو بلا کر مونہہ میٹھا کراؤں گا۔" آپ دیو پال جدو ونشی کو ضرور ساتھ لائیے گا۔" اننت نے برجو سنگھ کے پیر چھوئے اور بہو کو پرنام کرتا ہوا صدر دروازے سے نکل کر دکھن پٹی کی طرف چل پڑا۔

"کہئے سپہ سالار۔" پارس دیو سامنے کھڑا تھا۔ دکھن پٹی کی غربت کی وجہ جان لی نہ آپ نے؟ اس کی بہو ٹھیک کہتی تھی۔ یہ سب اعمال کا نتیجہ ہے۔ اپنے اجداد کی وضع کے خلاف چلنے کی وجہ سے ہی برجو سنگھ جدو ونشی کے اعمال اس کی بہو کی قسمت بن گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ دکھن پٹی کے لوگوں کو تنخواہ کی صورت میں کوئی بندھی ہوئی رقم نہیں ملتی۔ ان کے پاس کھیتی کے لائق زمین بھی نہیں ہے۔ اسی لئے دودھ پانی بیچ کر وہ کسی طرح اپنی زندگی گذار رہے ہیں۔ لیکن دکھن پٹی بھوک سے مر جائے گی پھر بھی راجہ چندر دیو کا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔" دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مندا کنی ندی کے پاس آگئے۔

"میں تو بڑی عجیب وغریب صورتِ حال میں پھنس گیا ہوں آماتیہ۔" پارس دیو بولا۔ کل تک آریہ کہہ رہے تھے کہ اننت کے لئے کسی لڑکی کا انتظام کرو۔ اگر میں آپ کا بیاہ ہی کرا دوں تو..."

"ارے نہیں پارس دیو۔ ایسا نہ کرنا۔ میں گھر گرہستی سے بہت گھبراتا ہوں۔"

"تو کرن کے سامنے بغیر سوچے سمجھے ایسا کہا کیوں؟ آپ کے لئے کوئی برہمنی تو ملنے سے رہی۔ کوئی بائی جی بٹھا دوں، کہئے تو۔؟"

"ارے بھائی میں انگرا گوتم کی روایات کا برہمن ہوں۔ میرے ساتھ کوٹھے والی مت لا بٹھانا۔ میں راج راجیشور کیرت اور گوپال بھٹ کو کیا مونہہ دکھاؤں گا؟"

"اچھا انتو سنگھ۔ پارس دیو نے کہا۔ میں لوٹ رہا ہوں۔ جہاں جانا ہو آگے پیچھے دیکھتے ہوئے جائیے گا۔ آپ جب تلوار لٹکا کر چلنے لگتے ہیں تو صرف ناک کی سیدھ میں دیکھتے ہیں۔ اپنے راستے کے اغل بغل پائے جانے والے جھاڑ جھنکاڑ، دوست، دشمن، اڑچن رُکاوٹ کسی چیز کا دھیان نہیں رکھتے۔ کاشی میں افراتفری پھیلی ہوئی ہے آماتیہ۔ ہوشیار ہو کر چلا کیجئے۔"

"تمہارا شکریہ بھائی۔" اننت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "میں نے تمہارے بارے میں غلط رائے قائم کرلی تھی۔ معاف کر دینا۔"

6

اننت ورُوناپار کے مسافر خانے کی طرف چل پڑا۔ اس کا دل گرداب میں پھنسی ناؤ کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔ پتہ نہیں راجیشور کیرت کس حال میں ہوں گے۔ برجو کی باتوں سے لگتا ہے کرن بہت بے چین ہے۔ اس کے مخبر چاروں طرف گھوم رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کچھ دیر کے لئے ہکا بکا رہ گیا ہو لیکن دوہری فکر کے دوران کچھ اندازہ تو ہو ہی گیا ہوگا۔ سیاسی داؤں پیچ آزمانے میں اس نے جو پہل کی وہ ایک غیر دانشمندانہ اقدام تھا اور اب راجہ نے کرن کے گھوڑے پر اس طرح کا وار کیا ہے جو کسی معمولی سپاہی کے بس کا بھی نہیں ہے۔ پتہ نہیں اس درمیان کیا کچھ ہو گیا ہوگا یا ہونے والا ہوگا۔

فکر میں ڈوبا اننت تیز تیز چلنے لگا۔ اس نے ورونا پر بنے عارضی پُل کو پار کرلیا اور سرائے کی سیڑھیوں کو پھلانگتا اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں کیرت سنگھ کے ہونے کا امکان تھا۔ اس نے بند دروازے کو کھٹکھٹایا۔ دروازہ سبودھ دیو نے کھولا۔ "آیئے آریہ۔ راجیشور کیرت سنگھ کو تفکرات سے بچانے کی کوشش صرف آپ کر سکتے ہیں۔"

اننت تعجب سے سبودھ دیو کی طرف دیکھتا رہا۔

"گھبرائیے نہیں۔ میں آپ کا خادم بہاری ہی ہوں۔"

کیرت سنگھ بستر پر تکیے کا سہارا لئے نیم دراز پڑے تھے۔ "آؤ اننت۔" انہوں نے دھیرے سے کہا۔ ان کا چہرہ گہنائے ہوئے چاند کی طرح بے نور لگ رہا تھا۔

"کیا بات ہے راجن!" اننت ان کے پلنگ کے قریب رکھی چوکی پر بیٹھ گیا۔ مجھے صبح ہونے والے واقعے کی خبر ہے۔ برجو سنگھ نے بتایا کہ کرن دیو بہت پریشان ہیں۔

"مجھے آج کے واقعے کی کوئی فکر نہیں ہے اننت۔ میں جانتا ہوں کہ چھتری، اوپر سے اپنی سلطنت سے بے دخل۔ ایسے شخص کو تو موت کا سامنا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہی ہوتا ہے۔ میں تو اپنے لوگوں کے سلوک سے پریشان ہوں۔ جنہیں میں اپنا خیر خواہ اور مددگار سمجھتا تھا وہی لوگ میری توہین کر رہے ہیں اور میں اندر ہی اندر سلگنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا راجن!" اننت گڑگڑاتے ہوئے، رُندھے گلے سے بولا۔"کیا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے آپ کے دل کو ٹھیس پہونچی ہو۔"

"میں بتاتا ہوں آریہ اننت۔" سبودھ دیو بولے۔"معاف کیجئے گا' میں راجہ اور ان کے آماتیہ کے درمیان بولنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ایسا مجھے اس لئے کرنا پڑ رہا ہے کہ راجہ اپنا درد کسی کو بتائیں گے نہیں۔میں نے ان کی شخصیت کو تھوڑا بہت سمجھ لیا ہے اس لئے جانتا ہوں کہ یہ چُپ رہ کر سب کچھ اندر ہی اندر جھیلیں گے۔"

"چھوڑیے یہ سب۔" کیرت نے کہا۔"اننت کا چہرہ مرجھایا ہوا ہو رہا ہے۔لگتا ہے انہوں نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔کیا بات ہے اننو؟"

"میں پوری طرح ٹھیک ہوں۔بس میں نے دو دن فاقہ کر کے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کیا ہے۔"

"سبودھ دیو۔انہیں باورچی خانے میں لیجائیے اور کھلا پلا کر برہمن کی جان لینے کے جرم سے بری ہو جائیے۔"

اننت اور سبودھ دونوں ہنسنے لگے اور سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئے۔

اننت کی بھوک ختم ہو گئی تھی۔اس نے پانی تک نہیں پیا تھا۔پانی دیکھ کر پیاس محسوس ہوئی لیکن وہ اسے بھی دبا گیا۔سبودھ دیو نے شروع سے لے کر آخر تک پوری روداد سنا ڈالی۔سبودھ اسکے لئے کھانا نکالتے جاتے تھے اور کہانی سناتے جاتے تھے۔جب اننت نے کنہیا مشر کی ساری باتیں سن لیں تو بولا"میں نے ہی اس نیچ کو ساتھ لے چلنے کے لئے سپہ سالار گوپال بھٹ سے درخواست کی تھی۔"

دونوں اوپری منزل پر آئے۔"میں اسے سزا دیے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکوں گا راجن۔" اننت کا چہرہ سُرخ ہوتا جا رہا تھا۔"وہ شاکتوں کا جشن دیکھنے گیا ہے تو جائے۔ہم لوگ اس قربانی کے بکرے کو چھڑانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔"

"نہیں اننت۔ایسا کرنا مناسب نہیں ہوگا۔کرشن مشر نے جو کچھ کہا وہ شراب کے نشے کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔اور اگر کوئی کسی راجہ سے تعلق نہیں رکھنا چاہتا تو اسے اس جاگیردارانہ نظام کا بہت بڑا انقلابی ماننا پڑے گا۔کرشن مشر کو بچانے کے لئے میں سب کچھ کروں گا۔ابھی گھڑی دو گھڑی

دیر ہے۔ شاکت کا پالک آدھی رات میں پوجا کریں گے۔ کرشن مشر کہہ رہے تھے کہ وہاں خون خرابے کا ڈر ہے، سبودھ دیو مجھے راستہ بتائیں گے۔ میں انہیں کاشی وشویشور سے ملا تحفہ سمجھتا ہوں۔ انہیں کاشی میں رہتے پورے اٹھارہ سال بیت چکے ہیں۔ وہ برتہاروں کے منڈلیشور سومیشور دیو کے انتہائی بھروسہ مند آدمی ہیں۔ آریہ ورت کے حالات دیکھ کر انہوں نے قلم رکھ کر تلوار اُٹھالی ہے۔ تم دو دنوں سے پچھتاوے کی آگ میں جلتے رہے ہو۔ تم آرام کرلو۔ تب تک میں کاپالک پوجا کا جشن دیکھ لوں۔"

"یہ نہیں ہوسکتا راجن! میں کسی بھی حال میں آپ کو اکیلے بھدربن نہیں جانے دوں گا۔ آپ اسے بچے کی ضد کہہ لیں لیکن میں جاؤں گا اور تنہا جاؤں گا۔"

"یہ تو ناممکن ہے آماتیہ۔ میں کرشن مشر کا احسان مند ہوں۔ میرا جانا ضروری ہے۔"

"تو میں بھی چلوں گا۔"

ناؤ کیدار ایشور کی جانب چل پڑی ـــــ

آدھی رات کی سیاہ زلفوں میں گنگا اپنا چاند سا چہرہ چھپائے بہتی چلی جارہی تھی۔ کیرت کا دل ایک گہرے کرب سے دوچار تھا۔ گومتی کا سنہری مائل سیاہ زلفوں میں ڈھکا ہوا حسین چہرہ یاد آرہا تھا جو اُس اچانک آپڑنے والی آفت سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ مصیبت کی ماری کمزور عورت نہیں تھی وہ۔ بے بس ضرور تھی لیکن اندر سے انتہائی مضبوط۔

راج گھاٹ سے ناؤ جیسے جیسے آگے بڑھی، گنگا کے گھماؤدار ساحل پر بنے مندروں، سفیدی بکھیرے خوبصورت مکانوں اور شہر کے دولتمند تاجروں کی عالیشان حویلیوں کے خاکے اجاگر ہوتے گئے۔ اس حُسن نے سب کے دلوں کو مسخر کیا۔ کیرت کو سبودھ دیو نے بتایا تھا کہ کیدار ایشور کے گھاٹ پر ناؤ روک دی جائے گی۔ آگے کے گھاٹ کچے ہیں۔ اس لئے وہاں اُتر کر جانا آسان نہیں ہوگا۔

تین سال پہلے بھابھی صاحب اور گوپال بھٹ سے اجازت لے کر کیرت نے ہمالیہ کیدار ایشور کا سفر کیا تھا یا یوں کہئے کہ اپنے لمبے سفر کے دوران وہاں انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ اسوقت ہمالیہ کی برف سے ڈھکی بلند و بالا چوٹیوں کو دیکھ کر انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے شِو کا قہقہہ

ساری کائنات میں گونج رہا ہو۔

راج محل میں اُلسائے پڑے، آرام کرتے ہوئے کیرت کے دل میں ایسے ہزاروں شک وشبہات سر اُٹھاتے رہتے تھے۔ شِو سفید کیوں ہیں؟ رودر[1] نیلے کیوں ہیں۔ گیر وے رنگ کے جھنڈے لہراتے کھجورا ہو کے مندر نیلگوں سرخ پس منظر کو اور بھی گہری سیاہی میں ڈبو دیتے ہیں۔ شِو تب گوری سفید رنگت والے نہیں بلکہ نیلگوں سرخ نظر آتے ہیں۔ شِو کے ساتھ اتنے متضاد رنگ کیوں وابستہ ہیں؟ کہاں سفید کافوری رنگت اور کہاں نیلی اور سُرخ۔

ناؤ کیدار یشور کے پاس پہونچنے ہی والی تھی۔ کیرت کی نظر میں تانبے جیسے رنگ کی جٹاؤں سے ڈھکی ہوئی نیل کنٹھ بھگوان شِو کی ایک لامحدود صورت اُبھرنے لگی۔

"ہر طرح کی شکلیں اختیار کرنے والے، نیلی خوبصورت جٹائیں رکھنے والے بھگوان شِو کے ذریعے دیوتاؤں کو ہی نہیں بلکہ قوتِ گویائی رکھنے والے سبھی باشعور جانداروں کو پیدا کرنے والے، باپ جیسے برہما مارے گئے۔"

کیرت کو اشلوک یاد آیا۔ شِو نے برہما کا قتل اس لئے کیا کہ انہوں نے نطق و گویائی کی دیوی اور اپنی بیٹی سرسوتی کے ساتھ غیر اخلاقی لگاوٹ کا اظہار کیا تھا۔ گویائی جب شرافت، اخلاق اور انصاف کو چھوڑ کر بے انصافی اور رذالت کی طرف مائل ہو تو اس کے استعمال کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیرت نے آسمان میں جگمگاتے ہوئے باریک چاند کی طرف دیکھا۔ آسمان کی نیلگوں سیاہی میں بکھرے ہوئے جھُنڈ کے جھُنڈ ستاروں کو دیکھ کر انہیں کرشن مشر کی خوف زدہ صورت یاد آئی۔

ہے بھگوان! یہ سب کیا ہونے والا ہے۔ وہ بڑبڑائے۔ وہ جو اس دنیا کے پیدا ہونے کا سبب ہیں، ایسے بھگوان شِو کو نمسکار، قہر برپا کرنے اور دنیا کو فنا کرنے والے رُودر کو نمسکار، نیلی جٹاؤں والے، پیشانی کے زیور سے آراستہ دیوتا کو نمسکار، کالے سینگوں والے، بھینسوں کے روپ والے کیدار یشور نیل رودر کو نمسکار جن سے گھوڑے پیدا ہوئے، خچر ہوئے

---

[1] شِو کا ایک رُوپ جو اُن کے غیض وغضب اور شجاعت کی نمائندگی کرتا ہے۔

اور چاروں طرف دوڑنے والے گدھے ہوئے۔ نیلگوں جٹاؤں سے آراستہ اِن کیداریشور کو نمسکار۔
گھوڑے، خچر، گدھے.....
بھینسے جیسے جُتنے والے کیداریشور.....
یہ سب کیا ہے؟

ناؤ کنارے پر لگ گئی۔ سب سے پہلے سبودھ دیو اُترے۔ انہوں نے چاروں طرف پھیلے گھاٹ کو بغور دیکھا۔ پھر انہوں نے انزت اور کیرت کو اُترنے کا اشارہ دیا۔

"ہمالیہ پر واقع کیداریشور مندر میں بھی لنگ نہیں ہے۔ اس کی جگہ بھینسے کی صورت ہی نصب کی گئی ہے۔ بھینسا وِشوامتر کی تخلیق ہے۔ وہ یم راج کی سواری ہے۔ یم مہاکالیشور کے حکم سے ہر ذی روح کو اس کے اعمال کے مطابق سزا دینے والا غضبناک دیوتا ہے۔

کیدار کے علاقے میں تین غصہ ور دیویوں کے بھی استھان ہیں ــــ چامُنڈا، چرم مُنڈا اور مہامُنڈا، دُرگا، چِتر گُپتا، دواریشوری، سوپنیشوری وغیرہ دیویاں بھی اسی علاقے میں موجود ہیں۔" سبودھ دیو سب بتا رہے تھے۔

"اب تو کاشی میں مہاکالی کی پوجا کا ہی رواج رہ جائے گا۔ وہ بھی وحشیانہ حرکتوں کے ساتھ۔"

"ہاں راجن! قوت کے مونہہ زور بہاؤ کو جھیل لے جانے والے سالک اب کہاں رہے۔ اب تو سبھی اسی شکل کو دیکھنا چاہتے ہیں جسے کاپالک شراب و کباب اور جنسی اختلاط کے ذریعے دیکھنے دکھلانے کا زعم لے کر چل رہے ہیں۔"

"میں اپنے پورے مُلک کے سفر کے دوران ایک ایسے شاکت سے ملا تھا جنہوں نے بہت ملول ہو کر کہا تھا کہ اولاد کی تخلیق کرنے والی ابدی و ازلی قوت جس نے محض اپنی آنکھ کے اشارے سے پوری کائنات کو پیدا کیا، جو اپنے قدموں میں لوٹتی ہوئی نہ جانے کتنی کائناتوں کو گیند کی طرح اُچھال دیا کرتی ہے، اب ماں کی صورت میں نہیں بلکہ جنسی لذّت کے سرچشمے کی صورت میں پوجی جارہی ہے۔ سارے تنتر منتر جھوٹے ہیں۔ جب کائنات کو تباہ کرنے والے شِو، اس کا تحفظ کرنے اور پالنے پوسنے والے وِشنو اور تخلیق کرنے والے برہما قیامتِ کبریٰ میں گُم ہو جاتے ہیں تب بھی وہ منی دیپ میں

اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ دائم و قائم، سدا بیدار، سبکی گواہ، تینوں جہانوں کی حسینہ کی صورت میں موجود رہتی ہے۔ اس باطنی قوت کو صرف مکمل خود سپردگی اور عقیدت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے، انا اور منطق سے نہیں۔ باطن کی آنکھیں کھول کر اُسے زندگی کے سفر کی باگ ڈور سونپی جا سکتی ہے۔ اسے دل کی عمیق گہرائیوں میں ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔"

"ہمیں اپنی دھوکا دینے والی عقل کی جگہ زندگی کے گھوڑے کی لگام اسی قوت ارادی کے ہاتھوں میں سونپ دینی ہوگی۔ یہ تبھی ہوگا جب ہم ذہنی سطح پر جیتے ہوئے، عمل سے، تکلیفوں سے، کرب سے، جدو جہد سے مونہہ نہ موڑنے کا عہد کریں۔ محسوسات کو جب تک ترغیب نہیں ملتی، جب تک وہ ہمارے باطن کو روشن نہیں کرتے تب تک فن نہ پیدا ہوتا ہے نہ نشوونما پاتا ہے۔"

7

رات میں کیدار یشو کے مندر کا طواف کر کے وہ بھد ربن کے درمیان سے گذرتی پگ ڈنڈی پر چلتے ہوئے سنکو کر نیشور کی طرف بڑھنے لگے۔

"سنکو دھارا کے ساحل پر بنا وسیع و عریض شاکت مٹھ کاپالکوں کا مرکز ہے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ کرن کے دربار کے کئی معزز حضرات اس جشن میں حصہ لیتے ہیں۔ اس لئے پوری ہوشیاری برتنے کی ضرورت ہے۔" سبودھ دیو نے آگاہ کیا۔

بھینسے، گھوڑے، خچر، گدھے۔ لمبے کانوں والے جانور، چڑیاں اور پاشوپت (پشو) ازلی دشمنی کی علامت بھینسے اور گھوڑے۔ کیرت کی عقل چکرانے لگی۔

پتلی پگڈنڈی کے دونوں طرف کانٹے دار پیڑوں، جھر بیری کی جھاڑیوں، سیہنڈ کی قطاروں اور بڑے نرسلوں کی بھرمار تھی۔ چلتے وقت خیال نہ کیا جائے تو شانوں پر پڑی چادریں کانٹوں میں پھنس جاتی تھیں۔ سبودھ دیو کے کہنے پر کیرت نے گھوڑ سواری کے لئے خاص طور پر بنائے گئے شیر کی کھال کے جوتے پہن لئے تھے۔ یہ گھٹنوں تک آتے تھے۔ انہوں نے سبودھ کے پیروں پر نظر ڈالی۔

"کیوں آریہ؟ آپ ننگے پیر کیوں جائیں گے؟" کیرت بولے۔

"راجن میری فکر نہ کریں۔" سبودھ دیو نے کہا۔ پچھلے بیس سالوں سے میں نے چمڑے سے

بھی جوتیاں پہننا چھوڑ دیا ہے۔ دیکھئے یہ گھٹے۔ میرے پیروں میں ان کی وجہ سے کانٹے چبھ نہیں پاتے۔ ان سے ٹکرا کر کُچل جاتے ہیں۔ پچھلے پچیس برسوں کی زندگی میں ظاہری اور باطنی۔ دونوں پیروں کے نیچے کانٹے کبھی نہیں چُبھے۔"

"یہ بھی ایک ریاضت ہے۔ کہاں لطیف جذبات میں جینے والا شاعر اور کہاں سب کچھ چھوڑ کر دنیا سے علیحدہ ہو جانے والا دانشمند صوفی۔ ریاض سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ سارا کچھ قوتِ ارادی کا کھیل ہے۔ اسے ہنستے ہوئے کر سکیں تو زندگی بوجھ نہیں لگتی۔" کیرت نے دل ہی دل میں کہا۔

سامنے سے چار آدمی شنکو دھارا کی طرف جاتے دکھائی دیے۔ تینوں نے اپنی رفتار بڑھا دی اور جھاڑیوں سے بچتے ہوئے ان کے قریب پہونچ گئے۔ چاروں اجنبی سرخ رنگ کے کپڑوں سے جسم ڈھانپے چلے جا رہے تھے۔ دو نوجوان لڑکیاں، ایک بوڑھا اور ایک جوان۔

"کیوں رے چیا گلبشور۔ اسے تو نے مہوے کی شراب اچھی طرح نہیں پلائی ہے کیا؟"

"پلائی تو خوب ہے لیکن وہ مہوے کی نہیں گرو دیو، چاولوں کی تھی۔"

"بے وقوف! گرو دیو نے کہا۔ تو کبھی عقل سے کام نہیں لے گا۔ لال رنگ کے کپڑے پہننے والے دکھنی سپاہی آتے ہیں۔ ان سے دوستی کر کے، خوشامد درآمد کر کے، نوجوان لڑکیاں تحفے میں دے کے آگ جیسی تاثیر والی شراب لی جا سکتی ہے۔ لیکن تو نے ان میں سے کوئی حربہ نہیں آزمایا۔ اچھی شراب تک مہیا نہ کرا سکا۔ جبکہ ان کے سہارے کاشی کے نہ جانے کتنے لوگ اونچے اونچے عہدوں پر جا بیٹھے۔ تجھ بے وقوف کو عمدہ شراب تک نہ ملی۔ تو نرا احمق ہے۔ یہ چکر پوجا کیا کر سکے گی؟ شراب کی کمی کی وجہ سے بار بار پیشاب کر رہی ہے۔"

دوشیزہ زور سے ہنسی۔ چیلا احمق اور گرو نامرد۔ اس نے اپنی کسی ہوئی چولی اتار دی۔ چاند کی پھیکی روشنی میں بھی اس کی چھاتیاں صاف دکھائی پڑ رہی تھیں۔ اس نے عجیب سی وضع بنا کر جسم کو اس طرح مروڑا جیسے گندا کپڑا نچوڑ رہی ہو۔ پھر اس نے ایک طویل جمائی لی اور السائے ہوئے جسم کو اونی چادر میں لپیٹ لیا۔

کاپالک مٹھ بڑی خستہ حالت میں تھا۔ لگتا تھا برسوں سے اس کی دیکھ بھال نہیں ہوئی

ہے۔ کہیں چونے کا پلستر اُکھڑ گیا تھا۔ کہیں لکھوری اینٹیں اس طرح جھانک رہی تھیں جیسے بھوکے جانور بھیانک مونہہ پھاڑے شکار کے انتظار میں ہوں۔ مٹھ کے اندرونی حصے سے ایسی بدبو اُٹھ رہی تھی کہ برداشت کرنا مشکل تھا۔ بوڑھا کاپالک اپنے شاگرد اور دونوں لڑکیوں کو لے کر دروازے پر پہونچا۔ وہاں دو پہریدار ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے۔

"میں ہوں بجرانند۔ اس نے پہریدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ ہے میرا شاگرد چھگلیشور اور یہ دو بھیرویاں ہیں۔"

"جائیے آریہ۔" پہریدار نے کہا جو خود بھی نشے میں دُھت تھا "آپ کے پاس بدیسی شراب تو نہیں ہوگی آریہ؟"

"ارے بھائی ہم حقیر بندے ٹھیرے۔ کسی طرح پیٹ بھرنے کو روٹی مل جائے وہی بہت ہے۔ مٹھ سے کبھی کبھار گوشت مل جاتا ہے لیکن اسکے لئے بھی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔"

سبھی اندر کی طرف بڑھ گئے۔

"راجن!" سبودھ دیو بولے۔ "مٹھ کے پیچھے کی دیوار بارش سے گر گئی ہے۔ وہاں لکڑی کا ایک تختہ لگا دیا گیا ہے تاکہ اندر کا منظر دکھائی نہ پڑے۔ آپ وہیں چلے جائیے۔ ہم لوگ صدر دروازے سے گھسنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے پہلے کہ کیرت کچھ بولتے، انت کو ساتھ لے کر سبودھ اندھیرے میں کھو گئے۔

کیرت سنگھ مٹھ کے پچھواڑے پہونچے۔ سچ مچ وہاں لکڑی کا پٹرا لگا ہوا تھا لیکن اسکی درازسے اندر کا پورا منظر دکھائی پڑ رہا تھا۔

کوئی بیس پچیس لوگ ایک دائرے میں بیٹھے ہوے تھے۔ بائیں حصے میں شمشان کالی کی بھیانک مورت تھی۔ نیلے رنگ کے پتھر سے تراشی گئی آٹھ بازوؤں والی اس مورتی کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔ اس کے دونوں طرف گڑے کھمبوں پر بچوں کی کھوپڑیوں سے بنے چراغ جل رہے تھے۔ ان میں چربی بھری گئی تھی اور موٹی بتیاں ڈالی گئی تھیں۔ مُورت کے گلے میں کھوپڑیوں کی مالا تھی۔ کمر میں شیر کی کھال کو اس طرح لپیٹا گیا تھا کہ جسم کا نصف حصہ عریاں دکھائی پڑے۔ ہاتھوں میں مختلف ہتھیار تھے۔ خون آلود کھانڈے اور پھرسے کھوپڑی کے چراغوں کی روشنی میں چمک چمک اُٹھتے تھے۔ لمبی سرخ

زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور انتہائی غضبناک کالی کے تصوّر کی وضاحت کر رہی تھی۔
چکر پوجا شروع ہو گئی۔ بیچوں بیچ مہا بھیرو رُودر شیکھر اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھیرووُں اور کاپالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آج میری یہ گدی پاک ہوئی ہے۔ دکن کی طرف سے آئے بہادر بھیرووُں نے تحفے میں مجھے شیر کی بیش قیمت کھال دی ہے مقدس کتابوں میں لکھا ہے کہ گھاس سے بنے ہوئے آسن موت کی خبر دیتے ہیں۔"
ان کی بات سُن کر دوسرے سادھوؤں کے دل میں موت کا خوف پیدا ہوا۔ وہ ایک ساتھ مل کر بولے۔ "مہا بھیرو، ہماری نشست بھی تو گھاس کی بنی ہوئی ہے۔ آپ ہم لوگوں پر نظرِ عنایت کریں۔ اور ہم جیسے غریب سالکوں پر منڈلاتی موت کے سایے کو دُور کریں۔"
"ایسا ہی ہو۔" مہا بھیرو بولے۔ اگلی چکر پوجا کے موقعے پر آپ لوگ گھاس سے بنی نشست گاہ لیکر آئیں۔ گھاس کو بیماریوں کو دور کرنے والا پاکیزہ آسن مانا گیا ہے۔"
چکر پوجا کے لئے مخصوص کمرے میں آٹھ کھمبے تھے اور ہر کھمبے پر کھوپڑی سے بنائے گئے چراغ جل رہے تھے۔ بیچ میں تین کونوں والی ویدی تھی جس میں آگ جل رہی تھی۔ اگر، رال اور چربی کے ہون سے عجیب سا دھواں پورے کمرے میں پھیلنے لگا۔ کیرت کا سر اس بُو سے چکرا گیا۔ وہ لکڑی کے تختے کے دوسری طرف جا کر اس بھیانک پوجا کو دیکھنے لگے۔ سبھی کے سامنے شراب پینے کے لئے کھوپڑیوں کے کاسے رکھے ہوئے تھے۔ بھیرو اور بھیرویوں کے جوڑے دھیان لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔
"آریہ رُودر شیکھر!" دکن سے آیا ہوا ایک بھیرو بولا۔ "آج ہمارے پاس انگور سے بنی قیمتی شراب موجود ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں موجود سبھی لوگ اس سے لطف اندوز ہوں۔"
"واہ، شاباش! تم واقعی بڑے عقیدتمند ہو۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ کھوپڑیوں میں اس شراب کی مناسب مقدار ڈھال دی جائے۔"
سب لوگوں نے شراب چکھی اور نشے میں جھوم اُٹھے۔ اچانک کیرت کی نظر کرشن مشر پر پڑی۔ وہ تکونی ویدی کے پاس بیٹھے شراب پی رہے تھے گرچہ پوری کھوپڑی ختم کر جانے کے بعد بھی ان کی پیاس نہیں بجھی تھی۔ انہوں نے اپنی کھوپڑی پھر سامنے بڑھائی۔ ان کی بے چینی دیکھ کر مہا بھیرو رُودر شنکر نے کہا "جتنی شراب تھی وہ تقسیم کی جا چکی ہے۔ تمہیں بھکاریوں کی طرح ان بدیسیوں کے

آگے پیالہ دوبارہ نہیں بڑھانا چاہئے۔ اس کا کوئی حق بھی نہیں ہے تمہیں۔"

"آریہ بھیرو! میں شراب کی دیوی کا پجاری ہوں۔ چکر پوجا کے علاوہ روزانہ بھی کافی مقدار میں شراب پیتا ہوں۔ حالانکہ آج میں دکن سے آئے بھیرووُں کی دی ہوئی یہ قیمتی شراب چکھ چکا ہوں پھر بھی میرے نشے کو دو آتشہ بنانے کے لئے تھوڑی سی اور عنایت ہو۔"

"یہ کون ہے مہا بھیرو؟" تینوں دکنی سپاہی جو بھیس بدل کر آئے ہوئے تھے بول پڑے۔ "اسے ہم پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔ چکر پوجا میں تو صرف وہی لوگ آسکتے ہیں جنہیں آپ کی طرف سے اجازت دی گئی ہو۔ اس مہمان سالک کو دعوت دینے والا کون ہے؟ کس نے بلایا ہے اسے؟"

"ہاں، کس نے بلایا ہے اسے؟" رُودر شیکھر گھبرا کر بولا۔ "کون ہو تم؟"

"میں نے بلایا ہے اسے۔" ایک دکنی سادھو کھڑا ہو گیا۔ وہ بھی سُرخ کپڑوں میں تھا۔ اس کی لال پگڑی ڈھیلی ہو کر پیشانی پر آ گئی تھی اور گھنی لمبی داڑھی نے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔

"واہ پرورسین!" رُودر شیکھر نے کہا۔ "بھیرو حضرات! یہ بھی آپ کی طرح چکر پوجا کے پُرانے ساتھی ہیں۔ انہیں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ یہ کسی بھی معقول شخص کو یہاں بُلا لیں۔"

"تو کہئے پرورسین سے کہ وہ اس کے لئے مزید شراب کا انتظام کریں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں ان کے لئے انگور کی ہی شراب لے کر آیا ہوں۔" انہوں نے شراب کے شیشے سے کرشن مشر کی کھوپڑی کو لبالب بھرتے ہوئے کہا۔ "ریاضت کرنے والوں میں بحث و مباحثہ مناسب نہیں ہے۔ یہ بڑے ہی عالم و فاضل انسان ہیں۔ مقدس صحیفوں کا پورا علم ہے انہیں۔ پر تمہارا خاندان کے بادشاہوں کے برہمن پروہت آچاریہ ویر شرما کے پوتے ہیں۔ آپ لوگ ان کی عزت نہ کر سکیں نہ سہی لیکن ان کی توہین بھی نہ کریں۔ یہ بڑی بُری بات ہوگی۔"

"ہمیں شک ہو رہا ہے کہ پرورسین ایک فرضی نام ہے۔ یہ کوئی جاسوس معلوم ہوتا ہے اس سے پوچھئے کہ اس کی بھیروی کہاں ہے؟"

لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ دکھنی بھیرووُں نے اپنی تلواریں کھینچ لیں۔ چکر پُوجا میں موجود اور کسی شخص کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ انہوں نے کرشن مشر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مہا بھیرو"

ہم لوگوں کا خیال ہے کہ ایسا' اونچے خاندان میں پیدا ہونے والا علم وفضل سے آراستہ جانور ہمیں پہلی بار حاصل ہوا ہے۔ یہ بغیر بھیروی کے پہریداروں کو دھوکا دے کر یہاں آیا ہے۔ اس لئے اِسے قربان گاہ کے کھمبے سے باندھ دیا جائے۔"

پرورسین دکنی سپاہیوں کو سمجھا بجھا رہے تھے کہ وہ ایسا نہ کریں لیکن انہوں نے ان کی منت سماجت کی قطعی پرواہ نہیں کی اور کرشن مشر کو زبردستی کھمبے سے باندھ دیا۔ پاس کے دوسرے کھمبے سے ایک موٹا تازہ بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ دکنی سپاہیوں نے استہزائیہ لہجے میں مہا بھیروے کہا کہ وہ قربانی کے لئے' ان دونوں جانوروں کو پاک کریں۔

رُودرشیکھر نے ملائمیت کے ساتھ کہا "میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انسانی قربانی کی خبر پھیلی تو ضلع کا افسر' راجہ' مہاراجہ' سپہ سالار وغیرہ ہماری چکر پوجا پر پابندی لگا سکتے ہیں۔"

"پہلے آپ میمنے کی قربانی تو دیجئے۔" سپاہی بولے۔

رُودرشیکھر نے پانی' پھول' خوشبو اور چڑھاوے کی چیزوں سے جانور کی پوجا کی۔ اسکے بعد انہوں نے کافور کی ڈلی جلائی اور اسے بکری کے دونوں سینگوں کے درمیان رکھ دیا۔ دکنی سپاہیوں نے تلوار کے ایک جھٹکے سے سر کو دھڑ سے الگ کر دیا۔ کھوپڑی میں خون لے کر اسے مہاکالی کو چڑھایا گیا۔ انہوں نے کرشن مشر کی پیشانی پر بھی ردلی چندن وغیرہ لگا کر کہا "جو کچھ بھی بھگوتی کالی سے مانگنا چاہتا ہے' مانگ لے۔ جو تیری خواہش ہے وہ ہمیں بتا دے۔ ہم اسے پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔"

"میں بھگوتی وندھیہ واسنی سے صرف ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے۔"

"ہاں ہاں اجازت ہے۔ بول۔"

"میں بھدر کالی کے اشارے سمجھ رہا ہوں۔ کاشی سے جلد ہی مہیشاسُر[1] کا اقتدار ختم ہو جائے گا۔ جلد ہی اس ظالم بادشاہ کا خاتمہ ہو گا۔"

"تو یہ سب کچھ کس راجہ کی مخالفت میں کہہ رہا ہے شُودر۔ دو غلے۔"

---

[1] بھینسے کی صورت والا ایک عفریت۔

"کیا کاشی میں دو راجہ ہیں؟"

"ہاں رے ذلیل انسان ہیں۔ ایک راج راجیشور، قابلِ احترام، انتہائی ہر دلعزیز کرن دیو اور دوسرا ہے بکری کی طرح ڈرپوک اور گندا، نیچ چندر دیو۔ تیری بکواس کون سے راجہ کے خلاف تھی؟ بول، بول کمبخت۔"

"بے چاری غریب بکری کی قربانی تو ماں نہ جانے کتنی بار قبول کر چکی ہیں۔ اب انہیں اس کمبخت بھینسے کی قربانی چاہئے۔"

غصّے میں پاگل فوجی نے جیسے ہی تلوار اٹھائی ویسے ہی بجلی کی طرح کڑکتی آواز کے ساتھ، لکڑی کے تختے کو توڑتے، کیرت سنگھ لپکے۔ انتہائی تیزی کے ساتھ انہوں نے اپنی تلوار سے ایسا وار کیا کہ سپاہی کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔ "خبردار! اگر کوئی قربان گاہ کے کھمبے کے پاس آیا تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو اس بدمعاش کا ہوا ہے۔"

تبھی سامنے سے آ کر اننت اور سبودھ دیو نے کیرت کو گھیر لیا۔ دونوں کلیجری فوجی بھاگے۔ تلوار کے جھٹکے سے کرشن مشر کی رسیاں کاٹتے ہوئے کیرت نے کہا "آریہ جلدی کیجئے۔ یہ پردیسی کون ہیں؟"

"چلئے باہر، دوڑ پڑیئے۔ میں سب کچھ بعد میں بتاؤں گا۔ میں پارس دیو ہوں راجن۔"

مٹھ سے بھاگتے ہوئے راستے کو ڈھانکنے والے کانٹوں، جھاڑیوں اور بیروں میں الجھنے والی بیلوں سے بچتے ہوئے پانچوں افراد گنگا کے ساحل پر بنے کیدار یشور مندر کے پاس پہونچے۔

"ارے مہیسوا۔" سبودھ دیو گھاٹ کی سیڑھیوں پر تیزی سے اترتے ہوئے، ساحل پر آکر رُک گئے۔ ناؤ گھاٹ پر بندھی تھی اور ملاح کا بیٹا مہیسوا سویا ہوا تھا۔

"اٹھ رے بھیا۔ ذرا جلدی چل بیٹے۔" اپنے سر پر کسی کا لمس پا کر مہیسوا جاگ گیا۔

"آ گئے بھیا؟"

"ہاں رے۔"

"اور راجہ؟"

"سب ٹھیک ہے بیٹے۔ ناؤ ذرا سیڑھیوں سے لگا دے۔"

کیرت، کرشن مشر، اننت، پارس دیو اور سبودھ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے ناؤ پر سوار ہو گئے۔ ناؤ گنگا کی شوخ لہروں سے کھیلتی چل پڑی۔

"راجن،" کرشن مشر بولے۔ "میں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر آریہ رنجک اور پارس دیو کے کہنے کے مطابق سب کچھ چھپایا۔ آپ کی توہین کی۔ مجھے دھوکہ دھڑی کا ڈرامہ کرنا پڑا۔ میں مجبور تھا۔ آپ کے چہرے پر ناگواری اور ناکردہ گناہ کی اذیت کا سایہ دیکھ کر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا لیکن دشمن کی اصل سرگرمیوں کا پتہ لگانے کے لئے دوسرا چارہ نہیں تھا۔ آج کی چکر پوجا میں صرف دو آدمیوں کو شامل ہونا تھا۔ آریہ رنجک نے کہا تھا کہ راجہ کو کسی بھی طرح وہاں جانے سے روکنا ہمارا فرض ہے۔ اس لئے میں اس بے ادبی سے پیش آیا۔ اس کے لئے مجھے معاف کر دیجئے۔ مجھ جیسے سیاہ قلب اور بدکردار انسان کو بچانے کے لئے آپ وہاں تک آئیں گے یہ تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ اس کے لئے میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا ہے۔"

"آپ رنجیدہ نہ ہوں آریہ" کیرت بولے۔ "مجھے بھی آپ پر شک نہیں کرنا چاہئے تھا جو میں نے کیا۔ ہاں راجہ اور فنکار کے درمیان جو گہرا تعلق ہونا چاہئے اسے سنبھالنے میں میں کامیاب رہا یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے۔"

ناؤ ورُونا پار کے مسافر خانے کے قریب والے گھاٹ پر رُک گئی۔ سبھی لوگ ناؤ سے اتر گئے۔

"لے بیٹے مہیسوا۔ یہ چاندی کے کچھ کارشاپن ہیں۔" سبودھ دیو بولے۔

"ارے رہنے دو بھیا۔ ہمیں غیر کیوں سمجھ رہے ہو۔ جب ضرورت پڑے مہیسوا کو ڈھونڈ لینا۔ ڈھونڈ لوگے نہ؟"

"ہاں بیٹے۔ ڈھونڈ لوں گا۔"

8

سبھی لوگ مہمان سرا کے پاس پہونچ گئے۔ پھر دھیرے دھیرے شمالی عمارت کے صدر دروازے تک آئے۔ کیرت کو دیکھ کر آریہ رنجک اور گووند دونوں کھڑے ہو گئے۔

"آیئے راجن!" رنجک نے کہا۔ میرا سارا منصوبہ ناکام رہا۔ گنگا پار ایک اونچی پہاڑی کی

وادی میں گانٹر والوں کی ایک بستی ہے۔ میری گذارش ہے کہ آپ کچھ دن کے لئے وہاں چلے جائیں یہ کام آپ فوراً ہی کریں۔ آپ کو کاشی آئے ہفتہ بھر بھی نہیں ہوا ہے اور پورا شہر گرم ہو اٹھا ہے۔ شنکو دھارا کے پاس والے مٹھ میں آپ نے کیا کیا ہے اس کی خبر مجھے اپنے خاص مخبر سے کچھ دیر پہلے ہی مل چکی ہے۔ آپ نے جس فوجی افسر کو مارا ہے وہ کرن کو بہت عزیز تھا۔ اس لئے کرن کے گھوڑسوار ڈھونڈ مچاتے ادھر بھی آ ہی رہے ہوں گے۔ اور ہم ابھی اس لائق نہیں ہیں کہ جنگ کا اعلان کردیں۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر رنجک۔ کرشن مشر کی جان بچانے کے لئے اس ظالم انسان کو قتل کرنا ضروری ہوگیا تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ آپ نے کیا منصوبہ بنا رکھا ہے۔"

"معافی چاہتا ہوں راجن! ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ شنکو دھارا میں بنے مٹھ میں باما[1] چاری سادھوؤں کے پاس کرن کے کئی فوجی افسر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو ہمارے مہاراج چندر دیو کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے کنہیا مشر خود جانے پر اصرار کر رہے تھے۔ اس لئے میں نے پارس دیو کے ساتھ ان کے جانے کی بات مان لی۔ کنہیا مشر نے آپ کی جو توہین کی وہ محض دکھاوا تھی۔ وہ اس کے لئے تیار نہیں تھے لیکن آپ کو مٹھ میں جانے سے باز رکھنے کے لئے اور کوئی تدبیر سوجھ بھی نہیں رہی تھی۔ ہم لوگوں سے جو قصور ہوا اُسے معاف کردیں۔" رنجک نے کہا۔

"آریہ رنجک"۔ گووند بولا "جلدی کیجئے۔ سورج نکلنے سے پہلے اس قلعے تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ ہم بڑے ہی مخالف حالات میں گھر گئے ہیں۔ راج راجیشور چندر دیو راج کمار مدن چندر کو آپ کے ساتھ بھیجنا چاہتے تھے لیکن ولی عہد گووند نے ایسی ضد پکڑلی کہ انہیں جانے کی اجازت دینی پڑی۔ آپ دونوں کو بغیر محافظوں کے ایک جنگل میں بھیجنا مصیبت بن سکتا ہے۔"

"باقی باتیں بعد میں کر لیجئے گا آریہ رنجک۔ اب مزید دیر نہ کریں۔"

گووند چل پڑا۔ کیرت کو کپڑے بدلنے کے لئے کچھ دیر رُکنا پڑا۔

"یہ کچھ گرم کپڑے ہیں راجن! انہیں پہن لیں۔ سردی بڑھ رہی ہے۔ آپ کے لئے یہ کپڑے

---

[1] تانترکوں کا ایک گروہ جو شراب، گوشت اور عورت کو ریاضت کا ذریعہ بناتا ہے۔

خود راجیشور چندر دیو نے بھیجے ہیں۔ اننت اور کرشن مشر اپنے گھوڑوں کے ساتھ قلعے کے اندر چلے جائیں گے اور سبودھ پر تیہار پھر بہاری کا کردار سنبھال لیں گے۔"

سبھی لوگ مسافر خانہ چھوڑ کر راج گھاٹ کی طرف چل پڑے۔ ساحل پر ایک جہاز کھڑا تھا۔ تختے کی مدد سے پرچنڈ اور رپنجئے دونوں جہاز میں سوار ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی گووند چندر اور کیرت بھی آگے بڑھے۔ تبھی سبودھ دیو نے کیرت کے قریب جا کر کہا "راجن یہ انتہائی خفیہ خط ہے۔ سورج نکلنے کے بعد دیکھئے گا اسے۔"

کیرت نے خط لے لیا۔

رات میں گنگا میں تیرتا تنہا جہاز۔ ہجر کا مارا چکور۔ پتہ نہیں کیوں کیرت کے دل میں اُداسی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ گنگا کی لہروں میں منعکس چاندنی کرنیں اندھیرے کے ساتھ اجالے کی آنکھ مچولی کھیل رہی تھیں۔ جہاز مشرقی کنارے کے قریب آتا جا رہا تھا کہ ایک تیکھی دل کے پار اُتر جانے والی چیخ گونج اُٹھی۔ یہ گرتی چڑیا تھی۔ اس کی آواز کا درد گنگا کی لہروں میں صدائے بازگشت بن کر ڈوبنے اُبھرنے لگا۔

آج رنجک گاہڑوال بڑے پژمردہ سے تھے۔ ستاون سال کی عمر ہوئی۔ جانے کتنے اتار چڑھاؤ دیکھے۔ جانے کون کون سے اچھے بُرے کام کئے۔ لیکن یہ فولادی جسم ٹس سے مس نہیں ہوا۔ اس کے اندر سے کبھی کسی احتجاج کی صدا بلند نہیں ہوئی۔ زندگی کے لمبے راستے پر چلتے ہوئے کچھ کلیوں نے کچھ پھولوں نے ریشمی دھاگوں میں جکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے۔

کنتت میں ان کا گھر تھا۔ ایک گھروالی بھی تھی۔ زندگی کی دی ہوئی سبھی مایوسیوں کو پرے کر کے آنچل سے سر پر پنکھا جھلتی ہوئی منینا کو وہ کیسے بھول سکتے ہیں۔ حالانکہ گاؤں ایک بہت چھوٹی سی اکائی ہے اور ان کے پٹی دار چندر دیو بہت بڑے زمیندار تھے لیکن انہوں نے کبھی رنجک کو یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ ان دونوں کے گھر الگ الگ ہیں۔ شاید اسی لئے منینا نے طنز کرتے ہوئے کہا تھا "آریہ پتر، آپ نے کتے والی کہانی تو سنی ہوگی؟"

"کون سی کہانی؟"

"جہاں بھی کتے کی دُم کاٹ کر دبا دی جاتی ہے وہاں وہ ضرور جاتا ہے۔"

اچانک رنجک کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو اُٹھا تھا۔ انہوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہا لیکن رُک گئے۔ ذہن اور زبان کا ایسا تال میل کبھی کبھی ہی کسی کو ملتا ہے۔ "دیوی، اگر میرے برتاؤ سے آپ کو تکلیف پہونچی ہو تو میں کفارے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو میرے لئے انگارے جیسے الفاظ استعمال کر کے آپ پچھتائیں گی۔"

سُنینا کا بھگوان جانتا ہے کہ ان الفاظ سے اس کا مطلب دل دُکھانا نہیں تھا۔ یہ تو محض بغیر سوچے سمجھے بول جانے کا نتیجہ تھا۔ ہاں وہ یہ ضرور تسلیم کرتی ہے کہ آریہ رنجک جیسے وسیع القلب لوگ کم ہی ملتے ہیں لیکن گاؤں کی سکھی سہیلیوں کی ٹھٹھولی کی وجہ سے اچانک ہونے والے ردعمل کے طور پر بول پڑی "آریہ پُتر، مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا۔ میں تو معاف کئے جانے کے لائق بھی نہیں۔ کنتت ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں روایات نہیں، سوچ بچار نہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ کسی کے ساتھ کچھ سلوک کرو تو احسان مندی کا اظہار کرنے والا بھی کوئی نہیں۔"

"مطلب؟"

"شری چندر دیو کے خاندان کے لوگ آپ کو اپنے اوپر لادا ہوا بوجھ سمجھتے ہیں۔"

"سمجھنے دو انہیں۔ میں جانتا ہوں کہ سلطنت گری رنجک کی قسمت میں نہیں ہے لیکن وہ سینکڑوں لوگوں کو زمین سے اُٹھا کر تخت پر بٹھا سکتا ہے اور دیوی یہ خیال کیا کچھ کم اطمینان بخش ہے کہ پورے شمالی ہندوستان کو نچانے والی طاقتیں رنجک کے دروازے کی زنجیر ہلا کر مدد کی درخواست کرتی ہیں۔"

—— "کون ہے بھائی؟" گھوڑوں کی قطاریں نزدیک آتی جا رہی تھیں۔ سپہ سالار اشوگندھ غصے سے پاگل ہوتا ہوا بولا "کون ہے۔؟"

"آپ کسے ڈھونڈ رہے ہیں جناب؟"

"رنجک کو۔ رنجک گاہڑوال کو۔"

"وہ تو میں ہی ہوں۔ کہئے کیا حکم ہے؟"

"تو تم ہی ہو رنجک ۔ بھلا بتاؤ تو تمہاری سرائے میں کون لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں آج کل؟ وہ پُرغرور انداز میں گھوڑے کو نچاتا ہوا بولا ۔ ایک ہفتے میں تین تین واقعے ۔ بجریانی پر تلوار کا عجیب و غریب وار ۔ بھدربن میں کرن دیو کے خاص فوجی افسر کا قتل اور پورے شہر میں کاشی کی گدّی کے لئے موزوں شخص کی تلاش ۔ یا یوں کہو کہ کرن دیو کے خلاف عوام کو بھڑکانے کی سازش ۔"

رنجک کھڑے ہو گئے ۔ ان کے پیچھے تھا پارس دیو ۔

"سپہ سالار ۔ ان واقعات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ راجہ چندر دیو نے جو معاہدہ کیا ہے وہ اس پر تا زندگی قائم رہیں گے ۔ آپ کو یقین نہ ہو تو جا کر سرائے میں دیکھ آئیں ۔ اپنے دل کو تسلی دے لیں کہ جن واقعات کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں گاہڑوال خاندان کا کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔"

"ٹھیک ہے ۔" اشوگندھ نے گھوڑے کی باگیں موڑیں اور ان کے گھوڑ سوار سرائے کی طرف چل پڑے ۔

"پارس ۔" رنجک ہاتھ کا سہارا لیتے ہوئے کنارے پر بیٹھ گئے ۔ "کیوں، تم کو نہیں لگتا کہ میں بہت تھک گیا ہوں؟ اس جسم نے کبھی سکھ نہیں پایا اور سُنینا جوانی میں ہی ختم ہو گئی اس لئے گرہستی کے جھمیلے سے بھی آزاد رہا ۔ گھوڑا اور تلوار، ان دونوں کے ہاتھوں زندگی کو رہن رکھ دیا میں نے، لیکن کبھی اتنا تھکا نہیں تھا ۔"

"آپ کچھ بھی نہ سوچیں آریہ ۔" پارس نے ان کے سر کو اپنے زانو پر رکھ لیا ۔

"میرا کوئی کنبہ نہیں ۔ خاندان کا کوئی نام لیوا نہیں ۔ ظلم کے سامنے نہ میں نے سر جھکایا نہ کبھی فرار حاصل کرنے کی سوچی ۔ لیکن آج میں بہت بے چین ہو رہا ہوں ۔"

"ایسا کیا ہو گیا آریہ؟"

"آج گووند نے میری بے عزتی کی ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ وہ خود سر ہے ۔ اسے اپنے باپ کی صلاحیتوں پر بھروسہ نہیں ہے ۔ وہ سوچتا ہے کہ راجہ چندر دیو بوڑھے ہو گئے ہیں انہیں حکومت چھوڑ کر پوجا پاٹھ میں وقت گذارنا چاہئے ۔ مدن کو تو وہ اس لائق بھی نہیں سمجھتا کہ انہیں سلطنت سے تعلق رکھنے والے امور پر فیصلے دینے کا حق دیا جائے ۔ میرے کہنے پر اس نے یہ قبول کیا کہ راجہ چندر دیو،

گووند چندر، اس کی دونوں ماؤں اور رنجک کا ہڑدال پر مشتمل ایک پنچایت سلطنت کا انتظام سنبھالے گی۔ یہ اس کی نوجوانی کی جلد بازی ہے۔ میں اسی کو روکنا نہیں چاہتا۔ کم ازکم ابھی تو بالکل نہیں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ راج راجیشور کیرت سنگھ اُسے زیادہ دن برداشت نہیں کریں گے۔ وہ خود دار ہیں اور نہایت مقبول شاہی خاندان کے نمائندے ہیں۔ گووند کہیں ان سے لڑ نہ جائے۔"

"میں ایسا نہیں سوچتا۔ پارس نے کہا۔ مجھے گرچہ راجہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع بہت کم ملا ہے پھر بھی میں کہہ سکتا ہوں ان کے اندر ایک ایسا توازن ہے جو کم ہی ملتا ہے۔ وہ خوددار ضرور ہیں لیکن ضدی اور بے وقوف نہیں۔ دوسرے ان کی توہین کریں تو وہ اسے برداشت کر لیتے ہیں بلکہ اس سے لطف اندوز بھی ہو لیتے ہیں۔ اپنوں کی بڑی سے بڑی غلطی کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔ اور باصلاحیت ساتھیوں کے لئے تو کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ انرت والے واقعے پر غور کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ سے انتہائی تلخ الفاظ سن کر بھی وہ قصوروار کو سزا دیتے وقت بالکل پُرسکون تھے۔ اس لئے کہ وہ سمجھ گئے تھے کہ انرت سے وہ غلطی کیوں ہوئی۔ کرشن مشر کا واقعہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ راجہ کبھی اپنی خودداری کو ضرورت سے زیادہ آگے نہیں لے جاتے۔ کیرت سنگھ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کرشن مشر مارے جا چکے ہوتے۔ اہانت کے کڑوے گھونٹ پی کر ان کی حفاظت کے لئے خطرناک جنگل میں جانے والے کو آپ کیا کہیں گے؟"

"تم ٹھیک کہتے ہو پارس۔ یہ لڑکا متضاد خوبیوں کا ایک پُراسرار امتزاج ہے۔ تمہاری نظر پارکھی ہے۔ تم نے صحیح جگہ انگلی رکھی۔"

رنجک سامنے گنگناتی لہروں کا رقص دیکھ رہے تھے۔ "کچھ دیر یہیں بیٹھئے۔" پارس اُٹھا۔ "میں ابھی آتا ہوں۔"

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھنسا کر ان کے سہارے سر ٹکا کر بیٹھنا بھی آرام دہ ہی ہوتا ہے۔ کیرت کے بارے میں سوچتے سوچتے انہیں ودیا دھر دیو کا آخری پیغام یاد آیا اور ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ "بکرم سمبت ایک ہزار ستانوے، جیٹھ شُکل پندرہ۔ میں نے سب کو منع کر دیا ہے۔ میرے بارے میں پورا شمالی علاقہ اندھیرے میں بھٹکتا رہے گا۔ میں چاہتا تھا آپ کو بھی فکر مند نہ کروں لیکن دل نہیں مانا۔ میں نے کرن کے زہریلے دانت تو توڑ دیے ہیں لیکن اسکی پھپھکار

اُٹھتی رہے گی۔ بھولا ہوا آنے کی زحمت نہ کریں۔ آپ کے یہاں پہونچنے سے پہلے میں آپ کے خوابوں میں آجاؤں گا۔ بڑی بڑی جنگیں جیتی ہیں، اس سمندر کو بھی اسی طرح پار کر جاؤں گا۔ خوش رہئے۔ودّیا دھر۔"

ودّیا دھر دیو کے اس خط کو رنجک نے سیکڑوں بار پڑھا ہے۔ اس بھوج پتر پر وہ آنسو چڑھاتے رہے ہیں۔ پتہ نہیں کون سی مقناطیسی کشش تھی کہ وہ ودّیا دھر کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے تھے۔

سچ مچ اس خط کے پہونچنے کے دوسرے ہی دن گوپال بھٹ کاشی آئے۔ ہمیشہ کی طرح رنجک کے دروازے پر پہونچ کر انہوں نے کنڈی نہیں کھڑکائی۔ ہلکا دھکّا دیا اور دروازہ کھل گیا۔ رنجک نے گوپال بھٹ کے چہرے کو دیکھ کر ہی سمجھ لیا کہ ودّیا دھر دیو اب نہیں رہے۔ گوپال کا سر منڈا ہوا تھا، آنکھیں سونی تھیں اور دل کے اندر غیر معمولی سکون۔

"میں نے اپنے باپ کی موت پر یہ سر منڈایا تھا۔ آج تک گھر میں، برادری میں، کنبے میں کئی لوگ مرے لیکن میں نے کبھی بھی تلانجلی نہیں دی۔ پر رنجک بھیا" گوپال رو پڑے۔ "ایسی موت میں نے نہیں دیکھی۔ راج راجیشور ودیا دھر نے مجھے بلایا ہے، سنتری یہ حکم لے کر آیا۔ میں فوراً ان کے کمرے میں پہونچا۔ بستر مرگ پر پڑے انسان کی آنکھوں میں اس طرح کا نور تھا کہ ان کی طرف دیکھنا مشکل تھا۔ سامنے راجہ دھیراج وجے پال دیو کھڑے تھے۔"

"گوپال!" ودّیا دھر بولے۔ "یوں تو چندیل فوج میں کئی ایسے لوگ ہیں جو تم سے زیادہ باصلاحیت اور تجربہ کار ہیں۔ لیکن جو خوبی میں تلاش کر رہا تھا وہ صرف تم میں ملی ۔ یعنی وفاداری۔ آج سے تم اس چہار رنگ فوج کے سپہ سالارِ اعظم بنائے گئے۔ میں تجربے کو وفاداری سے بڑی چیز نہیں مانتا۔ تجربہ بہت زیادہ ہو جائے تو دھوکا بھی دے سکتا ہے۔ کچھ اور آگے بڑھنے کی جلد بازی دھوکا دے سکتی ہے۔ لیکن وفاداری اپنی صلاحیتوں کو، اپنی صحیح شخصیت کو پلانے کی ریاضت میں لگائے رکھتی ہے۔ تمہارے اندر میں نے کبھی نہ ختم ہونے والی لگن دیکھی ہے۔ تم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے ہیں تو مالک کی لگاتار برسنے والی عنایتوں سے تمہیں بہت کچھ ملے گا۔ ساتھ ساتھ رہتے ہوئے بھی کبھی تم نے کچھ نہیں مانگا۔ تم کھرے ہو۔ ضرورت سے زیادہ کا لالچ

تمہارے اندر کبھی نہیں رہا۔ اس لئے تم چندیل فوجوں کے لئے رحمت ہو۔ یہ ہے ودّیا دھر کی تلوار۔ یہ تلوار جس نے گاندھارے سے لے کر برہم پتر کے کنارے تک، ہمالیہ سے لے کر وندھیاچل کے کوہستانی سلسلے تک کسی بھی دشمن کو معاف نہیں کیا، کسی مظلوم انسان کو دیکھ کر میان میں نہیں رہی، کسی مغرور سر کے سامنے جھکی نہیں۔ یہ تلوار بہیرکی شاردا کا تبرک ہے۔ یہ بدمعاشوں اور بدخواہوں کے خون میں ڈوب کر پچھلے پچاس سالوں سے بھارت کی سرزمین پر بجلی کی طرح چمکتی رہی ہے۔ اس کی آبرو اب میں تمہارے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔"

"میں نے اس نیلے رنگ کی بے نظیر تلوار کو جسے وشنو بھگوان کی تلوار نندک کا درجہ دیا جاسکتا ہے، سر سے لگالیا۔ اس کے دستے میں جڑے بیش قیمت جواہرات آنکھوں کو خیرہ کررہے تھے۔ اس ناچیز گوپال کی زندگی میں کبھی یہ وقت بھی آنا تھا۔ میں نے اسے پانا تو دور، دیکھنے اور چھونے کی خواہش بھی نہیں کی تھی۔ آج وہی تلوار میری ہتھیلیوں پر رکھی ہوئی تھی۔"

"گوپال اس تلوار کو امانت سمجھتا ہے، وسیلہ نہیں۔" میں نے کہا۔

ودّیا دھر دیو مسکرائے۔ "ضرورت پڑنے پر رنجک سے کہنا' یہ ان کے آخری الفاظ تھے۔"

"گوپال کب ہوا یہ سب؟" رنجک نے پوچھا۔

"آج ان کا دسواں ہے۔ پچھلے ایک مہینے سے آچاریہ رتو دھوج کی نگرانی میں اکھنڈ پاٹھ چل رہا تھا۔"

"رنجک آریہ، رنجک آریہ۔" پارس ان کا ہاتھ پکڑ کر ہلا رہا تھا۔ "کپڑے اتاریئے۔ میں اور مہیسوال کر آج آپ کے جسم پر تیل لگائیں گے۔"

رنجک نہیں، نہیں کرتے رہے لیکن لاچار ہوکر انہیں کپڑے اُتارنے ہی پڑے۔ انگوچھا لپیٹے دونوں بہادر ان کے لوہے جیسے جسم پر تیل مالش کرنے لگے۔

"گردن نیچے جھکائیے۔" پارس بولا۔ "میں آپ کی ایک خاص رگ کو تحریک دوں گا۔ بلاوجہ کے جھمیلوں میں پڑے رہتے ہیں آپ۔ نہ آپ کو آرام کی سُدھ ہے نہ کھانے کا دھیان۔ کیسے چلے گا یہ جسم؟"

"ٹھیک ہی ہے پارس دیو۔" رنجک گاہڑوال مسکراتے ہوئے بولے۔ "اب کتنے

دن میں ہی ۔ سُنینا گئی ' باپ چل بسے ۔ میرے مخلص ودیا دھر دیو گئے ۔ نہ جانے کتنے سنگی ساتھی چل بسے ۔"

"یہی تو کمی ہے آپ میں ۔" پارس دیو نے ان کی پلکوں کو ہلکے ہلکے ملتے ہوئے کہا۔ "جو آیا ہے وہ جائے گا بھی ۔ اس کے لئے اتنی فکر کی کیا ضرورت ہے ؟"

رنجک خاموش رہے ۔ تیل مالش ہو چکی تھی ۔ پارس نے رنجک کو ایک دھکا دیا اور وہ دھڑام سے گنگا میں کود گئے ۔

"چلئے آریہ ۔ آج گنگا میا کو پار کر کے دوسری طرف کی ریت میں آرام کرنا ہے ۔" پارس گنگا کی لہروں میں چھپ چھپ کرتے ہوئے بولا ۔

رنجک کی روح کے اندر سویا ہوا شیر جاگ گیا تھا ۔ دیکھتے دیکھتے گنگا کا مشرقی کنارہ قریب آیا گیا ۔ جاڑوں کی دھوپ اور گنگا پار کی ریت ۔ ایسا اتفاق کبھی کبھی ہی ہوتا ہے ۔ رنجک ' پارس ' مہیسُوا سب تھک کر ریت پر ٹانگیں پھیلائے ہانپ رہے تھے ۔

"کیوں رے مہیسُوا" رنجک بولے ۔ "آج ناؤ کہاں چھوڑ آیا ہے تُو ؟ کچھ کمائی دھمائی ہوئی ؟"

مہیسُوا ہنسا ۔ "آج اپناوہ ہے ..... "

"وہ کیا ۔ ؟"

"وہی جسے سنسکرت کے لوگ ' اندھائے ' کہتے ہیں ۔"

"اچھا ۔ اچھا ۔ اندھیائے" ۔ رنجک قہقہہ لگا کر ہنسے ۔ "تو آج تیری چھٹی ہے ۔ پر یہ سب کہاں سیکھا تو نے ؟"

"برہم پوری سے ملے ہوئے گھاٹوں پر ۔ وہاں کئی سادھو میرے دوست بھی ہیں ۔ انہیں سے سنا تھا اندھائے ۔"

"تو پڑھتا کیوں نہیں ہے ؟"

اچانک مہیسُوا سنجیدہ ہو گیا ۔ "کون پڑھائے گا شودر کو ؟ میں نے اپنے بابو کے بھلانے کے باوجود ضد پکڑ لی تھی کہ میں پڑھوں گا ضرور ۔ لیکن برہم پوری کا کوئی اوجھا مجھے پڑھانے کو تیار نہیں ہوا ۔"

پارس دیو نے دیکھا کہ معاملہ پھر اُلجھ رہا ہے۔ "آریہ ان سے ملئے" انہوں نے سامنے سے بہنگی لیکر آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھ کر کہا۔ "یہ ہیں میرے چھوٹے بھائی رام بھدر جدو ونشی اور رام بھدر یہ ہیں تیرے چاچا رنجک گاہڑوال۔"

نوجوان نے بہنگی رکھ دی اور انگوچھے میں بندھے پتلوں میں لپٹی ہوئی مٹھائی پیش کی۔

"کہاں سے لائے ہو رام بھدر؟"

"یہ تو آریہ صرف ایک ہی جگہ ملتی ہے۔"

"سمجھ گیا بیٹے۔ یہ تم شیامو مٹھائی والے کے یہاں سے لائے ہو۔"

"ہاں آریہ۔"

"وہ کھوئے کے لاجواب لڈّو بناتا ہے۔ رنجک گاہڑوال کی مستی لوٹ آئی۔ انہوں نے کئی لڈّوؤں پر ہاتھ صاف کیا۔

"اب ذرا رُک جائیے آریہ۔ ذرا اس دونے میں بھری وِجیا[1] کو بھی دیکھیے۔" پارس بولا۔

"تو تم نے آج رنجک کے ماضی کو آواز دینے کا ارادہ کر ہی لیا ہے پارس!"

9

وندھیاچل کا کوہستانی سلسلہ۔

جہاز گنگا کے ساحل سے لگا اور تختے کی مدد سے دونوں گھوڑے اتر پڑے۔

کیرت نے پرچنڈ کی پیٹھ تھپتھپائی اور کُود کر سوار ہو گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی گووند رپنجئے کو تھپتھپا رہا تھا۔ اس نے باگیں کھینچ کر چڑھنے کی کوشش کی تو گھوڑا الف ہو گیا۔ غصے میں اس نے زور سے باگ کھینچی اور ہنہناتا ہوا رپنجئے دونوں پچھلے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ وہ شاید چابک چلانے والا ہی تھا کہ کیرت اتر پڑے۔

"رُکو، چابک سے چھونا بھی نہیں۔ کیرت نے رپنجئے کے پاس جا کر دیکھا۔ اس کے دہانے کے دونوں طرف سے خون بہہ رہا تھا۔ "تم اسی طرح گھوڑسوار بنو گے؟ یہ بھی ایک فن ہے ولی عہد بہادر! گھوڑے سے پیارا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اس سے زیادہ کام آنے والا ساتھی

---

[1] بھانگ

نہیں ملے گا۔ اسے تم جس جذبے سے دیکھو گے وہی تمہیں واپس ملے گا۔"

کیرت نے رِپچھئے کو چھوڑ دیا۔ وہ بغل کے ٹیلے کی طرف بڑھے۔ زیادہ دیر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ رُمے کا پودا تھا وہاں۔ انہوں نے اس کا رس نکال کر گھوڑے کے زخم پر لگایا۔ پھر انہوں نے رِپچھئے کی تھوتھنی سہلائی اور کود کر چڑھ گئے۔ "جاؤ تم پرچنڈ پر بیٹھو۔" کیرت نے کہا۔

"پتہ نہیں وہ بھی مجھے چڑھنے دیگا یا نہیں۔" کچھ غصے اور کچھ مایوسی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ گووند پرچنڈ کے پاس پہونچا۔

"تم اتنی سی بات سے بددل ہوجاؤ گے تو چہار رنگ فوج کی قیادت کیسے کروگے گووند؟" کیرت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گووند اُچھلا اور پرچنڈ پر چڑھ گیا۔ پرچنڈ بغیر حکم کے دوڑ پڑا۔ اس کے پیروں میں عجیب تیزی تھی۔ کیرت سمجھ گئے کہ آج غضب ہوجائے گا۔ وہ رِپچھئے کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے پرچنڈ کی طرف لپکے۔ پرچنڈ لگاتار دوڑتا چلا جارہا تھا۔ گووند بڑی مشکل سے خود کو سنبھال رہا تھا۔

"پرچنڈ! پرچنڈ!! پرچنڈ!!!" کراوتی کے بگل جیسی آواز سن کر گھوڑا رُک گیا۔

"باپ رے۔" گووند نیچے کود پڑا۔ "جان نکال لے گا یہ گھوڑا۔ بھوت ہے بھوت۔ کچھ سنتا ہی نہیں۔"

"تم اسی پر بیٹھو۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ چلوں گا۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔ بے فکر رہو۔ رِپچھئے پر تو تم بیٹھ نہیں پاؤ گے۔"

گووند دل ہی دل میں چڑھ رہا تھا۔ اس نے کبھی کسی واقعے پر سنجیدگی سے سوچا ہی نہیں تھا۔ عنفوان شباب کی دہلیز پھلانگ کر جوانی کی حدود میں داخل ہورہا تھا۔ لیکن جوانی بھی اس کے لئے بگڑیل گھوڑے کی ہی طرح کی چیز تھی۔ اسے بھی وہ شاہی حکم کے ذریعے قابو میں کرنے یا سلجھانے کی کوشش کررہا تھا۔ رنجک گاہڑوال کی اس نے جس طرح توہین کی تھی اسے کیرت بھولے نہیں تھے۔ اس بڑبولے نوجوان کے لئے ان کے دل میں صرف ایک لفظ تھا — مغرور!

"سوار ہوجاؤ پرچنڈ پر۔ یا اگر ہمت نہ ہو تو آج لوٹ چلیں۔ کیا حکم ہے ولی عہد بہادر؟"

"بھائی جی! آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں اور کہہ رہے کہ لوٹ چلو۔ میں قلعے کے اندر کیا مونہہ لے کر جاؤں گا۔ میرے دادا، پتاجی، مائیں اور گھوڑسوار فوج کے لوگ میرے بارے میں کیا سوچیں گے؟"

"پرچا۔ انہوں نے مخصوص آواز میں دُلار کرتے ہوئے کہا۔ پرچنڈ چوکڑی بھرتا ہوا رِپنجے کے پاس پہونچا۔ "بیٹے پرچا۔ پرچا کہتے ہوئے انہوں نے اپنی بیچ کی انگلی سے اس کا سر زور سے دبا۔ گھوڑا بہت خوش ہو کر ہنہنایا۔

"چلو بیٹھو۔" کیرت نے پرچنڈ کی باگ پکڑ کر کہا۔ "خیال سے" گووند اچھل کر پرچنڈ کی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ دونوں گھوڑے گنگا کے بائیں کنارے کی ریت میں چلنے لگے۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ صبح کاذب کی خوبصورت سپیدی چاروں طرف اُترنے لگی تھی۔ ہوا کا ہلکا لمس بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کیرت کو راجہ چندر دیو نے جو روئی بھری مرزئی دی تھی وہ گرم لگ رہی تھی۔ گنگا کی چنچل لہروں پر پرندوں کے جھنڈ دائرے بناتے ہوئے اُڑنا شروع کر چکے تھے۔ کبوتر اور گوریوں کے ساتھ کوّے، گدھ اور چیل جیسے گوشت خور پرندے بھی منڈلا رہے تھے۔ آسمان میں ترچھا زاویہ بناتی بگلوں کی قطار اُڑی جا رہی تھی۔

"ندی کے کنارے کنارے کب تک چلتے رہیں گے بھائی جی؟" گووند بولا۔

"راستہ تمہیں بتانا تھا گووند۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ کہاں جانا ہے، کدھر جانا ہے۔"

گووند نے ایک جگہ پرچنڈ کو پشتے کی طرف موڑا۔ رِپنجے بھی اس کے ساتھ ساتھ اوپر آگیا۔ دونوں گھوڑوں کو ایڑ لگی اور سرپٹ دوڑ شروع ہو گئی۔

چرنادری

"یہ رہا سامنے چرنادری کا قلعہ۔ گووند بولا۔ اس کا نام تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔"

"ہاں گووند سُنا ہے۔ میں جانتا ہوں، راجہ کو چھ قسم کے قلعے کس طرح بنوانے چاہئیں۔" کیرت کی آواز میں کچھ بے بسی اور کچھ طنز کا عنصر تھا۔ "لیکن جب اپنے بازوؤں میں طاقت نہیں اور اپنے راج میں لڑاکو فوج نہیں تو کیا کر پائیں گے یہ قلعے؟ مجھے معلوم ہے کہ شمال مغرب کی سرحدوں

کو توڑ کر محمود کی گھوڑ سوار فوج بھارت کے ہرے بھرے میدانوں میں اُتری تو اسے روکنے کے لئے کوئی طاقت موجود ہی نہیں تھی۔ یہ صرف میرے دادا کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے اُسے پورب کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ ترک مورخ بھی یہی کہتے ہیں کہ اپنی تمام تر فتوحات کے دوران محمود اگر کبھی لاچار ہوا ہے تو صرف چندیل ودیا دھر کی وجہ سے۔ میں خود بھی سوچتا ہوں کہ اگر ودیا دھر دیو کے پاس کالنجر نہ ہوتا تو یہ واقعہ کون سا موڑ لیتا۔ ناقابلِ تسخیر کالنجر ان کے لئے ڈھال بن گیا۔ لیکن فوراً ہی دوسرا سوال کھڑا ہوتا ہے کہ اگر کالنجر ہوتا لیکن فوج اور سپہ سالار کچھ اور ہوتے۔ مثلاً میں یعنی کیرتی ورما تو قلعہ کیا کر لیتا؟ کیا وہی نہ ہوتا جو ہوا ہے؟"

جرنادری کے پاس ہی پرانی ناؤوں کو جوڑ کر اور ندی میں لکڑی کے کھمبے گاڑ کر ایک مضبوط پُل بنالیا گیا تھا جس پر گھوڑ سوار فوجی آسانی سے آ۔جا سکتے تھے۔

"ذرا ہوشیاری سے بھائی جی! اُدھر کے پُل کی طرف دھیان نہ دینا ہی ٹھیک ہے۔ کرن کا پُل ہے یہ۔ اس پر پہریدار گھومتے رہتے ہیں۔ سامنے جو جھونپڑی نما چھوٹا سا گھر دکھائی دے رہا ہے وہ پہریداروں کے آرام کرنے کی جگہ ہے۔"

دونوں گھوڑے پہریداروں کی رہائش گاہ کے پاس پہنچے۔ ایک لمبے بانس کو، جو پورا راستہ روک سکتا تھا، رسی کی مدد سے اس طرح لگایا گیا تھا کہ بانس کے ایک سرے سے بندھا بڑا پتھر رسی ڈھیلی کرتے ہی نیچے آجاتا تھا۔ اس طرح یہ رکاوٹ ہٹ جاتی تھی۔

"ارے واہ! آپ ہیں ولی عہد بہادر! آپ کے ساتھی کو میں نے نہیں پہچانا راجن!" ایک پہریدار بڑے ادب سے سر جھکا کر نمسکار کرتے ہوئے بولا۔

"کوئی ضرورت بھی نہیں ہے دیوسین۔ یہ میری پھوپھی کے بیٹے یعنی میرے بڑے بھائی ہیں۔ قنوج کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگ ذرا وندھیہ واسنی کے درشنوں کو جا رہے ہیں اس لئے ذرا جلدی میں ہیں۔ کچھ ہی دیر میں لوٹیں گے تو پھر تفصیل سے بات چیت کریں گے۔"

"ہاں ہاں مالک ٹھیک ہے۔ جائیں آپ لوگ درشن کر آئیں۔ بس ایک بات اور۔ اپنی بے چینی میں روک نہیں پا رہا ہوں۔ یہ سفید گھوڑا آپ ہی کا ہے نہ؟"

"کیا مطلب؟" گووند گرجا۔

"مطلب یہ مالک کہ ایسا ہی سفید گھوڑا میرے راجہ کرن دیو کا بھی ہے جو پچھلے چار پانچ دنوں سے بہت بیمار ہے۔ اس کی پیٹھ پر تلوار کا زخم ہے جو بھرنے کی بجائے اور خراب ہوتا جا رہا ہے۔"

"گھوڑا بیمار ہو دیوسین تو سب سفید گھوڑے تمہارے راجہ کے ہو جائیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی؟"

"میں بحث نہیں کر رہا تھا مالک۔ ایک بات پوچھ رہا تھا۔"

"تم نے میرے گھوڑے کے بارے میں کچھ نہیں کہا دیوسین؟" گووند پر چنڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں چھوٹے موٹے گھوڑوں کی طرف توجہ نہیں دیتا راجن۔ ایسے گھوڑے تو مارے مارے پھرتے ہیں۔ نہ رنگ نہ روپ۔" وہ خود گھوڑے طرح ہنہنایا۔

"ٹھیک ہے دیوسین تو چلیں۔"

"ہاں ہاں مالک۔ جے وشویشور۔"

"جے وشویشور۔"

ابھی طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنیں زمین پر اُتری ہی تھیں کہ وندھیاچل کے کوہستانی سلسلے کی چھوٹی چھوٹی سبز رنگ میں نہائی ہوئی پہاڑیاں پیچھے کی طرف بھاگتی ہوئی دکھائی پڑنے لگیں۔

"اور یہ سامنے ہیں ماں وندھیہ واسنی۔" گووند بولا۔

دستور کے مطابق دونوں پوجا پاٹھ کر کے مندر سے نکلے تو گووند ہنسا۔ "اب تھوڑا ناشتہ۔ کیوں بھائی جی!"

"نہیں گووند ابھی نہیں۔ ابھی زیارت پوری کہاں ہوئی؟"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ابھی ہمیں اشٹ بھُجا پہونچنا ہے۔ میں ماں وندھیہ واسنی کو پرنام کرآیا ہوں۔ وہ لکشمی ہیں، اس جہان کی ساری دولت، عیش و عشرت عطا کرنے والی مہربان ماں ہیں۔ ان کی

پناہ میں جاہ وحشم ہے۔ لیکن میرا دل کہیں اور لگا ہوا ہے۔ میں جاہ وحشم کے پیچھے پاگل ہونے والا بیٹا نہیں ہوں۔ ایک انوکھا ضدّی لڑکا ہوں۔ اس لئے اشٹ بھجا کی سیڑھیاں چڑھ کر اس کائنات کی دیوی کو دیکھے بغیر چین کہاں؟"

"میں پہلی بار سُن رہا ہوں بھائی جی کہ وندھیہ واسنی کی بھوانی سے اشٹ بھجا بڑی ہیں۔"

"کر دیا نہ تم نے سب گڈمڈ۔" کیرت چڑ کر بولے۔ "میں نے یہ کب کہا کہ اس میں کون بڑی اور کون چھوٹی ہے۔ میں تو جہاں بھی رات گذارتا ہوں مغرب کی طرف افق میں چمکتے کسی روشن ستارے کو دیکھ کر یہ تصور کر لیتا ہوں کہ ماں اشٹ بھجا کے جُوڑے میں سجا بینی کا پھول ہے یہ۔ ویسا ہی نازک، ویسا ہی اُجلا، ویسا ہی منوّر۔"

"اشٹ بھجا کی زیارت کے بعد آپ کالی کھوہ جانا چاہیں گے؟"

"نہیں گووند۔ میں اس کے بعد کہیں نہیں جاؤں گا۔"

اشٹ بھجا کی پہاڑی کے نیچے گھوڑے آکر رُک گئے۔ نئو سے بھی زیادہ سیڑھیاں چڑھ کر ہی اشٹ بھجا کے سامنے جا سکتے ہیں۔ کیرت دل ہی دل میں سوچ رہے تھے جیسے عوام کے ذہن میں کرشن کے ساتھ رادھا جڑ گئی ہیں۔ ان کا ایک اٹوٹ حصّہ۔ لازم و ملزوم۔

رادھا کا سفید براق ساڑی میں چھپا ہوا، تپے ہوئے سونے جیسا حسن بکھیرتا جسم ذہن میں نہ جانے کتنی بار کوندا اور غائب ہوا۔ ایسا بھی نہیں کہ متھراس کی دیوی رادھا کے سامنے سر جھکانے کو دل راضی نہیں ہوتا۔ لیکن کیرت کے لئے سب سے بڑی سچائی تھی نندا۔ نند کی بیٹی۔ یشودا کے بیٹ کی جائی، مہامایا اور کرشن کی بہن، سفید کپڑوں میں لپٹی، سفید کمل پر جلوہ افروز۔ بربط کی جھنکار سے ذی روح اور غیر ذی روح سب کو یکساں طور پر بیدار کرنے والی مہاسرسوتی۔ اس جہاں میں جہاں بھی فن ہے۔ محل سے لے کر مندر تک، مونہہ سے بولتی سنگی مورتیوں سے لے کر ان گنت طرز کی تصویروں تک، کارودستکاری سے لے کر گرہستی کے چھوٹے موٹے سامان جیسے بیلن چکلے تک، مٹی کے سکوروں میں دلکش نقش ابھارنے والے کمہاروں سے لے کر پیتل اور تانبے کے برتنوں کے اندر باہر فن کارانہ نقاشی کرنے والے ٹھٹھیروں تک، دیواروں پر بنی تصویروں سے لے کر دھوتی چادر میں ہنس کے جوڑے پرو دینے والے بُنکروں تک، ادب سے لے کر موسیقی تک۔

یعنی جو کچھ بھی ذہن میں اُپج چکا ہے یا اندر پوشیدہ ہے، سب کے آر پار وہی عمل جاری و ساری ہے۔ ایک عجیب و غریب عمل جس کا صحیح علم شاید ان فنکاروں کو بھی نہیں ہے۔ ان کے باطن میں وہی موسیقی، وہی لے ہے۔ اشٹ بُھجا تو محض ایک ظاہری علامت ہے۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کیرت اور گووند ہانپنے لگے تھے۔ "تھوڑا بیٹھ جائیں بھائی جی؟"

"تھک گئے؟ اب تو صرف چالیس پچاس سیڑھیاں ہی بچی ہیں، چلو اوپر آرام کریں گے۔"

دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اشٹ بُھجا کے مندر کے سامنے پہونچے۔ تین طرف چٹانوں سے بنی اونچی اونچی دیواریں تھیں جنہیں پھلانگنا ممکن نہیں تھا۔ پھر مورتی کے سامنے چھوٹا سا آنگن تھا۔ مندر کے سامنے گنگا کا موڑ نادر، قدرتی دلکشی کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ دودھ کی طرح اجلی گنگا کا شفاف پانی سرسبز زمین پر اپنا حسن بکھیرنے کو بے چین تھا۔

کیرت کو پوجا ختم کرنے میں تھوڑی دیر لگی۔ پھر وہ مندر کے باہر آکر پرنام کر کے لوٹنے کو بڑھے ہی تھے کہ دیکھا ان گنت سیڑھیوں کے نیچے دونوں گھوڑوں کے پاس ایک تیسرا گھوڑا بھی کھڑا ہے۔

"سپہ سالار گوپال!" کیرت نے زیر لب کہا اور جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے تیزی کے ساتھ دونوں گھوڑوں کے پاس آکر رک گئے۔

"گووند، یہ ہیں میرے گہرے اور مخلص دوست گوپال بھٹّ۔" گووند آنے والے شخص کی بجائے اس کے گھوڑے میں زیادہ دلچسپی لے رہا تھا۔

"آپنے یہ گھوڑا کہاں سے خریدا تھا آریہ؟" سپہ سالار اس سوال کو سن کر مسکرائے۔

"یہ ایک غیر معمولی گھوڑا ہے شہزادے۔ میں نے ایک بیوپاری سے کانیہ کبج میں خریدا تھا۔ آپ اگر اسے غور سے دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی ناک، سر، پیشانی اور گلے میں دو دو بھنور موجود ہیں۔ کُل ملا کر اس کے جسم پر دس بھنور ہیں۔ ایسے گھوڑے مالک کے لئے جان تک دینے کو تیار رہتے ہیں اس لئے میں نے اسے خرید لیا۔"

"آپ اسے بیچیں گے آریہ؟" گووند گھوڑے پر لٹّو ہو گیا تھا۔ جھک کر بولا۔

"مونہہ مانگے دام دوں گا۔"

"اگر آپ کو یہ پسند ہے تو تحفے کے طور پر دے سکتا ہوں شہزادے۔ گھوڑے بیچنا میرا کام نہیں ہے۔"

گووند نے گوپال بھٹ کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں گہرائیوں سے رہ رہ کر چمک اُٹھنے والی سفید مچھلیوں جیسی تابناکی تھی۔ اس نے گوپال کے چہرے سے آنکھیں ہٹالیں۔

"ولی عہد۔" گوپال بھٹ بولے۔ "مجھے آدھی گھڑی کے بعد ایک ضروری کام سے لوٹ جانا ہے۔ اس لئے آپ اپنے گھوڑے سے وندھیہ واسنی دھام پہونچیں۔ ہم لوگ جلد ہی آرہے ہیں۔"

گووند کڑھتا ہوا رپنجئے کے پاس پہونچا۔ جونہی کود کر وہ اس پر سوار ہوا، گھوڑے نے دُلتی جھاڑی اور وہ اس کی گردن سے ٹکراتا ہوا نیچے آگرا۔

کیرت اور گوپال بھٹ دونوں دوڑے۔ ان لوگوں نے گووند کو اُٹھایا۔ چادر میں لگی دھول کو جھاڑا۔

"یہ ذلیل گھوڑا کبھی میرا نہیں ہوگا۔ میں نے اسے اتنا پیار دیا۔ اس کی نیند سویا، اسی کی نیند جاگا۔ پھر بھی یہ میری کچھ سنتا ہی نہیں۔ لگتا ہے اس کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔"

گووند کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔

"گووند۔" اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کیرت نے کہا۔ "ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ گھوڑے پر چڑھنے والا ہی گھوڑے سے گرتا ہے۔ اس میں اس قدر ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟"

"نہیں۔ میں پرچنڈ پر جاؤں گا۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم پرچنڈ پر ہی چڑھو۔"

"ولی عہد۔ پرچنڈ پر چڑھنے والا آج تک تو دکھائی نہیں پڑا۔ پرچنڈ پر صرف اس کا مالک بیٹھتا ہے یا پھر وہ جسے مالک کی اجازت مل جائے۔"

گووند پرچنڈ پر سوار ہوا اور وندھیاچل کی دیوی کے دھام کی طرف چل پڑا۔

"کیسے ہیں لراجن؟"

"ٹھیک ہوں سپہ سالار۔"

گوپال نے سر جھکائے جھکائے کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ جہاں پارس پتھر ہوتا ہے وہاں گندے، زنگ آلود اور خستہ لوہے کے ٹکڑوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے۔ آپ لوگوں کی روزانہ سرگرمیوں کا حال مجھے ملتا رہتا ہے۔"

"کیسے؟" کیرت ہنسے۔ "کیا آپ کے پاس گھوڑے سے بھی تیز چلنے والا کوئی ذریعہ ہے؟"

"پہیلی کو پہیلی ہی رہنے دیں راجن۔ میں انت کے بچکانہ پن کی حرکت کو سن کر بہت ناراض ہوا تھا۔ وہ ایسی حماقت کرے گا یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اسے معاف کر دیا ہے تو میں نے پہلی بار یہ جانا کہ شجاعت اور طاقت کے ساتھ بڑے لوگوں کی ایک اور خوبی ہوتی ہے اور وہ ہے عفو اور درگذر۔"

کیرت چُپ رہے۔

"ابھی ابھی دو گھڑی پہلے مجھے خبر ملی ہے کہ کرشن منشر نے ناٹک لکھنا چھوڑ کر ناٹک کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس نے تو ایسی زبان درازی کی کہ میں ہوتا تو اس کا سر دھڑ سے الگ ہو جاتا، لیکن آپ پتہ نہیں کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ فرد کی آزادی کی حفاظت کے لئے سب کچھ لٹانے کو تیار رہتے ہیں۔ موت کے مونہہ میں جا کر اپنی رعایا کے لوگوں کو باہر کھینچ لانا آپ ہی کا کام ہے۔ حالانکہ آپ کی اس پہل سے میں بہت خوش نہیں ہوں۔ آپ دشمن کے شہر میں ہیں۔ آپ کے لئے اس طرح خطرہ مول لینا مناسب نہیں ہے۔"

"اُجڑے ہوئے درختوں، پیروں میں الجھتی بیلوں، چادر کو پکڑنے والی جھڑ بیری، کھدر، برگد اور اشوتھ جیسے گھنے سایہ دار پیڑوں سے ہو کر آتی ہوئی ہوا نہ جانے پھر کبھی اس جسم کو چھو سکے گی یا نہیں، سپہ سالار!"

"ایسا نہ کہیں مہاراجہ۔ یہ ناچیز گوپال دو۔ دو تلواریں لیکر چلنے لگا ہے۔ ایک تلوار میری کمر کے دائیں طرف لٹکتی ہے۔ یہ میری کل دیوی[1] کی مہربانی کی نشانی ہے۔ اور یہ دیکھئے یہ دوسری تلوار۔"

کیرت نے گوپال بھٹ کے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی نیلے رنگ کی تلوار کو دیکھا۔ اسکی چمک،

---

[1] خاندان کی خصوصی دیوی

خوبصورتی اور دستے میں جڑے مکمل کی شکل کے ہیرے کی تابناکی نے آنکھیں خیرہ کر دیں۔

"یہ کبھی کمزور نہ پڑنے والی ایک بے مثال تلوار معلوم ہوتی ہے لیکن میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کس کی ہے۔"

"یہ تلوار اس بدبخت گوپال کو عزت مآب ودیا دھر دیو نے عطا کی تھی جو خود فن سپہ گری کے بے مثال ماہر تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ مجھے جنگ کا زیادہ تجربہ نہیں ہے اور مجھ سے کئی گنا زیادہ مہارت رکھنے والے لوگ چندیل فوج میں موجود ہیں انہوں نے میرا انتخاب کیا۔ صرف اس لئے کہ جس وفاداری کی انہیں تلاش تھی وہ انہیں مجھ ناچیز میں دکھائی دی۔ بستر مرگ پر پڑے بھیشم نے یہ تلوار مجھے سونپی کہ میں چندیل سلطنت کو قائم رکھوں۔ میں گھوڑے کی پیٹھ پر رہتا ہوں یا کھڑے کھڑے آرام کر لیتا ہوں۔ میں نے صرف پانچ دنوں کے اندر ایک ہزار گھوڑ سواروں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ ان کے کھانے اور رہنے کا بندوبست کیا ہے۔ کالنجر کے آس پاس کی پہاڑیوں کے لوگ ان سے اس قدر ڈر رہے ہیں کہ کرن کے فوجی کھجوراہو اور مہوبہ کی طرف ہٹنے لگے ہیں۔"

"ابھی آپ کاشی جانا ملتوی کریں۔ گاہڑوالوں کی گڑھی میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ یہ ضرور ہے کہ جس طرح چندیل سپاہی کالنجر کی وادی میں مضبوط دیوار کی طرح کھڑے ہیں، ویسی ہی ایک اور گھوڑ سوار فوج ہوتی جو کرن کے ٹھکانوں پر پیچھے سے حملہ کرتی تو ہم ضرور کامیاب ہوتے۔ آیئے عالی جناب!"

گوپال بھٹ نے کیرتی ورما کو گلے سے لگا لیا۔ "آپ ذرا بھی فکر نہ کریں۔ یہ سونے کی ایک ہزار مہریں ہیں۔ انہیں رکھ لیں۔ آپ کو اچاریہ درش دھوج کے پاس بھی آتے جاتے رہنا چاہئے۔"

دونوں اچھل کر اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ رپنجے کو کیرت نے اپنی طاقتور رانوں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار اگر شوخی کی اور گردن کو زیادہ جھٹکے دیے تو یہ سب اسے بھاری پڑے گا۔ دونوں گھوڑے تیزی کے ساتھ وندھیہ واسنی دھام کی طرف بڑھ چلے۔

"یہ کانیہ کبج اور کاشی کا بڑا بڑا اقبال مند راجہ بنے گا عالی جاہ۔" گوپال بھٹ بولے۔ "رنجک جب تک ہیں ہمارا تعلق بنا رہے گا۔ کرن دیو کی مخالفت میں راجہ چندر دیو یا گاہڑوال خاندان کہہ لیجئے، چندیلوں کے ساتھ فطری طور پر وابستہ ہو گیا ہے۔ دونوں کا دشمن ایک ہی ہے۔"

وندھیہ واسنی دھام پہونچ کر کیرت گووند سے ملے اور دونوں گا ہڑوال گڑھی کی طرف چل پڑے۔

"جے کنداریہ!"

"جے کنداریہ!" گوپال بھٹ نے جواب دیا اور ان کا گھوڑا اپنی منزل مقصود کی طرف چل پڑا۔

10

برہم پوری

"جہاں انسان کے فرائض کو اہمیت دی جاتی ہے وہاں گناہ کم ہوتے ہیں۔" یہ تھا برہم پوری کے عقیدے کی نمائندگی کرنے والا جملہ۔ عوامی بولی میں واضح کئے گئے اس عقیدے کو وہ خوشی خوشی ڈھو رہے تھے۔ سیتوری سے نکلی ہوئی منداکنی ندی نیم دائرہ بناتی ہوئی منی کرنیکا[1] کی طرف جاتی تھی۔ وہاں تین چھوٹی چھوٹی نہریں آکر ملتی تھیں۔ ان کے ملنے سے بنا بڑا نالا چکر پشکرنی کی طرف چل پڑتا تھا۔ اس نالے کے اور اتر دکھن کی طرف گنگا کے کنارے کنارے برہمنوں کی بستی تھی جسے برہم پوری کہا جاتا تھا۔ پورے ہندوستان کے پنچ دروڑ اور پنچ گوڑ برہمنوں کے علم و فضل کا یہ گویا مرکز تھا۔ قدیم زمانے سے لے کر آج تک وید، ویدانگ[2] جنتر منتر، علم نجوم، ادب و فن، تخلیق و تباہ کاری، منو کا فلسفہ، چاروں جگ، یہ سب یہاں

---

[1] کاشی کا ایک مشہور و متبرک گھاٹ
[2] ویدوں کی تشریح

زیر بحث آتے تھے ۔ ان سارے علوم و فنون پر استحقاق کے ساتھ سوچنے بچارنے والے ۔ یہیں گنگا کے اس پاکیزہ ساحل پر آباد تھے ۔ تینوں نہروں سے مل کر بننے والے برہم نال میں نہا کر شولنگ کی زیارت کرنا نجات حاصل کرنے کا ذریعہ مانا جاتا تھا۔

صبح سویرے اُٹھ کر، گنگا میں نہا کر، پوجا پاٹھ سے نمٹ کر لوگ جھنڈ بنا کر گنگا کے کنارے بیٹھ جاتے تھے ۔ تیرتھ پروہت، پنڈے، گھاٹیے، چھتری والے غریب برہمن، مہا پاتر، نائی، پھول بیچنے والے، یہ سب اپنے ججمانوں کو لیکر آدھمکتے تھے ۔ چھتری والے پروہتوں کی تیزی دیکھنے لائق ہوتی تھی ۔ ان کا کام تھا نہانے کے لیئے آنے والے لوگوں کی سہولت اور آرام کا خیال رکھنا ۔ لوگ ان پر پورا بھروسہ کرتے تھے اور اپنے کپڑے، چادریں اور کھڑاویں وغیرہ ان کے پاس رکھ جاتے تھے ۔ نہانے اور پوجا پاٹھ کر لینے کے بعد یہ اپنا اپنا سامان لے کر ان کے سامنے سر جھکاتے ۔ ججمان کے ماتھے پر صندل کا زرد ٹیکہ لگا کر یہ برہمن اسے خوشی اور خوشحالی کی دعائیں دیتے ۔ مسافر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نذرانہ پیش کرتے اور اپنے آگے کے سفر کے لئے روانہ ہو جاتے ۔

کرشن مشر اپنے بچپن کے دوست بلدیو اوجھا سے ملاقات کی غرض سے نکلے تھے ۔ نہا دھو کر وہ برہم پوری کی تنگ گلیوں کو پھلانگتے چلے جا رہے تھے ۔

"ارے کنہیا، کنہیا ۔" کسی نے زور سے آواز دی ۔ کرشن مشر کے قدم رُک گئے ۔

"کا ۔ ہو بلدیو بھیا ۔ دونوں دوڑ کر لپٹ گئے اور دیر تک اسی طرح کھڑے رہے ۔

"آؤ مسر جی ۔ مجھ غریب برہمن کی کٹیا تو پاک کر دو ۔ کب آئے ہو ۔ کہاں رُکے ہو ۔ ؟" بلدیو اوجھا ایک سانس میں بول گئے ۔

" چلو چلو بتا رہا ہوں ۔ کنہیا مسر کے چہرے پر مسرت کی جھلک تھی ۔ آخر کمان جیسے سانپ کی طرح بل کھاتی اس برہم پوری میں میں نے تمہیں تلاش ہی لیا ۔

بلدیو اوجھا کا گھر بیچ گنگا کے پاس ہی تھا ۔ اس پر پیلے رنگ کی کھریا مٹی سے "اُپادھیائے کل" لکھا ہوا تھا ۔ تو یہ بلدیو کا آشرم ہے ۔ کرشن مشر کے ذہن میں اتھل پتھل مچ گئی ۔ کیا وجہ ہے کہ شاستروں کا گہرا علم رکھنے والے ایسے خستہ حال ہیں جبکہ شاستروں کا مذاق اُڑانے والے اعلیٰ ذات کے پنڈتوں کو سارے عیش و آرام حاصل ہیں ۔ بلدیو اوجھا کو سامنے کھڑے

کرشن مشر کے چہرے میں اپنی عسرت زدہ زندگی کی پرچھائیاں پڑھنے میں دیر نہیں لگی۔ اچانک ان کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا۔

انہوں نے باہری دروازہ کھولا۔ مہمان کے ساتھ وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئے۔ سامنے لکڑی کی چوکی تھی جس پر میلا سا تخت پوش پڑا تھا۔

"ارے سن رہی ہو۔" اودھا نے اپنی بیوی کو پکارا۔

ان کی بیوی برتن مانجھ رہی تھیں۔ مسر نے اُٹھ کر پرنام کیا۔ "بھابھی مجھے پہچان رہی ہیں یا نہیں؟" مسر نے اس عورت کے چہرے پر کریدنے والی نظر ڈالی۔

"پہچان رہی ہوں دیور جی! میں آپ کو تیس سال بعد دیکھ رہی ہوں۔ یہ تیس سال ہماری زندگی کا بڑا اہم حصہ ہیں۔ میں نے کبھی ایشور سے یہ نہیں مانگا کہ میرے بچے سونے کے کٹوروں میں دودھ بھات کھائیں۔ میں نے اپنے کل دیوتا سے یہ دعا بھی نہیں کی کہ میرے گھر میں نوکر چاکر ہوں، عیش و عشرت کا سامان ہو، اناج سے کھتّے بھرے رہیں لیکن یہ امید بھی نہیں کی تھی کہ اپنے بچوں کو بھوک سے بلبلاتے ہوئے دیکھوں، پیسے کی کمی کی وجہ سے لڑکوں کو پڑھا لکھا بھی نہ سکوں، بیٹی کی شادی کی محض رسم پوری کردوں اور کچھ نہ کرسکوں۔"

"جانے دو۔" اودھا نے کہا۔ اپنی محرومیوں کی کہانی سنانے سے کیا فائدہ اور یہ اس کا موقع بھی نہیں ہے۔"

"کرشن مشر سے کچھ ڈھکا چھپا نہیں ہے آریہ پتر۔ یہ ہمارے سسر کے حکم سے ہمارے اس غریب کنبے میں کئی سال تک رہ چکے ہیں۔"

"ہاں بھابھی۔" کرشن مشر نے گردن جھکائے جھکائے کہا۔ "واقعی میں احسان فراموش ہوں۔ میں نے اس خاندان کے سُکھ دُکھ کو کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔ جیسے خود اپنی لاابالی زندگی کو ڈھوتا رہا۔ اسی طرح یہ فرض کرلیا کہ آپ کے یہاں سب ٹھیک ہوگا۔"

تبھی ایک عورت گھر میں داخل ہوئی۔ اس کے کپڑے میلے اور بوسیدہ تھے۔ گود میں ایک بچہ تھا جو زور زور سے رو رہا تھا۔ عورت نے اسے زمین پر بٹھا دیا۔ وہ اور زور زور سے رونے لگا۔

"ارے دلاری۔ اسے چُپ تو کرا۔" اُپادھیائنی بولیں۔

"کیا چُپ کراؤں۔ سوکھی چھاتیاں مونہہ میں دے کر پال رہی ہوں۔ نہ دودھ کے لئے پیسہ نہ اناج۔"

"جو بھی ہو جان سے زیادہ پیارے بچے کو آنگن میں تو نہ اُتار ٹھنڈ لگ جائے گی۔"

"چھاتی سے لگاؤں تو میری ہڈیاں چبا رہا ہے۔ نیچے اتاروں تو گلا پھاڑ رہا ہے۔"

دُلاری بروہانسی ہو گئی۔

"کچھ ناشتہ تو لے آؤ مسر کے لیے۔"

"نہ بھیا میں ناشتہ کر کے آیا ہوں۔"

بھوجائی ہنسیں۔ "یعنی کنہیا دیور تم نے سمجھا کہ اس گھر میں صبح کا ناشتہ بھی نہیں ملتا ہوگا۔" وہ ایک عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ بولیں "تین چار لڑکے آتے ہیں۔ انہیں اودھا جی پڑھاتے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ دولتمند گھرانوں کے لڑکوں کو پڑھاؤ۔ اب نتیجہ یہ ہے کہ اپنے لئے جوڑے گئے پیسوں میں سے ان کو بھی کھلانا پلانا پڑتا ہے۔ پھر بھی ایسی گئی گذری حالت نہیں ہے کہ تمہاری کچھ خاطر کئے بغیر رخصت کر دوں۔"

اپادھیائنی گھر کے اندر گئیں اور ایک پیالے میں ستو اور دودھ لے کر لوٹیں۔ انہوں نے ویسا ہی پیالہ اودھا جی کو بھی دیا لیکن اس میں دودھ نہیں تھا، صرف گندھا ہوا ستو تھا۔

"کیوں بھابی اودھا جی کے پیالے میں ڈالنے کے لئے دودھ نہیں ہے۔ اور مجھے آپ نے دودھ والا ستو دیا ہے۔ میں نہیں کھاؤں گا۔"

برہمنی پھر ہنسیں۔ انہوں نے کرشن مشر کے پیالے سے تھوڑا دودھ اودھا والے پیالے میں رکھے ستو کے پیڑے پر ڈالا اور بولیں "لو بھائی، ہو گئے برابر۔"

دونوں نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ کھا پی کر پھر مونہہ ہاتھ دھویا۔

"بلدیو، تم نے پہلے والا مکان چھوڑ دیا ہے؟"

"نہیں مسر، چھوڑنا پڑا۔"

"اچھا بھیا۔ اب اجازت دیجئے۔ مسر بولے۔ میں نے آپ کا آشرم دیکھ لیا ہے۔

ابھی کاشی میں ہوں۔ پھر آؤں گا۔"

سامنے کاشی کے سب سے مشہور اُپادھیائے وِناٹک بھٹ کی پاٹھ شالہ تھی۔ اونچی دیواروں سے گھری یہ درسگاہ ایک چھوٹے موٹے قلعے جیسی تھی۔ کرشن مشر دروازہ کھول کر اندر گھس گئے۔ سامنے شاگرد بچے ویدوں کا پاٹھ کر رہے تھے۔ عمدہ چکنے کپڑے کی دھوتی کے اوپر زرد رنگ کا دوشالہ اوڑھے ایک اونچی چوکی پر وناٹک دیو بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی چوکی کے پاس کئی لوگوں نے پیڑھیوں پر جگہ لے رکھی تھی۔

"نمسکار مہاراج!" مشر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"آپ کی عمر دراز ہو۔ میں نے پہچانا نہیں۔"

"درمیان میں ایک لمبا عرصہ گذر چکا ہے مہاراج۔ میں آپ کے بچپن کا دوست کرشن مشر ہوں۔"

"اوہ، ارے مِشر۔ وناٹک بھٹ چوکی سے اترے اور اپنے پرانے ہم جماعت کرشن مشر کو گلے سے لگا لیا۔

"کہو بھائی،" وناٹک بھٹ ہنسے۔" اپنے بے چارے غریب ہم جماعتوں کو بھول گئے تھے؟"

"کیسی باتیں کرتے ہیں بھٹ جی۔"

"یہ بھٹ جی، بھٹ جی کیا لگا رکھی ہے؟ کب آنا ہوا کاشی؟"

"دو دن ہو گئے۔"

"کہاں رُکے ہو؟"

"میتودری کے پاس ایک سرائے ہے نہ۔"

"اوہ، تو تم کاشی کے راجہ عالی جناب چکر ورتی کرن دیو کے مسافر خانے میں رُکے ہو؟"

"ہاں دوست۔"

"آج کل کیا لکھ رہے ہو؟"

"کیا لکھوں۔ کاشی کی بولی میں ایک کہاوت مشہور ہے جو رَد نہ لرکا[1] ۔ چلے دُودرِ کا۔ بیوی بچہ

---

[1] اس کا مفہوم "جورو نہ جاتا، اللہ میاں سے ناتا" جیسا ہی ہے۔

کچھ ہے ہی نہیں۔ صرف ایک لت ہے یعنی گھومنا پھرنا۔ پڑھتا رہتا ہوں، کہہ سکتے ہیں کہ یہ عادت دل سے جڑی ہونے کی وجہ سے بچ رہی ہے۔ باقی سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔"

تب ہی کچھ تیز تیز آوازیں آنے لگیں۔ گلی میں کچھ آدمیوں کی چیخ پکار، دوڑ دھوپ اور چھینا جھپٹی سے لوگ گھبرا گئے۔ وناٹک بھٹ نے ایک طالب علم کو بلایا۔ یہ زرد رنگ کے کپڑے میں ملبوس بہت گورا نوعمر لڑکا تھا۔ سر پر ململ کا پٹکا اور پیشانی پر قشقہ۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر گلی میں چلا گیا۔ وہاں کچھ لوگ ایک نوجوان کو گھیرے کھڑے تھے۔

"بدمعاش!" سبھی لوگ ایک آواز میں چلا رہے تھے۔ کچھ لوگ اس کی ہر گالی پر تالی بجا رہے تھے۔

نوجوان مسکراتے ہوئے بولا۔ "میں نے اپنی خوشی کے لئے جو مناسب سمجھا وہ کیا۔ اب تم لوگوں کو جو اچھا لگے وہ کرو۔"

تین چار پختہ عمر برہمنوں کی ایک ٹولی وناٹک بھٹ کے کمرے میں داخل ہوئی۔

" آریہ۔ آپ اس طرح خاموش بیٹھے رہیں گے تو برہم پوری میں قتل و خون کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔"

کمینگی پر اتر آنے والے وناٹک کے خوشامد خور حامی چیخ چلا رہے تھے جبکہ نوجوان بندھو جیو کی ہر گالی پر خوشی کا اظہار کر رہے اور تالی بجا رہے تھے۔

ابھی گفتگو شروع ہوئی ہی تھی کہ آندھی طوفان کی طرح بندھو جیو وناٹک بھٹ کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"کیوں رے دو غلے کمینے۔ تو نے میری پیشانی کو تانبے سے بنے عضو تناسل کے دہکتے ٹھپے سے داغا۔ تو نے کہا تھا کہ برہمن کے لئے مقدس صحیفوں میں یہی سزا تجویز کی گئی ہے۔ میں تیرے یہاں پڑھتا تھا۔ تو مجھے کھلاتا پلاتا تھا۔ تیری چوتھی بیوی تجھ سے کچھ نہیں تو بیس برس ضرور چھوٹی ہوگی۔ کس مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ خود کو مذہب کا ٹھیکیدار سمجھنے والے بیٹی کی عمر کی لڑکی سے شادی کریں؟ تجھ جیسے شاطر یہ سمجھتے ہیں کہ گروہ بندی کر کے کاشی کو دو حکمرانوں کے بیچ بانٹ دینا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ تو خود کو دکنی راجہ کرن کا درباری

پنڈت کہتا ہے۔ کرن نے آج تک کاشی کے کسی برہمن کو پوجا پاٹھ، یگیہ ہون، یہاں تک کہ جاڑوں اور بسنت کے نوراتروں کی پوجا میں بھی کبھی بلایا؟"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے؟" اس کے معتمد اُسے چاروں طرف سے گھیر کر کھڑے ہوئے تھے۔ "ذلیل کہیں کے۔ تو اپنے استاد کی بیوی کے ساتھ برہنہ پکڑا گیا۔ تو کتا ہے، قابلِ نفرت ہے۔ پیشانی کو عضوِ تناسل کی صورت کے ٹھپّے سے داغنے کی سزا ہمارے عالموں نے تجویز کی ہے۔ میں تیری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ چل نکل یہاں سے۔"

"لیکن تجھے ایسے ہی چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ بندھو جیو نے اپنے سر پر بندھی پگڑی اتار دی۔ دیکھ یہ ہے عضوِ تناسل کا داغ جو میری پیشانی پر اس لئے ڈالا گیا ہے کہ میں کسی بھی مہذب انسان کے سامنے کھڑا نہ ہو سکوں۔ گرچہ میں تجھ جیسا دوغلا نہیں ہوں۔ تو چُھپ چُھپ کر طوائفوں کے یہاں جاتا ہے۔ بسنت کے جشن کے موقعہ پر شہر کی طوائفیں تیری حویلی میں ناچتی ہیں۔ تو چار چار عورتوں سے بیاہ رچا چکا ہے۔ یہ بڑے نیک اعمال ہیں؟ اور میں نے خواہش کی آگ میں جلتی دوشیزہ کی پیاس خود اس کے کہنے پر بجھا دی تو مذہب کے نام نہاد اونچے ستون سے گر گیا؟ میں اس قانون کو تسلیم ہی نہیں کر سکتا۔ تو دوشیشٹی برہمن ہے۔ عزت آبرو کی بندشیں دوسروں کے لئے اور بے لگام آزادی خود اپنے لئے؟ میں اس سازش کا بھانڈا پھوڑ کر رہوں گا۔ میں تیری اس خانقاہ کو، تیرے اس گنبد کو ڈھا دوں گا۔ تیرا دہ نام نہاد مربی کرن بھی مجھے روک نہیں سکے گا۔ میں بھارگو ہوں، ذلیل انسان۔ میرے اوپر جو ظلم کیا گیا ہے، اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔"

"تو بار بار کرن کا نام لینا چھوڑ دے۔ ونائک بھٹ بولے۔ ورنہ یہ دُرگت تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تیرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گِدھوں اور چیلوں کے حوالے کر دیا جائے گا اور تو تڑپ تڑپ کر مرے گا۔"

"تیری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی۔ تو لکڑی کے کُندے، کھال اُترے ہوئے ہرن اور خشک کنویں جیسا بے وقعت جاہل برہمن ہے۔ تو اپنی ذات کے لئے کلنک ہے۔ میں تجھے دیکھ لوں گا۔"

بندھو جیو سارے ماحول میں لرزش پیدا کرتا ہوا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی نوجوانوں کی

ٹولی بھی اس کی پیٹھ ٹھوکتی، جے جے کے نعرے لگاتی دروازے کے باہر چلی گئی۔
"یہ کاشی بھی عجیب شہر ہے۔" وناٹک بھٹ بولے۔ "سب جانتے ہیں کہ یہ انتہائی ذلیل انسان ہے۔ اس لائق نہیں کہ اس سے تعلق رکھا جائے۔ اچھوت کہیں کا۔ پھر بھی اتنے سارے نوجوان جُھنڈ بنا کر اس کے پیچھے گاتے بجاتے چل رہے ہیں۔"
"جانے دیجئے آچاریہ" سبھی خوشامد خور درباری جو وناٹک بھٹ کو گھیرے ہوئے تھے بولے۔ "چاند پر تھوکا جائے تو چاند کہیں داغدار ہوتا ہے؟ اُلٹا وہ تھوک تھوکنے والے کے مونہہ پر آتا ہے۔"
"ارے بھائی اس بیکار کی بکواس میں تو میں بھول ہی گیا کہ یہاں میرے بچپن کے ہم جماعت ہی نہیں بلکہ سچ اور جھوٹ کے پارکھی ناٹیہ آچاریہ کرشن مشر موجود ہیں۔ ان کے لئے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔"
"نہیں وناٹک دیو۔ ابھی بلدیو کے یہاں سے ناشتہ کر کے آرہا ہوں۔"
"کون بلدیو؟" وناٹک دیو کے چہرے پر تنفر تھا۔ "وہ فقیر جس کے یہاں طالبعلموں کو کھلانے پلانے کا انتظام بھی نہیں ہے۔"
"جو بھی ہو وناٹک۔ وہ غریب سہی، ہے تو ہمارا پرانا ساتھی۔ یہ تو تم کو بھی ماننا پڑیگا کہ صرف و نحو میں اس کو جتنا دخل ہے، ہم میں سے کسی کو نہیں۔"
"وہ اپنی مٹی خود پلید کر رہا ہے۔" وناٹک نے بگھلتے ہوئے کہا۔ "میں نے کہا تھا کہ اس ذلیل چندر دیو سے روزی روٹی کی امید کرنا ایسا ہی ہے جیسے سوکھے بادلوں سے پانی برسانے کے لئے کہنا۔ لیکن وہ چُپ بیٹھا رہا۔ اس نے کہا کہ جس کے اجداد کے سایے تلے میرا کنبہ پلتا رہا ہے اسے مصیبت میں پڑا دیکھ کر چھوڑ دوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"
"نہیں ہوگا تو جاؤ چولہے بھاڑ میں۔ تمہارے بغیر چکر درتی کرن کا کیا بگڑ جائے گا۔ میں تو اس کی غربت پر ترس کھا کر کہہ رہا تھا کہ کرن میر دیں شو کی پوجا میں ہی بیس پچیس کارشاپن مل جاتے۔ بس ہاں کہنے کی دیر تھی۔ لیکن تم جانتے ہو وہ بچپن سے ہی کچھ ضدی ہے۔"
آپ اسے اپنی آزادی بیچنے کی رائے دے رہے تھے وناٹک بھٹ۔ مندر، برہمن

سے الگ نہیں ہے ۔ بہت پُرانے زمانے سے ہی مندر یا دیوا ئتن سے برہمن کا اَٹوٹ رشتہ رہا ہے ۔ مندروں میں جو بھی اچھا یا بُرا ہوتا ہے اسی کے مطابق برہمن کی تعریف یا تضحیک ہوتی رہی ہے ۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی تجویز پر بلدیو ناراض کیوں ہوا لیکن میں آپ سے ایک سوال کروں گا ۔ ذنا ئک دیو ۔ ہم نے یعنی بلدیو، ونا ئک اور کرشن نے ایک ہی استاد سے تعلیم پائی ۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ بلدیو ہم لوگوں سے کہیں آگے تھا ۔ وہ صرف و نحو کا مشہور عالم ہے ۔ آپ اسے ضدی کہتے ہیں، میں خود دار کہوں گا ۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہ صرف و نحو پڑھانا چھوڑ کر درشن کو آنے والے مسافروں کو سنبھالے ۔ پھولوں کو دیوتا پر چڑھائے اور پھر زائروں کو لوٹائے ۔ روزی روٹی کے لئے اپنا ضمیر بیچے ۔ بلدیو کے گھر میں بھی اس کے محبوب دیوتا کی مورت ہوگی اور میں جانتا ہوں کہ ہے اس لئے کہ میں بارہ سال تک اس کے کنبے کے ساتھ رہا ہوں ۔ بلدیو کے والد آچاریہ شبھر دیو سے تعلیم پائی ہے ۔ اگر برہمن روزی روٹی کے لئے علم بیچتا ہے تو مجبوری ہے لیکن مندر کا خادم بنتا ہے تو یہ اس کے علم کی توہین ہے ۔ آپ اسے اپنی یعنی سرکاری برہمن کی صف میں لانا چاہتے ہیں ۔ بلدیو ضدی نہیں خود دار ہے ۔ آپ نے اس کی توہین کی ہے ۔ تنگدستی کے مصیبت بھرے دنوں میں وہ طالبعلموں کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام کرتا رہا ۔ پرانی درسگاہوں کی روایات میں بلدیو نے ایک نئی مثال جوڑی ہے ۔ اب تک راجہ کی مدد سے درسگاہیں چلتی رہی ہیں، اب بلدیو جیسے بے خوف اور دولت و مرتبے کو ٹھکرانے والوں کی خود اعتمادی سے چلیں گی ۔ پنجاب گیا، سندھ گیا، پانچال گیا، ایک نہ ایک دن کاشی بھی چلا جائے گا ۔ بھارتی تہذیب کو پالنے میں جھُلانے والوں کو معلوم نہیں ہے کہ انہیں کس کا سامنا کرنا ہے ۔ بوسیدہ ملبے کو مٹھ کر رکھ دینے والی آندھی جیسا ایک ناقابلِ تسخیر دشمن آ رہا ہے جو پالنے میں جھولتی آریائی تہذیب کی ننھی بچی کو تلوار کی نوک پر اُٹھا لے گا ۔ نہ مندر بچیں گے نہ شاستر اور نہ ان سے روزی روٹی پانے والے لوگ ۔

نیالتیگن کے حملے کی ایک جھلک آپ لوگ دیکھ چکے ہیں ۔ وہ ایک معمولی سا فوجی سردار تھا ۔ اس نے مندروں کے خزانے، صرافہ اور بیوپاریوں کی دولت لوٹ لی تب چکرورتی کرن کے والد شری گانگیہ دیو نے کیا کر لیا ؟ کہاں گئے ان کے قصیدے ؟ ان کے

خطابات ؟ کہاں گئے شہنشاہ بننے کے خواب ؟"

ونائک بھٹ نے گردن جھکالی ۔ ان کے چہرے پر سیاہ سائے دوڑ گئے تھے ۔

"اچھا دوست !" کرشن مشر کھڑے ہو گئے تھے : "پھر ملیں گے ۔"

11

نٹ بیٹیاں نچاتے ہیں

نہ جانے کس نے جنگل کے ان کم ذات ، روایات سے انجان لوگوں پر طنز کرنے کے لئے یا کسی خود ساختہ "سچائی" کا اعلان کرنے کے لئے ' بولی ' میں یہ جملہ کہا تھا کہ نٹ بیٹیاں نچاتے ہیں ۔

زور زور سے ڈگڈگی بج رہی تھی ۔۔ ترڑ ترڑ ، ترڑ ترڑ ۔ تین نوجوان مضبوط بلیوں کو زمین میں گاڑ رہے تھے ۔ بوڑھا نٹ کچھ اس طرح ڈگڈگی بجا رہا تھا کہ اپنے کام کاج میں مصروف لوگ بھی گھبرا تو ٹر کر ایک بار تو ضرور جھانک لینا چاہتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے ۔ دو نٹ دوشیزائیں اس طرح ناچ رہی تھیں جیسے مور اپنی چھتنار دُم پھیلا کر رقص کر رہے ہوں ۔ نٹوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جہاں ڈیرا ڈالتے ہیں وہاں کسی سیٹھ ساہوکار کے گھر میں نقب لگا کر روپیہ پیسہ لوٹنے سے زیادہ چھوٹی بچیوں کو چرانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوانی میں ان کی دوغلی اولادیں بڑی حسین نکلتی ہیں ۔ دونوں بلیاں گاڑی جا چکی تھیں ۔ ان کے اوپری حصے میں رسّی تان دی گئی ۔ نٹ اب ڈفلی بجانے لگے تھے ۔

"بول کھلاڑی ۔"

"ہاں مداری ۔"

"یہ سب کس کے لئے ؟"

"پیٹ کے لئے ۔"

"پیٹ کے لئے کیا جان دے گا ؟"

"بھوکا رہنے سے تو اچھا ہوگا ۔"

یہ سب رٹے رٹائے جملے تھے جو کھیل دکھانے سے پہلے پیش بندی کے طور پر بولے جاتے تھے۔ کاشی وشویشور مندر کے اتر کی طرف واقع چوراہے پر یہ سارا تماشہ چل رہا تھا۔

"کیوں جی، تم لوگ کون ہو؟"

تین گھوڑسوار اس بھیڑ کے پاس پہونچے اور اپنے ہاتھ کی چھڑی سے بھیڑ کو دھکاتے ہوئے اندر گھسے۔

"راجہ کرن کے سپاہی ہیں یہ" ایک شخص نے گویا اپنی معلومات کا مظاہرہ کیا۔

"ان کی پگڑیاں بتا رہی ہیں کہ یہ دکھنی فوج کے ہیں۔"

سپاہیوں کو دیکھ کر لوگ خوف زدہ ہو گئے اور راستہ چھوڑنے لگے۔

"بول رے بڈھے! کون ہے تو؟" ایک گھوڑسوار بولا۔

"ہم لوگ تو نٹ ہیں مالک۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"بھدر بن میں اپنی جھونپڑی ہے۔ دن بھر ناچ، تماشہ دکھاتے ہیں اور شام کو جو روکھی سوکھی مل گئی، کھا کے سو جاتے ہیں۔"

"بھدر بن میں تو چکرورتی فوج کے خیمے بھی ہیں۔ جانتا ہے اُن کو؟"

"ہم لوگ چھوٹے آدمی ہیں۔ بڑے لوگوں سے دور ہی رہتے ہیں۔ جانے کب کیا نکل جائے مونہہ سے۔ جان بوجھ کر کون اپنی گردن کٹوائے گا۔ ہاں بہت سے گھوڑے میدان میں چرتے ضرور دکھائی پڑتے ہیں۔ لگتا ہے کسی بڑے راجہ کی فوج ہے۔"

"اچھا، اچھا۔ تم لوگ ناچو گاؤ۔ بھیڑ بھاڑ زیادہ نہ ہو۔ بس۔" سپاہی مڑے اور چوراہے سے گوداوری کی طرف چلے گئے۔ باجوں، ڈفلی اور ڈگڈگی کی ملی جلی تال پر نٹوں، نٹنیوں نے کرتب دکھانے شروع کر دیے۔

سب سے کم عمر نٹ نوجوان چھاتی کے بل لیٹ گیا۔ اس نے دونوں پیروں کو اُٹھا کر سر کے پچھلے حصے پر رکھ لیا۔ بڑے زور کی تالیاں بجیں۔

"یہ کون سا جادو ہے بھلا؟ عام آدمی بھی یہ آسن سیکھ کر دکھا سکتا ہے۔" ایک نوجوان

سنیاسی بولا۔

"آپ دکھا سکتے ہیں سوامی جی؟"

"میں کیا نٹ ہوں؟ اپنی کٹیا میں آسن، پرانایام[1] وغیرہ کرتا ہوں۔ یہ سب میں نے بازار میں دکھانے کے لیے تو سیکھا نہیں ہے۔"

"مہاراج جی، ایک کرتب میں ایسا بھی دکھا سکتا ہوں جو کبھی آپ نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔"

"وہ کیا؟"

"میں کپڑے کے دو سو ہاتھ لمبے ٹکڑے کو نگل سکتا ہوں اور پھر اسے موہنہ سے باہر نکال سکتا ہوں۔"

"یہ کون سی نئی بات ہے۔ تم سمجھتے ہو اسے میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ ارے احمق۔ اسے 'دھوتی' کہتے ہیں یہ بغیر آسن پرانایام کے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم لوگ گنگا کے کنارے کھڑے ہو کر ایک ہزار ہاتھ لمبے کپڑے کو نگلتے اور پھر اگلتے ہیں۔ اس سے پیٹ بالکل خالی اور صاف ہو جاتا ہے۔"

بوڑھا نٹ گھبرانے لگا۔

"تو آئیے مہاراج جی۔"

وہ جھٹکے کے ساتھ اٹھا جیسے کسی نے برچھی کی انی اس کے سینے میں چبھو دی ہو۔ وہ ایک بلی پر چڑھ گیا اور نوجوان نٹ سے کچھ کہا۔ اس نے پاس رکھے بانس کے ٹکڑے کو اسے تھمایا۔ نٹ اس بانس کو دونوں ہاتھ سے پکڑے، دونوں بلیوں کے بیچ بندھی ہوئی ڈور پر چلنے لگا۔ ڈور ذرا سی کانپتی، اس کے ایک ہاتھ میں لرزش پیدا ہوتی لیکن ڈگمگاتے پیروں میں دوبارہ توازن آجاتا۔ جب وہ دوسری طرف کی بلی پر پہونچ گیا تو بولا — "اب ذرا دھیان دو بھائیو" اور بغیر گھومے، بانس پکڑے ہوئے، الٹے رخ پیچھے کی طرف پیروں کو حرکت دیتے ہوئے

---

[1] یوگ کی مختلف صورتیں۔

چلنے لگا۔

تینوں نٹ لڑکے گھبرا کر ڈور کے پاس کھڑے ہو گئے۔ وہ اپنے باپ کو جوش میں آ کر یہ سب کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں آ گئے تھے۔ سب لوگ سانس روک کر اس تماشے کو دیکھ رہے تھے۔ جب بوڑھا نٹ پہلے والی بلّی کے پاس پہونچ گیا تو لوگوں نے تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے اسے داد دی۔

"کیوں مہاراج!" بوڑھا نٹ بولا۔ "آپ یہ بھی کر سکتے ہیں؟"

"کیا تو نہیں ہے لیکن دس پندرہ دن کی مشق کے بعد یہ بھی کر لوں گا۔"

"آپ سے یہ کہنا کہ مشق کیا ہوتی ہے، چھوٹا مونہہ بڑی بات ہوگی۔ آپ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کوٹھری کے اندر بند ہو کر یہ سب کرتے ہیں تاکہ ضرورت سے زیادہ کھانا کھانے کے بعد پیٹ کو صحیح رکھ سکیں۔ اور ہم اس لئے کرتے ہیں کہ کنبے کے ساتھ دو سوکھی روٹیاں کھا سکیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے نہ مہاراج؟"

مہاراج کی گردن جھک گئی۔ "ٹھیک کہتے ہو بھائی۔ میں قصوروار ہوں۔ مجھے یہ سب نہیں کہنا چاہئے تھا۔ معاف کر دو۔"

"کیوں بھائی بازی گر۔؟" پیتامبر کی دھوتی، باریک عمدہ کپڑے کا کُرتا اور اونی چادر ڈالے، پیشانی پر گوروچن اور چندن کا ٹیکہ لگائے کرشن مشر لوگوں کا گھیرا توڑ کر اندر گھستے ہوئے بولے "کہاں سے آ رہے ہو بابا؟ وندھیاچل کے جنگلوں سے یا سون کے کنارے موجود سنگھاول کی پہاڑیوں سے؟"

"آپ بھی اس طرف کے رہنے والے ہیں کیا مہاراج؟" بوڑھا نٹ بولا۔ "ہم لوگوں کا کہیں گھر نہیں ہے مہاراج۔ پورے کنبے اور گھر گرہستی کو بھینسوں پر لاد کر روزی روٹی کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اب تو ادھر رہتے پانچ برس ہو گئے۔"

"میں بھی ادھر ہی کا رہنے والا ہوں بھائی۔" کرشن مشر نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "میرا بھی ایک کنبہ تھا۔ بیاہ تو میں نے کیا نہیں۔ گھر گرہستی کی فکر سے آزاد ہوں۔ لیکن ماں، باپ، بھائی، بھابھی سبھی تھے۔ انہیں میرا اِدھر اُدھر گھومتے رہنا پسند نہیں تھا۔ اس لئے

سارے بندھن توڑ کر چل دیا۔

کرشن مشر کو اس طرح اپنائیت بھرے الفاظ میں باتیں کرتے دیکھ کر نوجوان سنیاسی کا تجسّس جاگا۔ اس نے پوچھا "آریہ، آپ بھی وندھیاچل کے علاقے سے آرہے ہیں؟"

"ہاں بھائی۔ آپ کون ہیں؟"

"سب کے سامنے کچھ بولنے سے پریشانی ہوسکتی ہے۔ بس سمجھ لیجئے کسی طرح بچ بچا کر کاشی آیا۔ بڑے بھائی کی موت ہوگئی۔ وہ لڑائی میں مارے گئے۔ میں نے ان سے کئی بار کہا کہ برہمن کے گھر میں پیدا ہوئے ہو تو اپنی روایت پر قائم رہو۔ پوجا پاٹھ اور پنڈتائی میں دل لگاؤ۔ لیکن وہ بڑے ضدی تھے۔ جیجاک بھکتی کے راجہ کی پناہ میں گئے اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے۔ میری ماں کہتی ہے کہ وہ مرے نہیں ہیں اس لئے کہ آنگن میں لگا تلسی کا پودا ابھی تک ہرا ہے، مرجھایا نہیں۔"

"ماں کا دل ایسا ہی ہوتا ہے بیٹے۔" کرشن مشر بولے۔ "اب انہیں کون سمجھائے گا کہ ہزاروں پودے سوکھ گئے، اور ہزاروں لہلہا رہے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ سوکھے اور لہلہاتے پودوں سے حقیقت جان پانا ممکن نہیں ہے۔ سوکھے پودوں والے جی رہے ہیں اور ہرے پودوں والے مر چکے۔"

نٹوں نے چھوٹے چھوٹے سکّے، کوڑیاں وغیرہ۔ ٹوریں اور کھمبے، ڈور، ڈگڈگی، ڈفلی وغیرہ سمیٹ کر چلنے کو پَر تولنے لگے۔

"اچھا مہاراج اب اجازت دیجئے۔"

"میں بھی چل رہا ہوں تم لوگوں کے ساتھ۔" مشر جی بولے۔ "برہمن ہوں لیکن فکر نہ کرنا۔ تمہاری روٹی سبزی میں بھی کھا لوں گا۔ پہاڑی کھانا کھائے بہت دن ہوگئے۔"

آگے آگے نٹوں کا قافلہ، پیچھے کنہیا مسر اور ان کے ساتھ نوجوان سنیاسی گوداوری نالے کی طرف چل پڑے۔ لکشمی کنڈ ایک چھوٹی جھیل کی طرح تھا۔ وہیں سے گوداوری نکلتی تھی۔ آدھے سے زیادہ حصّہ نالے کی طرح تھا۔ یہ ندی دشاشومیدھ پر پہونچ کر دو حصوں میں بٹ جاتی تھی۔ ایک دکھن کی ڈھلان پر اور دوسری اس کی بغل کی ڈھلان پر بہتی ہوئی گنگا میں

مل جاتی تھی۔ یہ اتنی پتلی تھی کہ اسے پار کرنے کے لئے کسی پُل کی ضرورت نہیں تھی۔
"کیوں بیٹے؟" کنہیا مسر بولے "تمہارا بھائی گھوڑ سوار فوج میں تھا یا پیدل؟"
"وہ گھوڑ سوار فوج میں تھا آریہ۔ نام تھا منی بھدر۔"
"منی بھدر کے ساتھ کوئی لقب بھی تو ہوگا بیٹے۔"
"ہاں آریہ۔ ہمارا خاندان بجھوتی برہمن کہلاتا ہے۔ شرما لقب ہے اور گوتر کشیپ ہے۔"
"تم یہاں رہتے کہاں ہو؟"
"نوجوان سٹپٹایا۔ "پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں آریہ تو میں کچھ عرض کروں۔"
"میں کرشن مشر ہوں۔ چندیلوں کا درباری پنڈت۔"
"اوہ!" نوجوان نے جھک کر ان کے پیر چھوئے۔ "آریہ' آپ کا نام تو سنا تھا۔ آپ سنیاسی گوپال بھٹ کے دوست ہیں۔"
"دوست نہیں۔ میں ان کے زیر سایہ ہوں بیٹے۔ گوپال بھٹ جیسا آئینے جیسا شفاف انسان ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا۔ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھے بڑی عزت کے ساتھ اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی۔ یوں تو مہاراجہ دھنگ دیو کے وقت سے ہی چندیلوں کے راج محل میں شاعروں، فنکاروں، فن تعمیر کے ماہروں اور کاریگروں کی بڑی عزت افزائی کی جاتی رہی ہے۔ جیجاک بھکتی کے نام اور شہرت میں چار چاند لگانے والے ایسے نہ جانے کتنے ہی بڑے بڑے نام پتھروں پر کندہ ہیں۔"
"اب میں اپنا نام اور ٹھہرنے کی جگہ بتا رہا ہوں آریہ۔ میں ہوں ہریند ربھدر اور کاشی میں ایک ہفتے سے پنچ گنگا گھاٹ کے پیچھے برہم پوری میں ایک رشتہ دار کے گھر ڈیرہ ڈالے پڑا ہوں۔ آپ کچھ مدد کریں آریہ۔ میری بیوہ ماں' میرے بڑے بھائی کی موت اور میرے سنیاس لے لینے کے دوہرے غم کو برداشت نہیں کر پا رہی ہے۔"
"کیا تم بلدیو اپادھیائے کی درسگاہ کو جانتے ہو بیٹے؟"
"میں اپادھیائے جی کا شاگرد ہوں آریہ۔ ان کے اصرار پر ان کے آشرم میں ہی رہ کر صرف و نحو میں 'آچاریہ' کی سند حاصل کر چکا ہوں۔"

"میں ایک ہفتے بعد تم سے بلدیو کے آشرم میں ہی ملوں گا۔ وہ میرا استاد بھائی ہے۔ میں اس خاندان کا احسان مند ہوں۔"

"آریہ، آپ بازی گروں کے اس کنبے کو دیکھنے جارہے ہیں یا گوداوری سے لوٹ جائیں گے؟"

"میں نٹوں کے کنبے کو دیکھنے نہیں بلکہ کچھ ضروری معلومات اکٹھا کرنے کی غرض سے جارہا ہوں۔"

"اچھا آریہ، میں تو واپس جاؤں گا۔" ہرنیہ بھدر نے دوبارہ ان کے پیر چھوئے اور گوداوری نالے کو پار کرتا ہوا وشویشور مندر کی طرف چل پڑا۔

"کیوں بھئی بازی گر۔"

"ہاں مہاراج۔ حکم کیجئے۔"

"تم جھوٹ بولتے ہو؟"

"جھوٹ؟"

"ہاں ہاں جھوٹ۔ تم نے کہا تھا کہ تم یہاں پانچ سال سے بسے ہوئے ہو؟ بھدربن میں تم نے کچھ گھوڑے چرتے دیکھے ہیں۔ تمہیں تنبو اور فوجی افسروں کے خیمے نہیں دکھائی پڑے جبکہ کوئی اندھا بھی بتا دے گا کہ ہزاروں خیمے، گھوڑے اور گھوڑ سوار سب بکھرے پڑے ہیں۔" نٹ خاموش رہا۔

"گھبراؤ نہیں بابا۔" کرشن مشر اپنے لہجے میں شہد گھولتے ہوئے بولے۔ کارتک ماہ کی اماوس کی رات میں جب سارا شمالی علاقہ دیوالی کا تہوار منا رہا تھا، میں نے کھجورا ہو کے راج محل سے آگ کے شعلے اُٹھتے دیکھے۔ کندار یہ کی مہربانی تھی کہ وہاں کے مشہور مندر بچ گئے۔ اسی رات میں کھجورا ہو چھوڑ کر چل پڑا۔ سون کی گھاٹی میں سنگھاول ہوتا ہوا پورے پندرہ دنوں کا سفر کر کے میں کاشی پہونچا۔ یہاں ایک دوست کے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ ہوا کچھ یقین میری باتوں کا؟"

نٹ ہنسا۔ "مہاراج، اس طرح یقین نہیں ہوگا۔ آپ مجھے بندیلی بولی میں بتلایئے کہ آپ کیا جاننا چاہتے ہیں؟"

کرشن مشر ٹھیٹھ بندیلی میں کسی منجھے ہوئے کھلاڑی کی طرح چالو ہو گئے۔ بیسوں خبریں بیسوں ثبوت۔ بوڑھے نٹ کو بھروسہ ہو گیا کہ یہ اپنا آدمی ہے۔ "پہلے میری جھونپڑی میں تو چلئے مہاراج۔ تیل نمک کے ساتھ سوکھی روٹی کھائیے۔ وہیں بات چیت ہوگی۔"

جب نٹ کی جھونپڑی میں کرشن مشر پہونچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شنکو کرنیشور کے ٹھیک سامنے گھنے جنگل سے ملی ہوئی کئی جھونپڑیاں کھڑی ہیں۔ رات کو انہوں نے دھیان سے نہیں دیکھا تھا۔ دراصل شنکو کرنیشور کے نزدیک لگے یہ خیمے کرن کی فوج کے تھے اور مٹھ کے بہت قریب تھے۔

میری زندگی باقی تھی یا میرے مالک کیرت سنگھ کی حد درجہ مہربانی کہ میں قربانی کے کھمبے سے بچ کر نکل آیا۔ کرشن مشر کو جیسے اندر سے کسی نے ہلا دیا۔ جذبات کا ایسا طوفان تھا کہ ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ جاگیر دارانہ نظام میں شاعر اور فنکار کسی ایک شخص یا کچھ سیٹھ ساہوکاروں کی دلبستگی کے لئے زندگی کی سچائیوں کو شہوت پرستی میں بدلتے رہتے ہیں لیکن کیرت جیسے کچھ لوگ اس کو جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں۔ جس شخص نے انہیں گالی دی، ان کی شان میں سخت الفاظ استعمال کئے اسی متکبر، انانیت پسند کو موت کے مونہہ سے نکالنے کے لئے انہوں نے اپنی جان جوکھم میں ڈال دی اور بدلے میں کچھ نہیں چاہا۔ پتہ نہیں اس وقت وہ کہاں ہوں گے؟ پہلی بار کرشن مشر کو کسی کی محبت نے زیر کیا۔ "میں صرف ایک مصنف کی صورت میں ہی نہیں بلکہ ایک سپاہی کی حیثیت میں بھی ان کے لئے سب کچھ نچھاور کر دونگا۔"

"لیجیے مہاراج"۔ بوڑھا نٹ بولا۔ کیلے کے پتے پر خوب سنکی ہوئی موٹی موٹی دو روٹیاں اور نمک تھا۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا بھیا؟"

"میرا نام ببّر ہے مہاراج۔"

"واہ بھائی ببّر۔ ذرا پانی دے دو بھیا۔ ہاتھ دھو لوں۔"

لٹیا میں پانی آیا اور کنہیا مشر ہاتھ دھو کر دیکھنے لگے کہ کہاں بیٹھیں۔ "ایسا کرو بھیا کہ یہ کھٹیا بچھا دو اسی پر بیٹھ کر کھانا کھاؤں گا۔"

"آپ تو مہاراج، کیا کہیں اس کو کہ راون کے گھر میں وبھیشن کی طرح لگتے ہیں۔ ہم شودروں کی جھونپڑی میں تو بنیے بھی نہیں آتے۔"

روٹی کھانے کے بعد کنہیا مشر اسی چارپائی پر تھوڑی دیر آرام کرتے رہے۔ اس بیچ نٹ خاندان کے افراد بھی کھاپی کر اُن کو چاروں طرف سے گھیر کر بیٹھ گئے تھے۔

"ہاں اب پوچھو مہاراج۔"

"ببّر بھائی ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم جیجاک بھکتی چھوڑ کیوں آئے؟"

"اس لئے کہ ہم غریبوں کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ آپ نے آج ببّر کی کٹیا میں کھانا کھایا ہے۔ میرے گھر کے لوگوں کو اس بات کا بڑا رنج ہے کہ آپ کو روٹی کے ساتھ نمک دیا گیا۔ مہاراج جی، ہم لوگوں کی تین تین بھینسیں کرن ڈاہریا کے سپاہی لوٹ کر لے گئے۔ ہم لوگ دودھ کے لئے ترس رہے ہیں۔ آپ کو رُوکھی روٹی دیتے ہوئے میرے گھر کے لوگ رو پڑے۔"

"آپ کا علاقہ تو پہاڑی ہے ببّر بھائی۔ کرشن مشر نے نٹ کے چہرے پر نظریں گڑائے ہوئے کہا۔" آپ کے جن پد کا مکھیا کون ہے؟"

"شاید اسی لئے ہم لوگوں کو بھاگنا پڑا کہ اپنا مکھیا ڈاہریا فوج کا نام سن کر قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ اس نے رک کر اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس گھاٹی میں اگر سو آدمی بھی تیار ہو جائیں تو دشمن کو لوہے کے چنے چبانے پڑ جائیں گے۔ اس کی بزدلی نے پرجا کی ہمت بھی توڑ دی۔"

"جانے دیجئے۔ جو ہوا سو ہوا۔ اب یہ بتائیے کہ کیا آپ اپنے راجہ کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہم لوگ راجہ کے لئے جان بھی دے سکتے ہیں۔ ہم لوگ پیڑھیوں سے چندیل راجہ کی پرجا ہیں۔ اپنا وطن چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جانا چاہتے۔ سون کی لال بالو والی گھاٹی میں پہونچتے ہیں تو لگتا ہے کہ ڈونگریاں بلا رہی ہیں۔ تیندو، شیشم، پیپل، جامن، کٹہل، آم وغیرہ کے پیڑوں پر جب کوئل بولتی ہے مہاراج تو ہم نٹوں کے جسم میں بغیر کسی کسرت کے پھریریاں دوڑنے لگتی ہیں۔ ہماری دھرتی ہمارے کانوں میں گنگناتی ہے۔ ہماری رگوں میں

جیجاک بھکتی کا خون دوڑ رہا ہے مہاراج۔"

کنہیا مشر اُٹھے۔ انہوں نے ببّر کو گلے سے لگالیا۔ "جیتے رہو ببّر بھائی۔ تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔"

"ایک بات اور ہے مہاراج"۔ ببّر پھُسپھُسا کر بولا۔ "یہ جھونپڑیاں جو آپ دیکھ رہے ہیں سب ہمارے قبیلے کی ہیں۔ ان میں سانپ نیولے کی لڑائی، بندر بندریا کا بیاہ اور افیم گانجے کا بیوپار سب کچھ چلتا ہے۔ پہلے یہ لوگ ہم لوگوں کے ساتھ آنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جہاں دشمن ہے وہاں ہم نہیں جائیں گے لیکن میں انہیں سمجھا بُجھا کر لے آیا۔ ہماری لڑکیاں اور بہوئیں چوڑیاں، گُریوں کی مالائیں، لاکھ، رال، گوند، گوگل، شہد اور سانپ کی کھالیں وغیرہ اکٹھا کر کے بڑے بڑے گھروں کے زنان خانوں میں جاتی اور ان چیزوں کو بیچتی ہیں۔ یہ لڑکیاں جسم پر نقش گودنے کا کام بھی جانتی ہیں۔ اس طرح گھر کے اندر گھس کر یہ کوئی بھید بھی لا سکتی ہیں۔ بس ہمیں ہتھیار چاہئیں۔ ہم دشمن پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہیں لیکن ڈنڈے سے تو لڑائی نہیں لڑی جا سکتی۔"

"تم بے فکر رہو ببّر بھائی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بھدر بن میں بسے ہوئے قبیلے کے لئے سب کچھ اکٹھا کرنے اور بھجوانے کا کام خود کروں گا۔ تمہارے لئے میں اناج بھی بھیجوں گا اور تلوار بھی۔ بس تیار رہنا ہے تمہیں۔"

مشر نے ببّر کو ایک بار پھر گلے لگایا۔ "اچھا بھیا جے کندار یہ!"

"جے کندار یہ!" ببّر کی جوانی جیسے لوٹ آئی ہو۔ وہ اُچھل کر چلّایا "سنورے سنورے لوگو! ارے دوڑو رے، دوڑو رے لوگو!"

کئی جھونپڑیوں سے نوجوان لڑکے لڑکیاں، بوڑھے بچے سبھی آکر ببّر کی طرف دیکھنے لگے۔ "مادل لاؤ مادل۔"

"کیا بات ہے۔ ببّر بابا؟" نوجوان چہکے۔ مادل کھنکی۔ مجیرے جھنکے۔ ببّر نے لمبی تان لی اور ایک گیت شروع کیا ــــ 'راجہ نے گائیں بھینسیں چھین لیں۔ راجہ نے راج ہنس (سفید بیل) لے لئے۔ اپنے جنم دن پر گائیں بھینسیں لیں اور دس دن بعد راج ہنس چھین لئے۔'

یہی کرب تھا جس نے ببر کو سون چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔ اپنے قبیلے کی جھونپڑیوں کو چھوڑ کر آنا پڑا تھا اسے۔ "جاگو! اپنے راجہ یہیں ہیں۔ ہم پھر اپنے وطن لوٹیں گے۔" ببر چیخا۔ "جے میہر دالی، جے سنگھ واہنی[1]!!"

12

گھنی پہاڑیوں اور جنگلوں سے گھری گاہڑوالوں کی گڑھی وندھیاچل سے بہت دور نہیں تھی لیکن راستے سے واقفیت نہ ہو تو کچھ پریشان کن ضرور تھی۔

پرچنڈ اور ریچھئے گڑھی کے سامنے آ کر رک گئے۔ سائیسوں نے دونوں گھوڑوں کی لگامیں پکڑ لیں۔ کیرت اور گووند صدر دروازے سے ہوتے ہوئے اندرونی حصّے کی طرف بڑھے۔ حالانکہ ملازمین نے ان کی سہولت کا خیال کرتے ہوئے بہت کچھ انتظام کیا تھا۔ پھر بھی بدلے ہوئے حالات نے ماحول میں ایک اداسی گھول دی تھی۔ پوری گڑھی لاپرواہی اور افسردگی کے سبب نیم مُردہ سی ہو گئی تھی۔ کیرت کو ان کی والدہ بھُوونا دیوی نے بتایا تھا کہ زمین سوتی اور جاگتی ہے، ندی سوتی اور جاگتی ہے، یہ دنیا سوتی اور جاگتی ہے۔ ایک دن سورج نکلنے کے بہت پہلے جب وہ شاہی قلعے کے کنارے سنسان جگہ میں کھڑے تھے تو انکی خواہش ہوئی کہ ندی کے پار چلیں۔ دھانی گنگا کے کنارے انہوں نے ایک ملّاح کو جگا کر اس سے پار اتارنے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا "مالک، ابھی گنگا ماتا سو رہی ہیں۔ جب وہ سو جاتی ہیں تو شمشان میں چتائیں بھی نہیں جلتیں۔"

روشندانوں اور چھوٹے چھوٹے چوباروں پر بیٹھے کبوتروں کے ان گنت جوڑے پیار سے چونچیں لڑانے میں مصروف تھے۔ ذراسی آہٹ ہوئی تو ان کا ایک جھُنڈ اڑا اور آسمان کی وسعتوں میں گُم ہو گیا۔ لکڑی کی چوکیوں پر جو گردش پوش بچھے ہوئے تھے وہ گندے تھے۔ کمرے میں سیلن کی وجہ سے دیواریں نم ہو گئی تھیں۔ تکیے کے سہارے ایک چوکی پر لیٹتے ہوئے کیرت نے

---

[1] درگا دیوی جو قوت اور فتح کی علامت ہے۔

کہا "ولی عہد، یہاں سے کنیت کتنی دور ہے؟" گوونّد نے جواب دیا "بھائی جی، میں تو ایک آدھ بار ہی وہاں گیا ہوں۔ اس لئے صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن ایک پورا دن تو لگ ہی جاتا ہے۔"

ملازموں نے غسل خانے میں پانی بھر کر رکھ دیا "پہلے آپ غسل کر لیں بھائی جی۔" گوونّد بولا۔ اس کے ذہن میں کسی خیال نے کھلبلی مچا رکھی تھی۔ اس کے بارے میں قیاس آرائی ہی کی جا سکتی تھی لیکن ایسا لگتا تھا کہ وہ یہاں آ کر خوش نہیں تھا۔ کسی ذہنی خلش نے اس کے سارے وجود کو بے چین کر رکھا تھا۔

"کیا بات ہے گوونّد؟ کیرت نے پوچھا۔ تم کچھ اداس لگ رہے ہو۔"

"آپ نہا کر آئیں تو بتاؤں۔" گوونّد نے جواب دیا۔

"جب تک بتاؤ گے نہیں میں نہانے نہیں جاؤں گا۔" کیرت نے چادر دوبارہ لپیٹ لی۔

گوونّد مسکرایا۔ "بھائی جی آپ ایک طرف تو اتنے نرم ہیں اور دوسری طرف اتنے سخت کہ آپ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ کے بارے میں کچھ سوچنے والا ہمیشہ دھوکہ کھائے گا۔"

"آپ لوگوں نے پہلے ہی طے کر رکھا تھا کہ اشٹ بھنجا تک جانا ہوگا اور وہاں ایک اجنبی لیکن انوکھے انسان سے ملاقات ہوگی۔"

"ہاں گوونّد۔ مجھے معلوم تھا لیکن نہ بھی ہوتا تو اشٹ بھجا تک کا سفر ضرور کرتا۔ میرے لئے سفر اہم نہ تھا، وہ شخص نہیں۔"

"وہ کون تھا؟"

کیرت ایک لمحہ کو چپ رہے۔

"بات بتانے کے لائق نہیں ہے یا میں اس لائق نہیں ہوں کہ مجھے بتائی جائے؟" گوونّد نے کیرت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے پاس ایسا کوئی راز نہیں ہے جسے تم سے چھپایا جائے۔ وہ میرے سپہ سالار گوپال بھٹ تھے۔ انہیں یہ عہدہ میرے دادا ودیادھر دیو نے دیا تھا۔

انہوں نے مرتے وقت انہیں قریب بلایا اور کہا " تم سے زیادہ تجربہ کار لوگ میرے آس پاس موجود ہیں لیکن جو چیز میں ڈھونڈ رہا تھا وہ صرف تم میں ملی ۔ وہ ہے وفاداری "

" آپ کو مہاراجہ ودیادھر دیو کا چہرہ یاد ہے بھائی جی ؟ میرے دادا جب ان کا ذکر شروع کرتے ہیں تو گھنٹوں چپ ہونے کا نام نہیں لیتے ۔ کہتے ہیں کہ ایسا صابر اور بے ریا انسان میں نے نہیں دیکھا "

کیرت کے چہرے پر پھیکی مسکراہٹ چھا گئی ۔ " تم ودیادھر دیو کو اپنے لئے مثال مت بنانا گووند ۔ یہ بڑا دشوار گذار راستہ ہوگا "

" کیسی دشواری بھائی جی ؟ " گووند کے اندر دبا دبا جوش تھا ۔

" ودیادھر دیو کو قسمت نے کبھی چین نہیں لینے دیا ۔ ان کے والد مہاراجہ گنڈ دیو نے اپنی زندگی میں ہی انہیں چندیل حکومت کا سپہ سالارِ اعظم بنا دیا تھا ۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی ۔ انہوں نے بھی بیل گاڑی کھینچنے والے بیل کی طرح جوئے میں جوتا جانا قبول کر لیا ۔

پھر انہوں نے کبھی اپنے دل میں یہ خیال بھی نہیں آنے دیا کہ رعایا کے نام وقف کی گئی زندگی کے علاوہ بھی کوئی زندگی ہوتی ہے ۔ ایک انسان کی خالص اپنی ، ذاتی زندگی ۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھی دھول سے جب گھٹاٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہی زندگی روشن چنگاریاں بکھیرتی ہے ۔ جنگ جب زندگی کو ایک خشک اور مہیب ریگستان میں بدل دیتی ہے تو یہی پہلو بارش کی دھیمی دھیمی پھواریں برساتا ، نئی کونپلوں کو جنم دیتا ہے ۔ میرے خاندان کے کتبوں میں یا شاعروں اور بھاٹوں کے گائے ہوئے قصیدوں میں کہیں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ودیادھر دیو کی کوئی ذاتی زندگی بھی تھی ۔"

" میں تو انہیں اپنے لئے مثال سے بھی کچھ زیادہ مانتا ہوں بھائی جی ۔ کہاں پورے شمالی علاقے کے شہنشاہ ودیادھر دیو اور کہاں میں ۔"

" میں نے اس دن مذاق نہیں کیا تھا گووند ۔ تم شہنشاہ ہو گے اس میں کوئی شک نہیں ۔ کرن کے پھندے سے آزاد ہوتے ہی کاشی اور کانیہ کبج کے سردار کی صورت میں تمہاری تخت نشینی کی رسم ادا کی جائے گی ۔ اس وقت بھائی جی کو ضرور یاد کرنا "

"آپ پھر لگے چڑانے ۔" گووند نے تالی بجائی ۔ایک ملازم اندر آیا۔"بھائی جی کو غسل خانہ دکھا دو ۔"

"ولی عہد بہادر ! پانی اور کپڑے رکھے جا چکے ہیں ۔" پہریدار نے سر جھکا کر کہا۔کیرت غسل کرنے چلے گئے ۔

"اے میرے محبوب ! میں تمہارے فراق کی آگ میں جلتے جلتے تھک گئی ہوں ۔یوں تڑپتی رہی ہوں جیسے پانی کم ہو جانے پر مچھلی تڑپتی ہے ۔" کیرت نے اس سطروں کو کئی بار پڑھا۔ بھوج پتر پر لکھے گئے اس مفہوم کے دوہے کو دیکھتے ہی سنہری زلفیں اور سورج کو گھیر لینے والے گہرے بھورے بادلوں کا منظر سامنے آکھڑا ہوتا تھا۔ بجریانی کے زہریلے پنجوں سے چھڑا کر جب انہوں نے گومتی کو اُٹھا کر پرچنڈ پر سوار کرایا تو اس نے ہولے سے مسکرا کر چہرہ بالوں میں چھپا لیا تھا۔ لمحے بھر کو کیرت اس کے نمایاں شباب کو دیکھتے رہ گئے جو باریک کپڑوں سے پھوٹا پڑتا تھا ۔یہ ایک زندہ جاندار منظر تھا۔ قدرت کے کسی منظر کو تصویر میں اُبھار دینا ' اس کی نقل تیار کر لینا فنکار کے لئے نہایت آسان ہوتا ہے لیکن زندہ مناظر کے درمیان مختلف جذبات میں رنگے چہرے کی عکاسی بڑی مشق کے بعد ہی ممکن ہو سکتی ہے ۔ گومتی کو پرچنڈ پر سوار کراتے وقت کیرت نے پوچھا تھا " آگے بیٹھو گی یا پیچھے ؟"

"جہاں بھی بٹھا دیں آپ ۔"

کیرت نے اسے آگے ہی بٹھایا۔ اس لئے کہ پیچھا کرنے والے گھوڑ سواروں کا خیال کرتے ہوئے پیچھے بٹھانا پریشان کن ہو سکتا تھا۔

کس لمحے پھولوں کے کس تیر سے کون زخمی ہو گا یہ سوچنا محض ضعیف الاعتقادی اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ کام دیو کا تصور اوپر سے لاد دیا گیا ہے ۔گنگا کو پار کرتے وقت جہاز کے پیچھے منڈلانے والی گرُری کی آواز چپوؤں کی شپا شپ میں دب گئی تھی ۔سبودھ دیو نے نزدیک آکر چپکے سے یہ خط پکڑا دیا تھا ۔یہ خط رازدارانہ طریقے سے بھیجا گیا تھا ۔یہ بات اس طرح بھی واضح تھی کہ کیرت کو یہ سبودھ پر تیہار کی معرفت ملا تھا۔

پتہ نہیں پچھلی رات کے واقعات کو کیرت کس حد تک بھلا پائے ہیں۔ یا وہی واقعات اب ایک دوسری صورت میں خود کو دوہرانا چاہتے ہیں۔ کیدار لیشور کے چاروں طرف ایستادہ چنڈی کی مورتیں، مختلف سمتوں میں ان کے حقوق کا اعلان، حفاظت کے لئے کی جانے والی التجائیں، بکری کی قربانی، انسانی جان کی قربانی، وندھیہ واسنی، اشٹ بھجا، جناتی گڑھی اور ان سارے سیاہ رنگوں کے درمیان گومتی کے ہاتھ سے لکھا گیا وہ دوہا۔ چھوٹا سا بھوج پتر۔ بس ایک ہتھیلی جتنا لانبا چوڑا لیکن بڑے باذوق طریقے سے پھول پتیوں سے سجایا ہوا۔ بھیجنے والے کی جمالیاتی حس کا غماز۔ زندگی سکون سے گذرے یا الجھنوں میں بسر ہو، موت ابھی آ جائے یا کچھ عرصے بعد۔ ان ساری کشاکشوں کے درمیان جو مٹھاس ڈھونڈ نکالتا، اور اسے حاصل کر لیتا ہے، اسی کی زندگی سوارت ہوتی ہے۔

"بھائی جی!" گووند نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ "شام ہو گئی۔"

"آؤ گووند۔" کیرت نے خط کو لفافے میں بند کیا اور تکیے کے نیچے دبا دیا۔

"آپ کے چہرے سے لگ نہیں رہا کہ آپ سوئے تھے۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو گووند۔ میں سویا نہیں تھا۔ بہت دیر تک تمہارے بارے میں ہی سوچتا رہا۔"

"کیا سوچتے رہے بھائی جی؟"

"یہی کہ کاشی کے گاہڑوال محلے کو سجا، سنورا دیکھنے والا یہ کبھی نہیں سوچ سکے گا کہ اس کے وطن کی زمین کتنی پیاسی ہے۔ حالانکہ چنار کے پاس کا علاقہ زرخیز لگتا ہے لیکن بغیر پانی کے اناج ملنا بہت مشکل ہے۔"

"بات صرف یہی نہیں ہے بھائی جی۔" گووند نے لمبی سانس لی اور کہا۔ وندھیا چل کی اس گڑھی کے علاوہ گاہڑوالوں کا کہیں بھی کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ آس پاس کی ان پہاڑیوں میں ہمارے لئے بھی کوئی کشش نہیں ہے۔ کیا کریں گے اس پہاڑی علاقے کو لے کر۔ جب کاشی پر گانگیہ کلچری کا قبضہ ہوا تو گاہڑوال اپنے وطن کی طرف دوبارہ مڑے۔ اس پرانی گڑھی کو پا کر ہم مطمئن بھی ہو گئے۔ اب کس چیز کی کشش ہے جسے بچانے کے لئے محنت کی جائے؟"

"یہی خرابی ہے تمہاری سوچ میں۔" گیرت سنگھ بولے۔ "راجہ کا مطلب صرف زمین سے ہی نہیں رعایا سے بھی ہونا چاہیئے۔ تمہاری اپنی پرجا تمہارے ساتھ نہیں ہے' تو تمہاری حفاظت کوئی نہیں کرسکتا۔ کیا تمہیں ان لوگوں سے دنیا بھر کی چیزیں نہیں ملتیں؟ گوند' گوگل، گھی، تیندو کے پتے، کھالیں، چرونجی، کھجور، شہد، گولر اور نہ جانے کیا کیا۔ کیا رعایا اپنی آمدنی کا چھٹا حصہ شاہی خزانے کو نہیں دیتی؟ اس کے بدلے تم کیا کرتے ہو؟ میں طعنہ زنی یا مذاق نہیں کر رہا۔ تمہاری معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے بتا رہا ہوں۔ تمہاری مملکت میں جو پہاڑیاں ہیں ان سے نہ جانے کتنے بڑے بڑے پہاڑی سلسلے جیجاک بُھکتی میں موجود ہیں۔ بارش کے پانی کو بہا کر لے جانے والے ہزاروں ندی نالے ہیں جو جمنا اور دسون میں آکر ملتے ہیں پھر بھی میرے اجداد نے ان پر بھروسہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ جس سال بارش نہیں ہوگی اور سوکھا پڑے گا تو اناج کے لئے بلبلاتی رعایا پانی مانگے گی۔ گرمی سے دہکتی پہاڑیوں پر لوگ چیخ پکار مچائیں گے۔ پانی دو۔ پانی۔ پانی کون دے گا گووند؟"

گوونَد نے طویل سانس لی۔ "اس مسئلے کا کوئی حل بتائیے بھائی جی۔"

"اس کا حل تم آریہ رنگ سے پوچھ سکتے تھے۔ اپنے قلعہ دار سے پوچھ سکتے تھے۔ اپنی رعایا سے جان سکتے تھے۔ یہ سب لوگ میرے اجداد سے واقف ہیں۔ تم نے سنا ہوگا کہ ہر چندیل راجہ نے مندروں کے علاوہ جھیلوں جیسے لانبے چوڑے تالاب بھی بنوائے۔ وِجے ساگر، راہل ساگر (راہلیا) ییش ساگر (اورچھا) وغیرہ تو بہت مشہور ہیں۔ دھنگ اور گنڈ دیو نے بھی کئی تالاب کُھدوائے۔"

"اس کام کے لئے پیسہ کہاں سے آئے گا؟"

"پیسہ کہیں باہر سے نہیں آتا۔ ہم محمود کی طرح مندروں کو توڑ کر، سونے کی منڈیوں کو لُوٹ کر، خزانوں کو چھین کر دولت اکٹھی نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے پیسہ تمہاری پرجا ہی دے گی۔"

"میں سمجھ نہیں پایا بھائی جی۔ پرجا تو کودوں جیسے معمولی اور موٹے اناج کے لئے بھی ترس رہی ہے۔ پیٹ بھرنے کے ذریعے تک نہیں اس کے پاس۔ وہ تالابوں کے لئے کیا کر سکے گی؟"

"دیکھو گوونَد یہ ایک لمبا راستہ ہے۔ لیکن اسے طے کرنا بھی ہمارا ہی فرض ہے۔ میرے

بھائی دیو ورما کا قتل صرف اس لئے ہوا کہ وہ دس برس کے طویل عرصے تک رعایا سے کٹے رہے۔ انہوں نے سب سے ناطہ توڑ لیا تھا۔ ایسے نااہل راجہ کو تو رعایا اگر خود مار دیتی تو مجھے تعجب نہ ہوتا۔ وزیا دھر دیو اگر ہندوستان پر چھا گئے تو اس کی وجہ بھی یہی رعایا تھی جو سمجھتی تھی کہ راجہ ان کے کنبے کا ایک فرد ہے۔ پرجا کی عقیدت اور ان پر اس کا بھرپور اعتماد انہیں اور بھی مست کر دیتا تھا۔ دشمن پر ہمیشہ غالب آنے کے پیچھے پرجا کی طاقت تھی۔ میں اس لئے ہارا کہ بھائی کی کاہلی اور بے نیازی کو دور کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔ شمالی علاقے میں گھومنے پھرنے کے لئے میں نے شہر چھوڑ دیا۔ پرجا نے اپنی یادداشت سے میرا نام کھرچ کر ہٹا دیا۔"

"جانے دیجئے۔ میری نظریں کاشی اور کانیہ کبج پر لگی ہوئی ہیں۔ میں خود اپنے اجداد کے وطن سے کٹنا نہیں چاہتا۔ چلئے ذرا گھوم پھر آئیں۔"

13

دوسرے دن علی الصبح ایک گھوڑ سوار کو گڑھی کی طرف آتے دیکھ کر پہریدار چوکنے ہو گئے۔ گھوڑا سیدھا پھاٹک پر آ کر رکا۔ پہریداروں نے جھک کر نمسکار کیا۔ یہ تھے رنجک کانڈ وال وہ اس کمرے میں پہنچے جہاں کیرت اور گووند رکے ہوئے تھے۔ کیرت انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھیں راجن!" رنجک نے کہا۔ ولی عہد کیا کہیں گئے ہوئے ہیں؟"

"ہاں آریہ، وہ غسل خانے میں ہیں۔"

تبھی نہا دھو کر، تازہ دم، خوش و خرم گووند وہاں آیا۔ اس نے نہ تو رنجک کے پیر چھوئے نہ ان کی پذیرائی کی۔ بڑے عجیب انداز میں تضحیک آمیز لہجے میں بولا "کہئے آریہ، کیا شہر میں پھر کوئی واقعہ ہو گیا؟ آپ تو چندیل سپہ سالار کی طرح لگ رہے ہیں!"

رنجک کڑوا گھونٹ پی گئے "نہیں ولی عہد، کوئی واقعہ تو نہیں ہوا لیکن میں آپ اور مہاراجہ کیرت سے ایک بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں۔ آپ دونوں کو میرے ساتھ

آٹویہ جن پد[1] کے دکنی علاقے میں چلنا ہوگا۔"

"کیوں؟" گووند نے سوال کیا۔

"ولی عہد، شہنشاہ بننے سے پہلے شطرنج کے مہروں سے دشمن کی کمزوریوں اور مضبوط پہلوؤں کو سمجھنا پڑتا ہے۔ شہنشاہ آسمان سے نہیں اُترتے۔ لڑائیاں پہلے نقشوں پر جیتی جاتی ہیں، پھر میدانِ جنگ میں۔ شہزادے آپ ذہین ہیں، باصلاحیت ہیں، جانباز سپاہی ہیں، جنگی چالوں کے ماہر ہیں۔ آپ یہ سب سنبھالیں۔ میں آپ کی تلخ کلامی سے عاجز آچکا ہوں۔ مجھے وداع کیجیے۔ کنیت چندیل راج کی حدود میں چلا گیا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ راجیشور کیرت مجھے اپنے اجداد کی کٹیا میں جانے کی اجازت دے دیں گے۔"

رُندھے ہوئے گلے کے ساتھ رنجک اُٹھ کر چلنے لگے تو کیرت نے انہیں پکڑ لیا۔ رنجک کے پیروں کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔ "آریہ رنجک میں آپ سب کو آٹویہ جن پد کے دکھنی علاقے میں بنی چندیل گڑھی میں آرام کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ آپ نے ودیادھر دیو کی دعوت ٹھکرا دی تھی کیوں کہ آپ گاہڑوال خاندان کی خدمت میں ہی لگے رہنا چاہتے تھے۔ اس کو اس کے عروج تک پہونچانا چاہتے تھے۔ اب نہ ودیادھر دیو ہیں نہ چندیل سلطنت۔ لیکن اس گڑھی پر اب بھی ہمارا ہی قبضہ ہے۔ آپ کے ساتھ چلنے کو میں تیار ہوں۔"

تبھی ایک پہریدار سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ مہاراجہ کیرت سنگھ سے ملنے آٹویہ جن پد کے قلعہ دار شوبھا سنبا پھر دروازے پر کھڑے ہیں۔ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

"کہہ دو وہ باہر ہی رُکیں۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

"جو حکم۔"

کیرت بغل میں واقع اپنے کمرے میں چلے گئے۔ سفید دھوتی، اس پر کُرتا اور کمربند سے لٹکتی تلوار۔ سر پر بُندیلی پگڑی۔ انہوں نے یاد کر کے گومتی کا خط اور گوپال بھٹ کی دی ہوئی مہروں کی تھیلی ساتھ لے لی۔

---

[1] موجودہ مرزاپور

"آپ جا رہے ہیں بھائی جی؟" گووند بولا۔

"ہاں گووند، میں سوچتا ہوں کہ کاشی آکر ہم نے بہت بڑی غلطی کی۔ ہمارے سپہ سالار گوپال بھٹ نے ہمیں شاید اس لئے یہاں بھیجا تھا کہ ہمیں گاہڑوال خاندان سے مدد ملے گی۔ مجھے لگتا ہے کہ کاتک مہینے کی اماوس کی رات میں جب کھجورا ہو جل رہا تھا اسی وقت ہمیں کوئی نئی کرن ڈھونڈ لینی چاہئے تھی۔ ہمیں دندھیاچل کے غاروں اور کھوہوں میں پناہ نہیں لینی چاہئے تھی۔ اپنے بل بوتے پر لوہا لینا چاہئے تھا۔ آئیے آریہ رنجک۔"

رنجک کیرت کے ساتھ چل پڑے۔

شوبھا بنا پھر ادھیڑ عمر کا ایک ہٹا کٹا آدمی تھا۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ رنگ بیشک آدی باسیوں کا ہے لیکن جسم کی ساخت میں آریہ اور پہاڑی لوگوں کے خون کی آمیزش کا نرالا حُسن ہے۔ رنگ کالا ہونے کے باوجود چہرے پر نمک تھا اور سفید کوڑیوں جیسی آنکھوں میں چمک۔ وہ پرچنڈ کے اوپر کاٹھی رکھ کر لگام پکڑے کھڑا تھا۔

کیرت کو دیکھتے ہی اس نے جُھک کر پرنام کیا۔

"کہو شوبھو، کیا خبر ہے جن پد کی؟" کیرت مسکراتے ہوئے بولے۔

"ہماری جو گڑھی جنگل کے بیچ میں ہے مہاراجہ، وہ بالکل محفوظ ہے۔ میں پورے جن پد میں آپ کے آنے کی خبر دینا چاہتا تھا تاکہ پرجا اپنے راجہ سے مل سکے۔ لیکن سیناپتی کے حکم سے مختلف قبیلوں سے صرف مُکھیا ہی بلائے گئے ہیں۔ آپ کی پرجا گروہ بنا کر ڈاہر یا سپاہیوں سے لڑنے لگی ہے۔ یا یوں کہیے کہ اپنی حفاظت کے لئے چوکنی ہو گئی ہے۔ پوری جُھجھوتی[1] بدلے کی آگ میں جل رہی ہے۔

14

اَوی مکتیشور

کاشی کا سب سے پرانا مندر۔ انہت ایک دوشیزہ کے ساتھ دروازے پر کھڑا تھا۔

---

[1] جیجاک بُھکتی کا دوسرا نام جو عوام میں مقبول تھا۔

پارس دیو جدو ونشی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اننت نے اپنے باپ ہی پال کے مونہہ سے اس مندر کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ خود دشویشور جس لنگ کی پوجا سے فیضیاب ہوتے تھے اس کی عظمت سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔ یہ مندر آٹوئیہ کے علاقے کے رنگین اور چکنے پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اسے بنانے والے کاریگر وہ تھے جن کی پشتینی روایات کے مطابق فن تعمیر کو شو کی عبادت کا درجہ دیا گیا تھا۔ اوی مکتیشور مندر شو کے اس وعدے کی علامت تھا کہ وہ کاشی چھوڑ کر کبھی نہیں جائیں گے۔ سارے ہندوستان کے قدیم دیوی دیوتاؤں تیرتھوں اور مندروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے والے کاشی شہر کے سب سے بڑے دیوتا اوی مکتیشور تھے۔ کاشی، کوشل، پنچ ند، گورجر، کرناٹ، چول، پانڈیہ، انگ بنگ، تری کلنگ کے دولتمند سیٹھوں کی طرف سے چڑھاوے کے طور پر سونے کے قیمتی زیور یہیں آتے تھے۔ ہندو راجہ، سیٹھ ساہوکار، سردار اور بیوپاری وغیرہ اپنی خوش بختی دولت اور عیش و عشرت کے لئے بطور شکرانہ نچھاور لٹا لیتے تھے۔ اس کے علاوہ منتیں پوری ہونے پر بھی لوگ باگ مندر کو عطیہ دیتے تھے۔ غرض یہ کہ دولت کی فراوانی سے مندر جگمگاتا رہتا تھا۔ اس از خود پیدا ہونے والے جیوتر لنگ کو پرم بھٹارک اوی مکت کا نام دیا گیا تھا۔ پوری قوم کے لئے یہ مندر دیوراج اندر کے نندن بن کے گل مندار کا گلدستہ کہا جاتا تھا۔ اننت نے باہری دروازے پر بنے چبوترے کو جھک کر چھوا۔ انتہائی عاجزی کے ساتھ پرنام کر کے اندر جانے کو ہی تھا کہ اس کے ساتھ کی نوجوان لڑکی چمپک کھلکھلا کر ہنسی "کیوں سیناپتی جی، آپ کا خاندانی شجرہ تو قدیم رشی گوتم کے ساتھ جا کر جڑتا ہے۔ آپ ان کی خاندانی روایات کے نام لیوا ہیں۔ آپ کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ کوئی بھی مبارک کام جیسے پوجا، یگیہ، ہون یا کسی منت کے پورا ہونے کی تقریب میں بیوی کے آنچل سے گرہ باندھے بغیر شریک ہونا ایک ایسا جرم ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔"

"یہ ساری معلومات زیارت کے بعد فراہم کرائیے گا محترمہ۔ فی الحال تو اتنی ہی عنایت کیجئے کہ اپنی وقت بے وقت پھوٹ پڑنے والی مسکراہٹ کو قابو میں رکھئے۔ آپ میرے بزرگوں کو پل صراط پار کرانے کے لئے نازل ہوئی ہیں میرے لئے ابھی اتنا جان لینا ہی کافی ہے۔"

"آماتیہ جی! پارس دیو بولا۔ چمپک ٹھیک کہہ رہی ہے۔ فرض کیجئے وہاں کرن کا کوئی

جاسوس موجود ہو اور آپ کو اچھے خاندان کی ایک اجنبی لڑکی کے ساتھ دیکھ لے تو آپ راجہ کرن دیو کے سامنے کون سا مونہہ لے کر جائیے گا؟"

"اب تو اپنی گوٹی پٹ گئی ہے پارس۔ میں اپنے فیصلے میں خود ہی بندھ گیا ہوں۔ جو ناچ نچانا ہو نچا لو۔"

اتنا فکر مند ہونے کی بھی کوئی بات نہیں۔" پارس دیو بولا۔" چمپک کا خاندان آپ کے خاندان سے کسی طرح کم نہیں۔ وہ برہم پوری کے مشہور ترویدیوں کے یہاں کی لڑکی ہے۔ اس نے قدیم بندھنوں کو کوڑے کا ڈھیر سمجھ کر اس طرح پھینک دیا ہے جیسے ان سے اس کا کبھی کوئی تعلق تھا ہی نہیں۔ آپ کے ساتھ چلنے اور رہنے کو صرف اس شرط پر راضی ہوئی ہے کہ آپ اپنے اوپر مکمل قابو رکھیں گے۔ زنان خانے میں جہاں آپ اور چمپک کے ساتھ رہیں گے، زمین پر بستر لگا کر سونا ہوگا۔ اس کی عصمت کی حفاظت آپ کو جان کی بازی لگا کر بھی کرنی ہوگی۔ اس لڑکی کے باپ اور دادا کو اگر راجہ چندر دیو سے اس قدر عقیدت نہ ہوتی تو خواہ آپ خود کو رشی منی ہی کیوں نہ قرار دیتے، اس کی ایک انگلی کی بھی جھلک نہیں پا سکتے تھے۔ سمجھ گئے نہ؟"

اننت پھٹی پھٹی آنکھوں سے پارس کی طرف دیکھتا رہا۔ چمپک اب بالکل چپ تھی۔ پارس نے چمپک کے آنچل کا چھور اننت کی چادر سے باندھ دیا۔

"چلئے آما تیہ۔ میں پچھلے دروازے پر درشن کا انتظام کر چکا ہوں۔"

دونوں اندر کی طرف جانے ہی والے تھے کہ سامنے کھڑے برجو سنگھ جدوونشی کو پارس نے دیکھ لیا۔

"جائیے پچھلے دروازے کی طرف۔" اتنا کہتے ہوئے پارس درشن کے لئے قطار باندھے لوگوں کی بھیڑ میں کھو گئے۔

"آریہ!" اننت نے برجو سنگھ کے پاس پہونچ کر کہا۔ "آپ سے یہاں ملاقات ہو جائے گی یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ یہ ہے آپ کی بہو۔ ہم درشن کرنے جا رہے ہیں۔ مندر کے صدر مہتمم نے ہمارے لئے بھیڑ سے الگ انتظام کرایا ہے۔"

"ارے اننو بیٹے!" برجو سنگھ نے قدموں میں جھکے اننت کو گلے سے لگا لیا "میری

آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ واہ واہ، پربھو کی بڑی مہربانی ہے۔ آج ہی راجہ تمھیں یاد کر رہے تھے۔ بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے بھیا۔ اس لئے یہاں کچھ نہیں کہوں گا۔ بس راجہ کو تمہارے آنے کا انتظار تھا۔ سو تم آگئے۔ پربھو کی بڑی مہربانی ہے بیٹا۔ پھر بہو کی طرف دیکھ کر بولے۔ بہو تو لاکھوں میں ایک ہے بیٹا۔ لیکن میرا بیٹا انو بھی تو لاکھوں میں ایک ہے۔ مجھے خالی ہاتھ بہو کا مونہہ دیکھنا پڑ گیا۔ اس کا پچھتاوا رہے گا۔ جاؤ بھیا، تم لوگ درشن کرآؤ۔"

ادی مُکتیشور میں پکائی گئی مٹی کے سکّے چلتے تھے۔ ان پر بیل، پھرسہ اور ترشول بنے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ سکّے مندر کے ناظم اعلیٰ کی طرف سے چلائے جاتے تھے۔ ان کی قدامت مصدقہ تھی۔ ادی مُکتیشور کے پجاری شمالی ہندوستان کے شاہی خاندانوں کے منظورِ نظر تھے۔ عوام میں ان کی بڑی عزت تھی۔ لگتا ہے کہ آس پاس کے اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے مندروں کے انتظام کی ذمہ داری بھی ادی مُکتیشور کے ناظم اعلیٰ کے کاندھوں پر تھی۔

نندیشور کی بغل سے ورونا تک جو نالا بہتا تھا اس کے درمیان مہابن والے حصے میں یہ مندر گنگا کے مغربی کنارے سے لگ بھگ سو ہاتھ کی دوری پر تھا۔ ادی مکتیشور کے بے مثال رُودرالیہ کی پوجا سارے بھارت میں، از خود پیدا ہونے والے جیوتر لنگ کی صورت میں کی جاتی تھی۔

ادی مُکتیشور کے سامنے سر ٹیک کر بیٹھے اننت نے دل ہی دل میں دعا کی کہ وہ اپنے دادا پربھاس کی عزت و آبرو کو برقرار رکھ سکے۔ بغل میں چمپک بھی چبوترے پر ماتھا ٹیکے دعا کر رہی تھی۔ اس کی پوجا چلتی رہی اور پوری ایک گھڑی کے بعد اس نے سر اُٹھایا۔

"انتظار سے گھبرا تو نہیں گئے سیناپتی؟"

اننت نے معافی مانگتے ہوئے کہا۔ "دیوی! میں نے آپ کی عزت کی حفاظت کا جو قول دیا ہے، ادی مُکتیشور اسے نباہنے کی قوت عطا کریں، یہی دعا مانگ رہا تھا۔"

"تو کیا مجھے بھی بتانا ہوگا کہ میں نے ادی مُکتیشور سے کیا مانگا؟"

"نہیں دیوی! آپ خود بتانا چاہیں تو مہربانی آپ کی۔ ورنہ کوئی بات نہیں۔"

"سیناپتی! میں نے کہیں پڑھا تھا کہ جس طرح برسات ختم ہوتے ہی سفید راج ہنس ہمالیہ پار کی جھیلوں سے آکر اس شہر کی جھیلوں، تالابوں اور پشکرنی پر چھا جاتے ہیں اسی طرح

برف باری سے اپنے عقیدتمندوں کی حفاظت کرنے کے لئے شو اپنی محبوب بیوی کے ساتھ نندی پر سوار ہو کر میدانی علاقوں کی طرف چل پڑتے ہیں۔ شو اس وقت رودر نہیں ہوتے۔ ان کا رنگ نیلگوں سُرخ اور نارنجی نہیں ہوتا۔ وہ مجسم نور ہوتے ہیں۔ سفید کیلاش، سفید گوری، سفید گنگا، سفید نندی، سفید چاند، سفید ناگ اور خود کافوری سفید شو۔ کالی داس کا نام تو آپ نے سنا ہوگا سیناپتی؟"

اننت نے ہلکی سی ہنسی ہنس کر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔

"خیر ادب کو ڈالئے چولہے میں۔ بات تو نورانی شو کی ہو رہی تھی جن کے مشہور مندر میں ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ مجھے تو آسمان میں اُڑتے شو اور ان کے بازوؤں میں جکڑی پاروتی کے تصور سے ہی جھرجھری آتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے سیناپتی۔ وہ نہ جانے کیا سوچتی ہوئی بولی کہ اوی مُکتیشور کا مطلب کیا ہے؟"

اننت چُپ رہ گیا کیوں کہ اس نے کیرت کی طرح نہ تو پورے شمالی ہندوستان کا دورہ کیا تھا اور نہ ہی راجدھانیوں کے علاوہ کسی شہر کے اہم تیرتھوں کے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش۔

"معاف کیجئے گا دیوی، میں نے اگلے جہان کی زندگی کو سدھارنے کے لئے کوئی مہم نہیں چلا رکھی۔ ایسی کسی بھی مہم کا میں نہ نیتا ہوں نہ کارکن۔ مجھے اپنے خاندان سے صرف ایک تبرک ملا ہے اور وہ ہے سیاسی داؤں پیچ کا علم۔ اس کی بھی پہلی ہی چال میں سب کچھ جیت کر ہار گیا اس لئے کہ جلد مشتعل ہو جانے کی عادت کو قابو میں نہیں رکھ سکا۔ معاف کریں دیوی۔ مجھے اوی مُکتیشور کی وجہ تسمیہ نہیں معلوم۔"

"پاروتی نے شوہر کے پاس جانے کے لئے سفید لباس زیب تن کیا۔ کالی داس کو محسوس ہوا جیسے پاروتی کا حُسن کاش کے بنوں سے ڈھکی ہوئی دھرتی کی طرح نکھر آیا ہو۔ اس حُسن کے لئے اگر صرف ایک لفظ استعمال کرنا ہو تو ہم کاشی والے کہتے ہیں آنندبَن۔"

"آپ سچ مچ بڑی عالم فاضل ہیں دیوی!"

"آپ کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا ہے نہ سیناپتی۔ آپ کو مہابھارت کا یہ اشلوک بھی

نہیں اچھا لگتا ہوگا جس میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ دل کی کثافتوں کو صاف کرکے ادی ٹگکیشور
کا درشن کرتے ہیں انہیں برہمن کے قتل جیسے سنگین جرم سے بھی برأت مل جاتی ہے یعنی آپ کو
نہ ادب سے دلچسپی ہے نہ مذہب اور روحانیت سے۔ آپ شاید مجھ سے اس لئے ناراض ہیں
کہ ایک عورت کا علم و ادب میں دلچسپی لینا جرم ہے۔ معاف کر دیں آریہ۔ اب یہ خطا کبھی نہیں ہوگی۔"
چمپک نے اپنے بالوں کو جھٹکا دیا اور کھلے ہوئے لانبے لانبے بالوں کے درمیان اپنا
چہرہ چھپا لیا۔ اننت کی حالت قابل رحم تھی۔ چمپک اسے دھکا بھی دے رہی تھی اور اس پر الزام
بھی لگا رہی تھی پھر بالوں میں چہرہ چھپانے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔ اور خود اسے لگ رہا تھا کہ
آریہ رنجک نے ایک عام عورت کی جگہ اس طرح کی ذہنی صلاحیتوں والی غیر معمولی دوشیزہ کو
بھیجا ہے جو اس کے لئے ایک چنوتی بن کر آئی ہے۔ تو چچا رنجک! اس نے دل ہی دل میں
انہیں پرنام کیا۔ میرے ضبط، علم، شجاعت، صبر، کردار، خیالات، روایات، بندشیں ——
یعنی جو کچھ بھی مجھ سے وابستہ ہے اس پر آپ نے سوالیہ نشان لگا دیا۔ میری سیاسی سوجھ بوجھ کو
ایک جھٹکا لگا۔ آپ نے میری عقل کا مذاق اُڑایا۔ آپ میرے والد کے دوست ہیں اس لئے
اپنی طرف سے کوئی صفائی دینا مناسب نہیں ہے۔ سارا فیصلہ مجھے ہی کرنا ہے اور اسکے صحیح و
غلط نتائج بھی مجھے ہی بھگتنے ہیں۔

"ارے انتو بیٹے!" برجو سنگھ جدوونشی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔
وہاں راجہ بڑی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ سینا پتی انتو سنگھ
آگئے ہیں مہاراج، تو جانتے ہو انہوں نے کیا کہا؟"

"نہیں آریہ ——"

"انہوں نے کہا کہ گھوڑ سواروں کی ایک ٹکڑی کو انتو کے استقبال کے لئے بھیجا
جائے اور ان کی بیوی کے لئے پالکی بھی ہو۔ سب لوگ کھڑے ہیں بیٹا۔ اب دیر مت کرو۔"
اننت نے چمپک کو چلنے کا اشارہ کیا اور دونوں برجو سنگھ کے ساتھ چہار دیواری سے
باہر آگئے۔

"تمہارا گھوڑا کہاں ہے بیٹے؟"

"وہ سامنے بندھا ہے، آریہ۔"

انتو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور چمپک پالکی میں بیٹھی۔ انتو کے آگے آگے دس گھوڑ سوار اور پالکی برداروں کے پیچھے دس گھوڑے کرن میرو کی طرف چل پڑے۔

صبح ہوئے کچھ دیر ہو چکی تھی۔ اننت اپنے کمرے میں بیٹھا پوجا کر رہا تھا۔ اس کے سامنے پتھر کی شاردا کی ایک تصویر تھی جسے کسی ماہر مصوّر نے اس طرح بنایا تھا کہ ایک نظر دیکھنے میں محض پیچھے سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی قطار ہی معلوم پڑتی تھی۔ پھر ان سیڑھیوں کے پس منظر میں اجاگر ہوتا تھا دیوی کا چہرہ جس پر بڑا سکون اور نرمی تھی۔ یہ تصویر اس کے باپ مہی پال کو کسی نے تحفے میں دی تھی۔ انہوں نے اس پر شیشہ لگوا کر اسے محفوظ کر لیا تھا۔

تبھی کسی نے ہولے سے دروازے پر دستک دی۔ باریک، ملائم چادر کو ٹھیک سے کاندھوں پر ڈالتے ہوئے اننت دروازے پر آیا۔ اس نے کواڑ کھولے۔ سامنے مہاراج کرن دیو اور راج رانی آوّل دیوی کھڑے ہوئے تھے۔

"آئیے راجن!" اننت مہارانی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا" اس غریب کی کٹیا کی آپ نے بڑی عزّت افزائی کی۔ مہارانی کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ میں بے حد ممنون ہوں راجن!"

"سپہ سالار! مہارانی تمہاری بے مثال تلوار بازی کا ذکر سن کر خود کو روک نہیں سکیں۔ ویسے تو سلطنت کے کاموں کے لئے دربار جانا ہی ہے۔ میں بیدھا وہیں جا رہا تھا۔ آوّل دیوی کی خواہش ہوئی کہ وہ انوکھے سردار کی بیوی کو دیکھیں۔"

"چمپک!" اننت نے پکارا۔

"آ رہی ہوں، آریہ پتر!"

آوّل دیوی مسکرائیں۔ "زبان تو بڑی پیاری لگی سیناپتی۔ اب ذرا اس بیوی کا چہرہ تو دکھاؤ جسے اس بات کا افسوس تھا کہ اس کے بہادر شوہر کو تلوار بازی کا موقع ہاتھ نہیں آ رہا ہے۔"

چمپک کمرے میں داخل ہوئی۔ سفید ریشمی کپڑے۔ بڑے بڑے بالوں کا خوبصورت جوڑا۔

ہلکے نیلے رنگ کی چولی میں چھپا صحتمند شباب ۔ گلے میں سونے کا ایک معمولی سا ہار اور ہاتھوں میں ہاتھی دانت کی دو۔دو چوڑیاں ۔

"چمپک، یہ ہیں مجھے پناہ دینے والے راج راجیشور کرن دیو اور یہ ہیں مہر و مروّت کی مورت راج راجیشوری آوَل دیوی ۔" چمپک نے دونوں کے پیر چھوکر نمسکار کیا۔

"سیناپتی! تم صرف ایک بہادر سپاہی نہیں ہو۔ تم ایک خوش قسمت انسان بھی ہو۔ خوش قسمتی کا مطلب میں بھی وہی سمجھتی ہوں جو کالی داس کے اس قول میں موجود ہے کہ حسن دراصل وہی ہے جو محبوب کو خوش کرکے اس کی خوش قسمتی کا سبب بنے ۔"

"یہ تو دیوی، آپ کا اپنا بڑپن ہے ۔ آپ خاک کے ذرّے کو ہیرے میں بدل سکتی ہیں۔ گرمی سے جھلسے ہوئے پودوں کو بارش کی پھواریں نہلاکر دوبارہ شاداب کرسکتی ہیں ۔"

اتنے میں دو کنیزیں چاندی کے تھالوں میں رکھے چاندی کے پیالوں میں دودھ سے بنی کھیر لے کر آئیں ۔ اس میں کشمش، پکے کیلے کے قتلے، تال مکھانہ اور نارنگی کی پھانکیں پڑی تھیں۔ انہوں نے ایک پیالہ اٹھایا اور نہایت ادب کے ساتھ کرن کے سامنے رکھا۔ دوسرا رانی آوَل دیوی کو دینا ہی چاہتا تھا کہ وہ مسکرا کر بولیں "میں تو تمہاری بیوی کے ہاتھ سے لوں گی سپہ سالار۔"

چمپک بھی مسکرائی۔ "اس انصاف کے لئے میں آپ کی احسان مند ہوں رانی صاحبہ۔" اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا۔ یہ ایک خاص قسم کا میٹھا تھا جسے کھانے کے لئے بانس کے ننھے ننھے چمچ بھی تھے ۔ راجہ اور رانی انہیں بڑے اشتیاق سے دیکھ رہے تھے ۔

"ہم پر عنایت کریں۔ کھانا شروع کریں مہاراج!"

راجہ کرن نے ایک چمچ کھیر مونہہ میں ڈالی اور اس میں زعفران کی خوشبو محسوس کرکے بہت خوش ہوئے ۔ "اس میں کون سے چاول استعمال کئے گئے ہیں سردار؟" انہوں نے پوچھا۔

"انہیں ساواں کہا جاتا ہے راجن اور یہ غریب لوگوں کا کھاجا ہے ۔"

رانی بھی چمچ کا استعمال دیکھ رہی تھیں اور جب انہوں نے بھی کرن دیو کی طرح کھیر چکھی تو ہنستے ہوئے بولیں ۔

"اسے کس نے بنایا ہے سپہ سالار؟ میری کنیزیں تو ایسا مزیدار میٹھا بنا ہی نہیں سکتیں۔"

"اسے آپ کی اس خادمہ یعنی سپہ سالار کی نصف بہتر نے بنایا ہے رانی صاحبہ۔" چمپک نے جواب دیا۔

"واہ! بہت خوب۔"

کرن دیو نے تالی بجائی۔ کنیزوں نے تھالیاں اور پیالے اُٹھا لئے۔ باہر دروازے پر ملازم بڑے بڑے بکس اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کو اندر آنے کا اشارہ کیا گیا۔ دونوں بکس کرن دیو کے سامنے رکھے گئے۔

"لو سپہ سالار، یہ تمہارا صندوق ہے۔ پہلے میں اپنی بہو والا بکس اُٹھانا چاہتا تھا۔ پھر سوچا جو عورت اپنے محبوب شوہر کے عشق میں پاگل ہو اس کے دل میں کسی منفی جذبے کا گذر کہاں۔"

"راجن!" انتو بولا۔ "آپ مجھے نا اہلی کے لئے انعام نہ دیں۔ میں ان انعامات کو تب ہی ہاتھ لگاؤں گا جب آپ کی کوئی خدمت انجام دے سکوں گا۔"

راجہ کرن دیو اصرار کرتے رہے لیکن انت کسی بھی طرح اس صندوق کو لینے پر راضی نہیں ہوا۔

آول دیوی مسکرائیں۔ "یہ دوسرا بکس تو میری بہو کے لئے ہے جسے میری سہیلی کے طور پر میرے ساتھ رہنا ہے۔ اس لئے اسے تو یہ تحفہ قبول کرنا ہی پڑے گا۔ رانی کی آنکھوں میں کچھ ایسا جذبہ تھا کہ چمپک اسے ٹھکرا نہ سکی۔

"دیکھو۔" رانی نے راجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "عورت کے دل کی کیفیت ایک عورت ہی سمجھ سکتی ہے۔" راجہ رانی دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آول دیوی نے چمپک کو بلایا اور اپنے دوشالے میں چھپے زیورات کے ڈبے کو نکالا۔ اسے کھول کر انہوں نے نہایت سفید اور قیمتی موتیوں کا ہار اس کے گلے میں ڈال دیا۔ چمپک 'نہ' 'نہ' کرتی رہی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور ہار پہنا ہی دیا۔ "یہ ہے، کیا کہتے ہیں تمہارے دیس میں ...."

"مونہہ دکھائی۔" ملازم نے ان کی مشکل حل کی۔

"ہاں تو بغیر کچھ دیے مونہہ دکھائی ہوتی ہے کہیں۔ میں اپنے اس فیصلے پر بہت خوش ہوں۔ بہو کے کپڑے بالکل سفید تھے اور میرا دیا ہوا موتیوں کا یہ ہار بھی ایسا سفید کہ سب کچھ نور 'علیٰ' نور۔"

"اچھا سپہ سالار۔ میں دربار میں جا رہا ہوں، آپ بھی فوراً پہونچیے۔" کرن نے کہا۔

اس نے بہت تیزی سے سیڑھیاں پار کیں اور دربار کی طرف چل پڑا ۔ پتہ نہیں یہ تیزی صندوق لینے سے انکار کیے جانے کے سبب تھی یا کسی اور بات نے اس کے ذہن کو پراگندہ کیا تھا ۔

"دیوی، آپ کو کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ رہا ہوں ۔ آپ کے لئے آج ہی کچھ ادبی کتابیں منگوا دوں گا اور کچھ ایسے مذہبی صحیفے بھی جن میں آپ کی دلچسپی ہو۔"

وہ پورے فوجی لباس میں باہر آیا ۔ سفید دھوتی، اونچا زعفرانی کُرتا ۔ سینے پر بیش قیمت زرہ ۔ اس نے جان بوجھ کر زعفرانی پگڑی باندھی تھی جیسے کرن کی فوج کے اعلیٰ افسر پہنا کرتے تھے ۔ اس تیاری کے بعد اس نے کمر بند پہنا جس میں اس کی مشہور تلوار لٹک رہی تھی ۔

"اچھا دیوی ۔"

"جے وشویشور!" چمپک نے اداس ہو کر کہا ۔

15

کرن دیو کا دربار آماتیوں، فوجی افسروں اور محافظوں سے بھرا ہوا تھا ۔ انت دروازے پر پہونچا ۔ پہریدار نے سر جھکا کر استقبال کیا اور لانبے چوڑے پھاٹک کو کھول کر اس کے لئے راستہ بنایا ۔ وہ ہاتھیوں کے غول میں شیر کی طرح لگ رہا تھا ۔ کرن دیو کے تخت کے سامنے جھک کر اس نے کورنش کی اور بیٹھنے کے لئے جگہ تلاش کر ہی رہا تھا کہ شیر کی غراہٹ کی طرح ڈراؤنی آواز گونجی ۔ "سپہ سالار انتو، آپ میرے تخت کی بغل میں بائیں طرف بیٹھیں جس طرح داہنی طرف سپہ سالارِ اعظم اشوگندھ بیٹھے ہوئے ہیں ۔"

"تو میری غیر حاضری میں کرن نے اشوگندھ کو سپہ سالارِ اعظم بنا دیا ہے ۔" اس کے خون کا دوران تیز ہو گیا اور کنپٹیاں جلنے لگیں ۔ وہ صبح سویرے اپنے مکان پر راجہ اور رانی دونوں کی آمد سے کچھ فکرمند ہو اٹھا تھا ۔ یہ اسے کسی بڑی پریشانی کا پیش خیمہ لگ رہا تھا ۔ کرن دیو کے برتاؤ سے وہ کچھ اُلجھن میں تھا ۔ دیکھیں آج ایوان کے اس ہنگامی اجلاس میں کیا کیا ہوتا ہے، اس نے سوچا اور اپنی جگہ بیٹھ کر صبر سے انتظار کرنے لگا ۔

"سارے دروازے بند کر دیے جائیں۔ خصوصی پہریدار سبھی حاضرین کے کپڑوں اور جسم کی تلاشی لیں کہ ایوان کے اندر کوئی اجنبی تو نہیں ہے۔" کرن اسی طرح سنجیدہ تھا۔

پہریداروں نے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں کے پاس جا جا کر ان کا معائنہ کیا۔

"سب اپنے ہی لوگ ہیں۔ کوئی اجنبی نہیں ہے عالی جاہ!" پہریداروں کے داروغہ نے تخت کے سامنے سر جھکا کر کہا۔

"یہ خفیہ نشست اس لئے بلائی گئی ہے کہ ہمارے بڑے ہی معتبر جاسوسوں نے ہماری سلطنت میں سنگین انتشار پھیلنے کی خبر دی ہے۔ یہ جاسوس نہایت معتبر ہیں اور ان کی لائی گئی خبروں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ کچھ دوسری تجویزیں بھی ہیں جن پر ہمیں بات کرنی ہے۔ آپ کرن دیو کی حکومت کے انعام یافتہ اور معزز حضرات ہیں۔ آپ کو اس مسئلے پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہے۔"

"اپنے مونہہ سے، خدا کی طرح، اپنے نام کا اعلان کرنے والے کی انا کو کچل دینا ہو گا۔"

اننت کے اعصاب پھر چٹخنے لگے تھے۔

"پہلی خبر جو ہمیں ملی ہے وہ چندیل خاندان کی شکست اور ان کے حاکم دیو ورما کے قتل کے بعد کے حالات سے تعلق رکھتی ہے۔ سنا جا رہا ہے کہ گوپال نام کا کوئی جاگیردار پچھلے ایک مہینے سے پورے جیجاک بھکتی کی سطح مرتفع، پہاڑوں کی گھاٹیوں، شہروں اور گاؤوں میں گھوم رہا ہے۔ وہ وہاں کے عوام کو میرے خلاف متحد ہو جانے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس نے پانچ سو سے زیادہ گھوڑ سوار اکٹھے کر لئے ہیں۔ میری فوج نے کالنجر کا قلعہ گھیر رکھا ہے اور اس کے ٹوٹنے کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ شخص میری فوج پر اچانک حملہ کر کے میرے سپاہیوں اور گھوڑ سواروں کو قتل کر کے کالنجر کے جنگلوں میں چھپ جانے کا کھیل کھیل رہا ہے۔

جیجاک بھکتی سے ہم صرف پانچ سو سوار لے کر کاشی آئے تھے۔ میری پوری چہار رنگ فوج اس وقت آٹویہ کے علاقے کو فتح کرنے میں لگی ہوئی ہے تاکہ اُسے میری سلطنت میں ملا لیا جائے۔ اس وقت میری فوج نے کالنجر، کھجوراہو، مہوتسو[1]، گوپاچل[2] اور اجے گڑھ کے مشہور چندیل

[1] مہوبہ [2] گوالیار

قلعوں کو گھیر رکھا ہے۔ نہ قلعے ٹوٹ رہے ہیں، نہ فوج آگے بڑھ پا رہی ہے۔ اس کے ٹھیک برعکس چندیل فوج پھر سر اُٹھا رہی ہے جبکہ اس نے مجھ جیسے بہادر کُلچری کے سامنے انتہائی بزدلی کے ساتھ گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ میرے متوالے ہاتھیوں، گھوڑ سواروں اور پیدل سپاہیوں نے اس کا سر اچھی طرح کچل دیا تھا...."

کرن دیو چُپ ہو گیا۔ دربار میں خاموشی چھا گئی۔

"ہماری عظیم فوج کو پہاڑی علاقوں میں لڑنے کی تربیت نہیں دی گئی ہے" سپہ سالارِ اعظم اشوگندھ بولا۔ "پھر بھی یہ تعجب کی بات ہے کہ عوام کُلچری فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں اس لئے کہ کالنجر کے حاکم دیو ورما کے قتل کے ساتھ چندیل خاندان لگ بھگ ختم ہو گیا تھا۔"

"کیا دیو ورما کا کوئی وارث نہیں تھا؟"

"دیو ورما لاولد تھا۔" کرن بولا۔ "اس کی جگہ کسی کو بھی وارث بنا لینا کون سا مشکل کام ہے؟"

"میں نے سنا تھا کہ اس کا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے۔" آماتیہ گن لبدھی بولے۔

"اسے اپنے باپ کی موت کا اتنا رنج ہوا کہ اس نے سنیاس لے لیا اور سلطنت چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ چندیل بھی سڑی گلی روایتوں کو سر پر رکھ کر ڈھونے والے کہاروں سے کم نہیں ہیں۔ میں نے سُنا تھا کہ چندیلوں کے زنان خانے میں خوبصورت لونڈی، غلاموں اور زنانہ پہریداروں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ کسی نے یہ بھی بتایا تھا کہ دیو ورما کی پٹ رانی نہایت پڑھی لکھی اور خوبصورت عورت ہے۔ میں اسے حاصل کرنے کی نیت سے زنان خانے میں گھسا تو جانتے ہیں آپ لوگ کہ کرن دیو نے کیا دیکھا؟"

"بتائیے راجن۔ ضرور بتائیے۔" محفل میں موجود خاص خاص لوگوں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے دیکھا کہ آنگن میں ایک چتا ہے جس پر دیو ورما کی لاش کے ساتھ اس کی پٹ رانی ستی ہو گئی ہے۔ کتنی بزدل تھی وہ۔ اب جھوتی کی پاگل پرجا اپنے لوک گیتوں میں اس کی قربانی کی کہانی رو۔ رو کر سنا رہی ہے۔ اسے ستی ماتا کے نام سے پکار رہی ہے۔ آنسو بہا بہا کر

یہ لوگ رعایا کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو یہ سب اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ آپ لوگ چندیلوں کے کھوکھلے پن اور ان کے آباتیوں کی تنگ نظری سے واقف ہو جائیں۔ سننے میں آتا ہے کہ چندیل راجہ اپنی بیویوں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ان کے لئے میں صرف ایک لفظ استعمال کروں گا ــــ نامرد ۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

پوری محفل اس کے ساتھ ہنسنے لگی۔ کرن کا قہقہہ کچھ ایسا تھا جیسے کسی بھوت پریت کے قہقہے کے جھٹکے سے اس کی ہڈیاں کھڑکھڑانے لگی ہوں۔ اننت کا جسم جیسے آگ کا بن گیا۔

"راجن! مجھے سچ بولنے کی اجازت دیں تو کچھ کہوں ۔"

"کہو سپہ سالار!"

انو سنگھ کھڑے ہو گئے۔ "ہمیں کسی بھی شاہی گھرانے کی شان میں ایسے لفظ نہیں استعمال کرنے چاہئیں جن سے ان کی توہین ہوتی ہو۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ راجہ یا اس کے وارث کے نہ ہونے اور سلطنت کے تباہ ہو جانے کے بعد بھی رعایا مخالفت پر کیوں آمادہ ہے۔ چندیل خاندان ان شاہی گھرانوں میں سے نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ آپ کے بزرگ اس بات سے واقف تھے چیدی اور چندیل دونوں ہی خاندان چندر بنسی کہے جاتے ہیں۔ اس لئے 'ذات' خاندان اور نسل کا غرور چھوڑ کر اس وقت سکون کے ساتھ سوچنا یہ ہے کہ ہماری فوج جنگ کے آریائی اصولوں کو نبھا رہی ہے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے ہماری فوج کی زیادتیوں کی وجہ سے عوام مخالف ہو گئے ہوں۔"

کرن نہایت خوش تھا۔ سپہ سالار انو سنگھ نے اس الزام کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جو اشوگندھ نے بغیر جیجاک بھکتی کو دیکھے، محض قیاس آرائی کر کے چندیل فوج پر لگایا تھا۔ اس طرح انو سنگھ نے اپنی فوجی مہارت اور قیادت کی صلاحیت کا ثبوت دیا ہے۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔ میرے ایک معتبر جاسوس نے بھی بتایا تھا کہ ہمارے فوجی افسروں نے سپاہیوں کو یہ آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جا کر عوام سے ان کے دُود دھارُو جانور اور اناج وغیرہ چھین لائیں۔ ان غیر شریفانہ حرکتوں سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔"

"میری درخواست ہے۔" اشوگندھ نے اپنا مُکا لہراتے ہوئے کہا "کہ جیجاک بھکتی کے حاکم اور سپہ سالار کو فوراً یہ حکم دیا جائے کہ وہ چندیل تعلقہ دار گوپال کو پندرہ دن کے اندر،

زندہ یا مُردہ کسی بھی صورت میں مہاراجہ کرن کے دربار میں حاضر کریں۔ جہاں تک لوٹ مار کا سوال ہے یہ الزام بے بنیاد ہے۔ جس طرح طاقتور کے لئے مناسب اور نامناسب کی تمیز بیکار ہے اسی طرح جنگ جیتنے والی فوجوں کو لوٹ مار سے روکنا محض ایک بکواس ہے۔"

" راجہ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔ وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔" اننتو نے دھیرے سے کہا۔

" اس واقعے کے ساتھ ہی کاشی میں کرن دیو کی طاقت کو للکارنے والے کچھ ڈاکو بھی آ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک ماہ کے اندر کچھ ایسی وارداتیں کی ہیں جنہیں کرن دیو کبھی برداشت نہیں کرے گا۔"

اننت نے سوچا۔ اپنے لئے صیغۂ غائب کا استعمال کرنے والے کا غرور یقیناً ٹوٹ کر رہے گا۔

چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آخر اننتو سنگھ ہی بولے۔" میں غیر حاضر تھا راجن۔ اس لئے ان واقعات کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔"

" آپ ٹھیک کہتے ہیں سپہ سالار۔" کرن بولا۔ میرا اُتشار۔ ہائے میرا تشار۔ اُسے میں جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں۔ اسی تشار کو کچھ ڈاکو چرا کر رشی بتن کے جنگلوں میں لے گئے' جہاں بجریانیوں کا راج ہے۔ کوئی بھی ان سے لڑائی نہیں مول لے گا۔ وہ ایسے ایسے عمل جانتے ہیں کہ محض مادی طاقت کے بل پر ان سے لوہا لینا ممکن نہیں ہے۔"

" شعور کو ضعیف الاعتقادی میں لپیٹ کر اور غیر مرئی طاقتوں سے ڈر کر حکومتیں نہیں چلا کرتیں راجیشور! ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ آپ کا پیارا اُتشار بجریانیوں کے ہاتھ میں کیسے پہونچا۔" اننتو نے کہا۔

" مانتا ہوں کہ تشار کو مہابن لیجانے میں بجریانیوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ رات کے آخری پہر میں میرے سپاہیوں نے گھوڑے اور ایک بجریانی دونوں کو ڈھونڈ نکالا۔ دستے کے سردار نے خود دیکھا کہ نہایت ہٹے کٹے تو ندیل بجریانی کے ہاتھی کی سونڈ جیسے طاقتور ہاتھ پر اس طرح وار کیا گیا تھا کہ تلوار کاندھے کو کاٹتی، کاٹتی کو چیرتی تُشار کی پیٹھ میں چار انگل اندر دھنس گئی تھی۔ اننتو سنگھ، میں پچھلے تیس سالوں سے لڑائیاں لڑتا رہا ہوں لیکن اس طرح کی تلوار اور ایسی

تلوار بازی میں نے نہیں دیکھی۔ کیا اس کے بارے میں آپ کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"راجن! یہ تلوار کا ایسا ہاتھ ہے جسے چلانے کی طاقت بھارت کے کسی شخص میں نہیں ہے۔"

"کیا؟ ذرا ٹھیک سے سمجھائیے سپہ سالار۔"

"مہاراجہ، ایک گھوڑ سوار دوسرے گھوڑ سوار سے لڑتا ہے تو تلوار سے تلوار ٹکراتی ہے۔ دشمن پر تیز رفتار کے ساتھ وار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ مخصوص داؤں اس طرح کی جنگ میں آزما پانا ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے ایسے گھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو دشمن کے گھوڑے کی گردن پر اپنے دونوں پیروں کو اس طرح اُٹھا کر رکھ دے کہ اس کا سوار دشمن پر کافی اونچائی سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ وار کر سکے۔ ایسے گھوڑے اب نہیں ملتے۔ اس لئے کرالیندر[1] کا استعمال بھی اب ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے گھوڑے اور تلوار کا ایک ایسا توازن چاہئے جو خود میں بھی نہیں برت سکتا۔"

"مانا کہ کرالیندر رہے یہ۔ کرن مایوس ہو کر بولا۔ لیکن میرے تشار کی پیٹھ کا زخم کیوں نہیں بھر رہا؟"

"یہ میں تشار کو دیکھنے کے بعد ہی بتا سکتا ہوں، مہاراجہ۔"

"ٹھیک ہے۔ اب دوسری باتوں کو لیں۔ یہاں شنکو دھارا تالاب کے کنارے میرے گھوڑ سواروں کے خیمے لگے ہیں۔ ٹھیک سامنے والے کنارے پر کاپالک منٹھ ہے۔ وہاں میرے عزیز فوجی سردار بنگلاکش کی لاش ملی۔ تلوار کے ایک ہی جھٹکے سے سر اور دھڑ الگ الگ ہو گئے تھے۔ یہ کیسا ہے؟"

"اس پر وہ تجربہ کار لوگ روشنی ڈالیں جو کافی لمبے عرصے سے کاشی میں رہ رہے ہیں۔" انہوں نے کہا۔ "کاشی میں کیدار کے علاقے میں شنکو دھارا کے کنارے ایک کاپالک منٹھ ہے۔ دیکھنے میں یہ کسی بوسیدہ کھنڈر جیسا لگتا ہے۔ اس کے بارے میں تو میں نے سنا ہے کہ وہاں کاپالک لڑکے لڑکیاں جو بھیرو۔ بھیرویاں کہلاتے ہیں، شراب پیتے، گوشت کھاتے اور جنسی اختلاط میں مگن

---

[1] تلوار کا ایک مخصوص داؤں۔

رہتے ہیں۔ اسے وہ ریاضت کا نام دیتے ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسی جگہ پر وہ فوجی سردار کیوں گئے تھے جو اتنے بلند عہدے پر تعینات تھے؟ کیا کاپالکوں کی چکر پوجا میں ان کا بھی عقیدہ تھا؟"

"ہوں!" کرن بگڑا۔ "پہریدار! سردار پنگلاکش کے محافظوں کو حاضر کرو۔ وہ بھدربن کے گھوڑسوار سپاہیوں کے خیمے میں ہوں گے۔ گھوڑے پر جاؤ اور انہیں فوراً حاضر ہونے کے لئے کہو۔"

"اب آئیے تیسری بات پر۔" کرن تھوڑا مسکرایا۔ ہلکی سی ہنسی کی وجہ سے اس کا ہونٹ ذرا سا ترچھا ہوگیا۔ "میرے راج پروہت، نہایت عالم فاضل، علم حکمت کے ماہر کولاچاریہ گروچندیشور دیو تواری اس ایوان میں موجود ہیں۔ انہیں ابھیمینو شکراچاریہ کا خطاب بھی حاصل ہے۔"

سب نے نظریں اٹھا کر انہیں پرنام کیا۔ کولاچاریہ بیٹھے بیٹھے ہی دعائیں دے رہے تھے۔ کرن بڑی چالاکی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ کتنے لوگ ہیں جو کرن کے پیرومرشد کو تضحیک آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں، کتنے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں اور کتنے بے نیاز ہیں۔ اس کی کنجی آنکھیں لوگوں کے چہروں کو پڑھ رہی تھیں۔ وہ قیافہ شناسی کا ماہر تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر لوگوں کو خاموش ہوجانے کے لئے کہا پھر بولا "آپ آگے کی کارروائی پر غور کیجئے۔ میرے گرو نے مجھ سے کہا کہ راج راجیشور، تم شوراتری کے موقعے پر اپنے ساتویں چکرورتی ہونے کا اعلان کرو۔ یہ ایک نایاب ساعت ہے۔ اس میں تمہارے چکرورتی ہونے کا اعلان تمہارے لئے بے مثال شان و شوکت اور لمبی عمر و صحت کا ضامن ہوگا۔ تمہیں ایسی نایاب روحانی قوتیں حاصل ہوں گی جو تمہارے لئے خوشی اور خوشحالی لے کر آئیں گی۔"

سپہ سالار اعظم اشوگندھ اُٹھے۔ "حاضرین! میں اس جشن کے لئے مہاراجہ کرن دیو سے گذارش کرنے والا ہی تھا۔ مجھ سے کولاچاریہ گروچنڈیشور نے کہا تھا کہ شوراتری کا ذکر کرنا مت بھولنا۔ یہ بڑی نادر و نایاب ساعت ہے، دھن۔ دولت، جاہ و حشمت سب کچھ دینے والی۔ اسے سامنے آیا دیکھ کر بھی قبول نہ کرنا، راجہ کرن دیو کے حق میں بہت بُرا ہوگا۔"

سب لوگوں نے تالیاں بجا کر کرن دیو، اشوگندھ اور گروچنڈیشور کی تائید کی۔ مہاشوراتری پر تو ویسے بھی کاشی کے باشندے سب کچھ بھولے ناتھ[1] پر چھوڑ کر ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ بھنگ

[1] بھگوان شو

اور دھتورے کو پیس کر بنائی گئی بڑی بڑی گولیاں بادام، شکر، دودھ اور شہد کے ساتھ ملا کر پینے کا اپنا الگ ہی لطف ہے۔ اس لذت کا کیا کہنا۔ بے مثال۔

دربار چاہے کرن دیو کا ہو یا چندر دیو کا۔ ہمیں تو زیادہ سے زیادہ دولت ہتھیا لینے سے مطلب ہے۔ کاشی کسی کے ہاتھ میں ہو۔ ہم زمانۂ قدیم سے سب کے لئے خوش آمدید کا جھنڈا لہراتے چلے آئے ہیں اور آتے رہیں گے۔ ہمیں خواہ استحصال کرنے والا کہو یا خوشامد خور، پاکھنڈی کہو یا نفس پر قابو رکھنے والا۔ ہم تو ہندوستان کے اس عجیب وغریب شہر کے ترشول پر لٹکتے ہوئے لنگوٹ کو ہی اپنا رہبر مان کر چل پڑتے ہیں۔ ہم خواہ کوئی بھی ہوں۔ برہمن کہہ لو، شودر کہہ لو، چھتری کہہ لو، راجپوت کہہ لو، بنیا کہہ لو — ہم ان سب خانوں میں بھی ایک ہی ہیں۔ ہمارا نہ کوئی اپنا فیصلہ ہے نہ آزادانہ فکر۔

ابھی لوگ راج راجیشور کرن دیو کے اعلان پر خوش ہو کر تالیاں بجا ہی رہے تھے کہ صدر دروازہ کھلا اور دونوں گھوڑ سوار اندر آ کر کھڑے ہو گئے۔

"راجیشور! یہ ہیں سردار چنگلاکش کے محافظ" پہریداروں کے داروغہ نے کہا۔

"انہیں تخت کے پاس لاؤ۔"

پہریداروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ننگی تلواروں کے سائے میں وہ شاہی تخت کے نزدیک لائے گئے۔

"کیوں جی، کیا نام ہے تمہارا؟" کرن دیو نے پوچھا۔

"میں ہوں جگیشور ان داتا۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"مالوہ کا ہوں سرکار۔"

"یہاں کب آئے؟ میری فوج میں کب بھرتی ہوئے؟"

"پچھلے دو سال سے۔"

"تم کیا یونہی گھومتے رہے ہو دو سال۔"

"نہیں ان داتا۔ میں راجہ بھوج کی فوج کے ساتھ پورب کی لڑائی کے لئے آیا تھا۔ میں ایک بڑی گھریلو پریشانی میں پڑ گیا تھا۔ پھر میں نے لوٹتی ہوئی فوج سے بھاگ کر کاشی میں پناہ لے لی۔ میں نے

سوچا کہ اگر مالوہ گیا تو کچھ اس طرح سولی پر لٹک جاؤں گا کہ نہ جی سکوں گا نہ جلدی موت آئے گی۔ اس لئے میں نے سنیاسی ہو کر کاشی میں رہنا زیادہ مناسب سمجھا۔"

"کیسی گھریلو پریشانی؟"

"یہ بے حد ذاتی معاملہ ہے راجن!"

"سپاہی!" اشوگندھ دہاڑا۔ "جواب دینے سے پہلے اپنی اوقات اور اپنی حدود کا دھیان رکھو۔ بولو کیا تھی وہ ذاتی بات۔"

"میرے بڑے بھائی نے الزام لگایا کہ ان کی بیوی یعنی میری بھاوج سے میرے ناجائز تعلقات تھے۔ اسی لئے انہوں نے مجھے اور بھاوج دونوں کو بہت پیٹا جبکہ بھاوج میرے لئے ماں جیسی تھی۔ انہوں نے اور بھی تکلیف دہ سزائیں دیں اور مجھے فوراً مالوہ چھوڑ کر کہیں نکل جانے کا حکم دیا۔"

"کیا یہ سچ ہے کہ تم کاپالک مٹھ میں سردار بنگلاکش کے ساتھ گئے تھے؟" کرن دیو نے پوچھا۔

"ہاں ان داتا۔ میں گیا تھا۔ میں اکثر وہاں جاتا تھا۔ اپنی ذہنی کیفیت کی وجہ سے میں مجبور تھا۔ مجھے شراب، بھنگ کی گولیوں اور ایک طرح کی خشک پتیوں کی عادت پڑ گئی تھی جنہیں یہاں کے لوگ گانجا کہتے ہیں اور چلم میں جلا کر پیتے ہیں۔ ان نشہ لانے والی چیزوں کی وجہ سے سات آٹھ گھنٹے نشے میں غین رہتا تھا۔ سردار بنگلاکش مجھے اس مصیبت سے بچانے کاپالک مٹھ گئے تھے لیکن خود شراب، گوشت خوری اور عورت میں ڈوب گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تو یہ سب اپنی ذہنی الجھنوں کی وجہ سے کرتا ہوں آپ کیوں اس چکر میں پڑ گئے۔ انہوں نے ہنس کر کہا "جگیشور، میری ذہنی الجھنیں تم سے مختلف ہیں لیکن علاج دونوں کا ایک ہی ہے۔"

"کیا ۔ ؟" کرن نے پوچھا۔

"انہوں نے بتایا کہ وہ ..."

"ہاں بولو ۔ بولو۔"

"میں نہیں بول سکتا راجن۔ آپ اگر موت کی سزا دینا چاہیں تو دے دیں لیکن میں

سردار پنگلاکش کی ذاتی .....“

”بولتا ہے یا نہیں؟“ کیا بات کہی تھی پنگلاکش نے؟“

”ٹھیک ہے۔ جب موت ہی لکھی ہے تقدیر میں تو میں سچ کو کیوں چھپاؤں۔ ایک بات ہے ان داتا، آپ کو اس سے بڑی سخت تکلیف پہنچے گی۔“

”نیچ، شودر!“ اشوگندھ اس کے پاس گیا اور اس نے جگیشور کے جبڑے پر زور کا مکا مارا۔

”بول کیا کہا تھا پنگلاکش نے؟“

”وہ سپہ سالار اعظم اشوگندھ کی بیٹی کے عشق میں مبتلا تھے۔“

”میں محترم اشوگندھ اور مہاراجہ کرن دیو سے درخواست کرتا ہوں کہ اس شخص کو کہیں علیحدہ لے جاکر اس سے بات کریں۔ جیسا کہ اس نے خود بھی کہا، یہ پاگل ہوچکا ہے۔ اس کی باتوں پر سنجیدگی سے کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ سردار انتو نے سنجیدگی سے کہا۔

”میں سپہ سالار انتو کا ممنون ہوں۔ انہوں نے میری تکلیف کو سمجھا اور ہم لوگوں کو ایک دیوانے کی بڑ پر دھیان نہ دینے کا مشورہ دیا۔ میں اس مشورے سے پوری طرح متفق ہوں۔“

اشوگندھ سر نیچا کرکے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس کے نتھنے پھول پچک رہے تھے۔ چہرہ شرم سے سرخ ہوگیا تھا اور ٹھنڈ کے باوجود پیشانی عرق آلود ہوگئی تھی۔ چادر کے کونے سے اس نے پسینہ پونچھا اور ہانپنے لگا۔

”میں آپ سب کا ممنون ہوں کہ آپ لوگوں نے ساتویں چکرورتی کے اعلان کے لئے باہم مل جل کر فیصلہ کیا۔ میرا خیال تھا کہ اس سلسلے میں آپ لوگوں سے مزید سوچ بچار کے لئے کہوں گا لیکن اس وقت میری طبیعت کچھ پژمردہ ہوگئی ہے اس لئے آج کی یہ محفل برخاست کی جاتی ہے۔“

کرن دیو نے تخت سے اتر کر اشوگندھ کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور زور سے بولے۔ ”پہریدار!“

پہریدار اور ان کا داروغہ تخت کے پاس ادب سے ہاتھ جوڑے جھک کر کھڑے ہوگئے۔

”ان دونوں سپاہیوں کو جیل خانے میں ڈال دو۔ اور ہوشیار رہنا۔ اس میں ذرا سی بھی کوتاہی ہوئی تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔“

اشوگندھ کے جسم میں لرزش تھی۔ اُسے تھپکتے ہوئے کرن دیو زنان خانے کی طرف جانے والے دروازے کی سمت بڑھے۔

"میں چلتا ہوں مہاراجہ!" اننت نے کہا۔

کرن دیو نے اننت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "انتو، میں سچ مچ تمہارا احسان مند ہوں۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ کرن دیو چکرورتی بننے کا اعلان کرنے جارہا ہے اور اس میں صحیح طریقے سے سوچ سمجھ کر بولنے کی صلاحیت بھی نہیں۔ تم نے تنہائی میں بات چیت کرنے کا جو مشورہ دیا اس سے تمہاری معاملہ فہمی اور صحیح وقت پر جاگ اُٹھنے والی فراست جھلکتی ہے۔ تمہارے اندر سپہ سالار کی ہی نہیں بلکہ ایک وزیراعظم جیسی سوجھ بوجھ ہے۔"

اننت کو محسوس ہوا کہ وہ اپنے بُنے ہوئے جال میں خود پھنس گیا ہے۔ وہ کشمکش میں پڑ گیا تھا۔ "بے وقوف، جعلساز، تو بڑھ بڑھ کر زیادہ مت بول۔" یہ صدا گویا اس کی روح کے اندر سے اُٹھی۔ اُسے عظیم پربھاس پکار رہے تھے۔ خبردار! خبردار!! انتو کا جسم جیسے لمحہ بھر کے لئے منجمد ہو گیا۔

"کیا سوچ رہے ہو سپہ سالار؟"

"میں ۔۔ میں، معاف کریں مہاراج۔ کچھ سوچنے لگا تھا۔" انتو نے کہا۔

کرن نے اس کی طرف اپنی کنجی آنکھوں سے دیکھا۔ "کیا ہم اس لائق نہیں کہ تمہارے خیالات جان سکیں؟"

"یہ بات نہیں عالی مقام! میں سوچ رہا تھا کہ محترم اشوگندھ کی پریشانی دُور کرنے کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"کیا کرنا چاہتے ہو سردار؟"

"مہاراج! میں فوجی ہوں۔ پھر بھی آپ کو بتادوں کہ میرے والد کانیہ کبج کے جاگیردار سومیشور دیو کے اتالیق تھے۔ انہوں نے ایک بار کہا تھا کہ دل میں اگر طوفان اُٹھ رہا ہو تو سارے کام کاج چھوڑ کر اپنی روح کے اندر گم ہو جانے کی کوشش کرو۔ اپنے اندر جھانک کر دیکھو، اپنا ضمیر ٹٹولو۔ راجن میں کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن جھجک بھی رہا ہوں کہ کہیں میری رائے کو دخل اندازی

نہ سمجھ لیا جائے۔"

"بولو سپہ سالار۔ تم نے مجھے اس وقت زبردست کشمکش سے نجات دی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔"

انتو نے اشوگندھ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "محترم بھائی۔ رشنجنی کو کوئی سزا نہ دیں۔ میں چمپک کو زنان خانے میں بھیج رہا ہوں۔ اس نے شاستر پڑھ رکھے ہیں اور وقت و مقام دیکھ کر چلنے والی لڑکی ہے۔ صبح ہی مہاراجہ کرن دیو اور مہارانی آول دیوی اس سے مل چکے ہیں۔ آپ اسے حکم دیں کہ وہ رشنجنی سے مل کر سچائی معلوم کرنے کی کوشش کرے۔"

"ہاں انتو۔ میں نے اور مہارانی دونوں نے ہی چمپک کے بارے میں یہ رائے قائم کی ہے کہ وہ ایک غیر معمولی صلاحیتوں والی اور سوچ سمجھ کر کام کرنے والی عورت ہیں۔"

"ٹھیک ہے انتو۔ تم آج چمپک کو بھیج دو۔ میں رشنجنی سے ابھی کچھ نہیں پوچھوں گا۔"

"چمپک کو بھیج کر تم کہیں چلے مت جانا انتو۔ ہمیں آج ہی ان مسئلوں پر دوبارہ بات کرنی ہے جو ایوان میں پیش کئے گئے ہیں۔"

16

چندیلوں کی گڑھی کے پھاٹک پر جو آٹویہ جن پد کے بیچ میں واقع تھی، کئی پہریدار کھڑے تھے۔ دونوں گھوڑوں کے پہنچتے ہی انہوں نے ان کے استقبال اور اعزاز میں سنکھ بجائے۔ ملازم گھوڑوں کو پکڑ کر سرائے کی طرف لے گئے۔

"آئیے آریہ رنجک۔" پذیرائی کے لئے سپہ سالار گوپال خود موجود تھے۔ انہوں نے رنجک کو گلے سے لگا لیا۔ کیرت ان دونوں بوڑھے بیلوں کو سینگ میں سینگ اڑائے دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

پھر گوپال کیرت سے لپٹ گئے۔ "راجہ، آپ نے اچھا کیا آریہ رنجک کو یہاں لے آئے۔ میں انہیں کم از کم پندرہ دن تک تو کہیں نہیں جانے دوں گا۔ میرا خدا انہیں مکمل آرام

کا حکم دے چکا ہے۔"

رنجک اداس تھے۔ دل میں کوئی چیز کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی لیکن وہ مسکراتے ہوئے بولے۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے آرام کی ضرورت ہے؟"

"کیوں؟ آپ خود تو جاسوسی کریں گے اور گوپال خشک تالاب کی سیڑھیوں پر بیٹھا پیروں کو پانی میں ڈالنے کا بہانہ کرے گا۔"

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ مجھے کاشی کا ایک آدمی آدھی رات کو ہی یہ دل خوش کن خبر دے گیا تھا۔"

"پارس!" رنجک ہنسے۔ "یہ لڑکا بھی عجیب ہے۔ میں اسے کتنا بھی سمجھاؤں، میری سنتا ہی نہیں۔ جانتے ہو کیا کہتا ہے؟"

"کیا؟" گوپال رنجک کی طرف ایک ٹک دیکھتے رہے۔

"کہتا ہے، آریک، تمہارے خواب، تمہارا دل، زندگی اور موت سب کچھ تمہارے لیکن جسم پنجرے میں بند پارس کے آنگن میں لٹک رہا تھا اس پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔"

کیرت اور گوپال قہقہہ لگا کر ہنسے۔ "وہ ٹھیک کہتا ہے۔ آپ کے لئے آرام ہی دوا ہے۔"

"شوبھو!" گوپال بھٹ نے آواز لگائی۔ "شوبھو! ہم لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد تمہارا جن پد دیکھنے چلیں گے۔ گاؤں کے مکھیاؤں کو بلایا ہے تم نے؟"

"وہ شام کو آئیں گے سپہ سالار!"

"ٹھیک ہے۔ تم نے ان کے لئے صحیح وقت چنا۔ اگر دیر ہو جائے تو انہیں کل تک یہیں رکنا ہے۔ ساری باتیں پہریدار کو سمجھا دو۔ کسی کو خبر نہیں ہونی چاہئے۔" اسی وقت شوبھو کے اشارے پر ایک نوجوان اندر آیا۔

"پرنام کرو سیناپتی جی کو۔" شوبھو نے کہا۔ "یہ لڑکا آٹوئیہ علاقے کا 'چاٹ' ہے۔ یعنی میرا مددگار۔"

"کیا نام ہے اس کا؟"

"لوچن۔"

"کیوں رے لوچن۔ تجھے کرما ناچنا آتا ہے؟"

لوچن شرما گیا۔ "آتا ہے ان داتا۔"

"تو مجھے ان داتا کیوں کہہ رہا ہے رے پگلے۔ میں گھوڑے کی پیٹھ پر کھاتا ہوں اور اسی پر سوتا ہوں۔ جس جھونپڑی کے دروازے پر رک جاتا ہوں وہیں کوئی ماں، کوئی بہن، کوئی بہو، جو گھر میں ہوا روکھا سوکھا، میری طرف بھی بڑھا دیتی ہے۔ موٹی موٹی روٹیوں کا مزا ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ مجھے گھیر کر سب روتے ہیں۔ ڈاہر پا نے ہماری بھینس چھین لی، اس کے آدمی گائے لے گئے۔ جھونپڑی لوٹ لی۔ میں پاگلوں کی طرح آسمان دیکھنے کا ناٹک کرتا ہوں۔ انگوچھے میں مونہہ چھپا کے آنکھیں پونچھتا چل دیتا ہوں۔"

دوپہر کا کھانا کھا کر رنجک، کیرت اور گوپال تینوں ایک ہی کمرے میں لگے بستروں پر تکیے کے سہارے لیٹے ہوئے تھے۔ اسی وقت باہر سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی۔

دروازے پر کھڑا پہریدار اپنا بھالا بغل میں دبائے کمرے کے پاس آیا۔ "راجیشور" اس نے بند دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھول کر کیرت باہر آئے۔ "کیا بات ہے دربان؟"

"کاشی کے ولی عہد گووند چندر دیو آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

کیرت نے اندر جا کر کہا "گووند آیا ہے آریہ رنجک، ملنے کی اجازت چاہتا ہے۔ کیا کہوں؟"

"یہ فیصلہ آپ کو ہی کرنا ہے راجن۔ اس حقیر رنجک سے بڑے لوگوں کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ خاص طور سے ان لوگوں کے بارے میں جو رنجک کو کسی ملازم سے بھی گیا گذرا سمجھتے ہیں۔"

کیرت نے گوپال کی طرف دیکھا۔

"آپ جا کر خود فیصلہ کریں راجن۔ مناسب اور نامناسب کو آپ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکے گا۔" گوپال تکیہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ "پہریدار، جا کر ولی عہد بہادر سے کہو کہ راج راجیشور اُن سے ملنے فوراً آ رہے ہیں۔"

"جو حکم!"

کیرت نے کمر بند کس اور سیدھے دروازے کے پاس پہونچے۔ گووندان کی طرف دوڑا اور ان کے پیر پکڑ لئے۔ "بھائی جی، میں بہت ہی ذلیل اور احسان فراموش ہوں، بُرا ہوں لیکن جو بھی ہوں آپ کا ہی ہوں۔ میں آریہ رنجک سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ اس کے لئے مجھے آپ کی مدد چاہیے۔ آپ میری درخواست ٹھکرائیں نہیں۔"

کیرت نے گووند کو اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ "گووند، حکومت کرنا تلوار کی دھار پر چلنے کے برابر ہوتا ہے۔ اسے بڑی مشق اور توازن سے ہی نبھایا جا سکتا ہے۔ تمہیں اپنوں اور پرایوں کو پہچاننا، ان کے درمیان فرق کرنا سیکھنا ہوگا۔ تمہیں اپنے ساتھ سیکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کو جہاز پر بٹھا کر سمندر پار کرانا ہوگا۔ آندھی، طوفان، تیز ہوائیں، ساحل سے ٹکرانے والی اونچی اونچی لہریں، ان سب سے جہاز کو بچانا بھی پڑے گا۔ اسی لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ اپنے سامنے اونچا مقصد ضرور رکھو لیکن وِدیادھر دیو کو مثال مت بناؤ۔ میں نے یہ اس لئے نہیں کہا تھا کہ ان کی زندگی رنگوں سے خالی تھی بلکہ اس لئے کہا تھا کہ وِدیادھر جیسا شیریں زبان، سادہ مزاج، معاملہ فہم اور دشمن کے تئیں بھی بے نیاز بنا رہنے والا انسان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ آؤ چلیں۔ یہ گدّی بھی تمہاری ہی ہے۔ یہاں تمہیں رسمیات سے دُور سادگی کے ساتھ رہنا ہے۔"

گووند جیسے ہی اس کے کمرے میں پہونچا، سامنے گوپال بھٹ دکھائی دیے۔ انھیں دیکھ کر وہ ٹھٹکا۔ پھر رنجک گاہڑوال کے پیروں پر سر رکھ کر رونے لگا۔ "آریہ، مجھ گھمنڈی، فریبی، پاجی اور زبان دراز انسان کو معاف کر دیں۔ میں قسم کھاتا ہوں اب کبھی آپ کے ساتھ تلخ کلامی نہیں کروں گا۔"

"اٹھو ولی عہد!" رنجک نے آنکھیں پونچھیں۔ "میں ندی کے کنارے لگا ہوا درخت نہیں، خشک پتہ ہوں کب شاخ سے الگ ہو کر پانی میں بہہ جاؤں، کچھ پتہ نہیں۔ گاہڑوال میرا خاندان ہے۔ تمہارے کنبے کا ایک فرد مانا جاتا رہا ہوں۔ لاولد آدمی ہوں۔ پنڈدان کو بھی ترستا رہ جاؤں گا روح بھٹکے گی۔ میری زندگی میں سُنینا نام کی ایک عورت آئی تھی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جس خاندان کی عورتیں تک تمہاری بے عزتی کرتی ہیں وہاں کتے کی طرح دُم ہلاتے ہوئے کیوں پہونچ جاتے ہو۔ میں اس رات بہت رنجیدہ تھا ولی عہد۔ میں نے سُنینا کو بہت ڈانٹا تھا اور کہا تھا کہ نچلے طبقے کی عورتوں کی طرح باتیں کرنا چھوڑ دو ورنہ بہت پچھتاؤگی۔ آخر میں میں ہی جیتا۔ سنینا نے اس موضوع

پر پھر کبھی بات نہیں کی۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ سُنینا ہی صحیح تھی۔ غلط تو دراصل میں خود تھا۔ آدرش شاید دُور کہیں لیجانے کے لئے مقدّر ہو چکا ہے لیکن سراب موت کے دروازے تک پہونچانے کے لئے للچاتا ہے۔ میں دونوں کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ نہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔"

کیرت نے گووند کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔" اٹھو ولی عہد۔ تم بہت تھک گئے ہو۔ آج بھی رپ پُنجے، اُڑ گیا تھا کیا؟"

"جیسا مالک ویسا اس کا گھوڑا۔ دونوں اڑیل۔" گووند بولا۔

"پہریدار کے گھوڑے سے آئے ہو؟"

"ہاں بھائی جی۔"

"چلو فوراً نہاؤ اور کھانا کھا کر اس کمرے میں یا بغل والے میں' جہاں جی چاہے آرام کرو۔"

گووند کھانا کھا کر بغل والے کمرے میں بچھے پلنگ پر لیٹ گیا۔" تو یہ ہے چندیلوں کی اَٹوٹ گڑھی۔ یہ ہمارے کاشی کے قلعے سے کہیں بہتر ہے۔ نہایت آرام دہ اور بُرے دنوں کے باوجود ضرورت کی ہر چیز سے آراستہ۔" مالک کے آنے کی خبر پاکر ملازم، سائیس، پہریدار، گھوڑ سوار سب خوش خوش ہیں۔ مایوسی اور نا امیدی کو جھاڑ کر انہوں نے الگ پھینک دیا ہے۔ رنجک آریہ مجھے اور بھائی جی کو یہاں لانے کے لئے آئے تھے۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ بھائی جی نے بڑی مایوسی کے ساتھ کہا تھا' ہمیں کاشی نہیں آنا چاہئے تھا۔ اپنے ہی علاقے کے غاروں' پہاڑوں وغیرہ میں پناہ لینی چاہئے تھی' گرتا وہی ہے جو گھوڑ سواری کرتا ہے۔' گووند کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔ وہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکا کہ یہ سب کاشی کو کرن سے آزاد کرانے کے منصوبے ہیں۔ کرن مجھوتی سے گذرے بغیر چیدی علاقے میں واپس نہیں جا سکتا۔ بھائی جی نے کہا تھا' کرن تمہارے لئے پھانسی کا پھندہ ہے۔ اس سے آزاد ہو جاؤ۔ تمہیں شہنشاہ بننا ہے، یہ طنز نہیں تھا۔ آریہ رنجک اور گوپال بھٹ نے مجھے نظر انداز کیا تو مجھے سمجھانے کے لئے بھائی جی نے یہاں چلنے کو کہا تھا۔ پہاڑی علاقے میں کرن کو ہرانا آسان ہے لیکن یہ تب تک ممکن نہیں ہے جب تک بقول آریہ رنجک جنگ سے پہلے شطرنج کے مہروں کی چال کو سمجھ نہ لیا جائے۔"

"ولی عہد بہادر!" کسی نے ہولے سے دستک دی۔
گووند نے دروازہ کھولا۔ سامنے پہریدار کھڑا تھا۔
"مہاراجہ کیرت نے کہلایا ہے کہ ہم آٹوئیہ دیس کے دکھنی علاقے کی طرف نکل رہے ہیں سپہ سالار اور آریہ رنجک بھی جا رہے ہیں۔ آپ چلنا چاہیں تو تیار ہو جائیں۔ اگر اور آرام کرنا چاہتے ہوں تو رُک جائیں۔ جیسی آپ کی خواہش۔"
"تم فوراً جا کر کہو کہ میں تیار ہوں۔ دیکھو مجھے چھوڑ کر نہ چلے جائیں لوگ۔"
"جو حکم۔"
گوپال بھٹ، کیرت، رنجک آریہ، شوبھو بنا پھر، لوچن۔ پوری بھیڑ تھی۔
"اتنے لوگ چل رہے ہیں بھائی جی؟"
"ہاں گووند۔ ہم اس جن پد کی، اس کے چپّے چپّے کی یادوں کو تازہ کرنا چاہتے ہیں۔"
سبھی کے اپنے اپنے گھوڑے تھے۔ پرچنڈ کی باگیں تھامے کیرت کے گرد ایک حفاظتی گھیرا سا بن گیا تھا۔
"کیوں رے لوچن!" سپہ سالار مسکراتے ہوئے بولے۔
"ہاں ان داتا۔"
"پھر وہی ان داتا۔"
"ہاں ان داتا۔"
شوبھو نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ پوچھا جائے اسے سمجھ کر جواب دے۔"
"تو کیسے چلے گا لوچن۔ تُو یہیں آرام کر۔" گوپال بھٹ نے کہا۔
"نہیں ان داتا۔ میرا اپنا ٹٹّو ہے۔ وہ رہا، وہاں۔ خوب چلتا ہے۔ دوڑتا بھی ہے۔ مجھے چلنے کی اجازت دیجئے ان داتا۔ بہت دن سے سن رہا تھا کہ راجہ آ رہے ہیں۔ لوگ مجھ سے پوچھتے تھے میں آلوک جی کے حکم سے کہہ دیتا تھا اب راجہ کہاں سو راجہ کے ساتھ چلنے دیں ان داتا۔"
"اچھا بھائی چل۔ تو بھی چل۔"
"گووند تم پرچنڈ پر چلو گے، یا اس پہریدار کے گھوڑے پر؟"

"پہریدار کے گھوڑے سے ہی چل رہا ہوں بھائی جی۔"
گووند یہ دیکھ کر حیران تھا کہ پندرہ سال کا لڑکا اپنے راجہ کے ساتھ چلنے کے لئے ضد کر رہا تھا۔ جنگل کے غاروں اور خطرناک علاقوں سے اچانک نکل پڑنے والے جانوروں کا بھی کوئی ڈر نہیں تھا اُسے۔ کرن کی فوج بھی کہیں نہ کہیں جنگل میں ہوگی ہی۔ لیکن نہ تو کوئی ڈرا ہوا ہے نہ فکرمند ہے۔

گڑھی اور آٹویہ دیس کے جنوبی علاقے کو جوڑنے کے لئے کوئی سیدھا اور ہموار راستہ نہیں تھا۔ چاروں طرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ کچھ اونچی، کچھ نیچی۔ جنگل جیسے جیسے پاس آتے گئے، راستے تنگ اور پرخطر ہوتے گئے۔ منزل کہاں ہے؟ ہانپتے ہوئے گھوڑے اور ان کے سوار پوچھ رہے تھے۔ چھوٹی چھوٹی ندیوں کو پھلانگتے ہوئے گھوڑوں کے پیر اکثر پھسل جاتے تھے۔ اس علاقے میں غالباً وہی لوگ رہ سکتے ہیں جو بھوک جھیل سکتے ہوں۔ جنگلی اور پہاڑی لوگ ان پتھروں کی چٹانوں پر آسانی سے چڑھتے اُترتے دکھائی پڑ رہے تھے۔ ببول کے کانٹے دار درختوں کی فراوانی تھی۔ رنگ برنگے پھولوں کی گھنی بیلیں ان پر چڑھی ہوئی تھیں۔ پہاڑی لوگوں کی بنائی ہوئی پگڈنڈیوں کو انہوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ آنکھوں کے لئے یہ قدرتی مناظر نہایت حسین اور خوشگوار تھے۔ لیکن راستوں کو انہوں نے دشوار گذار بنا دیا تھا۔ گھوڑوں کے لئے ان پر چلنا مشکل ہو رہا تھا۔

دور سامنے ایک گھوڑسوار پسینے میں لت پت آتا دکھائی پڑا۔ وہ پتھریلے راستے کی ٹھوکروں سے بچتا تیزی سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گوپال اور رنجک بیک وقت بول پڑے "دیکھنا کہیں پارس تو نہیں ہے؟"

کیرت، گوپال، گووند سبھوں نے گھوڑے روک دیے۔ سامنے اپنے گھوڑے پر چابک چلاتا پارس دیو چلّا رہا تھا۔ "چل بیٹے چل۔ آج میری لاج رکھ لے پتہ نہیں کس جنڈیل گڑھی میں آریہ رنجک سے ملاقات ہوگی۔"

"پارس — پارس —" کیرت نے لانبی سانس بھر کر، پوری قوت کا استعمال کر کے کراتوں کے بگل جیسی آواز نکالی۔ "پارس! پارس!!"
پہاڑوں کی چوٹیوں میں اس نام کی صدائے بازگشت گونج اُٹھی۔ ہر پکار کے بعد دیر تک

چاروں طرف پارس، پارس سنائی دیتا رہا۔ پارس نے کیرت کی آواز سن لی لیکن وہ پہاڑ پار کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔ اس کے گھوڑے کے سموں سے خون بہہ رہا تھا۔ تبھی لوگوں نے دیکھا کہ پارس کا گھوڑا لڑکھڑایا اور کھڈ میں جا گرا۔ اس کی گردن ٹوٹ کر لٹک گئی۔

"پارس! پارس!!" آریہ رنجک چیخ رہے تھے۔ ادھر نالے کے پاس کھڑے گھوڑ سوار سکتے کے عالم میں آ گئے تھے۔ مصیبت میں پھنسے بے بس لوگوں کی طرح ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔ سبھی لوگوں کے سامنے کیرت نے پرچنڈ کی باگ کو جھٹکا دیا۔ پرچنڈ تیزی کے ساتھ اچھلا اور نالے کو پھلانگ کر سنبھل سنبھل کر پہاڑیوں پر پہاڑی لوگوں کی طرح ہی چلنے لگا۔ بغیر سیڑھیوں کے اتنی اونچی پہاڑی کو گھوڑے پر بیٹھ کر پار کرنا بڑا مشکل اور خطرناک کام تھا۔

گوپال بھٹ چلائے۔ "راجہ! رک جائیے۔" کیرت نے آواز سن لی لیکن بات نہیں مانی۔ پھر پرچنڈ کو ایسا اشارہ دیا کہ وہ زور سے ہنہنایا اور باز کی طرح جھپٹا مارتے ہوئے نہایت تیزی کے ساتھ کودا اور پہاڑی کو پار کر گیا۔

"ہے بھگوان!" گوپال بھٹ گھوڑے سے اتر گئے اور گھٹنے موڑ کر پتھریلی زمین پر پوجا کرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔ "ماں شاردا، ان کی حفاظت کرنا، انہیں محفوظ رکھنا ماں۔ دیوی ہم مصیبت کے مارے لوگوں کی پریشانیوں کو دور کرو۔ ہم سے خوش رہو، خوش رہو، خوش رہو۔" رنجک کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ گوپال کے جھکے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے کی غرض سے آئے تھے۔ لیکن گوپال کے سامنے صرف اندھیرا تھا۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا۔

سبھی لوگ مایوس، ناامید کھڑے تھے۔ لوچن تو باقاعدہ رونے لگا تھا کہ ایک بار پھر کیراتوں کے بگل جیسی تیز آواز پہاڑیوں میں ارتعاش پیدا کرنے لگی۔ "گھبرائیے نہیں، گھبرائیے نہیں۔"

گوپال نے آواز سن لی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے اٹھے لیکن ان کی آنکھیں اب بھی نم تھیں۔ ہاتھ جوڑے وہ پہاڑی کی طرف دیکھتے رہے۔ تبھی ناممکن کو ممکن بناتا، بجلی کی طرح پہاڑی کو پھلانگتا پرچنڈ جیسے ہوا میں اڑتا ہوا نیچے آ گیا۔ اس پر دو آدمی تھے۔ کیرت اور پارس۔

لوگ پرچنڈ کی طرف دوڑے۔ گھوڑا کافی زخمی تھا۔ اس کے پچھلے پیر خون میں ڈوبے ہوئے تھے اور دونوں گھٹنوں سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ کان کے پاس گہرا زخم تھا۔ سانس اس طرح لے رہا

تھا جیسے اندر کوئی نس پھٹ گئی ہو۔ کیرت کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ اپنا مونہہ چھپائے وہاں سے ہٹ کر پہاڑی کی طرف چلے گئے۔ آج اس مصیبت کی گھڑی میں پھر اس بوڑھے سنیاسی کی صورت ذہن میں کوندھ گئی۔ اُدھانڈ کے اس پر اسرار شخص نے کہا تھا "بیٹے تو نے گھوڑے کو ایسا سدھالیا ہے کہ یہ تیرے لئے جان بھی دے سکتا ہے۔ لیکن میں جس مستقبل اور جھونی کو دیکھ رہا ہوں اسکے پورے جنگلی علاقے میری نظروں کے سامنے کھڑے ہیں۔ ان کی وجہ سے تم پر اور تمہارے گھوڑے پر مصیبت آسکتی ہے۔ اس سے بچنے کی ترکیب بتا رہا ہوں۔ غور سے سنو۔ لمبی کود اور اونچائی سے گرنے پر گھوڑے کو اگر چوٹ آجائے تو اُسے پرینگ، پیپل اور رُوسے کے پتوں کے ساتھ چیتا بیل پیس کر گرم دودھ کے ساتھ پلا دینا۔ گھوڑا بچ جائے گا۔ اونچائی سے کود کر گرنے والے گھوڑے کے لئے یہ علاج تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ پرینگ، پیپل، رُوسے کے پتے اور چیتا بیل توڑ رہے تھے کیرت، لیکن گرم دودھ کہاں سے آئے؟ جڑی بوٹیاں تو پہاڑی پر مل گئی تھیں۔ وہ پہاڑی سے اتر کر کسی تھکے ہارے جواری کی طرح پر چنڈ کے پاس آئے۔ "بیٹے پرچنڈ اتم گندھرو نسل سے پیدا ہوئے ہو۔ برہما کی حق گوئی سے، سوم، ورون اور اگنی دیوتا کے اثر سے، سورج کے نُور سے، تینوں کی ریاضت سے، رودر کے ضبطِ نفس سے اور ہوا کی طاقت سے تم ہمیشہ آگے بڑھتے چلو۔" یہ تانترک منتر کیرت نے پرچنڈ کے کانوں سے مونہہ لگا کر کئی بار دوہرایا۔ پرچنڈ بہت بے چین تھا۔ کیرت نے سپہ سالار کی طرف دیکھا۔ "مجھے فوراً گرم دودھ چاہئے۔ مل گیا تو میرا پرچنڈ مجھے واپس مل جائے گا ورنہ ایک گھڑی بعد میں بھی اس کے ساتھ اس کی چتا پر جل مروں گا۔"

انہوں نے جڑی بوٹیوں کے پتوں اور بیلوں کو ایک پتھر پر رکھ کر کوٹنا شروع کیا۔

"راجہ گھبراؤ نہیں۔ لوچن تھوڑی دیر میں گرم دودھ لے آئے گا۔ اگر نہیں ملا تو گھوڑے کی چتا پر میں بھی تمہارے ساتھ جلوں گا۔"

لوچن دوڑ کر اپنے ٹٹو پر چڑھ گیا اور بانس کی چھڑی سے اسے ہنکاتا اس طرف بھاگا جدھر سے کچھ دیر پہلے یہ لوگ آئے تھے۔

"راجن!" شوبھو بنا پھر نے ان کے ہاتھ سے جڑی بوٹیاں لیں۔ "گھبرانے کی بات

نہیں ہے ۔ گھوڑے نے خون نہیں اُگلا ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل یا پھیپھڑوں پر چوٹ نہیں آئی ہے۔" گوپال اور رنجک دونوں بلکتے ہوئے کیرت کے پیروں پر گر پڑے ۔ دونوں ہی ادھیڑ عمر کے تجربہ کار گھوڑ سوار تھے لیکن انہوں نے نہ اس طرح کا عجیب و غریب گھوڑا دیکھا تھا نہ ایسا گھوڑ سوار ۔

کیرت نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ دلی جذبات کو چھپانے کے مقصد سے کہا "آپ لوگ گھبرائیں نہیں آریہ ۔ چل کر بیٹھیں ۔ اب لڑائی میری نہیں ، لوچن اور اس کے ٹٹو کی ہے ۔ لوچن میرا استاد ہے اُسے اپنے ٹٹو پر اتنا بھروسہ ہے کہ وہ ناممکن کو ممکن کر دے گا ۔ یہ علاقہ شوبھو بنا بھر کے لئے بھی انجان ہے ۔ میں نے پرچنڈ کو لوچن کے ٹٹو کے برابر بھی نہیں سمجھا ۔ کیونکہ مجھے لگا کہ اتنا خطرناک راستہ پار کر کے یہاں ضرور کسی بڑی مصیبت کی خبر لے کر آرہے ہیں ۔ میں خود آگ میں جل سکتا ہوں ، پرچنڈ کو مرتے بھی دیکھ سکتا ہوں لیکن آریہ رنجک کے اوپر کوئی خطرہ منڈلائے یہ نہیں برداشت کر سکتا ۔"

رنجک کیرت سے لپٹ کر بچّے کی طرح رونے لگے ۔ " بیٹے میں نے ودیا دھر دیو کا حکم ٹھکرا دیا تھا ۔ ان سے درخواست کی تھی کہ مجھے کاٹھی سے ہٹا کر گھوڑا ہولے جانے کی کوشش نہ کریں ۔ وہ میرے لئے باپ کی طرح تھے ۔ تم آج اِس بے اولاد رنجک کی دولت ہو ۔ پرچنڈ نہیں رہا تو رنجک بھی نہیں رہے گا ۔"

دھیرے دھیرے چلتے کیرت پرچنڈ کے قریب پہونچے ۔ انہوں نے اس کا سر اپنے گالوں سے لگا لیا ۔ پرچنڈ کی آنکھوں سے تیل کی طرح گاڑھے گاڑھے آنسو نکلنے لگے ۔ گووند کسی بے جان مورت کی طرح پرچنڈ کے سامنے کھڑا تھا اور حیرت کے ساتھ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا ۔ اس نے رپنجیے کو یاد کیا ۔ بھائی جی نے اسے ایک بیش قیمت گھوڑا قرار دیا تھا لیکن وہ ہمیشہ اڑیل ہی بنا رہا ۔ گووند کو اس نے کبھی سوار نہیں ہونے دیا ۔ کہاں پرچنڈ اور کہاں رپنجیے ۔ اسے کیرت کی آنکھوں سے گرتے آنسو خون کی بوندوں کی طرح لگ رہے تھے ۔

" راجہ ــ راجہ ــ راجہ ـ میں دودھ لے کر آ گیا ۔" کیرت کی نقل کرتا ہوا لوچن چلّا رہا تھا ۔ اس کی آواز نیچے گھاٹی سے ہلکے سروں میں سنائی دے رہی تھی ۔ بازگشت کا سوال ہی

نہیں تھا۔ تب بھی کیرت نے اسے سُن لیا اور وہ شوبھونا پھر کے پاس گئے۔"شوبھو، پیسی ہوئی پتیوں اور جیتا بیل کو دودھ میں اچھی طرح ملانا ہے لیکن اپنے پاس کوئی نلکی تو ہے نہیں۔ پرچنڈ کو پلائیں گے کیسے؟"

"ہاں۔ لوچن سے کہنا چاہئے تھا۔ وہ کسی بھی آدی باسی سے مانگ لاتا"، شوبھو نے کہا۔

دوڑتا ہوا ٹٹو اب ہموار پہاڑی پر آگیا تھا۔ لوچن بانس کی چھڑی سے اسے ہانکتا جا رہا تھا اور چلاّ رہا تھا۔ "واہ رے جیتکبیرے۔ چلا چل۔ چلا چل۔"

ٹٹو آکر پتھر کی مورت کی طرح ساکت کھڑے لوگوں کے پاس رُک گیا۔ لوچن نے ایک بڑے لوٹے میں گرم دودھ بھر کر انگوچھے سے باندھ لیا تھا اور اسے اپنی گردن سے لٹکائے چلا آرہا تھا۔ ٹٹو سے اتر کر وہ دودھ بھرا برتن لے کر راجہ کے پاس پہونچا۔ "راجہ۔ راجہ۔ دیکھو دودھ گھولا کر لے آرہا ہوں۔" اس نے کیرت کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اور ادھر کے انگوچھے میں کیا ہے رے لوچن؟" شوبھو نے پوچھا۔

"بانس کی نلکی۔ میں نے سوچا کہ برتن سے تو گھوڑا دودھ پی نہیں سکے گا اس لئے یہ نلکی بھی مانگ لی۔ مجھ سے کوئی قصور ہوا کیا ان داتا؟"

"نہیں رے لوچن۔" راجہ نے اُسے پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ لوچن سکتے میں آگیا۔ "مجھے نہیں، گھوڑے کو دیکھیں ان داتا۔" اس نے خود کو چھڑایا اور گھوڑے کے پاس جاکر اس کی گردن سہلانے لگا۔

شوبھو نے پسی ہوئی جڑی بوٹیوں کے گولے کو دودھ میں ڈال دیا اور ببول کی سوکھی ٹہنی سے اسے گھولنے لگا۔ رنجک، گوپال اور پارس تینوں ساتھ بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ پارس رہ رہ کر ہچکیاں لے کر رو لیتا تھا۔ پھر انگوچھے سے آنکھیں پونچھ کر نیلے آسمان کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

شوبھو نے دودھ کا برتن اُٹھایا اور اس کے آمیزے کو بانس کی نلکی میں بھر کر کیرت کو دے دیا۔ کیرت نے پرچنڈ کا مونہہ کھول کر نلکی اس کے مونہہ میں ڈال دی۔ سبھی چُپ بیٹھے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ پوری پہاڑی ڈوبتے سورج کی کرنوں میں نہا اٹھی تھی۔ جنگلی پرندے خاص طور پر

گوریاں اور مینائیں اپنے اپنے گھونسلوں کے پاس بیٹھ کر شور مچا رہی تھیں۔ پتہ نہیں وہ گھونسلوں میں سوئے بچوں کو جگا رہی تھیں یا اپنی منزل پر پہونچ کر خوش تھیں یا یہ دیکھ کر کہ ان کے بھی بچے زندہ اور بخیر ہیں خوشی میں سرمست تھیں۔ ان کے جذبات کے اظہار کا طریقہ بھی بس ایک ہی تھا یعنی چوں چوں چوں چوں۔ چارے کے لئے ننھی ننھی چونچیں کھولے، چھوٹے چھوٹے بچے اچھل کود مچا رہے تھے۔

تبھی آدی باسیوں کی بستی کی طرف سے بیس پچیس آدمی سر پر لدے بوجھ کے ساتھ ہموار پہاڑیوں پر آکر رُک گئے۔ "کہاں ہیں راجہ؟ کہاں ہیں راجہ؟" ایک ادھیڑ عمر آدی باسی سب کے چہروں کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ گھوڑے کے پاس بازوؤں میں مونہہ دیکر بیٹھے کیرت کے پاس آیا۔

"راجہ! اس نے کیرت کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ جھوتی ہماری ماں ہے راجہ۔ ہم کیا تمہارے لئے ایسے پرائے تھے کہ تم نے ہم کو خبر نہیں کی۔ ابھی سورج گونڈ زندہ ہے رے راجہ، زندہ ہے۔ تو ہمارے قریب آکر دیکھ۔ ہماری جھونپڑی میں رات گذار کر محسوس کر کہ جھوتی کے لئے جان دینے والے ان پہاڑوں کے کونوں بچالوں میں بیٹھے تیرا انتظار کر رہے ہیں۔"

کیرت نے سورج گونڈ کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے کہا "میں ایسی سخت پریشانی میں ہوں کہ رونے کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہیں سوجھ رہا۔"

کیرت کا ہاتھ چھوڑ کر سورج گھوڑے کے پاس پہونچا۔ اس نے بڑی تفصیل سے گھوڑے کو کئی جگہ سے چھو چھو کر دیکھا۔ پھر اپنے کانوں کو اس کے نتھنوں کے قریب لے گیا۔ "راجہ تیرا گھوڑا بچ گیا ہے، اداس مت ہو۔ دو گھڑی کے اندر اگر گھوڑا چنگا نہ ہو جائے تو سورج کے مونہہ پر تھوک دینا۔" وہ سنجیدگی سے بولا پھر دوڑتا ہوا اپنی بستی کی طرف بھاگا۔ جھونپڑی میں مٹی کے برتن میں گائے کا پرانا گھی تھا۔ اس نے وہ برتن اٹھایا اور انگوچھے میں باندھ کر گردن سے لٹکا لیا۔ ساری بستی کو اس نے بلا لیا۔ چاروں طرف سے گونڈ نوجوان اور دوشیزائیں اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں۔ "ارے ارے لوگو۔ راجہ آیا ہے، اپنا راجہ، جھوتی کا راجہ کیرت۔ بجا دھر کا ناتی۔ تم لوگوں کے پاس گیہوں، باجرا، چنا جو بھی ہو اس کی روٹیاں بنا کر تیل نمک لگا کر لال پہاڑی کے پاس پہونچ جاؤ۔"

اتنا کہہ کر وہ کستوری ہرن کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا کیرت کے پاس پہونچا "سن رے راجہ،

میرا باپ بجّا دھر کی گھوڑ سوار فوج میں نائک تھا۔ میں نے اس کو بھی اپنے زخمی گھوڑے کے لئے اسی طرح روتے دیکھا تھا۔ میرا دادا ایک سیدھا سادا ان پڑھ گونڈ تھا۔ اس نے ہانڈی سے گائے کا پرانا گھی نکال کر سیندھے نمک کے ساتھ ملا کر گھوڑے کو پلا دیا اور گھوڑا بالکل ٹھیک ہو گیا۔"

سورج سوکھی لکڑیاں بٹور کر لے آیا۔ پرچنڈ کے قریب اس نے الاؤ جلایا۔ گھوڑے کو ٹھنڈے سے بچانا ہے۔ اس نے مٹی کے برتن سے گھی نکال کر دودھ والے برتن میں ڈالا۔ اسے گرم کیا اس میں سیندھا نمک ڈال کر اچھی طرح ملایا۔ پھر بانس کی نلکی میں بھر کر پرچنڈ کے پاس پہونچا۔ گھوڑے کا مونہہ کھول کر اس نے نلکی اس کے مونہہ میں ڈال دی۔ آدی باسیوں کا سارا قبیلہ سر پر روٹیوں کی پوٹلی اور ہاتھوں میں پھٹے پرانے کمبل لئے چلا آرہا تھا۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ اس پہاڑی علاقے میں پتھروں کے ٹھنڈے ہو جانے کی وجہ سے ہوا میں خنکی پیدا ہو گئی تھی۔ آدی باسیوں نے خاموش بیٹھے لوگوں کے چاروں طرف ایک حفاظتی حصار بنا دیا۔

" یہاں شیر تو نہیں ہیں لیکن بھالو، چیتے اور بھیڑیے ماند بنا کر رہتے ہیں"۔ سورج گونڈ بولے۔ انہوں نے کمبل لے کر سب کے پاس جا جا کر کہا " آپ لوگ ایک ایک کمبل اوڑھ لیں۔ اس طرح چُپ کیوں ہیں؟ انّ داتا ہم نے کوئی قصور کیا ہے کیا؟" سورج کو بیٹھے ہوئے لوگوں کی خاموشی اور اُداسی کھل رہی تھی۔

دیال بھٹ اُٹھے۔ انہوں نے سورج گونڈ کو سینے سے لگا لیا۔ اتنے میں گھوڑے نے بول و براز خارج کیا۔ کیرت مسکرا پڑے۔ لوچن دوڑ کر گھوڑے سے لپٹ گیا۔ " واہ رے چنڈا۔ واہ رے چنڈا۔" اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو چنڈا کے سارے کارنامے سنائے۔ سب لوگ تھرک اُٹھے چنڈا، چنڈا۔

" جاؤ جی پرگاسی، ہڑک اور منجیرا لے آؤ۔"

پرگاسی بھاگا گاؤں کی طرف۔

چاند بادلوں سے باہر آگیا تھا۔ اس کی روشنی سے بالو میں ملے ابرک کے ذرے جگنوؤں کی طرح چمکنے لگے۔ کیرت پرچنڈ کے پاس پہونچے۔ انہوں نے اس کے مونہہ پر پیار کیا۔ درمیانی انگلی سے پیشانی پر ایک مخصوص جگہ دباؤ ڈالا۔ گھوڑا چاروں پیروں پر مضبوطی سے کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا۔

گوپال بھی دوڑ کر اس سے لپٹ گئے۔ ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ رنجک نے اٹھ کر کیرت کو بازوؤں میں بھر لیا۔ "بیٹے چل' وہاں سب کے ساتھ بیٹھ۔"

رنجک کی شفقت میں بندھے کیرت گھوڑ سواروں کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ گووند اٹھا اور کیرت کے پیروں پر گر پڑا۔ "بھائی جی اس ناقص بندے کو ابھی آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔"

نوجوان لڑکیوں نے سب کو کھانا پیش کرنا شروع کیا۔ باجرے اور چنے کی دو دو گرم روٹیاں نمک اور پیاز۔ کیرت نے دونوں روٹیاں ہاتھ پر رکھ کر پرچنڈ کی طرف بڑھائیں۔ اس نے وہ روٹیاں کھا لیں۔

"کیوں رے لوچن" کیرت بولے۔

"ہاں ان داتا۔"

"ان داتا وہ ہیں لوچن جن کے پاس زندہ رہنے کو بھی اناج نہیں ہے۔ جھوتی پر جان نچھاور کرنے والی میری رعایا کو میرا پرنام۔"

"آپ کچھ کہہ رہے تھے ان داتا؟" لوچن ان کی طرف دیکھتا رہا۔

"ہاں رے۔ کہہ رہا تھا پرچنڈ کو بھوک لگی ہے۔ اس کے لئے کہیں آس پاس پانی بھی نہیں دکھائی دے رہا۔"

"آپ کچھ مت سوچو راجہ۔ پرچنڈ ہمارا بڑا بھائی ہے۔ اس کے لئے میں سب کچھ کروں گا۔" لوچن بولا اور ٹٹو کی طرف دوڑا۔

"سن رے لوچن۔" کیرت نے اسے پکارا۔ پہلے تو گرم روٹیاں تو کھا لے۔ پھر بڑے بھائی کے استقبال کی تیاری کرنا۔"

لوچن نے نمک تیل چپڑی باجرے کی ایک موٹی روٹی اٹھالی اور اسے کترتا ہوا اپنے ٹٹو کے پاس پہونچا۔ "واہ بیٹے!" اس نے ٹٹو کی پیٹھ سہلائی اور اس پر سوار ہو کر گونڈوں کے گاؤں کی طرف چل پڑا۔

ہری دُوب گنیش جی کا چڑھاوا ہے۔ وہ نہ ہو تو مصیبت دور کرنے والے دیوتا کٹھن گھڑی ٹال نہیں پاتے۔ گنپتی کو خوش کرنے کے لئے دُوب اور لڈو چاہئیں۔ لوچن سب کا انتظام کر کے

آگیا اور پرچنڈ کے آگے سارا سامان رکھ کے بیٹھ گیا۔ آج وہ بے حد خوش تھا۔ آج اُس نے اپنے راجہ اور ان کے صبا رفتار گھوڑے کو دیکھا تھا۔ لوگ اس گھوڑے کے بارے میں بتاتے تھے کہ راجہ کا چھوٹا بھائی تیرتھ کرنے نکلا ہے اس کے پاس کراماتی گھوڑا ہے۔ وہ ٹھیک وقت پر پہونچ نہیں سکا تھا ورنہ کس مائی کے لال کی ہمت تھی کہ کھجورا ہو کو پھونک دے۔

آدھی رات بیت رہی تھی۔ لکڑیوں کی آگ بجھنے لگی تھی۔ کچھڑا پہنے دس نوجوان اور گھاگھرے میں پیروں کو چھپائے پھٹی چیتھڑا چادروں سے ڈھکی دس دوشیزائیں۔ سورج گونڈ کے ہاتھوں میں ہڑک تھا۔ جوان گونڈ منجیرے لئے تھے۔

سورج نے کیرت سنگھ کو کھینچ کر رقص کے لئے تیار لڑکے لڑکیوں کے بیچ کھڑا کر دیا۔

آ۔ آ۔ آ۔ آ!!! سورج کی آواز پہاڑیوں سے ٹکرانے لگی۔ سنو رے ۔ وہ ہڑک کی آواز نے شعور کی خوابیدہ پرتوں کو کریدنا شروع کیا۔

نکٹ چلے آدو ہو مہاراجہ

نکٹ چلے آدو ہو مہاراجہ

ایک تو جمن جل گہرا، جمن جل گہرا

دوجے بکا سُر[1] کا پہرا، بکاسر کا پہرا

نکٹ چلے آدو ہو مہاراجہ

نکٹ چلے آدو ہو مہاراجہ

کیرت کے پاس پہونچ کر سورج مور کی طرح ناچنے لگا۔ راجہ اور قریب آجا۔ جان سے جان، تن سے تن اور دل سے دل ملا کر پرجا کے اندر ضم ہو جا۔

کیرت مسکرائے۔ نکٹ چلے آدو ہو مہاراجہ.. جب تک اس بکاسر کے مالک کنس[2] کے اوتار

---

[1] ایک ظالم عفریت جس کی ظاہری صورت بگلے کی طرح تھی۔

[2] ایک ظالم راجہ جسنے اپنے ہی بھانجے کرشن کو مارنے کی سازش کی تھی۔

کرن کو ہرا نہ لوں، چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ سورج کے گیت میں اُلاہنا تھا۔ راجہ سے اور قریب آنے کی التجا تھی۔ پرجا میں جب تک جوش و خروش نہیں پیدا ہوتا، فتح ممکن نہیں ہوگی۔ جھوتی مرتفع پہاڑیوں کا دیس ہے۔ ان آدی باسیوں کو اناج نہیں ملتا۔ جان توڑ محنت کے بعد دو سوکھی روٹیاں جڑتی ہیں۔ انہیں اناج چاہئے۔

کیرت نے شوبھو بنا بھر کو بلایا ــ "آلِوک!"

"مہاراجہ!" شوبھو ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔

"یہ سونے کے سکّے میری طرف سے سورج کے قبیلے میں تقسیم کر دو۔"

"کیوں جی راجہ وہی بیگانہ پن؟ تو کبھی بھی ہمارے قریب نہیں آئے گا کیا؟ یہ لے اپنی سونے کی تھیلی۔ ہمارے باپ دادا غاروں میں رہا کرتے تھے، تو جا کر دیکھ آنکھ، نبا۔ ہماری پہاڑیوں کے غاروں اور کھوہوں میں دس ہزار سال پہلے ہمارے پُرکھوں نے کچھ تصویریں بنائی تھیں۔ وہ تصویریں آج بھی ویسی ہی ہیں۔ ہم جنگلی جانوروں کا گوشت بھون کر کھاتے تھے۔ اگر ایک ہی ہرن ملا تو اسی کو تھوڑا تھوڑا سب لوگ بانٹ لیتے تھے۔ کسان تو ہم جب بنے جب ہمارا قبیلہ بڑھنے لگا۔ ہمارے لئے جانور کم ہو گئے تو ہمیں کسان بننے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہ سب ان تصویروں میں نقش کیا گیا ہے۔ گیتی، کرنی، کروالیکا یہی ان کے ہتھیار تھے۔ ذرا دیکھ تو انہیں ہم اناج کے بغیر نہیں، پانی کے بغیر مر رہے ہیں۔"

"معاف کرو سورج کاکا۔ میں تمہاری تکلیفوں سے اسی قدر قریب ہوں جتنا تم مجھ سے ہو۔ یہ تھیلی میں آلوک شوبھو بنا بھر کو دے رہا ہوں کہ وہ تمہارے قبیلے کے لئے ایک گہرا کنواں کھدا دیں۔ اس سے اب انکار نہ کرنا۔"

سارے نوجوان لڑکے لڑکیاں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور بولے "گونڈوں کی کل دیوی منیاں۔ ہم تمہارے سامنے یہ عہد کرتے ہیں کہ جب تک جھوتی کی دھرتی کو روندنے والے، راجہ کیرت کے دشمن سے پورا بدلہ نہ لے لیں، چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

سورج جو ان لوگوں کے بنائے ہوئے دائرے کے درمیان اس عہد کے الفاظ دوہرا رہا تھا، اٹھا اور کیرت کا ہاتھ چوم کر پرسکون نظر آنے لگا۔ کوئی چار گھڑی بعد پارس اُٹھا اور اس نے رتھک گاہڑوال کا سر چھو کر انہیں ہولے سے پکارا۔

رنجک نے آنکھیں کھولیں۔ "کیا ہے پارس؟"
"ادھر آئیے، اکیلے میں۔"
رنجک پارس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ "سیناپتی کو بھی یہاں بلالیں تو اچھا رہے گا۔"
رنجک لوٹ کر واپس آئے اور سپہ سالار گوپال کو جگا کر بولے "پارس تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔"
"چلئے۔" دونوں پارس دیو کے پاس پہونچے۔
"کل چاروں طرف سپاہیوں کا سخت پہرہ بٹھا کر کرن نے ایک ہنگامی مجلس بلائی جس میں
.... تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
"نہیں پارس۔ اتنا بھی مختصر مت کرو بات کو کہ ہمیں کوئی فیصلہ کرنے میں دقت ہو" گوپال بھٹ نے کہا۔

"میرا قریب ترین آدمی آج کی محفل میں شریک نہیں ہو سکا۔ جو باتیں آماتیہ انت نے بتائیں میں انہیں دوہرا دینا چاہتا ہوں۔ پہلا فیصلہ تو یہ کیا گیا کہ اس آدمی کو پکڑ کرلایا جائے جو تھبوتی میں گھوم گھوم کر رعایا کو کرن کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔ خواہ وہ زندہ گرفتار ہو سکے یا مُردہ۔ اور یہ کام بہر صورت ایک پندرہواڑے کے اندر ہو جانا چاہئے۔

دوسرا فیصلہ یہ کیا گیا کہ مہاشوراتری کی دوپہر میں مہاراجہ کرن دیو اپنے ساتویں چکرورتی ہونے کا اعلان کریں۔ اس موقع پر پورا شہر ان کے ہرائے ہوئے راجاؤں، زمینداروں، تعلقہ داروں، شاہی خاندان کے قریبی عزیزوں اور ان تمام لوگوں کے ساتھ آئے ہوئے محافظ سپاہیوں سے بھر جائے گا۔

تیسرا فیصلہ انتو سنگھ کے مشورے کے مطابق ملتوی کر دیا گیا۔ کالپا ایک مٹھ میں کرن کے فوجی سردار ہنگلاکش کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں جانچ پڑتال کرنے کے لئے اس کے محافظوں کو ڈرایا دھمکایا گیا تاکہ وہ سچ اُگل دیں۔ تب پتہ چلا کہ ہنگلاکش اپنے ذہنی کرب کو دور کرنے کے لئے مٹھ جایا کرتا تھا۔ ہنگلاکش کو آخر ایسی کیا پریشانی تھی یہ جاننے کے لئے انتو گندھ سخت مُصر تھا۔ اس نے محافظوں کو بار بار سزا کی دھمکی دی تو جوگیشور نام کے سپاہی نے اپنی زبان کھولی۔ اس نے بتایا کہ ہنگلاکش انتو گندھ کی بیٹی ضنجنی سے عشق کرتا تھا۔ اس معاملے میں انت نے دخل دیا اور کہا کہ جوگیشور خود نشے میں دھت رہتا ہے اس کی باتوں پر یقین کرنا اور ان پر اس مجلس میں مزید بات چیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ان پر غور کرنے

کے لئے بہتر ہوگا کہ کسی چھوٹے سے کمرے میں کچھ قریبی اور وفادار لوگوں کی چھوٹی سی بیٹھک رکھی جائے۔ کرن کے سپہ سالارِ اعظم اشوگندھ نے اس تجویز کے لئے انو سنگھ کا شکریہ ادا کیا۔

آماتیہ انت نے بتایا کہ اس ہنگامی نشست کے بعد کرن میرو محل کے اندر انت اور اشوگندھ کی ایک اور مختصر سی بات چیت ہوئی جس سے پتہ چلا کہ کرن نے خود کشی دستے کے دو سو گھوڑ سواروں کو فوراً کالنجر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کو حکم دیا جائے گا کہ وہ جان پر کھیل کر قلعہ کو جیتیں اور اپنی غیر معمولی کارگزاری کا ثبوت دیں۔

"پارس، گوپال بھٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔ یہ خود کشی دستہ کس راستے سے جارہا ہے؟ جیسے بھی ہو اس کی خبر اشٹ بھجا مندر کی بوڑھی جوگن ماں شیل بھدرا دیوی کو ضرور دے دینا میں کہیں بھی ہوں، وہ پیغام مجھے مل جائے گا۔"

"ٹھیک ہے سیناپتی۔"

انت کی رائے اشوگندھ نے بھی مان لی۔ مجلس برخاست ہوئی اور انو نے ساری باتیں چمپک کو بتائیں۔ وہ دوڑتی ہوئی مسافر خانے پہونچی اور سبودھ دیو کو ساری باتیں بتا کر فوراً لوٹی کیونکہ اسے مہارانی آدل دیوی نے طلب کر رکھا تھا۔

"یہ چمپک کون ہے آریہ رنجک؟"

"یہ راجہ چندر دیو کے پروہت وششٹھ تردیدی کی اکلوتی لڑکی ہے۔ اس نے اپنے ججمان کی حفاظت کی خاطر ہر بھر سک کام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ اسے انت کی بیوی کی صورت میں کرن میرو بھیجا گیا ہے۔ وہ نہایت پڑھی لکھی اور خوبصورت ہے اور اس میں صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔"

"تو میں چلا رنجک۔ یہاں دیر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اپنی فوج کی حفاظت کے لئے میرا جانا ضروری ہے۔"

"کیرت سے ملوگے نہ؟ بغیر انہیں بتائے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔"

رنجک اور گوپال دونوں وہاں پہونچے جہاں آدی باسی نوجوانوں کے بنائے حصار میں

کیرت سو رہے تھے۔

"کون ہے؟" سورج گونڈ اپنی لاٹھی لے کر کھڑا ہو گیا۔

"سوؤ سورج بھائی!" گوپال بھٹ نے کہا۔ "مجھے ابھی جانا ہے۔ مہاراجہ کیرت سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

"آ رہا ہوں سیناپتی!"

"آپ سوئے نہیں راجن؟"

"پچھلے دو ماہ سے گہری نیند کے لئے آنکھیں ترس گئی ہیں۔ صرف آرام کرتا رہا ہوں خوش قسمت ہیں وہ جو سو سکتے ہیں۔ نیند مجھ ابھاگے کو اپنی گود میں لینے سے انکار کر دیتی ہے سپہ سالار۔"

کیرت اُٹھے اور گوپال کے ساتھ پہاڑی کی جڑ کی طرف چل پڑے۔ سپہ سالار گوپال نے انہیں سارے حالات سے آگاہ کیا۔

"ٹھیک ہے آریہ گوپال۔ آپ پر مصیبتیں امڈیں گی ضرور لیکن برس نہیں پائیں گی۔ ابھی ذرا سی آنکھ لگی تو میں نے دیکھا کہ مہیشر کی شاردا کی مورتی کے سامنے ایک بھگوا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اس جھنڈے کا ڈنڈا بالکل پہاڑی کے نیچے زمین میں گڑا ہوا ہے۔ اتنا بڑا ڈنڈا تو اس کی مہربانی کے بغیر ملے گا نہیں۔ لیکن وہ ملا۔ آپ بالکل بے فکر ہو کر جائیے۔"

"میں تو جا رہا ہوں راجن، لیکن ایک فکر دل کو بے چین کر رہی ہے۔ کبھی کسی کو بچانا پڑے تو بہت سوچ سمجھ کر ملک الموت سے لوہا لیجئے گا۔ برہمن کو چھو کر وعدہ کیجئے کہ بہت ہی زیادہ ضروری ہو تبھی آپ اس طرح کی پہل کریں گے۔"

کیرت مسکرا کر گوپال کے گلے لگ گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ سپہ سالار گوپال نے اپنے گھوڑے پر کاٹھی رکھ دی اور کیرت کے پاس سے نکلے۔

"جے کنڈا [illegible]" انہوں نے کہا۔

"جے کنڈاریہ!" سب لوگ بول پڑے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی جاگ گئے تھے۔ آریہ رتجنگ کے پاس پارس دیو کھڑا تھا۔ "مجھے ایک گھوڑا دلا دیجئے۔ میرا پیارا گھوڑا تو گھاٹی میں گر کر مر گیا۔" اس نے رندھے ہوئے گلے سے کہا۔

"تو میرا گھوڑا لے جا۔ آج کاشی پہونچنا بہت ضروری ہے۔"
"پارس رنگین کے گھوڑے پر بیٹھنے سے پہلے کیرت سنگھ کے پاس پہونچا۔ راجن میں چھٹی لے رہا ہوں۔ ان حالات میں کاشی سے باہر رہنا مصیبت کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔"
کیرت نے اپنے کرتے کے اندر سے ایک بسنتی رنگ کا لفافہ نکالا اور بولے۔
"اس خفیہ، نہایت خفیہ خط کو آپ سبودھ پرتیہار کو دے دیجئے گا۔"
پارس گھوڑے پر چڑھا اور اونچی اونچی پہاڑیوں سے آنکھیں ملاتا ہوا چل پڑا۔ آس پاس کے جنگل اسے پیارے راستہ دے رہے تھے۔ جے وشویشور! جے وشویشور!!

17

آدی کیشوا ئتن

گنگا اور ورونا کے سنگم پر سنگمیشور کا درشن کرنے کے بعد ہی آدی کیشو کا درشن کرنا چاہئے۔ آدی کیشو مندر میں بانسری بجاتے وشنو کی نہایت نورانی مورت تھی۔ یوں تو مندر چھوٹا سا تھا لیکن اس کا منڈپ اتنا بڑا تھا کہ ایک ساتھ بہت سے لوگ وہاں بیٹھ کر کتھا، دارتا، پاٹھ، پوجا وغیرہ کر سکتے تھے۔ ادھر اس مندر میں جب سے آچاریہ رنگ ناتھن اپنی بیٹی میناکشی کے ساتھ آگئے ہیں تب سے ایسا لگتا ہے جیسے اندھیرے میں کوئی ابدی نور کی بارش کر رہا ہو۔ رنگ ناتھن شری رامانج کے پہلے شاگرد ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی خاندانی روایات سے وابستہ ہیں۔ بیٹی نہایت خوبصورت ہے۔ پورا جسم ایسا کسا ہوا اور سڈول ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے رمبھا[1] اور اُروشی کا غرور توڑنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس مندر کو گاہڑوال راجہ چندر دیو نے بنوایا تھا۔ یہ جگہ انہیں بڑی پرسکون محسوس ہوئی تھی۔ اس مندر میں آکر تمام منفی جذبے جیسے لالچ، غصہ، دنیا داری اور رشک وحسد وغیرہ فنا ہو جاتے تھے اور ذہن پر ایک خوشگوار کیفیت طاری ہو جاتی تھی

---

[1] ہندو دیومالا میں مذکور دو اپسرائیں، جو نہایت حسین ہیں۔

جیسے کالندی کے کنارے اُگے درختوں کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے اس پر پڑ رہے ہوں۔ یہاں کھڑے ہو کر دیکھنے سے چاند کی طرح نصف دائرہ بناتی گنگا بہت خوبصورت لگتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرم بھٹارک اوی مکتیشور کے سر پر زیب دیتا ہوا دُوج کا چاند گنگا کی دھار سے آب حیات کی بارش کرتا، ٹھنڈی ٹھنڈی پھواروں اور کیلاش کے دیودار کے جنگلوں کی خوشبو سے کاشی کے لوگوں کی تشنگی بجھانے کے لئے پھسل کر گنگا کے گھاٹوں میں بدل گیا ہے۔

'ہمارے بزرگ بھی کتنی من گھڑت کہانیوں سے عوام کو بہلانے کی کوشش کر گئے ہیں۔'

سبودھ پر تیہار سوچ رہے تھے لیکن ان کا ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔ ان کے جسم میں پرتیہاروں کا خون رواں دواں تھا جس نے کسی کے آگے جھکنا جانا ہی نہیں تھا۔ ان کے اندر بڑا ضبط و تحمل بھی تھا۔ کسی بھی مصیبت کا سامنا کرنے کے لئے بغل میں لٹکتی تلوار پر ان کی مٹھی کس جاتی تھی لیکن اس وقت وہ خاصے پریشان تھے۔ پچھلے تین چار دنوں سے کوئی خیر خبر نہیں ملی تھی۔ پارس کو انہوں نے چمپک سے گئے ہوئے کُل حالات بتا دیے تھے۔ لیکن اس کو گئے آج تیسرا دن بیتنے کو تھا۔ کیا کروں میں۔ وہ سوچ رہے تھے۔ گومتی کو کس طرح سمجھاؤں۔ وہ اپنے بالوں میں منہ چھپائے روتی رہتی ہے۔

اچانک مسافر خانے کی طرف کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی۔ سبودھ دیو اپنی تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے۔

"بھاری بھیا! " پارس نے صدر دروازے کو زور زور سے کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔ "کھولو بھائی میں ہوں پارس۔"

پارس کا نام سنتے ہی سبودھ نے اپنی تلوار میان میں رکھ لی اور کواڑ کھول کر حیرت سے پارس کی طرف دیکھتے رہ گئے۔

"کیا بات ہے پارس؟" سبودھ اس کے سر کو سہلاتے ہوئے بولے۔ "تمہارا چہرہ اس قدر اترا ہوا ہوگا یہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔"

"بھاری پریشانی ہے بھاری بھیا۔" پارس لڑھک کر بستر میں گر گیا۔ سبودھ دیو اٹھے اور نہایت تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے باورچی خانے میں پہونچے اور فوراً کٹورے میں ٹھنڈا پانی لیکر

آئے۔ سبودھ نے اپنے بازوؤں سے پارس کی گردن کو سہارا دیا اور موہنہ اوپر کر کے کٹورا اسکے موہنہ سے لگا دیا۔ پارس غٹ غٹ کر کے سارا پانی پی گیا اور مزید پانی مانگا۔ سبودھ دیو دوبارہ دوڑے۔

پارس نے انہیں پوری داستان سنائی۔ " بھیا میری جان بچانے کے لئے وہ اتنی اونچی پہاڑی کو پھلانگتے ہوئے گھاٹی میں پہونچے۔ میرے گھوڑے کی گردن ٹوٹ گئی تھی، اس کے لئے تو اب کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بس سوال ایک ہی تھا۔ پرچنڈ جس طرح اس اونچی پہاڑی کو پھلانگ کر وہاں آیا تھا ویسے ہی دوبارہ اس کو پھلانگ سکے گا یا نہیں۔ صرف میں جانتا ہوں آریہ سبودھ اور گرچہ میں نے قسم کھا رکھی ہے پھر بھی آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ راجہ پہاڑی کو پھلانگ کر جب وہاں پہونچے تو کسی پتھر کی نوک ان کے سینے میں چبھ گئی۔ کرتا خون سے رنگ گیا۔ انہوں نے چادر کو اس طرح لپیٹ لیا کہ خون کے داغ دکھائی نہ پڑیں۔ انہوں نے کہا ' اگر تیرے دل میں میری ذرا سی بھی عزت ہے تو اس بات کو کسی سے کہے گا نہیں ' راجہ نے خود کچھ بھی نہیں بتایا۔ انہوں نے پرچنڈ کی باگ کھینچی۔ کھینچ کر مجھے پرچنڈ پر بٹھایا اور وہ ہوا سے باتیں کرتا ہوا گھوڑا وہاں اترا جہاں رتھک ' گوپال ' شوبھو بنا پھر وغیرہ پہاڑی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے۔ میری جان تو بچ گئی بھاری بھیا لیکن پرچنڈ کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ راجہ اس چوڑی پہاڑی پر چڑھتے اترتے جیسے کچھ ڈھونڈتے رہے۔ انہیں کسی صاحب کشف نے کچھ دواؤں کے نام بتائے تھے۔ سب جڑی بوٹیاں وہیں مل گئیں۔ صرف کھولتے دودھ میں ملا کر انہیں پلا دینا تھا۔ بھگوان کی بڑی مہربانی کہ پرچنڈ اپنے راجہ کو چھوڑ کر گیا نہیں۔ میں ایک بات اور بتا دوں بھاری بھیا، راجہ نے سیناپتی گوپال سے کہا کہ اگر ایک گھڑی کے اندر کھولتا ہوا دودھ نہیں ملا تو میں بھی پرچنڈ کے ساتھ چتا پر بیٹھ جاؤں گا۔ اچھا بھیا چلوں۔ پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں گیا ہے۔ ہاں یاد آیا۔ راجہ نے ایک خفیہ خط — بہت ہی خفیہ کہا تھا انہوں نے آپ کے لئے دیا ہے۔ اس نے گردن کے پاس انگلیوں سے خط ڈھونڈا اور سبودھ پر تہہار کو سونپ دیا۔

گاہڑوالوں کے قلعے کے پاس پہونچانے والے راستے سے سبودھ چل پڑے اور قلعے کے دروازے پر پہونچے۔ پہریدار پوری طرح چوکنا تھا۔ سبودھ کو دیکھتے ہی اس نے راستہ دیا۔ سبودھ عام طور پر باہر کے کمرے میں بیٹھ کر ہی کھانا کھاتے تھے۔ اس لئے وہ چپ چاپ بیٹھے رہے۔ تبھی

راج ماتا رالیہ دیوی ان کے سامنے آئیں ۔
"کیوں بھیا! ہمارے رنجک، کیرت، گووند وغیرہ کی کوئی خبر خبر ملی؟"
"نہیں محترمہ، سبودھ نے کہا۔ میں صبح سے لے کر دوپہر تک مسافر خانے میں بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ ابھی تک تو کوئی خبر نہیں ملی۔"
راج ماتا یعنی چندر دیو کی بہو سبودھ کے بالکل قریب آگئیں ۔ "گومتی نے اپنا کمرہ اندر سے بند کر لیا ہے۔ آج تیسرا دن ہے۔ کھانا تو کھانا اس نے پانی تک کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب تک کچھ بتائے گی نہیں ہم کچھ کرنے کی کوشش بھی تو نہیں کر سکیں گے۔ یہ تو بڑی عجیب صورت ہے آریہ۔ آپ ہی کچھ کرنے کی کوشش کریں۔ رنجک بھی نہیں ہیں، کہیں لڑکی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"
سبودھ گردن لٹکائے ہوئے بولے "محترمہ، جب تک گومتی پانی نہیں پیتی میں بھی دانہ پانی مونہہ میں نہیں ڈالوں گا۔ آپ کی اجازت ہو تو میں اس سے ملنے اور سمجھانے کی کوشش کروں۔"
"آپ میری توہین مت کیجئے آریہ۔ آپ گومتی کے لئے باپ کی طرح ہیں، اس کے سرپرست ہیں۔ ویسے بھی سارا قلعہ آپ کا ہے۔ آپ کو کہیں آنے جانے سے کون روک سکتا ہے؟ ہاں ایک سوال اور پوچھنا ہے آپ سے۔" راج کمار مدن چندر کی بڑی بیوی رالیہ دیوی نے کہا۔ "میں نے سنا ہے کہ جیوتشیوں نے پیشن گوئی کی ہے کہ شوراتری کی دوپہر میں ایسا طوفان آئے گا کہ کاشی کو اپنے ترشول پر اُٹھائے رکھنے والے شو بھی اسے نہیں بچا سکیں گے۔ پورا شہر تباہ ہو جائے گا۔ ساری کاشی ایک بھیانک چِتا میں جل جائے گی۔" رانی بڑی بے چینی سے سبودھ کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔
"محترم خاتون۔ سنا تو میں نے بھی ہے لیکن میرے اندر کی آواز کہتی ہے کہ شوراتری سے پہلے ایسا نہیں ہوگا۔ میں کچھ دوسرے لوگوں سے بھی معلوم کر کے آپ کے سوال کا جواب دینے کی کوشش کروں گا لیکن اس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔"
"جائیے آریہ۔ آنگن کے پوربی حصے میں گومتی کا کمرہ ہے۔"
سبودھ وہاں پہنچے۔ کنڈی کھٹکھٹائی لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ وہ کچھ دیر انتظار کرتے رہے۔
"بیٹی۔ بیٹی۔" سبودھ دیو نے کہا۔ دیکھ تیرے لئے کیا لے کر آیا ہوں۔" یہ سنتے ہی

گومتی نے دروازہ کھول دیا۔ اس کے چہرے پر ایک نُور تھا۔ سنہری زلفیں شانوں اور پشت پر بکھری ہوئی تھیں۔ سبودھ دیو اندر چلے گئے۔ انہوں نے اپنے کرتے سے تاڑ کے پتے سے بنا لفافہ نکالا اور گومتی کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔

گومتی نے ایسا لفافہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا "آریہ سبودھ کے لئے۔"

ارنے بھینسے کے سینگ سے بنی پتلی سی سلائی سے اس نے دھیرے دھیرے لفافے کو کھولا۔ جیسے ہی اس نے اندر رکھے ہوئے خط کو نکالا' اندر سے ایک پھول جس کی دو پنکھڑیوں پر سندور کے نشان تھے، گر پڑا۔ گومتی نے جلدی سے اس پھول کو اٹھایا اور غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ اُسے ماتھے سے لگا لیا۔

"یہ کون سا پھول ہے بابا؟"

سبودھ نے دیکھا وہ اگستیہ کا پھول تھا۔ "گومتی، مجھے لگتا ہے یہ کسی دیوتا کا پرساد ہے۔"

گومتی نے کانپتے ہاتھوں سے بھوج پتر کھینچا۔ وہ نہایت میٹھی خوشبو میں بسا ہوا تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔

"رات جو سارس کرلیاں، گونجی رہے سب تال
جن کی جوڑی بچھڑی، تن کا کون حوال"

گومتی ضبط نہ کرسکی۔ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ وہ کانیہ کبج کے سپہ گری کے بہترین ماہر سومیشور کی اکلوتی اولاد تھی۔ پرتیہاروں کی حکومت تباہ ہونے کے بعد اس نے انتہائی درجے کی مشکلیں جھیلیں، جنگلوں میں بنی گڑھی میں تنگ دستی کے دن گذارے لیکن وہ کبھی روئی نہیں تھی سومیشور دیو کہتے تھے 'میں نے ایسی بیٹی نہیں مانگی تھی بھگوان سے۔ مجھے تو ایسی اولاد چاہئے تھی جو مجھے اپنے آنسوؤں میں ڈبو دے۔'

"بیٹی، اب رونا بند کرو۔ سبودھ برداشت نہیں کر پائے گا۔"

گومتی نے اپنے آنچل سے آنکھیں پونچھ لیں۔ "ان کی کوئی خبر ملی بابا؟ میں تین راتوں سے لگاتار ایک ہی خواب دیکھ رہی ہوں۔ خون سے رنگی پہاڑی سے انہیں جیسا ایک شخص لڑھک کر کھڈ میں گر جاتا ہے۔" وہ دوڑ کر سبودھ کے قدموں میں گر پڑی " بابا، کچھ چھپانا مت۔ گومتی ایسا

کوئی کام کبھی نہیں کرے گی جس سے اس کے خاندان کے نام پر دھبہ لگے۔ لیکن آج میرا سارا جسم ایسی آگ میں جل رہا ہے جسے برداشت کرنا بڑا مشکل ہے۔"

سبودھ نے اس کا ہاتھ چھو کر دیکھا "بخار نہیں ہے بیٹا۔ یہ سب ذہنی پریشانی کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ بتا تو اپنے بل بوتے پر اکیلی لڑ سکتی ہے؟ اتنی مضبوط قوت ارادی ہے تیرے پاس لیکن تجھے سبودھ سے یہ سب چھپانا نہیں چاہئے تھا۔ میں تو تیرے لئے ماں بھی ہوں اور باپ بھی، راجہ کے خط میں کوئی بُری خبر تو نہیں ہے نہ؟"

"وہ مجھے اپنی پریشانیوں میں شریک کرنے کو تیار نہیں ہوں گے بابا۔ میں جانتی ہوں لیکن میں سر پر چڑھنے والا اگستیہ کا پھول نہیں، نہ سہی۔ قدموں کو دھونے والی گومتی کی صورت میں تو ان کے قریب رہنے کا عہد کر چکی ہوں۔"

سبودھ بے چین ہو گئے۔ بار بار اندر کوئی شے امنڈ رہی تھی اور وہ اسے روکنے میں ناکام رہ رہے تھے۔ گومتی اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کا سر لئے کھڑی تھی۔ ٹھنڈی سانسوں کو قابو میں کرنے کے بعد، رندھے ہوئے گلے سے انہوں نے پارس دیو سے سنا ہوا پورا واقعہ گومتی کو سنا ڈالا۔

"یہ کیا ہوا بابا؟" گومتی کے آنسو پھر بہہ نکلے۔ یہ مانا کہ دوسروں کی حفاظت کرنا راجہ کا فرض ہے لیکن اتنے بڑے خطرے میں خود کو اور پرچنڈ جیسے بے مثال گھوڑے کو ڈال دینا کہاں کا انصاف ہے؟ بابا آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔ جس اونچی پہاڑی سے اترنے میں پارس دیو کے گھوڑے کی گردن ٹوٹی اور پرچنڈ کے پیر لہولہان ہوئے اس سے وہ بغیر کوئی نقصان اُٹھائے نکل آئے یہ میں نہیں مانتی۔ آپ چھپایئے نہیں بابا۔ جانتی ہوں کہ جنم کی بدقسمت ہوں۔ پیدا ہوئی تو ماں مری، دو سال ہوتے ہوتے باپ کو کھا گئی۔ میں ایشور کی طرف سے اپنے اعمال کی سزا بھگتنے کو پیدا ہوئی ہوں۔ آپ بتا دیجئے کہ ان کی طبیعت کیسی ہے تاکہ کفارے کے طور پر میں باقی دن سنیاسنی بن کر گذار دوں۔ میں نے یہ کاتیاتنی برت کچھ سوچ کر کیا تھا لیکن اب لگتا ہے یہ سب میرا جذباتی اُبال تھا۔ کھیل ہی کھیل میں جسے میں نے اپنا دل دے ڈالا اس کے لئے کاتیائنی برت کی اہمیت بھی کیا۔ آج نہیں تو کل انہیں تخت نشیں کیا جائے گا۔ میں حقیر کسان لڑکی، بھلا یہ کیوں سوچوں کہ وہ اس مبارک ساعت میں مجھے یاد کریں گے۔ گو پیوں نے یہ برت گلابی جاڑوں میں شروع کیا تھا جب سُرخ

رنگ کی بیر بہوٹیوں اور خوش رنگ پودوں سے زمین ڈھک گئی تھی۔ اور میں نے یہ برت تب لیا جب پوس کی سخت سردی میں پشکرنی کے کنول سڑ جاتے ہیں۔ اسی سردی میں میں بھی گل جاؤں گی تب بھی اس اشلوک کا یہ نصف حصہ میرے ہونٹوں پر کانپتا رہے گا۔"

"میں جانتی ہوں دل کا سکون عطا کرنے والی گوری کے مندر کے چبوترے پر سر پٹکنے سے کچھ نہ ہوگا۔"

"برچنڈ پر سوار جب وہ پہاڑی کے درمیانی حصے تک پہونچے تو انہوں نے ایڑ لگائی اور برچنڈ جیسے ہوا میں اڑتا اس گھاٹی میں جا پڑا۔ انہوں نے زرہ نہیں پہنی تھی اس دن گھاٹی کے کسی نکیلے پتھر سے لگ کر ان کا پورا کرتا خون میں ڈوب گیا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے پارس کو قسم دلائی کہ کسی کو بھی اس بات کی خبر نہ ہونے پائے۔"

"محترم خاتون انسبودھ دیو نے کمرے سے باہر آکر رالہ دیوی سے کہا" آپ کٹورے میں نارنگی کا رس بھروا کر کسی کنیز کے ہاتھ بھجوا دیں۔ آپ کے زیر سایہ رہ کر گومتی آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ جب میں نے اسے آپ کے پریشان ہونے کی بات بتائی تو وہ برت کو ختم کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔"

گومتی چاہتی تو نہیں تھی لیکن سبودھ بابا کے تئیں اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے اسنے نارنگی کا رس پی لیا۔

راج ماتا رالہ دیوی نہایت خوش ہوئیں۔ انہوں نے گومتی کے چہرے پر نظریں گڑا دیں۔ "کیا یہ ابھی تک روتی رہی ہے آریہ سبودھ؟"

"ہاں رانی صاحبہ۔ بڑے اصرار کے بعد میں اسے برت توڑنے پر راضی کر سکا ہوں۔"

— سبودھ مسافر خانے کی طرف نہ جا کر درونا کے دکھن میں بنے آدی کیشوا مٹن کے دروازے پر پہونچے۔ دوپہر کو مندر کے کواڑ بند کر دیے جاتے ہیں۔ یہ دیوی دیوتاؤں کے آرام کا وقت مانا گیا ہے۔ وہ بغل میں بنی آچاریہ رنگ ناتھ کی کٹیا کی طرف چل پڑے۔

"آچاریہ۔ آچاریہ۔"

رنگ ناتھ نے بانس کا بنا ٹٹر ہٹایا اور سبودھ کو لئے ہوئے کٹیا کے اندر آگئے۔

چکنی سیتل پاٹی بچھی ہوئی تھی۔ میناکشی سبودھ کو دیکھ کر ہاتھ جوڑ کر بولی " آریہ سبودھ خادمہ کا پرنام قبول کریں۔"

"کیوں بیٹی کیسی ہو؟ تمہارا چہرہ بہت اُداس لگ رہا ہے آج؟"

"اداس؟ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آریہ؟ میں تو پہلے جیسی ہی ہوں ہاں ایک اشلوک ضرور زبان پر آنے کے لئے بے چین ہے۔"

رنگ ناتھ نے پوچھا "کون سا اشلوک بیٹی؟ تو نے مجھے تو سنایا ہی نہیں۔ یعنی سننے کے پہلے حق دار سبودھ دیو ہیں اور دوسرے نمبر پر تیرا باپ ہے۔ اچھا سنا۔"

میناکشی نے سریلے گلے سے الاپ لیا اور گویا آسمان کی نیلاہٹوں کو للکارتے ہوئے گانا شروع کیا۔ اس اشلوک کے معنی کچھ اس طرح تھے کہ اے کاتبِ تقدیر، تجھے کسی پر رحم نہیں آتا۔ تو ہی اپنے بندوں کو محبت کے بندھنوں میں جکڑتا ہے اور پھر ان کے دل کی مرادیں پوری ہونے سے پہلے ہی انہیں علیحدہ کر دیتا ہے۔ تیرا یہ کھیل بچوں کے کھیل کی طرح اوچھا ہے۔

"آریہ سبودھ، آپ نے یہ اشلوک کبھی سنا نہیں ہو گا۔"

"نہیں آچاریہ۔ میں جذبۂ عشق کے عروج کی اس عجیب و غریب اور شاعرانہ کیمیا گری سے قطعی نابلد ہوں۔ آپ اس کی وضاحت کریں آچاریہ۔"

"جب کنس کے بھیجے ہوئے اکرورؔ[1] کرشن اور بلرامؔ[2] کو لے جانے کے مقصد سے گوکل پہونچے تو دیکھا کہ اکرور کی آمد سے مشکوک ہو کر کم سن گوالے شور مچا رہے ہیں کہ ہم سب کرشن کے ساتھ متھرا جائیں گے۔ وہاں کنس کو گئے کا دودھ تحفے میں دیں گے (کہ اس سے اس کا دل نرم ہو) گوپیاں پریشان ہو کر دیوانوں جیسی حرکتیں کر رہی تھیں۔ اسی موقعہ پر ہجر کی ماری گوپیوں نے کاتبِ تقدیر کو اُلاہنا دیا جو آپ نے ابھی میناکشی کے گائے ہوئے اشلوک میں سنا۔"

میناکشی کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ چٹائی سے اُٹھی اور اندر رکھے مٹی کے برتن میں پانی

---

[1] کرشن کے چچا جو ان کے ارادتمند بھی تھے۔ ان سے انتہائی درجہ عقیدت رکھتے تھے۔

[2] کرشن کے بھائی۔

بھر کر سبودھ کے سامنے رکھ دیا۔

"پانی پی لیجئے آریہ۔" وہ ہاتھ جوڑ کر بولی۔

سبودھ نے پانی پی لیا اور سکورا وہیں رکھ دیا۔ وہ اُٹھے۔ "آچاریہ! آج میری زندگی سوارت ہوئی۔ اب مجھے چلنے کی اجازت دیں۔"

رنگ ناتھ انہیں بانس کے پھاٹک تک پہونچانے کے لئے اُٹھے۔ تبھی میناکشی بولی "بابا آپ بیٹھیں، میں پہونچا آتی ہوں۔" آچاریہ رنگ ناتھ میناکشی کے چہرے پر روشنی اور سایوں کی ایک عجیب سی آنکھ مچولی دیکھ رہے تھے۔ آگے آگے سبودھ پیچھے پیچھے میناکشی۔

"آریہ، ایک بات پوچھنے کی اجازت چاہتی ہوں۔" میناکشی نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔

"بولو بیٹی۔"

"آریہ، راجہ خیریت سے ہیں نہ؟"

"کون راجہ دیوی؟ یہاں دو راجہ ہیں۔ گاہڑوال چندر دیو جو خود قلاش ہو چکے ہیں اور اس لائق بھی نہیں کہ اپنے لوگوں کی ضرورتیں پوری کر سکیں اور دوسرے راجہ معزز و محترم کرن دیو۔ وہ کیسے ہیں یہ مجھے نہیں معلوم۔"

"میں مہمان سرا میں ٹھہرے راجہ کی بابت پوچھ رہی تھی آریہ۔"

"اچھا۔ اچھا۔ اس ہارے ہوئے مصیبت زدہ، تہی دست انسان کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔ وہ تو چار پانچ روز پہلے ہی کاشی چھوڑ کر چلا گیا۔"

میناکشی ہنسی۔ "آریہ سبودھ، میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ آپ اجازت لے کر بولنے والے انسان سے بھی اس طرح کے سخت الفاظ میں بات کریں گے۔ ابھی ادھر سے پارس دیو جد دونشی کا گھوڑا نکل کر گیا ہے۔ وہ موتہہ لٹکائے سرائے کی طرف جا رہے تھے اور حالت یہ تھی کہ گھوڑے کو بھی اچھی طرح نہیں سنبھال پا رہے تھے۔ یہ پوچھنا تو شاید خلاف ادب ہوگا کہ انہوں نے کیا خبر دی لیکن آریہ سبودھ، گومتی کچھلے ایک بندر ہواڑے سے آدی کیشو کے پاس بنے گوری کے مندر میں آکر پتھر کی مورت کے قدموں میں سر پٹختی ہے۔ میرے والد آچاریہ رنگ ناتھ نے اسے ایک مہینے تک کا تپائی برت نبھانے کی صلاح دی ہے۔ سنا ہے وہ لے

پانی تک پئے بغیر پورا کرنے پر تُلی ہوئی ہے۔"

"اس برت میں اگر اس کا عقیدہ ہے اور وہ اسے کرنے کا عہد کر چکی ہے تو پانی اور پھل تو دے ہی سکتی ہے۔ میرے استاد وینکٹش کہا کرتے تھے کہ بھاگوت کسی کو ایسی ریاضت کی تلقین نہیں کرتا جو اس کے لئے بے حد سخت ثابت ہو۔"

"آپ میرے بارے میں کوئی غلط بات مت سوچئے گا آریہ۔ میرے والد نے گُرووایُور (کیرالا) کے کرشن مندر میں چڑھاوے کے ساتھ مجھے بھی سونپ دیا تھا۔ اس وقت میں جانتی تک نہیں تھی کہ دیوداسی کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ گُرووایُور دکن کا سب سے بڑا کرشن مندر ہے لیکن وہاں یا کہیں بھی دیوداسی کا مطلب ہے نوکرانی، بیگار کرنے والی مزدور لڑکی۔ یعنی جسم سے لے کر ذہن تک سب کچھ چوس لینے والے گِدھوں کے درمیان پھینکا گیا گوشت کا ایک لوتھڑا۔ میں اپنا مقدر خوب جانتی ہوں آریہ۔ میں اس مندر سے بھاگ آئی۔ کرشن کی خادمہ بننے کو میں تیار تھی، کنس کی نہیں۔ یہی میرا قصور ہے۔ مٹھ کے مالکوں کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور میں آج بھی ان کی پہونچ سے دور نہیں ہوں.... میں راجہ کیرت کے بارے میں پوچھ رہی تھی جنہیں آپ شکست خوردہ، مصیبت زدہ، مفلس، تہی دست جیسے الفاظ سے نواز چکے ہیں۔ دیوتا ظاہر نہیں ہوتے۔ وہ مندر یا کھوہ کے اندر چھپے رہتے ہیں۔ ان کا نُور، جلال یا فیض۔ جو چاہے کہہ لیجئے، کسی نہ کسی وسیلے کو ڈھونڈتا ہے۔ ایسا شخص جس کا ضمیر بیدار ہو، قوتِ ارادی مضبوط ہو، وہی دیوی دیوتاؤں کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس میں ان کی طاقت سما جاتی ہے۔ آپ راجہ کیرت کے بارے میں نہ بتانا چاہیں آپ کی مرضی۔ میناکشی نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ الوداع آریہ سبودھ!"

لال پہاڑی طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سِندوری روشنی میں اور بھی خوبصورت نظر آرہی تھی۔ سبھی لوگ جاگ گئے تھے۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر سب لوگ ایک ساتھ بیٹھے۔ تیز ہوا سے کیرت کے گلے سے لپٹی چادر سرکی اور آریہ رنجک نے دیکھ لیا کہ ان کا کُرتہ خون سے بھیگا ہوا ہے۔

"کیرت" رنجک گاہڑوال نے انہیں مخاطب کیا۔ ان کی آواز کی لرزش پر راجہ

مسکراتے رہے۔ "تم ہم لوگوں کو ہٹو کر ہماری توہین کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ راجن! یہ بہت بڑا جرم ہے۔" رتمبک نے سورج گونڈ، شوبھو بنا پھر، لوچن، گووند سب کو پاس بلایا۔ آدی باسی قبیلے کے اور بھی بہت سے نوجوان لڑکے لڑکیاں آموجود ہوئے۔

"کیا بات ہے رے راجہ؟"

"دیکھو، سورج بھیا!" رجک بولے۔ کل انہوں نے پارس کی جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو موت کے مونہہ میں جھونک دیا۔ پرچنڈ کا جو حال ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس گھاٹی میں گرنے سے پارس کا گھوڑا مر گیا تھا۔ گوپال اسی لئے چلاّ رہے تھے کہ راجن لوٹ آئیے۔ یہ بھی اسی گھاٹی میں گرے۔ کوئی نوکیلی چیز ان کے سینے میں گھس گئی ہے۔ خوب خون بہا ہوگا۔ ان کی چادر ہٹا کر دیکھیں آپ لوگ۔"

"کیوں رے راجہ! میں نے کل تجھ سے پوچھا تھا کہ ہمیں اتنا بیگانہ کیوں سمجھتا ہے؟ پرچنڈ کے جسم سے بہتے خون کو تو ہم نے دیکھا لیکن اپنے زخم کو تو نے کیوں چھپایا؟ تو نے زرہ نہیں پہنی تھی؟ کیوں بھلا؟ تو اپنی صفائی میں جو کہنا ہو کہہ دے۔" سورج کاکا اچانک غصے میں اُٹھے اور کیرت کو پکڑ کر ان کی چادر ایک جھٹکے سے اُتار دی۔

کیرت مسکراتے ہوئے بولے "سورج کاکا، یہ معمولی سی چوٹ تھی۔ رائی کا پہاڑ مت بنائیے۔"

"یہ معمولی ہے؟" سورج کاکا نے کیرت کے جسم پر لٹکتے ہوئے کُرتے کو پھاڑ دیا۔ کیرت کے سینے پر شانوں کی ہڈی سے لیکر پسلی تک ایک لمبا اور گہرا زخم تھا۔

"یہ کیا ہے راجہ؟" سورج نے کیرت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "ٹھیک ہے کہ تو اپنے کسی آدمی کو بچانے کے لئے موت کے مونہہ میں جا سکتا ہے لیکن یہ تو سوچ کہ تیری لاکھوں لاکھ پرجا کا کیا ہوگا؟ دشمن ان کی بہو بیٹیاں اغوا کر رہا ہے۔ ان کے گائے، بیل، بھینس، بکری، دودھ، اناج سب کچھ لوٹ کر لے جا رہا ہے۔ تو اپنی پرجا کی امانت ہے۔ تیرا کوئی بھی ذاتی فیصلہ ہم نہیں چلنے دیں گے۔" سورج کا جسم پیپل کے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

"شوبھو — سورج گرجا۔ "ہم سنگنیش گڑھ سے کتنی دور ہیں؟"

شوبھو نے پہاڑیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "شاید ہم پھیر میں پھنس گئے ہیں سورج کا کا۔"

"کسی کو بھیجو جو پہاڑیوں کے بیچ سے گذرنے والے راستے کو دیکھ کر آئے۔"

"میں جاؤں گا ان داتا۔ میں گری دوار[1] تک چلا جاؤں گا۔"

"کوئی ضرورت نہیں لوچن۔ تو راجہ کے پاس بیٹھ۔"

شوبھو بنا بھر نے اپنا گھوڑا تیار کیا اور پہاڑی کے ساتھ ساتھ پچھم کی طرف چلے گئے۔

"یعنی ہم چندر لیکھا پہاڑی کی گھاٹی میں ہیں۔" وہ بڑبڑائے۔ "ایسی غلطی کیسے ہوئی؟"

انہوں کافی اونچی اور لمبی چوڑی پہاڑی کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ گھوڑے کی لگام کو جھٹکا دیا اور شکتیش گڑھ کے لئے کسی راستے کی تلاش میں لگ گئے۔

کتنا بے وقوف ہوں میں۔ شوبھو اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ اگر راجہ کو معلوم ہو گیا کہ میری چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے انہیں اپنے آپ کو اور پر چنڈ کو موت کی گھاٹی میں جھونکنا پڑا تھا تو انہیں کتنی تکلیف ہوگی۔ گھنٹہ بھر کے اندر وہ شکتیش گڑھ کے سامنے آگئے۔ دروازے پر پہریدار بیٹھا تھا۔ وہ گانجے کی سوکھی ہوئی پتیوں کو چونے میں ملا کر ہتھیلی پر رگڑ رہا تھا۔ ڈھیلی ڈھالی بندیل کھنڈی پگڑی اس کے سر پر جھول رہی تھی۔

"کیوں پہریدار! قلعے میں کوئی ہے کہ نہیں؟"

"آج پندرہ دن ہو گئے یہاں کوئی نہیں ہے۔ صرف قلعہ دار چندر بھان چندیل ہیں۔"

"جا کر ان سے کہو کہ شوبھو بنا بھر بلا رہے ہیں۔"

پہریدار نے کہا۔ "آپ یہیں رُکے رہیئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ میں آٹوک جی کو بلانے جاؤں اور آپ چپ چاپ گڑھی میں گھس جائیں۔"

"نہیں بھائی ایسا نہیں ہوگا۔ تم بے فکر ہو کر جاؤ۔"

شوبھو کا نام سنتے ہی اُنتیس تیس برس کا نوجوان چندر بھان بغیر پورا لباس پہنے دوڑتا

---

[1] موجودہ راپٹ گنج

ہوا صدر دروازے پر آگیا۔ اس نے جھک کر شوبھو کو پرنام کیا "آدِک جی، آج کیسے راہ بھول گئے آپ؟ پندرہ دن سے میں اکیلا رہ رہا ہوں۔ یہاں چھائے سناٹے کو برداشت کرتے کرتے میرے اعصاب دُکھنے لگے ہیں آخر کتنا سوؤں میں؟"

"پہلے اندر چلو چندر بھان۔ شوبھو نے سنجیدگی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ چندر کے اندر پہلی جیسی ہی عقیدت موجود تھی لیکن ایسے مصیبت بھرے دنوں میں سب پر بھروسہ کر لینا بھی تو گلے میں پھندہ ڈالنے جیسا ہے۔"

شوبھو نے قریب کھڑے نیم کے درخت میں گھوڑے کی لگام اٹکا دی اور چندر کے ساتھ چل پڑے۔ "کیا خبر ہے؟ تیری گڑھی محفوظ ہے یا نہیں؟"

"گڑھی تو محفوظ ہے آدِک جی۔" چندر بولا۔ "لیکن آج صبح کوئی گھنٹہ بھر پہلے میرا مخبر مجھے بتا گیا ہے کہ ڈاہریا فوجی گری دوارے ہوتے ہوئے کالنجر کی طرف جا رہے ہیں۔ کل دو سو گھوڑ سوار ہیں۔ ایسی فوج تو میں نے دیکھی نہیں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کے گھوڑے ایڑ لگاتے ہی ایسی اچھال لیتے ہیں کہ راستے کے دونوں طرف موجود پہاڑیوں کے اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ ان کو کرن ڈاہریا نے بہت ناراض ہو کر حکم دیا ہے کہ یا تو کالنجر فتح کر کے آؤ یا اپنا سر کٹوانے کو تیار رہو۔ مرنا تو دونوں صورتوں میں ہے۔ اور کرن کے اس طرح کے خودکشی دستے کبھی ناکام نہیں لوٹے۔ نربدا سے لے کر ہمالیہ تک کسی میں اس ٹکڑی کو روکنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کالنجر کو توڑ دو۔ کرن تمہیں ہیرے جواہرات سے لاد دے گا۔ کالنجر کی دولت کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ اس مضبوط قلعے میں چندیلوں کی پارس منی ہے۔ جس کو چھونے سے ہر قسم کا لوہا سونے میں بدل جاتا ہے۔"

"یہاں تو کوئی آفت نہیں آئے گی؟"

"نہیں آدِک جی۔ اس گھاٹی تک آنا بہت مشکل ہے۔"

"تو ذرا دھیان سے سنو۔ یہ ہیں سونے کے تنکے۔ ان سے اناج اور دوسرے ضروری سامان کا انتظام کرو۔ چار پانچ بستر بھی درکار رہوں گے۔ اپنے راجہ کیرت آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ کئی لوگ ہیں۔"

"ان کا ہوا سے باتیں کرنے والا گھوڑا بھی ساتھ آ رہا ہوگا۔ میں اسے دیکھنے کو بے چین ہوں۔"

"اپنے ایک سپاہی کی جان بچانے کے لئے انہوں نے پرچنڈ کو ایڑ لگائی اور وہ چندر لیکھا پہاڑی پار کر گیا۔ لیکن نیچے کی گھاٹی چٹانوں سے بھری پڑی تھی۔ گھوڑا اور راجہ دونوں زخمی ہیں۔ انھیں پوری طرح ٹھیک ہونے میں چار دن تو لگ ہی جائیں گے اور ہاں گھوڑسال سنبھالنے والوں کو بھی بلالو۔ دھیان رہے چندر۔ یہ آخری موقعہ ہے۔ راجہ اگر خوش ہوئے تو تم کو فوجی سردار یا اس سے بھی بڑا کوئی عہدہ مل سکتا ہے۔ مصیبت میں جو مالک کا ساتھ نہیں دیتا اسے کہیں چین نہیں ملتا، نہ اِس دھرتی پر نہ اُس دنیا میں۔"

شوبھو چندر کے چہرے کو دھیان سے دیکھ رہے تھے۔ وہ بگڑ کر بولا "ٹوک جی، میں بھی چندیل ہوں۔ میرے جسم میں بھی دھنگ دیو، گنڈ دیو اور ودیادھر کا خون دوڑ رہا ہے۔ آپ نے تو مجھے نوکر بھی نہیں سمجھا جو اپنے محنتانے سے زیادہ نہیں مانگتا۔ آپ نے کہا کہ اگر میں راجیشور کی حفاظت کروں گا تو مجھے فوجی نائک بنا دیا جائے گا۔ جو لوگ راجہ کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے کو تیار ہیں ان کے سامنے اس طرح کی نامناسب بات کبھی مت کہئے گا۔"

شوبھو نے چندر کو گلے سے لگا لیا۔ "روٹھ گیا؟ بڑے بھائی کا قصور تو نہیں معاف کرے گا تو کون کرے گا چندر؟"

——— اُن کے سینے سے چادر ہٹا دی گئی تھی۔ گردن سے لے کر بائیں طرف کی پسلی تک پھیلے زخم پر سورج کا کانٹے کوئی جڑی بوٹی پیس کر لیپی اور کرتے کے پھٹے ہوئے ٹکڑے سے باندھ دیا۔

"ہم نے غلطی کی تھی کاکا۔ یہ سامنے چندر لیکھا پہاڑی ہے ٹھیک دوج کے چاند کی طرح۔ یہ چار یوجن[1] میں پھیلی ہوئی ہے۔ اسی نے پارس دیو کو راستے سے بھٹکایا، اسی نے مہاراجہ کیرت کو مجبور کیا کہ وہ پرچنڈ کو اتنے بڑے خطرے میں ڈالیں۔"

"کہو شوبھو، کیا حال ہے شکتیش گڑھ کا؟"

---

[1] ایک یوجن لگ بھگ ایک کوس مانا جاتا تھا یعنی آج کے پیمانے میں تقریباً ½2 کیلومیٹر۔

"سب ٹھیک ہے راجن۔ میں قلعہ دار چندر بھان کو سب سمجھا آیا ہوں۔ یہاں دھوپ بڑھتی جا رہی ہے۔ سورج کاکا کو وداع کیجئے اور چل پڑیئے شکتیش گڑھ کی طرف۔"

"کیا بول رہا ہے رے شوبھنا؟" سورج کاکا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "ہے کسی مائی کے لال میں ہمت کہ سورج کاکا کو راجہ کے ساتھ جانے سے روک۔ میں اور گوند جات کا یہ نوکھا ہار، یہ میرا لوچن۔ ہم دونوں کو تو جانا ہی ہے۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں سورج کاکا۔ وہ اور لوچن دونوں چلیں گے۔"

"راجہ راجہ۔ میری لاج رکھ لی آپ نے ان داتا۔ میں کبھی بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اپنے ٹٹو کو ساتھ لے کر پرچند کے پیچھے پیچھے کیا کہتے ہیں اسے کہ۔ گنگا ساگر تک چلوں گا۔"

"راجن!" آریہ رنجک کیرت کے پاس پہونچے۔ انہوں نے اکیلے میں چلنے کا اشارہ کیا۔ شوبھنا پھر کو بھی اشارے سے بلایا۔ "کیوں شوبھو۔" رنجک بولے۔ "شکتیش گڑھ سے کچھ پتہ چلا؟ تمہارے چہرے سے تو لگ رہا ہے کہ کوئی مصیبت آ گئی یا آ رہی ہے۔"

"آپ نے ٹھیک سوچا ہے آریہ۔ ڈاہر یا کرن نے اپنے دو سو جان نثار گھوڑ سواروں کو کالنجر پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کر دیا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ آٹو تیہ نگر[1] تک پہونچے ہوں گے۔"

"میں چلا راجن! راستے میں چندیل گڑھی کے محافظ سے کہہ دوں گا کہ ولی عہد گووند چندر کے گھوڑے رپنجیے کو شکتیش گڑھ بھجوا دے۔ مجھے ماں اشٹ بھجا کے دروازے پر جلد از جلد ایک بھکاری کے بھیس میں جانا ہو گا۔ ورنہ صحیح وقت پر گوپال کو اس خطرے سے خبردار نہ کر سکا تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔"

رنجک گاہڑوال نے پہریدار کے گھوڑے پر کاٹھی سجا دی اور ولی عہد گووند کو پاس بلایا۔ "شہزادے، میں اشٹ بھجا میں خبر کر کے ادھر سے ہی کاشی نکل جاؤں گا۔ آپ کو اپنے بھائی جی کا ساتھ دینے کا وعدہ نبھانا ہو گا۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ کرن سے اکیلے لڑ سکیں۔ پورا شہر دو حصوں میں بٹ گیا ہے۔ چندر کاشی اور کرن کاشی۔ ہم لوگوں کے پاس اب نہ گھوڑ سوار

---

[1] موجودہ مرزا پور

ہیں نہ پیدل۔ کاشی کے عوام کو میں سلام کرتا ہوں جو دانے دانے کو ترس رہے ہیں، اتنی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں پھر بھی راجہ چندر دیو کے لئے سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔"

"ادھر کوئی نئی بات ہوئی ہے کیا چچا؟" گووند نے جھک کر رجک کے پیر پکڑ لئے "اریہ آپ کو جو معلوم ہو بتا دیجئے ورنہ میں رات کو ٹھیک سے سو نہیں سکوں گا۔"

"فکر نہ کریں ولی عہد۔ میرے بس میں کیا ہے کیا نہیں یہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ مجھ سے جو کچھ بھی ہو سکے گا میں گاہڑوال خاندان کے لئے کروں گا۔ پارس بتا رہا تھا کہ گوال پلی، برہم پوری اور دوسری بستیاں بھی کرن اور چندر دیو کی حمایت میں آدھی آدھی بٹ گئی ہیں۔ کرن اپنا ساتھ دینے والوں پر انعام و اکرام کی بارش کر رہا ہے۔ شہر کے سیٹھ، ساہوکار، برہمن، دولتمند گوالے وغیرہ اسی کی حمایت کرنے کا عہد کر چکے ہیں جبکہ ہماری طرف کے لوگوں کو پورا اناج بھی نہیں مل رہا ہے۔ آپ کے پروہت بلدیو اوجھا کے یہاں فاقے پر فاقے ہو رہے ہیں جبکہ کرن کی سرپرستی میں وناگک بھٹ جیسے بدکردار اور نیچ لوگ اوجھا جی کا مذاق اڑا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارے احمق راجہ چندر دیو جیسے قلاش انسان کا سہارا لینا تو خودکشی کرنے کے برابر ہے۔"

"چچا مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے دیں۔ میں اپنی غلطی سمجھ گیا۔ اگر کاشی ہاتھ سے نکل گیا تو کانیہ کبج کا شہنشاہ بننے کی آرزوئیں بھی جھلس جائیں گی۔ میں خزانے سے جتنا پیسہ نکال سکا، نکالوں گا اور اپنی رعایا کو بچانے کی کوشش کروں گا۔"

"تو چلو۔" رجک بولے۔ "بیٹے آج تمہاری قسمت کا ستارہ بادلوں سے باہر آ کر چمکنے کو ہے۔ وشویشور کی مہربانی سے تمہارے خون میں حرکت ہو رہی ہے اور نئی چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ ودیادھر دیو نے مجھ سے کہا تھا کہ کاشی کو چھوڑو اور کھجوراہو یا مہوبہ جہاں جی چاہے چلو۔ میں ان کا معاون دوست، ساتھی سبھی کچھ تھا اور چاہو تو کہہ لو کہ ان کی فیاضی میں بندھا ہوا ان کا ادنیٰ سا خادم تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے ان کی تجویز قبول نہیں کی۔ میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ مہاراجہ رجک تو راجہ چندر دیو کے لئے قربان ہو جانے کی قسم کھا چکا ہے۔ وہ چپ ہو گئے۔ بیٹا، کیرت کو دیکھو۔ میں نے اصرار کیا کہ تم ان کے ساتھ رہو۔ صرف اس لئے کہ تم دیکھو کہ راجہ کیا ہوتا ہے۔ مجبوری کو دیکھو۔ آدی باسیوں کو دیکھو۔ ان پڑھ گنوار پرجا کو دیکھو جو خون کی ہولی کھیلنے کا عہد

کر چکی ہے۔"

"میں بھائی جی سے مل کر ابھی آیا ' چچا۔" گووند کا چہرہ روشن ہو رہا تھا۔

"کہو گووند، آج تمہارے چہرے پر اعتماد کی نئی کرنیں دیکھ رہا ہوں۔"

"بھائی جی، میری خامیوں کو بھول جائیے۔ رنجک چچا کے ساتھ بھی جو غیر شریفانہ برتاؤ میں نے کیا اس کے لئے بھی معافی مانگتا ہوں۔"

کیرت نے گووند کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ گووند پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

"میں آپ گڑھی میں جا رہا ہوں بھائی جی۔ رپنجے کو لے کر شام ہونے سے پہلے کاشی لوٹ جاؤں گا۔ میرے ساتھ آریہ رنجک بھی جا رہے ہیں۔"

کیرت چادر سنبھالتے ہوئے رنجک کے پاس پہونچے۔ "کیوں آریہ۔ آپ سے سیناپتی نے کہا تھا کہ آپ کو پندرہ دن تک لگاتار آرام کرنا ہے اور یہ کہ وہ آپ کو جانے نہیں دیں گے۔ آپ ان کی درخواست پر غور نہیں کر رہے ہیں کیا؟"

"ایسا ہے راجہ کہ۔" رنجک مسکرائے ۔ گوپال کی ہی خاطر میں اپنے آرام کرنے کے وعدے سے مکر رہا ہوں۔ میرا اشٹ بھجا جانا ضروری ہے۔ ایک درخواست ہے آپ سے۔"

"آریہ رنجک، کل آپ ذرا جذباتی ہو گئے تھے اور آپ نے کہا تھا 'بیٹے، تم رنجک کی دولت ہو۔ کہا تھا نہ؟"

"ہاں راجن، کہا تھا۔"

"پھر یہ راجن واجن کیا؟ اس کا بھلا کیا موقعہ ہے؟ اپنے بیٹے کے ساتھ کیا دنیاداری اور ظاہرداری نبھانی مناسب ہے؟"

"میں اپنی حدود میں رہ کر اپنے فرض پورے کرنے کا عادی ہوں کیرت۔ لیکن سورج، لوچن، شوبھو وغیرہ کے سامنے میرا عزم ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ مجھے کچھ دن اور راجن کہنے کی اجازت دیجئے ورنہ آپ کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے والے یہ پہاڑی مجھے قتل کر دیں گے۔"

کیرت اور گووند زور سے ہنسے۔

جانے پہچانے راستے سے واپس جانا مشکل نہیں تھا۔ رنجک اور گووند چار گھنٹے کے اندر

ہی وندھیاچل کے پاس ہی چندیل گڑھی پہونچ گئے۔ پہریدار اور قبیلوں کے مکھیا خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو پاس آتے دیکھ کر سبھی لوگ بلّم بھالے، برچھیاں اور گپتی وغیرہ لے کر کھڑے ہو گئے۔

"راجہ کہاں ہیں ہمارے؟" بھینسوار نٹوں کے قبیلے کا مکھیا اُجُّو نٹ بولا۔ "تم لوگ کون ہو؟"

"ارے بھیا! ہم تمہارے راجہ کے خادم ہیں۔ کل اپنے ایک سپاہی کو چندر لیکھا کی چوٹی سے گرتے دیکھ کر راجہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ وہ سبک رفتار گھوڑا پہاڑی پھلانگ تو گیا لیکن نیچے کھڈ میں گر گیا۔ بڑی کوششوں کے بعد اسے بچا تو لیا گیا لیکن راجہ کو کافی چوٹ آئی۔"

"ہُوں۔ تو اسی لئے راجہ یہاں نہیں لوٹے؟ ان پہاڑیوں اور جنگلوں سے بھرے جن پد میں کسی وید کو تلاش کر پانا بھی خاصہ مشکل کام ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ راجہ یہاں آ رہے ہیں یا آگے بڑھ گئے ہیں؟"

"جہاں تک ہمیں معلوم ہے راجہ شکتیش گڑھ میں آرام کریں گے۔"

"آؤ بھائیو، چلو شکتیش گڑھ۔"

آدی باسی قبیلوں کے مکھیا بیس پچیس سے کم نہ ہوں گے۔ بھرما، ڈوم، مُسہر، گونڈ، لودھی، اہیر، کرمی، کاچھی۔ اپنے اپنے ہتھیار لئے وہ چندیل گڑھی سے نکلے اور شکتیش گڑھ کی طرف چل پڑے۔

رنجک نے پہریدار کو بلایا۔ "میں تمہارے راجہ کا سپہ سالار ہوں۔ ہمارا ایک راج ہنس جیسا سفید گھوڑا تمہاری گھوڑسال میں بندھا ہوگا۔"

"وہ تو کاشی کے ولی عہد گووند دیو کا ہے۔" پہریدار بولا۔ "بغیر ان کے حکم کے ہم گھوڑا نہیں لا سکتے۔"

"ولی عہد بہادر! یہ چندیلوں کے سپاہی ہیں۔ سنی سنائی باتوں پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ آئیے اور ان سے ملئے تب ہی گھوڑا مل سکے گا۔"

وندھیاچل کی پہاڑی کو پار کرتے ہوئے رنجک اور گووند اشٹ بھجا کی پہاڑی کے

سامنے رک گئے۔ پہریدار کے گھوڑے پر گووند تھا اور پیچھے پر رنجک۔
"آریہ، لگتا ہے یہ آپ سے ڈر گیا ہے۔ اس نے کہیں بھی سرکشی نہیں کی۔"
"سرکش کے سامنے کون سرکشی دکھائے گا بھلا؟"
رنجک سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پہاڑی پر پہونچے۔ "ماتاجی! ماتاجی!!" کوئی جواب نہیں ملا۔ مندر کے اندر سے ایک جنگلی مرغا برآمد ہوا۔ مندر کے منڈپ کے سامنے گنگا تھی اور دونوں طرف دشوار گذار پہاڑیاں۔ بائیں طرف والی پہاڑی میں ایک غار تھا۔ مندر کی دیوار کو پھلانگ کر اس غار میں جایا جا سکتا تھا۔ لیکن پتہ نہیں ماں شیل بھدرا اس حرکت کو پسند کریں گی یا نہیں۔ آریہ رنجک نے بائیں دیوار کو کود کر پار کیا اور پہاڑی کو پکڑ پکڑ کر چلتے ہوئے کھوہ کے دروازے تک پہونچے۔
"ماتاجی! ماتاجی!!" وہ زور سے چلائے۔
"کون؟"
"میں ہوں گوپال بھٹ کا خادم۔"
"آجا۔"
رنجک نے غار کے پاس لگے بانس کے ٹٹر کو ہٹایا اور اندر جانے کا راستہ بنایا۔ وہ کچھ دیر ویسے ہی کھڑے رہے۔
"آجا بھائی۔" ماتاجی کی آواز آئی۔ آریہ رنجک غار میں داخل ہوئے اور اندھیرے میں رہنے والی ماتاجی کے بارے میں سوچنے لگے۔ تبھی کافور کی ٹکیہ جلی اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔
"کیا بات ہے آریہ رنجک؟"
رنجک کے اوپر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اندر ہی اندر ان کے لاشعور میں کوئی مدھم سی صورت ابھری تھی جیسے انہوں نے شیل بھدرا کو کہیں دیکھا ہے۔ ستاون برس کی عمر میں یہ خوش بختی انہیں کب اور کہاں حاصل ہوئی تھی یہ انہیں یاد نہیں آیا۔ ماتاجی نے انہیں پھر پکارا۔
"رنجک!"
"حکم ہو دیوی! مجھ جیسے کم نصیب پر آپ مہربان رہیں۔ اس ناچیز نے آپ کو کہیں

دیکھا ہے لیکن یاد داشت ساتھ نہیں دے رہی ہے دیوی !"

"بیٹھ، بیٹھ ۔ تجھے پچیس برس پرانی باتیں یاد نہیں رہیں ؟ پچیس سال پہلے کاشی کے کیدار گھاٹ سے کچھ دُور ایک کٹیا تھی وہاں تُو محترم ودیادھر دیو کے ساتھ آیا کرتا تھا۔"

اتنا سننا تھا کہ رنجک گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی بجائے لاٹھی کی طرح شیل بھدرا کے قدموں میں گر پڑے ۔ "دیوی، معاف کریں ۔ معاف کر دیں مجھے ۔"

"ارے پگلے ! اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے ۔ بھول جانا تو انسانوں کے لئے ایک رحمت ہے ۔ تو کتنے لوگوں کو یاد کرتا پھرے گا ، ہزار لاکھ ہی نہ ؟ تیری زندگی میں ایسے لمحے بھی آئے ہوں گے جب تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رویا ہوگا ۔ تو ہی بول اگر تو ان تلخیوں کو بُھلا نہ پاتا تو کیا آج اس طرح گزارا کر سکتا تھا ؟"

"دیوی ، یا تو میں احسان فراموش ہوں یا میرے بھول جانے کی وجہ سے ناراض ہو کر آپ نے بھی کبھی یاد نہیں کیا ۔"

شیل بھدرا کھلکھلا کر ہنسیں ۔ " تو مجھے بتانے آیا ہے کہ کلچری کرن کے خودکشی دستے کے گھوڑ سوار آٹوئیہ نگر میں داخل ہو چکے ہیں ۔ ہے نہ ؟ ایک بار جب ودیادھر گلابی جاڑوں کے نوراتر میں میری کٹیا میں آئے تھے تو وہ تمہارے ساتھ ہی آئے تھے ۔ وہ کچھ دنوں سے بہت بے چین تھے اور بڑی پریشانی میں دن گذار رہے تھے ۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ سب کچھ بھول کر کچھ دن میری کٹیا میں آرام کر لیں اور انہوں نے جواب دیا تھا " شیلا ، میری زندگی میں صرف کانٹے ہی کانٹے ہیں ۔ میں جس راستے پر چلتا ہوں وہاں ببول اُگ آتے ہیں ۔ اس بار کاشی اس لئے آیا تھا کہ گانگیہ دیو سے اچھی طرح پوچھ لوں کہ کیا وہ دن بھول گئے جب اس بدبخت کے قدموں میں بیٹھ کر تم نے اور دھارا کے مالک بھوج نے شاگردوں کی طرح پوجا کی تھی ۔"

"تو کیوں ان معمولی لوگوں کی اصلاح کی ذمہ داری ڈھو رہا ہے ودیا ؟ کیا تیرے سمجھانے سے یہ دنیا اپنے محور پر گھومنا بند کر دے گی ؟ کیا تو چاہتا ہے کہ بھارت کو ترکوں کے ہاتھوں تباہ ہوتا ہوا دیکھے ؟ تیری ساری کم عمری اور جوانی شمالی بھارت کو بدیسیوں سے بچانے میں ختم ہو گئی لیکن تجھے کیا ملا ؟ کیا تو اپنے ملک کو بچانے میں کامیاب ہوا ؟ ہر انسان کی زندگی میں ایک وقت ایسا

ضرور آتا ہے جب اسے یہ موقعہ ملتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو کاٹ کر پھینک دے جو بیکار اور غیر ضروری ہوتے ہوئے بھی اس سے چمٹی ہوئی ہیں۔ تمہاری فہم و فراست پر جہالت کی جو تہہ جمتی جارہی ہے اسے کھرچ کر پھینک دو تاکہ کوئی لگاؤ باقی نہ رہے۔ تیرے اندر موہ باقی ہے تو سوچتا ہے کہ بھارت کا مستقبل بنانا تیری ذمہ داری ہے۔ یہ تیری زندگی کا مقصد ہے۔ اس کے لئے بھگوان نے تجھے ہی وسیلہ بنایا ہے۔ یہ تو انا ہے ودّیا، انا۔ یہ سوچنا چھوڑ دے۔ زمین پر آیا ہے تو زمین پر رہ۔ جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنا بند کر دے۔"

ودّیادھر دیو سنجیدہ ہو گئے تھے۔ میں نے کہا تھا تو میری چٹائی پر سو جا!

"شیلا، مجھے نیند نہیں آتی۔" اس کا جواب تھا۔

"در اصل ودّیا چاہتا تھا کہ کوئی اس کی انا کو سہلائے، کوئی اسے بچے کی طرح اپنی گود میں لے لے۔ اُسے صرف ایک آرزو تھی کہ کوئی اس کی دکھتی پیشانی پر ممتا بھری انگلیاں رکھ دے۔" ماں شیلا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔

"ٹھیک بیس برس بعد ودّیا کی موت ہوئی۔ گوپال ہی تو آیا تھا یہ خبر لے کر۔ منڈا ہوا سر، سُرخ آنکھیں اور لگاتار بہتے آنسو۔ میں اپنی کٹیا سے نکل کر کیدار گھاٹ گئی۔ میں نے اسے پنڈ دان[1] دیا۔ اپنے آنسوؤں سے ترپن کیا۔ وہ میری زندگی سے جڑا ہوا پہلا اور آخری مرد تھا۔" جوگنی شیل بھدرا کی ہچکیوں کی مدھم لرزش رنجک کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ "ٹھیک ہے آریہ رنجک۔ آپ سے جو خبر ملی ہے، اسے صحیح جگہ بھیجنے کی کوشش کروں گی۔ آپ غار کے بائیں طرف جا کر اتریں۔ وہاں سیڑھیاں ٹھیک ہیں۔"

رنجک اٹھے اور بولے "بھگوتی! مجھ سے جو قصور ہوا اسے معاف کیجئے گا۔"

"یہ لفظ 'قصور' بڑا عجیب لفظ ہے رنجک۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ میں تیرے دل کی بات نہیں سمجھ رہی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ میرے دل کی بات تو نہیں سمجھ رہا ہے تو یہ قصور ہوا کیا؟ یہ گویائی کی حدود ہیں بیٹے۔ نطق داخلی جذبات اور کیفیات کو سمجھ ہی نہیں سکتی۔

---

[1] پنڈ دان اور ترپن دونوں کسی شخص کی موت کے بعد ادا کی جانے والی رسمیں ہیں۔ مقصد انکی روح کو سکون پہونچانا ہے

دونوں کے مزاج میں فرق ہے۔ جذبات کو الفاظ میں باندھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔"

"دیوی، اگر ذرا سی ذرا مہربانی کریں تو میں کاشی کے گاہڑوال شہزادے گووند کو بلاؤں؟"

"کیا کرے گا بلا کر رنجک؟ چھوڑ اسے۔ تو نے سُنینا کو ٹھکرایا تھا کہ وہ تجھے سمجھ نہیں سکی۔ میں گووند کو ٹھکراؤں تو تُو سوچے گا کہ شیل بھدرا مغرور ہے۔ اچھا بابا بلا اُسے۔"

رنجک نے اشٹ بھجا مندر سے اترنے والی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر گووند کو پکارا۔ گووند نے اشٹ بھجا مندر کے منڈپ میں کھڑے رنجک کو دیکھا۔ وہ جھٹکے کے ساتھ دھڑا دھڑ سیڑھیوں کو پار کرتا ہوا مندر کے آنگن میں پہونچا۔ "آؤ ادھر ولی عہد، لیکن ذرا ہوشیاری سے۔"

رنجک کی طرح گووند بھی اوپر کی بیلوں کو ہاتھ سے پکڑ کر اس غار کے دروازے پر پہونچا۔

"آؤں بھگوتی؟" رنجک نے کہا۔

"آجا۔"

رنجک گووند کا ہاتھ پکڑے ہوئے غار میں چلے گئے۔ "ہم پرنام کرتے ہیں دیوی۔ میری بغل میں مہاراجہ چندر دیو کے پوتے گووند چندر ہیں۔"

دوبارہ کافور کی ٹکیہ جلی۔ ایک لمحے کے لئے شیل بھدرا گووند کو دیکھتی رہیں۔

"کیا جاننا چاہتے ہو رنجک؟"

"کچھ بھی نہیں ماں، آپ جب تک ہیں رنجک بے فکر ہے۔"

"یہ مرصع زبان کیا تو نے اپنے علم و فضل کے زور پر سیکھی؟" پھر انہوں نے گووند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آج سے اس کی زندگی میں ستاروں نے موافق رفتار پکڑی ہے۔ اب تک اس کے اندر شہنشاہ بننے کا غرور سمایا ہوا تھا۔ کیوں رے بچے، تو رالہہ کا بیٹا ہے نہ؟"

"ہاں دیوی۔"

"اُس سے کہنا کہ ایک دو ماہ کے بعد مدن کی صحت بہتر ہونا شروع ہو گی۔ ہاں وہ جو کیرت ہے، جانتا ہے تو اُسے؟"

"ہاں دیوی۔"

"وہ تجھ جیسے پانڈوؤں[1] کے لئے شری کرشن کا اوتار بن کر آیا ہے۔ تیری سلطنت تو پانچ پانڈو چلاتے ہیں نہ؟"

"میں سمجھا نہیں دیوی۔"

"ارے بھائی گاہڑوال راج کی حفاظت کے لئے جو پنچایت بنی ہے یعنی راجہ چندر دیو، تمہاری دونوں مائیں، رنجک اور ان سب کو سمیٹ کر چلنے والا تو۔ تو نے مدن کو نکال باہر کیا ہے۔ ہے کہ نہیں؟"

"میں نے اس نقطۂ نظر سے نہیں سوچا تھا ماں"۔ گووند کے دماغ میں کوئی چیز شعلے کی طرح لہرانے لگی۔ وہ اچانک کٹے ہوئے درخت کی طرح گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

"رنجک ٹھہرو۔ میں کافور جلاتی ہوں۔" جلتی ہوئی کافور کی ٹکیہ کی روشنی میں ماں شیل بھدرا نے دیکھا کہ گووند بالکل بے جان سا ہو کر گرا ہے۔

"اسی لئے میں لوگوں کو غار میں آنے سے منع کرتی ہوں۔ جو دھوپ برداشت نہ کر سکیں انہیں سورج سے آنکھیں ملانے کی تاب کہاں؟"

"رحم کریں دیوی۔" رنجک نے ہاتھ جوڑ لئے۔ شیل بھدرا نے پاس رکھے برتن سے پانی لے کر گووند کے موہنہ پر چھینٹے مارے۔ گووند نے آنکھیں کھول دیں۔ "دیوی! دیوی!! یہ سب نہیں ہونا چاہئے۔ ماتا! ماتا! اسے روکو۔"

"اسے کوئی نہیں روک سکتا گووند، کیونکہ یہ سب تو ہو چکا ہے۔ صرف مادی صورت میں سامنے آنا باقی رہ گیا ہے۔" شیل بھدرا نے کہا۔ "میں زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہوں کہ جب تک باطن کی نظروں سے دیکھا گیا یہ منظر صرف تم تک محدود رہے گا، تب تک یہ وقوع پذیر نہیں ہو گا۔"

---

[1] مہا بھارت میں حق کے علمبردار اور مظلوم پانچ بھائی جو مرکزی کرداروں میں سے ہیں۔ شری کرشن نے ان کی حمایت اور مدد کی تھی۔

"اچھا رنجک!"
دونوں گھوڑے تیزی کے ساتھ کاشی کی طرف چل پڑے۔ آٹوئیہ جن پد کی راج دھانی کے پاس ان لوگوں نے دو سو گھوڑوں کو قطار باندھے کھڑا دیکھا۔ گرچہ بہت عمدہ نسل کے نہیں تھے لیکن ان کی دیکھ بھال اچھی طرح کی گئی تھی۔ وافر چارہ اور بھیگے چنے کھلا کر تگڑا کیا گیا تھا۔ سبھی گھوڑے دھوپ میں چمک رہے تھے۔

"کون ہو تم لوگ؟" گھوڑ سوار دستے کا سردار بولا۔ "کون ہو تم لوگ؟"

"ہم مہاراجہ چندر دیو کے خادم ہیں اور یہ ہیں ولی عہد گووند چندر۔"

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" سردار نے نتھنے پھڑ کائے۔ غصے میں کسی شرابی کی طرح فوں فوں کرتے ہوئے بولا۔ "مجھے تو تم لوگ جاسوس معلوم ہوتے ہو۔"

"سردار!" گووند نے تلوار کھینچ لی "تم کرن دیو کے ملازم ہو۔ اگر کاشی کے راجہ چندر دیو اور کرن کے باپ گانگیہ دیو کے درمیان ہوئے معاہدے کو توڑنا چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں لیکن یہ مت بھولنا کہ مہا شو راتری کی دوپہر کو ہونے والی تقریب اور اس تقریب میں راجہ کرن کے چکرورتی ہونے کا اعلان میرا رعایا کو منظور نہیں ہوگا۔ ہم امن پسند ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم جیسے حقیر لوگوں کی بدتمیزی کو برداشت کرتے رہیں۔ تب ہی کئی فوجی سردار آ کر کھڑے ہو گئے۔

"آریہ۔ یہ کاشی کے ولی عہد گووند چندر ہیں اور ان کے ساتھ جو شخص ہیں وہ ہیں عزت مآب رنجک گاہڑوال۔ یہ نہایت تجربہ کار فوجی اور سیاسی تدبر کے ماہر ہیں۔ ان سے جھگڑا نہیں ہونا چاہیے۔"

دکنی سردار اموگھ دیر یا مسکرایا۔ "آپ کو اپنا تعارف کرا دینا چاہیئے تھا آریہ رنجک۔ آپ ہماری گستاخی معاف کریں۔" رنجک ویسے ہی سنجیدہ اور خاموش بنے کھڑے رہے۔

"آپ لوگ جا سکتے ہیں ولی عہد۔"

"شکریہ۔" گووند نے لگام کو جھٹکا دیا اور دونوں گھوڑے جزنادری کے قلعے کی طرف روانہ ہو گئے۔

——— راستے کی رکاوٹ اٹھائے جانے کے انتظار میں کھڑے رہے وہ۔ "شاید پرانے سپاہیوں کو ہٹا دیا گیا ہے۔" گووند بولا۔ "کون ہے؟ کون ہے یہاں؟"

جھونپڑی سے فوجی لباس پہنے ایک جوان باہر آیا اور بولا "آپ پل پار کرنے کیلئے

چاندی کا ایک کارشاپن دے کر اجازت نامہ لے لیں۔ آج سے راجیشور کرن دیو کے حکم سے بغیر اجازت نامے کے یہ پل پار نہیں کرنے دیا جائے گا۔"

رنجک نے رپنجیے کو ایڑ لگائی۔ "چلو گوونند۔"

دونوں گنگا کے پوربی کنارے سے راج گھاٹ کے لئے چل پڑے۔

گاہڑوال قلعے کے صدر دروازے کے سامنے پہریداروں نے ان کے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ لیں۔ دونوں باہری کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔

"کچھ سمجھا دلی عہد بہادر آپ نے؟"

"آریہ، میں اتنا تو سمجھ گیا ہوں کہ کرن نے ہماری توہین کرنے کے لئے اپنے پھندے سخت کر دیے ہیں لیکن پھر بھی آج کے واقعات پر آپ کی رائے جاننے کے لئے منتظر ہوں۔"

"اب وقت بہت کم رہ گیا ہے شہزادے۔ وجہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ سچ ہے کہ ہم اطمینان سے پڑے سو رہے ہیں۔ کرن کا خودکشی دستہ جھوتی کو روندتے ہوئے کالنجر، کھجوراہو اور مہوتسو[1] کو تباہ کرنے کی غرض سے بڑھا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس نہ گھوڑے ہیں اور نہ پیدل فوجیں۔ پچھلے پندرہ سالوں سے ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دیوتاؤں کے دیوتا آدی مکتیشور ہماری حفاظت کریں گے۔ شہزادے، میں جانتا ہوں کہ گاہڑوال خاندان مصیبت میں ہے۔ مہاشوراتری کے موقعے پر کرن اپنے لئے ساتویں چکرورتی کے خطاب کا اعلان کرے گا۔ اسی لئے اس نے خودکشی دستے کے سواروں کو جھوتی کی طرف دھکیل دیا ہے تاکہ جیسے بھی ہو کالنجر فتح ہو جائے اور مہینے بھر کے اندر کم از کم آدھی فوج کاشی آجائے۔ اسے اپنے باج گذار راجاؤں کو دکھانا ہے کہ شان و شوکت، جاہ و جلال اور رعایا کا کیا مطلب ہے۔"

"آئیے آریہ۔ آج ہماری پنچایت کی ہنگامی بیٹھک ہوگی۔ میں سارا انتظام کر کے ابھی آتا ہوں۔ بھوک تو لگی ہوگی آریہ۔ میں فوراً کنیز کو بھیجتا ہوں۔"

رنجک لکڑی کی چوکی پر بچھے ادنیٰ تخت پوش پر تکیئے کا سہارا لے کر لیٹ گئے۔

[1] مہوبہ

ان کے دل میں ایسا طوفان کبھی نہیں اُٹھا تھا۔ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ ماں شیل بھدرا نے کہا" تو نے سُنینا کو ٹھکرایا اس لئے کہ وہ تجھے سمجھ نہیں سکی۔ میں اگر گووند کو ٹھکرا دوں تو تُو سمجھے گا کہ شیل بھدرا مغرور ہے۔ رنجک آنکھیں بند کئے کئے جیسے کسی اور جہان میں کھو گئے تھے۔ سُنینا گاؤں میں پلی بڑھی ایک راجپوت لڑکی تھی۔ خود کو شمالی ہندوستان کے سیاست دانوں کا سرتاج سمجھنے والے رنجک کی زندگی میں شریک نہیں رہ سکی۔ اس نے سارے تعلقات ختم کر دیے۔ کنیّت کے پرانے مکان میں وہ تنہا رہا کرتی تھی۔ رنجک کے پاس وقت نہیں تھا کہ اس سے ملنے جائیں۔ کسی تیر کی طرح اندر تک پیوست ہو جانے والی وہ مسکراہٹ۔ ماں شیل بھدرا نے سُنینا کی یاد دلا کر رنجک کے دل و دماغ پر ایسا وار کیا کہ وہ جیسے جیسے اس تیرِ نیم کش کو کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں، ویسے ویسے اذیت اور بڑھتی ہے۔ بھانگ کی گولی نے ان میں اتنی بھی عقل نہیں چھوڑی تھی کہ وہ چندرا اور سُنینا میں تمیز کر سکیں۔ چندرا ان کے سرپرست اور مربّی تھے اور وہ خود سُنینا کے۔ سُنینا ان کے زیرِ سایہ تھی۔ انہوں نے صرف ایک خواب کو نشانہ بنا کر سُنینا پر زہریلا تیر چھوڑ دیا تھا۔" دیوی پچھتائیے گا۔" یہ رنجک کے غصے کی انتہا تھی۔ کیا شوہر کے ذریعے کی گئی بے عزتی کو برداشت کرتے جانا ہی آریہ عورت کا صحیح کردار ہے؟ سُنینا نے جو کچھ کیا کیا وہ نسوانیت کے عین مطابق نہیں تھا؟

"سُنینا ستی تھی آریہ رنجک" ودیا دھر دیو کی آواز تھی۔ دل کے کس گوشے سے اُٹھ رہی تھی وہ آواز؟

"سُنینا نے تمہارے ہی تواہوں کے برتاؤ کو اپنی توہین سمجھ کر خود کو دکشں یگیہ کے ہون کنڈ میں ڈال دیا۔"

ماں شیل بھدرا کہہ رہی تھیں کہ اگر میں گووند کو ٹھکراؤں تو تُو سمجھے گا کہ شیل بھدرا مغرور ہے۔" سُنینا کی وکالت آج تک کسی نے اس طرح نہیں کی تھی۔ کیا میں سچ مچ انانیت پسند ہوں؟ کیا زندگی کے بیچ مجھے چھوڑ کر چلی جانے والی سُنینا بے قصور تھی؟ رنجک تو اتنا بھی نہیں کر سکا کہ اس کی آتش کدے میں جلی ہوئی لاش کو کندھے پر رکھ کر کاشی تک لے آتا۔ وہ خود کو شو کا

عقیدتمند کہتا ہے لیکن شِو تو سَتی کی جلی ہوئی لاش لے کر ساری کائنات میں دیوانوں کی طرح گھومتے رہے۔ خود کو بے عیب سمجھنے والا رنجک کتنا پاکھنڈی ہے۔ وہ خود کو لاولد کہتا اور تشنہ کام محبت سمجھتا ہے۔ کتنا بڑا فریب چھپا ہوا ہے اس کے اندر!

"آریہ!" کنیز نے پکارا۔

رنجک اُٹھ کر بیٹھ گئے "کیوں بیٹی دِکشنا، خوش تو ہے نہ؟"

"عنایت ہے آپ کی آریہ۔ میں ایک درخواست لے کر آئی ہوں۔"

"بول۔"

"راج کماری گومتی آپ سے ابھی ملنا چاہتی ہیں۔"

"تو لے چل یہ سب اسی کمرے میں۔ وہیں بات بھی ہو جائے گی اور ناشتہ بھی۔"

آریہ رنجک گومتی کے کمرے میں پہونچے۔ اس کے سونے جیسے دمکتے چہرے پر سیاہی پُتی دیکھ کر ان کا دل جیسے کٹ گیا۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ "دِکشنا۔" انہوں نے پکارا۔

"آئی آریہ۔"

"کوئی مجھے بلائے تو باہری کمرے میں ہی بٹھانا۔ تم بھی وہیں چلو۔"

"اچھا آریہ!"

"گومتی، تمہاری طبیعت خراب ہے کیا بیٹی؟"

گومتی رو پڑی۔ "چچا، میں صرف ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو جواب دیجیے گا، نہ سمجھیں تو چھوڑ دیجیے گا۔" کہہ کر گومتی چپ ہو گئی۔

"بول بیٹی۔" رنجک نے کہا۔

"کیا انہیں بہت چوٹ لگی ہے؟" کہہ کر گومتی نے حیا سے گردن جھکا لی۔

"تو راجہ کے بارے میں پوچھ رہی ہے نہ؟"

لہ ایک مرتبہ پاروتی کے والد نے پاروتی کے شوہر شِو کی توہین کی۔ غم و غصے کے عالم میں پاروتی آگ میں کود گئیں اور جان دے دی۔ شِو جی کو معلوم ہوا تو محبوب بیوی کی لاش لے کر دیوانوں کی طرح گھومنے لگے۔ جہاں جہاں ستی کے جسم کے حصے گرے وہاں تیرتھ استھان بن گئے ہیں۔

"ہاں۔"

"کیا پارس نے سبودھ دیو کو سب کچھ نہیں بتایا؟"

"بتایا ہو گا لیکن مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے کہ پرچنڈ زخمی ہو گیا ہے۔"

"بیٹی۔ یہ چانڈو خانے کی گپ نہیں، آنکھوں دیکھا حال ہے۔ پارس کو چوٹی سے گرتے دیکھ کر سپہ سالار کے منع کرنے کے باوجود راجہ نے پرچنڈ کی لگام کو جھٹکا دیا۔ اور پرچنڈ چندریکھا پہاڑی کو پھلانگ گیا۔

"ہاں آریہ۔ یہ سب بتایا گیا تھا مجھے۔" گومتی نے کہا۔ جس پتھریلی گھاٹی میں گر کر پارس کا گھوڑا مر گیا اس میں پرچنڈ کے ساتھ گرنے پر کیا وہ صحیح سلامت رہے ہوں گے؟"

"بیشک پارس وہاں تھا، اور وہی واحد گواہ بھی ہے اس واقعہ کا۔ پرچنڈ کے ساتھ راجہ کی چوٹ کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں تھا۔ وہ آدی باسیوں میں گھرے بیٹھے تھے اور ہنس ہنس کر سورج گونڈ سے لوک گیت سن رہے تھے۔ تب ہی تیز ہوا سے ان کی چادر سرک گئی۔ انہوں نے بڑی تیزی سے سنبھالا لیکن میں نے دیکھ لیا کہ سارا کرتہ خون سے بھیگا ہوا ہے۔ میں نے سب لوگوں کو بلایا اور راجہ کو ڈانٹا کہ وہ اپنے تئیں لاپرواہی کیوں برت رہے ہیں۔ سورج نے تو بالکل صاف صاف کہہ دیا کہ راجہ تو پرجا کی امانت ہے۔ تو نے ہمارے بھروسے کو للکارا ہے۔ راجہ ہم تیری من مانی نہیں چلنے دیں گے۔ چوٹ گردن سے لے کر بائیں پسلی تک ہے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ کرن نے اپنے دو سو سواروں کو خودکشی دستے کے طور پر بھیجا ہے کہ کالنجر کو فتح کر لیں لیکن وہاں پہاڑی رعایا متحد ہو کر لڑ رہی ہے۔ سپہ سالار گوپال کو زندہ یا مُردہ پکڑ لانے والے کو بہت بڑے انعام کا لالچ دیا گیا ہے۔ تو صرف ایک ہفتے تک انتظار کر۔ اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر تو سونی صد سچ کو بھی سچ نہیں مانے گی۔ رنجک کی آنکھیں بھر آئیں۔ بیٹی! انہوں نے پارس کو کھڈ میں گرتے دیکھ کر سوچا کہ وہ میرے لئے کوئی بُری خبر لے کر آ رہا تھا۔ راجہ نے کہا کہ میں سب کچھ برداشت کر لوں گا، پرچنڈ کی قربانی، اپنی موت لیکن آریہ رنجک کا برا نہیں جھیل سکوں گا۔"

"بیٹی!" رنجک پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ میں چندیل راج گھرانے کے قرض میں گلے گلے ڈوبا ہوا ہوں۔ ساری زندگی اپنے خون کا چڑھاوا چڑھا کر دندھیاچل کی گپھا والی مہاکالی

سے یہی دعا کروں گا کہ وہ مجھے قوت دیں، خود اعتمادی دیں تاکہ میں اس شاہی گھرانے کے لئے کچھ کر سکوں۔ میرا برتاؤ اس کے شایانِ شان ہو۔"

"آریہ رنجک!" گووند باہر کھڑا تھا۔ "چچا، آپ رو رہے تھے کیا؟"

"نہیں گووند، میں رو نہیں رہا تھا۔ گومتی کو کیرت کا حال سنا رہا تھا۔"

"بھائی جی بالکل صحت مند اور خوش و خرم ہیں بہن۔ راج کماری گومتی پر کوئی مصیبت آن پڑے گا تو گاہڑوال خاندان اپنی قربانی دینے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔"

گومتی حیران ہو کر گووند کو دیکھنے لگی۔ یہ وہی مغرور، بڑبولا، انانیت پسند، خود غرض، بدتمیز گووند ہے؟ اس میں یہ زبردست تبدیلی کیسے آئی؟

"آپ حیرت سے دیکھ رہی ہیں خاتون۔ میں پرانا گووند نہیں ہوں چندیل رعایا نے میری انا کو اس طرح ختم کر دیا ہے کہ اب میں اپنی زندگی کاشی کے عوام کے لئے وقف کر دینے کو تیار ہوں۔ آج سے میرے دو سرپرست ہیں۔ ایک میرے والد راج کمار مدن چندر اور دوسرے آریہ رنجک۔"

"اس خوشگوار تبدیلی پر میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں ولی عہد۔ مجھے پناہ دینے والا گاہڑوال خاندان پھولے پھلے۔ آج میں بہت خوش ہوں آریہ گووند۔"

"اس کے لئے آپ میرا شکریہ نہ ادا کریں راج کماری۔ یہ سارا کچھ بھائی جی کا کرشمہ ہے۔ آپ آریہ رنجک، سپہ سالار گوپال اور آٹویہ جن پد کی رعایا کا شکریہ ادا کریں۔ ان لوگوں نے مل کر ایک مغرور، خود غرض، سراپا تقصیر گووند کو ایک قابلِ اعتماد شخص میں بدل دیا۔ میں آریہ رنجک کو ایک مخصوص بیٹھک میں بلانے کے لئے آیا ہوں۔"

"بھگوان واسُو دیو کی مہربانی سے یہ بیٹھک کامیاب ہو۔ پریشان کن مسئلوں پر غور کرتے وقت آپ سب کے ذہن پرسکون رہیں اور آپ ان کا حل ڈھونڈ نکالیں۔" گومتی نے نیک خواہشات ظاہر کیں۔

18

گاہڑ والوں کے ایک انتہائی خفیہ کمرے کے اندر حکومت سنبھالنے کے لئے بنائی گئی پنچایت کی یہ بڑی اہم بیٹھک تھی۔

"میں چاہتا ہوں آریہ رنجک کہ آپ لوگوں کی اجازت سے اپنے والد راج کمار مدن چندر کو بھی اس بیٹھک میں شریک کروں۔"

"جاؤ بلا لاؤ گووند۔ ہم نے کبھی ان کا الگ کیا جانا دل سے قبول نہیں کیا تھا علیحدگی کی تجویز بھی تمہاری تھی اور آج یہ فیصلہ بھی تمہارا ہے کہ انہیں یہاں آنا چاہئے۔"

گووند کی شخصیت میں آنے والی تبدیلی کو راجہ چندر دیو نے بھی بھانپ لیا۔ "یہ سب کیسے ہوا رنجک؟" وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"یہ سب چندیل عوام اور ان کے شکست خوردہ راجہ کی صحبت کا نتیجہ ہے راجن۔ گووند اب وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ وہ اب سمجھ گیا ہے کہ عزت کے مستحق لوگوں کو نظر انداز کرنے سے کچھ نہیں ملتا۔ جو لوگ اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتے وہ احمق ہیں۔ اس کے سامنے آٹو یہ جن پد کے پہاڑیوں، آدی باسیوں اور غریب لوگوں کی بھیڑ کھڑی ہے جو اپنے راجہ کو پیار سے ڈانٹ بلاتی ہے کہ تو نے ہمیں بیگانہ کیوں سمجھا۔ اس کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ وہ یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ اگر کاشی کے عوام کو اناج کے لئے ترسنا پڑے تو اسے انہیں مونہہ نہیں دکھانا چاہئے۔"

"کیرت اور ان کی رعایا کے علاوہ اور کسی سے بھی اس کا سابقہ پڑا ہے رنجک؟"

"ہاں راجن!"

"کس سے؟"

"آج دوپہر ہم نے ماتا شری شیل بھدرا سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔"

گووند کی دونوں مائیں ایک ساتھ بولیں "آپ لوگ شری ماں سے ملے تھے آریہ؟ کیا کہا انہوں نے؟"

"انہوں نے کہار الہہ سے کہہ دیا کہ ایک مہینے کے بعد مدن کی صحت بہتر ہونا شروع ہوگی۔"

شری رالہہ دیوی نے پرنام میں ہاتھ جوڑ لئے۔ "ماں تیری مہربانیاں بے حساب ہیں۔"
"آپ سے ان کی ملاقات ہوئی تھی محترم خاتون؟" رنگبک نے پوچھا۔
"میں جب کاشی کے اس قلعے میں آئی اور آریہ پُتر[1] کو اتنا بیمار دیکھا تو بہت فکرمند رہنے لگی۔ میرے محترم سسر بولے۔ بہو کسی طرح مدن کو سمجھا کہ وہ اتنا مایوس نہ ہو کہ اس کے لئے مایوسی کے احساس سے چھٹکارا پانا ناممکن ہو جائے۔ آریہ پُتر کو نہ رات میں نیند آتی تھی نہ دن میں۔ ہر روز وہ نئے ارادے اور نئے یقین کے ساتھ اُٹھتے تھے کہ آج میں اس کیفیت سے ضرور چھٹکارا پالوں گا۔ لیکن آدھی رات ہوتے ہوتے وہ پھر ان پر حاوی ہو جاتی تھی۔ وہ دیوانوں کی طرح چیخنے چلانے لگتے تھے۔ اُن کا سارا جسم کانپنے لگتا تھا، ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور اندر اندر اس طرح کی بے چینی ہوتی تھی کہ وہ بستر چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس عجیب و غریب بے چینی کو وہ الفاظ میں پکڑنے کی کوشش کرتے۔ میں پوچھتی تھی کیسا لگ رہا ہے آپ کو۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے رالہہ۔ وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح پھر بستر پر گر جاتے تھے۔

میں نہ جانے کتنے ویدوں، جیوتشیوں، عاملوں اور شاکت و شیو تانترکوں کے پاس سے لوٹ آئی۔ نہ جانے کتنے ٹونے ٹوٹکے، جاپ، مہا مرتیونجے اور رمل وغیرہ جاننے والوں کے بلند و بانگ دعووں سے بھی مایوسی ہی ہوئی۔ اب تو جو پربھو چاہیں گے وہی ہوگا۔ رالہہ کی قسمت اگر اچھی نہیں ہے تو ان جاہل، لٹیرے، ٹھگوں کے پاس جانا ہی بیکار ہے۔ انہیں دنوں میں نے گلابی جاڑوں کے نوراتر کی مہا اشٹمی کو ایک سو آٹھ لڑکیوں کو کھانے کی دعوت دی۔ ان میں ایک لڑکی ایسی تھی جو شاید بارہ برس کی بھی نہ رہی ہوگی۔ اس کے ملائمیت بھرے چہرے پر بڑا نور تھا اور لانبے لانبے بال کمر پر لہرا رہے تھے۔ گھونگھرالی زلفیں ایسی سیاہ اور ریشمی تھیں کہ نظر خواہ مخواہ اس کی طرف اٹھ جاتی تھی۔ آریہ پُتر خود پتے بچھا کر ان کے لئے کھانا نکال رہے تھے اور انہیں کھلا رہے تھے۔ کھانا ہو گیا تو دکشنا[2] دے کر ان کو وداع کیا جانے لگا۔ اس لڑکی نے دکشنا لینے سے انکار کر دیا۔"
"کیوں بیٹی، کوئی قصور ہوا ہم سے؟" آریہ پُتر بولے۔

---

[1] شوہر کے لئے استعمال کیا جانے والا لفظ یا طرزِ تخاطب۔
[2] نذرانہ۔

"نہیں راجن، ایسی بات نہیں۔ میری ماں کا حکم ہے کہ میں دکشنا نہ لیا کروں۔ وہ کہتی ہیں کہ ضرورت کے مطابق کھانا پینا مل رہا ہو تو پھر برہمن لڑکی کو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہیئے۔"

"تمہارا نام کیا ہے بیٹی؟" آریہ پُتر نے پوچھا۔

"گومدی چٹوپادھیائے۔ ہم لوگ بنگ دیسی برہمن ہیں آریہ۔ شری کیدار مندر کے پاس دو تین جھونپڑیاں ہیں۔ کٹیا کہہ لیجئے انہیں۔ ہم وہیں رہتے ہیں۔ آپ نے دعوت دی تو سنیاسنی ماں نے کہا چلی جا۔ اس راجہ کی بیوی بہت پریشان ہے۔ اس لئے میں چلی آئی۔ ہم لوگ برہمن اور شودر میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہاں، جاتے بس وہیں ہیں جہاں جانے کا حکم شری ماں دیں۔ اچھا اب آپ لوگوں سے اجازت لیتی ہوں۔" گومدی مسکرائی۔ "میں اس کے سفید، چمکیلے اور موتیوں کو شرمانے والے دانت دیکھتی رہی۔ ایک تجسس دل میں جاگا۔ کون ہیں یہ شری ماں۔"

دوسرے دن ہم کیدار ایشور پہونچے۔ یہ مندر دراوڑ طرز میں بنا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے بہت دوڑ دھوپ کی لیکن سنیاسن ماں کے درشن نہیں ہوئے۔ صبح کے نکلے ہوے دوپہر تک وہیں گھاٹ پر بیٹھے رہے۔

"آئیے کہیں سایے میں چلیں آریہ پُتر۔ میں نے راجہ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کہا بیٹھا نہیں تو گرم ہوتی ہی ہیں رالیہ۔ اور یہ آج کل کا سورج جسے ہمارے دیہاتوں میں اَسن کی دھوپ کہتے ہیں، بہت ہی تیز ہوتا ہے۔ ہمیں خودکشی تو کرنی نہیں ہے اس لئے نرم بچھونا ہو یا گھاس کا بستر ملائم تکیہ ہو یا محض بازوؤں پر سر ٹکا کر زمین پر سونا، سب کی عادت ہونی چاہیئے۔"

"کیوں راجہ؟ کھلکھلاتی ہوئی گومدی سامنے کھڑی تھی۔ اتنی تیز دھوپ میں جلتے ہوئے پتھروں پر سونے کی مشق کر رہے ہو؟"

"یہ دیکھو رالیہ، ہم نے نام لیا تھا آگ برساتے سورج کا اور یہاں کھلکھلا اٹھی حسین چاند کی چاندنی۔ شاید ہمارا امتحان لیا جا رہا تھا۔ ہمارے سامنے ننگے پیر وہ بچی کھڑی تھی۔ اس کے نازک پیروں کو بھی وہ تپتے ہوئے پتھر تکلیف دے رہے ہوں گے لیکن وہ مسکراتی ہوئی بولی راجن! آپ نے شنکر اچاریہ کی زندگی کے حالات پڑھے ہیں؟" وہ آریہ پُتر کے اور پاس آگئی اور اس نے

ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں بیٹی!"

"مجھے ان جھلسا دینے والے پتھروں پر کھڑے ہو کر کتنی خوشی ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ شنکر کی یاد آگئی۔ ویسا فلسفی سیکڑوں سال بعد پیدا ہوتا ہے۔ وہ بیس سال کی عمر میں پورے بھارت کو جھنجھوڑ دینے والا سنیاسی۔ وہ کاشی آئے تھے اور چکر پشکرنی کے قریب منی کرنیکا گھاٹ پر بنے ایک آشرم میں رہتے تھے۔ وحدت الوجود کی تبلیغ دھواں دار چل رہی تھی۔ ایک دن دوپہر کے وقت جب سیڑھیوں پر لگے پتھر انگاروں کی طرح تپ رہے تھے، پہاڑوں میں بلور کی چٹانیں بھگوان شو کی آنکھوں سے نکلنے والی آگ کی لپٹوں کی طرح دہک رہی تھیں، سورج کی کرنیں لہراتے ہوئے سمندر میں طوفان کا منظر پیش کر رہی تھیں اور فرش پر جڑے رنگین پتھروں میں ان کی وجہ سے مور پنکھ جیسے رنگ ڈوب ابھر رہے تھے آچاریہ شنکر اپنے ساتھیوں کو لے کر چل دیے گنگا نہانے۔ مچھلیاں گہرے پانیوں میں، پرندے اپنے گھونسلوں میں اور مور پہاڑی غاروں میں چھپ گئے تھے۔ اسی وقت آچاریہ نے ایک چانڈال کو دیکھا جو چار بھیانک کتوں سے گھرا سڑک کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ "دور ہٹو، دور ہٹو" آچاریہ پکار اٹھے۔

چانڈال بولا۔ "بہت سے لوگ سنیاسی کا بھیس بنا کر گرہستوں کو ٹھگتے پھرتے ہیں۔ جسم پر گیروے کپڑے، ہاتھ میں ڈنڈا اور کمنڈل اور زبان پر عاقلانہ باتیں لیکن سچ پوچھو تو ان کے اندر علم کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ کیا وحدت الوجود میں یقین رکھنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ برہمن اور چانڈال میں تفریق برتے؟ سورج کا عکس گنگا میں بھی پڑتا ہے اور شراب کے پیالے میں بھی لیکن کیا اس سے سورج کی حقیقت بدل جاتی ہے؟ جو فکر سے بالاتر ہو، جس کا اظہار ممکن نہ ہو، جس کی کوئی ابتدا ہو نہ انتہا، جو ہمیشہ موجود رہا ہو اور جسے کوئی نام دینا ممکن نہ ہو تو اپنے اس وجود کو بھلا کر ہاتھی کے کان جیسے اس بے چین جسم میں انا کے بیج کیوں بو رہا ہے؟"

شنکر نے اعلیٰ و ادنیٰ سب کے اندر ایک ہی روحِ مطلق کے رواں ہونے کے فلسفے کا اعلان کیا تھا لیکن چانڈال کی باتیں سن کر اس پر جیسے اوس پڑ گئی۔ شنکر نے کہا اے محترم انسان! آپ نے جو کچھ کہا وہ بالکل سچ ہے۔ جو روحِ ابدی وشنو اور شو جیسے دیوتاؤں کے اندر جلوہ گر ہے

وہی کیڑے مکوڑے جیسے حقیر جانداروں میں بھی رواں دواں ہے۔ جس کے اندر اسے سمجھنے کی عقلِ سلیم موجود ہو وہ چانڈال سہی اسے میں اپنے پیر و مرشد کا درجہ دیتا ہوں۔

اپنی غلطی کو تسلیم کرنا تکلیف دہ تو ہوتا ہی ہے۔ آچاریہ شنکر نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ دنیا کو فتح کرنے کو نکلے ہوئے ان کے فلسفے کے موہنہ زور گھوڑے کو ایک چانڈال پکڑ کر باندھ دے گا۔

ایک بہادر انسان کی طرح انہوں نے اپنی شکست تو قبول کر لی لیکن ان کا دل بے چین تھا۔ انہوں نے غور سے اس چانڈال کی طرف دیکھا۔ وہاں تو شنکر بھگوان کھڑے تھے۔ چاروں وید ہاتھ میں تھے اور پیشانی پر چاند روشن تھا۔

شنکر اچاریہ نے جھک کر انہیں پرنام کیا۔ بولے "اے شنبھو! جسم کے اعتبار سے تمہارا غلام ہوں، اے ترلوچن! ذی روح کی حیثیت سے تمہارا جز ہوں۔ تم پوری کائنات میں جاری و ساری روح ہو۔ اس حیثیت سے میں بھی شنکر[1] ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ بھی چپ ہو گئی۔ ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے پوچھا "کیول راجہ، کس سے ملنے آئے تھے یہاں؟"

"سچ تو یہ ہے بیٹی کہ ہم تمہیں ہی ڈھونڈ رہے تھے لیکن اس میں ہماری غرض بھی شامل ہے۔ اگر سنیاسی ماں سے ملنے کا شرف حاصل ہو جائے تو یہ ہماری خوش نصیبی ہو گی۔"

"تو چلو نہ بابا۔ میں نے کہا تھا کہ تین چار کٹیاں ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ کٹیا گھاس پھوس سے بنتی ہے۔ وہ بھی طرح طرح کے گھر ہوتے ہیں جو بہت آسانی سے ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ ایک تمہارا محل، دوسری ہماری کٹیا۔ آؤ چلو۔"

اس شہر میں میں نے سیکڑوں برہمنوں، چھتریوں اور سیٹھوں کو دیکھا ہے جو خود کو دھرم کا محافظ سمجھتے ہیں۔ بظاہر وہ غریبوں، شودروں، چماروں اور چانڈالوں کی بھلائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد شہرت اور نام کمانا ہوتا ہے۔ خود ان کے اندر اپنی سڑی گلی روایتوں

---

[1] یاد کیجئے منصور کا نعرہ انا الحق (مترجم)

کے کیڑے کلبلاتے رہتے ہیں۔ جب وہ اپنے ہی اندر کی گندگی دور نہیں کر سکتے تو دوسروں کے لئے کیا کر سکیں گے۔"

"یہ لو راجہ۔ آ گئی شری ماں کی کٹیا۔ ذرا سا رکو۔"

"شری ماں!"

"کیا ہے رے کومدی؟"

"آپ سے ملنے راجہ رانی آئے ہیں۔"

"کون سے راجہ رانی رے؟ جا بلا لا انہیں۔ ہاں یہاں سیتل پاٹی تو بچھا دے۔"

کومدی دوڑی دوڑی باہر آئی۔ "چلو بابا شری ماں تمہیں بلا رہی ہیں۔ میں آر یہ پتر کے ساتھ کٹیا کے اندر گئی۔

گنگا کی پیلی مٹی سے لپی پتی وہ کٹیا اتنی ٹھنڈی اور فرحت بخش تھی کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہاں کوئی روشن ضمیر انسان رہتا ہے۔

"شری ماں" کومدی بولی۔ "راجہ رانی آ گئے ہیں۔"

"انہیں چٹائی پر بیٹھا بیٹی۔ میں ابھی آئی۔"

کومدی نے ہم دونوں کو بڑی عزت کے ساتھ سیتل پاٹی پر بٹھایا۔ تبھی کٹیا کے اندر بنی گپھا کا در کھلا۔ ہم دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو بابا۔" ہم دونوں کی سیتل پاٹی پر ہی شری ماں بھی بیٹھ گئیں۔ دھوپ ہے بیٹے۔ پیاسا ہو گا تو اور میری بیٹی بھی۔ کومدی جا تو اور اپنے راجہ رانی کے لئے ٹھنڈا پانی لے آ۔

"کہو مدن، کیسے ہو تم۔ مجھے تمہارا نام اس لئے نہیں معلوم کہ میں جادو جانتی ہوں۔ کومدی کو تم نے جو دعوت نامہ بھیجا تھا اس پر تمہارا نام لکھا ہوا تھا۔"

"آپ کیا نہیں جانتیں ماتا؟ میں آپ کے لئے کوئی انجانی ہستی نہیں ہوں۔ میرا جو کچھ بھی ہے اندر باہر، سب کھلی کتاب کی طرح ہے۔"

تو کسی خوف کا شکار ہے مدن۔ میں یہ نہیں کہوں گی کہ جسم کے اندر کوئی مرض ہے ہی نہیں لیکن تیرا چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ تو اپنے آپ سے گھبرا کر مرض کو بڑھا لیتا ہے۔

تونے بچپن میں کبھی گنگا کو تیر کر پار کیا ہے ؟ گاھڑوال راجہ چندر دیو نے اپنے اکلوتے بیٹے کو کبھی اس کی اجازت نہیں دی ہوگی ۔ ہے نہ ؟

آریہ پتر چپ بیٹھے رہے ۔

دیکھ مدن ۔ تجھے اچھا ہونے میں وقت لگے گا ۔ وجہ یہ ہے کہ خود اپنا حکیم بن کر تونے اعصاب کو اس قدر الجھا لیا ہے کہ انہیں سلجھانا اب آسان نہیں رہا ۔ تجھے جب بھی اندرونی کرب اور بے چینی کا احساس ہو تو تُو ذہن کو یکسو کر اور کسی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دے اور کچھ دیر تک ایسا ہی کرتا رہ ۔ تونے تراٹک[1] کا نام سنا ہے ؟

ہاں شری ماں ۔

کبھی کیا بھی ہے ؟

نہیں ۔

کیوں بھلا ؟ میں بھی سنوں کہ تراٹک کرنے سے کیا نقصان ہوتا ہے ؟

ہم لوگ چاروں طرف ، شہر شہر ، گاؤں گاؤں گھومتے رہے ہیں صرف یہ جاننے کیلئے کہ یہ مرض ہے کیا ۔ اگر مرض ہے تو اس کا کوئی علاج بھی ہوگا ۔ لیکن ہمیں اُمید کی کوئی کرن نہیں دکھائی دی ۔ میں نے کہا ۔

اچھا کیا بیٹی ۔ ہر طرف اندھیرا دیکھنے اور مایوس ہونے کا ایک اچھا پہلو یہ ہے کہ تو اپنے اندر ہی روشنی کو تلاش کر سکے گی ۔ جب ساری آرزوئیں اور امیدیں مرجھا جاتی ہیں اور چاروں طرف سے ذہن پر سیاہی ہی سیاہی چھا جاتی ہے ، اوپر سے لوگ تسلی ، خیر خواہی ، ہمدردی اور غمخواری کا پردہ ڈال جاتے ہیں تو ہماری گردن جھک جاتی ہے ۔ اپنے اندر ہمیں میل ہی میل دکھائی پڑنے لگتا ہے ۔ اس سے اوپر اُٹھنا مشکل ہو جاتا ہے بیٹی ۔ ہم اپنے سامنے کھڑے تسلی دینے والے شخص کا شکریہ ادا کرتے ہیں ، اپنے باطن کے گہرے سمندر میں ڈبکیاں لگانے کا بہانہ کرتے اور جو کچھ سنکھ سیپی ہاتھ لگے اس کے سامنے رکھ کر بولتے ہیں ۔ یہ آپ کی خیر خواہی کا نتیجہ

---

[1] یوگ کا ایک طریقہ جو کچھ حد تک ہپناٹزم سے ملتا جلتا ہے ۔

ہے۔ دیکھئے نہ یہ سنکھ نہایت مبارک صفت ہے یا یہ سیپی ہیرے کی طرح چمک رہی ہے۔ یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ خود اپنے اندر خود اعتمادی کی کمی ہو جاتی ہے۔ مدن بیٹے۔ تمہیں نئے سرے سے اپنی روح کے چراغوں کو روشن کرنا ہوگا۔

کچھ دیر تک شری ماں اپنے خیالوں میں غرق بیٹھی رہیں پھر انہوں نے دھیرے دھیرے پلکیں اٹھائیں۔ مدن میں سوچتی ہوں کہ تمہارے یہاں ایک ننھا بچہ آجائے تو شاید تمہارا آدھا روگ اپنے آپ ہی ختم ہو جائے گا۔ کیوں رالیہ، ٹھیک کہہ رہی ہوں نا؟

شری ماں کی دعا قبول ہوئی۔ ہمارے یہاں آگیا ننھا بچہ گووند۔ آریہ پتر اس کی پیاری پیاری حرکتوں میں ایسے گم ہوئے کہ انہیں اپنی فکر ہی نہ رہی۔"

19

"ولی عہد اب آپ آج کے موضوع پر آجائیں"۔ رنجک بولے۔ "یہ بیٹھک کیوں بلائی گئی ہے اس پر روشنی ڈالیں"۔

"ہم لوگ یعنی میں اور چچا رنجک جب ونددھیاچل سے لوٹ رہے تھے تو اُوٹیہ جن پد کی راجدھانی کے پاس خود کشی دستے کے دو سو گھوڑ سوار کھڑے تھے جو اس لئے جھونتی جا رہے تھے کہ اس فوج کو واپس بلایا جا سکے جو عرصے سے قلعہ گھیرے پڑی ہوئی ہے۔ ہم جانتے ہوئے بھی چندیل سپہ سالار گوپال کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ ہماری اس کمزور حالت کو سمجھتے ہیں اور مدد کی امید بھی نہیں رکھتے۔ پھر بھی ہمیں کم از کم اپنی فکر تو کرنی ہے۔

دوسری چیز جس پر غور کرنا ہے وہ ہے کاشی کی رعایا کی مالی حالت۔ ہمیں معتبر لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ لگ بھگ سبھی درجوں کے عوام دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ برہم پوری میں دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کے برہمن میرے دادا راجہ چندر دیو کے ساتھ ہیں اور دوسرے گروہ کے برہمن کرن کے ساتھ۔ جو لوگ ہماری حمایت کر رہے ہیں، کرن کے آدمی ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ کہتے ہیں قلاش راجہ چندر دیو سے روزی روٹی کا مطالبہ کرنا ایسا ہے جیسے سوکھے بادلوں سے پانی مانگنا۔ اس توہین کو برداشت کرنے کے باوجود بلدیو اوجھا جیسے عالم جواب دیتے ہیں کہ پشتوں

سے ہم جس راجہ کے زیرِ سایہ رہتے ہیں کیا بُرا وقت پڑنے پر اس کو چھوڑ دیں ؟ ایسی غیر شریفانہ حرکت ہم سے نہیں ہوگی کہ اب ہم کسی دوسرے راجہ کا سہارا ڈھونڈیں۔ بھائی جی کے ساتھ آئے مشہور ناٹک کار کرشن مشر نے مجھ سے کہا تھا کہ ولی عہد بہادر! آپ کا ساتھ دینے والے برہمنوں کے گھر نا قے چل رہے ہیں۔ کون سی تکلیف ہے جو انہوں نے نہیں جھیلی۔ وہ صرف دو مٹھی اناج چاہتے ہیں۔ اتنے معمولی سے مطالبے کا بھی آپ پر کوئی اثر ہو رہا ہے یا نہیں۔ وہ کرن کا ساتھ دینے کی بجائے بھوکے مرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ منداکنی ندی کے دکھنی کنارے پر ہماری غریب رعایا کی بستی ہے۔ یہ لوگ گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ دودھ دہی کے دھندے کے علاوہ ان کے پاس اور ذریعہ نہیں ہے جس سے وہ کچھ زائد پیسہ کما سکیں اتر پٹی کے گوالے کرن کے محافظ برجو سنگھ جدرونشی کے توسط سے کرن کی فوج میں عہدے حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی آرام سے بسر ہو رہی ہے۔ وہ صاف ستھرے پختہ گھروں میں رہتے ہیں۔ دوسری طرف پارس دیو جیسے لوگ ہیں جو ہمارے لئے جان ہتھیلی پر لئے کھڑے ہیں، لیکن جھونپڑوں میں رہ رہے ہیں۔ پارس نے اب تک ہمارے خاندان کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ نہ تو میرے والد مدن چندر کر سکتے ہیں نہ ان کے بیٹے گووند چندر۔ یہ لوگ میرے محترم چچا رنجک کے دل کی دھڑکنوں میں پیوست ہیں۔ ابھی دو دن پہلے وہ کرن کے اس خصوصی دستے کے بھیجے جانے کی خبر لے کر آئو نیہ جن پد گئے۔ لیکن چندر ریکھا پہاڑی تک پہونچ کر راستہ بھول گئے۔ راستہ تو ہم سب ہی بھول گئے تھے لیکن غلطی کو سمجھنے میں صرف دو لوگ کامیاب ہوئے۔ ایک پارس خود جن کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر کھڈ میں گرا اور مر گیا۔ دوسرے تھے راجپتوں کیرت جنہوں نے سوچا کہ پارس دیو ضرور آریہ رنجک کے لئے کوئی ضروری خبر لا رہے ہیں۔ انہیں کسی بھی طرح بچانا ہے۔ بھائی جی کے الفاظ تھے ' میں پر چنڈ کی قربانی دے سکتا ہوں، اپنی موت کو گلے لگا سکتا ہوں لیکن آریہ رنجک پر کوئی مصیبت آئے یہ نہیں برداشت کر سکتا '۔

" ولی عہد" رنجک پھر سسک کر رونے لگے۔ کیرت کے بارے میں ہم اور آپ جو کچھ جانتے ہیں اسے یہاں مت دوہرائیے۔ میں ان کا نام سن کر ہی جذبات سے کچھ اس طرح مغلوب ہو جاتا ہوں کہ میری ساری قوت خود کو سنبھالنے میں ہی خرچ ہو جاتی ہے۔"

محفل میں کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔ چندر دیو نے اپنی چادر سے آنکھیں پونچھیں۔
"بیٹا! چندر ریکھا پہاڑی کے پاس جو کچھ ہوا اس کی کچھ بھنک ہمارے کانوں میں پڑ چکی ہے۔ اس کا ذکر آریہ رنجک کے لئے تکلیف دہ ہے اس لئے اسے چھوڑ دو۔"
"میری رائے یہ ہے کہ پہریدار کو بھیج کر پارس دیو جدوونشی کو بلا لیا جائے۔ جب اس پنچایت کو کسی ثبوت کی ضرورت پڑے گی تو انہیں عزت کے ساتھ اندر بلا لیا جائے گا۔ ہمیں آج صرف اصولوں کے فیصلے نہیں کرنے۔ صرف منصوبے بنانے سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے کچھ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو کام کر سکیں۔"
"آپ کے ارادوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ماں شیل بھدرا سے ملاقات کے بعد آپ کے اندر قوت ارادی اور خود اعتمادی کے بے مثال سوتے پھوٹے ہیں۔ گاہڑوال خاندان کی ناؤ اب ایک لائق کھیون ہار کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔"
شیل بھدرا کا نام سنتے ہی گووند کانپ اٹھا۔ نیم بیہوشی کے عالم میں اس نے جو منظر دیکھا تھا وہ پھر اس کے دل و دماغ میں ہلچل پیدا کرنے لگا۔ وہ لمحہ بھر کو چپ رہا پھر بولا۔ کرن کے برابر نہ سہی کچھ کم ہی سہی لیکن ہمیں کچھ ایسی جنگی تدبیریں سوچنی ہیں جو پوری طرح کارگر ہوں۔ تب ہی ہم اس کے پھندے سے اپنی گلو خلاصی کر سکیں گے۔"
تیسری بات یہ ہے کہ کرن صلح کی بھی شرطوں کو نظر انداز کر رہا ہے۔ اس پر بھی ہمیں غور کرنا ہے۔ میرے دادا راجہ چندر دیو اور کرن کے باپ گانگیہ دیو کے درمیان جو صلح ہوئی تھی وہ گاہڑوال خاندان کے لئے توہین آمیز ہے۔ دادا نے یقیناً مجبور ہو کر یہ معاہدہ کیا ہوگا۔ آج کرن نے اس کو بھی توڑ دیا۔ جزادری کے قلعے کے پاس جو مصنوعی پل بنا ہے اس کے بارے میں صلح نامے میں بالکل صاف لکھا ہے کہ اسے دونوں فریقوں کی فوجیں، خاندان کے افراد، ملازم اور مسافر آزادانہ طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن آج پل کے پہریداروں نے میرے اور چچا رنجک کے گھوڑوں کو پل پار کرنے سے روکا۔ معمولی ملازموں کا یہ برتاؤ میرے لئے بڑا تکلیف دہ ہے۔ اب اس پل کو کرن دیو کی اجازت کے بغیر کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ راج گھاٹ کو گنگا کے پوربی کنارے سے ملانے کے لئے ہمیں فوراً ایک پل بنانا پڑے گا۔ ورنہ یہ بدزبان، بدتمیز ہماری اور

ہمارے آدمیوں کی بے عزتی کرتے رہیں گے۔ یہ ہماری توہین ہی نہیں، ہمارے لئے بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم اپنی ہی حکومت میں کرن کے فوجیوں کی ڈانٹ پھٹکار سن رہے ہیں۔"

"پارس دیو حاضر ہیں راجن! ان کے لئے کیا حکم ہے۔" پہریدار نے آکر کہا۔

"انہیں کمرے میں بھیج دو۔" شہزادہ گووند نے کہا۔

"آئیے پارس دیو، ادھر بیٹھ جائیے۔"

"پارس دیو نے آکر سب کو پرنام کیا۔

"اب بتائیے کیا پچھلے دو تین دنوں میں ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے جو ہمارے خاندان کی بے عزتی کا سبب ہو؟"

"اس طرح کے واقعات تو روز ہی ہو رہے ہیں ولی عہد۔ ابھی کل ہی کی بات ہے، آپ کے حامی بلدیو اوجھا کے خلاف وناٹک بھٹ نام کے شودر نے کرن دیو کے فوجی سردار کے کان بھرے۔ اس نے بلدیو اوجھا کی ایسی بے عزتی کی کہ پوری برہم پوری پریشان اور خوف زدہ ہو اٹھی۔ بلدیو اوجھا صرف وید کے بہت بڑے عالم ہیں اور وہ وناٹک بھٹ ــــ وہ اپنے علم فضل کے ثبوت میں دو چار ذلیل قسم کے برہمنوں کی خوشامدانہ بکواس کے علاوہ کچھ نہیں پیش کرسکتا۔ لیکن اوجھا جی کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں چوٹ نہ آئی ہو۔ کوڑے مار مار کر ان کی پیٹھ لہولہان کردی گئی ہے۔ ان کے پیر مفلوج ہو گئے ہیں۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ آشرم اور سیاست کو الگ الگ خانوں میں رکھتے ہیں اور سختی سے اس اصول کی پابندی کرتے ہیں۔ اس ظلم کو معاف کرنے کے لئے تو آپ کا یہ خادم بھی تیار نہیں ہے۔ کل چوبیس گھنٹوں کے اندر وناٹک بھٹ کو اس کی کرتوتوں کی سزا نہ دی گئی تو پارس کاشی چھوڑ کر چلا جائے گا۔ یہ سزا آپ دیں یہ ضروری بھی نہیں۔ یہ سزا ہم دیں گے۔"

"یہ سزا ہم کیوں نہیں دے سکتے پارس دیو؟" گووند نے پارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سچ ذرا تلخ ہو جائے گا ولی عہد۔ ہم تو پرجا ہیں۔ ہم شاہی گھرانے کے جاہ و جلال میں اضافہ ہی چاہتے ہیں۔ ہمارا مونہہ مت کھلوائیے۔"

"تم بلا جھجک بول بیٹھے۔" چندر دیو نے کہا۔ "آج ہم اپنا کالک لگا ہوا چہرہ

دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"بھدر بن میں کرن کے گھوڑ سواروں کے خیمے کے ٹھیک سامنے چندیل سلطنت سے بھاگ کر آئے ہوئے نٹوں نے جھونپڑیاں بنالی ہیں۔ یہ نٹ لڑکے لڑکیاں شہر میں گھوم گھوم کر اپنے کرتب دکھاتے اور روزی کماتے ہیں۔ انہیں اور ان کے ایک بزرگ ببتر نٹ کو کرن کے مغرور سپاہیوں نے مارا پیٹا۔ لیکن جب ببتر کے اشارے پر کچھ نٹ جوانوں نے سپاہیوں کی پٹائی کردی تو آفت ہی آگئی۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے راجن جس کے پیچھے اُلجھی ہوئی سیاسی گرہیں صاف دکھائی پڑتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ رعایا کرن کے سپاہیوں کے گھمنڈ اور ظلم کی خاموش تماشائی نہیں بنی رہے گی۔ مہاراجہ کیرت کے یہاں ناٹک کار کرشن مشر نے ببتر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اناج دے کر ببتر کے قبیلے کی مدد کریں گے۔ آج پندرہواں دن ہے کہ ببتر ان کے آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر کرن کے حامیوں کو جاننے اور انہیں پھوڑنے کے لئے نٹوں کی بہو بیٹیوں سے مخبری کرانی ہے تو نٹوں کو رات کی روٹی کا سہارا تو ملنا ہی چاہئے۔ ببتر کا کہنا ہے کہ اس کے یہاں کی عورتیں کسی بھی زنان خانے میں جاکر اپنے کرتبوں سے لوگوں کو مبہوت کر سکتی ہیں اور ان کے یہاں کے بھید لاسکتی ہیں۔ زہریلی اور نشیلی چیزوں کا استعمال کرکے لوگوں کو بیہوش کر سکتی ہیں۔ زنان خانوں میں پلنے والی سیٹھ ساہوکاروں کی لڑکیوں اور شہزادیوں کو چرا کر لاسکتی ہیں۔ گھروں کے اندر پنپنے والے ناجائز تعلقات کا حال جاننا ہو تو ان نٹ لڑکیوں سے سن لیجئے، وہ بھی ثبوت کے ساتھ۔"

"آپ کو یہ سب کس نے بتایا پارس دیو؟"

"معاف کیجئے گا ولی عہد۔ ہم لوگ جس ڈور سے بندھے ہیں اسے چلانے والا طوطا میرے آنگن میں ٹنگے پنجرے میں بند ہے۔ آپ آریہ رنجک سے پوچھ سکتے ہیں۔"

"آریہ رنجک"، راجہ چندر دیو نے کہا۔ "یہ لڑکا کون ہے؟"

"گوال پلّی کے سردار جوکھو تو یاد ہوں آپ کو، آریہ؟"

میں جوکھو کو کیسے بھول سکتا ہوں رنجک۔ جب ہم گانگیہ کے حملے کے بعد شکست کھاکر کنبت کی طرف جا رہے تھے تب بھی شہر میں اسی طرح کی افراتفری پھیلی تھی۔ ہمارے ساتھ کے تیس چالیس گھوڑ سواروں کو گانگیہ دیو کے سپاہیوں نے گھیر لیا۔ یہ سندا کنی ندی کے کنارے بسی

گوال پلی کے سامنے بات کی ہے۔ جو کھوا اپنے گھوڑے پر بیٹھا دکنی سپاہیوں جیسی پگڑی باندھے ہمارے گھوڑ سواروں کے بیچ گھستا چلا آیا۔ اس نے مدن چندر کے گھوڑے کو اس طرح نچایا کہ دشمن کے سواروں کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ جاتے جاتے اس نے کہا "راجہ یاد رکھ تیرا سب کچھ موجود ہے۔"

گانگیہ دیو کے گھوڑ سوار مدن چندر کو پکڑنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ مدن کو مہرہ بنا کر چال چلی گئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ راج کمار کو قید کر کے وہ من مانی شرائط پر صلح کر سکیں گے۔ کون جانتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں کلچریوں کا غرور ٹوٹے گا اور کاشی کے عوام "غیروں" کی حکومت کی سخت مخالفت کریں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو صلح ہوئی وہ دونوں حکمراں گھرانوں کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے کی گئی تھی۔ یقیناً یہ یکطرفہ تھی۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ کاشی کے عوام نے سخت غم و غصے کا اظہار نہ کیا ہوتا تو کلچری آج ہمیں کاشی کا جاگیردار بھی نہ سمجھتے۔"

"گووند!" رالہہ دیوی نے کہا۔ "ابھی تک صرف حالات ہی بیان کئے جا رہے ہیں۔ اس منصوبے کا ذکر تو کرو جس کے ذریعے عملی طور پر کچھ کیا جا سکے اور ہمارا مقصد پورا ہو۔"

"میں خزانے سے پچاس لاکھ مہریں نکالنا چاہتا ہوں۔ اس رقم کا آدھا حصہ ایک ہزار گھوڑوں، گھوڑ سواروں، ان کے زرہ بکتر، ہتھیاروں اور دوسرے ساز و سامان پر خرچ کیا جائے گا۔ گھوڑ سالوں اور ملازموں کا انتظام ہوگا۔ انہیں تنخواہیں دی جائیں گی اور ان کے بال بچوں کی دیکھ بھال کی جائے گی۔ اس کے علاوہ انتظامیہ کو درست کر کے سرکاری محصول سختی کے ساتھ وصول کئے جائیں گے۔ صلح نامے کے مطابق منداکنی ندی کے بائیں کنارے کا علاقہ ہمارے تصرف میں ہے۔ یہاں ہم بڑے سیٹھوں، کارروانوں، مسافروں، ملاحوں اور ناؤوں کے ذریعے راج گھاٹ سے گنگا پار کرنے والوں سے معمولی محصول لے سکتے ہیں۔ ہاں اس کے لئے ہمیں سلطنت کے انتظام کو مضبوط کرنا ہوگا۔ محصول کی وصولی کے علاوہ کاشی کو مزید ابتری سے بچانے کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ اس پر بھی روپیہ خرچ کرنا ہوگا۔"

"آریہ رتنگ!" راجہ چندر دیو بولے۔

"راجن!"

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار گھوڑ سوار ہمارے قلعے میں رکھے جا سکتے ہیں؟"

"نہیں راجن! قلعے میں ان کے لئے جگہ کہاں ہے؟" رنگیک نے کہا۔ مہابن میں مسیتودری کے فاضل پانی کو ایک نالہ دردنا میں بہا کر لے جاتا ہے۔ ہمیں اس نالے سے لے کر بھگوان ادی تکنیتیشور تک ایک چھوٹا سا شہر بسانا ہوگا۔ جس سے گھوڑوں و گھوڑ سواروں کا کھانا پینا و دوسری تمام ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ میری درخواست ہے کہ پارس کو اعتماد میں لے کر اس کی رائے بھی لی جائے۔ اب تک جو کچھ بغیر رقم خرچ کئے ہو سکتا تھا اسے میں اور پارس کرتے آئے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں پنجرے میں قید ہوں۔ سچ ہے کہ وہ بغیر کسی وجہ کے ہمارے خاندان کے لئے بہت کچھ کر رہا ہے۔ میں تو محض دیکھنے کا عادی ہوں۔ ولی عہد کا اصل معاون تو پارس ہی ہو سکتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چچا۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایسا کون شخص ہو سکتا ہے جو اس منصوبے کو جلد ہی عملی جامہ پہنا سکے۔ مہاشوراتری تک ہمیں یہ سب کر لینا چاہئے۔ پارس دیو سے کہئے کہ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

پارس آکر پھر اسی جگہ بیٹھ گیا۔ ولی عہد گووند نے پورا منصوبہ بتایا اور اس کے مطابق کام شروع کرنے کے لئے پارس کو سپہ سالار کا عہدہ قبول کرنے کا حکم دیا۔

"پہریدار!"

"حکم راجن!"

"دکشنا کو بلاؤ۔"

پارس خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ کب دکشنا آئی کب گئی اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ ان سب سے الگ وہ احساسات کی کسی اور دنیا میں کھویا ہوا تھا۔

"پارس دیو!" راجہ چندر دیو بولے۔ پارس ان کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ آج کی یہ تاریخی رات تم کبھی نہ بھولنا۔ میں راجہ چندر دیو گاہڑوال خاندان کی طرف سے تمہیں اپنی پوری فوج کے سپہ سالارِ اعلیٰ کے عہدے پر تعینات کر رہا ہوں۔ انہوں نے دکشنا کے ہاتھ پر رکھی ہوئی چاندی کی تھالی سے ایک قیمتی اور ملائم دوشالہ اٹھایا اور پارس کے کاندھوں پر ڈال دیا۔ اس دوشالے نے بھگوان واشودیو کے قدموں کو چھوا ہے اس لئے اس میں ان کی مہربانیاں اور نور دونوں شامل ہیں۔ ہمارے خاندان کی طرح بھگوان واشودیو تمہارے خاندان کے بھی خاص دیوتا

ہیں۔ میں انہیں گواہ کر کے کہہ رہا ہوں کہ آج سے تم اس شاہی خاندان کی خصوصی مجلس کے رکن بھی بنائے جاتے ہو۔"

مہاراجہ چندر دیو نے اپنی کمر کے پٹکے میں لٹکتی ہوئی تلوار نکالی "میں یہ تلوار تمہیں سونپ رہا ہوں۔ اس کی آن بان اور اپنی آبرو دونوں کی حفاظت کرنا تمہارا فرض ہی نہیں، تمہارا حق بھی ہے۔"

اس خصوصی اجلاس میں شامل لوگوں کی تالیاں کمرے میں گونج اٹھیں۔ طاقچوں میں بیٹھے کبوتروں کے جوڑے پر پھڑپھڑا کر اڑے اور دور کہیں خلاؤں میں گم ہو گئے۔

20

صبح کا وقت

چمپک کرن دیو کے زنان خانے کے دروازے پر پہونچی۔ اس نے زنان خانے کے محافظ سے کہا۔ "مجھے مہارانی نے بلایا تھا۔ میں سپہ سالار انو سنگھ کی بیوی ہوں۔"

"دیوی آپ رکیں۔ میں مہارانی کو خبر کر دوں۔"

تھوڑی دیر میں ایک خواجہ سرا دروازے پر آیا۔ عام عورتوں سے زیادہ لانبا قد، لانبے بالوں کی چوٹیاں دونوں شانوں پر لٹکائے، لانبے لانبے بازوؤں کو ناچنے کے انداز میں نچکاتا، پچکے ہوئے چہرے پر کوئی سفوف پوتے، پان چباتے ہوئے وہ سامنے آکھڑا ہوا۔

"آپ سپہ سالار کی بیوی ہیں دیوی؟"

"ہاں دیو، مجھے مہارانی آول دیوی نے بلایا تھا۔"

دیو کہہ کر مخاطب کئے جانے پر وہ اتنا خوش ہوا کہ اس نے چمپک کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "اے مالک۔ یقیناً تو نے بڑے سکون و اطمینان سے اس دوشیزہ کی تخلیق کی ہے۔ یہ زلفیں، یہ چاند سا مکھڑا، یہ دیوتاؤں کی بھی نیت خراب کرنے والا شباب۔ آئیے دیوی۔ آپ کے آنے کی خبر سے راج رانی آول دیوی بہت خوش ہیں۔ ادھر سے تشریف لائیے . . ."

خواجہ سرا کے ساتھ چمپک مہارانی کے کمرے کے دروازے تک پہونچی اور وہیں ٹھٹھک کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد مہارانی خود چمپک کے سامنے آئیں۔ چمپک نے آنچل کا کونا ہتھیلی میں

لپیٹ کران کے پیر چھوئے۔

"یہ کیا کر رہی ہو چمپک! تم میری سہیلی ہو، کنیز نہیں۔"

"یہ کنیز کا کام نہیں مہارانی۔ یہ تو بہو کر رہی ہے۔" چمپک مسکرائی۔ "آج میری زندگی سوارت ہوئی۔ بچپن اور جوانی دونوں محرومیوں کا شکار رہے۔ بچپن میں میں نے اپنی ماں کو کھو دیا۔ بیاہ کے تین سال بعد ساس بھی چل بسیں۔ محترم خاتون، آپ کی صورت میں آج مجھے اپنی ماں مل گئی ہے۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے مہادیو کا شکریہ ادا کرتی ہوں جن کی عنایت سے آج زندگی میں یہ موڑ آیا۔"

"چل چل۔ کمرے میں چل۔ تیری زبان میں ایسا جادو ہے کہ تو کسی کو بھی بس میں کر سکتی ہے۔"

چمپک مسکرائی۔

"سن چمپک میں نے اپنے بھائی اشو گندھ سے ساری باتیں سن لی ہیں۔ کل مہاراجہ نے بغیر سوچے سمجھے جو جلد بازی ظاہر کی اس کے لئے وہ خود شرمندہ ہیں۔ سپہ سالار انو سنگھ نے بڑے ادب سے میرے بھائی اور شوہر دونوں کو بھرے ہوئے ایوان میں جلدی میں کوئی قدم اٹھانے سے روکا ورنہ اشو گندھ نہ جانے کیا کر بیٹھتا۔ دونوں کے لئے ہی یہ تکلیف دہ بات ہوتی۔ ہم زندگی بھر سپہ سالار کے احسان مند رہیں گے۔"

"مہادیوی، میرے شوہر آپ کے خاندان کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ شنکو دھارا کے کاپالک مٹھ میں چلنے والی غلط کاریوں کو جس طرح روکا گیا ہے، اسی طرح رشی پتن میں چلنے والی دھوکہ دھڑی کو بھی روکنا ہوگا۔ صحیح وقت پر ان سرگرمیوں کو نہ کچلا گیا تو بڑا غضب ہو جائے گا۔ مہاراجہ کے نادر اور بیش قیمت گھوڑے تُشار کو رشی پتن لے جانے میں کسی اور فوجی سردار کا ہاتھ معلوم ہو رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے چمپک۔ میں اس پر راج راجیشور سے بات کروں گی۔ تم شغنی سے ابھی ملو گی یا کچھ دیر بعد؟ وہ دروازہ بند کر کے بھوک ہڑتال کر بیٹھی ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں دیوی۔ میں دروازہ کھلوانے کی ترکیب جانتی ہوں۔ اس نے مہادیوی

کو پرنام کیا۔ مجھے دعا دیں دیوی تاکہ میں آپ کی خدمت کرنے میں کامیاب رہوں"۔
راج رانی کے پاس کھڑے خواجہ سرا کو بلایا۔ "میری بیٹی کو شنجنی کے کمرے تک پہونچاؤ"۔
"جو حکم دیوی!"
چمپک خواجہ سرا کے ساتھ چلتی ہوئی شنجنی کے کمرے کے پاس پہونچی۔ "تم جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں کسی کو ادھر آنے مت دینا اور تم پاس ہی رُکے رہنا ٹھیک ہے نہ؟"
"ہاں دیوی۔" خواجہ سرا وہاں سے ہٹ گیا۔
"شنجنی!"
"کون ہو تم؟"
"تمہاری دوست، سپہ سالار انتو سنگھ کی بیوی"۔
شنجنی نے کواڑ کھول دیے۔ وہ چمپک سے لپٹ کر رونے لگی۔ "ہائے پنگلاکش، تم مجھے اس مصیبت میں ڈال کر کہاں چلے گئے!" چمپک نے اسے بازوؤں میں سمیٹ لیا اور کمرے کے اندر چلی گئی۔ دروازہ پھر بند ہو گیا۔
خواجہ سرا دوڑا دوڑا مہارانی آدل دیوی کے پاس پہونچا۔ اس نے جلدی جلدی ہکلاتے ہوئے کہا "دروازہ کھل گیا دیوی، دروازہ کھل گیا۔" کمرے میں شنجنی کی ماں مانک پربھا دیوی بھی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ٹھنڈی سانس لی۔ "پورے سولہ پہر کے بعد دروازہ کھلا ہے دیوی۔ اتنی ضدی لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ابھی تک کچھ کھانا تو درکنار، اس نے پانی تک نہیں پیا ہے"۔
"شنجنی!" چمپک بولی۔ تمہارے درد اور بے چینی کو خوب سمجھ رہی ہوں سہیلی لیکن اب رو رو کر آریہ پنگلاکش کی روح کو تکلیف مت پہونچاؤ۔ یہ لوگ خود کو طاقت ور کہتے ہیں، دوسروں کی تقدیروں کا مالک سمجھتے ہیں لیکن عورت کے جذبات کو کبھی نہیں سمجھ سکتے"۔
"میں کیا کروں چمپک! کل میری ملازمہ آئی تھی۔ اسنے بتایا کہ بھری محفل میں پنگلاکش کے محافظ کو مجبور کر کے میرے کردار پر کیچڑ اچھالنے کی بے دقوفی کی گئی۔ اگر سپہ سالار انتو نے نہ روکا ہوتا تو اور نہ جانے کون کون سے راز کھل جاتے۔ یہ نام نہاد شجاعت کے علمبردار، اعلیٰ نسب حضور والا شاید یہ سنانا چاہتے تھے کہ میں کل پالکو کی چکر یوجا میں کتنی بار گئی۔ میں دسیوں بار گئی۔ میں پنگلاکش کی بھیروی ہوں۔ میں بھی کرن دیو کی طاقت کو توڑ کر رہوں گی۔ میرا دماغ ابھی ماؤف نہیں ہوا ہے۔ میں مہاکالی پر اپنا خون چڑھاؤں گی اور ان بدروحوں کو اپنے خنجر سے نیست و نابود کر کے رہوں گی"۔

"شنجنی۔ تو کوئی بھی فیصلہ کر۔ تجھے اس کی آزادی ہے اور میں یہی کہنے آئی ہوں۔" چمپک اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی "اگر تم میرا اعتبار کرو تو کچھ بتاؤں۔ لیکن اسے جان سے بھی زیادہ عزیز جان کر تمہیں قسم لینی ہوگی تبھی کچھ بتاؤں گی۔"

"میں قسم کھاتی ہوں۔" شنجنی نے چمپک کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "بولو۔"

"پنگلاکش تو رہے نہیں۔ اگر تمہارے دل میں ان کا کوئی بدل موجود ہو تو بولو۔ سپہ سالار تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔"

شنجنی مسکرائی۔ "سپہ سالار کو اسی دن تلوار بازی کے دوران اس چپٹی ناک والے اشوگندھ کو قتل کر دینا چاہئے تھا۔ میری ماں ایک بہت ہی اونچے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں لیکن یہ انہیں ہمیشہ ستاتا رہا۔ اس نے سیکڑوں نوجوان عورتوں کے ساتھ رنگ رلیاں منائی ہیں۔ جنگ، شکار اور بغاوتوں کو دبانے کے بہانے یہ جانے کہاں کہاں کا سفر کر چکا ہے۔ اس کے ساتھ طوائفوں اور شہوت کی ماری خود سر اور بیباک حسیناؤں کا جمگھٹ جاتا رہا ہے۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتا رہی ہوں خبردار جو اسے کسی کو بتایا۔ کسی کو بھنک بھی نہ لگنے پائے۔ رشی پتن میں بجر یانیوں کی چکر پوجا میں یہ ہمیشہ حصہ لیتا رہا ہے۔ اس کی تارا یا مہامدرا شہر کے نامی گرامی سیٹھ شورنا ڈھیہ کی بیٹی کنجنا ہے۔ کرن دیو کے تشار پر بیٹھ کر میرا باپ رشی پتن گیا تھا۔ وہاں وہ شراب پی کر ایسا بے سدھ ہوا کہ کنجنا نے اس کی انگلی سے انگوٹھی نکال لی۔ دو دن کے اندر گنگا سے تامرپرنی کو جانے والے پچاسوں جہازوں کو سپہ سالار اشوگندھ کی مہر لگا ہوا اجازت نامہ ملا کہ وہ اپنے سامان کے ساتھ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔"

"یہ تو بڑا بھیانک سلسلہ ہے شنجنی۔"

"جانتی ہو ان جہازوں میں کیا گیا تھا؟ ان میں کروڑوں کی مالیت کے عمدہ کپڑے، اعلیٰ درجے کے اونی کنچک[1]، زرہ بکتر، مشک، سونے کے جڑاؤ ہار، دولتمند گھرانوں کے استعمال میں آنے والی چادریں اور نقلی موتیوں کے رنگ برنگے زیور وغیرہ بھرے ہوئے تھے۔ کپڑے ایسے

---

[1] کرتے سے ملتا جلتا لباس۔

ملائم اور باریک کر سانس کے زیر و بم کے ساتھ سینے سے پھسل جائیں۔"

"کیا ان کی تجارت پر پابندی ہے؟" چمپک نے پوچھا۔

"پابندی تو نہیں ہے لیکن سامان کی مالیت کے حساب سے سرکاری محصول لیا جاتا تو سونے کی لاکھوں مہریں حکومت کو ملتیں۔ یہ بنیے کی بیٹی کینچنلا نے اپنے ڈبے میں رکھیں۔ ان حضرت کے کالے کرتوت اگر ظاہر ہو جائیں تو کرن انہیں کچا چبا جائے۔ لوگ سمجھتے ہیں وہ اشوگندھ کی ڈور سے بندھی کٹھ پتلی ہے جو اشوگندھ کے اشاروں پر ناچتی ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ سارے فیصلے کرن خود کرتا ہے اور رانی کو خوش کرنے کے لئے انہیں اشوگندھ کے سر منڈھ دیتا ہے۔"

"شنجنی، میرے شوہر کہہ رہے تھے کہ کرن دیو کی آدھی فوجیں ایک مہینے کے اندر کاشی آجائیں گی۔ کرن دیو نے چندیل سردار کو ایک پندرہواڑے کے اندر زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن پتہ نہیں کیوں سپہ سالارِ اعلیٰ اشوگندھ خود جھوتی نہیں جانا چاہتے۔ وہ تو سپہ سالار کو بھی نہیں بھیجنا چاہ رہے ہیں۔"

شنجنی مسکرائی۔ وہ ایک صندوقچی لے آئی۔ اسے کھول کر چمپک کے سامنے رکھا۔ چمپک اس میں بند تصویروں کو غور سے دیکھنے لگی۔

"یہ سب میرے معتبر مصوروں نے بنائی ہیں۔ ان میں اتری ہندوستان کے ان سبھی شہزادوں، ولی عہدوں اور جاگیرداروں کی تصویریں ہیں جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے۔" شنجنی نے ان میں سے ایک تصویر نکالی۔ "تم اس تصویر کو دیکھو چمپک۔ پورے چہرے پر ان کی اندرونی شخصیت کی روشنی کی چمک ہے۔ کمان جیسی بھنویں، گھونگھرالے بال، کسی بیل کی طرح مضبوط شانے، ان پر جھولنے والا یاقوت کا ہار۔ یہ سب دل میں ہلچل پیدا کر کے رکھ دیتے ہیں۔"

"اب چپ بھی ہو جا شنجنی۔ تیرے محبوب کو پکڑنے اور تیرے گلے میں اس کے بازوؤں کا ہار ڈالنے کے لئے ہم قول ہار چکے ہیں۔ اب وہ جہاں بھی ملے۔"

"تو جانتی ہے یہ جوان کون ہے؟"

"نہیں شنجنی۔ ہم لوگ اتنے بڑے آدمی نہیں ہیں کہ سیکڑوں مصوروں کو اس طرح کے کام کے لئے رکھ سکیں۔ تو ہی بتا کہ یہ نوجوان کون ہے۔ میں تو تیری پہچان کی صلاحیت دیکھ کر

عش عش کر رہی ہوں ۔ سچ مچ شجاعت اور مردانہ حسن کو اس طرح اکٹھا نہیں دیکھا۔"

"یہ چندیل راج کمار کیرتی ورما کی تصویر ہے۔"

"کیرتی ورما کی تصویر ہے یہ؟" چمپک بولی ۔ میں نے تو سنا کہ چندیلوں کا شاہی گھرانہ ختم ہو چکا ۔ راجہ دیو ورما قتل کر دیے گئے ۔ ان کی کوئی اولاد بھی نہیں اس لئے چندیل خاندان ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ۔ میرے شوہر یہ بھی کہہ رہے تھے کہ راج راجیشور کرن دیو اور سپہ سالار اعظم اشوگندھ نے بتایا کہ دیو ورما کا کوئی بھائی تھا جو سنیاسی ہو گیا ..."

"یہ لوگ احمق ہیں اور ان کے مخبر اعتبار کے لائق نہیں ہیں ۔ میں مانتی ہوں کہ دیو ورما کو قتل کر دیا گیا ۔ وہ گرہست ہوتے ہوئے بھی سنیاسی تھے ۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو وہ لکڑی کی ایک چوکی پر دھیان لگائے بیٹھے ہوئے تھے ۔ راجہ کرن چندیلوں کے زنان خانے میں خود گئے تھے۔ انہوں نے سنا تھا کہ دیو ورما کی رانی بہت حسین ہے اور عقلمند بھی ۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن اس بھیانک زنان خانے میں انہیں صرف ایک چیز ملی ۔ رانی کی چتا جس پر شوہر کی لاش رکھ کر وہ ستی ہو گئی تھیں۔"

"چمپک کی آنکھیں بھر آئیں۔ "شنجنی ۔" وہ بولی ۔ "کیا دیو ورما کی صرف ایک رانی تھی؟ سپہ سالار بتا رہے تھے کہ کرن دیو نے چندیلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا کہ چندیل راجہ ایک ہی رانی کے ساتھ زندگی گذار دیتے ہیں ۔ میں نے وفادار بیویوں کا ذکر ضرور سنا تھا لیکن بیوی کے تئیں اتنی وفاداری کا مطلب یہ ہے کہ مرد مرد نہیں ہیجڑا ہے۔"

"رام ہیجڑے تھے چمپک؟ بھارت کی تاریخ کی سب سے عظیم ہستی، مردوں کے سرتاج رام نے ایک بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی مثال قائم کرنے کے لئے جنم لیا تھا ۔ کرن دیو کا باپ گانگیہ دیو ودیا دھر کی نظر عنایت کا طالب رہا کرتا تھا ۔ وہ ناراض ہو جاتے تو پسینے میں نہا اٹھتا ۔ ان کے قدموں میں یوں بیٹھتا تھا جیسے شاگرد استاد کے قدموں میں بیٹھا کرتے ہیں ۔ اسی کا بیٹا کرن دیو ان دنوں کو بھول چکا ہے چمپک ۔ تم نے ٹھیک سنا ہے ۔ چندیلوں کی شاہی روایات کے مطابق ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا رشی کی توہین کہا جاتا ہے ۔ چندیل خاندان کی داغ بیل کاشی میں تپسیا کرنے والے رشی چندرما نے ڈالی تھی ۔ وہ برہما کے بیٹے اتری کی آنکھ سے پیدا ہوئے تھے ۔

پ چندر اترئے کے نام سے مشہور ہوے اور بڑی پاکیزہ زندگی بسر کی۔ ہاں ایک مرتبہ چوک گئے۔ کاشی کے راجہ اندرجیت کے پروہت ہیم راج کی بیٹی ہیماوتی رتی تالاب میں نہار ہی تھی اسکے حُسن کو دیکھ کر رشی خود پر قابو نہ رکھ سکے اور بہک گئے۔ انہوں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ کنواری برہمن زادی نے بددعا دینے کے لئے ہاتھ میں پانی لیا ہی تھا کہ رشی نے کہا تم مجھے بددعا مت دو۔ تمہاری کوکھ سے ایک ہیرے جیسا بیٹا پیدا ہوگا۔ اس سے ایک شاہی گھرانے کی بنیاد پڑے گی۔ وہ گھرانہ پورے ہندوستان میں مشہور ہوگا۔ دنیا بھر میں اس کی شہرت پھیلے گی"۔

"لیکن میرے اوپر لگا کلنک؟"

"تمہارا بیٹا جب سولہ سال کا ہوگا تو وہ ایک بہت بڑا یگیہ کرے گا۔ اس سے تم پر لگا یہ داغ دُھل جائے گا"۔

برہمن زادی کاشی چھوڑ کر وندھیاچل کی طرف چل دی۔ اس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے اپنی ماں کی پاکیزگی لوٹانے کے لئے بہت بڑا یگیہ (مہوتسو) کیا۔ وہی جگہ مہوبہ کے نام سے مشہور ہوئی"۔

"اس خاندان کے بارے میں یہ سب تم نے کہاں سے سنا شنجنی؟"

"میرے مصور نے جب آریہ کیرتی ورما کی تصویر بنالی تو بڑے ادب سے پوچھا' کیا میں آپ کے بارے میں کچھ جان سکتا ہوں جناب؟"

"میں ایک مسافر ہوں آریہ' آپ نے بغیر اجازت میری تصویر اس وقت بنالی جب میں دھیان لگانے بیٹھا تھا۔ اس کے لئے میں آپ کو سخت سزا دیتا لیکن میرے گرودیو نے منع کردیا ہے اس لئے میں آپ کو معاف کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر راج کمار پھر گپھا کے اندر چلے گئے۔

مصور کئی دن تک اس جگہ آتا جاتا رہا لیکن شہزادے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ایک دن غار کے دروازے پر اسے ایک بڑی نورانی صورت والے بزرگ دکھائی دیے۔ وہ تعجب سے مصور کو دیکھتے رہے' پھر بولے' بیٹا تم روز یہاں آتے اور بغیر کچھ کہے لوٹ جاتے ہو۔ آخر کیا بات ہے؟"

"مہارشی! میں نے آپ کے ایک شاگرد کی تصویر بنائی ہے۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں تو انہوں نے اتنا ہی کہا کہ وہ ایک مسافر ہیں۔ وہ بہت ناراض

تھے کہ بلا اجازت ان کی تصویر بنائی گئی ہے۔ شاید آپ کے کہنے پر ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا تھا۔ آپ نے امان دی ہے میں آپ سے ہی جاننا چاہتا ہوں کہ صاحبِ تصویر کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں۔"

بزرگ نے تصویر اٹھائی۔ چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتے رہے پھر بولے۔ یہ کالنجر کے حکمراں دیو درما کے چھوٹے بھائی کی تصویر ہے مصور۔ تم نے بھارت ورش کے مشہور شہنشاہ ودیا دھر دیو کا نام تو سنا ہی ہوگا۔ یہ ان کا پوتا ہے کیرتی ورما۔ تم اس سے میرے بارے میں کچھ نہ کہنا۔ وہ بڑا ضدی ہے۔ اگر تم نے کہہ دیا کہ بابا نے تمہارے بارے میں بتا دیا ہے تو وہ اُدبھانڈ چھوڑ کر گاندھار کی طرف چلا جائے گا۔

"تو لوگوں کا کہنا ٹھیک ہی تھا کہ کیرتی ورما سنیاسی ہوگیا ہے۔" چمپک بولی۔

"مجھے تو اب بھی امید ہے چمپک۔ جیسے ہی اُدبھانڈ میں جھوتی کی ہار کی خبر پہونچے گی شہزادہ کالنجر کی طرف چل پڑے گا۔ اگر آ گیا تو میرے دل کو چین ملے گا نہیں آیا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بے نیاز ہوں اور دونوں صورتیں میرے لئے ایک ہی سی ہیں۔"

اسی وقت کنیز نے ہولے سے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟"

"میں ہوں شرمشٹھا۔"

"لے جاؤ۔ مجھے کچھ نہیں کھانا پینا۔"

"شنجنی۔ کھائے پیئے بغیر کیسے رہوگی بیٹی!"

"کون ہے یہ؟"

"میری ماں۔"

چمپک نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ سامنے شنجنی کی ماں ہانپ رہی کھڑی تھیں۔

"آئیے ماتا جی۔"

"بیٹی اس نے دو دن سے فاقہ کر رکھا ہے۔ پانی تک نہیں پیا۔ لے دے کر میرا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی۔ اب تو ہی بتا میں یہ سب دیکھنے کے لئے کیسے زندہ رہوں۔ میری

قسمت میں ذرا بھی چین نہیں ۔ میں جب سے اس خاندان میں آئی وہ سب کچھ جھیل رہی ہوں جو معمولی لوگوں کو بھی نہیں جھیلنا پڑتا ۔ شاہی گھرانوں کی تو بات ہی چھوڑ دو ۔ کیا یہ سب دیکھنے کے لئے ہی میں نے کنوارپن میں گوری[1] کی پوجا کی تھی ۔ میں نے کاتیائنی برت کیا تھا ۔ یہ سب دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ آریوں کے لہو کی طرح ان کے شاستر بھی جھوٹے ہیں ۔"

" نہیں ماں ۔ شاستر جھوٹے نہیں ہیں ۔" چمپک نے مانک پربھا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کمرے کی سب سے اونچی نشست پر انہیں بٹھاتی ہوئی بولی ، "ماں صاحبہ آپ دنیا کی دو سب سے پرانی تہذیبوں کے سنگم کی نمائندہ ہیں ۔ آپ ایسا سوتا ہیں جس کے پھوٹنے کی جگہ پر آریہ رشیوں اور ہون حکمرانوں کی ریاضت لگاتار چل رہی ہے ۔ کیا اتنی بڑی تہذیبی بازیافت کو آپ حقیر سی چیز سمجھتی ہیں ؟"

" پانچ سو سالوں سے یہ ریاضت چلی آرہی ہے ۔ تو عالم ہے بیٹی ۔ تو ہی بتا ان پانچ سو سالوں میں ہم نے کیا پایا ؟ کیا کوئی اوتار آیا ؟ کوئی عظیم انسان پیدا ہوا ؟ ہندوستان میں اچھوت رکھی جانے والی ذاتوں اور آریہ رشیوں کے میل سے ستیہ کام پیدا ہوئے ۔ وشِشٹ اور نارد اس دنیا میں آئے ۔ ویاس اور پراشر ہوئے ۔ ہندوؤں اور ہُونوں کے خون کے میل سے کیا ملا ؟ تو ہی بتا ؟"

سب سے بڑی چیز تو شنجنی ہے ۔ چمپک کھلکھلا کر ہنسی ۔ اس نے مانکیہ پربھا کی آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھی ۔ کیا مانک پربھا بھی اشوگندھا سے نفرت کرتی ہے ؟ کیا ماں بیٹی دونوں کے دل میں اس کے لئے کوئی محبت نہیں ؟"

" لے بیٹی ۔ تو کچھ کھالے ۔" مانک پربھا بولی ۔

شنجنی پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔ وہ جوں کی توں خاموش بیٹھی رہی ۔ چمپک نے چاندی کا پیالہ اٹھا کر شنجنی کے ہاتھ میں رکھ دیا ۔ دوسرا پیالہ اس نے مانک پربھا کی طرف بڑھایا ۔

" مجھے بھوک نہیں ہے چمپک ۔"

" آپ مجھے بہلائیں نہیں ماں صاحبہ ۔ میں جانتی ہوں کہ جب سے شنجنی نے دانہ پانی

---

[1] کنواری لڑکیاں گوری یعنی شنکر جی کی بیوی (جن کا دوسرا نام پاروتی ہے) کی پوجا کرتی ہیں تاکہ انہیں بھی شنکر جیسا بَر ملے ۔ کاتیائنی برت بھی اسی ذیل میں آتا ہے ۔

چھوڑا ہے تب سے آپ نے بھی کچھ نہیں کھایا۔ اس نے پیار سے پیالہ مانک پربھا کے ہاتھ میں زبردستی تھما دیا۔ مانک پربھا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ان کے ضبط کا باندھ ٹوٹ گیا تھا۔

"چمپک، تُو اسے سنبھال بیٹی۔ ایک بیٹا تھا اَرِندم جو راشٹر کوٹوں کے جاگیر دار کلوریہ کی بیٹی سے شادی کر کے ان ہی کے خاندان کا فرد بن گیا۔ لے دے کر یہی ایک بیٹی ہے میرے پاس۔ اگر یہ مجھے اپنا نہ سمجھے تو میرا جینا بیکار ہے۔ میں زمین کا بوجھ نہیں بننا چاہوں گی۔ میرے اندر زبردست چپقلش چل رہی ہے۔ لگتا ہے میرے والد سوبھدر کی روح مجھے بلا رہی ہے۔ زندگی میرے لئے بے معنی ہو چکی ہے پھر بھلا میں ان کی روح کی پکار کو کیوں نظر انداز کروں؟"

اسی وقت اشوگندھ کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر انسان تھا۔ اس کی شکل و صورت کچھ ایسی تھی کہ دیکھ کر اُبکائی آئے۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا جسے اس نے گیروے رنگ کے انگوچھے سے منڈھ رکھا تھا۔ اس کی دھوتی نیلے رنگ کی تھی گلے میں کوڑیوں کی مالا تھی۔ وہ عجیب و غریب انداز میں شنجنی کے پاس آیا۔

"یہی ہے تیری بیٹی شنجنی؟" اس نے پراسرار آواز میں کہا۔ "کیا یہ کسی برہمن سے عشق کرتی تھی؟"

اشوگندھ کی بھویں تن گئیں۔ "ہاں یہ ایک برہمن جوان سے پیار کرتی تھی۔"

"کیا وہ برہمن مر گیا؟"

"ہاں۔" اشوگندھ بولا۔

"تو سُن۔ تیری بیٹی پر برہم پشاچ کا سفلی عمل چل رہا ہے۔ یہ کسی طرح نہیں بچ سکتی۔ اس کی موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ تو صبح وقت پر میرے پاس پہونچنا۔ اپنا کشکول، انسانی ہڈیوں کا ہار اور آنجن سب میں اپنی کٹیا میں چھوڑ آیا ہوں جہاں میں ریاضت کرتا ہوں۔ اس لڑکی کو میری کُٹیا میں لے آ۔ اور یہ سامنے کون لڑکی ہے؟"

"یہ میرے سپہ سالار انوسنگھ کی بیٹی ہے، چمپک۔"

"اسے بھی لے آنا۔ یہ عام عورت نہیں ہے۔ یہ بجلی ہے بجلی۔ بڑا لطف عطا کرنے والی بجلی۔ یہ خوشبو، لمس، مزے وغیرہ سے فطری لطف عطا کرے گی۔ یہ نہ سانولی ہے نہ گوری بلکہ

کنول کے پتوں جیسے رنگ والی ہے۔ اس میں خوشبو ہے۔ اس کا پسینہ مشک کی طرح مہکتا ہے۔ اس طرح کی عورتوں میں صبر وضبط ہوتا ہے یہ مستقل مزاج ہوتی ہیں۔ مجھے یہ لڑکی چاہئے۔ ضروری رقم نہ ملنے کی وجہ سے میری اب تک کی ریاضت ضائع ہو رہی ہے۔ اگر تو اسے نہ لایا تو اپنی بیٹی کو نہیں بچا سکے گا۔ تجھے آج آدھی رات تک ان دونوں کو چکر پوجا میں حاضر کرنا ہے۔“......

”میں تمہاری ریاضت کو ریاکاری سمجھتی ہوں کاپالک۔ چمپک کی طرف بُری نظر ڈالنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ تم اپنے کالے کرتوت مہابن کی حدوں کے اندر ہی رکھو۔ وہ لوگ نرے احمق ہیں جو تمہاری سفلی طاقتوں کا نام سن کر ڈر جاتے ہیں۔ ان کی روح اپنی روشن صورت کو بھول کر تاریکیوں کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے۔ گوشت، مچھلی، شراب اور شہوت رانی سے جڑی ریاضت جا کر ان لوگوں کو سمجھاؤ جو جانوروں کی طرح تمہارے مکروفریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔“

”تو تو میری طاقت آزمانا چاہتی ہے؟“ بدھ کاپالک زور سے ہنسا۔ اس نے اپنے پٹکے میں سے پیلی سرسوں نکالی اور اسے ہتھیلی پر رکھ کر کچھ دیر تک بُدبُداتا رہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہوتا جا رہا تھا۔ پڑھی ہوئی سرسوں کے دانے اس نے چمپک پر پھینکے۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”کیوں رے مکّار! کہاں گئیں تیری جادوئی طاقتیں؟“ چمپک نے اپنی دھوتی میں چھپی قرولی نکالی۔ وہ الوکھا، نیلی رنگت والا چھوٹا سا کھانڈا دیے کی روشنی میں چمکا۔ وہ کاپالک کی طرف جھپٹی ہی تھی کہ انگو گندھ نے اسے ایک طرف کو کھینچ لیا۔ وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔

”تیرے اوپر درگا کا حفاظتی خول ہے اس لئے تو بچ گئی ذلیل عورت ورنہ آج میں تجھے دکھا دیتا کہ اگر تارا کا پجاری کیا کر سکتا ہے۔“

”ارے جا مکّار! چمپک نے قرولی کو دھوتی کے اوپر بندھی پیٹی میں ٹھونس لیا۔ سپہ سالار اعظم نے تجھے کھینچ کر بچا لیا ورنہ تو بھی جان جاتا کہ چنڈی کیسی ہوتی ہے۔“

”بول انگو گندھ، تو سپہ سالار اعلیٰ ہے۔ مہاراجہ کرن دیو کی خاص شفقت ہے تیرے اوپر، تو اُن کا دوست ہے اور راج رانی کا بھائی ہے۔ کیا تو اپنی بیٹی کی جان نہیں بچانا چاہتا؟“

"چاہتا ہوں سادھو مہاراج۔ میں شبھنی کو لے کر آسکتا ہوں لیکن سپہ سالار کی بیوی کو نہیں لاسکتا۔"

"شبھنی بھی نہیں جائے گی۔ اس ذلیل جگر یو جانے میری گرہستی اُجاڑی ہے۔ اس بدبودار بدروح کو ہٹاؤ یہاں سے۔" مانک پربھا جھیک کی طرف دیکھنے لگی۔ بیٹی تونے میری آنکھیں کھول دیں۔ میرے عزیزو اقارب ان بحربانیوں سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ مہابن میں جانے کی ہمت ہی نہیں کر پاتے۔"

شاہی محل سے نکل کر جھیک اپنے گھر پہونچی۔ اس نے انت کو ساری باتیں بتادیں۔ یہ جان کر کہ اشو گندھ کی بیٹی شبھنی کے پاس راجہ کی تصویر ہے، اسے بڑی فکر ہوگئی تھی۔ شبھنی نے یہ بھی کہا تھا کہ جھوتی کی شکست کی خبر پاکر کیرتی ورما ادبھانڈ سے چل چکا ہوگا۔ ادبھانڈ میں ہی کسی مصور نے یہ تصویر بنائی تھی۔ شبھنی کے قابل اعتبار مخبر کیرتی ورما کے بارے میں خبریں دیتے رہتے ہیں یہ بھی ایک پریشانی کی بات تھی۔ انت شام کو ورونا پار کی مہمان سرا پہونچا اور اس نے ساری باتیں سبودھ کو بتائیں۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا۔

21

طوطا انسانوں کی طرح بولتا ہے

کاشی کی بولی میں ذرا ٹیڑھے ترچھے ڈھنگ سے کہا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے طوطے کی بے معنی ٹیں ٹیں۔ پتہ نہیں پہلے مینا طوطے پیدا ہوئے تھے یا انسان وجود میں آیا تھا۔ لیکن ان دونوں کا ناطہ پرانے زمانے سے بنا چلا آرہا ہے۔ جانور خواہ پالتو ہوں یا جنگلی، گوشت خور ہوں یا سبزی خور۔ سب انسانوں کے چاروں طرف ہی گھومتے رہے ہیں۔

کاشیکا[1] کا یہ جملہ کن نئے معنی کی تخلیق کرتا ہے یہ تو سمجھنے کی بات ہے۔ کاشی کا مطلب

---

[1] کاشی کی عوامی بولی۔

ہی ہے روشنی ۔ پُرانے زمانے سے برہم رشیوں، عابدوں اور زاہدوں کی ریاضت سے یہ شمع روشن ہوتی چلی آئی ہے ۔ اسے اپنا خونِ دل جلا کر انہوں نے آج بھی منور کر رکھا ہے ۔ علم و فضل کی دیوی کاشی کو ہمیشہ اپنی گود میں رکھتی ہے ۔

آچاریہ شنکر جب ماہشمتی نگر پہونچے تو انہوں نے ندی سے گھڑے بھرتی دوشیزاؤں سے منڈن مشر کے گھر کا پتہ پوچھا۔ لڑکیاں ہنس پڑیں۔ یہ منڈن مشر کے گھر کا پتہ پوچھ رہا ہے ۔ بے چارہ سنیاسی ! منڈن کا نام تھا وشو روپ لیکن پنڈتوں کی منڈلی کو منڈت (آراستہ) کرنے والے قرار دیے گئے، اس لیے، منڈن کہلانے لگے ۔

جا بابا جا۔ جہاں دروازے پر ٹنگے پنجروں میں بند طوطے اور مینائیں ویدوں کے اشلوک دہرا رہے ہوں سمجھ لینا یہی منڈن مشر کا گھر ہے۔ کہاں منڈن مشر کے دروازے پر پنجروں میں بند پنچھی اور کہاں آج کا رٹو طوطا۔ فضول رسموں میں اُلجھا ہوا۔

بیچ گنگا ساحل کی پہلی سیڑھی پر بندھو جیوا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے زعفرانی کُرتا، دھوتی اور ایسی پگڑی پہن رکھی تھی جو اس کی پیشانی تک آرہی تھی۔ اس کے خیال میں یہ پگڑی بھارگو برہمنوں کی روح سے وابستہ تھی ۔ یہ اس کی پیشانی پر ثبت کلنک کو ڈھک لیتی تھی۔ پچھلے ایک سال سے وہ بہت غمزدہ تھا۔ بے یار و مددگار ۔ ذات سے باہر کی گئی روح کی طرح اِدھر اُدھر چکراتا پھرتا تھا۔ اس کے دل میں ایک انی چُبھی ہوئی تھی ۔ روز صبح اُٹھ کر وہ دیکھتا تھا کہ اسکی کاٹ میں کچھ کمی آئی ہے یا نہیں۔ جسم ایک ایسی مشین ہے جو باہر سے پیوست کی گئی کسی چیز کو قبول نہیں کرتا ۔ یہ جملہ کس کتاب میں لکھا دیکھا تھا یہ اسے یاد نہیں ہے لیکن دھیرے دھیرے اسے یہ یقین ضرور ہونے لگا تھا کہ بے بنیاد ہے ۔ ایک سال ہونے کو آیا کہ اس کے جسم میں ایک خارجی شے چبھی اور اس ذلیل جسم نے اسے نکال باہر نہیں کیا۔

اس نے وناٹک بھٹ کے آشرم میں رہ کر تعلیم پائی تھی ۔ وہ یہ بات مانتا ہے۔ گرو کو اس پر اعتماد بھی تھا ۔ وہ جب بھی کسی کام سے باہر جاتے ، آشرم کی ساری ذمہ داری بندھو جیوا کے اوپر آجاتی ۔ ملازم سے لے کر آچاریہ تک کے سارے کام وہ اس خوبی سے کرتا کہ وناٹک بھٹ

کی چاروں بیویاں اس کی تعریف کرتیں ۔ صبح کے ناشتے میں اسے گڑ چنے کے ساتھ ایک پیالہ گائے کا دودھ بھی ملتا تھا ۔ نہا دھو کر، پوجا سے فارغ ہو کر وہ ونائک دیو کے شاگردوں کو پڑھایا کرتا تھا ۔ طالب علم اس سے بہت خوش رہتے اس لئے کہ ونائک دیو تو انہیں خود سے بہت اونچے، کسی دوسری دنیا کی چیز لگا کرتے تھے ۔ حالانکہ بندھو جیوا یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس ذلیل برہمن کا باطن کیا ہے ۔ اس کی اس سربلندی کے پیچھے چھپی اصلیت سے وہ واقف تھا ۔ ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے وہ گنگا نہا کر سیدھے آشرم میں گھسا ۔ سیڑھیاں پھلانگتا بھٹ جی کے کمرے کے پاس سے گذر رہا تھا کہ ایک اجنبی آواز کانوں میں پڑی ۔ وہ ٹھٹھک کر وہیں کھڑا ہو گیا ۔

"اب جو کچھ ہوا اسے بھول جا روہنی ۔ تو آروہن (سواری) کے لئے ہی بنی ہے ۔ میں تجھے سونے کے زیوروں سے لاد دوں گا ۔ بس اتنا وعدہ کر کہ تو یہ سب کسی سے کہے گی نہیں روہنی میں سدھ بھیر دہوں ۔ تجھے حاصل کرنے کے لئے میں نے دو سال تپسیا کی ۔ سوتے جاگتے بس تیرا ہی نام لیتا رہا ۔"

"لیکن شودر تو نے جو میری آبروریزی کی، میری دوشیزگی لوٹی اس کے لئے میں تجھے سزا دلوائے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گی ۔ میں جانتی ہوں تو خود کو دھرم کا علمبردار کہتا ہے اور تیری جھوٹن پر پلنے والے کتے کچھ نہیں کریں گے ۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جن لوگوں کا ضمیر خیرات پر پل پل کر مر چکا ہے اور جن کے باطن میں کثافت بھری ہے وہ ایک بے سہارا برہمن لڑکی کی بات کبھی نہیں سنیں گے ۔ اس کے مقدمے کو جھوٹا ٹھہرا کر اسی کو سزا دینا چاہیں گے ۔"

بندھو جیوا نے دروازے کی کھنڈی کھٹکھٹائی ۔ اندر سے آنے والی آوازیں بند ہو گئیں ۔ دونوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا ۔ کھولو، کھولو ۔ بندھو جیوا چلایا ۔ میں ہوں بندھو جیو ۔ میں برہمن زادی کی مدد کرنے کو تیار ہوں ۔"

"ونائک بھٹ کی چاروں بیویاں اپنے اپنے کمرے سے نکل کر جھانکنے لگیں ۔ کیا ہوا ارے بندھو جیو؟"

"آئیے آپ لوگ اور دیکھئے ۔ ہمارے استاد نے کا پالک مسلک اختیار کیا ہے ۔

ان کے لئے ہر روز ایک کنواری، اَن چھوئی لڑکی چاہئے۔ وہ اس کمرے میں چکر پوجا کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کا منڈل ٹوٹ گیا ہے۔ ویدی بھی ٹوٹ گئی ہے۔ اب وہ دُرگا کے جلال سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکیں گے۔"

اتنا سننا تھا کہ اس کمرے پر سبھی درجوں کے طالبعلموں کی بھیڑ لگ گئی۔ نوعمر لڑکے اونچی جماعتوں میں پڑھنے والے نوجوان، کچھ پختہ عمر لوگ جو اچاریہ کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے مطالعہ میں لگے ہوئے تھے اور بڑے سنجیدہ مزاج تھے۔ سبھی آ پہونچے۔

"دروازہ کھولتے ہو یا میں توڑ دوں؟" بندھو جیو گرجا۔ "تو، نہیں کھولتے تو۔" اس نے اپنے شانوں سے دھکا دینا شروع کیا۔ کچھ دھکوں کے بعد دروازہ ٹوٹ گیا۔ سامنے تھے کاشی کے عالم فاضل مذہبی رہنما ونا ئک بھٹ اور آنچل میں مونھ چھپائے کھڑی روہنی۔

"تو یہ ہے آشرم کی پاکیزگی جسے برقرار رکھنے کے لئے داخلے سے پہلے ہر طالبعلم کو حلف اٹھانا پڑتا ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا جس کی وجہ سے اس پر حرف آئے۔ "لڑکی! تم کس کی بیٹی ہو؟"

"مجھے گنگا کے علاوہ کہیں پناہ نہیں ملے گی آریہ۔ ماں کے کہنے پر میں اس ذلیل انسان کے پاس بیس کارشاپن قرض مانگنے آئی تھی۔ اس نے کہا کہ پیسے اس کے کمرے میں ہیں اور مجھ سے کمرے کے اندر آنے کے لئے کہا۔ وہاں اس نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ میرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا۔ میں کہیں کی نہ رہی۔"

"بندھو جیو۔ ونا ئک بھٹ اپنے شاگرد کے قدموں میں گر گئے۔ مجھے معاف کر دو۔ تم میرے شاگرد ہو۔ تم سے معافی کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ آج تمہیں گرو دکشنا دینی ہے۔"

بندھو جیو یہ سب سوچ کر ہنس پڑا۔ وہ بینچ گنگا گھاٹ کی پہلی سیڑھی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گرو کا حکم مان کر انہیں معاف کر دیا۔ سمجھا بجھا کر سبھی طالبعلموں اور آشرم میں رہنے والوں سے اپنی اپنی جماعت میں جانے کی درخواست کی۔ سب کچھ ڈھکا چھپا رہ گیا۔ بندھو جیو جس کا نمک کھا چکا ہے اس کی بدنامی نہیں کرائے گا۔ جو بھی ہو ونا ئک بھٹ اس کے استاد ہیں۔ وہ استاد کے خلاف بغاوت کا گناہ کبھی نہیں کر سکتا۔

بہت دن گذر گئے۔ شاگردوں کے سامنے وناٹک بھٹ کی جو دُرگت بنی تھی وہ اُسے رفتہ رفتہ بھول گئے لیکن ان کے دل میں بدلے کی آگ دہک رہی تھی۔ انہوں نے اسی طرح کی کرتوت میں بندھو جیوُ کو پھنسا دیا۔ بندھو جیو سوچتا تھا کہ ڈانٹ پھٹکار، لعن طعن کے بعد اسے چھوڑ دیا جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ برہم پوری کے نامی گرامی پنڈتوں نے برہمن کو دی جانے والی سزا کے ذیل میں کوٹلیہ کے ارتھ شاستر سے طوطے کی طرح رٹا ہوا اشلوک طوطے کی طرح دوہرا دیا۔ اس کے مطابق بندھو جیوُ کی پیشانی کو عضو تناسل کی صورت کے ٹھپّے سے داغ دیا گیا۔ یہ مُہر ہمیشہ کے لئے وہاں ثبت ہو گئی۔ ”ہوُں تو میں ہوں بھار گو کلنک آچاریہ بندھو جیوُ۔“ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”کیا بات ہے آریہ بندھو جیوُ“ کرشن مشر سیڑھی پر اس کی بغل میں بیٹھ گئے۔ ”کیا حال چال ہیں؟“

”میں نے آپ کو پہچانا نہیں آریہ؟“ بندھو جیوُ اس باوقار شخص کی طرف دیکھتا رہا۔

”میں چندیلوں کا سبھا پنڈت ہوں بندھو جیوُ۔ میرا نام ہے کرشن مشر۔“

”اوہ معاف کیجئے آریہ۔ اس دن میں اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے وناٹک بھٹ پر اس طرح کیچڑ اچھال رہا تھا کہ آپ کا نام بھی نہیں سن سکا۔“

”بندھو! کرشن مشر نے کہا۔ ”جو کچھ ہوا وہ گناہ کے کفّارے سے کہیں زیادہ تھا۔ مانا تم نے ایک قصور کیا۔ قصور کس سے نہیں ہوتا یا کس نے نہیں کیا۔ یہاں پاک صاف کون ہے۔ روح کو کثافت اور آلودگی سے بچا کر رکھنا ہی صحیفوں اور اخلاقیات کی کتابوں کا مقصد تھا۔ انسان کے اندر جو ایک چنگاری ہے اسے سیاہی میں ضم ہونے اور بجھ جانے سے بچانے کے لئے ہی صحیفے اس زمین پر آئے۔ اس کا ثبوت تو پُرانوں سے بھی ملتا ہے کہ یگیہ کی ویدی پر بیٹھنے والے رشی رِتوج کو بار بار انزال ہوا۔ رگ وید کی ایک رچا صاف صاف بتاتی ہے کہ رشی متر اورُون جب مقدس آگ کے پاس بیٹھے ہَون کر رہے تھے تو اسی وقت اروشی کی شہوت انگیز نظر ان پر پڑی۔ رشی کو انزال ہوا۔ ان کا مادۂ تولید پوجا کے لئے رکھے گئے گھڑے میں گرا۔ کیا ان دونوں عظیم رشیوں کا مادہ ضائع ہونے سے ان کے باطن میں روشن الوہی نوُر

بھی ضائع ہو گیا؟ انہوں نے اس پر کہیں پردہ ڈالنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ حُسن اور جوانی انہیں ٹھگتے رہے۔ وہ مرد تھے، نامرد نہیں۔ ایسے کئی رشی ہیں جن کا نام صبح صبح دوہرایا جاتا ہے لیکن ان کے ساتھ بھی اس طرح کے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ ان کے ذریعے کئی گوتروں[1] کا آغاز ہوا ہے۔ اہلیا، دروپدی، کُنتی، تارا اور مندودری کے نام بھی اس ضمن میں آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی خاتون ایسی نہیں ہے جس نے اپنی اخلاقی حدود سے باہر قدم نہ نکالے ہوں لیکن ہماری وسیع النظری نے انہیں بھی صبح صبح یاد کیے جانے والوں میں شامل کیا۔ آریہ بندھو جیو، کیا یہ عورتیں ایسی تھیں کہ ان پر الزام تراشی کی جائے؟" سچ تو یہ ہے کہ ارتقا کے سفر میں حدود سے باہر نکلنا ایک لازمی صورت حال ہے۔ اس سے گذرے بغیر انسانوں کا فروغ ممکن نہیں۔"

تبھی گھاٹ پر شور وغل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگ تو یہاں سکون اور نجات حاصل کرنے آئے تھے لیکن چاہنے سے کہیں کچھ ملا کرتا ہے۔

" آئیے آریہ آپ کو ان لوگوں کی زندگی کی ایک جھلک دکھاؤں جو کاشی کو ترشول پر اٹھانے والے وشوناتھ کے قدموں میں سب کچھ نچھاور کر کے سیدھی سادی زندگی بسر کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ ذرا ملاحظہ کیجئے ان کا یہ عہد۔

بندھو جیو گھیرا بنا کر کھڑے لوگوں کی بھیڑ کے درمیان کرشن مشر کا ہاتھ پکڑ کر دھکے دیتا ہوا گھس گیا۔ وہاں چار پانچ ہٹے کٹے مسٹنڈوں نے گاؤں کی ایک عورت کو زبردستی پکڑ رکھا تھا۔ بندھو جیو انہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ان کا عندیہ کیا ہے۔

" آچاریہ!" اس نے دیہاتیوں پر ناراض ہوتے برہمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ذرا مجھے سمجھا دیجئے، بڑی مہربانی ہوگی آپ کی۔" اس کا لہجہ مضبوط تھا۔ بھیڑ اس کی طرف دیکھنے لگی۔

" پوچھو، کیا سمجھنا چاہتے ہو؟" آچاریہ بولے۔

" کلس سے گوری۔ گنیش کا کیا تعلق ہے؟"

---

[1] موتے معنی میں خاندان، نسل، حسب نسب

"ہوں۔ تو تو لچا لفنگا میرا امتحان لینا چاہ رہا ہے۔ ابھی کلس کے بارے میں جاننا چاہ رہا ہے پھر تو گرہ کے بارے میں پوچھے گا۔"

"بیشک۔ نہ تو آپ کو درون کا مطلب معلوم ہے اور نہ آپ گوری گنیش کا باہمی تعلق جانتے ہیں۔ آپ تو نوگرہوں کی پوجا کرا رہے ہیں۔ بتائیں تو آریہ کہ اس سمبت سر کا نام کیا ہے؟ اس وقت مختلف ستارے کن کن برجوں میں داخل ہو رہے ہیں؟ بولتے کیوں نہیں؟ آپ رٹو طوطے جیسے برہمن ہیں آچاریہ۔ آپ نے سنسکرت کے کچھ اُلٹے سیدھے غلط سلط اشلوک یاد کر لئے ہیں انہیں ہی جنیئو، مونڈن، شادی بیاہ یہاں تک کہ آخری رسوم تک کے موقع پر دوہراتے رہتے ہیں۔ دیکھئے آپ کی ساری ہیکڑی دھری رہ گئی۔ رشیوں نے صاف صاف کہا ہے کہ جو برہمن برہم کا علم رکھتا ہے وہی نذرانے کا حق دار ہے۔"

آچاریہ نے چُپ سادھ لی۔

"آپ نے ان غریب دیہاتیوں سے پانچ سنکلپوں اور پانچ پوجاؤں کا نذرانہ لے ہی لیا ہوگا اور اب جھگڑا شگن کی رقم کو لے کر ہو رہا ہے۔ ہے نہ؟"

"کیوں بھائی۔" اس نے اس دیہاتی کو جو پنڈوں کے جنگل میں پھنسا ہوا تھا، آواز دیتے ہوئے کہا "کتنا اور مانگ رہے ہیں پنڈت جی؟"

"یہ کہہ رہے ہیں بھیا کہ تمہیں پوجا کا پھل اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک پنڈت جی کو مونہہ مانگا نذرانہ دے کر اسے خریدتے نہیں ہو۔ ان لوگوں نے میری بہو کے گلے سے منگل سوتر اور کنٹھ مالا اُتار لی ہے۔" جاتری روانکھا ہو گیا۔

بندھو جیوُ نے غصّے سے پیر پٹک کر للکارتے ہوئے کہا۔ "پہلے تم لوگ اس عورت کو چھوڑ دو ورنہ آج خون سے پنچ گنگا کی سیڑھیاں لال ہو جائیں گی۔"

اس نے ہونٹوں کو گول کر کے بنسی کی آواز نکالی جو گھاٹ کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک سنائی دینے لگی۔ چار برہمن نوجوان بھیڑ کی طرف دوڑے۔ "کیا ہے آریہ بندھو جیو۔؟"

"ان لٹیروں کے پنجوں سے اس سادہ لوح دیہاتی عورت کو چھڑانا ہے جس کے زیور

ان لوگوں نے زبردستی چھین لئے ہیں۔ بندھو جیؤ اور اس کے چاروں دوست پنڈوں کے پاس پہونچے۔ "کچھ تو لحاظ شرم کرو تم لوگ۔ عوام کے اناج پر پلتے ہو اور انہیں کو لوٹتے اور ستاتے ہو۔"

تیرتھ کرانے والے پنڈوں نے اپنی بغل میں چھپی لانبی لانبی چھریاں نکال لیں۔ اس دیہاتی خاتون کو وہ ایک طرف دھکا دے کر بندھو جیؤ کے دوستوں پر موت کی طرح جھپٹنے ہی والے تھے کہ پیچھے کھڑے ایک دیہاتی نے سانڈ جیسے شانوں والے پنڈے پر لاٹھی سے وار کیا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ پوجا کی ویدی پر گر پڑا۔

تینوں پنڈوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بندھو جیؤ اور اس کے دوستوں نے بھی چھریاں نکال لی تھیں۔ تبھی برہمن نوجوان ویریشور نے اچھل کر ایک پنڈے پر چھری چلا دی۔ پنڈے کا زعفرانی انگوچھا خون میں ڈوب گیا۔ وہ وہاں سے بھاگے۔ زخمی پنڈے کے پاس انگوچھے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ دیہاتی عورت اور اس کے سسر کو سمجھا بجھا کر بندھو جیؤ نے وداع کیا۔

"آریہ بندھو جیؤ" کرشن مشر بولے۔ "میں چلوں۔ آج آپ کا ایک نیا روپ دیکھا۔ کون گدھا کہتا ہے کہ آپ بدنام ہیں۔ آپ تو اصلی برہمن ہیں۔"

"عنایت ہے آپ کی مشر جی۔ بندھو جیؤ بولا۔ آپ جیسے کتنے لوگ ہیں اس برہم پوری میں۔ آریہ آپ نے غسل نہیں کیا، لوٹنے کی بات کرنے لگے۔"

اتنے میں ایک نوعمر طالبعلم دوڑتا ہوا آیا۔ "استاد۔ اس نے بندھو جیؤ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ہمارے اپادھیائے جی کو کچھ لوگ بہت مار رہے ہیں۔"

"مار رہے ہیں؟" بندھو جیؤ مشر جی سے بولا۔ "کچھ لوگ وناٹک بھٹ کے ساتھ مار پیٹ کر رہے ہیں۔ ذرا دیکھوں چل کے۔"

"چلئے آریہ بندھو جیؤ۔ میں خود چلنا چاہتا ہوں۔"

وناٹک بھٹ کے دروازے پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ گوال پلی کے کئی نوجوان وناٹک بھٹ کے گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ خوف زدہ برہم پوری کی لگ بھگ آدھی آبادی بھیڑ بن کر کھڑی تھی۔

" یہ انوکھی لاقانونیت ہے۔ وناٹک بھٹ کی طرف سے ایک برہمن بولا۔ گوال پلّی کے لوگوں کو ایک عزت دار برہمن کو اس طرح ذلیل نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

" اور آپ کے وناٹک بھٹ نے پرسوں بلد یو اوجھا کو کرن کے ایک فوجی سردار سے پٹوایا تھا۔ وہ لاقانونیت تھی یا کچھ اور ؟ "

" بلدیو اوجھا کا نام لیا آپ نے آریہ۔" کرشن مشر بولے۔" کیا انہیں سرکاری طور پر سزا دی گئی ؟ "

" ہاں آریہ ' دنیا جسے ایماندار ' نرم مزاج ' خاموش طبیعت اور کسی سے دشمنی نہ رکھنے والا کہتی ہے ' لوگ جسے خودداری کا مجسمہ کہتے ہیں ' اسی شخص کو کرن کے فوجی سردار نے پیٹا اور ذلیل کیا۔ ان کی پیٹھ کوڑوں کی مار سے زخمی ہے ۔"

اسی درمیان کرن کے سپہ سالار انو سنگھ بیس گھوڑ سواروں کے ساتھ وناٹک بھٹ کی حویلی پر پہونچے۔" برہم پوری کیا کرن کی جاگیر بن گئی ہے ؟ کیا ہم برہمن اتنے کمزور ہیں کہ راجہ کے سپاہی ہماری روزانہ زندگی میں دخل دینے لگیں۔"

کرشن مشر نے اننت کو دیکھ لیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اسے یہاں کی صحیح صورت حال سے واقف کرائیں لیکن پھر انہوں نے سوچا دیکھتے چلو اننت کیا کرتا ہے۔ اور وہ بندھو جیو کے ساتھ خاموش کھڑے رہے۔

انو سنگھ اونچی آواز میں بولے " یہ بھیڑ کیوں لگی ہے یہاں ؟ آپ لوگ اُپادھیائے کے آشرم سے ہٹ جائیے تاکہ ہم ان سے مل سکیں "۔ یہ سن کر کہ کرن کے سپہ سالار باہر کھڑے ہیں وناٹک بھٹ ان کی طرف دوڑے۔ بچاؤ۔ بچاؤ چلاتے ہوئے وناٹک بھٹ انو سنگھ کے گھوڑے کے سامنے گر پڑے۔ ان کے جسم سے خون نکل رہا تھا۔ کئی دانت ٹوٹ گئے تھے۔ مونہہ پھول کر کدو جیسا ہو گیا تھا۔ اتنے میں پارس دیو پورے فوجی لباس میں باہر آیا۔ چار نوجوان لے گھیرے ہوئے تھے۔

" آپ لوگوں نے اپادھیائے شری کو مارا پیٹا ؟ "

" آپ کی تعریف ؟ " پارس نے کہا۔ اس کے سر پر زعفرانی پگڑی تھی ' سینے پر زرہ تھی

اور ریشمی دھوتی اس کی جانگھوں سے یوں لپٹی ہوئی تھی جیسے کیلے کے تنے پر رنگ برنگے پھولوں والی بیلیں لپٹ گئی ہوں۔

"میں کرن کا سپہ سالار ہوں جوان" انتو سنگھ نے کہا

"آپ جا کر کرن سے کہیں سپہ سالار، کہ گانگیہ دیو کے ساتھ کئے گئے معاہدے کی تیسری شق میں لکھا ہے کہ سنداکنی کا بایاں حصہ اس کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے۔ پوری برہم پوری راجہ جیند ر دیو کی ریاست میں پڑتی ہے۔ اگر اس سرحد کا احترام نہ کیا گیا تو میں یعنی گاہڑوال سپہ سالار یہ اعلان کرتا ہوں کہ کرن کے سپاہیوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔"

"ہاں۔ ہاں ہم معاف نہیں کریں گے" سیکڑوں برہمن ایک ساتھ بول پڑے۔

"میں آپ کا حکم راجیشور کرن دیو کے سامنے پیش کردوں گا سپہ سالار۔ لیکن میں آپ سے انتہائی ادب کے ساتھ یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ونائک بھٹ کا قصور کیا تھا؟"

"قصور تو برہم پوری کے یہ باشندے بتائیں گے۔ پرسوں تمہارے فوجی سردار نے صرف دنحو کے مشہور عالم بلدیو ادجھا کو اپنے سپاہیوں سے پٹوایا۔ یہ ذلیل ونائک خود کو برہمن کہتا ہے حالانکہ بڑا ہی بدکردار انسان ہے' ادجھا جی کی شہرت کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا۔ اسی لئے ان سے حسد کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے بلدیو ادجھا کے والد شنبھو دیو ادجھا کے آشرم میں تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ اس کے ہم جماعت ہیں اور استاد زادے بھی۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک؟"

انتو نے اپنے گھوڑے کی لگامیں کھینچیں۔ ونائک بھٹ کو بری طرح دھکا دیتا ہوا گھوڑا گول چکر کاٹ کر پھر کھڑا ہو گیا۔ "بچائیے ان داتا، بچائیے" ونائک بھٹ اور زیادہ گھگھیائے۔ "سپہ سالار! اگر آپ بھی مجھے روندیں گے تو پھر بچائے گا کون؟"

"راجیشور کرن دیو تجھ جیسے نیچ برہمن کی مدد کرنے کا الزام اپنے سر لینے کو تیار نہیں ہیں۔" انتو سنگھ نے کہا۔ "چلو۔ بلدیو ادجھا کا آشرم کدھر ہے؟"

"سامنے ہے سپہ سالار!" ایک گھوڑ سوار بولا۔

انت سامنے کی طرف چل پڑا۔ وہاں دو ٹوٹے پھوٹے کمروں کا ایک بے رونق سا آشرم تھا جس پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔

"آچاریہ جی ہیں؟" انو سنگھ نے پکار کر کہا۔
ایک برہمن لڑکا دروازے پر آیا۔ "آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں؟"
"بیٹا، جاکر اپنے آچاریہ سے کہو کہ مہاراجہ کرن سنگھ کے سپہ سالار ان سے نیاز حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"
"ہم لوگ بے چارے غریب برہمن ہیں سپہ سالار۔" میلے کچیلے، پھٹے کپڑوں میں لپٹی اپادھیائیانی دروازے پر آکر کھڑی ہو گئی تھیں۔ "آپ کے سپاہیوں نے مار مار کر میرے شوہر کو ادھ مرا کر دیا ہے۔ کوڑوں کی چوٹ سے ان کی پیٹھ لہولہان ہے۔ وہ تو یہ تک نہیں سمجھ پا رہے ہیں کہ آخر انہیں سزا ملی کس قصور کی ہے۔ ان میں اُٹھنے کی سکت بھی نہیں رہ گئی ہے۔ وہ آپ سے بات کیا کر پائیں گے۔"
"اماں صاحب۔ میں کرن دیو کے سپہ سالار کی حیثیت سے نہیں بلکہ آپ کے بیٹے کی صورت میں یہاں حاضر ہوا ہوں اور اوجھا جی سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"
"آؤ بیٹے۔"
اننت نے اپادھیائیانی کے پیر چھُوئے۔
"تم تو کہیں سپاہی نہیں لگتے۔ تمہارے چہرے پر ایسا جلال ہے جو شاہی خاندان کے لوگوں کے چہرے پر ہی پایا جاتا ہے۔"
"ہم دُکھیارے غریب الوطن شاہی گھرانے کے ہی ہیں ماں صاحبہ۔ روزی روٹی کے لئے کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ آپ لوگ اپنے علم و فضل سے روزی کماتے ہیں اور ہم ہتھیاروں سے لیکن ضمیر بیچ کر کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ نہ آپ کو، نہ مجھے۔"
اپادھیائیانی بلدیو اوجھا کے کمرے میں گئیں۔ وہاں دن میں بھی اندھیرا تھا۔ اننت سوچنے لگا، نہ جانے کیوں ایسا ہوتا ہے کہ باطن منوّر ہو تو خارجی ماحول تاریکیوں میں ڈوب جاتا ہے۔
"آجاؤ بیٹے، یہاں اندھیرا ہے۔ آچاریہ اپاہج ہو گئے ہیں، وہ اٹھ کر باہر نہیں آسکتے۔" اُپادھیائیانی بولیں۔
"ٹھیک ہے ماتا جی۔" اننت نے جوتے نکال کر دروازے پر ایک طرف کو رکھ دیئے

اور اوجھا کے پاس پہونچا۔ اس نے ان کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ "آچاریہ ہمیں معاف کر دیجیے۔ ہم آج سمجھے کہ یہاں ہمارے خلاف کون سا ناٹک کھیلا جا رہا تھا۔ ہم آپ کے اوپر کیے گئے ظلم کی معافی مانگنے آئے ہیں۔"

"بیٹا ہم پچھلے تیس برس سے اندھیرے میں رہتے رہتے اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ ہم آشرم کو سیاست سے الگ رکھتے ہیں۔ راجہ ہمیں یاد رکھے تو بھی اور بھلا دے تو بھی۔ ہمارے لئے اس سے کوئی فرق بھی نہیں پڑتا۔ ہم تن آسانیوں کے کبھی عادی نہیں رہے اور نہ ہی کبھی ہوں گے۔ ہم برہمن ہیں، قصیدے گانے والے بھاٹ نہیں۔ بلدیو نے علم کو بیچنے کا دھندا کبھی نہیں کیا اسی لئے اس کے پاس خریداروں کی بھیڑ بھی نہیں لگی۔"

"اب اجازت دیں آچاریہ۔" اننت نے دوبارہ پیر چھوے۔ آپ کا یہ بیٹا مصیبتوں اور پریشانیوں سے گھرا ہوا گکرمتا ہے۔ گکرمتا تو کیچڑ میں اُگتا ہے۔ کیچڑ میں اُگے پھول کی قدر و قیمت ہی کیا۔"

"کون کہتا ہے کہ تم گکرمتے ہو۔ تم اگر مجھ جیسے ٹھکرائے ہوئے انسان کے قدموں میں جھک سکتے ہو تو میں بھی تمہاری نظروں میں خدائے برتر کی ذات سے پیدا ہونے والے نور کا عکس دیکھ رہا ہوں۔ تم کامیاب ہو گے، اندھیرا چھٹ کر رہے گا۔" بلدیو اوجھا اننت کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔

اننت گھوڑ سواروں کو لیکر سیدھا کرن میرو پہونچا۔

"بند ہو جیو!" کرشن مشر نے کہا۔ "اب تو بھوک برداشت نہیں ہو رہی بھائی۔"

"اگر آپ کو آتش خور کی طرح زندگی بسر کرنے کی عادت ہو اور کھانے کے معاملے میں زیادہ پرہیز اور خالص نخالص کے چکر میں نہ پڑتے ہوں تو میرے ساتھ چلئے۔ اگر بھید بھاؤ برتتے ہوں تو جناب ہاتھ جوڑ کر پرنام۔ آپ اپنے رستے میں اپنے رستے۔"

کرشن مشر بہت محظوظ ہوئے۔ کہنے لگے چلو بھائی۔ آج تمہارا انوکھا معمول دیکھنے کا شرف ملا ہے میں اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔ چلو یہ پہلو بھی دیکھ لوں۔

بندھو جیوُ انہیں لے کر دوبارہ پنچ گنگا گھاٹ پر پہونچا۔ وہاں ریت سے بنی دیدی پر چاول اور کھوئے کے سولہ پنڈ رکھے ہوئے تھے۔ برہمن ایک سولہ سالہ لڑکی کا پنڈدان کر رہے تھے۔

”اب اس پتل پر پنڈ رکھ کر گنگا میں بہا دیں۔“

گرہست نے برہمن کے حکم سے گھاس پر رکھے پنڈوں کو پتل پر اٹھایا اور پانی سے لگی ہوئی سیڑھی تک پہونچا۔ پتل اس نے ساکت پانی میں چھوڑ دیا۔ بندھو جیوُ پانی میں گھسا اور وہ پتل اُٹھا لایا۔

”آیئے مشر جی۔ آٹھ پنڈ آپ کے اور آٹھ میرے۔“ بندھو جیوُ کرشن مشر کے پاس پہونچا۔ اس نے کھوئے کا ایک پنڈ مونہہ میں ڈالتے ہوئے کہا ”مشر جی آپ بھی اٹھایئے۔ آپ کا بندھو جیوُ منتر پڑھنے جا رہا ہے“ ہم برہمن اس بے چاری روح کو سکون پہونچانے کی خاطر اس پنڈ کو اپنے پیٹ کی آگ کی نذر کر رہے ہیں۔“

”واہ! واہ رے بندھو جیوُ! کرشن مشر نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔ تُو سوفی صد بھارگو گوتر کا برہمن ہے۔ لا، آج تیرا دیا ہوا پرشاد میں بھی کھاؤں گا۔“ کرشن مشر نے صرف چار پنڈ کھائے اور آخری سیڑھی تک جا کر چلو بھر بھر کر گنگا جل پیا۔

”چلو بندھو جیوُ ذرا بلدیو بھائی کو دیکھ آئیں۔ شاید تم نہیں جانتے کہ وہ میرے ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ آچاریہ شہُ دیو کے گھر رہ کر میں نے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔ میں، بلدیو اور وِنائک۔ ان تینوں شاگردوں پر آچاریہ کو فخر تھا۔ آج برہم پوری میں جو کچھ ہوا اس سے مجھے سخت تکلیف پہونچی ہے۔ پتہ نہیں میرا بلدیو کس حال میں ہوگا۔“

”چلئے مشر جی! کھانا پینا ہو گیا۔ وہ بھی من و سلویٰ۔ اب گھاٹ پر بیٹھنا بیکار ہے۔ یہاں بیٹھوں گا تو میرا دل طرح طرح کے وسوسوں میں گھرا رہے گا۔ وہ غلط کاموں پر آمادہ ان معزز حضرات سے اس وقت تک لڑتا رہے گا جب تک جسم میں بھارگو خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔“

دونوں بلدیو اوجھا کے دروازے پر پہونچے۔ وہاں ایک دوسرا ہی منظر چل رہا تھا۔ پچاسوں کاریگر کام پر لگے ہوئے تھے۔ پارس نے بڑے اصرار کے بعد بلدیو اوجھا کو راضی کیا تھا کہ وہ دو دن کے لئے مع خاندان ورونا پار کے مسافر خانے میں جا کر رہیں۔ ان کے لئے پالکی لائی گئی

تھی جسے اٹھانے کے لئے گوال پلّی کے نوجوان تیّار تھے۔

"بھیا بلدیو!" مسّر نے انہیں پکارا۔

"آؤ مشر جی!" بلدیو نے اُٹھنے کی کوشش کی لیکن اُٹھ نہیں سکے۔ ان کے گھٹنے سوجے ہوئے تھے۔

"نہ نہ، بیٹھے رہو۔ میں بس ذرا کی ذرا تمہیں دیکھنے کو آیا تھا۔ یہاں بھیڑ کیسی ہے بلدیو؟"

"آگ لگانے والوں کو بھی جب معلوم نہ ہو یا وہ معلوم نہ ہونے کی اداکاری کریں تو سمجھنا چاہئے کہ کنہیا مشر تشریف لائے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے راجہ کے کاریگر ہیں مشر۔ راجہ کا حکم ہے کہ صرف و نحو کے مشہور عالم بلدیو اوجھا کے آشرم کو دو دن کے اندر اس طرح بنا دیا جائے کہ برہم پوری کا کوئی بھی آشرم اس کے مقابلے پر نہ ٹھہرے۔"

"آج میرے بھار گو لہو کو چند لمحوں کے لئے قرار آیا۔ یہ سب بیس سال دیر سے ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ ہو رہا ہے اس لئے اوی مکتیشور بھولے ناتھ کی دہلیز پر سر پٹک کر کہوں گا کہ اس دنیا میں سچ جھوٹ، گناہ ثواب، ہنسنا رونا، ظالم و مظلوم کے درجوں میں منقسم ہونے والے لاکھوں لوگ ہیں اس لئے بھولے ناتھ اپنے عقیدتمندوں کا اتنا لمبا امتحان نہ لیا کریں کہ وہ خود کو کامیاب ثابت کرنے سے پہلے ہی موت کو گلے لگالیں۔"

"کون؟ بندھو جیوا؟" بلدیو اوجھا بولے۔ "آریہ آپ نے اس جھونپڑی میں آنے کی زحمت کی اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن آپ ہمیں غیر سمجھتے رہے اس کی شکایت بھی کروں گا۔"

"آریہ، میں ذات باہر کیا گیا ذلیل انسان ہوں۔ میں ایک نیچ برہمن ہوں جس کے باطن کی آب و تاب ختم ہو چکی ہے۔ میں آپ کے پاس کون سا مونہہ لے کر آتا؟"

"صرف ایک گناہ سرزد ہو جانے سے برہمن کی اُلوہی ضیا ختم نہیں ہو جاتی۔ ایسا جب ہی ہوتا ہے جب اس کی روح میں جلنے والا آتش کدہ سرد ہو جائے۔ آج خود کو برہمن کہنے والے کروڑوں ہیں لیکن ان کے دل و دماغ میں صرف گندا پانی ہے جو ہمیشہ اونچائی سے نشیب کی طرف آتا ہے۔ بہت تھوڑے سے لوگ ہیں جن کے اندر ایک آگ روشن ہے۔ آگ کی لپٹوں کو دیکھئے

آریہ بندھو جیو۔ وہ ہمیشہ اوپر کی طرف اُٹھتی ہیں۔ نیچے گرنا ان کی فطرت نہیں ہے۔ یہ آگ اگر بجھ جائے تو سمجھنا چاہئے کہ برہمن کی زندگی ختم ہو چکی۔ آپ کے چہرے کو دیکھ کر میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کی روح میں یہ چنگاری روشن ہے۔"

بندھو جیوا اوجھا کے قدموں میں گر پڑا۔ بلدیو اوجھا اس کے سر کو سہلاتے رہے لیکن ان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ ابھی برہم پوری کے واقعات پر کھٹی میٹھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ آٹھ گھڑ سوار ایک فوجی سردار کو رسیوں میں باندھے بلدیو اوجھا کے دروازے پر پہونچے۔ سب لوگ حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کون سی نئی مصیبت آئی۔

"اوجھا جی کا آشرم کہاں ہے؟" سواروں کی قیادت کرنے والے نے پوچھا۔

"میں ہی بلدیو اوجھا ہوں۔"

"آچاریہ مہربانی کر کے گھوڑے پر بندھے سردار کو دیکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کو کوڑے لگانے کا حکم اسی نے دیا تھا؟"

"ہاں۔" اوجھا دھیرے سے بولے۔

ایک گھڑ سوار وناٹک بھٹ کو رسّی سے باندھے پاس آیا۔ "ناٹک جی یہ ہے وہ بدکار۔"

"اسے رسّی سے باندھ کر کھینچتے ہوئے کرن میرو لے چلو۔"

"معاف کر دو۔ معاف کر دو۔ بھیا بلدیو میری جان بچاؤ۔ یہ جہنمی اذیت میں نہیں برداشت کر پاؤں گا۔" وناٹک بھٹ چیخ پکار مچا رہے تھے۔

"آپ انہیں معاف کر دیں سردار، یہ میرے پرانے ہم جماعت ہیں۔"

"یہ سپہ سالار انتو کا حکم ہے کہ اس ملیچھ کو رسیوں میں باندھ کر گھسیٹتے ہوئے لایا جائے۔ ہم سے ان کی حکم عدولی نہ ہوگی۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ اسے سزا نہ دی جائے تو آپ کرن دیو سے درخواست کیجئے۔ فی الحال آپ کا حکم مان کر اسے صرف باندھ کر لے جائیں گے، گھسیٹتے ہوئے نہیں۔" گھڑ سوار وناٹک بھٹ کو لے کر کرن میرو کی طرف چل پڑے۔

"سپہ سالار انتو کون ہے آریہ؟ جب وہ پہلی بار برہم پوری آیا تو ایسا لگا کہ کرن کا

کوئی مصاحب ہوگا۔ سپہ سالار جیسا باوقار اور رعب داب والا عہدہ ایک چھوکرے کو کون دیگا؟ اس نے اس وقت بھی وناٹک بھٹ کو اپنے گھوڑے سے روند دیا تھا۔ اب اس کے حکم سے قصوروار فوجی سردار رسّی سے باندھ کر یہاں لایا گیا۔"

"یہ نوجوان بڑا ہی ہونہار ہے پیٹے بندھو جیو۔" بلدیو اوجھا بولے۔ اس کے اندر غرور اور انانیت کا نام ونشان بھی نہیں۔ عہدے اور فرض کے درمیان تال میل رکھنے کے لئے دن رات کوشاں یقیناً یہ کسی راجپوت کی اولاد ہے یا برہمن کا بیٹا۔ جب وہ میرے پاس فوجی سردار کے قصور کی معافی مانگنے آیا تو معلوم ہے اس نے اپنے لئے کون سی تشبیہہ استعمال کی؟"

"نہیں آریہ؟"

"اس نے کہا آپ کا بیٹا تو ایک کُکرمتا ہے آچاریہ۔ کُکرمتا کیچڑ اور گندگی میں پیدا ہوتا ہے۔ آپ آچاریہ ہیں۔ آپ کی روزی روٹی علم اور کتابوں سے چلتی ہے، میری ہتھیاروں سے لیکن اپنے ضمیر کو بیچ کر نہ آپ کو جینا چاہئے نہ ہمیں۔"

تبھی اپادھیائے کی بیوی دودھ کے تین پیالے لے کر آئیں۔ انہوں نے مشر، بندھو جیو اور اوجھا کے ہاتھوں میں ایک ایک پیالہ تھما دیا۔

"بھابھی کیا آپ سوچ رہی ہیں کہ کنہیا بھوکا ہوگا؟"

"نہیں مشر۔ میں جانتی ہوں کہ میری غریب کٹیا میں مہمانوں کو دودھ پلانے کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ دوسروں کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ یہ ہمارے راجہ چندر دیو کی چھوٹی سی عنایت ہے۔ ان کے الفاظ میں چھوٹی سی۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں اتنا سارا دودھ، گھی، دہی کسے بانٹوں۔ یہ سب وشویشور کی مہربانی ہے۔"

اسی وقت چار پانچ گھوڑ سوار وہاں پہونچے۔ "اوجھا جی، مہربانی کرکے پالکی میں بیٹھئے۔ ہمیں حکم ہوا ہے کہ آپ کو آپ کے کنبے سمیت مہمان سرا میں لایا جائے۔ وہاں دو آدمی آپکا انتظار کررہے ہیں۔ ایک ہیں سپہ سالار پارس دیو اور دوسرے ہیں اس شہر کے تجربہ کار بزرگ وید آچاریہ دیو شرما۔"

"سنکٹا گھاٹ کے پاس رہنے والے وید جی؟" بلدیو اوجھا بولے۔ ان جیسے بزرگ

اور معزز انسان کو مسافر خانے لے جانے کی کیا ضرورت تھی بھیا؟"

"ہم لوگ اس کا جواب نہیں دے سکتے آریہ۔ یہ سرکاری معاملہ ہے۔"

"اچھا بھیا کنہائی مشر اور آریہ بندھو جیو ہمیں اجازت دو۔ ہم تو سرکاری حکم کے بندے ہیں۔"

ایک پالکی میں اودھا بیٹھے اور دوسری میں اپادھیائن۔

"کہئے آریہ"۔ بندھو جیو بولا۔ "آج برسوں بعد یہ نظارہ دیکھ کر آنکھوں کو سکون ملا۔ ایک غریب برہمن کی پالکی کو فوجی سپاہی اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لے چلے۔ آج ان کی ریاضت کامیاب ہوئی۔ آج سرسوتی کے لاڈلے بیٹے کی عزت افزائی ہوئی۔ آج رشیوں کی روحوں کو سکون ملا۔ آج یگیہ کی ویدی پر بیٹھے اگنی آتش کی پوجا کرنے والے، نطق و گویائی کی دیوی کے بیٹے کو اس کا صحیح مقام ملا۔ آج بندھو جیو کے دل کی اندرونی تہوں سے شکرانے کے الفاظ امنڈ رہے ہیں۔"

"بیٹے تو تو سچ مچ برہمن ہے۔ بدنام ہو یا نیک نام، سماج کی نظروں میں تیری حرکتیں اخلاقی ہوں یا غیر اخلاقی۔ یہ فیصلے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ میں تمہیں ایسے رشی پتر کی صورت میں دیکھ رہا ہوں جو حق پرست اور بے گناہ ہے اور خدائی احکام کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔ ایسے لوگ اب بہت کم ملتے ہیں۔"

"آریہ آپ میرے اوپر ایسی مرصع زبان میں طنز نہ کریں۔ بندھو جیو کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ میں محرومیوں کے درمیان پیدا ہوا، محرومیوں میں پلا اور محرومیوں میں ہی جی رہا ہوں۔ میں ونائک بھٹ کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے اس غریب برہمن بچے کو اپنے یہاں رکھا۔ میں نے مذہب کے ٹھیکے داروں کے ذریعے دی گئی سزا کو بھی خوشی خوشی قبول کر لیا۔ مجھے زیادہ تکلیف اس لئے ہوئی کہ یہ سب ایسی بدکاری کے لئے کیا گیا جسے کئی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ چشم دید گواہوں کی موجودگی کسی گناہ کو ہلکا کر دیتی ہے۔ سماج کے سامنے کئے گئے اور چھپ چھپا کر کئے گئے گناہ میں فرق کرنے کی درخواست بھی نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جو لوگ خود شیشے کے مکانوں میں رہتے ہیں انہیں دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں۔ گناہ صرف اس لئے ثواب نہیں بن جاتا کہ وہ اندھیرے میں چھپا ہوا ہے۔ مجھے سزا صرف اس لئے دی گئی کہ میں نے ونائک بھٹ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا تھا۔"

کرشن مشر نے بندھو جیو کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تو اب مجھے وداع کر بیٹا۔"
"کیا آپ گنگا میں نہائیے گا نہیں؟"
"کس لئے بیٹا؟" کرشن مشر نے چونک کر کہا۔ "میں تو صبح نہا چکا ہوں۔"
"چلئے آریہ۔ تھوڑی دیر اور میرے ساتھ رہئے۔"
"چلو۔" کرشن مشر بولے۔

سرسوتی دوار کو پار کرتے کرشن مشر اور بندھو جیو چلے جا رہے تھے۔ پرانی طرز پر بنے مکانوں میں نہ ہوا آتی تھی نہ روشنی۔ گلیاں اتنی تنگ تھیں کہ آنے جانے والے لوگ راستے میں کھڑے گائے بیل سے خود کو بچا لیتے تو اطمینان کی سانس لیتے۔

گنگا کے کنارے ہی اس شاندار عمارت کی سب سے اوپری منزل پر آچاریہ بھون نیتش شرما رہتے تھے۔ چھت پر صرف تین کمرے تھے لیکن کافی بڑے اور کشادہ۔ ایک باہری بیٹھک تھی جس میں آچاریہ جی اپنے مہمانوں سے ملتے تھے۔ دوسرا ان کا کتب خانہ تھا اور تیسرا اندرونی کمرہ جس میں دو بستر لگے ہوئے تھے۔ چھت پر پہونچتے ہی مشر جی خوش ہو کر بولے۔ "بندھو تم ایسی جگہ لے آئے ہو جہاں سے میں کاشی کا حسن ایک نئے زاویے سے دیکھ رہا ہوں۔"
"کس حسن کی بات کر رہے ہیں آریہ؟" بندھو جیو بولا۔
"گنگا اور کاشی کا حسین ملاپ تو سبھی جانتے ہیں لیکن شرما جی کے مکان سے آدی کیشو سے لے کر کیدار ایشور تک پھیلے گھاٹ، ان کے کنارے پر کھڑے مکان، مندر اور دولتمند لوگوں کی حویلیاں۔ سبھی ایک ساتھ نظر آرہے ہیں۔ پھر ان عمارتوں پر لہراتے کیسری جھنڈے کاشی کو نہایت دلفریب حسن عطا کر رہے ہیں۔ رشیوں نے اسے دل جیت لینے اور اپنے بس میں کر لینے والی زمین کہہ کر پرنام کیا ہے۔ یہاں کوئی بھی آئے برہمن، چھتری، بنیا، شودر یا دوغلی نسل والا اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ جہاں شولنگ پر ایک پھول چڑھانے پر ہزاروں یگیہ کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے اس کاشی کو کوئی کیسے چھوڑ سکتا ہے۔"
"کون ہے؟" شرما جی نے پکارا۔

"آریہ' میں ہوں بندھو جیوُ" مسٹر جی کے ساتھ بندھو جیوُ شرما جی کے باہری کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ آریہ بندھو جیوُ۔ میں نے تمہارے ساتھ آئے ہوئے دانشور کو نہیں پہچانا۔"

"آپ نے ٹھیک پہچانا ہے آریہ۔ یہ ہیں چندیل دربار کے معزز پنڈت کرشن مشر۔"

"تشریف لائیں آریہ۔ پھر شرما جی نے بیٹی کو پکارا۔ "بیٹی۔ او بٹیا۔"

"آئی بابا۔" ایک بارہ تیرہ سال کی لڑکی کمرے میں آئی۔ "بیٹی مدھو ان کو تو جانتی ہی ہو یہ ہیں آریہ بندھو جیوُ اور سامنے ہیں چندیل راجہ کے جاگیردار گوپال بھٹ کے بچپن کے دوست کرشن مشر۔"

"آریہ" شری کرشن مشر متعجب ہو کر بولے۔ "میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔ بندھو جیوُ نے صحیح طریقے سے تعارف نہیں کرایا۔ مجھے تو یہ پوری طرح جانتے بھی نہیں ہیں۔ لیکن آپ نے جس طرح مجھے گوپال بھٹ کے ساتھ جوڑا اس سے مجھے حیرت ہے۔ یہ اطلاع آپ کو کسی دنیاوی ذریعے نے دی یا غیر مرئی طاقتوں نے؟"

"آریہ مشر!" رتنیش شرما نے کہا "مرئی اور غیر مرئی یا ارضی اور سماوی۔ یہ سب محض الفاظ ہیں جو ہماری عقل کی حدود اور حلقے کو بتاتے ہیں۔ سبھی نطق و گویائی سے وابستہ ہیں اور انہی کے تابع ہیں۔ اس سے الگ ہو کر ہم ایک دوسرے کے باطن کی گہرائیوں میں اُترتے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ڈبکی جتنی گہری ہوتی ہے (من دونوں کا) فرق اتنا ہی کم ہوتا جاتا ہے۔ یہ عمل محض دو افراد تک محدود نہیں ہوتا۔ اگر ہم اپنے واقف کاروں کے ساتھ اسی بندھن میں بندھے ہوں تو وہ سب بھی ہمارے اثر کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ مجھے آپ سے دلی تعلق رکھنے والے سپہ سالار گوپال کو مرکز بنانے میں کچھ دیر نہیں لگی۔ ہاں اگر گوپال کے کچھ ایسے کاموں کے بارے میں جاننا چاہیں گے جن کا تعلق آپ کی داخلی شخصیت سے نہیں ہے تو مجھے ان کے بارے میں کچھ کہنے میں دقت ہوگی۔"

"یعنی یہ ایک طرح سے نفسیاتی تجزیے کا عمل ہے؟" کرشن مشر بولے۔

"آپ ایسا کہہ سکتے ہیں۔" رتنیش شرما مسکرائے۔ "یہ ابتدائی قدم ہے آریہ۔ آپ تو تخلیق کار ہیں، شاعر ہیں، عالم ہیں، آپ بغیر کسی مشق کے قدرت کے دیے ہوئے شعور کے سہارے یہ سب اس لئے کرتے آرہے ہیں کہ تخلیق کار ایک وسیع شعوری آگہی سے جڑنے یا جوڑنے کی صلاحیت

رکھتا ہے۔ اس صلاحیت کو آپ جیسے جیسے گہرائی اور گیرائی بخشیں گے ویسے ویسے یہ وسیع تر اور ہمہ گیر ہو کر اپنے دائرۂ اثر میں سمیٹتی جائے گی اور ایک دن آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ وہاں ہیں جہاں کچھ نہیں ہے۔ یعنی لامحدود گہرائی یا لامحدود وسعت۔"

مدھو دو پیالوں میں پانی لے کر آئی۔ کرشن مشر نے ایک پیالہ اُٹھایا ہی تھا کہ مدھو بولی "آریہ مشر، ذرا سی مصری بھی لے لیں تاکہ پانی میٹھا لگے۔"

کرشن مشر مسکرائے۔ "مدھو بیٹی۔ کچھ مصری تو تمہارے سرپرست شرماجی نے دے دی اور کچھ تمہارا نام سن کر مل گئی۔"

"یہ میری بھانجی ہے۔ قدرت کی طرف سے میرے لئے ایک تحفہ۔ سارے کاموں میں مدد کرتی ہے اور حوصلہ الگ بڑھاتی ہے۔" بھون شرما ہنسے۔ "آپ ابھی کاشی میں کچھ دن رہیں گے نہ؟"

"ہاں ابھی تو ہوں۔ میرا اس برہم پوری سے پرانا تعلق ہے۔ میں نے تعلیم یہیں پائی۔ یہیں اپنی نوجوانی کے دن گذارے۔ جوانی کا بڑا حصہ بھی یہیں گذرا۔ اب جی چاہتا ہے کہ باقی ماندہ زندگی بھی یہیں بسر کرلوں۔ شو کے قدموں سے الگ جا کر کروں گا بھی کیا!"

"اگر ارادہ پکا ہو تو راستہ بھی آسان لگتا ہے۔" شرما نے کہا۔ "میرے دوست بندھو جیو میرے پاس ایسی حالت میں آئے کہ خودکشی کے علاوہ انہیں کوئی اور راستہ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ میں نے کہا کہ باہر کیوں بھٹک رہے ہو۔ اگر تمہیں باطن میں کثافت نظر آتی ہے تو اس سے لڑو۔ دھو پونچھ کر اسے صاف کرو۔ تمہارے اعمال کے لئے کوئی دوسرا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ نہ دیوی نہ دیوتا، نہ ان کے مندروں کے کلس کی طرح لگنے والا ایشور، نہ یہ سماج۔ انہیں خوش کرنے کے لئے تم اپنی روح کو اذیت مت دو۔ ایشور ایک بہانہ ہے۔ خود کو بھلاوے میں ڈالنے والا سونے کا ہرن ہے۔ اس کے لئے بلاوجہ پریشان مت ہو۔"

"آریہ،" کرشن مشر بولے۔ "کیا آپ ایشور میں یقین نہیں رکھتے؟ آپ لامذہب ہیں کیا؟"

رتنیش شرما مسکرائے۔ میں لامذہب نہیں ہوں کیوں کہ میرا ایک وجود ہے۔ جسے میں

گہرائی سے محسوس کرتا ہوں لیکن میں ایشور میں یقین نہیں رکھتا کیوں کہ اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔
آپ دیکھیے مشر جی کہ ادھیڑ عمر تک پہونچتے پہونچتے آپ نے کافی سفر کرلیا ہوگا۔ باہر کی دنیا کا بھی اور اندر کی دنیا کا بھی۔ ان طویل فاصلوں کو طے کرتے ہوئے کیا آپ نے کبھی ایشور کو دیکھا؟ ایک غیر ضروری نقاب کے علاوہ کیا کسی اور صورت میں اس خارجی طاقت نے آپ کو چھُوا؟ خود کو ظاہر کیا؟ کیا اس سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی چیز آپ کو براہ راست محسوس ہوئی؟"

"مجھ گنہگار نے کبھی ایشور کو نہیں جانا، اس کی طاقت کو محسوس نہیں کیا تو کیا محض اس وجہ سے اس کا وجود ختم ہوجاتا ہے آریہ؟"

"آپ خود کو گنہگار اس لئے مانتے ہیں مشر جی کہ آپ نے اپنے راہبر کی صورت میں ایک خلا کو فرض مان لیا ہے۔ جو غیر ضروری ہے اس پر عقیدت کے پھول چڑھائے ہیں۔ دُکھ کے دنوں میں اس کی پناہ میں جاکر اس کے سامنے سربسجود ہونے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ سُکھ کو اس کی مہربانی سمجھ کر جذبۂ احسان مندی کا اظہار کرنے کے لئے عقیدت کے پھول چڑھائے ہیں۔ کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایشور ہے؟"

"آپ کے بیان میں وزن ہے آریہ۔ اس لئے اسے سراسر غلط کہنا تو نا سمجھی ہوگی لیکن اس طرح ایشور کے وجود سے انکار کرکے کیا ہم اور بھی تہی دامن نہیں ہوجائیں گے؟"

"نہیں آریہ، آپ تہی دست نہیں ہوں گے۔ آپ کو لگ رہا ہے کہ رونے کے لئے آپ کو ایک سہارا چاہیئے، پکڑنے کے لئے ایک لاٹھی چاہیئے، چلنے کے لئے ایک ساتھی چاہیئے، تخلیق کے لئے ایک بنیاد چاہیئے، چڑھاوا چڑھانے کے لئے اسے قبول کرنے والا چاہیئے اور آپ کو اچھا لگتا ہے کہ ایشور پر یقین کرنے سے یہ خالی جگہیں بھر جاتی ہیں۔"

"کوئی ایسا بھی تو چاہیئے شرما جی جو ہماری نامکمل ہستی کو مکمل کرسکے۔ جس کا سہارا لیکر انسان ہمیشہ سے دشوار گذار کاموں کو ممکن بناتا چلا آرہا ہے، اپنی حدود کو پار کرکے آگے بڑھا ہے، اپنی جد وجہد میں کامیاب ہوا ہے، اپنی غلطیوں کی اصلاح کرسکا ہے، اس ایشور کی جگہ کون لے گا؟"

"خلا کی جگہ خلا ہی لیتی ہے آریہ۔ وہی لے بھی رہی ہے۔" رتنیش کی آنکھوں

کی چمک میں کرشن مشر نے دیکھا کہ صرف اپنے آپ پر بھروسہ کرنے والے کے چہرے پر بھی ایک ضیا ہوتی ہے۔

"آپ کی عنایت کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے کرشن مشر کو سوچنے کے لئے ایک نیا نقطۂ نظر عطا کیا۔"

نقطۂ نظر تو آپ کے پاس کئی ہیں مشر جی۔ غریب خانے سے بنارس کو دیکھ کر آپ نے کہا تھا کہ شر ماجی میں کاشی کو نئے زاویے سے دیکھ رہا ہوں۔ کہا تھا نہ آریہ؟ آپ نہایت ذہین ہیں۔ آپ کے اندر کی قوت جسے میں نے باطن سے جڑنا کہا تھا، وہ بھی ایک زاویۂ نگاہ ہے۔ آپ خود اس کی تھاہ لیں اور وہاں سے جو بھی جواہر ریزے حاصل ہوں ان سے ہمیں بھی فیضیاب ہونے کا موقع دیں۔ اسی خواہش کے ساتھ آپ کو وداع کرتا ہوں۔"

"تو ٹھیک کہتا تھا بندھو۔ تم شرماجی کے نظریے کو مانیں یا نہ مانیں لیکن اس شخص کے پاس بیٹھنے سے گنگا نہانے کا لطف آتا ہے۔ اچھا بندھو۔"

"نمستے آریہ۔" بندھو جیو نے کہا اور پھر گنگا کی طرف چل پڑا۔

22

سُور گھورا کُریدتا ہے

مندا کینی ندی کے دکھنی کنارے پر واقع گوال پلّی کے صدر دروازے کے سامنے بہت سے نوجوان لڑکے لڑکیاں نہ جانے کب سے جمع ہوئے گوبر اور کوڑے کو پھاوڑوں سے اٹھا اٹھا کر ٹوکروں میں ڈال رہے تھے۔ شیامو، گوبردھن، امنی بھدر اور کچھ دوسرے نوجوان سپہ سالار پارس دیو کے حکم سے اس مُہم میں جُٹے ہوئے تھے۔ سڑک کے بیچوں بیچ یہ بدبودار ملبہ تالاب میں کچھوے کی بیٹھ کی طرح لگ رہا تھا۔ اس راستے سے آنے جانے والے جانور، گائے بیل وغیرہ اسے اور بھی گندا کر دیتے تھے۔ بھینسیں اس مٹ میلے پانی میں چھپ چھپ کرتیں۔ ایک طرف سُور گھورے کو اپنی تھوتھنیوں سے کریدتے اور ماہرین آثارِ قدیمہ کی طرح

مختلف زمانوں کا تعین کرنے کے لئے ثبوت ڈھونڈتے نظر آتے تھے ۔ دوسری طرف گھروں کے اندر سے پھینکی گئی جھوٹن پر کتے اور کوّے چھینا جھپٹی کرتے دکھائی دیتے ۔

" آج تو لگتا ہے بھولے ناتھ کی نظر ہماری بَلی کی طرف پھری ہے اور اس پر اُن کے آشیرباد کی بارش کر رہی ہے ۔" برجو جدو ونشی اپنے مالک کے محل کی طرف جاتے ہوئے دکھنی پٹی کے جوانوں کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے کھڑے ہو گئے ۔

" کیا بھیا رام بھدر ! بہت دیر ہو گئی بلیبا ۔ یہ کوڑا کرکٹ دلدر کی نشانی ہے بھیا ۔"

" ٹھیک کہہ رہے ہو کاکا ۔" رام بھدر بولا ۔ " آج سیناپتی کا حکم ہوا کہ اچھی طرح صفائی کی جائے ۔ کل ہمارے ولی عہد گووند چندر ادھر آ رہے ہیں ، کاکا ۔ ان کے استقبال کے لئے ہم لوگوں سے جتنا کچھ ہو سکتا ہے کر رہے ہیں ۔ غریب تو ہیں ہی ہم لوگ ۔ کسی طرح دودھ دہی بیچ کر گذارہ کر رہے ہیں ۔"

" یہ سیناپتی کون ہے رام بھدر ؟ "

" ہم نوجوانوں کے راجہ گووند چندر اور سیناپتی پارس دیو ۔ جیسا الّھڑ راجہ ویسا ہی الّھڑ اس کا سپہ سالار ۔" نوجوان لڑکے لڑکیاں قہقہہ لگا کر ہنسے ۔

" ٹھیک ہے بھیا ، ٹھیک ہے ۔ چلیں اپنے ٹھکانے ۔"

" ہاں کاکا ۔ آپ کی جوانی دیکھ کر تو ہم لوگوں کو شرم آتی ہے ۔ کتنے بوڑھے ہیں آپ لیکن جسم کہیں سے ٹس سے مس نہیں ہُوا ۔"

" ارے بھیا بہتّر برس کے ہوئے ہم لیکن آج تک نہیں جانا کہ تھکن کیا ہوتی ہے ۔"

تبھی سبودھ دیو کے ساتھ رنگ پہونچے ۔ دُور سے ہی پارس نے انہیں دیکھ لیا ۔ وہ ان کے قدموں میں جھکا ہی تھا کہ آریہ رنگ نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے ۔ " نہیں سپہ سالار ! مانا کہ میرا جسم تمہارے پنجرے میں بند تمہارے آنگن میں لٹک رہا ہے پھر بھی اب میں اس نامناسب حرکت کی اجازت نہیں دوں گا ۔ سپہ سالار کا درجہ میں جانتا ہوں ۔ اپنی جوانی کے دنوں میں میں نے اور گوپال نے یہ مقابلہ کیا کہ دیکھیں پورے شمالی ہندوستان میں سب سے زیادہ سخت گیر ، نشے باز ، مدمست لیکن باوقار سپہ سالار کون ہے ۔ نشہ کرنے کو کھیل تفریح کہا جا سکتا ہے

لیکن اس میں بڑھ کر بھی اپنے آپ پر قابو رکھنا اور وقار پر آنچ نہ آنے دینا بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ ہم لوگ کاشی کی تہذیب کے پروردہ تھے اس لئے باوقار کا مطلب وہ نہیں لگاتے تھے جو ٹھسک دار کہلاتا ہے۔ نہ ہی یہ کہ تکبّر کا لبادہ چڑھا لیا جائے، اونچے ستون پر ایستادہ ہو کر دوسروں کو نیچی نظر سے دیکھا جائے اور غلط صحیح کی تمیز فراموش کر دی جائے۔

جب محمود نے دوبارہ حملہ کیا اور لسے ہندوستان میں آزادانہ طور پر گھس آنے کا راستہ دینے کے جرم میں ہم راجیہ پال کو سزا دینے پہونچے تو ہم نے بہت سے سپہ سالاروں کو دیکھا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ شمالی ہندوستان میں سب سے سخت گیر، اور نشے باز لیکن ساتھ ہی بے حد باوقار انسان صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے ارجن کچھواہا۔ چندیل خیمے میں ہر شام کو بیٹھک رہتی جس میں ہم لوگ بیٹھ کر گپیں لڑایا کرتے تھے۔ یوں تو شہنشاہ ودیادھر بھی بھانگ کے نشے سے ایسے انجان نہیں تھے۔ کاشی کے سفر کے دوران ہم لوگوں کے اصرار پر کبھی کبھی چکھ لیا کرتے تھے لیکن عادی نہیں تھے۔ ارجن باقاعدہ عادی تھا۔ راجیہ پال ارجن سے نفرت کرتا تھا اور اسے یہ شک بھی ہو گیا تھا کہ ارجن نے اس کے قتل کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے۔ اس لئے ایک دن راجیہ پال کے سپاہیوں نے جنگ کے آریائی اصولوں کے خلاف ارجن کے خیمے پر مونہہ اندھیرے اچانک دھاوا بول دیا۔

ارجُن دھتورا بہت پسند کرتا تھا۔ وہ صبح سویرے بلکہ مونہہ اندھیرے اٹھ کر بھانگ کو خوب رگڑ گھوٹ کر کے گولیاں بناتا۔ ہم لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ کیا وہ سچ مچ بھانگ کا غلام ہے تو وہ مسکرایا۔ آریہ رتّھک میں یہیں کا نیہ کبج ہیں آپ کو دکھاؤں گا کہ اس میں کتنے گُن ہیں۔ میرے دیوتا بھگوان شو نے مجھے حکم دیا ہے کہ بغیر نشہ کئے تم اپنے گھوڑے پر مت چڑھا کرو۔

لگتا ہے تم نے قسم کھائی ہے کہ ایک دن نشے میں دُھت ہو کر گھوڑ سواروں کی سب سے اگلی قطار میں جا کھڑے ہو گے اور کچلے جاؤ گے۔ میں کہتا۔

ارے جا کاشی والے، ارجن مسکرا کر کہتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میرے دیوتا کے شہر میں رہ کر بھی مجھے پہچان نہیں پائے۔

حملے کی خبر پا کر اس نے ایک سپاہی کو بھیجا کہ پوری فوج کو خبردار کر آئے۔ اچانک چڑھائی کی بات سن کر ودیادھر دیو خود اگلی صفوں میں جا موجود ہوے۔ غصّے اور نشے کے ملے جلے اثر سے

ارجن کی آنکھیں سرخی مائل نیلی لگ رہی تھیں۔ اس نے ودیا دھر دیو کے گھوڑے کے پاس جا کر دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ "راجن! آپ کا خادم کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔"

"کہو سامنت۔"

"آج اگلی صفیں آپ میرے لئے چھوڑ دیں۔"

"کوئی خاص بات ہے ارجن؟"

"ہاں مالک۔ راجیہ پال کے کسی مخبر نے اسے بتایا ہوگا کہ ارجن بیس سال کی عمر تک کاشی میں رہا ہے اور وہ بھانگ کی گولی لئے بغیر سو نہیں پاتا۔ اس لئے میرے قتل کے لئے اس نے سورج نکلنے سے کوئی گھنٹہ بھر پہلے کا وقت چنا ہے۔ میں اس دھوکے باز کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ آج ارجن کو کچھ کر لینے کی اجازت دیں محترم۔" ودیا دھر دیو مسکرائے۔ انہوں نے اپنے گھوڑے 'جینتیہ' کی جگہ ارجن کو کھڑا کر دیا اور اس نے جو کیا وہ تو سب کو معلوم ہی ہے۔"

ارجن کے سامنے ایک نہیں، تین تین پریشانیاں تھیں۔ وہ بھانگ چڑھائے ہوئے تھا اس لئے کہیں اس کے اندر سے آواز آ رہی تھی کہ خبردار، صبح کاذب کے اندھیرے میں جنگ کرتے وقت ذہن بالکل پرسکون اور قابو میں رہے تاکہ سوجھ بوجھ دھوکا نہ دے۔ دوسری پریشانی یہ تھی کہ وہ کھلے عام ودیا دھر دیو سے یہ درخواست کر چکا تھا کہ آج کی جنگ کی قیادت اس کے ہاتھ میں دے دی جائے، اور ودیا دھر دیو نے اس کی بات مان کر اپنی جگہ اس کے حوالے کر دی تھی تیسری مصیبت اس کی پوری شخصیت کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔ آج وہ بھارت کی سب سے بڑی گھوڑ سوار فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اگر وہ ناکام رہا تو اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے اکارت ہو جائے گی۔

وہ بہت اعلیٰ درجے کا تلوار باز تھا لیکن اس کا اچوک ہتھیار تھا تیر۔ راجیہ پال یہ بات جانتا تھا اس لئے پوری طرح زرہ بکتر سے لیس تھا اور سر پر خود بھی پہن رکھا تھا۔ ارجن کچھ دیر سوچتا رہا۔ طبل بجنے لگا تھا۔ فوجیں حملے کے لئے چھوٹنے ہی والی تھیں کہ صبح کاذب کے ملگجے اجالے میں اس نے راجیہ پال پر پہلا تیر چھوڑا۔ راجیہ پال کے خود نے اسے روک لیا۔ دوسرا تیر بھی بیکار گیا۔ تب ارجن نے گرج کر اپنے محبوب دیوتا بھگوان شو کا نام لیا اور چلّہ کھینچ کر تیسرا تیر چھوڑا۔ اس مرتبہ نشانہ اچوک تھا۔ تیر جا کر سیدھا راجیہ پال کے ٹینٹوے میں دھنسا اور وہ خود

اپنے ہی لہو کی دھار میں بہہ گیا۔"

گوال پلی کے نزدیک کاروبستی تھی۔ اس میں لوہاروں، جُلاہوں اور بڑھئی جیسے کاریگروں کے بنائے ہوئے سامان کا بہت بڑا بازار تھا۔ پارس اور آریہ رنجک وغیرہ دھیرے دھیرے ادھر کی طرف بڑھے۔ بستی کے اگلے حصّے کو لوہٹیا کہا جاتا تھا۔ دور ہی سے گرم لوہے کو پیٹنے اور کڑاہوں وغیرہ کو صحیح صورت دینے کے لئے چھوٹے چھوٹے ہتھوڑوں سے ٹھوکا جا رہا تھا۔ آوازیں چاروں طرف گونج رہی تھیں۔ کانسے کے برتنوں کو ایک کے اوپر ایک کر کے رکھنے کی وجہ سے کچھ ایسی آواز پیدا ہو رہی تھی جیسے سارسوں کا جھنڈ شور مچا رہا ہو۔

"آئیے آریہ!" بازار میں رنجک کا استقبال کرنے والا یہ شخص لوہے کا بہت بڑا بیوپاری تھا۔

"کہو بیٹے مُول راج! سب خیریت ہے نہ؟"

"ہاں آریہ، دعا ہے آپ کی۔"

"بیٹے ہم تم سے تنہائی میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ تم کچھ دیر کے لئے اندر والے کمرے میں چلو۔ اگر اس وقت سہولت نہ ہو تو ہم بعد میں آجائیں گے۔"

"ارے رانو بھائی کچھ دیر سنبھالنا۔ ہم گھر کی طرف جا رہے ہیں۔ کوئی بہت ضروری کام آپڑے تبھی بلانا مجھے۔ ٹھیک ہے نہ؟"

"جائیے مالک! آپ بے فکر رہیئے۔"

صرف ایک لنگوٹا پہنے، پسینے سے نہائے ہوئے جسم والے اس کاریگر کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو سکتا تھا کہ انسان کے ہتھوڑوں کی چوٹ سے لوہا کس طرح ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جاتا ہے۔ ہزاروں گھروں کے لئے جن میں شودر سے لے کر برہمن اور کسان سے لے کر زمیندار تک سبھی شامل ہیں، ہل کی پھال، تلواریں، گنڈاسے، توے، زرہ بکتر، تیروں کی انیاں اور ایسی ہی ضرورت کی ساری چیزیں بناتا، انگاروں کے سامنے جلتا بھنتا وہ کون شخص ہے جس کے تپتے ہوئے جسم کو ہم کبھی دیکھ بھی نہیں پاتے اس لئے کہ ہمیں محض اپنے سامان سے غرض ہے اس کے بنانے والے سے نہیں۔ سامان اور اس کو بنانے والے صناع کا تعلق ٹوٹ جائے تو وہ فن کار نہ رہ کر محض ایک بے بس مزدور

بن جاتا ہے جسے جاننے کی فرصت کسی کو نہیں ہوتی ۔ رانو جیسے لوگوں کی محنت سے بنے مکان میں آریہ رنجک ، سبودھ اور پارس کے ساتھ مول راج داخل ہوئے ۔

" دیکھو بیٹے ، ہم نے تم سے کسی الگ تھلگ جگہ میں چلنے کی بات اس لئے کی کہ ہم صرف تمہارے اوپر ہی پورا بھروسہ کر سکتے ہیں ۔ تم جانتے ہو کہ اس بازار میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو راہ و رسم نبھانے کی خاطر رنجک سے سلام دعا کر لیں گے لیکن ہم کاہر سوال شروع سے ہی صرف تمہارے خاندان سے وابستہ رہے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں ۔ ہاں ہم اور لوگوں کی طرح تمہیں زیادہ منافع نہیں دے سکیں گے ۔ نہ ہی کوئی بہت بڑا اور لمبے عرصے تک چلنے والا کام ہمارے ہاتھ میں ہے ۔ تم سے اور تمہارے والد سے میری جان پہچان رہی ہے اسی لئے میں تمہیں اپنے لہو سے جڑا ہوا مان کر پوچھ رہا ہوں ۔ تم اپنی طرف سے جو رقم مناسب سمجھو محنتانہ اور منافع جوڑ کر بتا دو ۔"

" کام کیا ہے چچا ؟ "

" دیکھو بیٹے ۔ اس معاملے میں تمہیں پوری رازداری برتنی ہے ۔ یہ ذمہ داری تمہارے سر ہی ہے ۔ میں ایک ہزار گھوڑوں اور گھوڑ سواروں کے لئے ضروری سامان چاہتا ہوں ۔ یعنی تلواریں ، بھالے ، گنڈاسے ، ڈھال ، زرہ بکتر ، خود ، لگاموں کے کانٹے اور وہ سارا کچھ جو فوج کے لئے ضروری ہے ۔"

" آریہ ۔ یہ کام کسی اور سے کرا لیں ۔"

مول راج کے چہرے پر جھلکتی بے بسی دیکھ کر رنجک فکرمند ہو گئے ۔ " کیوں مول راج تمہارے لئے کاشی کے نئے راجہ اتنے اہم ہو گئے کہ تم ہمیں دوسری جگہ جانے کا حکم دینے لگے ہو ؟ "

" مجھے معاف کر دیجئے چچا ۔" مول راج رنجک کے پیروں پر گر پڑا ۔ " میرے کچھ کہنے کا آپ غلط مطلب مت لگائیے گا ۔ مول راج اور اس کے بال بچے سب آپ کے لئے سولی پر چڑھنے کو تیار ہیں ۔ کوئی بھی حکم نامنظور کرنے کا سوال ہی نہیں ہے ۔ سوال صرف بھروسے کا ہے ۔ اگر آپ کو بعد میں پتہ چلا تو ظاہر ہے کہ آپ کو یہ سوچ کر تکلیف ہوگی کہ زیادہ منافع کے لالچ میں مول راج جانور بن گیا ۔ آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ ہمارے درمیان خون کا رشتہ ہے ۔ یہ بہت بڑی بات کہی تھی آپ نے آریہ ۔ اسی خون کی قسم کھا کر میں کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ پانچ ہزار نئے گھوڑوں کو ضروری ساز و سامان سے لیس کرنے کی بات چل رہی ہے ۔ آج شام تک مجھے پورے خرچ کا حساب بنا کر دینا ہے ۔ شاید

کاشی کے کسی شخص نے بتایا ہوگا کہ میں گاہڑ والوں سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہوگا کہ اس طرح کے اور اتنے ہتھیار بنانے کے لئے کوئی چھوٹا موٹا لوہار تیار نہیں ہوگا۔ کسی کے پاس اتنے بڑے کاریگر نہیں ہیں۔ یہ کام صرف مول راج کے باپ کرتے آئے ہیں آریہ۔"

"تو ـــ" رنجک اور پارس نے ایک ساتھ سوال کیا۔

"آپ کو اگر شک ہو کہ اس گاہک کی چیزیں آپ سے کچھ اچھی بنی تھیں یا یہ محسوس ہو کہ میں راز کو چھپا نہیں سکا تو آپ مجھے کیا سزا دیں گے؟"

"بیٹے میں تمہاری کیفیت سمجھ رہا ہوں۔ تم نے ہمیں پار لگا دیا۔"

مول راج احمقوں کی طرح رنجک کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ پارس اور سبودھ کبھی مول راج کو دیکھتے تو کبھی رنجک کو۔

"سُن"۔ رنجک بولے۔ "تو پورے منافع کے ساتھ اپنے گاہک سے بات چیت کر لے۔ اس کا کام بھی تجھے کرنا ہے۔ دھیان رکھنا مول راج کہ میرا ساز و سامان ان کے سامان سے پہلے مل جائے سمجھا؟"

"آپ پچپن برس کے تو ہو چکے ہوں گے آریہ؟"

"کیوں؟"

میرے والد مہر راج نے اپنے بستر کے قریب بٹھا کر کہا تھا "دیکھ مول راج تیرے باپ نے جس کام کو کرتے ہوئے چالیس برس گذار دیے اس کے بارے میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ہمارا بیوپار کچھ ایسا ہے کہ چکّی کے دو پاٹوں کے بیچ پس جانے کا اندیشہ ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ ہم پرجا اور راجہ دونوں سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ نرمی نہیں برتتا۔ پرجا تو کبھی کبھی معاف بھی کر دیتی ہے لیکن راجہ نہیں کرتا۔ پرجا سے لگاؤ کو راجہ کی مخالفت بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر تیرے سامنے کبھی وہ گھڑی آئے جب تجھے محسوس ہو کہ تو موت کے سامنے کھڑا ہے تو صرف ایک شخص کے پاس جانا اور میرا نام بتا کر کہنا کہ آریہ رنجک کوئی راستہ بتائیے۔"

"ہاں بیٹے، مہر راج کو مجھ سے ایسی ہی عقیدت تھی۔ وہ مجھ سے لگ بھگ دس سال بڑے تھے۔ جب بھی انہیں کوئی پریشانی ہوئی انہوں نے مجھے یاد کیا اور میں نے کئی مرتبہ انہیں اپنی پوری طاقت

لگا کر موت کے مونہہ سے بچایا۔

مول راج کے ساتھ رتھنک سبودھ اور پارس دیو دوبارہ کارو بستی کی طرف چلے۔ مول راج نے پرنام کیا اور اپنے کارخانے میں چلا گیا۔

"ارے رانو!" رتھنک نے پکارا۔

اپنے لانبے چوڑے جسم سے پسینہ پونچھتے ہوئے رانو نے رتھنک کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں واضح شکایت جھلک رہی تھی۔

"چلیئے آریہ آپ نے پہچانا تو سہی۔ میں تو سمجھتا تھا رانو اتنا حقیر ہو گیا ہے کہ سرکاری لوگ اس سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔"

"کیسی بات کرتے ہو رانو۔ رتھنک سنجیدگی سے بولے۔ کیا میں ایسا احسان فراموش ہوں کہ تمہیں بھول جاؤں گا۔ یہاں مول راج تھا اس لئے جان بوجھ کر میں نے تمہارے اور اپنے تعلقات کو چھپایا۔ مول راج اندر کارخانے میں گیا ہوا ہے۔ اگر ممکن ہو تو میں تم سے ذرا کی ذرا بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں مول راج کے باپ مہر راج کا نوکر نہیں ہوں آریہ۔ کبھی کبھی غربت سے لاچار ہو کر ایسے کام کر ڈالے ہیں جنہیں کرنے سے میرے ضمیر نے بار بار مجھے روکا۔ اب ان کاموں کی پرچھائیں سے بھی ڈرتا ہوں۔ آپ گلی کے کونے میں چل کر رکیں۔ میں بھاتی چلانے والے چھوکرے کو سمجھا کر آتا ہوں۔"

"کہیئے آریہ" رانو بولا۔ آج اس غریب خانے کو کیسے یاد کیا۔"

"رانو تم لوہا پیٹنے کے لئے نہیں بنے ہو۔ حالانکہ تمہارے جسم میں بھیم جیسی طاقت ہے لیکن تمہاری عقل کند نہیں ہے کہ تم ان چاہے کاموں میں پھنسے رہو۔"

"آریہ' آپ رانو سے کیا امید کرتے ہیں؟ میرا ضدی باپ خود کو ہمیشہ رتھ پر سوار سمجھ کر مونچھیں اینٹھتا رہتا ہے اور فخر سے لوگوں کو بتاتا رہتا ہے کہ وہ بڑ بہادر راجپوت ہے۔ میری ماں اونچے اصولوں کو کمبل کی طرح اوڑھے دن بھر اپنے شوہر سہیل رتھک کو اونچی آواز میں گالیاں دیا کرتی ہے کہ وہ ایک با عزت برہمن گھرانے کی بیٹی ہو کر سہیل جیسے بہروپیے راجپوت کے چکر میں پڑ گئی۔

ان دونوں کا بوجھ تو میرے کاندھوں پر تھا ہی اوپر سے میرے دو دو بھائی خود کو اپنے رتھ چڑھے باپ کی ساری عقل کا وارث سمجھتے ہیں اور دن بھر گھوڑوں اور ان کے علاج معالجے کا علم حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ یہ اونچی آواز میں سب سے کہتے پھرتے ہیں کہ برہمنی ماں اور چھتری باپ کی آن کو ڈھوتے ڈھوتے ہم سب تھک چکے ہیں۔ آپ ہی بتائیے کہ اس طرح کے خاندان میں اگر بھیم بھی پیدا ہوتے تو اپنے ماں باپ بھائی بہن کا پیٹ پالنے کے لئے صبح سے شام تک دہکتا لوہا نہ پیٹتے تو کیا کرتے۔"

"کیوں راؤ! میں نے تو سنا ہے کہ تمہارے باپ سہیل رتھک کسی جاگیردار کے یہاں لگے ہوئے تھے اور گھوڑوں کے لچھن جیسے سعد و نحس، نیک و بد اور ان کی تربیت کے بارے میں گہرا علم رکھتے ہیں۔"

"ہاں وہ کانیہ کبج میں رتھک یعنی رتھ بان کا کام کرتے رہے ہیں لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ انہیں گھوڑوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے یا وہ شالی ہوتر[1] سے واقف ہیں۔ گھوڑوں کے بارے میں جتنا آپ کا یہ خادم جانتا ہے اتنا بہت کم لوگ جانتے ہوں گے۔ یا پھر میرا چھوٹا بھائی دیول رتھک ہے۔ وہ بھی خاصہ کچھ جانتا ہے اور اس کا علم کتابی نہیں بلکہ عملی بھی ہے۔"

"سنو راؤ، میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا ہوں۔ اس میں میری اپنی غرض شامل ہے۔ آج حالات کچھ ایسے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم ولی عہد گووند کے خصوصی محافظ کا عہدہ سنبھال لو۔ تمہیں ایک ہزار گھوڑوں کو لانے اور انہیں تربیت دینے کا کام کرنا ہوگا۔"

"کیا میں یہ کر پاؤں گا آریہ؟"

"کیا تم کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں رہا راؤ یا رتھک اتنا کند ذہن ہو گیا ہے کہ وہ سامنے کھڑے شخص کو سمجھ نہیں پا رہا؟ تمہارے والد اور بھائی اس کام میں تمہاری مدد کریں گے۔ تم لوگوں کو گھوڑے خریدنے کے لئے پارس دیو کے ساتھ کل ہی چل دینا ہوگا۔ ٹھیک ہے نہ؟"

---

[1] گھوڑوں سے تعلق رکھنے والی معلومات۔

"آپ کا حکم میں نے کبھی ٹالا ہے آریہ؟"

23

ہاتھی گھر آتا ہے

راج رانی دیوی مہامایا نے رات میں خواب دیکھا - وہ ایک تالاب کے کنارے کھڑی ہیں اور دیویاں انہیں نہلا رہی ہیں - تبھی ایک ہاتھی آتا ہوا دکھائی پڑا - اس کی سونڈ میں زعفرانی رنگ کا کنول کا پھول تھا - وہ اُسے اپنے ماتھے سے لگا کر پرنام کرنے کے انداز میں دیوی مہامایا کے سامنے کھڑا ہو گیا - جیوتشیوں نے رانی کے اس انوکھے خواب پر غور کر کے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ رانی کے یہاں ایک بیٹا ہو گا جو یا تو ایک عظیم شہنشاہ ہو گا یا ایک بڑا مصلح - حمل کی مدت پوری ہو گئی اور رانی کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی - وہ اپنے میکے دیودہ جانا چاہتی تھیں - ان کی خواہش کا علم ہوا تو راجہ نے ان کے مائیکے کو جانے والا راستہ نہایت آرام دہ اور صاف ستھرا کروا دیا - اس کے دونوں طرف کیلے کے کھمبے لگائے گئے - جگہ جگہ منگل کلش[1] رکھے گئے - جھنڈیوں سے سجاوٹ کی گئی اور تب رانی کو پالکی میں بٹھا کر روانہ کیا گیا - لمبنی باغ اس راستے کے بیچ میں پڑتا تھا - اسے منگل شالبن کے نام سے جانا جاتا تھا - دیوی نے آماتیہ سے کہا کہ میں شالبن دیکھنا چاہتی ہوں - پالکی کو شالبن کے پاس روک دیا گیا - آماتیہ رانی کے ساتھ باغ میں گئے اور نیچے سے اوپر تک پھولوں سے بھرا شال (سیمل) کا درخت دیکھا - رانی نے ایک شاخ پکڑی - وہ جھک گئی - اسی وقت رانی کو درد زہ کا احساس ہوا - پھر وہیں وہ لڑکا پیدا ہوا جس نے پورے جمبودیپ میں اپنے علم سے ایسی روشنی پھیلائی جو صدیوں سے کانٹوں بھری راہوں میں ہماری راہنمائی کرتی آ رہی ہے۔

"جس طرح گرم پانی میں مچھلیاں تڑپتی ہیں اسی طرح ایک دوسرے کی مخالفت کرتے

---

[1] مبارک موقع پر رکھے جانے والے گھڑے جو آم کے پتوں اور کچھ دوسری چیزوں سے سجے ہوتے ہیں اور نیک شگون کے طور پر مبارک موقعوں پر رکھے جاتے ہیں۔

ہوے لوگوں کو دیکھ کر میرا دل بے چین ہو اٹھا تھا۔ مجھے یہ دنیا بالکل کھوکھلی لگنے لگی۔ ساری سمتیں کانپتی سی محسوس ہوئیں۔ کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں خوف نہ ہو۔"

دل میں سوال اُٹھتے۔ کیا یہ سب فانی ہے؟ موت کیا ہے؟ سارا جہاں دکھ میں ڈوبا ہوا ہے۔ دُکھ کیا ہے؟ چاندنی ایک خشک دریا۔ سُورج نہ جانے کتنا پُرانا۔ حقائق کو جاننے کے لئے سخت ریاضت۔ جسم کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ منزل کا کہیں پتہ نہ تھا۔ تبھی کان میں جیسے ایک نغمہ سنائی دیا۔ دل کے تاروں کو نہ اتنا سخت کرو کہ وہ ٹوٹ جائیں، نہ اتنا ڈھیلا چھوڑو کہ آواز ہی نہ پھوٹے۔ بدھ کو راستہ مل گیا۔ اعتدال کا راستہ۔ یعنی دونوں انتہاؤں کے بیچ حق کی طرف جانے والا درمیانی راستہ۔

بیس سال پہلے کی بات ہے!

"مہاراج!" ایک پہریدار دوڑتا ہوا آکر راجہ چندر دیو کے پاس کھڑا ہو گیا۔ خوف اور رنج سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کی حالت کو دیکھ کر راجہ نے پوچھا کیا بات ہے پہریدار تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟"

"مہاراج۔ ابھی ابھی تین چار گھوڑسوار آئے تھے۔ راج کمار مدن دیو معمول کے مطابق گنگا کے کنارے ٹہل رہے تھے کہ سواروں نے ان پر چادر پھینکی اور انہیں اس میں لپیٹ کر بھاگ نکلے۔ اب وہ مہابن میں گھس گئے ہوں گے۔"

اتنا سننا تھا کہ چندر دیو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ رتنگ آئے۔ انہوں نے چندر دیو کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔

"راجن آپ پریشان نہ ہوں۔ مہابن میں خود جاؤں گا اور راج کمار مدن کو لے آؤں گا۔" حرم کی کئی خواتین راجہ کو گھیر کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ بظاہر وہ پُرسکون دکھائی دینے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن بہ باطن سخت پریشان تھیں۔ اس وقت سورج غروب ہونے جا رہا تھا۔ کیا یہ گاہڑوال خاندان کے سکھ چین کا آخری دن ہے؟ ان دنوں گانگیہ دیو کاشی پر حکومت کر رہا تھا۔ وہ چندر دیو سے چڑتا ہی نہیں، نفرت کرتا تھا۔ مہابن میں واقع بُدھ خانقاہوں کو وہ بے حساب دولت بطور عطیہ دیا کرتا تھا۔ کاشی کے پرانے باشندے کلچریوں کی حمایت نہیں کرتے تھے۔ لیکن وہ گانگیہ دیو کے خلاف بھی نہیں تھے۔ انہیں تو اپنی روزانہ زندگی گذارنے کے لئے تحفظ چاہئے تھا۔ اسے

دے سکنے میں اگر چندر دیو کامیاب ہیں تو ان کی طرف اور گانگیہ دیو کامیاب ہیں تو ان کی طرف اور اگر دونوں دے سکتے ہیں تو دونوں طرف۔ لیکن اگر دونوں میں سے کوئی بھی رعایا کو تحفظ نہ عطا کر سکے تو۔؟
اس 'تو' کا عوام کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔
پورے شمالی ہندوستان میں ان دنوں کہیں بھی ایسی افراتفری نہیں تھی جیسی کاشی میں نظر آتی تھی۔ نہ برہمن یگیہ اور پوجا کرا پاتا تھا نہ نٹ اور بازی گر اپنے کرتب دکھا کر روزی روٹی کما سکتے تھے۔ نہ کہیں سفر میں جانا محفوظ تھا نہ عورتیں زیور پہن کر باہر نکل سکتی تھیں۔ نہ کوئی شوقین مزاج اپنی محبوبہ کے ساتھ ایک ہی گھوڑے یا رتھ میں بیٹھ کر باہر جا سکتا تھا نہ ہی عالم اپنے علم کا مظاہرہ کر کے راجہ کی طرف سے انعام و اکرام پاتے تھے۔ غرض کہ عجب حال تھا۔
رنجگ پیدل ہی وردنا پار کر کے منداکنی کے دکھنی موڑ پر پہونچے۔ ان کے سامنے رانو تھک کھڑا تھا۔
"کیوں آریہ رنجگ، آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ سب خیریت ہے نہ؟"
"ایک ایسی پریشانی آن پڑی ہے رانو کہ میرے ہونٹ سل گئے ہیں۔ میں ابھی سوچ بھی نہیں سکا ہوں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔"
رانو ہنسا۔ "میں آپ کو پچھلے پانچ برس سے جانتا ہوں۔ کبھی کبھی مجھے آپ پر رشک بھی آتا ہے۔ میں آپ کا ہم عمر ہی ہوں لیکن جن مسئلوں میں میں گھنٹوں سر کھپاتا رہتا ہوں انہیں آپ چٹکی بجاتے حل کر لیتے ہیں۔ آپ کو رانو پر بھروسہ نہیں ہو رہا ہے نہ؟"
"نہیں رانو۔ بھروسہ تو ہے۔ لیکن میں فکر مند ہوں۔"
"کیوں؟"
"بات یہ ہے کہ پچھلے ایک سال سے تمہاری جو مالی حالت ہے اسے دیکھتے ہوئے تم سے مونہہ مانگے انعام کے بدلے مدد تو مانگ سکتا ہوں لیکن یہ نہیں سمجھ پا رہا کہ تمہاری اور میری، دونوں کی مونہہ مانگی رقم کیا ہونی چاہیے؟"
رانو قہقہہ لگا کر ہنسا۔ "تو آریہ آج آپ نے رانو کو ترازو پر رکھ ہی دیا۔ رانو سوچتا تھا کہ اس گناہوں سے بھری جہنم جیسی زندگی میں ایک شخص تو ایسا ملا جسے میرے اوپر بھروسہ ہے اور وہ

میرے سُکھ دُکھ کا ساتھی ہے۔ سخت سے سخت حالات میں بھی اس کی لیاقت وصلاحیت کے سہارے پار نکل جاؤں گا۔ ہر مشکل کو آسان بنا لوں گا۔ لیکن آج آپ نے رانو کو بے سہارا کر دیا۔"

رنجک نے رانو کے دونوں ہاتھ پکڑ کر سینے سے لگالئے۔" رانو تجھے جس فہم وفراست پر اتنا بھروسہ ہے وہ کبھی کبھی ایسے جنگلوں میں بھٹک جاتی ہے کہ پار نکلنے کی کوئی راہ ہی نہیں سوجھتی۔"

"اچھا ذرا مہربانی کر کے اب وہ پورا ماجرا بیان کر دیجئے جس کی وجہ سے آپ اتنے پریشان نظر آ رہے ہیں۔ یہاں میں اپنے حق کا استعمال کر رہا ہوں آریہ رنجک۔ رانو رتھک کی ضد آج تک کوئی ٹال نہیں سکا ہے۔ ٹال مٹول کرنے والے کو رانو بس ایک موقعہ دیتا ہے۔ اس پار یا اُس پار۔ یا تو پوری بات ورنہ رانو کی خودکشی۔"

رنجک مسکرائے۔ انہوں نے پہریدار سے سنی ہوئی ساری روداد دوہرا دی۔

گوال پلی کے موڑ پر بھانگ کی ایک دوکان تھی۔ وہاں خواہ کتنی ہی بھیڑ کیوں نہ ہو اور گاہکوں میں بڑے سیٹھوں کے لڑکے اور راج کمار کیوں نہ موجود ہوں، دوکان کے مالک مل دیو جدوونشی کی مجال نہیں تھی کہ رانو کو نظر انداز کر سکیں۔ گوال پلی پورے کاشی شہر کو عاجز کر سکتی تھی لیکن رانو کو وہ کبھی اجنبی نہیں لگی نہ ہی اسے اس سے کبھی ڈر لگا۔ سچ تو یہ تھا کہ سرکش گاہکوں، مل دیو کے مخالف نوجوانوں اور کندھے پر ہاتھ مار کر بھیانک ہنسی ہنس کر ڈرانے والے بھٹوں سے اگر کوئی تنہا نپٹ سکتا تھا تو وہ تھا رانو۔

"ارے ہری!"

"کہو چاچا، کیا حکم ہے؟"

رانو نے اسے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا۔" ابے تُو رانو چاچا سے بھی اسی زبان میں بات کرے گا۔ بول تیری ماتاجی کا بخار اُترا یا نہیں؟"

"بخار تو اتر گیا چاچا" ہری مسکرایا۔" آپ لوگوں کے لئے کیا لا دوں؟"

"پسے ہوئے بادام اور میٹھے دودھ کے ساتھ خوب ساری بھانگ دو بڑے بڑے کوزوں میں بھر کر لے آ۔"

ہری دوکان کی طرف بھاگا۔

"آریہ رنجنگ"۔ رانو نے کہا۔ "آپ دو محافظ اور ایک گھوڑا بھجوادیں۔ باقی سب رانو کرلے گا۔"

"یہی تو مشکل ہے رانو۔ میں اپنے کسی قریبی آدمی کو خطرے میں جھونک کر خود الگ ہو جانا نہیں جانتا۔ یا رانو اور رنجنگ دونوں جائیں گے یا کوئی نہیں جائے گا۔"

"ٹھیک ہے آریہ۔ میں نے آپ کے ملائم اور سخت دونوں پہلو دیکھے ہیں۔ اس لئے ساتھ ساتھ چلیں۔"

قلعے کے دروازے پر پہریدار کھڑے تھے۔ رنجنگ کو دیکھ کر ان لوگوں نے پھاٹک کھول دیا۔ رنجنگ نے دو گھوڑ سوار منتخب کئے۔ یہ مضبوط، صحت منداور چاق و چوبند جوان تھے۔ پھر ایک گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کیوں رانو، یہ ٹھیک رہے گا؟"

"ہاں میرے لئے کوئی بھی گھوڑا ٹھیک رہے گا۔ مجھے لاٹھی میں بندھا ہوا ایک گنڈا سہ بھی چاہئے۔"

رات کا صرف پہلا پہر گذر رہا تھا اور نصف رات گذرنے میں خاصہ وقت باقی تھا۔ چار گھوڑ سوار مہا بن ہوتے ہوئے اس مقام کو جا رہے تھے جو پوری دنیا کے لئے خیر و برکت کا مرکز مانا جاتا تھا۔

رنجنگ مہایان[ؔ] کے آچاریہ بھدنت[ؔ] راہل بھدر سے واقف تھے۔ حالانکہ وہ ان سے صرف تین چار مرتبہ ہی ملے تھے پھر بھی انہیں یقین تھا کہ بھدنت راہل ان کی مشکل کو آسان کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

چاروں گھوڑے مہایان کی بڑی خانقاہ کے سامنے رُکے۔ رنجنگ اور رانو سیدھے چلتے ہوئے ایک وسیع دروازے تک پہونچے۔ وہاں بھگوان بدھ کی گاندھار طرز کی مورت اپنے پرسکون چہرے پر سب کے لئے دعائے خیر کا پیغام لئے ایستادہ تھی۔ یہ سفید بلور سے بنی ایک اعلیٰ درجے کی مورت تھی جو فنِ بُت تراشی کے ہندوستانی اور یونانی طرز کے انوکھے امتزاج کا حسین

ؔ بُدھ مذہب کا ایک فرقہ۔

ؔ بُدھ بھکشوؤں کے لئے احترام کا لفظ

نمونہ تھی۔ خانقاہ میں عقیدتمند حضرات دھیان لگائے بیٹھے تھے۔ رنجک اور رانو بھی وہیں آ کر بیٹھ گئے۔

"راہب حضرات!" راہل بھدر سنجیدہ اور بھاری بھرکم آواز میں بولے۔ "آج ہمارے سنگھ پر بدنامی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے یہاں مریدی اختیار کرتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ وہ اپنے فرض، سنگھ اور بھگوان بُدھ کے اصولوں کے تئیں وفادار رہیں گے وہ گھٹنوں گھٹنوں نہیں بلکہ سر سے پیر تک گناہ اور بدعنوانیوں کے دلدل میں دھنس چکے ہیں۔ وہ اس سے نجات بھی نہیں چاہتے۔ خود کو جدید طرز کا حامی کہتے ہیں۔ انہیں بدھ بھی چاہئے اور عیش کوشی بھی۔ بُدھ کو ایک مذہبی بہانہ بنا کر شراب و کباب اور شہوت رانی میں مشغول ہیں۔ یہ لوگ نفس کے غلام ہیں اور ان کی حیثیت جانوروں کی سی ہو گئی ہے۔ یہ جدید انگلی مال[1] ہیں۔ انگلی مال مسافروں کی انگلیاں کاٹ کر ان کی مالا بنا کر پہن لیا کرتا تھا۔ بہادر سے بہادر مسافر بھی ادھر جانے کی نہیں سوچتا تھا جدھر اس کے پائے جانے کا امکان ہوتا تھا۔ بھگوان بُدھ نے اس کے ظلم کا خاتمہ کرنے کا عہد کیا اور اس کے علاقے کی طرف چل پڑے۔ انگلی مال ان کی ہمت دیکھ کر کانپ اٹھا اور ان کے قدموں میں گر پڑا۔

بُدھ نے بغیر خوف زدہ ہوئے انگلی مال کی بے رحم تلوار سے لوگوں کو نجات دلائی۔ دھرم کے جھوٹے جال میں عام آدمی پھنس گئے تھے۔ مذہبی جنون میں مبتلا لوگ انگلی مال کی طرح بچوں کی کھوپڑیوں کا ہار پہن کر چاروں طرف دہشت پھیلانے لگے۔ فریب دنیاداری، خود غرضی اور شہوت پرستی نے حقیقت پر پردے ڈال دیے۔ ایسے پُر آشوب وقت میں جس نے دشمنی، نفرت، تشدد اور ظلم جیسے تباہ کن جذبوں کو اپنی انسان دوستی، رحم دلی، نرمی و مہربانی اور عدم تشدد سے مات دی وہ ولیٔ کامل اپنے نورِ باطن سے تمہارا بھلا کریں۔ تمہاری خیر ہو۔"

رنجک اور رانو کو محسوس ہوا آج کی یہ خیر و برکت کی دعائیں ان کے لئے ہیں۔ آج کے سارے مسائل اور حالات بالکل وہی ہیں۔ بس ان کا طرز بدل گیا ہے۔

پوجا ختم ہو گئی۔ بھکشو اور عام عقیدتمند سبھی اپنے اپنے گھروں کی طرف چل پڑے۔ صرف

---

[1] ایک مشہور ڈاکو جس نے بعد میں تائب ہو کر بُدھ مذہب اختیار کر لیا تھا۔

بھدنت راہُل، رُنجک اور راگو رہ گئے۔

"کہو رُنجک کیسے آنا ہوا بیٹا؟" نوجوان بھدنت راہُل بھدر نے کہا۔

"آریہ بھدنت۔" رُنجک ان کے قدموں میں جُھکے اور وہیں بیٹھ گئے۔ "کچھ راز کی باتیں ہیں جن کی وجہ سے میں نے آپ کو اس وقت زحمت دی۔"

"یہاں کوئی ڈر نہیں۔ راز راز ہی رہے گا۔ تم بولو رُنجک۔ بھدنت مسکرائے۔ رُنجک ان کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔ کیا بھدنت راہُل کو سب کچھ معلوم ہے؟"

"بولو رُنجک۔"

"راجہ چندر دیو کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔"

"ہاں، میں چندر دیو کو جانتا ہوں اور ان کے راج کمار مدن کو بھی۔" پھر وہی مسکراہٹ۔

"لگتا ہے آریہ آپ سب کچھ جانتے ہی ہیں۔ یہ ناچیز رُنجک آپ کے قدموں میں اسی لئے آیا ہے کہ آپ کی عنایت سے گاہڑوال خاندان کا اکلوتا چراغ جلتا رہے۔ آندھیاں بہت تیز ہیں آریہ۔ آپ کی نظر کرم کے بغیر اسے بجھنے سے بچانا ممکن نہیں ہوگا۔"

"یہ بڑا مشکل کام ہے رُنجک۔" بھدنت بولے۔ "نئے بھکشو اور بھکشونیاں جنہوں نے بجریانی مسلک اختیار کرلیا ہے اور سیکڑوں برہمن و چھتری اور ان کے ساتھ شہر سے لائی گئی خوبصورت عورتیں نہ صرف یہ کہ ہمیں قابلِ اعتنا نہیں سمجھتیں بلکہ ہماری توہین بھی کرتی ہیں۔ ان کی چکر پُوجا ایسی جگہ چلتی ہے جہاں ہم جاہیں تو بھی نہیں جاسکتے۔ راجہ گنگ کے کئی فوجی سردار زرہ بکتر سے لیس ہو کر اس چکر پوجا میں حصہ لیتے ہیں اور محافظوں کو اندرونی کمرے کے دروازے پر پہرہ دینے کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں۔"

رُنجک کے چہرے پر ناامیدی کے سائے گہرے ہوگئے۔ "ایک سوال ہے آریہ۔" انہوں نے کہا۔ "کیا راج کمار کے اغوا میں گانگیہ کلچری کا ہاتھ ہے؟"

"یہ سب تو مجھ سے مت پوچھ۔ میں ایسے کنویں کی طرح ہوں جس میں پانی نہ ہو۔" بھدنت کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ "تو ان اندرونی معاملات کو نہیں سمجھ سکے گا۔ ایک بار بڑی ہمت کر کے یا کہہ لے کہ سوانگ بنا کر میں اس بجر منڈل پوجا میں شامل ہو چکا ہوں۔ وہاں کا منظر اگر تو

کبھی دیکھ سکے تو ضرور دیکھنا۔ بدھ کا پالک متراانند کے گلے میں انسانی کھوپڑیوں، ہڈیوں اور انتڑیوں کا ہار ڈال دیا جاتا ہے۔ انہیں اتار کر جب وہ کسی کے گلے میں بطور تبرک ڈال دیتے ہیں تو باقی لوگوں کا حسد کے مارے بُرا حال ہو جاتا ہے۔ لوگ انسانی کھوپڑی سے بنے پیالے سے اس وقت تک شراب پیتے رہتے ہیں جب تک دنیا و مافیہا سے بے خبر نہ ہو جائیں۔ میں نے بڑی ہمّت کر کے کہا تھا " آچاریہ بھدنت متراانند۔ آپ نوجوان نسل کو جو کچھ سکھا رہے ہیں اس سے تو وہ گناہوں کے دلدل میں دھنستی چلی جائے گی اور خانقاہیں بدچلنی کے اڈّے بن جائیں گی۔"

" تو ابھی بچّہ ہے راہل بھدر۔" متراانند بولے۔ " تو سچ مچ راہل ہے یعنی طفلِ معصوم۔ تجھے ابھی تک عرفان حاصل نہیں ہوا ہے۔ تُو ان عابد و زاہد لوگوں کو عام لڑکے لڑکیاں سمجھ رہا ہے۔ یہ تیرا وہم ہے۔ ہر سادھک[1] کے ساتھ اس کی مُدرا[2] بھی ہوتی ہے۔ اُسے سوجھ بوجھ، طاقت، مُدرا جو چاہے کہہ لو۔ بغیر سوجھ بوجھ کے علم حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ سوجھ بوجھ حاصل کرنے کا مطلب ہے سرسوتی پُوجا۔"

" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیا ماں، بہن، بیٹی، چنڈالنی، ڈومنی وغیرہ کے ساتھ جنسی اختلاط ہی عرفان و آگہی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے؟ لوگوں کو ایسے قیامت ڈھانے والے گناہوں کی طرف مائل کرنا بند کردیں آریہ متراانند۔ ماں، بہن، بیٹی کے ساتھ جنسی تعلقات کی بات نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ لوگوں کو انسان سے جانور بنانے کی انتہائی مذموم کوشش ہے جانوروں کے ارتقا سے تو انسان پیدا ہوا۔ وہ قدرت کی کاریگری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ اس ارتقائی سفر کو پیچھے لوٹانے کی کوشش سے باز آئیں بھدنت ورنہ قدرت اپنے فطری بہاؤ میں رکاوٹ ڈالنے کے گھناؤنے جرم کی پاداش میں کسی کو نہ چھوڑے گی۔ سب کچھ تہ و بالا ہو جائے گا۔ قدرت ہی بنیادی آگہی ہے۔ وہی حقیقی بدھمتی اور بجر متی ہے۔ وہی علم کی دیوی ہے۔ اسی کی پناہ میں جانا چاہیے۔"

تیری غلطی یہ ہے راہل کہ تو الفاظ کے ظاہری معنی میں اُلجھ کر اخلاقی اور غیر اخلاقی کے

---

[1] تپسیا کرنے والا۔

[2] سادھک کی خاتون ساتھی جو جگر پوجا کے لئے ضروری ہے

پھیرے میں پڑ رہا ہے ۔ تو لذتِ کام و دہن اور جنسی اختلاط کے اخلاقی اور ریاضتی پہلو سے واقف ہی نہیں ہے ۔ یہ ساری باتیں وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو ترقی یافتہ ہیں اور جانوروں کی سطح سے اوپر اُٹھ چکے ہیں ۔ ہم سب لوگوں کے درمیان اپنے مسلک کی تشہیر بھی نہیں کرتے ۔ ہمارے بجر منڈل میں داخلہ پانے والوں کی تعداد خاصی محدود رکھی جاتی ہے ۔

" اگر یہ حقیقت ہے تو احمقوں اور بدمعاش قسم کے لوگوں کو لبھانے کے لئے عیش کوشی کا بہانہ کیوں ڈھونڈتے ہیں ؟ "

" گرودیو ! اب ہم اس لمحے کے لئے بھی اس بھکشو راہل کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ آج بھگوتی نیل تارا کے سامنے اس کی قربانی ہوگی ۔" ایک بھکشو نے کہا ۔

" بھکشوؤ ! غصہ تھوک دو ۔ اسے پکڑ کر گپھا کے باہر پہونچا دو ۔" متر انند کی مہربانی کہ انہوں نے میری جان بچالی رنجک ۔ اب تو ہی بتا کہ میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں ؟ "

" آپ کی دعائیں ہمارے لئے کافی ہیں آریہ ۔ کیا آپ ہمیں اس غار کا دروازہ بتا سکتے ہیں ؟ "

راہل بھدر نے ایک بھکشو کو بلایا ۔ " گن تلک ، مہربانی کر کے آپ ان عقیدتمندوں کو بجریانی گپھا کا دروازہ دکھا دیں ۔"

بھکشو گن تلک نے چلنے کا اشارہ کیا ۔ رنجک اور رالو نے بھدنت راہل بھدر کے پیروں کو چھو کر پرنام کیا ۔

بھگوان بدھ ان نئے انگلی مالوں سے تمہاری حفاظت کریں ۔ الوداع رنجک !

بھکشو نے غار میں داخل ہونے کا دروازہ دکھایا ۔ وہاں نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں بنی تھیں ۔ دو کلچری سپاہی ننگی تلواریں لئے دروازے کے چاروں طرف گھوم رہے تھے ۔ رنجک رالو اور دونوں گھوڑسوار اپنے گھوڑوں کو جھاڑیوں کے پیچھے لے گئے تاکہ لوگوں کی نظر میں نہ آئیں ۔ رالو نے اپنا گنڈاسہ ہوا میں لہرایا " جئے ماں وندھیہ واسنی ! "

" آواز نہیں ہونی چاہئے رالو ۔" رنجک اس کا ہاتھ پکڑے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اندرونی دروازے کی طرف پہونچے ۔ رنجک نے ایک سپاہی کے سر پر تلوار کا وار کیا ۔ وہ لڑکھڑا کر گرا ۔ اسی وقت رالو کے گنڈاسے اور محض ہلکے ہاتھ کی ضرب سے دوسرے سپاہی کا سر دھڑ سے

الگ ہو گیا۔
"رکو رانو۔" رنجک دروازے کا معائنہ کر رہے تھے۔ ہاں یہ ہے زنجیر ہٹانے کے لئے لکڑی کا گولا۔ انہوں نے اس گولے کو دھیرے دھیرے کھسکایا اور دروازہ کھل گیا۔
وہ ایک بہت بڑا غار تھا۔ قدرتی غاروں کی طرح اوبڑ کھابڑ پتھروں سے بنا ہوا نہیں بلکہ انسانی ہاتھوں کا مرہون منت۔ اسے تراش خراش کر خوبصورت بنایا گیا تھا۔ کھموں پر کھوپڑی کے چراغ جل رہے تھے۔ ان میں چربی بھری گئی تھی۔ سامنے ایک دھونی تھی جس میں رال گوگل وغیرہ ڈالی جا رہی تھی۔ پورے غار میں عجیب وغریب بدبودار دھواں بھرا ہوا تھا اور سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ رنجک ایک کھمبے کے پیچھے چھپے بیٹھے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت ان کی نظر بیس سالہ نوجوان مدن چندر پر پڑی۔ اسے دھونی کے پاس بٹھایا گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو گیا ہو۔ اس کے گلے میں چھوٹی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔
"آریہ متر انند!" ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس کے کمر بند میں تلوار لگی ہوئی تھی۔ "بڑے انتظار کے بعد یہ دن آیا کہ بدھ حکومت کی توہین کرنے والے جاگیردار چندر دیو کے بیٹے مدن چندر کو پکڑ کر یہاں لانے میں ہم کامیاب ہوئے۔ ہم اپنے بہادروں کو پورے انعام واکرام سے نوازیں گے۔ ہمیں یہ بتاتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ گاہڑوال خاندان کا سورج آج غروب ہو رہا ہے۔ اب کاشی پر بلا شرکت غیرے صرف ایک شخص کی حکمرانی ہو گی اور وہ ہیں کلچری گانگیہ دت جنہوں نے ہمارے بھکشوؤں کو ہر طرح کی سہولتیں دینے کا عہد کیا ہے تاکہ وہ بغیر کسی دشواری کے اپنی پوجا وغیرہ کر سکیں۔"
"اب دیر مت کیجئے۔ اسے قربانی کے کھمبے سے باندھیے اور قربانی کیجئے۔" تین چار آدمی اٹھ کر بولے۔ جیسے ہی کلچری سپاہی نے مدن کی قربانی کرنے کے لئے اپنی تلوار اٹھائی، رانو کسی شیر کی طرح گرجتا لوگوں کے اوپر سے کودتا پھاندتا وہاں جا پہونچا اور گنڈاسے کے وار سے سپاہی کا سر اڑا دیا۔
"خبردار! اگر تمہیں جان پیاری ہے تو یونہی بیٹھے رہو۔" رنجک بولے۔ ساتھ آئے دونوں سوار ننگی تلواریں لئے یوں کھڑے تھے جیسے کوئی چوں بھی کرے گا تو گردن اڑا دیں گے۔ کاپالکوں کی نام نہاد طاقتیں سرد پڑ گئی تھیں جو کائنات میں خوف پیدا کرنے کا دعویٰ کرتی تھیں۔

سب لوگ گردن جھکائے اس ناگہانی آفت سے بچنے کی فکر میں تھے۔ ان کی سانسیں تیز تیز چلنے لگی تھیں اور قلب کی رفتار بڑھ گئی تھی۔ رانو کا غضبناک چہرہ سب کو دہلا رہا تھا۔ مترانند او نچے تخت پر بیٹھے تھے انہوں نے دم سادھ لیا تھا لگتا تھا سمادھی میں ڈوب گئے ہیں۔

رنجک نے مدن چندر کی رسیاں کھولیں۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر گپھا سے باہر لائے۔ رانو اور دونوں پہریدار تلواریں اٹھائے الٹے قدم دروازے تک پہنچے۔

رنجک نے رانو کی طرف دیکھا۔ شکریہ رانو۔ تم نے وہ کر دکھایا جو سگا بھائی بھی نہ کرتا۔

راجہ چندر دیو ماہی بے آب تھے۔ رات کا تیسرا پہر ڈھل رہا تھا۔ مدن، رانو اور رنجک باہر کے کمرے میں بیٹھے۔ راجہ کو جوں ہی خبر ملی کہ مدن چندر بخیریت واپس آ گئے ہیں وہ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر سے نیچے آئے۔ انہوں نے مدن چندر کو چھاتی سے لگا لیا۔ اس کا سر سونگھا۔ دعائیں دیں۔

"راجن! آج جو کچھ ہوا وہ صرف ایک شخص کی کرامات کا نتیجہ ہے۔ ادھر دیکھئے۔ خون میں سنا گنڈاسہ لئے وہ بیٹھا ہوا ہے رانو ٹھک۔"

چندر دیو نے اسے چھاتی سے لگا لیا۔ "رانو بیٹے میں اپنے حالات کو جانتا ہوں۔ اپنی بے بسی سے پریشان بھی ہوں۔ جانتا ہوں تم میرے نہیں رنجک کے خلوص سے بندھے یہاں آئے ہو۔ لیکن یہ نذرانہ تو تمہیں قبول کرنا ہی ہوگا۔ انہوں نے چادر کے اندر سے ایک ہزار طلائی کارشاپنوں کی تھیلی نکالی اور رانو کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"راجن! جو کچھ ہوا وہ اس گنڈاسے نے نہیں بلکہ آریہ رنجک کی سوجھ بوجھ نے کیا۔ یہ انہیں کا کرشمہ ہے۔ اس لئے میں یہ تھیلی نہیں لوں گا۔ مجھے اس حکم عدولی کے لئے معاف کریں۔"

"رانو! رنجک بولے۔ بڑے لوگوں کی توہین کرنا مناسب نہیں ہے۔ تم یہ تحفہ قبول کر لو۔ یہ نہ معاوضہ ہے نہ انعام۔ بس ایک چھوٹا سا تحفہ ہے۔"

رنجک کے اصرار پر رانو نے وہ تھیلی لے لی۔ دونوں گھوڑ سوار بھی انعام اکرام پا کر خوش تھے اور خود کو خوش نصیب سمجھ رہے تھے کہ آج بجر یانی تماشہ دیکھنے کو ملا۔

رنجک کی زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا جس نے انہیں موت کے دروازے پر لا کھڑا کیا تھا۔

وہ رالو کے ساتھ باہر آئے اور سیتو دری کی طرف چل پڑے۔

" آرام کیجئے آریہ۔ اب تھوڑی ہی رات باقی ہے۔"

" میں جانتا ہوں رالو کہ رات ختم ہونے کو ہے۔ اس کے آخری پہر میں کیا چھپا ہے یہ بھی جانتا ہوں۔ میں ہر طرح سے گھر گیا ہوں۔ آج مہینوں بعد میرے دل میں خواہش ابھر رہی ہے کہ مجھے کرتی واسیشور کی زیارت کرنی چاہئے۔ اب جاؤ تم جا کر سو جاؤ۔ میں اکیلے ہی جانا چاہتا ہوں صبح سویرے والی آرتی میں شرکت کر کے ہی لوٹوں گا۔

24

کرتی واسیشور

مہیشاسُر[ل] کا بیٹا گجاسُر[ل]۔ دوسرے الفاظ میں کہیں تو گانگیہ کا بیٹا کرن۔ رنجک کو اس طرح کے الفاظ میں علامتوں کے ذریعے کچھ سوچنے کی عادت نہیں ہے۔ نہ ہی وہ دیوتاؤں کو ان کے علامتی معنی کے ذریعے عقیدتمندوں سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن آج وہ ایک عجیب و غریب صورتِ حال میں اُلجھ گئے ہیں۔ انہوں نے دونوں کو قریب سے دیکھا ہے۔ گانگیہ دت تھوڑا بہت وسیع القلب تھا بھی لیکن کرن کو اونچ نیچ سمجھانے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ مہاشورا تری کو اپنے ساتویں چکرورتی ہونے کا اعلان کرے گا اور جس طرح بھی ممکن ہوا رعایا کو اپنی طرف کرنے کی کوشش کرے گا۔ دیوی مہامایا نے جس ہاتھی کو خواب میں دیکھا تھا وہ راج ہنس کی طرح سفید تھا۔ اس کی سونڈ میں سفید کمل تھا جسے اس نے اپنے سر پر یوں لگا رکھا تھا جیسے پرنام کر رہا ہو۔ آج ایک دوسرا منظر سامنے ہے۔ سفید ہاتھی موٹے چمڑے والے سیاہ فام جانور میں تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ بے چارے غریب دُکھیا لوگوں کی جھونپڑیوں میں طوفان برپا کر رہا ہے۔ اپنے پیروں کی دھمک سے

ل بھینسے کی صورت کا عفریت جس کو دُرگا دیوی نے قتل کیا۔

ل ہاتھی کی صورت کا عفریت جو شو کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ دونوں ہندو دیو مالا کے کردار ہیں۔

زمین میں لرزش پیدا کرتا آگے بڑھ رہا ہے ۔ مہامایا کا سفید ہاتھی بدعتوں کی کیچڑ میں دھنس گیا ہے ۔ چکرورتی کا اعلان جاری ہے لیکن اس کے پہلے گجیندر موکش چاہئے ۔ کون کرے گا گجیندر موکش ؟ بجر پانی یا رعایا ؟

آج سے بیس سال پہلے گاہڑوال اور کلچری راج گھرانوں کی سیدھی ٹکر میں مدن کو داؤں پر لگایا گیا تھا ۔ وہ اسے چھڑا کر لے آئے تھے ۔ اس وقت وہ واحد شخص جس نے ان کی مدد کی تھی رانو تھا ۔ آج انہوں نے ایک دوسرے بڑے کام کے لئے رانو کو بھیجا ہے ۔ آج صبح کاذب کے اندھیرے میں سپہ سالار پارس دیو، رانو، سہیل اور دیول کے گھوڑوں کو جہاز سے گنگا پار جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے ۔ ان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے اٹھ رہے تھے ۔ وہ کون سا راز تھا ؟ صرف کافور کی ڈلی کی روشنی میں عزی ماں شیل بھدرا نے گووند کی آنکھوں میں اپنی تراٹک کے علم سے سدھی ہوئی آنکھوں سے نظر بھر کر دیکھا ہی تھا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور ہوش واپس آتے ہی پاگلوں کی چیخنے لگا ۔ اس نے کیا دیکھا تھا ؟ ماں صاحبہ کے یہ کہنے پر کہ جب تک اسے راز رکھو گے یہ ہوگا نہیں گووند نے مجھے تک نہیں بتایا ۔ میں تو محض ایک وسیلہ ہوں ۔ ندی کے کنارے لگا درخت ہوں ۔ موت سے بے نیاز رہنا جانتا ہوں ۔ اگر ماں صاحبہ نے میری موت کا منظر دکھا کر گووند کو خبردار کیا تھا تو بھی رنجک اب خواہشوں اور لالچ سے بہت اوپر اٹھ چکا ہے ۔ اس پر کوئی فرق نہ پڑتا ۔

گجاسر جس وقت مدمست ہو کر سب کے دلوں میں خوف پیدا کرتا ہوا چلتا تھا تو زمین کانپ اٹھتی تھی ۔ جہاں جہاں اس کے قدم پڑتے، پہاڑ تک ہل جاتے تھے ۔ اس کا زور آندھی کی طرح درختوں کو اکھاڑ دیتا ۔ چوٹیاں بھر بھرا کر گر جاتیں ۔ اس کی سانسوں کے زیر و بم سے سمندر میں اونچی اونچی لہریں اٹھنے لگتیں ۔ برہما سے ملے بردان کی وجہ سے کوئی اس پر قابو نہیں پا سکتا تھا ۔ وہ شو سے عقیدت رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ اس کی موت شو کے متبرک ترشول سے ہوگی ۔ اس لئے اس نے بڑی ریاضت کر کے شو کو خوش کیا تھا ۔ شو نے اس سے بردان مانگنے

---

[۵] ہاتھیوں کے راجہ کی نجات

کو کہا تو وہ عظیم الجثہ دیو بولا۔" اگر آپ مجھ سے خوش ہیں تو اپنے ترشول سے ہلاک کئے گئے اس ہاتھی کی کھال کو خود زیب تن کریں اور ہمیشہ میرے قلب میں بسے رہیں۔"

کرتی واسیشور کا یہ مندر اعلیٰ درجے کے فن تعمیر کا نمونہ تھا۔ مندر کے مرکزی کمرے میں متبرک شولنگ نصب تھا۔ کاشی میں اوی مکتیشور، وشویشور اور کرتی واسیشور۔ شو کے یہ تین مندر سب سے زیادہ متبرک اور بڑے مانے جاتے تھے۔

اسی وقت کرتی واسیشور کے مرکزی کمرے (گربھ گرہ) کا دروازہ کھلا۔ مندر میں رہنے والے پجاری عقیدتمند اور سنیاسی وغیرہ قطار باندھ کر بھگوان کرتی واسیشور کی صبح کی پوجا اور درشنوں کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آرتی ہو رہی تھی اور عقیدتمند کمار سنبھو کا اشلوک پڑھ رہے تھے" دنیا میں جتنی بھی صورتیں دکھائی دیتی ہیں وہ سب شیو کی ہیں۔ خواہ ان کا جسم زیوروں سے سجا ہو یا اس پر سانپ لپٹے ہوئے ہوں، خواہ انہوں نے ہاتھی کی کھال پہن رکھی ہو یا باریک عمدہ کپڑے، ان کے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار ہو یا سر کے اوپر دوج کا چاند۔ وہ وشو مورتی ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لئے ہماری خارجی عقل کافی نہیں ہے[1]۔"

25

ہرجمیک نے شنبھی کے بکس میں کیرتی درما کی تصویر دیکھی۔ وہ راجہ سے براہ راست کبھی نہیں ملی تھی۔ آمایہ انرت ہی راجہ کے بارے میں ہر وقت کچھ نہ بتاتے رہتے تھے اسلئے ان کے علم، وجاہت، فیاضی، تیز گام گھوڑے اور بے مثال تیراندازی و شمشیر زنی کے بارے میں سنتے سنتے ذہن میں ان کی ایک شبیہہ قائم ہو گئی تھی۔ تصویر دیکھ کر وہ شبیہہ نہ صرف اور صاف ہو گئی بلکہ قریب بھی لگنے لگی۔ اسے یہ معلوم تھا کہ کاہڑوال قلعے میں پناہ لینے والی پرتیہار سامنت سومیشور کی اکلوتی لڑکی گومتی راجہ کو دل دے چکی ہے۔ انہوں نے کاشی آنے کے ہفتہ بھر بعد ہی گومتی کو

---

[1] عظیم شاعر کالی داس کی ایک تخلیق۔

بجریانی بدمعاش کے چنگل سے بچایا تھا اور کرن کے قیمتی گھوڑے کو تلوار کے ایک ہی وار سے بری طرح زخمی کر دیا تھا۔

چمپک یہ خبر قلعے میں بھیج چکی تھی۔ گومتی نے جب سنا کہ مون سپہ سالار اشوگندھ کی بیٹی شبنمی کے مخبر چاروں طرف گھوم رہے ہیں اور اس تصویر سے ملتے جلتے شخص کو ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں تو کچھ دیر تک تو بیزار اور اداس بیٹھی رہی پھر اس نے دکشنا کو بھیج کر سبودھ دیو اور آریہ رنجک کو بلایا۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ گومتی نے دونوں کو ایک ساتھ طلب کیا تھا۔

دونوں گومتی کے کمرے کے دروازے تک آئے۔ اس نے کواڑ نہیں بند کر رکھے ہیں یہ دیکھ کر دونوں نے چین کی سانس لی۔ دکشنا نے کواڑ کھول دیے۔ "محترم خاتون! آریہ رنجک اور سبودھ دیو باہر کھڑے ہیں۔" اس نے اعلان کیا۔ گومتی دروازے پر آئی، آنچل کو انگوٹھے اور پہلی انگلی کے درمیان پکڑ کر دونوں کے پیر چھوئے۔ دونوں ششدر کھڑے رہ گئے۔

"دونوں چچا حضرات اندر آئیں۔" گومتی بولی۔ میں اپنی زندگی کے بارے میں ایک فیصلہ کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے آپ دونوں نے ہی پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے اس لئے یہ مقدمہ بھی آپ کے سامنے ہی پیش کر رہی ہوں۔ کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ایک غیر کفو، غیر مرد سے وابستہ، شراب کی دھتی اور دنیاوی دولت کے نشے میں دیوانی لڑکی مجھے مات دے؟ اگر ہاں تو آپ لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے جائیے۔ میں کل صبح ہونے سے پہلے اپنی زندگی کا آخری فیصلہ کر لوں گی۔ اور اگر نہیں تو مجھے اس قلعے سے باہر نکلنے کی اجازت دیں آپ لوگ۔"

"ہم کچھ سمجھ نہیں سکے بیٹی۔" رنجک نے گومتی کا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔ ایسی کیا بات ہوئی کہ کوئی مغرور لڑکی تجھے مات دے رہی ہے۔ کون ہے وہ لڑکی اور بات کیا ہے؟"

"چچا سبودھ سے پوچھئے۔ انہوں نے بھی ہلکا سا اشارہ دیا ہے۔ شاید یہ مانا جانے لگا ہے کہ کسی لڑکی کو قلعے یا گڑھی سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ سبودھ چچا کو شاید اس سلسلے میں اور بھی کچھ معلوم ہوگا لیکن انہوں نے اتنی فیاضی نہیں برتی کہ جو واقعہ پانچ دن پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے اسے صحیح تفصیلات کے ساتھ مجھے بتا دیں۔ شاید انہوں نے یہ بتانا غیر ضروری سمجھا کہ راجہ کی تصویر جس بکس میں بند ہے وہ کسی نمائش گاہ میں رکھی جانے والی چیز نہیں۔ اس پر تو

بیسیوں جاسوس مامور ہیں۔"

"آریہ سبودھ! کیا بات ہے؟ کیا آپ کو کوئی خاص خبر ملی ہے؟ کیا آپ نے مجھ سے کچھ چھپایا ہے؟"

"نہیں آریہ۔ چار دن پہلے آماتیہ اننت آئے تھے۔ وہ بڑی جلدی میں تھے اس لئے صرف اتنا کہہ کر چلے گئے کہ راجہ کو کوئی مشکل درپیش ہے۔ کسی مصوّر کی بنائی ہوئی ان کی ایک تصویر اشوگندھ کی بیٹی کے پاس موجود ہے۔ جھپک نے جو خبر دی اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ راج کمار بڑے بھائی کی موت کی خبر پا کر اُدبھانڈ سے چل چکے ہوں گے۔ ان کو تلاش کرنے کے لئے کئی جاسوس چاروں طرف گھوم رہے ہیں۔"

"آریہ سبودھ!" رنجک بولے۔ "آپ نے اس سلسلے میں کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ آپ اسے معمولی بات سمجھ کر چپ رہے۔ میں سوچتا ہوں کہ کاپالک مٹھ کے واقعے کے بعد کیرت کو آٹویہ جن پد بھیجنا ہی غلط تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیرت کے نام کا جادو جنگل کی آگ کی طرح جھبوتی میں پھیل رہا ہے۔ نیچی ذاتوں کے لوگ، آدی باسی، پہاڑی اور اچھوت راجہ کے نام کے دیوانے ہو رہے ہیں۔ پرچنڈ کے چندر ریکھا پہاڑی کو پھلانگ جانے کا آنکھوں دیکھا حال بھی مونہہ در مونہہ چاروں طرف نشر ہو رہا ہے۔ سوار سے زیادہ سواری کے بارے میں مبالغے سے کام لیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں گومتی جو کچھ بتا رہی ہے اگر وہ سچ ہے تو ہم کیرت کو مصیبت میں ڈال چکے ہیں۔ یا یوں کہیئے کہ مصیبت میں ڈالنے کے قصور وار ہیں۔"

"میں نے اس معاملے پر اس ڈھنگ سے نہیں سوچا تھا۔" سبودھ کا گلا بھر آیا۔ "میں نے ہمیشہ خود کو گومتی کے ماں باپ۔۔۔ دونوں کا درجہ دیا۔ جب راجیشور کیرت کو اس نے بولی کا ایک دوہا لکھ کر دیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کیرت کی محبت میں گلے گلے ڈوب چکی ہے۔ پارس دیو چندر ریکھا پہاڑی والے حادثے کے بعد واپس لوٹے تو انہوں نے مہاراجہ کیرت کا ایک خفیہ خط مجھے دیا۔ وہ میں نے گومتی کو دے دیا کیوں کہ پچھلے چار دنوں سے اس نے دانہ پانی چھوڑ رکھا تھا۔"

"پھر۔۔۔؟" رنجک نے دریافت کیا۔

"میرے سامنے ہی گومتی نے تاڑ کے پتے سے بنے لفافے کو کھولا۔ اس میں سے دُوج کے چاند جیسا ایک سفید رنگ کا پھول گرا۔ راجہ نے کیا جواب دیا یہ گومتی نے مجھے نہیں بتایا۔ صرف اتنا پوچھا کہ چاند کی شکل کا یہ سفید پھول کس پیڑ کا ہے۔ میں خود کو شاعر سمجھتا ہوں۔ جوانی بھی گذار چکا لیکن یہ کبھی نہیں سُنا کہ محبت کا رنگ سفید بھی ہوتا ہے۔ اس لئے نا امید ہونا فطری تھا۔ میں نے اس چاندنی جیسے سفید پھول کو محض ایک خانہ پُری سمجھا۔ میں نے سوچا کہ گومتی کی ریاضت بیکار گئی۔ کاتیائنی برت اکارت ہوا۔ گوری نے اس کی درخواست نامنظور کر دی۔ میں نے آچاریہ رنگ ناتھن سے پوچھا کہ سفید رنگ کس بات کی علامت ہے۔ انہیں بھی نہیں معلوم تھا۔ میں نے جلدی میں فیصلہ کیا کہ راجہ اور گومتی کو الگ کر دینا ہی مناسب ہے۔ وہ بھوک ہڑتال ختم کرنے کو تیار ہو گئی اور میں نے چین کی سانس لی..."

"کہاں ہے وہ پھول؟" رنجک اچانک ناراض ہو کر بولے۔ "گومتی دیکھوں تو وہ پھول!"

وہ پھول ذرا بھی خراب نہیں ہوا تھا۔ اس کی دونوں پنکھڑیاں ویسی ہی جُڑی ہوئی تھیں، جس طرح کھلنے کے وقت ہوتی ہیں۔ چونکہ وہ بہت ہی ملائم اور کچھ گداز ہوتی ہیں اس لئے ان پر گرمی کا اثر نہیں پڑتا۔

رنجک مسکرائے۔ "بے وقوفو! اگر میں اس پھول کے بارے میں کچھ بتاؤں تو تم لوگ یہی کہو گے کہ میں بکواس کر رہا ہوں۔ الزام لگاؤ گے کہ رنجک ودیا دھر دیو کا نام لئے بغیر کچھ کہہ ہی نہیں سکتا۔ مجھ پر بکواس کا الزام لگانے والے خود بیہودہ گو ہیں۔ رنجک ہمیشہ ان لوگوں کو عزت دینے کے حق میں رہا ہے جو اس کے مستحق ہیں اور ہمیشہ رہے گا۔"

اشٹ بھُجا کی متبرک پہاڑی کے سامنے گنگا کے کنارے اگستیہ کا بہت اونچا پیڑ ہے۔ اس پر یوں تو جاڑوں کے آغاز میں بہار آتی ہے لیکن وہ بسنت تک پھول دیتا رہتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ بسنت آتے آتے اس کی پھننگ پر دو چار ہی پھول رہ جاتے ہیں۔ شری چکر[1] کے سالک کو خود پیڑ پر چڑھ کر یہ پھول توڑنا ہوتا ہے۔ میرے بار بار کہنے پر کہ پیڑ پر چڑھنا خطرے

---

[1] ہندو مذہب کے ایک مخصوص مسلک کا طریق عبادت

سے خالی نہیں ہے،' وہ یا دھر دیو محض مسکرا کر خاموش رہ جاتے۔ وہ اپنی چادر زمین پر پھینک دیتے پھر انتہائی تیزی کے ساتھ بیڑ کی پھنگ تک پہونچ جاتے اور یہ پھول توڑتے۔ اس وقت ان کی خوشی دیکھنے کے لائق ہوتی تھی۔ پھول کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے شاخوں کا سہارا لیتے وہ نیچے اُتر آتے کیوں کہ زمین پر گرے ہوئے پھول کو پوجا میں استعمال کرنا منع ہے۔ میں پوچھتا، راجیشور کیا اس کی کوئی خاص اہمیت ہے؟ کیا اس کے پیچھے کوئی راز ہے؟

"پہلے پوجا کر لینے دو رنجک۔" وہ ہنستے ہوئے چادر اٹھا کر دونوں کندھوں پر ڈالتے پھر پہاڑ کے بائیں حصے میں واقع گپھا کے اندر بیٹھ کر تین گھڑی تک پوجا کرتے۔ اس گپھا میں نہ جانے کب کا بنا ایک شری چکر تھا۔ وہ جب گپھا کے باہر آتے تو ان کا ملائمیت بھرا چہرہ سکون اور اطمینان کے جذبات سے روشن ہوتا۔

"ہاں رنجک آپ نے پوچھا تھا کہ کیا یہ پھول کوئی علامت ہے؟ ٹھیک ہی پوچھا تھا آپ نے۔ میں تفصیل میں نہ جا کر صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ رشی اگستیہ کی بیوی لوپا مُدرا کو خوش کرنے کے لئے چڑھائی گئی چندر ریکھا کی علامت ہے یہ۔ یعنی نصف چاند کی صورت کا یہ پھول ماں کے سر پر دُوج کے چاند کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ یہ مُنی پھول ہے۔ مُنی یعنی اگستیہ۔"

"گومتی کیا اس لفافے کے اندر اس پھول کے علاوہ بھی کچھ تھا؟"

"ہاں جیجا۔" گومتی شرماتی ہوئی بولی۔

"اگر تو بھوج پتر پر لکھے پیغام کو چھپانا نہیں چاہتی تو مجھے بھی دکھا۔"

گومتی سر جھکائے کچھ سوچتی رہی۔ پھر کمرے کے اندر رکھی لکڑی کی صندوقچی اُٹھا کر لائی۔

"یہ دونوں طرف سے آپ لوگوں کے تئیں اقبال جرم ہے۔"

"ارے باؤلی تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھ کہ کیرت نے بغیر کسی جھجھک کے تیرے لئے اتنا دو ٹوک فیصلہ کر لیا کہ تو ہی ان کے بائیں[1] پہلو میں رونق افروز ہونے والی طاقت ہے۔ تیری اور کیرت کی یہ جوڑی سدا بنی رہے، یہی میری دعا ہے۔"

---

[1] عورت کو سنسکرت میں 'واما' کہا گیا ہے اس لئے کہ وہ شادی کے پھیروں کے بعد شوہر کے بائیں پہلو میں کھڑی ہوتی ہے۔

"ذرا مجھے بھی دکھائیے آریہ رنجک۔" سبودھ دیو بولے۔

وہ دونوں پیغاموں کو ساتھ ساتھ رکھ کر دیکھتے رہے۔ پھر رو پڑے "سارا قصور میرا ہے بیٹی۔ تو نے جب راجہ کا جواب مجھے نہیں دکھایا تو میں نے فرض کر لیا کہ تیری درخواست رد کر دی گئی ہے۔ میرے دل کے اندر انا جاگی۔ میں نے راجہ کے ساتھ اتنی زیادہ خوبیاں وابستہ کر رکھی تھیں کہ اس ناانصافی کو معاف نہیں کر سکا۔ ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر میں پچھلے دو تین مہینوں سے ان کے ساتھ تھا۔ ان کے دکھوں میں شامل رہا تھا اور ان کے دل پر رکھے فکر کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی کوشش بھی کرتا رہا تھا۔ میں نے یہ سوچا بھی نہیں کہ گومتی بھارت بھر میں مشہور چندیل خاندان کی بہو ہونے کے لائق ہے یا نہیں۔ یہ گومتی کے لئے میری اندھی محبت ہو سکتی ہے یہ میں مانتا ہوں۔ اس لئے جب آماتیہ ازنت نے راجہ میں اشوگندھ کی بیٹی شنکھنی کی گہری دلچسپی کی بات بتائی اور ان کی تصویر اور مخبروں وغیرہ کا تذکرہ کیا تو میں نے بے نیازی برتی۔ راجہ کو گہری چوٹ آنے کی خبر بھی میں نے چھپالی جو پارس دیو نے دی تھی۔ میں خود یہ دیکھنے جا سکتا تھا کہ وہ ٹھیک ہو گئے ہیں یا نہیں لیکن نہیں گیا۔ اگر گومتی نے راجہ کا پیغام دکھا دیا ہوتا تو میں ان غلطیوں سے بچ جاتا۔ میرے سامنے خودکشی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔" سبودھ دیو اٹھ کر جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

رنجک نے اٹھ کر انہیں بازوؤں میں جکڑ لیا۔ "آریہ آپ نے کبھی کسی راجہ کی خوشامد نہیں کی۔ کانیہ کبج کے پرتیہار راجاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہوتے تو آپ کو سومیشور دیو کے ساتھ محض ایک فوجی سردار بن کر رہنے کی مجبوری نہ ہوتی۔ آپ بھی شاہی ایوان کے معزز شاعر قرار دیے جاتے۔ آپ کے اندر بڑی مضبوط روحانی قوت موجود ہے اور آپ ایک نادر و نایاب ہستی ہیں۔ آپ اس قدر پریشان نہ ہوں، حوصلہ رکھیں۔"

گومتی سبودھ دیو کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کا سر لے لیا اور ان کے چہرے کی طرف ایک ٹک دیکھتی رہی۔ "پچا مجھے معاف کر دیجئے۔"

"جو ہوا اسے بھول جائیے۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ان حالات کے تحت کیا ممکن ہو سکتا ہے اور کیا نہیں۔" رنجک نے کہا۔

"گومتی تو کیا چاہتی ہے ؟"

گومتی چُپ رہی ۔

"بول بیٹی ۔ تیرا یہ احسان فراموش باپ کچھ بھی کرنے کو تیار ہے ۔" سبودھ دیو نے کہا ۔

"ہمیں راجہ کو شنجنی کے پھندے سے بچانے کے لئے فوراً کچھ کرنا ہے ۔ میں ابھی ان کے پاس جا رہا ہوں ۔"

"میں بھی چلوں گی بابا" گومتی بولی اور رنجک کی طرف دیکھنے لگی ۔

رنجک ایک لمحے تک سوچتے رہے ۔ "تو مجھے اور سبودھ دیو کو جانے دے ۔ ہم وہاں کی پوری صورت حال کا پتہ لگا کر لوٹیں گے ۔ پھر حالات کے مطابق آگے کی کارروائی کا فیصلہ کیا جائے گا ۔"

"میں آپ لوگوں کے ساتھ مردانہ لباس میں چلوں گی چچا ۔ سبودھ دیو نے باپ کی طرح میری پرورش اور تربیت کی مجھے گھوڑ سواری اور تلوار چلانا سب سکھا رکھا ہے ۔ مجھے اپنے مرنے جینے کا بھی ڈر نہیں ۔ اگر ان کے پاس زندہ نہ پہونچ سکوں تو بھی میری رُوح میں سمایا ہوا یہ عزم تو میرے ساتھ ہوگا ہی کہ سکھ دُکھ کو ان کے ساتھ مل کر بانٹوں ۔ ان کے قدموں میں اگر موت بھی ملی تو خود کو خوش قسمت سمجھونگی ۔"

"بڑا لمبا اور کٹھن راستہ ہے بیٹی ۔ سوچ لے ۔" رنجک نے کہا ۔

"کوئی فکر نہیں آریہ ۔ میں ارادہ کر چکی ہوں ۔"

"اچھا ہم کھانا کھانے کے بعد ماں کے درشنوں کے بہانے وندھیا چل چلیں ۔ وہاں راجہ کیرت سے ملنے کے بارے میں فیصلہ کریں گے ۔"

26

بڑھئی سے داسی کوڑا بہارتی ہے

کاشی کی بولی کا یہ جملہ شودروں کے بارے میں ایک حقیقت کا بیان ہے ۔ لیکن شاید ہی

کوئی یہ سوچے کہ مادّی اور ذہنی دونوں ہی سطحوں پر سب کچھ جھاڑ پونچھ کر چکانا داسی (ملازمہ) کو آتا ہے ۔ دلاری آچاریہ بلدیو اوجھا کے گھر جھاڑو بہارو کا کام کرتی تھی ۔ وہ اپا دھیائنی کے سلوک سے بہت خوش تھی ۔ دیر سویر ہو جاتی اور آشرم میں کوئی پرانا طالبعلم یا مہمان آجاتا تو وہ اسے برا بھلا نہیں کہتیں ۔ خود ہی برتن مانجھ دھو کر اس کے لئے ناشتہ وغیرہ تیار کر لیتیں ۔ دلاری کو اپنی بساط کے مطابق دونوں وقت کا کھانا بھی دیتیں ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اپا دھیائنی کے باورچی خانے میں منجھے دھلے برتن جوں کے توں رکھے رہ جاتے ۔ دلاری سمجھ جاتی کہ آج کوئی برت نہیں ہے بلکہ اناج کی ہانڈیاں خالی ہو چکی ہیں ۔ اس دن دلاری کا مونہہ اتر جاتا ۔ قدرت کے کھیل نرالے ہیں ۔ وہ یہاں جب سے کام کر رہی ہے جب اس کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی ۔ ویسے اس جیسی شودر لڑکی کا بیاہ گڈے گڑیوں سے کھیلنے کی عمر میں ہی ہو جاتا ہے ۔

دلاری ذات کی کہار تھی ۔ برتن مانجھنا، کپڑے دھونا اس کا کام تھا ۔ اس کا شوہر تلسی بڑا ہی غصہ ور اور شرابی تھا ۔ گھر گرہستی میں کام آنے والے معمولی سامان کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے بیچ کر وہ پی نہ گیا ہو ۔ تین تین اولادیں ۔ ایک لڑکی دو لڑکے ۔ صبح سویرے مرغ کی بانگ کی جگہ وہ بھوکے بچوں کے رونے کی آواز سن کر اٹھا کرتی تھی ۔ یہ مرگھلّے سونے بھی نہیں دیتے ۔ وہ اٹھ کر بڑبڑاتی ۔ دن بھر کام کرتے کرتے جسم تھک جاتا ہے ۔ ذہن کا تھکنا تو جسم کے تھکنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے ۔ اب کیا دے وہ ان بھکّڑوں کو ۔ تھوڑے سے بھیگے ہوئے چنے ہیں ۔ ایک ایک مٹھی آئیں گے تینوں کے حصّے میں ۔ یہی ناشتہ ہے، یہی دوپہر کا کھانا اور یہی رات کا پکوان ۔ وہ اٹھی اور اس نے بھیگے چنے بچوں میں بانٹ دیے ۔

دلاری نے اوجھا جی کا گھر کسی کے ورغلانے پر نہیں چھوڑا ۔ وہ دنانک بھٹ جیسے بد کردار لوگوں کو اچھی طرح جانتی ہے ۔ اپادھیائنی نے خود ہی کہا ۔ دلاری تو نے ہم اجھاگوں کا بہت ساتھ دیا ۔ بھوکی پیاسی رہ کر بھی تو ہمارے دکھ سکھ کی ساتھی رہی ۔ اب تو یہاں نہ آیا کر ۔ میری گرہستی تو تُو جانتی ہے کبھی ایک مٹھی چنے، کبھی ستّو، کبھی وہ بھی نہیں ۔ اس طرح بچوں کو کب تک ننگ دھڑنگ گھومتا دیکھے گی ۔ ہمارے یہاں تو بچے بھی نہیں ہیں کہ ان کی اترن پہننے کو دے سکوں ۔

دلاری اپنی گود میں مرگلے سے بچے کو چپکائے مونہہ اندھیرے لوٹ آئی ۔ صبح کا تارا

جب طلوع ہوتا تھا تبھی وہ آجاتی تھی۔ آج وہ بہت رنجیدہ تھی۔ اتنی اداس تو وہ سولہ سالوں میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ایک برہمن یا چھتری کے یہاں کام کرنے کا بھی اپنا سکھ ہوتا ہے۔ دنیا کے سارے رشتے کیا صرف پیسے پر ٹکے ہوئے ہیں؟ کیا ان کے لئے کچھ چھوڑنا نہیں پڑتا؟ تین چار کم عمر طالب العلم ادھا جی کے گھر کو آشرم کہتے تھے۔ ان بچوں کے چہروں پر بھی اس نے بھوک کی آڑی ترچھی لکیریں دیکھی ہیں۔

کارو محلے کے ٹھیک اُتر میں اندھیرے میں ڈوبی ایک جھونپڑی تھی۔ ونائک بھٹ کی زبان میں کُٹیا۔ جب برہمن کمتر درجے کا ہوتا ہے تو وہ اپنی غریبی کو چھپانے کے لئے عجیب عجیب الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ پھوس کی جھونپڑی کو 'کُٹیا'، کانسے کے برتنوں کو پاتر، موٹے سوتی کپڑے کو اُترِیہ، پھٹی پرانی چادر کو دُکول، موٹے دھاگے کو یگیو پویت، پھٹی پرانی دھوتی کو شاٹک، کُھردری لکڑی سے بنی کھڑاؤں کو چرن پادُوکا۔ ہے بھگوان! دُلاری ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتی۔ سچ مچ محرومی کو چھپانا بڑا کارنامہ ہے۔

وہ اپنے شوہر تلسی کے کہنے پر ایک بڑے ہی بدصورت برہمن کے گھر گئی۔ اُس دن تلسی بھی اس کے ساتھ گیا تھا۔ بِشو مسّر کشمیری برہمن تھے اس لئے وہ برہم پوری میں نہیں رہتے تھے۔ وشویشور مندر کے سامنے سے جو شاہ راہ مندا کنی کے دکھنی کنارے تک پھیلی ہے اس کے دونوں طرف اعلیٰ درجے کی دوکانیں تھیں۔ دُنیا بھر میں اپنی نادر کاریگری کی دھاک جمانے والے بنارسی کپڑے کے بیوپاریوں، کپڑوں کی تجارت کا تجربہ رکھنے والے دلالوں اور کپڑا بننے والوں سے یہ بازار بھرا رہتا تھا۔ مندا کنی ندی کے سامنے واقع گوال پٹی سے ملا ہوا ایک بلند و بالا مکان ہے۔ مسّر یہیں رہتے ہیں۔ وہ برہم پوری کی طرف نظر نہیں ڈالتے۔ انہیں گناہ ثواب سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ان کا خیال تھا کہ یگیہ کرنے والے لوگ عقل سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ ان کا سروکار صرف ان لوگوں سے تھا جو دولت جمع کرنے کے پھیر میں پڑے رہتے ہوں۔ یہی لوگ ان کے لئے ان داتا تھے۔

"دلاری یہ ہے مسّر جی کا گھر۔ یہاں تجھے ہر روز آنا ہے اور مالک کے حکم کے مطابق سارا کام کرنا ہے۔ شام کو چھٹی ملے گی تبھی جھونپڑی میں آنا۔" اس کے شرابی شوہر نے کہا۔

"اور بچے؟ انہیں کیا دن بھر تو سنبھالے گا؟"

"بچّے سنبھالنا کون سا کام ہے۔ اپنے بچّے اس لئے روتے ہیں کہ بھوک سے اُن کا پیٹ جلتا ہے۔ پیٹ میں دانہ پڑے گا تو خود ہی رونا دھونا بند کر دیں گے۔" تلسی بولا۔

وہ چُپ رہی۔ اس کے شوہر نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ بچّے پیٹ جلنے کی وجہ سے روتے ہیں۔ پیٹ کے یگیہ کی آگ میں لوبان گوگل نہیں بلکہ اناج ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دُلاری خوش تھی۔ اس کے تصور کی آنکھ کے سامنے ایک منظر اُبھرا۔ اس کے تینوں بچّے ناچ کود رہے تھے۔ یہاں تک کہ سب سے چھوٹا بلّو بھی۔ پیٹ بھرا تھا اس لئے رینگ کر چلنے والا بلّو بھی دوڑ رہا تھا۔ اناج، اناج، اناج۔

دلاری دوسرے دن صبح سویرے ہی مستر کے گھر پہونچی۔ اس نے کنڈی کھڑکائی۔ بند دروازے کو کئی بار تھپتھپایا۔ کوئی نہیں آیا دروازہ کھولنے۔ وہ گوال پٹی کی طرف چل پڑی۔ وہ پارس دیو کے گھر بھی کام کرتی تھی۔ پارس کی ماتاجی گوالوں کے گھر کی بوڑھیوں کی طرح ادھیڑ عمر میں ہی ٹوٹ جانے والی کاٹھی کی نہیں تھیں۔ ان کے بال سن کی طرح سفید تھے۔ بیٹے بہوؤں سے گھر بھرا ہوا تھا پھر بھی اپنا کام خود کرتی رہتی تھیں۔ دہی بلو کر مکھن نکالنا، دودھ میں جامن ڈال کر پھر اسے چھینکے پر لٹکانا۔ یہ سب انہیں کے ذمّے تھا۔

"کیوں ری دُلاری، آج بڑی جلدی میں ہے کیا؟ کہیں جانا ہے تجھے؟"

"نہیں ماتاجی۔ یہاں اتنے سویرے نہیں آتی تھی اس لئے کہ برہم پوری کے اوجھاجی کے گھر کا کام نپٹا کر ہی آیا کرتی تھی۔ اب اپادھیائن ماں نے مجھے منع کر دیا۔ بولیں دُلاری تو اب مت آیا کر۔ ہمارے ساتھ رہ کر کب تک بچوں کو بھوک سے تڑپتا دیکھے گی۔ کیسی گئے ی نیک ہیں اپادھیائن ماں۔" دلاری کو اچانک لگا اندر کچھ پگھل رہا ہے۔ آنکھوں تک اُبل کر نہ آجائے اس لئے اس نے آنکھیں پھیر لیں۔

"تجھے شاید معلوم نہیں ہے دُلاری۔"

"کیا ماتاجی؟"

"یہی کہ تیری اپادھیائن میا کے دن پھر گئے ہیں۔ رُک پہلے تیرا مونہہ میٹھا کراؤں تب بتاؤں۔ بوڑھی گوالن گھر میں سے بالکل تازہ مٹھائی لے کر آئی۔ یہ لے پہلے اپنے پارس دیو کے

سیناپتی بننے کی خوشی کی مٹھائی۔ اور اب پیلے اپادھیائن میّا کے آشرم کے ایک بڑا محل بن جانے کی خوشی کے لیے۔" ضعیفہ نے دلاری کا آنچل مٹھائی سے بھر دیا۔

"یہ جو راجہ ہے نا دکھنی ڈاہریا کرن۔ جانتی ہے نہ تو اسے؟"

"سنا ہے ماتاجی۔ اپنے کو اتنا وقت کہاں کہ میں کرن سرن کے بارے میں سوچوں۔"

"اسی کے ایک سردار نے اوجھاجی کو چابک سے پیٹا یا۔ وہ جو کنس ہے ونا ئک دیو، کرن کا پٹھو۔ وہ اوجھاجی کے سامنے کچھ بھی نہیں لیکن اس کا غرور دیکھ کر اوجھاجی کی درگت بنوادی۔ ارے وہ تو پوجا کیے جانے کے لائق ہیں۔ سیناپتی پارس دیو نے ونا ئک کی ایسی پٹائی کی کہ وہ لنگڑا ہو گیا۔ پیر گھسیٹ کر چل رہا ہے۔ آگے کے سبھی دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ ماتاجی قہقہہ مار کر ہنسیں۔ آج جا کر دیکھ آنا اوجھاجی کے آشرم کو اور سُن۔ ونا ئک کی پٹائی کے وقت جو تماشہ ہوا اسے بھی سُن لے۔ راجہ کرن کا سیناپتی آیا۔ بڑا رحم دل اور بہادر ہے وہ۔ بھٹّ کا مچایا ہوا شور سُن کر آیا تھا۔ بھٹ کو لگا وہ سیناپتی پارس کو ایسا دبوچے گا کہ اس کی بے عزتی کے بدلے میں پائی ہوئی سزا کو پارس زندگی بھر یاد رکھے گا۔ لیکن سچائی جان کر سیناپتی اس قدر ناراض ہوا کہ اس نے بھٹ کو اپنے گھوڑے سے روند ڈالا۔ اوجھاجی کے گھر گیا۔ ان کے پیر چھو کر معافی مانگی۔ سنتے ہیں اوجھاجی سے اس نے کہا میں ڈاہریا نہیں ہوں، میں کنوجیا ہوں۔ اور سُن، دوپہر ہوتے ہوتے ایک اور تماشہ ہوا۔ اوجھاجی کے منع کرنے کے باوجود سیناپتی نے چالیس کاریگر لگوا دیے تھے۔ ولی عہد گووندچندر کا حکم تھا کہ دو تین دن کے اندر اوجھا کا آشرم ایسا بننا چاہیے جیسا برہم پوری میں کسی کا نہ ہو۔"

اسی وقت کرن کے سردار کو کچھ گھوڑسوار رسّی میں باندھ کر لے آئے۔ دوسرے سردار نے اوجھاجی سے پوچھا کر کیا چابک مارنے کا حکم اسی نے دیا تھا۔ اوجھاجی کے ہاں کہنے پر اسے گھوڑے سے گرا کر رسّی سے باندھ کر کرن گھنٹا تک لے گئے۔ یہ سب اسی کنوجیا سیناپتی کے حکم سے ہوا۔ جا آج تیری چھٹی۔"

دُلاری نے مٹھائیاں آنچل میں باندھیں پھر مسّر کے گھر پہونچی۔ مسّر کے گھر کا دروازہ کھلا تھا اور وہ سامنے والے کمرے میں اپنا ہی کھاتہ کھول کر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیوں ری پاجی، تو اب آرہی ہے۔ جب برتن مانجھ دھو کر ناشتہ ہو چکا تو رانی جی

تشریف لائیں ۔ مجھے ایسی نوکرانی نہیں چاہئے ۔ میں نے تُلسی سے صاف کہہ دیا تھا کہ تیری بیوی کو صبح سے لیکر شام تک میرے یہاں ہی رہنا پڑے گا ۔ اور تو یہ ، شودر اب چلی آرہی ہے جھاڑو بہارو کرنے ۔"

"مسّر جی ۔ دُلاری اس کے چیچک زدہ کالے مونہہ کو دیکھ کر بولی ۔ تو جا بھاڑ میں ۔ تیری نوکری کی ایسی کی تیسی ۔ میں صبح سویرے ہی کواڑ پیٹ کر کھڑی رہی کہ کوئی دروازہ کھولے لیکن کوئی آیا ہی نہیں ۔ کیا میں تیری لونڈی ہوں ہم کہار ہیں مسّر جی ۔ اچھوت نہیں ہیں ۔ ہم سے وہ لوگ ہی کام نہیں کراتے جو دھرم کرم کو بھگوان پر چھوڑ کر اپنی ہی مرضی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ۔ ہم تو ہمیشہ انہیں گھروں میں لگے رہے ہیں جو پیڑھیوں سے چلے آرہے تعلقات کو نبھاتے ہیں ۔ پانی بھرنے سے لے کر غسل اور پوجا کرنے تک ہماری ضرورت انہیں رہتی ہے جو یہ مانتے ہیں کہ پرجا بھی گھر کی فرد ہے ۔ اسلئے انہیں بچّے کے پیدا ہونے سے لے کر موت تک ہر موقعے پر عزت کے ساتھ بلایا جاتا ہے ۔ اپنی ذمّہ داری کو نبھانا ہوتا ہے اور انہیں کنبے کے فرد کی طرح پنگت میں بٹھا کر کھانا کھلانے سے لے کر سونے اور آرام کرنے تک ساری سہولتیں میسر کرائی جاتی ہیں ۔"

"تُو تو بڑی زبان دراز عورت ہے ۔ بِسُّو مسّر بولے ۔ میں نے تُلسی سے کہہ دیا تھا کہ مجھے جھگڑالو چھوکری نہیں بلکہ خاموش طبیعت والی ملازمہ چاہئے ۔ تلسی نے اسے منظور کیا تبھی میں نے تجھے یہاں آنے کی اجازت دی ۔"

"مہاراج !" دُلاری بولی ۔ "مجھے کب انکار ہے ۔ نوکرانی تو میں ہوں ہی میری جیسی عورتیں ہمیشہ سے غصّے کو کڑوے گھونٹ کی طرح پی لینا سیکھتی آئی ہیں ۔"

"میں تقریریں سُننے کا عادی نہیں ہوں ۔ تجھے یہاں رہنا ہے تو کام شروع کر اور جانا ہے تو باہر نکل ۔" بِسُّو مسّر نے غصّے سے پھنکارتے ہوئے کہا ۔ "جاکر پہلے اوپر سب کچھ جھاڑ بہار ۔ پھر نیچے کی صفائی کر ۔"

دُلاری اوپر پہونچی ۔ اوپر کا ایک کمرہ اندر سے بند تھا ۔ اسے چھوڑ کر باقی سب اس نے جھاڑ بہار کر صاف کر دیے ۔ پھر بند کمرے کی طرف آئی ۔ دروازے پر لٹکتی کنڈی کو اس نے کھٹکھٹایا ۔ کوئی جواب نہیں ملا ۔ اس نے دوبارہ کواڑ پیٹے ۔ اس مرتبہ دروازہ کُھلا ۔ "کون ہے تو ؟" ایک عورت بولی ۔ "دیکھتی نہیں ہم سو رہے ہیں ۔ یہ سب ناٹک مسّر کے سامنے چلتا ہے ۔ تیرا چہرہ خوب چکنا ہے ۔

مسٹر ایسی چیزوں کی بڑی قدر کرتا ہے۔"

"سنیے رانی جی! دُلاری کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ کمرے میں ایک مرد سویا ہوا ہے۔ میرے شوہر نے کہا تھا کہ مسٹر نے بیاہ نہیں کیا ہے۔ ان کی ایک لڑکی ہے۔

"چپ بے وقوف۔ میں اس بدکردار مسٹر کی بیٹی نہیں ہوں۔ کمرے میں سوئے آدمی کا بھی اس سے کوئی سگا رشتہ نہیں ہے۔ تو جا پیچھے کا کام پورا کر۔ تب تک ہم آتے ہیں۔ تو دھیرے دھیرے جان جائے گی۔ مسٹر کی کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں رہتی۔"

دُلاری الجھن میں پڑ گئی۔ دل پر جبر کر کے وہ کام کرتی رہی۔ تبھی کھانا پکانے والا باورچی آیا۔ اس نے ٹکٹکی باندھ کر دُلاری کو دیکھا۔

"تو تُو ہے نئی نوکرانی!"

"آپ کی تعریف مہاراج؟" دلاری نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

"میں مسٹر جی کا باورچی ہوں۔ ویسے دیکھو تو اور بہت سے کام بھی کرتا ہوں۔ ان کا معتمد، خادم، ساتھی سبھی کچھ ہوں۔"

"آپ واقعی عظیم ہیں جناب۔ میری خوش قسمتی کہ آپ سے ملاقات ہوئی۔"

"کیوں ری تو کسی برہمن کی اولاد ہے کیا؟"

"نہیں تو مہاراج۔ میں تو کہار ہوں۔"

"تب تو نے ایسی زبان کہاں سے سیکھی؟"

"غریب دکھیاری ہوں مہاراج۔" دُلاری مسکرائی۔ جانے کتنے گھروں میں جھاڑو بہارو کرتی ہوں۔ کچھ دن برہم پوری کے آچاریوں کے گھروں میں کام کیا ہے اس لئے زبان سُدھر گئی ہے۔"

"یہ تو بڑا سنگین معاملہ ہے ری۔ ہمیں برہم پوری سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہم انہیں ذات باہر سمجھتے ہیں اور وہ ہمیں۔ تجھے صبح سے شام تک یہیں کام کرنا ہوگا۔ خبردار جو برہم پوری کے آچاریوں کا نام لیا۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر یہاں کا کام چھوڑ اور انہیں کے یہاں کام کر۔ مجھے مسٹر جی کو اس کی اطلاع دینی ہوگی کہ تو برہم پوری میں بھی کام کر رہی ہے۔"

دُلاری سمجھ گئی کہ باورچی خاصہ شوقین مزاج ہے۔ وہ دوبارہ مسکرائی۔ "مہاراج میں تو آپ کو چھوڑ کر کہیں جانے کا نام نہیں لوں گی۔ آپ جیسے لائق آدمی کی صحبت کیا آسانی سے ہاتھ آتی ہے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کے ساتھ کام کرنا ہے۔"

"ہیں ہیں ہیں۔ تیرا نام کیا ہے لڑکی؟" باورچی چٹخارہ لیتے ہوئے بولا۔

"دلاری۔"

"واہ تُو تو سچ مُچ کی دلاری ہے۔ لاڈ پیار میں پلی۔ بلکہ لاڈ پیار میں بگڑی۔ شوخ، چنچل، جان لیوا۔"

"ارے پاکھنڈی۔ تو مجھے ابھی جانتا نہیں ہے۔ پنچ گنگا گھاٹ کے پنڈے، گھاٹیے اور بڑے بڑے سانڈ جیسے مرد مجھے دیکھ کر کانپنے لگتے ہیں۔"

"تجھ سے کانپتا تو میں بھی ہوں دُلاری۔ لیکن ڈر سے نہیں، محبت سے۔"

"اچھا اب ہٹیے سامنے سے۔ میں نے باورچی خانہ دھو کر خوب صاف کر دیا ہے۔ نہ جانے کب سے اس کا فرش اس قدر گندا پڑا تھا۔ پتہ نہیں اس گندگی اور بدبُو کے درمیان آپ لوگ کھانا کیسے کھاتے تھے۔"

"اچھا بھائی۔ کپڑے اتار کر آتا ہوں۔ باورچی دُلاری کے کان کے پاس مونہہ لا کر بولا۔

"اوپر والے سب گئے کہ ہیں؟"

"کمرہ بند کر لیا ہے ان لوگوں نے۔ مِسّر کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ مہاراج جی۔ یہ ہیں کون لوگ؟"

"ارے دلاری، اپنا کام دیکھ۔ دو چار دن میں سب معلوم ہو جائے گا۔" دُلاری نے لکڑی کی بالٹی سے آنگن میں پانی ڈالا اور پرانے کپڑے سے آنگن کو پونچھ کر چمکا دیا۔

"میرا انگوچھا تو لے آ۔ وہاں آنگن کے کونے میں کھونٹی پر لٹکا ہے۔"

دُلاری انگوچھا لانے گئی تو اس پر بھنبھناتی ہوئی ڈھیروں مکھیوں کو دیکھ کر اسے اُبکائی آنے لگی۔ برسات کی ابتدا میں اس نے آنگن میں بندھی الگنیوں پر مکھیاں بھنبھناتی دیکھی تھیں۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر چڑھی مکھیاں۔ لیکن اتنی گندی وہ اسے کبھی نہیں لگی تھیں۔ اس نے

انگوچھا چٹکی سے یوں پکڑا جیسے وہ مرا چوہا ہو اور باورچی کے پاس پہونچی۔

"یہ کیا اُٹھالائے مہاراج ؟"

"ابھی بتاتا ہوں دُلاری رانی، ابھی۔ اس نے دودھ گرم کر کے اس میں ایک چٹکی پسی ہوئی الائچی ملائی اور دو پیالوں میں ڈال کر دُلاری کو دیا۔ اب لے ان پیالوں کو اس کمرے میں دے آ۔"

"بند کمرے میں ؟ نہ بابا۔ میں یہ سب نہیں کروں گی۔"

"ارے تو باہر سے تھالی تھما دینا۔ وہ خود لے جائے گی اندر۔"

"نہیں مہاراج۔ میں ننگ دھڑنگ مرد یا عورت کے ہاتھ میں دودھ دینے نہیں جاؤں گی چاہے میری گردن رہنے دو یا آتار دو۔ میں وہاں کبھی نہیں جا سکتی۔"

"مجھے مسٹر جی سے کہنا پڑے گا۔ دلاری سوچ لو ایک بار۔ آج تک مسٹر نے کسی ملازمہ کو دس کارشک سے زیادہ تنخواہ نہیں دی ہے۔ وہ اس سے زیادہ کے لائق نہیں سمجھی گئیں مہمانوں کی پذیرائی کے لئے کس طرح بات چیت کرنی چاہئے۔ وہ نہیں جانتی تھیں۔ ان میں اتنی صلاحیت نہیں تھی مہذب طریقے سے مہمانوں کو جگائیں اور دودھ پہونچائیں۔"

"تو مجھے بیس کارشک اس لئے دیئے گئے ہیں کہ میں گناہ کرنے والے لوگوں کے سامنے پربھاتی گاؤں اور رات بھر کی محنت سے تھکے ان نام نہاد مہمانوں کو دودھ پہونچاؤں ؟"

"ذرا دیکھ تو آ دُلاری۔ میں ہوں نہ۔ اگر کسی نے تجھے ترچھی نظر سے بھی دیکھا تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔"

"اچھا مہاراج دیکھ لیتی ہوں۔"

اس نے چاندی کے تھال پر کٹورے رکھے اور اوپر پہونچی۔ دروازہ اب بھی بند تھا۔ اس نے تھپکی دی تو زنانہ آواز سنائی دی۔ 'ابھی کھولتی ہوں'۔ دروازہ کھلا۔ مرد کے جسم پر گندے، جانگھیے کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ دُلاری تھالی لئے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے ایک پیالہ اُٹھایا اور مسکرا کر دلاری کی طرف دیکھا۔ "پہلے تو تجھے کبھی نہیں دیکھا تھا۔"

"دودھ ٹھنڈا ہو جائے گا جناب۔" دلاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ، کیا زبان ہے، چہرے پر کیسا سلونا پن ہے۔ میں تو تمہیں دل دے بیٹھا۔ کیا

نام ہے تمہارا ؟"

"دُلاری ۔"

"واہ ۔ میں کہہ رہا تھا کہ میں نے دل دے دیا ۔ تم نیچے جاؤ اور مسٹر سے کہو کہ مہمان نے انہیں بلایا ہے ۔"

" اس کے مونہہ سے نہ جانے کیسی بُو آ رہی تھی ۔ دُلاری جلدی جلدی سیڑھیاں پار کرتی آنگن میں اتر آئی اور باورچی سے بولی ۔ وہ ننگا آدمی مسٹر کو بلا رہا ہے ۔"

"کیا تجھ سے کچھ کہا اس نے ؟ یعنی تیری شکل وصورت وغیرہ کے بارے میں ؟"

"ہاں اس نے کہا، واہ کیا زبان ہے اور چہرہ کیسا سلونا ہے ۔"

"تم جیت گئیں دُلاری ۔ تم اوّل نمبر سے پاس ہوئیں ۔ خود جا کر مسٹر جی سے کہہ دو ۔ وہ بگڑیں گے نہیں ۔ الٹا تمہیں انعام دیں گے ۔"

"کیوں ۔ انعام کیوں دیں گے مجھے ؟"

"تم نے ان کے معزز مہمان کا دل جیت لیا ۔ میں سوچتا تھا اور برسوں سے سوچ رہا ہوں کہ یہ بجتر پانی دھوبن، چنڈالنی، ڈومنی جیسی شودر عورتوں کو ہی کیوں چاہتے ہیں ۔ جبکہ انہیں اونچے درجے کی خوبصورت عورتیں اور طوائفیں وغیرہ بھی مل سکتی ہیں ۔ آج مجھے اس سوال کا جواب مل گیا ۔ میری عقل بیدار ہو گئی ۔ صرف سچائی جاننا کافی نہیں ۔ علم کو عمل میں لانے والی صلاحیت بھی پیدا کرنی ضروری ہے ۔ میرے ساتھ جب تک دُلاری ہے میں کسی بھی دولتمند کو اپنے آگے کا کھانا چھونے بھی نہیں دوں گا ۔"

دُلاری مسٹر والے کمرے کی طرف چلی ۔ باورچی اس کے کولہوں کی تھرکن دیکھتے ہوئے بولا "اس سڈول اور گٹھے ہوئے جسم والی محنتی عورت کے ساتھ ملاپ میں کیسی نشہ آور کیفیت ہوتی ہوگی ۔"

دلاری نے آ کر کہا ۔" میں کہہ آئی مسٹر سے کہ تمہارے مہمان نے تمہیں بلایا ہے ۔ وہ کھُردرے چہرے والا کلکاری مار کر ہنسا اور لکڑی کی پیٹی کھول کر مجھے دو کارشک انعام میں دیے ۔"

"میں کہہ رہا تھا نہ ۔ باورچی اوپر سے بہت خوش نظر آ رہا تھا ۔ لیکن اندر ہی اندر گھبرا بھی رہا تھا ۔ یہ مسٹر جیسا پاپی ہے کہیں مجھ سے میری چیز چھین نہ لے ۔ اوپر وہ شرابی لُوٹنا چاہتا ہے

اور نیچے یہ دولت کے نشے میں اندھا منتری۔ بیچ میں مارا جائے گا رسوئیا نندن پانڈے۔ ہائے ری بدقسمتی۔ تو میرے حصے میں ایک چھوٹی سی خوشی بھی نہیں آنے دیتی۔

نندن پانڈے نے انگوچھا کھولا اور تھالی میں اُلٹ دیا۔ گوشت تھا۔ دُلاری نے دیکھا اور غصے سے کانپتی ہوئی بولی۔ "کیوں رے اُلّو! تو نے مجھ سے انگوچھا منگایا۔ اس میں تو گوشت باندھ کر لایا تھا۔ تو برہمن نہیں برہمن کے نام پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔"

پانڈے آنکھیں نیچی کئے گوشت دیکھتا رہا۔ "آج بہت اچھا گوشت دیا ہے گوشت والے نے۔" وہ دھیرے سے بولا۔ "دلاری تو نے زندگی کا ذرا بھی لطف نہیں اُٹھایا۔ جس نے نہ گوشت کھایا نہ شراب پی اُسے یا تو دنیا چھوڑ دینی چاہئے یا پھر کنٹھی پہن کر برندا بن چلے جانا چاہئے۔ تیرے ساتھ گڑبڑ یہ ہے کہ تو گھر گرہستی کا سکھ بھی چاہتی ہے اور پنڈتوں کی نصیحتوں سے بھی چپکی رہنا چاہتی ہے۔ چاول، گوشت، نمک اور گھی سے بھوک تیز ہو جاتی ہے۔ کاشی میں بہت سے گوشت خور موجود ہیں۔ گوشت پکانا بھی ایک فن ہے دلاری۔ کتنا مسالہ پڑے گا اور کتنا گھی یہ ماہر باورچی ہی جانتے ہیں۔"

اتنا کہہ کر پانڈے چُپ ہو گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کاشی کی بولی میں کہنا ہو تو کہیں گے 'جو چک مانس بھوجن'، بھدرین سے لیکر چنادری تک اور وہاں سے لے کر بندھیاچل کے جنگلوں تک میں رہنے والے جنگلی قوموں کے لوگ اناج کی کمی کی وجہ سے جانوروں کو مار کر لاتے تھے اور پھر پورے قبیلے کے لوگ مل کر جانور کی کھال اُتار کر اسے آگ پر بھونتے تھے۔ جب گوشت خوب پک جاتا تو چھری سے کاٹ کاٹ کر سب کو بانٹ دیا جاتا۔ اسے 'سلائی مانسو' کہتے تھے یعنی تیلی سلاخ میں گوندھ کر گوشت کے ٹکڑوں کو آگ پر بھوننا۔ جنگلی لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ ہانڈی کا گوشت اس وقت تک نہیں گلتا جب تک اُسے ڈھکن سے ڈھک نہ دیا جائے۔

"کیا سوچ رہے ہو مہاراج؟" دلاری بولی۔ اُسے مہاراج کو خاموش دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اندر ہی اندر غصے میں اُبل رہے ہیں۔

"کچھ نہیں دُلاری رانی"۔ پانڈے بولا۔ "اگر آج کھا کر دیکھ لے تو اس کا مزا چکھتے ہی تو روز پکانے پر اصرار نہ کرنے لگے تو کہنا۔ پانڈے اپنی چٹیا کٹوا دے گا۔"

"تم ناپاک کھانا کھاتے ہو مہاراج۔ تمہاری چٹیا میں کون سا وید بندھا ہوا ہے۔ وہ

تو بکرے کی داڑھی سے بھی گئی گزری ہے۔ بکریوں میں ذات پات نہیں ہوتی۔ ان کی داڑھی کی کوئی وقعت بھی نہیں ہوتی۔ لیکن تمہاری چٹیا تو تمہارے تکبّر کی علامت ہے۔ پاکیزگی کے ڈھونگ کا اعلان ہے۔ تم مکّار ہو نندن پانڈے جو خود کو برہم پوری کے برہمنوں کے برابر سمجھتے ہو۔"

"اب خاموش ہو جاؤ دلاری۔ میرے ضبط کو اور مت آزماؤ۔ بہت سن لو۔ اب آگے ایک لفظ بھی مونہہ سے نکالا تو اس چمٹے کو تپا کر تمہارے جسم میں گھسیڑ دوں گا۔"

"کیا کہا تو نے نیچ کُتّے! تو مجھے جلتے ہوئے چمٹے سے جلائے گا۔ رُک جا۔ اس سے پہلے کہ تیری ناک کاٹوں تجھے توبہ کرنے کے لئے ذرا کی ذرا وقت دے رہی ہوں۔"

دلاری نے اپنی انگیا میں ہاتھ ڈال کر ایک دس انگل لمبی چھُری نکالی اور پانڈے کی طرف بڑھی۔ پانڈے پسینے پسینے ہو گیا۔ اس نے گھگھیاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ مونہہ سے نہیں نکل سکے۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور دُلاری کے پیروں پر گر پڑا۔ کچھ دیر اس کا رونا گانا چلتا رہا۔ اس نے کہا "دُلاری اگر میں نے تمہیں سمجھایا نہ ہوتا تو بستو مِسّر تمہیں نکال دیتا۔ تمہیں میں نے راز کی بات بتائی اس لئے تمہیں انعام میں دو کا رشتہ بھی مل گئے۔ اگر تم اس سے میری شکایت کرو گی تو وہ مجھے نکال باہر کرے گا۔ میرے بغیر یہاں رہو گی تو اوپر والے جوڑے جیسے لوگ روز ہی تمہیں اناپ شناپ سنائیں گے اور کسی دن تم وہ سب سچ دو گی جو تم جیسی سُلجھی ہوئی عورت بیچنا نہیں چاہے گی۔"

"ٹھیک ہے آج تجھے چھوڑ دیتی ہوں۔ گوشت کے علاوہ اور کیا پکا رہا ہے؟"

"پوریاں بناؤں گا۔"

"تو لاؤ میں آٹا گوندھ دیتی ہوں پھر تم فوراً پوریاں بنا کر مجھے کھلاؤ۔ بڑی زور کی بھوک لگی ہے۔ میں اس ذلیل مسّر کے یہاں پانچ بجے سے آئی ہوئی ہوں اور کسی نے یہ تک نہیں پوچھا کہ دُلاری کو ناشتہ ملا یا نہیں۔"

"ناشتہ کہاں بنتا ہے یہاں۔" پانڈے بولا۔ "ارے یہ تو بستو کی قسمت ہے کہ اس طرح کے جوڑے اس کے یہاں روز آتے ہیں ورنہ اتنا مال کوئی ایک جنم میں اکٹھا کر سکتا ہے۔"

تبھی باہر کے کمرے سے کسی نے دلاری کو پکارا۔ دُلاری آٹا گوندھ رہی تھی سنتے ہوئے

ہاتھ لئے وہ کمرے میں پہونچی۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا" بسّر ہنستے ہوئے بولا "کیا نام ہے تمہارا؟" دُلاری نے پہلی بار دیکھا کہ اگر روح گندی ہو تو اتنی دولت ہوتے ہوئے بھی انسان کے چہرے پر کیسے متضاد رنگ اُبھرتے ہیں۔ بسّو پنڈت دُلاری کے لئے لگاوٹ اور دلچسپی کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن لگ رہا تھا کہ وہ سب ایک شرابی کی مکاری ہے۔ بے انتہا مال و دولت اکٹھا کرنے والا اس وقت کسی انتہائی ذلیل انسان کی طرح داغدار نظر آرہا تھا۔ سنسکرت میں کُبیر[1] کا مطلب ہی ہے بھدّا اور بدصورت۔ کُبیر کے بدلے شُبیر کر دیجئے مطلب بدل جائے گا۔

"بولو داسی کیا نام ہے تمہارا؟" وہی کُتّے کی طرح گھور گھور کر دیکھنے کی کوشش۔

"دُلاری۔"

"واہ تُو تو پہلے سے ہی دُلاری ہے۔ دُلاری تو راج رانی ہوتی ہے نہ۔ لے یہ سارے تالے کُنجیاں۔ آج سے تُو اس گھر کی مالکن ہے۔"

"اے سیٹھ۔ تو یہ زبان اُن عورتوں سے بول جو معنی مطلب نہ سمجھتی ہوں۔ دُلاری تو ایسے لوگوں کے گھروں میں رہی ہے جو تجھ جیسے اچھوت برہمن کو باورچی خانے میں گھسنے بھی نہیں دیتے۔ اگر کبھی مجبوری میں ایسا کرنا پڑے تو اپنے سارے کمرے اور آنگن گنگا جل سے دُھلوائے بغیر کھانا کھانا تو کیا بچھونے پر بیٹھنا تک انہیں منظور نہیں ہوتا۔

بسو مسّر لمحے بھر کو دُلاری کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا "تیرا شوہر مجھ سے سونے کے سَو کارشاپن قرض لے گیا ہے۔ اس پر ہر سال پچیس فی صد یعنی سوا لاکھ روپیہ سُود لگے گا۔ دیکھ یہ ہیں اس کے چھاپے۔"

"کیسے چھاپے؟" غصّے کے عالم میں لپکتے ہوئے شعلے کی طرح وہ مسّر کی چوکی کے پاس پہونچی اور جھٹکے سے مسّر کے ہاتھ سے کاغذات چھین لئے۔ جو نشان مسّر نے دکھلائے تھے انہیں پھاڑ کر پھینک دیا۔ "اب کہو مہاراج اب کیا ثبوت ہوا تمہارے پاس؟"

---

[1] دُھن دولت کا دیوتا۔

"بدزبان فاحشہ، جس پوتھی کو تو نے پھاڑا ہے وہ صرف نقل تھی۔ اصلی چھاپے والی کتاب تو ریشمی بستے میں لپیٹی میرے لوہے کے بکس میں بند ہے۔ اب تو یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتی۔ میں نے تجھے رنڈی نہ بنا دیا تو اپنی مونچھیں کٹوا دوں گا۔ میں نے تلسی کے کہنے پر کہ تیرے پاس حُسن اور سلیقہ دونوں ہیں اور پھر یہ کہ تیرے بچے بھوکے مر رہے ہیں، سو کارشاپن دے دیئے۔ ایک طرف میری یہ رحم دلی دیکھ اور دوسری طرف اپنی احسان فراموشی۔"

"نندن! نندن!!" مستر چلّایا۔ "سب کام چھوڑ کر یہاں آ فوراً۔ ذرا بھی دیر کی تو تیری کھال کھنچوا دوں گا۔"

باہر کا دروازہ کھُلا تھا۔ دُلاری اس سے نکل بھاگنے کا منصوبہ بنا رہی تھی۔ اسی وقت مستر چوکی سے اُچھلا اور دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔ بولا "اب کدھر سے جائے گی؟"

نندن انگوچھے سے ہاتھ پونچھتا ہوا آیا "کیا حکم ہے مہاراج جی؟"

"اسے تو کوٹنے والے کمرے میں لے جا اور اندر دھکیل کر تالا لگا دے۔ اگر کسی لالچ میں آکر ذرا بھی فیاضی یا کوتاہی برتی ہے تو آج سے تجھے بھی نوکری سے نکال دوں گا۔ احسان فراموش لوگوں سے مجھے سخت نفرت ہے۔"

نندن نے دُلاری کا ہاتھ پکڑا۔ کلائیوں کو بے دردی سے اینٹھ کر اس نے دُلاری کو اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا۔ اس کا رواں رواں خوشی سے کِھلا جا رہا تھا۔ اس نے اسے اپنی چھاتی سے چمٹایا اور زبردستی اس کے ہونٹ چُوم لیے۔

"پاجی عورت، تجھ سے کہا تھا نہ کہ بھگوان بھی تیری مدد نہیں کر سکتا۔"

"نیچ، ہجڑے، نامرد! تو نے میرے ساتھ ایسی خراب حرکت کی ہے کہ تو تڑپ تڑپ کر مرے گا۔ تجھے یہ دھوکہ باز مستر تو کیا یم راج بھی نہیں بچا سکے گا۔"

نندن نے اس کی کلائی مروڑی۔ دلاری کے ہاتھ کی کئی چوڑیاں ٹوٹ گئیں۔ لاکھ کی بنی ان چوڑیوں کا ٹوٹنا بھی عجیب و غریب حالات پیدا کرتا ہے۔ شوہر کے مرنے پر چوڑیاں توڑ دی جاتی ہیں اور اس کی چتا میں ڈال دی جاتی ہیں۔ عورت خود انہیں توڑ دیتی ہے لیکن جس طرح آج چوڑیاں ٹوٹیں وہ ایک طرح کا اعلانِ جنگ تھا۔ کنیز صرف کنیز نہیں رہی، طوائف

بنا دی گئی۔ استعمال میں آنے والی چیز ہو گئی۔ یہ صورتِ حال تب پیدا ہوتی ہے جب اس کا شوہر اسے داؤں پر لگا کر ہار جاتا ہے۔ مہابھارت میں جب دروپدی کو یدھشٹر نے داؤں پر لگا دیا اور ہار گئے تو وِدُر نے غم و غصّے سے مغلوب ہو کر دھرت راشٹر سے کہا تھا 'داسی تصرف میں آنے والی چیز بن گئی۔ وہ ماں کے بلند مقام سے نیچے گرا دی گئی'۔

نندن نے دُلاری کو گھسیٹنا شروع کیا۔ وہ چیخنے لگی۔ بچاؤ، بچاؤ۔ لیکن مسّر کی اس حویلی میں اسے بچانے والا کوئی نہیں تھا۔ اسی وقت اوپر کی منزل سے اس نیم برہنہ شخص نے یہ منظر دیکھا۔

"کیوں مسّر؟ اسے اتنی سزا کیوں دی جا رہی ہے؟ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ یہ میرے لئے ہے اور تمہیں سو کارشاپن بھی دے دیے تھے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ جو میں چاہوں گا تم وہی کروگے لیکن تم تو اس پر حد درجے کا ظلم کر رہے ہو۔ اس طرح کیا وہ اپنے آپ کو سونپنے کے لئے تیار ہو گی؟"

"ہاں مالک! اسی لئے تو اسے سزا دے رہا ہوں۔ یہ بڑی ہی سرکش عورت ہے۔ بغیر دو تین دن کی سخت سزا کے یہ راہ پر نہیں آئے گی۔"

نندن نے دلاری کو اندھیرے کمرے میں پٹکا اور باہر کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔

دو راتیں گذر گئیں۔ دلاری اندھیرے سے لڑتے لڑتے ٹوٹنے لگی۔ پوریوں کا لالچ دینے والا تو دور پانی کے لئے بھی کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ نندن پانڈے پانی تک دینے نہیں آیا۔ ہیکڑی باز نندن نے بند دروازے سے مونہہ لگا کر زور سے چلّا کر کہا 'کہو دُلاری رانی، دیکھ لیا نندن پانڈے کو۔ تم نے چولی میں دس انگل کی چھُری چھپا رکھی تھی۔ سمجھتی تھیں کہ اسے دیکھ کر نندن ڈر جائے گا۔ ڈر کے مارے پیروں پر آ گرے گا۔ اری احمق' نندن پانڈے برہم پوری کے برہمنوں کی طرح، خاص طور پر چندر دیو سے چھٹے ہوئے بے چارے غریب کہلانے والوں کی طرح گناہ کے انگاروں پر چادر بچھا بچھا کر چلنے کا ناٹک نہیں کرتا۔ برہم پوری میں صرف ایک برہمن ہے جس کی نندن پانڈے عزت کرتا ہے اور وہ ہے وِناٹک بھٹّ!

نندن پانڈے کو وِناٹک بھٹّ کی خیر خبر نہیں تھی۔ رات میں وہ کاپالک بننے کا سوانگ رچاتا تھا۔ سب سے سستی بکنے والی شراب خرید کر چڑھاتا تھا اور دو چار کارشک میں مل جانے والی

کسی شودر لڑکی کے ساتھ رات بسر کرتا تھا۔ صبح دن چڑھنے تک سوتا رہتا اور پھر اُٹھ کر گوشت خرید کر مسّر کی حویلی میں آتا۔ یہاں وہ دوپہر سے لے کر رات گئے تک آنے والے مہمان جوڑوں کی خاطر مدارات کیا کرتا تھا۔

تیسرے دن بھی جب دُلاری نہیں پہونچی تو تُلسی گھبرایا۔ کیا ہوگیا اسے۔ اس نے سوچا۔ شراب سے اس کی پلکیں بوجھل تھیں۔ دو دن سے وہ سو نہیں پایا تھا اس لئے کہ بھوک کے بچے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاّ رہے تھے۔ اسی نے دُلاری کو مسّر کے یہاں کام کرنے پر راضی کیا تھا۔ شروع میں تو دُلاری نے مسّر کے متعلق سنی ہوئی کہانیوں کا ذکر کر کے انکار کر دیا تھا لیکن پھر بچوں کی پریشانیاں دیکھ کر راضی ہوگئی تھی۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ تُلسی نے سو کارشاپن پیشگی لے لئے ہیں۔ اس نے وہ رقم شراب اور گوشت پر خرچ کر ڈالی تھی۔ اسے کئی شراب بیچنے والوں کے طعنے سننے پڑتے تھے کئی قصاب بھی سر راہ تقاضہ کرتے۔ تنگ آکر اس نے تُلسی کو داؤں پر لگا دیا۔ اس کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ جب ضمیر ہی نہ ہو تو بوجھ کہاں اور کس پر؟ لیکن بچّے؟

وہ سیدھا مسّر کے دروازے پر پہونچا۔ باہر کے کمرے میں وہ اپنی پوتھی کھولے بیٹھا تھا۔ تُلسی نے اس کے پیر چھُوے۔

”ہٹو، ہٹو،“ مسّر نے دھتکارا ”جاؤ وہیں جہاں تمہاری بیوی گئی ہے۔“

”کہاں گئی ہے وہ؟“

”مجھے نہیں معلوم۔ ہاں اگر تم ایکسو دس کارشاپن لوٹا دو تو اس کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہوں“۔

مسّر کی بات سن کر تُلسی غصّے سے آگ بگولا ہوگیا۔ تُو نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی ہوگی۔ میں تجھ جیسے برہمن نما شیطانوں کو خوب جانتا ہوں۔ میں سمجھ گیا تھا کہ تو کس طرح کا بیوپاری ہے۔ پھر بھی جان بوجھ کر آگ سے کھیلا اس لئے کہ مجھے سَو کارشاپنوں کی سخت ضرورت تھی۔ مجھے اپنی عزّت اور اپنی بیوی کو داؤں پر لگانا پڑا۔ مقدس آگ کے سامنے کھائی گئی قسم کو توڑنا پڑا۔ میں اپنی آن بان نہیں بچا سکا۔ مہاراج ہم کہار ہیں جو تینوں اونچی ذاتوں کے زنان خانوں تک میں بلا روک ٹوک آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہماری عزّت ان گھرانوں میں محفوظ رہتی ہے۔ مجھے دُلاری کو یہاں نہیں لانا چاہئے تھا۔ میں اپنی نامردی اور بے شرمی پر سخت شرمندہ ہوں۔ مجھے اگر شام تک

دُلاری نہ مل گئی تو میں اس بدکردار آدمی کو خواہ وہ برہمن ہی کیوں نہ ہو، مار ڈالوں گا۔ ایسا نہ کر سکا تو خود اپنی جان لے لوں گا۔"

"ارے جا شودر، بھک منگے۔ خودکشی کی دھمکی کسی اور کو دے۔ میں کل صبح کرن دیو سے ملنے جا رہا ہوں۔ ان سے بہت سی باتیں کروں گا۔ تیری بھی، برہم پوری کے برہمنوں کی بھی اور دُلاری کے کئی عدد خصموں کی بھی۔ تو نکل جا یہاں سے۔ جا اپنا کالا مونہہ چھپا کر گھر میں بیٹھ۔ کوئی چال چلنے کی کوشش کی تو تجھے قتل کروا دوں گا سمجھ لینا۔"

تُلسی حویلی سے باہر آکر کچھ سوچتا رہا پھر سیدھا گوال پلی کی طرف چل پڑا۔ پارس دیو کے کچے گھر اور اس کی زرد مٹی سے لپی دیواروں کو دیکھتا رہا۔ پارس دیو کا کیا عہدہ ہے؟ سنا ہے وہ راجہ چندر دیو کے سپہ سالار بن گئے ہیں۔ ایک طرف مشر جیسے بے ایمان کی حویلی اور دوسری انصاف کے لئے لڑنے والے پارس دیو کا یہ مٹی کا مکان۔

"ماتا جی، ماتا جی" اس نے کنڈی کھٹکھٹائی۔

"کون ہے، آ جاؤ۔ کواڑ بند نہیں ہیں۔" پارس دیو کی ماں بولیں۔

تُلسی ان کے پاس پہونچا اور ان کے پیروں پر گر پڑا۔ "ماتا جی۔ مجھ غریب پر رحم کیجئے۔ میری بیوی کو بسو مشر نے زبردستی کہیں لے جا کر چھپا دیا ہے۔ میں نے ان کی منت سماجت کی، رحم کی بھیک مانگی تو وہ بولا میں کل صبح کرن دیو سے ملنے جاؤں گا اور سب کا بھانڈا پھوڑ دوں گا۔"

"تو دُلاری کا شوہر ہے؟"

"ہاں ماتا جی۔"

"تو اپنی کہانی پوری سنا۔ یاد رہے کہ اپنا قصور بھی صاف صاف بتانا ہے۔ ہمیں کرن دیو سے کچھ نہیں لینا دینا۔ اگر ہو بھی تو فکر نہیں ہے۔ گائیں بھینسیں ہی اپنی پونجی ہیں۔ ہم نہ کسی سے کچھ چاہتے ہیں نہ لیتے ہیں۔ ہمارا ہاتھ ہمیشہ اوپر رہتا ہے۔ سامنے کھڑے انسان نے اگر ہاتھ پھیلا دیا تو ہم انکار نہیں کرتے۔"

تُلسی نے اپنی رام کہانی شروع کی۔

"ٹھہر" پارس دیو کی ماں نے پکارا۔ "رام بھدر"!

"آیا ماں۔"

خوب بھرا ہوا جسم، کسرتی پٹھے، گلے میں کال بھیرو کا گنڈا، کندھے پر لال انگوچھا۔ رام بھدر ماں کے سامنے پہونچا۔ "ذرا بیٹھ تو بھی رام۔ اسے پہچانتا ہے تُو؟"

"نہیں اماں۔"

"یہ دلاری کا شوہر ہے تلسی۔ دُلاری کو تو جانتا ہی ہوگا تُو۔"

"وہی نا جو اپنے گھر میں کام کرتی ہے!"

"ہاں۔ اب تو اس کی باتیں سن لے۔"

تلسی نے پورا قصہ کہہ سنایا۔ کارشاپن قرض لینے کی بات بھی بتائی۔ وشوناتھ مسّر کا پورا قصہ سن کر رام بھدر بولا "وہ مہمان ہیں کہ گئے؟"

"ابھی نہیں گئے۔ اگر چلے بھی گئے ہوں تو دوسرے جوڑے آ گئے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے تم گھر جاؤ اور لو یہ ایک کارشاپن۔ لیکن بچوں کو بھوکا رکھ کر شراب پی ہے تو سمجھ لینا۔ مسّر کی بجائے تمہاری ہی درگت بنے گی۔ ہے منظور؟" رام بھدر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم مسّر کے یہاں مت جانا۔"

گوال پلّی کے کچّے پکّے مکانوں پر شام کی شفق عبیر کے رنگ بکھیر رہی تھی۔ رام بھدر کے ساتھ تین چار نوجوان مسّر کی حویلی پر پہونچے۔ نوجوانوں کو باہر ہی رُکنے کا اشارہ کر کے رام بھدر نے دروازے پر لٹکتی کُنڈی کھٹکھٹائی۔

"کون ہے بھائی؟"

"ایک مہمان۔"

مسّر نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ سامنے زرد رنگ کی دھوتی اور باریک عمدہ چادر میں ملبوس روشن چہرے والا ایک شخص کھڑا تھا۔ مسّر نے اسے دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ دیے "آئیے ان داتا۔"

رام بھدر مسّر کے کمرے میں آیا۔ وہاں ایک نیچے پایوں والا تخت بچھا ہوا تھا جس پر

قیمتی پوشش تھی اور چاروں طرف گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے۔ وہ مسترکے ساتھ ایک تکیے کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔

"کہئے جناب۔"

"مستر جی۔ میں کل ہی کانیہ کبج سے کاشی آیا ہوں۔ میں کرن دیو کے سپہ سالار کا بھائی بنتو سنگھ ہوں۔ وہ ہے انتو یعنی بڑا بھائی اور میں ہوں بنتو، چھوٹا بھائی۔ میں نے کرن میر دیں اپنی بھابھی دیوی چمپک کے طعنوں تشنوں سے ۔۔۔ اب کیا بتاؤں آپ سے۔ دیور بھابھی کا معاملہ ہے۔"

"ہاں جناب۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں دیور بھابھی کے تعلق کو۔ تو کیا کہا سپہ سالار کی بیوی نے؟"

"بولیں کہ میرے گھر میں وہ سب مہیا ہو نہیں سکے گا جو تمہیں رات کو چاہئے۔ تمہارے بھائی کا حال یہ ہے کہ میری معمولی بات پر تو چڑ جاتے ہیں، تمہارے بارے میں کچھ کہا تو آگ بگولا ہی ہو جائیں گے۔ اس لئے اپنا انتظام خود کرو۔"

"واہ۔ واہ۔ مستر نے کھیسیں نپوریں۔ بھاوج ایسی ہی ہوتی ہے جناب۔ وہ ماں بھی ہے اور معاون بھی اور ضرورت پڑنے پر خفیہ معاملات کی طرف اشارہ کرنے والی اپسرا بھی۔ پھر ذرا قریب آ کر پوچھا، آپ کب تک رُکنا چاہتے ہیں جناب؟"

"آپ مجھے ان داتا اور جناب وغیرہ کہہ کر مخاطب نہ کریں۔ آپ بھی جوان ہیں اور میں بھی جوان ہوں۔ یہ لیجئے حقیر سی بھینٹ۔ رام بھدر نے کمر میں بندھی تھیلی نکالی اور مستر کے سامنے رکھ دی۔ اس میں سونے کے سو کارشاپن ہیں۔ اور بھی جو کچھ خرچ ہو گا، آپ کو دیتا جاؤں گا۔"

"کیا کہنا ہے جناب آپ کا۔ کب سے رہنا چاہیں گے محترم؟"

"بس ابھی سے۔" رام بھدر نے کہا۔

مستر نے اس شان و شوکت سے چلنے گاہک کو دیکھ کر خود کنجی اٹھائی اور بولے چلئے جناب آپ کو کمرہ دکھا دوں۔ مستر کے ساتھ رام بھدر سیڑھیاں طے کرتا ہوا اوپر آیا۔ مستر نے ایک بڑے خوبصورت رنگ کا دروازہ کھولا۔ آئیے جناب یہ میرا سب سے آرام دہ کمرہ ہے۔

"کتنا لیتے ہیں آپ اس کمرے کا؟"

"ایک رات ٹھہرنے کے لئے دس سونے کے سکّے۔"
"یہ تو بہت ہو جائے گا مستر۔ دوسرا کمرہ کھولئے۔"
"وہ تو اُٹھ چکا ہے جناب۔"
"کوئی بات۔ میں دو چار دن پہلے والے کمرے میں رہ لوں گا۔ اس کو کس بھاؤ میں اٹھاتے ہیں آپ؟"
"یہ پانچ کارشاپن فی رات کے حساب سے دیا جاتا ہے۔"
"کھولئے اسے۔"
مستر ایک لمحے کو کھڑا سوچتا رہا۔
"چپ کیوں کھڑے ہیں؟"
"یہ اُٹھ چکا ہے ان داتا۔"
"کوئی بات نہیں۔ میں بس ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہوں۔"
بشو مستر نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ "کون ہے؟" اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔
"میں ہوں مستر۔ ذرا دروازہ کھولئے تو۔"
دروازہ کھلا۔ عورت نے اپنا مونہہ چھپا لیا تھا۔ مہمان محض کچھا پہنے کھڑا تھا۔
"یہ کون ہیں مستر؟"
"ایک گاہک ہیں۔ مہمان ہیں ان داتا۔"
"ارے احمق! میں نے تم سے کہا تھا کہ پانچ کی جگہ سات کارشاپن لے لینا لیکن جب تک میں نہ کہوں نہ دروازہ کھولنا نہ کھلوانا۔" مہمان نے رام بھدر کی طرف دیکھا۔ "یہ تو بڑا چھیل چھبیلا دکھائی پڑ رہا ہے۔ عمدہ چادر ڈال رکھی ہے۔ لگتا ہے کوئی بڑی رقم اس کے ہاتھ لگی ہے۔"
رام بھدر تیزی سے اُچھلا۔ مہمان کی چھاتی پر اس نے کس کر لاتیں جمائیں۔ اس نے ایسے کسی آندھی طوفان کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ نیم بیہوش ہو کر چوکی کے نیچے لڑھک گیا۔
"آپ نے یہ کیا کیا ان داتا۔ یہاں کئی سال سے یہ سب ہوتا چلا آ رہا ہے۔ آریہ، ہم اگر پردہ پوشی نہ کرتے تو طوائفوں کو چھوڑ کر شب گذاری کرنے والے لوگ یہاں کیوں آتے۔ ہر انسان کو

اپنی عزت کی فکر تو ہوتی ہی ہے۔"
"تو تو لوگوں کی لاج شرم بچانے کے لئے یہ چیکلہ چلا رہا ہے؟ یہی تیری برہمنیت ہے اور یہی تیرے راجہ کرن دیو کا سہارا ہے جن کے پاس تو کل جانے والا ہے۔ میں ابھی بھیجتا ہوں تجھے۔" رام بھدر کا طاقتور مکہ مستر کے جبڑے پر ہتھوڑے کی طرح پڑا۔ اس کے دو دانت ٹوٹ کر چوکی پر گر گئے۔ موہنہ سے خون نکلنے لگا۔ رام بھدر نے اس کی چھاتی پر بھی دو لتی چلائی۔ وہ بلبلا اٹھا۔ "معاف کر دو ان داتا۔ میں تو آپ لوگوں کا غلام ہوں۔ میں کرن دیو کے پاس یہ درخواست لے کر جا رہا تھا کہ وہ گوال پلی کے غنڈوں سے میری حفاظت کریں۔"
"ان کا حفاظتی خول چڑھانے سے پہلے تیرے اوپر کچھ مہریں تو لگا دوں۔ اس نے دوبارہ مستر کی کھوپڑی پر مکہ مارا۔ اوپر شاید لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے یہ سوچ کر نندن پانڈے وہاں پہونچے کہ مستر جی کو بچائیں۔
"تو تو ہے نندن پانڈے؟" رام بھدر نے اس کی کلائی پکڑ کر زور سے کھینچی اور وہ چوکی کے نوکیلے کونے سے ٹکراتا ہوا گرا۔ اس کے خون سے چوکی رنگ گئی۔
"یہ برہمن ہے۔ مہربانی کر کے برہم ہتیا اپنے سر نہ لیں۔ برہمن کا جلال زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔" مستر نے کہا۔
"کون برہمن ہے؟ کشمیر کا نام بدنام کرنے والا تو یا کاشی کا کلنک یہ پانڈے؟ برہمنی جلال کس کے پاس ہے؟ بول نہیں تو ایک ہاتھ اور لے۔" اس بار اس نے پوری طاقت لگا کر مستر کے پیٹ میں گھونسہ مارا۔ مستر بلبلا اٹھا۔ دہائی ہے۔ دہائی ہے۔
"چیخ مت۔ نیچے اتر۔ دھڑا دھڑ سیڑھیاں پار کرتا مستر اور اس کے پیچھے رام بھدر۔ دونوں نیچے آنگن میں آئے۔ "کہاں ہے دُلاری؟"
"وہ یہاں کہاں ہے آریہ، وہ تو شام کو ہی چلی گئی تھی۔"
"گوبردھن! شیامو! آجاؤ تم لوگ۔" رام بھدر زور سے چلّا کر بولا۔ "آجاؤ تو جلدی سے۔"
تین چار نوجوان دروازے سے بچتے ٹکراتے آنگن میں در آئے۔ "کیا رامو بھیا کیا خبر

ہے یہاں کی؟

"جو کچھ ہمیں بتایا گیا تھا اس کے سارے ثبوت یہاں موجود ہیں۔ دیکھنا ہو تو جاؤ اوپر دیکھ لو لیکن پہلے نیچے کے سبھی کمروں کے دروازے توڑ ڈالو۔"

"ایسا کیوں کر رہے ہو ان داتا؟ مجھ غریب برہمن کی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

"کیا کاشی شہر ایک برہمن کو کھانا دینے لائق بھی نہیں ہے مسٹر؟ یا تو سچے برہمن کے نور سے محروم، دل کا کالا اور مذہب کے خلاف چلنے والا پاکھنڈی ہے، اسی لئے یہ ذلیل کام کرتا ہے؟ برہمن اگر اپنے مقام سے گر جائے تو اچھوت سے بھی زیادہ اچھوت ہو جاتا۔ وہ پانڈے ایسا ہی نیچ آدمی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ برہم پوری کے سبھی برہمن ہمیں ذات باہر قرار دیتے ہیں اور ہم انہیں۔ تمہاری نظروں میں تو وناٹک بھٹ ہی بڑا باعزت اور عالی مقام ہے۔ ہے نہ؟ توڑ دو دروازے۔"

سبھی جوان ایک ساتھ پہلے کمرے کے دروازے پر پہونچے اور تینوں کے تنومند کاندھے دروازے سے ٹکرائے۔ دروازہ بیچ سے پھٹ گیا اور اندر کا پورا منظر دکھائی دینے لگا۔

"دُلاری!"

رام بھدر نے کہا یہ مر گئی کیا رے۔ چلو ایک دھکا اور لگاؤ۔ اس دھکے سے کواڑ چوکھٹ اور بازو دونوں سے اکھڑ گیا اور گر پڑا۔ چاروں اندر گھسے۔ مسٹر پیچھے کی طرف سرکتے ہوئے بھاگنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ گوبردھن نے اس کی گردن پکڑلی اور سرتک اٹھا کر آنگن میں پٹخ دیا۔

دُلاری کے مونہہ پر پانی کے چھینٹے دیے گئے۔ کچھ ہی دیر میں اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر بڑبڑانے لگی۔ "نہیں۔ نہیں۔ مجھے احسان فراموش لوگوں سے نفرت ہے مسٹر اور مجھے بدکردار لوگوں سے۔"

"دُلاری، مسٹر پڑا ہے سامنے، دیکھ لے۔" مسٹر بغیر ہلے جُلے مردے کی طرح پڑا رہا۔

"رامو بھیا۔ مجھے بچانے آپ آگئے۔"

"ہاں رے۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟"

"یہ مجھے کرن دیو کی دھمکی دے رہا تھا کہ سب کچھ کرن دیو سے جا کر کہوں گا۔"

"کہنے دے۔ جب مجھے کرن دیو کی فکر نہیں تو تجھے کیوں ہو۔"
گوبردھن نے مسٹر کا بایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور مٹھی کھول دی۔ ہاتھ بے جان سا گر پڑا۔ اس نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا اور اسی طرح چھوڑ دیا۔ وہ بھی داہنی طرف گر پڑا۔
"رامو بھیا۔ یہ تو لگتا ہے چل بسا۔" گوبردھن نے کہا۔
"ابھی آتا ہوں۔ یہ بڑے بڑے جوگ کرنے والا برہم جوگی ہے۔ اسے میں فوراً اُٹھا دیتا ہوں۔ رکو ذرا۔" مسٹر رام بھدر کی بات سن رہا تھا۔ گھبرایا کہ کہیں یہ میری چھاتی پر پیر جما کر کھڑا نہ ہو جائے۔ مارے ڈر کے وہ اُٹھ بیٹھا۔
"لو دیکھ لو۔ نام ہے بھوت بھگانا اسی کو کہتے ہیں۔"
"اُٹھ رے مسٹر۔ چل اپنا لوہے کا صندوقچہ کھول۔ اس چکلے میں تو نے نہ جانے کتنا مال دبا رکھا ہوگا۔"
بشّو مسٹر نے بسورتے ہوئے صندوق کھولا۔ وہ کافی بڑا اور گہرا تھا۔ اس میں نیچے سے اوپر تک کارشاپن بھرے ہوئے تھے۔
"لے چلو یہ صندوق۔ جب سپہ سالار پارس دیو آئیں گے تو اس کا فیصلہ کریں گے۔"
"ہاں، ہاں۔ یہی ٹھیک رہے گا۔" سب نے ایک ساتھ کہا۔
"میں آپ لوگوں کی منت کرتا ہوں اسے نہ لے جائیں۔ میرے دو ہی دھندے ہیں۔ میں غریب دُکھیا برہمن ہوں۔ جو چکلہ چل رہا تھا اسے تو آپ لوگوں نے تباہ ہی کر دیا۔"
"مطلب؟"
"مطلب یہ کہ یہ جگہ اب اتنی بدنام ہو جائے گی کہ کوئی بھی مہمان یہاں آنا پسند نہیں کرے گا۔"
"تیرا دوسرا پیشہ کیا ہے؟"
"میں سُود کے ذریعے بھی کچھ پیسہ کماتا ہوں۔ اس بکسے میں لوگوں کی امانتیں ہیں۔"
"کیسی امانتیں؟"
"کوئی غربت کی ماری ہاتھ گلے کے زیور رکھ گئی ہے۔ کسی نے جڑاؤ انگوٹھیاں رکھی ہیں۔

اب کہاں تک بتاؤں آپ کو؟"

"تو تم اس صندوق میں تالا لگا دو اور چابی اپنے پاس رکھ لو۔ اگر تمہارے صندوق میں سے کوئی ایک کارشِنگ بھی نکالے گا تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔" رام بھدر نے کہا۔

مستر نے تالا بند کیا۔ تینوں جوان دُلاری کے ساتھ بیٹی کو سنبھالتے ہوئے پارس دیو کے دروازے پر پہونچے۔

شام کے وقت سپہ سالار انو سنگھ پارس دیو کے گھر آئے۔ پارس کی ماں کھاٹ ڈلوا کر باہر ہی بیٹھی تھیں۔

"سپہ سالار پارس دیو ہیں ماتا جی؟"

بڑھیا اس چھوکرے جیسے سپہ سالار کی طرف دیکھ کر بولی "کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب چھوٹے چھوٹے بچے ایسے عہدے سنبھال رہے ہیں۔ ساٹھ سال کے راجہ چتا پر چڑھنے سے پہلے راج گدی کے لئے مار دھاڑ کر رہے ہیں۔ بھیا میں تو صرف ایک راجہ کو جانتی ہوں۔ ویسا راجہ نہ کبھی تھا نہ کبھی ہوگا۔"

"اس راجہ کا نام کیا تھا ماتا جی؟"

"نام تو مجھے یاد نہیں آ رہا ہے لیکن ساری گوال بِلّی انہیں وِجا راجہ کہتی تھی۔ ایک دن وہ مجھ جیسی غریب گوالن کے گھر آئے۔ وہ آریہ رُجنک کو ڈھونڈ رہے تھے۔ رُجنک انہیں نہ جانے کس کس بھیس میں کہاں کہاں لے جاتے تھے۔ مجھے پوری بات تو معلوم نہیں ہے بیٹے۔ راجہ جب ہمارے دروازے پر آئے تو ہم نے سمجھا کہ راجہ کا کوئی رشتہ دار ہوگا۔ تبھی دو گھوڑوں پر آریہ رُجنک اور میرے شوہر آئے۔ انہوں نے میرے ساتھ کھٹیا پر بیٹھے راجہ کو دیکھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولے "کیوں ری تو ابھی سے اندھی ہوئی جا رہی ہے کیا؟ معلوم ہے اپنی کھاٹ کی پائنتی تو نے کسے بٹھا رکھا ہے؟"

"میں کیا جانوں۔ عمر میں مجھے یہ راجہ خود سے چھوٹا لگا اس لئے میں سرہانے بیٹھی رہی۔" میں نے کہا۔

"ارے پگلی گوالن۔ جوگھو سردار نے کہا۔ یہ سارے دیش کے راجہ ہیں شہنشاہ ودیادھر جنہیں ان پڑھ لوگ کہتے ہیں رِدجا۔"

"بیٹے ہیں رِدجا کا نام سنتے ہی ان کے پیر چھونے کو جھکی لیکن پورا جھکنے بھی نہیں دیا انہوں نے۔ بولے یہ سامنے کھڑے دونوں مجرم ہیں بھابھی صاحبہ ان کی کچھ مت سننا۔"

"پارس دیو تو شاید نہیں ہیں ماتا جی۔ رام بھدر رہیں کیا؟"

"رامو۔۔۔۔" بڑھیا کھٹیا پر بیٹھی بیٹھی چلائی۔ "رامو دیکھ تو یہ کون لوگ آئے ہیں۔"

رامو پیچھے والی اندھیری کوٹھری میں سو رہا تھا۔ ماں کی پکار سن کر وہ باہر آیا۔

"ارے آپ ہیں سپہ سالار۔ ہم غریبوں کی کٹیا میں بھی سرکاری لوگوں کو آنا چاہئے۔"

اننت ماتا جی کی پائنتی کھٹیا پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں رام بھدر بڑے سے مٹی کے گھڑے میں دودھ دہی اور شکر گھول کر لایا۔ پندرہ بڑے بڑے سکورے بھرے گئے جن پر کاشی کے کمہاروں نے بیل بوٹوں سے سجاوٹ کر کے اپنے فن کا مظاہرہ کیا تھا۔ اننت اور اس کے ساتھ کے سواروں نے ایک ایک سکورا پنچ امرت پیا۔ گھوڑ سوار صاحب خانہ کی مہمان نوازی سے بہت خوش ہوئے۔ دل ہی دل میں سوچا ایسی بھی جھونپڑی ہے جہاں مہمانوں کی خاطر کے لئے جو کچھ ہو حاضر کر دیا جاتا ہے۔

اننت نے بائیں آنکھ دبا کر رام بھدر کو اشارہ کیا۔ "ماتا جی آپ کا گھر بڑا صاف ستھرا اور پُر سکون ہے۔ یہاں جو سُکھ ہے وہ راج محل میں کہاں۔ رامو مجھے گھر دکھانا چاہتے ہیں۔ بھلا ان کا حکم کیسے ٹال سکتا ہوں۔ دونوں آنگن سے ہوتے ہوئے اندھیرے کمرے تک پہونچے۔

"آج صبح کرن کے ایک فوجی سردار کے ساتھ دنانک بھٹ آیا تھا۔ اور ابھی ابھی دوا کی پٹی لپیٹے بستو متر اور نندن پانڈے گئے تھے۔ سب دہائی دے رہے تھے۔ لگتا ہے کرن ان کی باتوں سے متاثر ہوا ہے۔ اس نے پارس دیو کو پکڑنے کے لئے مجھے پانچ سو گھوڑ سواروں کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ آخری فیصلہ سنا سکے۔ ایسا کرو کہ دُلاری اور تلسی کو لے کر تم کرن میرو مندر میں بیٹھو۔ میں نے بلدیو اوجھا کے لئے پالکی بھیج دی ہے۔ وہ آتے ہی ہوں گے۔ دیر نہ ہو رامو ورنہ بے وقت سارا راز افشا ہو جائے گا۔" اننو سنگھ نے کہا۔

"چلئے آپ ۔ میں ان دونوں کو لے کر ابھی آرہا ہوں ۔"

27

گھوڑ سواروں کے پہونچتے ہی پہریداروں کے داروغہ نے کہا۔ "راجن دروازے پر سپہ سالار کھڑے ہیں ۔"

"اندر بھیجو ۔"

اننت نے دیکھا وہاں صرف دو آدمی ہیں ۔ ایک راجہ کرن خود اور دوسرا سپہ سالارِ اعظم اشوگندھ ۔ وہ خاموشی سے سر جھکا کر بائیں طرف کی نشست پر بیٹھ گیا ۔ اسی وقت کہاروں نے پالکی دروازے سے لگائی ۔

"مہاراج ، کاشی کو عزت بخشنے والے آچاریہ بلدیو اوجھا حاضر ہیں ۔"

"انہیں عزت کے ساتھ اندر لایا جائے ۔"

اوجھا جی لنگڑاتے ہوئے ایوان میں داخل ہوئے ۔ دو پہریداروں نے سہارا دے کر کرن کے سامنے پہونچایا ۔ کرن دیو گدی چھوڑ کر اُٹھ گئے ۔ "بیٹھیں آریہ ۔ آج آپ نے اس سیہ بخت کرن دیو کو ملاقات کا شرف بخشا اس کے لئے ممنون ہوں ۔"

"اس میں ممنون ہونے کی کون سی بات ہے مہاراجہ ۔ میں تو آپ کا حکم بجا لایا ہوں ۔ میں نے کبھی بھی کسی راجہ کا بُرا نہیں چاہا ہے ۔ میرے دادا کے دادا کلوک اوجھا سے لے کر آج تک اٹوٹ روایت چلی آرہی ہے ۔ کاشی کے پنڈت سماج نے کسی کو بھی اپنے نام پر درسگاہ کا نام رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو ۔ کاشی میں صرف ایک آشرم ہے اوجھا کُل یعنی سب سے اونچے درجے کا اُپا دھیائے کُل جو سیکڑوں سالوں سے عوام کی خدمت کر رہا ہے اور دیوتاؤں کی زبان کے علم کو پھیلاتا چلا آرہا ہے ۔"

"ہمارے سپہ سالار نے بتایا ہے کہ ایک فوجی سردار کے حکم سے آپ کو کوڑے لگائے گئے ۔ کیا یہ سچ ہے ؟"

"کرڈدے سچ پر پردہ ڈالنے کی روایت ہمارے یہاں موجود ہے۔ اگر آپ اتر کر یہاں تک آسکیں تو آپ سچائی کے ایک چھوٹے سے حصے کا تصور کر سکیں گے۔"

کرن دیو تخت سے اترے اور اشوگندھ اور انتو کے ساتھ اودھا جی کے قریب پہونچے۔ اودھا جی نے اپنی چادر ہٹائی۔ وہاں مقدس دھاگے کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا۔ "میری پیٹھ دیکھیں راجن۔" کرن کی آنکھیں بھر آئیں۔ "اتنا ظالمانہ برتاؤ۔"

"راجن، بازو اور گھٹنے بھی دیکھ لیں۔"

"گھٹنے تو ابھی تک سوجے ہوئے ہیں آچاریہ۔"

کرن نے بائیں طرف کھڑے دربان کو بلایا۔ "وناٹک بھٹ کو حاضر کرو۔"

وناٹک بھٹ ریشمی پیتامبر پہنے اور نہایت قیمتی اور باریک چادر اوڑھے راجہ کرن کے پاس آئے۔ ریشمی چادر بار بار شانوں سے سرک رہی تھی۔ کرن نے دربان کے کان میں کچھ کہا۔ وہ داہنی طرف کے کمرے سے ایک فوجی سردار کو لیکر حاضر ہوا۔

"سردار!" کرن کی آواز نہایت سنجیدہ اور بھاری تھی "تم برہم پوری کے ان دونوں لوگوں کو جانتے ہو؟"

"ہاں دیو، جانتا ہوں۔"

"تم نے آچاریہ بلدیو کی پیٹھ پر کوڑے لگانے کا حکم دیا؟ دیا تھا نہ؟ یہ اختیار تمہیں کس نے دیا؟ میں نے، اشوگندھ نے یا انتو نے؟ کس نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی۔"

"وناٹک بھٹ نے مجھ سے کہا کہ بلدیو اودھا کرن دیو کا دشمن ہے وہ بڑا ہی مغرور ہے۔ بھوکوں مر رہا ہے لیکن کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے نہیں جاتا۔ یہ سارے اصول تو ویدوں کے زمانے کے تھے۔ آج کے دور میں ان اصولوں پر چلنے والے نرے پاکھنڈی ہیں۔ اسے ایسی سزا دو کہ کرن کا نام سن کر ہی اس کی روح کانپ اٹھے۔"

"پہریدار!" کرن گرجا۔ "تم بھدر بن جاؤ اور کسی بھی گھوڑ سوار سے کوڑا لیکر اُلٹے پیروں واپس آؤ۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ دربان۔ تم بسّو مستر کو بلاؤ۔"

بسّو مستر ہاتھ، پیر، سر سب پر پٹی باندھے کرن کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دربان سے

کرن نے کچھ کہا۔ اس نے بغل کے کمرے سے رام بھدر کو بلا کر کرن کے سامنے کھڑا کیا۔

"رام بھدر!"

"سرکار!"

"کیا تم گاہڑوال سپہ سالار کے بھائی ہو؟"

"راجن! پارس دیو میرے بڑے بھائی کا نام تو ہے لیکن وہ سپہ سالار ہیں یہ تو محض ایک مذاق لگتا ہے۔ گاہڑوال راجہ کے پاس شاید بیس پچیس سے زیادہ گھوڑ سوار ہی نہیں ہیں۔ ہم ٹھہرے گوالے۔ کھیتی کے لائق زمین بھی ہمارے پاس نہیں کہ محنت مشقت کر کے اس سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ ہم بس گائے، بھینس، بیل اور کٹڑے وغیرہ رکھتے ہیں۔ ان کی سانی چارہ کرنا اور دودھ دہی بیچ کر جو ملے اس سے پیٹ پالنا ہی ہمارا کام ہے۔"

"کل شام کو آپ لوگ بشو مستر کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے اپنی نوکرانی کو چوری کرنے کی سزا میں کمرے میں بند کر دیا تھا۔ آپ نے نہ صرف اسے چھڑایا بلکہ ان کا بڑا سا صندوق بھی اٹھا لائے۔"

"ہاں راجن!"

"آپ ہاں کہہ رہے ہیں؟"

"ہاں راجن۔"

اسی وقت دربان نے نندن پانڈے کو لا کھڑا کیا۔

"کیوں نندن تم مستر کے گھر میں باورچی کا کام کرتے ہو؟"

"ہاں راجن!"

"تم روزانہ منداکنی ندی کی گوال پٹی کے سامنے والے قصاب سے گوشت لاتے ہو؟"

"ہاں راجن۔"

"کیا تم نے دُلاری نام کی ملازمہ سے کہا تھا کہ اوپر ٹھہرے مہمانوں کو دودھ دے آئے؟"

"ہاں راجن۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ مہمان کا مطلب کیا ہے؟ وہ اکیلا آتا ہے اور اس کے لیے

لڑکی کا انتظام مسٹر کرتے ہیں؟"

"ہاں راجن۔"

"کیا یہ سچ ہے کہ تم نے دُلاری سے گوشت کھانے کے لئے کہا اور اس سے عشق بھی لڑایا؟"

"یہ سب محض دکھاوا تھا راجن۔ دراصل میں نے ایک عہد کیا تھا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ اس ملازمہ کو مسٹر یا اس کے مہمانوں کے جنگل میں جانے سے روکوں گا۔ میں اُسے بہت پیار کرتا تھا راجن لیکن جب دُلاری اوپر ٹھہرے مہمانوں کے لئے دودھ لے کر گئی تو اس مہمان نے سونے کے سَو کارشاپن بستو مسٹر کو بطور پیشگی دیے اور کہا کہ یہ صرف میرے تصرف میں رہے گی۔ جب دو دن اور دو راتیں بیت گئیں تو اس کا شوہر تلسی اسے ڈھونڈتا ہوا آیا۔ مسٹر جی نے جھوٹ بول دیا کہ وہ شام کو ہی چلی گئی ہے۔ میں شام کا کھانا پکانے میں لگا ہوا تھا کہ تین نوجوان مسٹر کی حویلی میں آئے اور ایک نے مسٹر سے کہا کہ میں سپہ سالار کا بھائی بلنو سنگھ ہوں اور ایک دو دن آپ کے یہاں رہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سونے کے سوسکے مسٹر کے سامنے پھینک دیے۔ جب مسٹر انہیں کمرہ دکھانے اوپر لے گئے تو رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔ کمرے میں وہ مہمان برہنہ حالت میں ایک طوائف کے ساتھ موجود تھے۔ طوائف کو مسٹر نے ایک بھلے گھر کی لڑکی بتایا تھا۔"

"کیوں مسٹر! تو تم چکلہ چلاتے تھے، سُود پر قرض دیتے تھے۔ زیور وغیرہ رہن رکھ کر پچیس فی صد سُود لیا کرتے تھے۔ ہے نہ؟ ذلیل، نیچ، ہاں ہاں کرنے والے انسان! تو نے کرن دیو کا نام بیچنے اور اپنے کالے کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کا استعمال کرنے کا جُرم کیا ہے۔ اس لئے کل صبح تیرے دونوں ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔"

"ان داتا رحم! رحم ان داتا!" وہ چیختا چلاتا رہا اور دربان اسے گھسیٹتا ہوا ایک طرف کو لے گیا۔

کرن نے لگ بھگ چلاتے ہوئے کہا، "رام بھدر!"

"ہاں راجن!"

"گوال پلی اور مسٹر کی حویلی دونوں ہماری حدود کے اندر ہیں۔ دونوں منداکنی ندی کے

دائیں کنارے پر ہیں اس لئے مجرم کو سزا دینے اور چوری کا مال چھیننے کا حق ہمارا ہے۔ شام تک آپ وہ صندوق بھجوا دیجئے۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔" کرن نے کہا پھر وہ نندن پانڈے کی طرف مڑا۔ "نندن پانڈے تم ایک گندے اور بھدّے انسان ہو۔ تم جیسے مچھر پر تو کرن اپنی کانی انگلی بھی نہیں چلائے گا۔ چل بھاگ یہاں سے اور ہمیشہ کے لئے کاشی سے دفع ہو۔"

"اچاریہ بلدیو اوجھا کیا یہ سچ ہے کہ آپ کے والد شنکر دیو اوجھا کے آشرم میں آپ کے ساتھ ساتھ ونائک بھٹ نے بھی تعلیم پائی تھی؟"

"ہاں راجن۔ یہ سچ ہے۔ میرے والد پایا دھیائے تھے اور ونائک جی ان کے شاگرد تھے۔"

"ونائک دیو آپ نے اپنے ہم جماعت اور استاد بھائی بلدیو اوجھا کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ آپ نے انہیں کوڑے لگوانے کی سازش رچی۔ آپ کے جرم کی سزا تو کاشی نریش چندر دیو دیں گے۔ لیکن آپ نے ہمیں اور ہمارے سپاہیوں کو خود سر بنایا۔ استاد بھائی کو بغیر کسی وجہ کے سزا دلوانے کے لئے رشوت دی۔ ان مجرمانہ حرکتوں کے لئے آپ کو بیس کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔"

"راجن۔ میرے اوپر رحم کیجئے۔ پوری برہم پوری چندر دیو کی حمایتی ہے۔ صرف میں ہی ہوں آپ کا نام لیوا۔ یہ کام تو انعام کے لائق ہے۔ اس کے لئے مجھے سزا نہ دیں مہاراج۔"

"راجن۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں چھوڑ دیں۔"

"نہیں کرن ایسے نام لیواؤں سے نفرت کرتا ہے۔ میں اوجھا جی کی درخواست نامنظور کرتا ہوں۔ پہریدار! ونائک بھٹ کی چادر ہٹا کر ان کی پیٹھ پر پچیس کوڑے لگاؤ۔"

ونائک بھٹ پہلے ہی کوڑے میں جھنجھنا اُٹھے۔ کوڑا ان کی پیٹھ پر خون آلود نشان چھوڑنے لگا۔ وہ بے ہوش ہو گئے تو بھی کوڑے پڑتے رہے۔ پوری پیٹھ لہولہان ہو اٹھی۔ تعداد پوری ہو جانے پر ہی کرن دیو اُٹھے۔ "سپہ سالار، انہیں گھوڑے پر باندھ کر ان کے گھر تک پہونچانے آپ خود جائیں۔"

گنگا کے مشرقی ساحل پر جہاز آ کر رکا۔ تین آدمی اُترے۔ رتھک، سیودھ اور مردانہ لباس میں گومتی۔ گھوڑوں کو بھی جہاز سے اُتارا گیا۔

"کس گھوڑے پر چلے گی تُو؟" رنجک نے پوچھا۔

"جس پر کہیں آپ....."

"چل گھوڑ سواری آتی ہے تو پیچھے پر بیٹھ۔"

گومتی ذرا دیر کو راج ہنس کی طرح تھر کتے ہوئے چنچل گھوڑے کو دیکھتی رہی اور اُچھل کر اس کی پشت پر بیٹھ گئی۔ تینوں گھوڑے پوربی ساحل کے راستے پر چل پڑے۔ یہ گنگا کے متوازی تھا۔

"یہ ہے چرنادری کا قلعہ۔ شمالی ہندوستان میں ہونے والی ہزاروں جنگوں کا گواہ۔ یہ وامن[1] بھگوان کے چرنوں کو اپنے اوپر لینے میں کامیاب ہوا اس لئے اس کا نام چرنادری پڑ گیا۔ اب یہ کرن کے کلنک لگے قدموں سے رنجیدہ ہونے کے باوجود ابھی نا امید نہیں ہوا ہے۔ اسکی قسمت کب پلٹے گی، پتہ نہیں۔ کسی زمانے میں یہ شہنشاہ وِدیادھر دیو کی سلطنت کے تحت آتا تھا۔"

رنجک کسی راہبر کی طرح تعارف کراتے جا رہے تھے۔ ایک مصنوعی پُل پر کرن کے سپاہی تعینات تھے۔ اس کے قریب سے گذرتے یہ تینوں گھوڑ سوار تیزی کے ساتھ بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"کیا فیصلہ ہے تیرا؟ پہلے ماں وِندھیہ واسنی کے درشن کرے گی یا راجیشور کیرت کے؟"

شرم سے گومتی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ بولی "نہ ماں وِندھیہ واسنی نہ راجیشور۔ گومتی پہلے شری ماں شیل بھدرا کے درشن کرے گی چچا۔"

"ہوں تو تو بھی بغیر ججھوتی کو دیکھے، اس کی روح میں بسے بھگوان یا بھگوتی کو نہیں بلکہ انسان کا رُوپ دیکھنے کی خواہش مند ہے۔ راجیشور کی بھابھی صاحبہ پوری ججھوتی میں ستی ماتا کے نام سے پوجی جا رہی ہیں۔ ادی باسیوں سے لے کر برہمنوں تک پہاڑی عوام سے لے کر کسانوں تک سب کے درمیان تیری عالی مقام بہن کا جلال کسی کرامت کی طرح گھر کر گیا ہے۔ ہر اماوس کی رات کے پہلے پہر میں دیے روشن ہو جاتے ہیں۔ ججھوتی کے ہر گاؤں، شہر اور قبیلے کے لوگوں کے دروازے پر کم از کم ایک دیا تو ضرور جلتا ہے۔"

---

[1] ٹھگنا، بونا۔ کرشن جی نے راجہ بلی کی فیاضی کا امتحان لینے کے لئے بونے سائل کی صورت اختیار کی تھی جس کا قد باون انگل تھا۔

وندھیاچل اشٹ بھجا کی پہاڑی :

تینوں گھوڑ سواروں نے گھوڑے پہاڑی کے نیچے باندھ دیے۔ ابھی شام ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ دیوی اشٹ بھجا کے دروازے پر کھڑے ہوئے نہایت عقیدت کے ساتھ پوجا کی گئی۔

"تم لوگ تب تک یہاں آرام کرو۔ میں شری ماں سے مل کر آتا ہوں۔"

رُنجک گپھا کی بائیں طرف واقع دروازے پر پہونچے اور آواز لگائی "شری ماں! شری ماں!!"

"کون ہے؟"

"میں ہوں ماں رُنجک۔"

"آؤ رُنجک۔"

رُنجک گپھا میں داخل ہوئے۔ شری ماں ہنستے ہوئے بولیں۔ "پچھلی بار تو ولی عہد کو لے کر آیا تھا۔ اس بار دو لوگوں کو لیکر آیا ہے۔"

"وہ آپ کے درشن کے لئے آئے ہیں ماں۔"

"جانتی ہوں۔ میرے پاس لوگ یہی کہہ کر آتے ہیں۔ لیکن کسی ایسے شخص کو گپھا میں لانے کی اجازت نہ مانگ جو اس تاریک اور دم گھونٹ دینے والی گپھا کو برداشت نہ کرسکے اور گھبرا کر بے ہوش ہو جائے۔"

"ایسا کوئی شخص نہیں ہے ماں جو آپ سے گہری عقیدت نہ رکھتا ہو۔"

"ٹھیک ہے بابا لے آ۔ لیکن یہ نہ سمجھنا کہ ان لوگوں کو میں نے کسی جنتر منتر کے ذریعے دیکھ لیا تھا۔ ابھی میں اشٹ بھجا کے مندر گئی تھی وہیں سے دیکھا کہ تین گھوڑ سوار چلے آرہے ہیں۔ تم لوگ جب اپنے گھوڑے باندھ رہے تھے تو میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا۔"

"تو لاؤں شری ماں؟"

"ہاں بابا۔ کہا نا کہ لے آ۔"

رُنجک نے گومتی کا ہاتھ پکڑ کر چڑھائی کا تنگ راستہ پار کیا۔ تینوں غار کے دروازے پر پہونچے۔ جوتے اُتار کر وہ اندر داخل ہوئے اور شری ماں کے پاؤں چھو کر بیٹھ گئے۔

پیاسے ہو بیٹے تم لوگ۔ شری ماں نے کہا اور مٹی کا سکورا اٹھا کر پانی سے بھرا گھڑا

ان کے پاس رکھ دیا۔ پھر کافور کی ڈلی جلی اور شری ماں نے رنجک اور وہاں موجود باقی دونوں افراد کو دیکھا۔

"تو بیٹی تجھے یہ مردانہ لباس پہننا پڑا۔ شری ماں کھلکھلا کر ہنسیں۔ یہ مرد بھی عجیب پہیلی ہے گرچہ لوگ عورت کو پہیلی کہتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ ایسا کہنے والے اپنی ناسمجھی کو نہ صرف چھپاتے ہیں بلکہ اپنی انا کے ذریعے عورت کی خود اعتمادی کو توڑنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ داہنی اور بائیں کا فرق تو محض "تانترکوں کا تخیّل ہے۔ عورت جب مرد کی مرضی کے مطابق نہیں جھکتی تو وہ واما (بائیں طرف رہنے والی) اور جھک جاتی ہے تو دکشنا (دائیں طرف رہنے والی) ہو جاتی ہے۔ ہے نا رنجک؟ تیری سنیلا کیا تھی؟ دکشنا یا واما؟"

رنجک چپ رہے۔

"تو ناراض ہو گیا بیٹا" شری ماں پھر بولیں۔ "ہمارے ملک میں عورتوں پر صدیوں سے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ عورتوں کو مختلف صنفوں میں بانٹنے کے بہانے کیا جا رہا ہے۔ عورت نہ تو مکمل طور پر دکشنا ہے نہ مکمل طور پر واما۔ وہ ان دونوں کا امتزاج ہے۔ اب دیکھو اس گومتی کو۔ اسے تم کیا کہو گے؟ اگر سبھی راج گھرانے ایک بیوی پر اکتفا کرنے لگیں تو عورت کو مختلف قسموں میں بانٹنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ دل میں اتنی نرمی نہ ہو کہ لوگ احمق سمجھنے لگیں اور اتنا ٹیڑھا پن بھی ٹھیک نہیں کہ لوگ فریبی، دھوکہ باز اور مکار کہیں۔"

سب لوگ پل بھر کو چپ ہو گئے۔ پھر شری ماں نے ہی مونھ کھولا۔ "رنجک۔"

"ہاں ماں۔"

"تو جو ایک ہزار گھوڑ سواروں کی فوج تیار کر رہا ہے کیا وہ کاشی کے راجہ کرن کو نکال باہر کر پائے گی؟"

رنجک چپ رہے۔

شری ماں نے کافور کی ڈلی جلائی۔ گھڑے سے پانی نکالا اور سکورا رنجک کی طرف بڑھایا۔ میں تیرے منصوبے میں دخل نہیں دے رہی ہوں بیٹے۔ تجھے یہ سوچ کر گھبرانے کی ضرورت بھی نہیں کہ نہ جانے کون تیرے راز شری ماں کو بتا جاتا ہے۔ تیرے جیسے لوگ درشن کے بہانے ماں سے ملتے

ہیں۔ اور پھر خود ہی اپنے راز بتا کر پوچھتے ہیں کہ ماں یہ انتظام کیسا رہے گا؟ میں تو محض ایک وسیلہ ہوں۔ کسی نے مجھے چاول دیے تو میں اُسے دے دیتی ہوں جو مجھ سے ان کی امید رکھتا ہے۔ بھوسی اور چھلکے اپنی جھولی میں رکھ لیتی ہوں۔ رنجک، سُنینا کو مرے تیس برس ہو گئے تیس سال پہلے اسی اماوس میں اُسے نجات ملی تھی۔ مجھ سے ودیا دھر نے کہا تھا رنجک آج بے سہارا ہو گئے شیلا۔ میں خود کو روک نہیں پائی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ گلا رُندھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ودّیا، سُنینا کہیں نہیں گئی۔ وہ شری ماں کے دل میں سوئی ہوئی ہے۔"

"ماں!" رنجک کے گلے سے نکلی چیخ سے صرف گپھا ہی نہیں، پوری پہاڑی گونجتی رہی۔ "اب معاف کر دو۔ سُنینا کو کبھی بھول نہیں پاتا ہوں۔ کبھی ہم دونوں کے لئے کھانا پکاتی، کبھی مجھے بڑا آدمی بننے کی ترغیب دیتی، نرپت چندر کے یہاں کی عورتیں مجھے بُرا بھلا کہتیں تو اس کے لئے مجھے ملامت کرتی، کبھی کاشی میں ساتھ رہنے کے لئے منت سماجت کرتی، کبھی میری وجہ سے رنجیدہ ہو کر آنسو بہاتی۔ اس کی یہ ساری صورتیں ہوا کے پردے پر بنتی بگڑتی رہتی ہیں۔ میں اُسے بھولنے کا بھرم پالتا ہوں لیکن وہ تو مختلف صورتوں میں مجھے مونہہ چڑاتی گھومتی ہے۔ آندھی کی طرح سب کچھ جھنجھوڑتی، سرسراتی۔ اب نہیں ماں۔ اب نہیں۔ اب برداشت کرپانا مشکل ہے۔"

شری ماں نے اپنا ہاتھ رنجک کے سر پر رکھ دیا۔ رنجک بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ماں، سبودھ دیو بولے۔ آریہ رنجک بے ہوش ہو گئے ہیں۔ کافور کی ٹکیہ جلی۔ شری ماں نے گھڑے سے پانی لے کر رنجک کے چہرے پر چھینٹے مارے۔ رنجک نے آنکھیں کھول دیں۔ "شری ماں آپ کی عنایت سے سُنینا اور ودّیا دھر دیو دونوں سامنے آئے۔ میں نے عہد کیا کہ میں نے سُنینا کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسے اب کبھی مناسب نہیں کہوں گا۔ میں ہمیشہ اس کے کاموں میں نقص نکالتا رہا۔ میں قصوروار ہوں۔ سائے کی طرح شوہر کا ساتھ دینے والی بیوی شوہر کی قوت کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ میں اب بیوی یا محبوبہ کے تعلق کو نامناسب نہیں سمجھوں گا۔"

"گومتی بیٹی۔" ایک پل کے بعد رنجک نے کہا۔ تو نے آج وہ کر دکھایا ہے جو بڑے بڑے محلوں میں رہنے اور عیش و عشرت میں بسر کرنے والی کوئی عورت نہ کرتی۔ شری ماں کے سامنے اپنی پگڑی اتار دے۔"

گومتی نے پگڑی اتار کر نیچے رکھ دی اور شری ماں کے قدموں میں گر پڑی شری ماں نے اس کے سنہرے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔ "اگستیہ کے پھول میں صرف دو پنکھڑیاں ہوتی ہیں یعنی ایک جوڑ۔ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی۔ ایک دوسرے میں ضم۔ یہ پھول تمہیں ایک علامت کے طور پر ملا تھا۔ اشٹ بھجا مہامایا کی پوجا کا پرشاد جس میں ان سے دعا کی گئی تھی کہ وہ اپنے عقیدتمند جوڑے کو سدا بنائے رکھیں۔ سبودھ دیو! جلدی میں کئے گئے فیصلوں سے اکثر کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی تو یہ پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں۔ جسم سے جسم کی محبت کا رنگ سُرخ ہوتا ہے، دل سے دل کی محبت سانولی ہوتی ہے لیکن رُوح سے رُوح کے عشق کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ کیا شو سرخی مائل میلگوں ہیں؟ کیا آسمان نیلا ہے؟ کیا گنگا کا پانی سیاہی مائل ہے؟ نہیں بیٹے یہ سب سفید ہیں۔ ہم ان کی تھاہ نہیں لگا پاتے اس لئے یہ رنگ دیکھتے ہیں۔ آپ شاعر ہیں ذرا اس زاویے سے بھی چیزوں کو دیکھئے۔"

"معاف کر دیجئے ماں۔ میں نے اپنی لاعلمی میں گومتی جیسی بیٹی کے ساتھ یہ چھل کیا۔ حالانکہ یہ اس محبت کی وجہ سے تھا جو گومتی کے لئے میرے دل میں ہے اور ہمیشہ رہے گی پھر بھی راجہ کے لئے میں نے جس حماقت کا ثبوت دیا وہ اس لائق نہیں کہ اسے معاف کیا جائے۔ ان پر منڈلاتی ہوئی مصیبت کو جان کر بھی میں ان سے رُوٹھا اور بے نیاز بنا رہا یہ میری نامردی نہیں تو اور کیا ہے..." "کیا کہا آپ نے؟ کون سی مصیبت؟"

"کرن کے سپہ سالار اعلیٰ اشو گندھ کی بیٹی شنجنی نے کسی مصور سے راجہ کی تصویر اس وقت بنوائی تھی جب وہ اُدھانڈ میں تھے۔ وہ راجہ کے عشق میں گرفتار ہے۔ اس کے پاس بے حساب دولت ہے۔ اس نے راجہ کا پتہ لگانے کے لئے سیکڑوں مخبر چھوڑ رکھے ہیں۔"

"یہ تو پچھلے ہفتے کی بات ہے سبودھ۔ راجہ پر کوئی مصیبت نہیں آئی ہے نہ ہی آئے گی۔ کیرت اب بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے گھوڑے پر چنڈ کا نام پوری جھوتی میں ایک نیا نعرہ بن کر گونج رہا ہے۔ آج بھی اماوس ہے۔ میرا خیال ہے کہ رات کے پچھلے پہر وہ یہاں آئے گا۔ اس نے چاند کی آٹھویں تاریخ، پورنیما اور اماوس کے دنوں میں بغیر پانی کا برت کرنا شروع

کیا ہے۔ اشٹ بھجا کے درشن کے بغیر وہ برت نہیں توڑتا۔"

"سبودھ دیو آپ فیاضی اور شجاعت میں یقین رکھتے ہیں۔ بغیر کسی کے ہاتھ پر بیعت کئے آپ ریاضت میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کا درجہ ایک سالک کا درجہ ہے۔ شفقت لٹانا بھی ایک ریاضت ہی ہے۔ آپ کے اندر لطیف احساسات کی گہرائی میں اترنے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ نہایت ٹھنڈے مزاج کے انسان ہیں آپ۔ شری ماں آپ کو آشیرباد دے رہی ہیں۔ آپ کے اندر عورت اور مرد دونوں کی خوبیوں کا امتزاج موجود ہے۔ اس لحاظ سے آپ اس انوکھے امتزاج کے حامل سدا شو کے بیٹے ہیں۔"

"گومتی، میں اندھیرے میں دیکھ نہیں پائی۔ تو نے جنگل کے گھوڑے کو بس میں کیا ہے تو ضرور تجھ میں کوئی خاص بات ہوگی۔ کون سا جادو بکھیرا ہے میرے بیٹے پر۔ ذرا بتا تو سہی۔"

"جنتر منتر جادو ٹونا کیا جانوں ماں۔ میرے ماں باپ معمولی کسانوں سے بھی زیادہ مشقت بھری زندگی بسر کرتے رہے۔ ان کے پاس ایسا کچھ نہیں تھا کہ مجھے راج کماریوں کی طرح پال پوس سکیں یا مجھے شاہی گھرانوں کی لڑکیوں جیسے کرتب سکھائیں۔ میں غربت میں پلی کم نصیب بغیر ماں باپ کی بیٹی ہوں ماں لیکن جیسی بھی ہوں، تمہاری ہوں۔"

اسی وقت کافور کی ڈلی روشن ہوئی۔ شری ماں نے گومتی کے چہرے کی طرف بغور دیکھا۔ "یہ سنہرے بال، یہ کنول کی پنکھڑیوں جیسی آنکھیں، موتیوں جیسے چمکیلے دانت، کمان جیسی بھویں، ایسا باذوق اور متوازن لباس۔ تو کیرت کے لئے شنکر بھگوان کا دیا ہوا عطیہ ہے۔ ایک نایاب تحفہ ہے تو۔ کسان کو کسان کی ہی بیٹی چاہئے۔ اسے تو نے خود اپنی ریاضت سے، پچھلے جنم کے اچھے کاموں کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ کون بے وقوف کہتا ہے کہ تو شہزادیوں کے برابر نہیں۔ تو بظاہر شہزادی جیسی نہیں ہے تو یہ تیری اپنی خاصیت ہے۔ کیرت کو مکھن جیسے ملائم ہاتھوں والی نہیں بلکہ محنت کش اور خود اعتمادی سے چھلکتی شریک حیات چاہئے۔ تو ایک بیوی پر اکتفا کرنے والے چندیلوں کے گھر کی آن بان ہے۔ کاش آج بھوونا دیوی ہوتیں، کیرت کی بھابھی ہوتیں تو تجھے گود میں اٹھا لیتیں۔ میں تیرے لائق ماں یا ساس نہیں لا سکتی لیکن تجھے اپنی بیٹی بناتی ہوں۔ آج سے تو میری بیٹی ہے۔

"ہاں یاد آیا تو بتا رہی ہوں۔ تو اگستیہ کے پھول کو نہیں پہچان سکی۔ رنجک نے کچھ بتایا ہوگا کیوں کہ وہ ان واقعات کو جانتا ہے۔ میری سالگرہ یعنی بسنت پنچمی کے موقعے پر وریا دھر دیو جنگلوں میں ننگے پیر دوڑ دھوپ کرکے یہ پھول ڈھونڈ کر لایا کرتے تھے اور پھول کے ساتھ ایک اشلوک لکھ کر لفافے میں بند کرکے بھیجتے تھے۔"

"ماں! اس کم نصیب سبودھ دیو کی بیٹی کو اپنا کر آپ نے جو شفقت دی ہے اس نے مجھے آپ کا غلام بنا دیا ہے۔"

"گومتی تو سبودھ دیو کے ساتھ شری ماں اشٹ بھجا کے مندر چلی جا۔ وہیں آرام کر۔ آج تم لوگوں کو یہیں رہنا ہے۔ میں نے اپنے ایک مرید کو خبر کر دی ہے کہ رات کو پانچ چھ لوگوں کے کھانے کا انتظام کرا دے۔ کیرت کو آنے دو، تبھی ہم کوئی فیصلہ کریں گے۔"

"رنجک، کرن کے خودکشی دستے کے بارے میں کچھ معلوم ہوا تجھے؟"

"نہیں ماں۔ میں گوپال کے لئے بہت فکر مند ہوں۔"

"فکر یہ نہیں رنجک کہ گوپال مصیبت میں ہے۔ فکر کچھ اور ہے۔"

"وہ کیا ہے ماں؟"

"خودکشی دستہ جب پتا کی پہاڑیوں میں داخل ہوا تو راستہ اتنا تنگ تھا کہ دو۔ دو لوگوں کی قطاریں بنائی گئیں۔ یہ دو سو گھوڑے کچھ اور آگے بڑھے تو ان کے سردار سمجھ گئے کہ دھوکا ہوا ہے۔ گوپال نے اس راستے کو گھیر کر بالکل بند کرا دیا تھا۔ سامنے راستہ نہ پا کر سپہ سالار نے گھوڑوں کو واپس جانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ آدی باسیوں نے دو موٹے موٹے پیڑ کاٹ کر گرا دیے ہیں اور اس طرح پیچھے کا راستہ بھی بند ہے۔ اسی وقت پہاڑیوں میں بانسری کی تیز آواز گونجنے لگی اور چٹانوں کے اوپر سے آدی باسیوں، کسانوں اور جنگلی قبیلوں کے جوانوں نے تیر برسانے شروع کر دیے۔ دو گھنٹے تک یہ تیر برستے رہے اور پورے بھارت کو اپنے قدموں تلے روندنے والی فوج خود روند ڈالی گئی۔ یہ گھوڑ سوار دستہ کرن کی فوج کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا تھا۔ یہ کرن کا ایسا بکتر تھا جس کو توڑنا ناممکن نظر آتا تھا۔ اسے کچل کر قیمہ بنا دیا گیا۔"

"لیکن شری ماں یہ تو ہماری فتح کی مبارک شروعات ہے اس میں پریشانی کیسی ؟"
شری ماں تھوڑی دیر کو چُپ ہو گئیں ۔ رنجک سمجھ گئے کہ وہ خیالات میں غوطہ زن ہو کر کسی گتھی کو سُلجھانے کی کوشش کر رہی ہیں ۔

"پریشانیاں تین ہیں رنجک ۔ پہلی تو یہ کہ اپنی شکست کی خبر پا کر کرن شعلے کی طرح بھڑک اُٹھے گا اور پورے وندھیاچل میں آگ لگا دے گا ۔ مہاشو راتری تک وہ ہر حال میں جھوتی کو کچل کر رکھ دے گا ۔ دوسری یہ کہ اس مرتبہ وہ فوج کو انرت کی قیادت میں بھیجے گا ۔ اس نے اشوگندھ کو پانچ ہزار سواروں کی فوج تیار کرنے کا کام سونپ دیا ہے ۔ تیسری پریشانی یہ ہے کہ تمہاری جنگی تدبیر کا پردہ فاش ہو چکا ہے ۔ اس لئے کاشی سے نکل کر کرن کی فوج اب ایسے کسی راستے سے نہیں جائے گی جہاں دھوکہ کھانے کا امکان ہو ۔"

رنجک کے دماغ میں جیسے کسی نے جلتی ہوئی سلاخ ٹھونس دی ۔ وہ سوچ رہے تھے کہ کیا شری ماں اپنی لامحدود قوتِ ارادی سے جنگوں کو بھی الٹ پلٹ کر سکتی ہیں ؟ ان کا یہ دوٹوک تجزیہ رنجک جیسے سپہ گری کے ماہر کے لئے بھی قابلِ رشک تھا ۔ ان تینوں امکانی پریشانیوں کا بیان سُن کر انہوں نے لمبی سانس لی ۔

"کیا سوچ رہا ہے رنجک ؟" شری ماں کھلکھلائیں ۔ "سوچ رہا ہے کہ شری ماں جیسی بوڑھی جوگن ان دنیاوی لڑائیوں میں اتنی دلچسپی کیسے رکھتی ہے ؟"

"ہاں ماں ۔ یہ فضول خیال ذہن میں آیا تھا ۔"

"سُن ۔ یہ شری ماں کا علم نہیں ہے ۔ یہ ودیا کی سنگت کا اثر ہے ۔ وہ کئی کئی گھنٹے تک لڑائیوں ، امن کی کوششوں ، ملک کو توڑنے والی طاقتوں اور بھارت کے مستقبل پر مجھ سے بات چیت کیا کرتا تھا ۔ کہاں وہ جنگی تدبیروں کا ماہر ایک بڑا سپہ سالار ، تجربہ کار سپاہی اور کہاں میں ۔ پہلے تو میں کوئی دلچسپی نہ لیتی اور اس کی لانبی لانبی تقریروں سے اکتا جاتی لیکن پھر مجھے محسوس ہوا کہ وہ جس مستقبل کو دیکھ رہا ہے اُسے دیکھنے کی صلاحیت میرے اندر نہیں ہے ۔ کمزور عورت ہونے کی ندامت میرے پیروں کو ہی نہیں دل و دماغ کو بھی باندھ لیتی ۔ ودیا دھر ، بھوج اور چانکیہ بھیم ، ان تینوں کی ذمہ داری تھی کہ اگر مسلمانوں کے حملوں سے اتری بھارت کو

نہ بچا سکیں تو کم از کم دکن کو ضرور محفوظ رکھیں۔ دکن میں آریوں، غیر آریوں، آدی باسیوں، دراوڑوں اور حال میں آئے ہُونوں، شک اور کُشانوں نے ایک عظیم گنگا جمنی تہذیب کو جنم دیا ہے۔ وہ اُتری بھارت سے بھی کئی گنا زیادہ اہم ہے۔ کرن نے بھوج کو تباہ کیا، دیودر ما کا قتل کیا اور بھیم کو دھوکا دیا۔ کیا یہ غلط ہے رنجنک؟ وِدیا دھر جو کہتا تھا وہی تو ہو رہا ہے۔ میں اس کی محبت میں کہا کرتی تھی کہ تُو بلا وجہ کی اَنا کو کیوں ڈھو رہا ہے۔ یہ دنیا تیری مرضی کے مطابق نہیں چلے گی۔ یہ سب بھگوان پر چھوڑ اور اپنے کمزور پڑتے جسم کو ٹھیک رکھ۔ وہ تو چلا گیا لیکن اس کی تجزیہ کرنے کی عادت مستقبل کو سمجھنے کی لیاقت اور دنیا و آخرت دونوں کا خیال رکھنے کی صلاحیت ۔ ان سب کے کچھ بیج میرے اندر کی بنجر دھرتی میں بھی گر گئے تھے۔ اب یہ مرض مجھے بھی لگ گیا ہے۔ انکھوے اب ہریالی میں بدل گئے ہیں۔ کہیں یہ تیز دھوپ میں جھلس نہ جائیں۔ میں کیا کروں یا کیا کر سکتی ہوں یہ جاننے کے لئے آج اشٹ بھجا ماں کے دروازے پر سمادھی لگاؤں گی۔"

رات کا پہلا پہر بیت رہا تھا۔ کئی گھوڑ سوار دو مشعلیں لئے دیوی کی پہاڑی کے نیچے پہونچے۔ آگے آگے کیرت تھے۔ ان کے گیسو ہوا سے اڑ کر ان کے گالوں کو چھو رہے تھے۔ سورج، لوچن، شوبھو ناتھ اور شکتیش گڑھ کے قلعہ دار کے گھوڑے ایک ساتھ پہونچے۔ جلتی ہوئی مشعلیں سیڑھیوں کے دونوں طرف باندھ دی گئیں۔ "کوئی کچھ نہیں بولے گا۔ بس مونہہ ڈھک کے سوئے رہو۔" رنجنک نے کہا اور چادر اوڑھ کر سو گئے۔

"یہ کون لوگ ہیں راجہ؟" سورج نے کیرت کی طرف دیکھا۔ "کیا دشمن کو ہمارے آنے کی خبر ہو گئی؟"

"یہ لوگ ناٹک والے لگتے ہیں راجہ۔" لوچن بولا۔ "یہ سوئے نہیں ہیں۔ بس چادر اوڑھے پڑے ہیں۔ دشمن کیا سونے سوتے ۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ ہمارے آگے ہتھیار ڈالے گا؟"

راجہ نے ایک ہاتھ سے لوچن کی پیٹھ پر دھول جمائی۔ "تو سچ مچ لوچن ہے رے۔ سب دیکھ لیتا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ایک آریہ رنجنک ہیں اور دوسرے سبودھ دیو۔ تیسرے مسافر نے مجھے کچھ شک میں ڈال دیا ہے۔ پہاڑی کے نیچے رنجنک کھڑا تھا لیکن گووند کا قد

اتنا کم تو نہیں ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"آپ نے سچ کہا راجن! رنجک اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ تشریف لائیں آپ لوگ۔ بغیر خبر کئے کون آیا ہے اس پر غور کر کے آپ بعد میں سزا دیجئے گا۔"

سبودھ دیو اور گومتی بھی اُٹھ بیٹھے۔ پھر گومتی دھیرے سے کھڑی ہوئی اور اس نے جُھک کر کیرت کے پیر چھوئے۔

"دیوی!" کیرت نے خوشگوار، ٹھنڈے لمس سے ہی جان لیا کہ پیروں سے ٹکرانے والی انگلیاں کس کی ہیں۔

"دیوی! آپ ماں اشٹ بھجا کی موجودگی میں میرے پیروں کو چھو کر غلطی کر رہی ہیں۔ ماں کے منڈپ میں آئے کسی بھی آدمی کو خواہ وہ آپ کے وجود کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو اور اگستیہ کے پھول کی پنکھڑیوں کی طرح ایک مقدس رشتے میں جڑا ہوا ہو، پرنام نہیں کرنا چاہئے۔ میرے لئے ماں سے بڑی اور افضل کوئی چیز نہیں ہے۔ انہیں کے چرنوں میں خود کو سونپ چکی ہیں آپ۔ کیرت تو شری ماں کے حکم کا غلام ہے۔ وہ یہ پرشاد پانے کا اہل ہے یا نہیں یہ تو شری ماں ہی بتائیں گی۔"

"آپ اچھے تو ہیں آریہ سبودھ دیو؟" رنجک اور سبودھ کے درمیان بیٹھے کیرت نے کہا۔ "بہت دن بعد آپ سے ملاقات ہوئی۔" اچانک کیرت نے محسوس کیا سبودھ دیو رو رہے ہیں۔

"یہ ندامت کس لئے ہے آریہ؟ آپ نے کوئی جُرم تو نہیں کیا۔ ہر انسان اپنے باطنی شعور سے جُڑا ہوا ہوتا ہے۔ آپ کا باطن تو نہایت طاقتور ہے۔ آپ کی صلاحیتوں کا سواں حصہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ دیوی کی محبت کی وجہ سے آپ کو جو غلط فہمی ہوئی اسکی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے۔ قصور تو میرا ہے کہ ایک نایاب پھول کو پسند کرنے کی وجہ سے اسے لفافے میں رکھ دیا۔ اس وقت مجھ تہی دست انسان کے پاس اس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں تھی۔ سفید رنگ کی وجہ سے آپ کے دل میں جو جذبات پیدا ہوئے وہ آپ جیسے بڑے شاعر کے لئے بالکل فطری تھے۔ پھر اتنی فکر کیوں؟ سرائے میں آپ نے میرے ساتھ جو شفقت برتی تھی

اس سے محروم مت کیجئے کا بس یہی التجا ہے۔"

"راجن، میں نیچ ہوں۔ زندگی میں بڑے بڑے باصلاحیت لوگوں سے ملتا رہا۔ ہندوستان کے اتنے بڑے تہذیبی مرکز کا یہ نیچ میں رہ کر نہ جانے کتنے راجاؤں سے بھی ملا ہے پچھلے بیس سالوں سے کاشی میں ہوں۔ یہاں سادھو سنیاسی جوگی بھی ملے لیکن میری سوجھ بوجھ نے کبھی ایسا دھوکا نہیں دیا تھا۔ آج میری عقل ایسی کند ہو گئی ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ زندگی کا مقصد پورا ہو چکا اب جینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ خودکشی کے علاوہ مجھے اور کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا۔"

کیرت نے سبودھ کو اپنی طرف کھینچ کران کا سر گود میں لے لیا۔ اس پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی۔ "یہ بڑا ہی ذلیل کام ہے آریہ۔ اور ایسا کرنے کا مطلب ہو گا کہ آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔"

سبودھ دیو کو کچھ چین آیا۔ سورج کاکا اس منظر کو محو تکتے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ بولے "کیوں رے راجہ تو اس ادھیڑ عمر شخص کو کیوں شرمندہ کر رہا ہے۔ یہ تجھ سے بہت بڑا ہے۔"

"میں کہاں شرمندہ کر رہا ہوں کاکا۔ یہ تو میرے لئے ویسے ہی ہیں جیسے آپ۔"

"یہ لڑکی جسے تو دیوی کہہ کر بلا رہا تھا ان کی لڑکی ہے؟"

"ہاں کاکا۔"

"تو آریہ سورج گونڈ کا پرنام قبول کیجئے۔ یہ لڑکا تھوڑا ٹیڑھا ہے۔ اسے سیدھی طرح کچھ کہنا آتا ہی نہیں۔ جب اس نے سورج کو دھوکے میں ڈال دیا تو آپ کو تو ڈالا ہی ہوگا۔"

"آپ کو کیا دھوکا ہوا کاکا؟"

"تو لہولہان کنتک کو چادر سے کیوں چھپائے رہا؟"

"وہ کوئی سنگین بات نہیں تھی کاکا، اس لئے چادر سے ڈھک لیا تھا۔ گیتا میں کہا گیا ہے کہ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا تم اپنے لئے دوسروں سے چاہتے ہو۔ کاکا اگر میں ایک چلو خون میں ڈوبا کرتا دوسروں کو دکھاتا پھروں گا تو میری پرجا کیا کرے گی؟ وہ مجھے دیکھ کر سوچے گی کہ جو آدمی ذرا سا خون بہنے سے اتنا پریشان ہو جاتا ہے اس کے لئے جان دینا بےوقوفی ہوگی۔"

"اب تو پھر وہی بات کر رہا ہے۔ کیا لوگوں نے تجھے اس لئے نہیں ڈانٹا کہ تو نے اپنا

زخم ان سے چھپایا تھا؟ ایسی پرجا کیا تجھے بزدل مان لے گی؟ تو جانے کیا کیا سوچتا رہتا ہے۔ تیرا نام لے کر تو قنوج کے لوگ جان دینے کو بے چین ہیں۔ سبھی نوجوان، بوڑھے بچے خواہ عورت ہوں یا مرد غصّے سے کانپ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو ہمارے بیچ اُتر۔ ہم دیکھ لیں گے کہ دشمن میں کتنا دَم خم ہے۔ ستی ماں کے نام پر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جھنڈے لے جائے جا رہے ہیں۔ ہر اماوس کی رات کو غریب سے غریب پہاڑی بھی پیپل کے نیچے ستی ماتا کے نام کا گھی کا چراغ ضرور جلاتا ہے۔ ایسی پرجا کے صبر کو تو کب تک آزماتا رہے گا؟ بول!"

"بس وقت آگیا ہے کاکا۔ ایک دو مہینے اور۔"

"چل۔ دو مہینے تک میں بھی تجھ سے کچھ نہیں کہوں گا۔ لیکن یاد رکھ دو مہینے بعد پوری ترپوری لڑائی کی آگ میں ویسے ہی جلے گی جیسے کھجورا ہو جلا تھا۔"

اسی وقت مخالف سمت سے آرہے ایک گھوڑ سوار نے سیڑھیوں کے پاس اپنے گھوڑے کو روکا اور تیزی کے ساتھ سیڑھیوں پر سیڑھیاں پار کرتا دیوی منڈپ میں حاضر ہوا۔ وہ جوتے اتار کر بغیر کچھ بولے پہلے ماں کے بند دروازے پر ماتھا ٹیک کر آیا، پھر کیرت سے لپٹ گیا۔

"کیسے ہیں راجن؟"

"میں نے کہا تھا نہ سپہ سالار کہ میتھر کی شاردا کا شفیق ہاتھ آپ کے سر پر سایہ فگن ہے۔ کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

سپہ سالار گوپال نے رنجک کو گلے سے لگا لیا۔ "آریہ آپ خوش تو ہیں؟ کچھ دن پہلے ہمارا کاشی والا دوست ملا تھا۔ اس نے بتایا کہ آپ کچھ تھکے تھکے سے لگتے ہیں۔"

"کون دوست؟"

"وہی، سپہ سالار پارس دیو۔"

"اوہ! تو تم بھی قنوج سے آرہے ہو؟"

"ان سب باتوں پر کچھ دیر رک کر گفتگو کریں گے رنجک۔"

سبودھ دیو اُٹھے اور شری ماں کے منگائے ہوئے کھانے میں سے کچھ بچا ہوا کھانا لے آئے۔ باجرے کے آٹے میں گڑ ملا کر بنائی گئی موٹی موٹی پوریاں تھیں۔ وہ انہوں نے سب کے

بانٹ دیں۔ صرف کیرت نے نہیں لیں۔ راج کماری گومتی نے بھی منع کر دیا۔

"دیوی، آپ کیوں نہیں لے رہیں؟" کیرت نے دھیرے سے پوچھا۔

"میں رات میں کھانا نہیں کھاتی آریہ پُتر[1]۔"

"مہاراجہ، کیا یہ جواہر ریزے سی قیمتی راج کماری گومتی جن کی رگوں میں مہا شریہ[2] پرتیہاروں کا خون دوڑ رہا ہے، آپ کے ساتھ ہی آئی ہیں؟"

"نہیں سپہ سالار۔ آریہ رتجک، سبودھ دیو اور راج کماری گومتی الگ سے شیلاماں سے نیاز حاصل کرنے آئے ہیں۔ ماں نے شاید بتایا ہو گا کہ کیرت آنے والا ہے۔ آج اماوس ہے نہ سپہ سالار۔ میں تو ماں وندھیہ واسنی کے درشنوں کے بغیر برت توڑتا نہیں ہوں۔"

"راجن، لگ رہا ہے بڑھاپا بہت بھاری پڑ رہا ہے۔ میں نے ہی کہا تھا کہ اگر آپ نے قسم لی ہے تو اس پہاڑی پر جایا کریں اور میں ہی پوچھ رہا ہوں کہ کیسے آئے۔ واہ رے گوپال۔"

"آپ اس کے لئے فکر مند نہ ہوں سپہ سالار۔ میں نے پہلی بار ایسی کوئی غلطی دیکھی ہے۔ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے، اسی پر آرام کرتے چار مہینے ہو گئے آپ کو۔ لگتا ہے آپ آریہ رتجک سے بھی زیادہ تھک گئے ہیں۔ لیکن میری بات تو آپ مانیں گے نہیں اس لئے کہنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ آپ کے اس عہد نے ودیادھر دیو کے عزم کو اور مضبوط بنایا ہے۔ ججھوتی کو جگانے کے لئے اسی طرح کے سپہ سالار کی ضرورت تھی۔ یہ آپ کی نسل ہے سپہ سالار جو اپنے عہد کو مر کر بھی نبھاتی ہے۔ میری نسل کے راجہ رانی تو عیش و عشرت میں ڈوب گئے ہیں۔ انہیں نہ تو پرجا سے کچھ لینا دینا ہے نہ اپنی آزادی کی حفاظت سے کوئی مطلب ہے۔"

ابھی آدھی رات گذرنے میں خاصہ وقت باقی تھا۔ کیرت نے اپنی چادر کے پاس لٹکتے ہوئے جنیئو کو کھینچا اور کنجی نکال کر مندر کے کواڑ کھول دیے۔ انہیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ملازم نے اندر کا فرش دھو پونچھ کر چمکا دیا ہے۔ انہوں نے چادر میں بندھا سامان کھولا۔ عود، دیے،

---

[1] عورتوں کا خاوند یا منگیتر کو مخاطب کرنے کا طریقہ۔

[2] راجپوتوں کی ایک اعلیٰ نسل۔

چڑھاوے کا سامان، پان، سندور، ہار پھول، کافور، ناریل اور مٹی کا برتن جس میں پنچ امرت تھا۔ سب چیزوں کو انہوں نے مناسب جگہ پر رکھ دیا۔ پوجا کے بعد کیرت مراقبے میں چلے گئے اور اپنی روح کی گہرائیوں میں ڈوب گئے۔

دو گھڑی بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں۔

آج یا تو ماں اشٹ بھجا خوش ہوئی ہیں یا پھر میری قسمت مٹھی میں آکر ریت کی طرح سرک گئی ہے۔ تر پور کی حسینہ آج خود یہاں موجود ہیں۔ یا یہ میرا وہم ہے شاید۔ کئی عاملوں نے کہا اور لکھا بھی ہے کہ شری چکر پوجا سے للتیا مبارک بھتی ہیں لیکن سحر جال بننے کا کھیل بھی کرتی ہیں۔ ماں سے فریب کیسا؟ بیٹے پر ماں مہربان نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کیرت سوچتے رہے۔ بیچ بیچ میں گومتی کا چہرہ مختلف مناظر کے ساتھ پورے چاند کی طرح چمک جاتا تھا۔ نصف رات بیتنے میں اب صرف آدھے گھنٹے کی دیر تھی۔ کیرت نے پوجا کا سارا سامان سمیٹا۔ وہ دھیرے دھیرے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والے اشلوک پڑھ رہے تھے بلکہ گنگنا رہے تھے۔ رات کی رانی کی خوشبو پورے مندر میں پھیلنے لگی تھی۔

تو شری ماں آرہی ہیں۔ انہوں نے مٹی کے گھڑے سے پانی لے کر سارا فرش دوبارہ دھو ڈالا۔ شری ماں کے لئے آسن لگا دیا۔ چادر میں پرشاد لئے باہر آئے۔ سارا پرشاد گومتی کو دے دیا۔

"دیوی، یہ پرشاد اپنے ہاتھ سے سب لوگوں کو دیجئے۔"

گومتی نے سارا پرشاد بانٹ دیا۔

"بیٹی۔ تو نے کُل دیوتا کا یہ پرشاد سب سے پہلے مجھے دیا ہے۔ میں اشٹ بھجا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ مادرِ ملکہ بھوونا دیوی اور راجہ کیرت کی بھابھی صاحبہ کی جگہ اگر چار مہینے کے اندر زنان خانے میں تجھے نہ لا بٹھایا تو زنان خانے سے ہی نہیں، پوری جھوتی سے مونہہ کالا کر کے تیرتھ کرنے چلا جاؤں گا۔" سپہ سالار گوپال بھٹ نے کہا۔

"سیناپتی جی" سورج بولا۔ "ودیا دھر کی پرجا کی طرف سے جو وعدہ میں کرنے والا تھا اس کے الفاظ آپ نے چرا لئے۔ کوئی بات نہیں۔ بیٹی ہماری حکومت میں بلکہ سچ کہوں تو تیری حکومت میں گونڈ ہمیشہ رہے ہیں۔ ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ لاکھوں سال سے رہتے چلے آئے

لہ دیوی سرسوتی

ہیں۔ بہت سی دوسری آدی باسی بستیوں میں رہنے والوں کے ریت رواج بدل گئے لیکن گونڈ جوں کے توں جھونپڑیوں اور گپھاؤں میں رہ رہے ہیں۔ ان کی طرف سے میں زبان دیتا ہوں کہ جہاں تیرے خاندان کے لہو کی ایک بوند گرے گی وہاں ہمارا سر گر جائے گا۔"

"کاکا۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا نا کہ مندر میں بیٹھ کر آپ کوئی قسم نہیں لیں گے۔"

"چپ رہ راجہ۔ میں نے تیری بات اس لئے مان لی تھی کہ مجھے ڈر تھا کہ تو مجھے یہاں نہیں آنے دے گا۔ اسی لئے میں اس وقت چپ رہ گیا تھا لیکن دیوی اشٹ بھجا کے سامنے جھوٹ نہیں بولوں گا۔"

تبھی لوگوں نے دیکھا کہ اندھیرے میں ڈوبی سیڑھیوں کو دھیرے دھیرے روشن کرتی شری ماں چلی آ رہی ہیں۔ سپہ سالار گوپال بولے۔ "ماں شیل بھدرا آ رہی ہیں راجن۔ ایک ہاتھ سے دھوتی سنبھالے، دوسرے میں پوجا کی تھالی لئے۔ ہم میں سے کوئی اس لائق نہیں کہ ان کی مدد کر سکے۔ ہاں اگر راج کماری گومتی چلی جائیں تو ان کا سہارا لے کر سیڑھیاں چڑھنے سے ماں کی تکلیف کچھ کم ہوگی۔"

گومتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے پگڑی اور چادر اتار کر سبودھ دیو کو دیے اور دوڑتی ہوئی شری ماں کے پاس پہونچ گئی۔

"ماں، کیا اپنی بیٹی کو اجازت دوگی کہ وہ تمہارا سہارا بنے؟"

"کون؟ گومتی؟"

"ہاں ماں۔"

"لے یہ پوجا کا تھال سنبھال اور میرے دائیں طرف آ جا۔ میں تیرے کاندھوں پر ہاتھ رکھے بغیر سیڑھی پار نہیں کر پاؤں گی۔"

سب لوگوں دیکھا کہ ماں نے گومتی کی بات مان لی ہے اور اس کا سہارا لیکر چڑھ رہی ہیں۔ پھر بھی منڈپ کے پاس پہونچنے میں انہیں خاصہ وقت لگ گیا۔

"تم سب لوگ نیچے اتر کر آٹھ دس سیڑھیاں پار کر کے بیٹھو۔ میرے ساتھ صرف گومتی رہے گی۔ ایک بات اور۔ جو بھی آدھی رات کے بعد اس منڈپ میں رہے گا اس پر آسمانی قہر

نازل ہو سکتا ہے۔ وہ کیا ہو گا یہ تو نہیں کہہ سکتی لیکن ہو گا بہت سخت۔"

"میں اندر آجاؤں ماں؟"

"پوچھتی کیوں ہے رے۔ میں نے کہا نہیں کیا کہ تو میری بیٹی ہے۔"

گومتی نے چادر اپنے کاندھوں پر ڈال لی اور ایک طرف کو بیٹھ گئی۔ اس نے روئی بٹ کر دیوں کی بتیاں بنائیں۔ آرتی کے لئے جڑاؤ دیوٹ کو دھو کر رکھا۔ شری ماں کے تھال میں رکھی چیزوں کو نکال کر ضرورت کے مطابق ترتیب سے رکھتی گئی۔

"گومتی میں اندر سے دروازہ بند کر دوں یا کھلا رہنے دوں؟"

"ماں، تو نے اپنی روحانی قوت کے ذریعے میرے اندر کے ایک حصے کو دیکھ لیا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ جو تجھے اچھا نہ لگے وہ کر لیکن گومتی کے رہتے دروازہ بند کرنا ایک بڑی سزا ہو گی۔"

"جیتی رہ بیٹی۔ میں تو صرف تجھے آزما رہی تھی۔" شیلا ماں نے ہنستے ہوئے کہا۔

پوجا شروع ہوئی۔ ساری رسومات دہرائی گئیں جو ابھی کیرت نے کی تھیں۔ شری ماں نے پوجا ختم کی اور دھیرے دھیرے آرتی کی تھالی اُٹھا کر دیپ دان کرتے ہوئے اشلوک گنگنانے لگیں جس کا مطلب کچھ یوں تھا "اری کُرری[1] اس رات کے وقت جبکہ بھگوان کرشن سوئے ہوئے ہیں تو کیوں جاگ رہی ہے۔ تو بھی سو جا۔ کیا تجھے نیند نہیں آرہی ہے؟ یہ نالہ و شیون کیوں؟ کہیں میری ہی طرح تیرا دل بھی کمل جیسی خوبصورت آنکھوں والے کرشن کے تیر نظر سے تو گھائل نہیں ہوا ہے؟" پھر انہوں نے ایک اشلوک اور پڑھا "وشنو کی قوت انتہائی درجے کی شجاعت کی ہی ایک صورت ہے۔ دنیا کی تخلیق کا سبب اور اعلیٰ درجے کی مایا ہے۔ سب کو اپنے بس میں کر لینے والی ہے۔ اُسے خوش کر لیا جائے تو نجات حاصل ہوتی ہے۔"

"رنجک کو بلا لو گومتی۔"

رنجک شیلا ماں کے پیر چھو کر کھڑے ہو گئے۔ "کیا حکم ہے ماں؟"

---

[1] ایک چڑیا جو ہجر کی علامت ہے۔

"رنجک۔ تم نچلی سیڑھیوں پر بیٹھے لوگوں کو بلا لاؤ۔ آج میں ایک مبارک کام سرانجام دینے جا رہی ہوں۔"

رنجک نے گوپال، سبودھ، کیرت، سورج کاکا، لوچن، چندر اور شوبھو بنا بھِر کو بلا لیا۔ شری ماں نے پوجا کی تھالی اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ لی۔ "گوپال، پتہ نہیں تجھے معلوم ہے یا نہیں، جب بھارت پر چکرورتی پرتیہاروں کا راج تھا اور وہ اس کے واحد حکمراں تھے تو انہوں نے اس سلطنت کی حفاظت کی بھرسک کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ پرتیہاروں کے جاگیردار چندیل راجہ ہرش دیو نے شہنشاہ شتی پال دیو سے مدد کی درخواست کی تھی۔ 'میری حکومت کو بچاؤ، سامنت ہرش دیو' ہرش اپنی جنگلوں میں رہنے والی بے پناہ گھوڑ سوار فوج کے ساتھ کانیہ کبج پہونچے اور انہوں نے پرتیہاروں کی مدد کی۔ ان کی فتح ہوئی۔ اس طرح ہرش دیو نے پرتیہاروں پر اپنے احسان کا بوجھ لاد دیا۔ پرتیہار آج اس قرض کو چکانا چاہتے ہیں۔ جاگیردار سومیشور پرتیہار کی بیٹی گومتی کو چندیل کیرت کو سونپ کر وہ ہرش دیو کے قرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ آج موئی اماوس ہے۔ میں بہت بوڑھی ہو گئی ہوں گوپال اب یہ جسم سنبھالنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ لگتا ہے اس بار کی بسنت پنچمی میری آخری سالگرہ ہوگی۔ میں جوگ مایا کے سامنے کیرت اور گومتی کا بیاہ کرانا چاہتی ہوں۔ یہ دونوں میرے بچوں کی طرح ہیں۔ اگر میں یہ کام انجام دینے سے پہلے مر گئی تو میری روح ان کا بیاہ دیکھنے کے لیے تڑپتی رہے گی۔ سبودھ دیو اور گوپال!"

"ہاں ماں"۔ دونوں پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ شری ماں نے پوجا کی دو مالائیں جو جوگ مایا کی عنایت کی علامت تھیں، سبودھ دیو اور گوپال کو دے دیں۔

"سبودھ دیو یہ مالا آپ گومتی کو دے دیں۔ اور گوپال تم یہ مالا کیرت کو دو۔"

"کیرت!"

"ہاں ماں"

تو اس بیاہ کی منگل مالا کو گومتی کے گلے میں پہنا دے۔ آج سے میں تیری ماں ہوئی لیکن گومتی پر سبودھ دیو کا ہی حق رہے گا۔ اپنے ہاتھ کی اس متبرک مالا کو سبودھ دیو گومتی کو دیں

اور گومتی تُو اسے کیرت کے گلے میں پہنا دے۔ پھر دونوں کی پیشانی پر صندل اور چاول کے ٹیکے لگاتے ہوئے شری ماں نے کہا" کیرت تو سندور سے گومتی کی مانگ بھر دے۔ آج جنگلی کیرت اور سوار جنگ کی ماہر، تیر اندازی میں طاق، گٹھے بھرے محنتی ہاتھوں والی پرتیہار راج کماری گومتی بیاہ کے مقدس اور مضبوط بندھن میں بندھ گئے۔"

شری ماں نے تھال نیچے رکھ دیا اور کیرت کی چادر کے چھور سے گومتی کی ساڑی کا آنچل باندھ دیا۔" جاؤ جوگ مایا کی دہلیز پر ایک ساتھ ماتھا ٹیکو۔"

دونوں جوگ مایا کا آشیرباد لے کر شری ماں کے پاس آئے۔

"ہم دونوں ایک جان دو قالب ہوئے کہو اور ایک ساتھ عہد کرو۔ اس منتر کو صدقِ دل سے مان کر اپنی ازدواجی زندگی کے راستوں پر چلتے چلے جاؤ۔ آج میں نے ودیا کے خواب پورے کر دیے۔

" ودیا نے ایک دن مجھ سے خواب میں کہا کہ دیو درما کی ستی بیوی نے کہا ہے کہ چندیل خاندان کی تباہی سر پر ہے۔ اس کا کہنا کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تم چندیل خاندان کو ایک شہنشاہ دو اور سو برس کا وقت بھی تاکہ میرے وارث اسے اپنے امتحان کا نتیجہ مان کر اپنی لیاقت کا ثبوت دے سکیں۔"

"آریہ رتنگ۔" ماں بولیں۔" تجھے اگر گاہڑوالوں کو کاشی اور کانیہ کبج کا حکمراں بنانا ہے تو تو گووند کو کیرت کے ساتھ کر دے۔ جنگ میں کیرت اُسے خراش تک نہیں آنے دے گا اور تیرے خواب پورے ہوں گے۔"

راجیشور کیرت اور مہارانی گومتی۔ تم لوگ اپنے بزرگوں کے پیر چھوؤ اور ان کی دعائیں لو۔"

دونوں نے ماں کے چرنوں میں پرنام کیا۔ انہوں نے پھول اور چاول برسا کر دعائیں دیں۔ رتنگ کے پیر چھونے کے بعد دونوں گوپال بھٹ کے پاس پہونچے۔ وہ پیر چھونے کے لئے جھکنے ہی والے تھے کہ گوپال پیچھے ہٹ گئے۔

" کیا بات ہے گوپال؟" ماں نے پوچھا۔

"ماں یہ روایت کے خلاف ہوگا۔ چندیل شہنشاہ اور ملکہ برہمن کی دعائیں لینے

کے لئے سر جھکا کر کھڑے تو ہو سکتے ہیں لیکن پیر وہ برہمن کے بھی نہیں چھو سکتے۔ پوری جھوتی کے لئے ان کی حیثیت سر پرستوں کی ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ عزت کے مستحق وہ خود ہیں۔ ساری رعایا ان کے لئے اولاد کی طرح ہے۔"

"چلو تم لوگ سر جھکاؤ گوپال کے سامنے۔"

دونوں جب گوپال کے سامنے جھکے تو گوپال رو پڑے۔ "ماں گوپال آج ایسا تہی دامن ہے کہ اپنے راجہ اور رانی کے بیاہ کے موقعے پر کوئی تحفہ بھی نہیں دے سکتا۔"

"محترم سپہ سالار۔" کیرت نے کہا۔ "کیا میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ میری شخصیت کو بنانے میں چار معزز ہستیوں کا ہاتھ ہے۔ وہ ہیں بھابھی صاحبہ، شیل بھدر اماں، گوپال بھٹ اور آریہ رنجک۔ آپ کی دعائیں ہی میرے لئے سب سے بڑا تحفہ ہیں۔" راجیشور کیرت نے گوپال بھٹ کے آنسو اپنی انگلیوں پر لے لئے۔

28

علی الصبح

سورج نکلنے میں ابھی خاصہ وقت باقی تھا۔ شری ماں پتھر کی مورت کی طرح بیٹھی رہیں۔ گومتی سوچ رہی تھی کہ کاشی سے اتنے کم فاصلے پر ہونے کے باوجود وہ اس مقدس مقام تک کبھی نہیں آئی تھی۔ نہ کبھی پھول چڑھائے نہ شری ماں سے نیاز حاصل کرنے ان کے غار تک گئی۔ اگستیہ کے پھول کے متعلق شری ماں نے جو تفصیلات بتائیں انہیں سُن کر اس کا رواں رواں تک خوش ہو اُٹھا۔ جیسے شری ماں کی سالگرہ پر آریہ پتر کیرت کے دادا شہنشاہِ ہندوستان وِدیا دھر دیو اگستیہ کا پھول ڈھونڈ کر لاتے تھے ویسے ہی اس ناچیز کے لئے راجہ نے بھیجا۔ اس پھول کو مُنی پھول کہا جاتا ہے۔ آریہ رنجک کہہ رہے تھے کہ جاڑوں کے آغاز میں کھلنے والے پھول ہیں لیکن آج کل بھی بڑے بڑے درختوں کی چوٹی پر ایک آدھ کھل ہی جاتے ہیں۔ شری جیکر کی پوجا کرنے والے کو یہ پھول خود درخت پر چڑھ کر توڑنا پڑتا ہے۔ وہ کبھی ڈرتے نہیں

موت جس کے ساتھ پرچھائیں بن کر چلتی ہے اس بہادر کے بھیجے ہوئے پھول کو سبودھ نند جھا نے نامنظوری کی علامت مان لیا۔ وہ ناراض ہو گئے انہوں نے چندیل گڑھی جاکر سمجھانے کا خیال بھی ترک کر دیا۔ اچانک یہ سب کیوں ہو جاتا ہے؟ اچانک یہ سب کیوں ہوتا ہے؟ رتھ کے راستے پر سانڈ یا بھینسے سے ٹکرا کر کوئی راہ گیر مر جاتا ہے تو لوگ وہاں پتھر رکھ کر اس پر سندور کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ وہاں منڈلانے والی بدرُوح دوسرے لوگوں کی جان لینے کی کوشش کرتی ہے۔ کیا کسی جگہ پر کوئی مصیبت آجائے تو وہاں کی دھرتی بار بار انسانی جان کی قربانی کا موقعہ ڈھونڈنے میں مصروف ہو جاتی ہے؟ یہ بڑا حیرت انگیز معاملہ ہوتا ہوگا۔ گومتی کو تو کبھی بھوت پریت سے کوئی ڈر نہیں لگا۔

پورب میں سرمائی کرنوں کی سرخی پھیل گئی تھی۔ ہلکا گہرا چھایا ہوا تھا۔ سورج طلوع ہونے ہی والا تھا کہ شری ماں نے آنکھیں کھول دیں۔ ''بیٹی گومتی'' شری ماں نے پکارا۔ گومتی مندر کے مرکزی مقدس کمرے میں چلی گئی۔ شری ماں اسے حیرت سے دیکھتی رہیں۔ ''تھوڑی دیر رُک جانا چاہئے تھا بیٹی۔

''کیوں ماں؟ کیوں رُک جانا چاہئے تھا؟''

''جب کوئی مراقبے سے باہر آتا ہے تو اس کے پاس اچانک چلے جانے سے کبھی کبھی مصیبت بھی آجاتی ہے۔ اس اندرونی کمرے میں میں نے کئی لوگوں کو بیہوش ہو کر گرتے دیکھا ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے اور لوگ اندھوں کی طرح چیخ پکار کرنے لگتے ہیں۔ تو کرشن کی گوپی ہے گومتی۔ تیرا محبوب دیوتا کون ہے؟''

''مجھے تو بھگوان واسُودیو ہی بھاتے ہیں ماں۔ احسان مند تو میں سبھی دیوی دیوتاؤں کی ہوں۔ کاشی میں مندر ہی مندر بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے پالکی رکوا کر کئی دیوی دیوتاؤں کے درشن کئے ہیں لیکن میرے دل کو جیتنے والے بھگوان واسُودیو ہی ہیں۔ آپ نے بھی تو انہیں کے گُن گاتے ہوئے آرتی کی تھی۔''

''ہاں گومتی، وِشنوی قوت ایک انوکھی چیز ہے۔ اَشٹ بھجا اسی کی بیدار علامت ہیں۔

یہ کرشن کی ترچھی نظر ہے گومتی۔ اسی لئے میں نے پہلے بھائی کی، پھر بہن کی ثنا پڑھی۔ جا کر کہہ دے سیڑھیوں پر بیٹھے لوگوں سے کہ وہ آ کر پرشاد لے لیں۔"

سیڑھیاں پھلانگتی گومتی گنگا کے کنارے پہونچی۔ بالوں کو گنگا کی مٹی سے دھو کر صاف کیا۔ گاہڑوالوں کی حویلی میں رہ کر بھی اس نے نہ تو بالوں میں اگر بسایا تھا نہ قیمتی زیور پہنے تھے۔ رانی رالہہ دیوی لاکھ کہتیں لیکن وہ سنی ان سنی کر جاتی۔ وہ صرف ایک امید پر زندہ تھی کہ میری ریاضت اور پاکیزگی کی حفاظت بھگوان واسُودیو کریں گے۔ آج وہ خواہش پوری ہوئی۔ اس نے سفید ساڑی اور سفید کنچکی زیب تن کی۔ چادر بھی سفید تھی۔ نہا دھو کر اپنی سنہری زلفیں لہراتی وہ اَشٹ بُھجا کے مندر کے پاس پہونچی۔ وہاں سبھی لوگ نہانے دھونے جا چکے تھے۔ سب سے پہلے سورج کاکا واپس لوٹے۔ گومتی نے ان کے پیر چھوئے۔

"ارے ارے زندگی بخشنے والی جھوتی کی عظیم قوت تو مجھ جیسے حقیر انسان کے پیر چھو رہی ہے؟" انہوں نے ایک لمحے کے لئے گومتی کے بالوں اور آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "تو ستی رانی کی طرح پوری چندیل رعایا کی حفاظت کرنے والی درگا ہے۔ تجھے دیکھ کر میرا رواں رواں دعائیں دے رہا ہے بیٹی۔ چندیل سلطنت میں گنوار غریب قبیلے بھرے پڑے ہیں بٹیا۔ ہم جنگلی پہلے گوشت خور تھے، بنجارے تھے۔ اب جا کر کسان بنے ہیں۔ مہاراج وِدیادھر دیو سے ان کے فوجی سرداروں نے کہا کہ فوج میں صرف برہمن، چھتری اور گوالے ہی لئے جائیں۔ ان کے اس اصرار کو مہاراجہ نے نامنظور کر دیا۔ میرا باپ مانک گونڈ تھا۔ وہ وِدیادھر دیو کا بڑا ہی بھروسہ مند، ذاتی محافظ تھا۔ میرا چچیرا بھائی ایک فوجی تھا۔ کیا کہتے ہیں کہ ایک ٹکڑی کا سردار۔ ایسا بھلا راجہ تو ہم نے دیکھا نہیں۔ محمود جیسا گھمنڈی اور ظالم ملیچھ کالنجر نہیں توڑ سکا۔ وہ اللہ اللہ کرتا، آسمان کی طرف دیکھتا گھبرا اُٹھا۔ اس نے وِدیادھر دیو کے پاس ریشمی کپڑے اور قیمتی تحفے بھیجے۔ جب راجہ نے سنا کہ محمود صلح چاہتا ہے تو انہوں نے تین سو ہاتھی کالنجر کے قلعے سے نیچے کی طرف دوڑا دیے۔ محمود کو للکارا کہ ہمت ہو تو ان ہاتھیوں کو پکڑ والے۔ محمود کی فوج کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھی جیٹی۔ اسے مالوہ، پرتیچ ند اور قنوج کے لوگ طوفان کہتے تھے۔ کالنجر کے سامنے وہی طوفان ٹھنڈی سُبک رَو ہوا بننے پر مجبور ہوا۔"

"سورج کاکا۔ نیچے کی پگڈنڈی پر کچھ دکانیں کھل گئی ہیں۔ میری بات مانیں تو چاول، ارہر کی دال، گھی اور کچھ سبزیاں لادیں۔ ہاں بڑی بڑی دو ہانڈیاں اور تیل نمک بھی۔ ہم لوگ ان مسافروں کو ذرا اچنبھے میں ڈالیں۔"

"ٹھیک تو ہے بیٹی مگر . . ."

"مگر کیا کاکا؟"

"میرے پاس یہ سب خریدنے کے لئے پیسہ کہاں بیٹی۔"

"کاکا۔ اپنی بیٹی کے ہوتے آپ کو ایسا سوچنا نہیں چاہئے تھا۔" اس نے اپنی پگڑی اٹھائی اور کونے میں بندھے طلائی کارشاپنوں کو سورج کے سامنے لے جا کر بولی۔ "یہ لو کاکا۔ اس میں سے جتنے کارشاپن چاہو لیجاؤ۔"

سورج کاکا نے سونے کا ایک سکہ اٹھالیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ساتھ کے لوگ نہا دھو کر واپس آئے۔ لوچن اُچھلتا کودتا سب کے آگے آگے چل رہا تھا۔ اس کے نتھنوں میں دھوئیں کی مہک گھسی۔ کہیں کچھ جل رہا ہے۔ کہیں ماتا اشٹ بھجا کے مندر میں آگ تو نہیں لگ گئی۔ اس نے پہاڑی کے چپے چپے کو چھان ڈالا۔ آگ کچھ اوپر ہموار زمین پر جل رہی تھی۔ اُپلوں سے لپٹیں نکل رہی تھیں۔ رانی کھانا پکا رہی ہے۔ لوچن کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ "میرے رہتے انہیں یہ سب کس نے کرنے دیا۔ سورج کاکا بوڑھے ہو گئے ہو یا تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے؟"

"کیوں رے لوچن، کیا کیا میں نے؟"

"میرے اور تمہارے ہوتے ہوئے رانی ماں کھانا پکا رہی ہیں اور تم بیٹھے چپ چاپ دیکھ رہے ہو۔"

"کیا؟"

"ہاں بھائی۔"

"کیوں راج ماتا۔ کیا ہم ہمیشہ اچھوت ہی بنے رہیں گے؟"

گومتی کھانا چھوڑ کر لوچن کے پاس آئی۔ "یہ بات نہیں ہے رے لوچن۔ میں ذات پات نہیں مانتی۔ میں شیو[1]

---

[1] شیو سے عقیدت رکھنے والا فرقہ۔

نہیں ہوں۔ یا شُودر بھی نہیں ہوں۔ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ کھانا عورتوں کو ہی پکانا چاہئے۔ چل میرے ساتھ۔"

لوچن جھٹکے سے اُٹھا۔ گومتی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھانا پکانے کی جگہ پر لے گئی۔ "چل یہ بنا آلو اور بینگن کا بھرتہ۔ تُو نے ایسا سوچا کیسے؟ کیا راجہ شور خود تیرے ہاتھ سے پیش کئے گئے تھال سے کھانا نہیں کھاتے؟ کیا انہوں نے کبھی برہمن، چھتری اور شودر میں کوئی فرق کیا؟ کوئی امتیاز برتا؟"

"نہیں ماں۔ قصور میرا ہے۔ اس نے گردن جھکالی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ دراصل میں مونہہ اندھیرے اُٹھ جاتا ہوں۔ گھوڑوں کے لئے گھاس بھوسہ اکٹھا کرنے میں وقت لگ گیا۔"

"کیوں لوچن۔ ایک بات پوچھوں ٹھیک ٹھیک بتائیے گا نہ؟ مجھے چھُو کر کہہ کہ تو سچ بولے گا اور سچ کے علاوہ کچھ نہیں بولے گا۔" گومتی مسکرائی۔

"یہ سب تو ہمارے قبیلے کا مُکھیا کہلواتا ہے رانی ماں۔ میں آپ کا ہاتھ چھُو کر کہہ رہا ہوں کہ سچ بولوں گا۔ پوچھئے۔"

"یہ بتا کہ پرچنڈ کیسا ہے؟ بالکل ٹھیک ہے کہ نہیں؟"

"چینڈا۔؟ ارے وہ تو پہلے سے بھی زیادہ تیز طرار ہو گیا ہے۔ راجہ اور لوچن کے علاوہ اُسے کوئی چھُو بھی نہیں سکتا۔"

"میں بھی نہیں؟"

"آپ چھُو سکتی ہیں رانی ماں۔ آپ کے پاس کیا کہتے ہیں کہ وہ ہے۔ دوسروں کو موہ لینے کی طاقت۔ آپ کو وہ کیسے نہ چھونے دے گا بھلا؟"

"اب تو لائن سے کمبل لگادے اور سبھی لوگوں سے کہہ کہ ستری ماں نے راجہ، سپہ سالار گوپال اور آریہ رنجک کو دوپہر کے پہلے ملنے کے لئے بلایا ہے۔ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جائے گا۔"

"واہ بہورانی! آج چار مہینے کے بعد شاہی محل میں کھانا کھا رہا ہوں۔ سپہ سالار

گوپال نے کہا " ہاں مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ آپ کو بغیر کوئی تحفہ دیے آپ کے ہاتھ کا پکا کھانا کھا رہا ہوں۔ اس تہی دامنی پر بڑی ندامت ہے مجھے۔ میری آنکھوں میں آنسو ہیں اس وقت۔"

" آریہ، آپ ایسا نہ سوچیں۔ آپ کو میرے دادا ودیادھر دیو نے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد شخص کہا تھا۔ میں ان کی بہو ہوں اور آپ کی بیٹی کی طرح ہوں۔ میری تمنا ہے کہ آپ کے سر پر کرشن بھگوان کا کرم ہر وقت سایہ فگن رہے۔ میرے لئے آپ کی دعائیں ہی سب سے بڑا تحفہ ہیں۔"

گوپال کی آنکھیں بھر آئیں۔

"خود کو سنبھالو گوپال"۔ آریہ رنجک بولے۔ "گومتی کے سامنے گاہڑوال خاندان کے افراد خاموش رہتے ہیں۔ کیوں کہ جس نے اٹھارہ سال تک غموں کا زہر پیا ہو اسے پار کر پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔"

" راجن!" گوپال نے کہا۔ "کھجوراہو کے پاس والے ٹیلے پر میں نے کہا تھا کہ آنجہانی دیو ورما کو اتنی خوبصورت اور ذہین بیوی ملی ہے کہ ایک عالم ان پر رشک کر سکتا ہے۔ کھانے پر بیٹھ کر میں تکلیف دہ واقعات کو نہیں دہراؤں گا۔ میں آج اپنے سارے بزرگوں، چندیلوں کی دیوی ماں شاردا اور دیشنوی قوت کی بنیاد واسو دیو کی بہن اشٹ بھجا کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ چندیلوں کے جاہ و حشم کی ضامن ان کی ملکہ واپس لوٹ آئی ہیں۔"

کیرت کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ "سپہ سالار آپ کو بھابھی صاحب کا ذکر نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ان کی دوج کے چاند جیسی مسکراہٹ کو میں کبھی نہیں بھول پاؤں گا۔"

دوپہر کے بعد

کیرت، رنجک، گوپال تینوں شری ماں کی گپھا کے دروازے پر پہونچے۔

"ماں صاحبہ!"

"کون ہے؟ کیرت ہے؟"

"ہاں ماں، رنجک آریہ اور سپہ سالار گوپال بھی موجود ہیں۔"

"سب کو لے کر اندر آجا۔"

تینوں تاریک گپھا میں جا کر ماں کے پیر چھو کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ گپھا میں اندھیرا تھا لیکن بڑی آسودگی بخش خنکی بھی تھی۔

"گوپال۔"

"ہاں ماں۔"

"مجھے کرن کے خودکشی دستے کے تباہ ہو جانے کی خبر بہت پہلے مل چکی تھی۔ مجھ سے رنجک نے کہا کہ یہ تو ہماری فتح کی شروعات ہے ماں پھر اتنی فکر کیوں تو میں نے انہیں تین خطروں سے آگاہ کیا۔ پتہ نہیں تمہارے اور رنجک کے درمیان ایسی کوئی بات چیت ہوئی یا نہیں۔ لگتا تو یہی ہے کہ نہیں ہوئی۔ اچھا تو تو وہ باتیں رنجک سے ہی سن لے۔ بول رنجک۔"

رنجک نے شری ماں سے ہوئی گفتگو جوں کی توں دوہرا دی۔

"ہوں۔" گوپال بولے۔ "شری ماں آپ کی اس صلاحیت کو دیکھ کر مجھے دریادھر دیو کی یاد آگئی جو میرے لئے باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔ پوری صورت حال پر وہ نہایت پرسکون ہو کر سوچ بچار کرتے اور پھر پیاز کے چھلکوں کی طرح اسے اُدھیڑ کر رکھ دیتے۔ یہ بھی بتاتے جاتے کہ دشمن مستقبل میں کس طرح کے داؤں پیچ استعمال کرے گا۔"

"میں تو رنجک سے کہہ چکی ہوں گوپال کہ یہ سب دریادھر کی محبت کا ہی نتیجہ ہے۔ وہ جاگ جاگ کر راتیں گذارتے اور امید کرتے تھے کہ میں بھی خوب غور و فکر کروں اور ان دنیاوی حالات کو بدلنے کی تدبیر ڈھونڈ کر لاؤں۔ اس وقت میں نے یہ سب نہیں کیا لیکن آج جو کچھ اتری بھارت خاص کر کاشی میں ہو رہا ہے اُسے دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ دریا نے جو کچھ کہا تھا وہ باری باری سے سامنے آرہا ہے۔"

"اب ہمیں اپنا حکم سنا دیجئے ماں صاحبہ۔ میرے دادا نہیں ہیں۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے جسے ہر انسان کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم تم سے نیاز حاصل کر سکے اور تم نے ہمیں صحیح راہ دکھائی۔ میری ماں بھودنا دیوی نے مرتے وقت ایک پیغام دیا تھا۔

بیٹے تیرے باپ کسی نہ کسی طرح چندیل حکومت کو بکھرنے سے بچا لیں گے۔ ڈر صرف دیو ورما کی بے نیازی سے ہے۔ وہ شاید اسے سنبھال نہ پائے۔ تمہارے سامنے کیسی بھی سخت پریشانی آئے تم صرف ایک بات کا خیال رکھنا۔ وندھیاچل کی گپھا میں ریاضت میں مصروف شیل بھدراماں سے ضرور صلاح لے لینا۔ انہیں کے سہارے تمہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے کیرت۔ تم لوگ مجھے بے حد عزت دیتے ہو اور ہر خدمت بجا لانے کو تیار رہتے ہو۔ اس جذبے کے آگے میں ہمیشہ جھکتی رہی ہوں۔ لیکن بیٹے ایک ستر برس کی بوڑھی عورت سے تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ ستائیس سال قبل جب میں نے گوپال کے مونہہ سے یہ قیامت ڈھانے والی خبر سنی تھی کہ ودیا اب نہیں رہے تو اسی وقت عہد کیا تھا کہ چندیل سلطنت کو بچانے کی پوری کوشش کروں گی۔ اسی لئے میں کل گپھا کے باہر دیوی کے بے حد قریب بیٹھ کر بھگوان کرشن کا دھیان کر کے مراقبے میں ڈوبی رہی۔ حالانکہ گپھا کے باہر، بھیتر، پہاڑی، مندر سب جگہ وہی ہے، سب کچھ اسی کا ہے پھر بھی میں نے باہر جا کر دھیان لگایا۔ میرے جسم کا تعلق بنگال سے ہے اس لئے اس سرزمین سے میرا لگاؤ فطری ہے لیکن میری روح کاشی سے جڑی ہوئی ہے۔ کاشی میرے لئے ماں باپ کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں اس کی حفاظت کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہوں۔ آریہ رنجک میری بڑی عزت کرتے ہیں۔ مدن اسی لئے میرے یہاں آیا تھا۔ وہ اعصابی کمزوری کی وجہ سے موت کے قریب پہونچ گیا تھا۔ میں نے اسے صرف بچایا ہی نہیں بلکہ گاہڑوال خاندان کے لئے ایک ایسا چشم و چراغ دلوایا جو مستقبل میں گاہڑوالوں کی ایک چھوٹی سلطنت بھی بنائے گا۔ وہ کچھ حماقت اور کچھ آگے بڑھنے کے جوش میں ایسی غلطیاں کرتا رہا ہے جنہیں میں معاف نہ کرتی۔ لیکن رنجک کے کہنے پر میں نے اسے یہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ رنجک بہت کچھ برداشت کر کے بھی اس خاندان کی ترقی اور بھلائی کے لئے کام کرنے کو ہمیشہ تیار رہے ہیں۔ آگے جو کچھ ہوا وہ وہی جانے۔"

"ماں، مراقبے میں تو نے جو دیکھا یعنی جو طوفان بھی تجھے آتا نظر آیا اسے چھپانے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اگر تیری عنایتوں کے باوجود غلام بن کر رہنا پڑا تو ہم اسے اپنے پچھلے گناہوں کی سزا سمجھ کر قبول کریں گے۔" کیرت نے کہا۔

"میرے دل میں کوئی آسمانی حکم یا ہدایت جیسی کوئی چیز نہیں آئی۔ اس لئے یہ مطلب مت لگانا کہ ماں نے دیوی کے مونہہ سے جو سنا ہوگا بتا دے گی۔ یا یا یہ تو تکبر کہلائے گا۔ مالکن اور بجارن میں یہی فرق ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر پتہ تک نہیں ہلتا۔ مراقبے کے دوران مجھے دو منظر دکھائی دیے۔ ایک تو بہت امید افزا ہے۔ اُسے امکانات سے پُر کہا جا سکتا ہے۔"

"بول ماں۔" گوپال نے کہا۔ "تُو نے جو بھی دیکھا وہ خواہ مبارک ہو یا نا مبارک اسے ہم بہ خوشی قبول کریں گے۔"

"میں نے دیکھا کہ جابالی پور[1] کے پاس کوئی بہت بڑا اور شاندار شہر ہے۔ میں ادھر کبھی نہیں گئی ہوں۔ کیرت، گوپال، رنجک تم لوگ دھیان سے سنو۔ ایک بہت بڑی ندی ہے جو پورب سے نکل کر پچھم کی طرف جاتی ہے۔ جابالی پور کے نزدیک اس کا مہانہ بہت تنگ لگتا ہے۔ وہاں ایک خوبصورت جھرنا ہے جو پانی کی شفاف دھار کو ذرا اوپر سے بکھیرتا اس طرح گرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت انوکھی دُھنکی اور کرنوں کی تانت سے بھورے سفید بادلوں کو دُھن رہی ہے۔ یہاں ایک انوکھے جلاہے کا روبار چل رہا ہے۔ آگے بلوری پتھروں کی دیواریں ہیں۔ کچھ جانتے ہو اس طرح کی جگہ کے بارے میں؟"

"نہیں ماں۔ ستاون برس کی عمر ہوئی میری لیکن شمالی علاقے کے علاوہ آج تک کہیں اور نہیں جا سکا۔" گوپال بولے۔

"رنجک۔"

"میں نے بھی ایسی کوئی جگہ نہیں دیکھی ماں۔"

"کیرت تم جانتے ہو؟"

"جانتا ہی نہیں ہوں ماں۔ میں وہاں قدرت کے ان مناظر کی گود میں ہفتہ بھر آرام بھی کر چکا ہوں۔ سفید بلور کی سیدھی دیوار کی طرح لگنے والے کنارے کس کے دل کو بس میں نہ کر لیں گے۔"

---

[1] موجودہ جبل پور

"کیا ہے یہ؟"

"یہ دھوم' دھارا کا جھرنا ہے ماں۔ چندیل سلطنت میں دو ہی تو جھرنے ہیں جو اتنے خوبصورت ہیں۔ ایک بیہرے بنا چچائی آبشار اور دوسرا نربدا سے بنا دھوم' دھارا۔"

"یہ جھرنے چندیل سلطنت کی حدوں میں کب سے مانے جا رہے ہیں؟"

"ودّیا دھر دیو کے وقت تو نربدا کے پاس کے علاقے چندیل سلطنت کی حدود میں تھے ہی۔"

"چل ایک بات تو سمجھ میں آئی کہ ہم نربدا کے پاس کھڑے ہیں۔ دوسرا منظر بہت بھیانک ہے۔ یہ تانترکوں کے سفلی عمل کی طرح لگتا ہے۔ اس ندی کے ساتھ ساتھ چلتے چلے جاؤ۔ ایک اونچے سے ٹیلے پر بہت بڑا مندر ہے۔ اسے مندر کہنے سے پوری بات واضح نہیں ہوگی۔ یہاں میں نے ایک گھناؤنی جگہ دیکھی جہاں شراب و کباب کے نشے میں دُھت سیکڑوں لوگ بھرے ہوئے تھے۔ سب کے سب ہوس کے بندے۔ یہ بام مارگی کا[1] پالکوں کی پناہ گاہیں ہیں جہاں کالے جادو میں یقین رکھنے والے اور بھولے بھالے لوگوں کو بہکانے والے پاکھنڈی رہتے ہیں۔"

"میں سمجھ گیا شری ماں۔"

"کیا سمجھ گیا؟"

"یہ بھیڑا گھاٹ نام کا جھرنا' جس کا ذکر میں نے ابھی کیا تھا اس سے تھوڑی ہی دُور پر چوسٹھی جوگنی کے نام سے جانا جاتا ہے۔"

"چلو اس کا بھی پتہ چل گیا۔ شری ماں مسکراتے ہوئے بولیں۔ اسے چوسٹھی جوگنی مندر کہتے ہیں۔ مندر کہنے سے شاید صحیح تصویر نہ اُبھر سکے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے پچاس ساٹھ کمرے تھے۔ یہ کمرے جوان اور برہنہ عورتوں، مردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اُن سے شراب کی تیز بُو اُٹھ رہی تھی۔ شراب، گوشت اور شہوت رانی کی زیادتی کی وجہ سے یہ بالکل مُردوں

---

[1] وہ سادھو جو دنیاوی لذتوں، عیش کوشی اور سفلی عمل میں یقین رکھتے ہیں۔

جیسے معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے سُنا تھا کہ شری شیل، جالندھر پیٹھ اور کامروپ کا مٹھیا وغیرہ میں ایسے تانترک رہتے ہیں۔"

"ماں تو یہ بتا کہ کیا تُو نے کمروں سے بنے دائرے کے اندر اوما۔ ماہیشور[1] کی ایک دوسرے کی آغوش میں سمائی ہوئی مورتی دیکھی؟ اس کے مقدس مرکز میں نہایت خوبصورت اور مزین مندر بھی ہے۔ اُسے دیکھا؟"

"ہاں کیرت۔ اوما ماہیشور کا مندر بتانا میں بھول گئی تھی۔"

"تب تو وہی ہے جو میں نے کہا ہے۔"

"اب ذرا دھیان سے سنو تم تینوں۔ شری ماں کھلکھلائیں۔ رنجک، گوپال اور میں یعنی پرانی نسل کے ہم تینوں نمائندے نئی نسل کے سامنے ہار گئے۔ تو کیرت تو ہی بول کہ اس طرح کی ریاضت کے اڈّے اور کہاں کہاں ہیں؟"

"ماں صاحبہ۔ یہ تو نہیں بتا پاؤں گا کہ اور کہاں کہاں ہیں لیکن اس طرح کے کئی مندروں کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ سبھی مدھیہ پردیش یعنی بھارت کے بیچوں بیچ ایک دائرہ نما علاقے میں پائے جاتے ہیں اور شکتی کی پوجا کرنے والوں سے خاص طور پر وابستہ ہیں۔ منّولی (پدھوتی) رانی کھیت (جھاریا) پاٹلی پتر، کھجوراہو، دودھی (للت پور)....."

"ارے تو نے تو جھڑی لگا دی" شری ماں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کیا تو کھجوراہو سے علیحدہ کسی ایسے شہر کو جانتا ہے جو چوسٹھ جوگنی مندر سے وابستہ ہے؟"

"ہاں ماں۔ بالکل جانتا ہوں۔ وہ شہر ہے نربدا پر بسا تر پوری۔ میرے دشمن کرن کی راجدھانی۔"

"واہ بیٹے۔ تیرا ملک بھر کا دَورہ بڑا کامیاب رہا۔ میں نے اسی شہر کو جلتے دیکھا ہے۔ آگ کی دھواں دھار لپٹیں۔ شاہی محلوں، پختہ مکانوں اور مندروں سے اُٹھتی، لپلپاتی ہوئی زبانوں والی بے رحم آگ کا جو منظر میں نے دیکھا اس نے میرے ایک ایک رونگیں کو کانٹے کی طرح

---

[1] پاروتی اور شو کے دوسرے نام۔

کھڑا کر دیا۔ سُنا گوپال ۔ یہ ہے ترپوری۔"

"ماں تم کچھ چھپا تو نہیں رہی ہو؟" گوپال نے بوڑھی جوگن کے پیر پکڑ لئے۔ "سب بتا دو ماں ۔ جو جو تمہیں دکھائی دیا ہے سب سامنے رکھ دو ۔ خواہ اس سے ہماری اپنی تباہی کیوں نہ ظاہر ہوتی ہو۔ ہم اسے جاننا چاہتے ہیں ۔ مہا کال کس شکل میں رقص کریں گے تانڈو[1] یا لاسیہ[2] ہمیں اس کی فکر نہیں ہے۔"

"سُن ! تانڈو کا وقت گذر چکا ہے ۔ آج مہا کال شو نے اپنے مندر تعمیر کرانے والے چندیل خاندان کے سر پر اپنی خیر و برکت کا ہاتھ رکھ دیا ہے ۔ میں نے دیکھا کہ محترم المقام ودیا دھر دیو چندیل فوج کے اولیں صف میں اپنے گھوڑے چتیکہ پر سوار کھڑے ہوئے ہیں ۔ ان کے تینوں طرف گھوڑ سوار ہیں جو چندیلوں کے گیروے جھنڈے کو لئے ودیا دھر دیو کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"اس کا کیا مطلب ہوا ماں ؟"

"میں نے تمہیں ودیا دھر دیو سے ملایا نہیں ۔ وہ اس وقت مہا کال کی تیسری آنکھ میں ضم ہیں ۔ وہ شو کی ہی ترچھی نظر کا مظہر تھے۔"

"لیکن ہم ترپوری بہو نچیں گے کیسے ماں ؟ تم نے جن تین پریشانیوں کا ذکر کیا تھا وہ تو جوں کی توں رہیں گی ؟" گوپال مایوس ہو کر بولے۔

"میں ودیا سے ملنے کے لئے مراقبے میں نہیں گئی تھی گوپال ۔ تمہارے لئے کوئی راستہ نکالنے کی ہی کوشش کر رہی ہوں ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تم کرن کے کسی ایسے دشمن کو اپنا حلیف بنا لو جس کی سرحدیں چیدی سے ملتی ہوئی ہوں ؟"

"ہاں ایک تو کلیانی کے سومیشور چالُکیہ دیو ہی ہیں جو ہماری تجویز کو آسانی سے قبول کر سکتے ہیں۔"

"تو تم فوراً کسی سانڈنی سوار کو کلیانی بھیجو ۔ اس معاملے میں انتہائی رازداری برتی جائے۔

---

[1] تانڈو ۔ وہ رقص جو شو غیض و غضب کے عالم میں کرتے ہیں ۔ یہ تباہی کا مظہر ہے۔

[2] لاسیہ ۔ خوشی اور جشن کے موقعے پر کیا جانے والا رقص۔

خبردار جو تم تینوں کے علاوہ کسی اور کو کچھ معلوم ہوا۔"
پھر پل بھر کے توقف کے بعد شری ماں بولیں۔ "تیرے سامنے کچھ اور بھی دشواریاں ہوں گی گوپال؟"

"آپ کو تو معلوم ہوگا ماں کہ مہوبہ کے شاہی خزانے کو میرے سپاہیوں نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ یہ کرن کے سپاہیوں جیسا لباس اور پگڑی پہن کر گئے اور محل کے اندر تہہ خانے میں چھپے بڑے سے صندوق کو نکال لائے۔ جس پر سفید ناگ کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ صندوق نکال کر انہوں نے تہہ خانے کا پوشیدہ دروازہ بند کر دیا اور واپس لوٹ آئے۔ باقی بچی دولت کو انہوں نے خزانے میں بند کیا اور خفیہ راستے سے نکل آئے۔ میں نے دس ہزار گھوڑے خرید لئے ہیں۔ دس ہزار ہمارے پاس پہلے سے ہیں۔ جھوتی کے نوجوان گھوڑ سوار پہاڑیوں اور ہموار ٹیلوں پر لگاتار تلوار بازی اور گھوڑ سواری کی مشق کر رہے ہیں۔ اس وقت میرے پاس بیس ہزار گھوڑ سوار تو ہیں ہی جو پوری طرح مسلح ہیں اور جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں۔"

"شاباش ہے گوپال۔ چندیلوں کی ناؤ پار لگانے والا تو ہی ہے بیٹے۔ تو نے وہ کر دکھایا جو پورے بھارت میں کسی بھی سپہ سالار نے اپنے راجہ کے لئے نہیں کیا ہوگا۔ آج ودیا دھر کے اس جملے کا مطلب پوری طرح سمجھ میں آیا کہ چندیل فوج میں تم سے زیادہ تجربہ کار لوگ ملیں گے لیکن وفاداری صرف تمہارے اندر ہے۔ تو ودیا دھر کا مونہہ بولا بیٹا ہے گوپال۔ اب ان کی آبرو تیرے ہاتھوں میں ہے۔"

گوپال شری ماں کے قدموں میں گر پڑے۔ "ماں صاحبہ۔ گوپال چندیلوں کی عزت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ آج خود مجھے بھی معلوم ہو گیا ہے بستر مرگ پر پڑے بابا ودیا دھر دیو نے اپنی قیمتی تلوار نندک مجھے کیوں سونپی تھی اور مجھ سے کون سے امیدیں وابستہ کی تھیں۔ زہے نصیب کہ انہوں نے میرا انتخاب کیا۔"

"آریہ رنجک! آریہ رنجک۔" گپھا کے دروازے سے پارس دیو نے پکارا۔"
رنجک باہر نکلے۔ سامنے پارس دیو کو دیکھ کر دل دھڑکنے لگا۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ گاہڑ والوں پر کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔

"کیوں پارس؟ اتنے پریشان کیوں ہو؟"

"چچا، بہت بُری خبر ہے۔" پارس آبدیدہ ہو گئے۔ وِنائک بھٹ کی پیٹھ پر پچیس کوڑوں کے نشان دیکھ کر پوری برہم پوری سانپ کی طرح پھپھکارنے لگی ہے۔ جمپک کو لے کر بھی جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ ترویدی خاندان کی جمپک ایک چھتری کی بیوی کیوں کر بنی؟ اننت۔ کے ساتھ جمپک کاشی چھوڑ چکی ہے۔ وہ صرف پانچ سو گھوڑ سواروں کے ساتھ جھونی کے عوام کو سبق سکھانے کے عزم کے ساتھ کرن دیو سے اجازت لے کر چل چکے ہیں ایسی صورت میں ماں شیل بھدرا کا کاشی آنا کیا پریشان کُن نہیں ہو گا؟ بلکہ مصیبتوں کا پیش خیمہ۔"

"یہیں رُک۔ میں ماں سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔" رنجک بڑی سختی سے خود کو سنبھالتے ہوئے ماں کے پاس پہونچے۔

"ماں صاحبہ!"

"بول رنجک۔ پارس خبر لایا ہے کہ بسنت پنچمی یعنی میری سالگرہ ہمیشہ کی طرح اس بار کاشی میں منانا مناسب نہیں رہے گا۔ ہے نہ بیٹا؟"

رنجک ماں کے قدموں میں گر پڑے۔ "صورتِ حال بڑی نازک ہے ماں۔"

"پارس کو بلا لا۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔"

آریہ رنجک باہر آئے اور پہاڑی کے پاس کھڑے پارس کو پکارا۔ "چلو تمہیں شری ماں بلا رہی ہیں۔"

"مجھے؟"

"ہاں سپہ سالار تمہیں۔"

"آریہ میں سنتا تھا وہ صرف راجاؤں اور رانیوں سے ملتی ہیں۔ معمولی لوگوں کو ملنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"پاگل پن کی باتیں مت کر۔ میں ابھی سمجھاتا ہوں تجھے۔" رنجک نے پارس کا سہارا لے کر چڑھائی پار کی اور گپھا کے دروازے پر پہونچے۔ "آ جاؤں ماں؟"

"آ جا۔ پارس دیو کو ساتھ لے آ۔"

پارس اور رنجک گپھا میں آئے۔ پارس نے بغیر کچھ کہے شری ماں کی قدم بوسی کی۔

"رکو پارس۔ میں نے تمہیں کبھی دیکھا نہیں اس لئے میرے دل میں کوئی اضطراب نہیں ہے۔"

کافور کی ڈلی روشن ہوئی۔ شری ماں نے پارس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں، صرف دو لمحے نظر بھر کر دیکھا تھا کہ پارس کٹے ہوئے درخت کی طرح گر پڑا۔

"ماں! پارس" رنجک گھبرا کر بولے۔

"اسے چین سے بیٹھ جانا چاہئے تھا۔ اعتماد اور عدم اعتماد کے بیچ کی کیفیت مجھے قطعی پسند نہیں۔ یا تو برا کہنے والوں کی باتیں سنو جو نمک مرچ لگا کر پھیلائی جاتی ہیں یا ماں پر بھروسہ کرو دونوں ساتھ نہیں چلیں گے۔"

شری ماں خاموش بیٹھی رہیں۔ پارس کو ہوش آ رہا تھا۔ "شری ماں! پارس ہکلاتے ہوئے بولا۔" پیاس... پیاس..."

شری ماں نے گھڑے سے پانی نکالا اور سکورا بھر کر پارس کو دیا۔

"ماں، قصور معاف کریں۔ آج میں نے اپنے باپ جوکھو سردار کے ساتھ اپنی ماں کی باتیں بیٹھے مہاراجہ دھیراج ودیادھر دیو کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں سے گرم شعاعیں نکل رہی تھیں۔ لگتا تھا مہاکال کی تیسری آنکھ کھل گئی ہو۔ میں اس کی تاب نہ لا سکا۔ میرے والد میری پاگل ماں پر ہنس رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کیا تو کھاٹ کی باتیں بیٹھے شخص کو جانتی ہے۔ یہ ہیں شمالی ہندوستان کے بادشاہ ودّیادھر دیو۔ ماں، پارس نے بڑی غلطی کی کہ شک وشبہہ کا شکار ہو کر یوں ڈوبتا ابھرتا رہا۔ آپ جب جوکھو جیسے انسان کو اپنا سکتی ہیں تو یہ الزام بالکل غلط ثابت ہوتا ہے کہ آپ صرف شاہی خاندان کے لوگوں اور سیٹھ ساہوکاروں سے ملتی ہیں۔ آپ اپنی سالگرہ پر بے فکر ہو کر کاشی جائیں۔ پارس اپنے خون کا آخری قطرہ بہہ جانے تک آپ کی ڈھال بنا کھڑا رہے گا۔"

"تو ماں کی ڈھال بنے گا احمق؟ کہہ کہ آپ کی اجازت ہو تو..." رنجک بیچ میں بول پڑے۔

"شری ماں، یہ لڑکا بڑا ہی سادہ لوح ہے۔ اسے بات چیت کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔"

"کوئی بات نہیں رنجک۔ میں نے مصنوعی آداب کو کبھی اہمیت نہیں دی۔ میرے لئے سبھی اپنے ہیں۔ لڑوں بھڑوں تو بھی اپنوں کو سینے سے لگا کر ہی چلتی ہوں۔ اس بندریا کی طرح

جیسے معصوم بچہ ڈر کے مارے باندھ لیتا ہے تو اُسے ڈھونا ہی پڑتا ہے۔"

"تم گھبراؤ نہیں پارس۔ آج سے تین دن بعد بسنت پنچمی شروع ہوگی۔ میں چوتھی کی رات کو کُٹیا میں پہونچ جاؤں گی۔ تم فکر نہ کرنا۔"

"ماں۔" کیرت بولے۔ تیری اجازت ہو تو میں بھی اس دن کاشی میں رہوں۔"

"ایک شرط پر۔"

"کون سی شرط؟"

"کہوں گوپال۔ اگوری میں کتنے گھوڑ سوار ہیں تمہارے؟"

"کوئی پانچ سو ہوں گے ماں۔ اگوری پہاڑی پر بنا قلعہ بہت مضبوط سمجھا جاتا ہے۔"

"تو کیرت تو گومتی کو اگوری میں چھوڑ کر اکیلے کاشی آسکتا ہے۔ گوپال، اگوری کا قلعہ دار قابل اعتبار ہے نہ؟"

"ہاں ماں۔ وہاں کا قلعہ دار ایک قریبی عزیز راج کمار ہے۔ وہ ودیادھر دیو کی بھتیجی سمھدرا کا بیٹا ہے۔ ابھیمنیو چوہان۔"

"ٹھیک ہے۔ گومتی کی حفاظت کی ذمہ داری چوہان اور شنکیش گڑھ کے قلعہ دار چندر پر چھوڑ دو۔ اب تم لوگ جاؤ اور اپنا اپنا کام دیکھو۔"

29

مونی اماوس

جو شخص پاروتی کو ماں، وشویشور کو باپ، شو کے عقیدتمندوں کو بھائی بند اور پوری کائنات کو اپنا ہی وطن تصور کرتا ہو اس کے لئے وشویشور اور اوی مکتیشور میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ کاشی کے لوگوں کو اوی مکتیشور زیادہ عزیز تھے اس لئے کہ انہوں نے انتہائی پریشان کُن حالات میں بھی کاشی نہ چھوڑنے کا عہد کیا تھا۔ اپنے عقیدتمندوں سے ان کا سیدھا تعلق تھا جبکہ بھگوان وشویشور پوری کائنات کے مالک ہونے کی وجہ سے اپنی پوری رعایا

کی حفاظت کرنے اور اس کی خیر منانے والے بھولے ناتھ تھے۔ ان کے لئے انسان، دیوتا، راکشش سبھی اولاد کی طرح تھے۔ وہ کسی کو بھی بھسماسُر[1] بنا سکتے تھے۔ یہ خیال ان کے ذہن میں نہیں آتا تھا کہ ان کی عطا کی ہوئی طاقت انہیں کے خلاف استعمال ہو سکتی ہے۔ اپنی حفاظت کی فکر کیوں کریں۔ وہ راکششوں کی عیاری کو بھی برداشت کرنے کو تیار رہتے اس لئے کہ ان دا ہنی ہتھیلی ہمیشہ جان کی امان دیتی، نور بکھیرتی رہتی ہے۔ وام دیو دائیں فلسفے کے حامی نہیں بلکہ اُس کا الٹا رُخ اپنانے والے ہیں۔ ان کی پُوجا میں بھنگ[2] دھتورا وغیرہ دیکھ کر لگتا ہے کہ زہر ہلاہل پینے والے کے لئے تو یہ کوئی بات ہی نہیں۔ وشولشور کے سامنے پورے اُتری بھارت کا سر عقیدت سے جھکتا تھا۔

کرن دیو کا سپہ سالار انو سنگھ اپنی بیوی چمپک کے ساتھ شو کی پوجا کے لئے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہی پہونچ گیا۔ پیشانی پر مقدس راکھ، صندل اور زعفران وغیرہ سے قشقہ کھینچا۔ انو بہت خوش تھا۔ کئی دن پہلے اس کے سامنے نہ صرف سپہ سالار اعظم اگھو گندھ جھکا اور بڑے عجز و نیاز کے ساتھ کھڑا رہا بلکہ خود کرن دیو نے بھی اس کی بڑی تعریف کی۔ وجہ یہ تھی کہ اگر انو سنگھ نے اپنی رائے نہ دی ہوتی تو غیر معمولی عجلت کی وجہ سے کرن ایک بڑی غلطی کر بیٹھتا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ آماتیہ کی سوچ سمجھ کر کھیلی گئی سیاست کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا؟ ارے بیوقوف دولت کا سہارا لے کر تو کوئی بھی شان و شوکت کا اظہار کر سکتا ہے اور سونے کے تخت پر بیٹھ سکتا ہے لیکن میرے راجہ جیسا بلند کردار اور خود اعتمادی کہاں سے آئے گی؟ ان جیسا انسان ملنا مشکل ہے۔

خوش تو چمپک بھی تھی۔ سُشیلجی کی بے وقوفی کی وجہ سے مستقبل میں جو خطرہ پیش آ سکتا تھا

---

[1] ہندو دیومالا کے مطابق ایک راکشش بھسماسُر نے سخت عبادت و ریاضت کے بعد شوجی کو خوش کیا اور ان کے پوچھنے پر یہ بردان مانگا کہ میں جس شخص کے سر پر ہاتھ رکھ دوں وہ بھسم ہو جائے۔ بردان مل گیا۔ اب یہ حضرت شوجی کے درپے آزار ہو گئے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تُل گئے۔ اسی روایت کی طرف اشارہ ہے۔

[2] بھانگ دھتورا اور دوسری نشہ آور چیزیں شو کے ساتھ وابستہ ہیں۔ دیوتاؤں کی حفاظت کے لئے ایک مرتبہ انہوں نے زہر ہلاہل پیا تھا جس کی وجہ سے ان کی گردن نیلی پڑ گئی اور وہ نیل کنٹھ کہلائے۔

اس سے اس نے راجہ کو آگاہ کر دیا تھا۔ ملکہ آوّل دیوی کے لئے اس کے دل کے گوشے میں عزت اور اپنائیت پیدا ہونے لگی تھی۔ وہ ان کی بے لوث محبت کے تلے دبی جا رہی تھی۔ ایسی عورت کو دھوکا دینا اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اپنی ماں کی یاد میں کھوئی رہنے والی لڑکی تھی۔ باپ نے ہی ماں کا فرض بھی نباہا اور اسے پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ وہ اب جوان تھی۔ ماں کی محبت اسے کبھی نہیں ملی تھی۔ پہلی بار جب اس نے پلو ہاتھ میں لے کر آوّل دیوی کے پیر چھوئے تھے تو انہوں نے اس برہمن زادی کو اپنی سہیلی بنانے کا اعلان کیا۔ لیکن بعد میں شخنی والے واقعے کو صحیح طور پر سلجھانے کی وجہ سے وہ اسے بیٹی کی طرح ماننے لگی تھیں۔ کیا ایسی عورت کو فریب دینا مناسب ہے خواہ فریب کی نوعیت بے ضرر ہی کیوں نہ ہو؟"

"کیا آپ لوگوں کو کوئی راستہ بتانے والا چاہئے جناب؟" ایک پندرہ سولہ برس کے لڑکے نے اننت سے پوچھا۔

"بچے، کیا تم ہمیں راستہ بتا سکتے ہو؟"

وہ تنک گیا۔ "آپ نے مجھے بچہ کہا۔ میں دُودھ پیتا بچہ ہوں کیا۔ آپ مجھ سے کام نہیں لینا چاہتے تو ٹھیک ہے صاف انکار کر دیجئے۔ یہ الزام لگانے کا حق آپ کو نہیں پہونچتا کہ میں ایک بچے جیسا کم عقل ہوں۔"

"معاف کیجئے گا دوست، مجھ سے غلطی ہوئی لیکن مہربانی کر کے آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کس خاندان میں وارد ہو کر اس کی عزت افزائی کی ہے؟ آپ کا وطن شریف کہاں ہے؟"

لڑکا ہنسا۔ "تو آپ مجھے مسخرہ سمجھتے ہیں؟"

"آپ کو نہیں جناب۔ اپنے آپ کو۔"

"ہم کیرل کے رہنے والے ہیں آریہ۔ میں گرد وائیور کے ایک نمبودری خاندان میں پیدا ہوا۔ بڑا کم نصیب ہوں۔ پیدا ہوا تو ماں ختم ہو گئیں، بڑا ہوا تو باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ میں اور میری چھوٹی بہن کیدار ایشور میں ایک جھونپڑی بنا کر رہتے ہیں۔ آپ نے کہا جوگن سشیل بھدرا کا نام تو سنا ہوگا آریہ؟"

"نہیں بھائی!" اننت نے چمپک کی طرف دیکھا۔ "آپ جانتی ہیں دیوی؟"

"میں جانتی ہی نہیں بلکہ کئی بار ان کے پاس حاضر ہونے کا شرف بھی ملا ہے مجھے۔ اس طرح کی شفیق عین ٹیمن ماں شاردا سب کو نہیں ملتیں آریہ پتر۔ یہ لڑکا ٹھیک کہہ رہا ہے کہ وہ مہا جوگن ہیں۔"

اننت نے قدرے رعب سے کہا "آپ میری غلطیوں کے لئے جو سزا چاہیں دیں لیکن اس کانٹوں بھرے علاقے میں مجھے گھوڑے کی نال نہ بنایا کریں۔"

"اس میں ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے سپہ سالار۔ بڑی ہستیوں سے ملاقات نصیب سے ہی ہوتی ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ آپ روحانی طاقتوں میں ذرا بھی یقین نہیں رکھتے اس لئے مجھ سے جو غلطی ہوئی ہو اسے معاف کر دیں۔"

لڑکا کھلکھلا کر ہنسا۔ "دیکھا آپ نے۔ میری لائق بھابھی نے کیسا جواب دیا آپ کو۔"

"اچھا بھتیجے!" اننت نے لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "اب یہ تو بتاؤ کہ آج مہا جوگن شیل بھدرا سے ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"نہیں جناب۔ وہ جاڑوں میں وندھیاچل میں بنے ایک قدرتی غار میں رہتی ہیں۔ ہاں ہر بسنت پنچمی کو کیدار ریشور میں بنی ایک کٹیا میں آجاتی ہیں۔ گرمی کا موسم وہ وہیں گذارتی ہیں۔ جب وہ آئیں گی تو میں آپ کو خبر کر دوں گا لیکن آپ کا پتہ تو میں جانتا نہیں۔"

"تم نے راجہ کرن دیو کا نام سُنا ہے بھائی؟"

"میں راجہ، بادشاہ، جاگیر دار، قلعہ دار وغیرہ وغیرہ جیسے ناموں سے نفرت کرتا ہوں جناب۔ ہم غریب ضرور ہیں لیکن کھانے کپڑے کے لئے کسی نام نہاد ان داتا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیک نہیں مانگتے۔ ہمیں شری ماں نے ہدایت دی ہے کہ برہمن لڑکے کو اگر بغیر مانگے کچھ کھانے پینے کو مل جائے تو اسے لے لینا چاہئے لیکن کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگنا نہیں چاہیئے۔"

"اچھا جناب ایک سوال اور ہے۔"

"پوچھئے۔"

"مہا جوگنی شیل بھدرا کس ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور کس خاندان کی چشم و چراغ ہیں۔"

"وہ بنگال کے بندھو پادھیائے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک عظیم شخصیت والی دیوی ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیل سے جاننا چاہیں تو میری بہن کومُدی سے مل سکتے ہیں۔ وہ کٹیا

میں شری ماں کے سایے تلے رہتی ہے۔ ہاں ذرا خیال رہے۔ وہاں یہ سوال ہرگز مت کیجئے گا کہ شری ماں کس خاندان یا ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔"

"آپ نے تو ابھی کہا تھا کہ آپ کیرل کے نمبودری برہمن ہیں۔"

"وہ تو ہیں ہی۔ کو مُدی میری سگی بہن نہیں ہے جناب۔ وہ نہایت کم عمری میں ہی اپنے علم و فضل سے بڑے بڑے لوگوں کی عقل کو مات کرتی ہے۔ لیکن میں شاید کچھ غلط بول گیا۔ وہ اتنی سادہ مزاج اور خوش گو ہے کہ خشک علمی باتیں بھی اس کے مونہہ سے ساون کی پھواروں جیسی خوشگوار معلوم ہوتی ہیں۔"

"تو کیا ہمیں لے چلیں گے ان کے پاس؟"

"کیوں نہیں۔ کُٹیا تو صرف رات میں بند رہتی ہے۔ آپ کبھی بھی چل سکتے ہیں۔"

"تو چلیئے۔ پہلے ہمیں وشویشور کے درشن کرائیے۔ پھر آپ کے ساتھ ساتھ شری ماں کی کُٹیا کی زیارت کریں گے۔ آپ کی دانش ور بہن کو مُدی سے ملیں گے تب گھر لوٹیں گے۔"

"آئیے۔ نمبودری نوجوان نے کہا۔ آپ درشن کریں گے یا نظارہ؟"

"مطلب؟ کیا دونوں میں کوئی فرق ہے؟"

"کیوں نہیں۔ درشن دیوتا کے کئے جاتے ہیں اور محض نظارہ ہوتا ہے تعمیرات کا۔"

"ہم دونوں کریں گے۔ درشن بھی اور نظارہ بھی۔"

وشویشور مندر رہبانیت اور دنیا داری دونوں کے امتزاج کی ایک انوکھی علامت تھا۔ 'موکش لکشمی دوار' کے نام سے مشہور شمالی ہندوستان کا یہ انوکھا منی دوار تھا جو شری وشوناتھ کے فیض سے عظیم تر بھارت کے ہندوؤں کو اپنے سکون بخش سایے میں آرام دیا کرتا تھا۔ جاتری متھرا کا ہو یا رامیشورم کا، کنیا کماری کا ہو یا کشمیر کا، گاندھار کا ہو یا کلنگ کا، بنگال کے علاقے کا ہو یا گجرات کا، سب اسی نام کی کشش کے دھاگے میں بندھے چلے آتے تھے۔

"آریہ، آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔"

"میرا نام اننت ہے۔ میری بیوی کا نام چمپک۔"

"کون سا گوتر ہے آپ کا؟"

"انگرا گوتم۔"

"واہ! میں نے آج پہلی بار بھارت میں ویدوں کے ذریعے شہرت پانے والے اس رشی کے گوتر[1] کے کسی شخص کو دیکھا۔"

"کیا آپ گوتر، پرور وغیرہ کو مانتے ہیں آریہ نمبودری؟"

"صرف مانتے ہی نہیں ہیں، اس گوتر کے نام پر بڑے دنوں ہیں ماں ان پوریا سے نذرانہ لیتے رہے ہیں۔ ہاں ذات پات میں نہیں مانتا۔ آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ میرے اندر انسانوں کے درمیان تفریق کے کیڑے جب ختم ہوئے جب مجھے شری ماں کی محبت نصیب ہوئی۔ پھر وہ ایک پل رک کر بولا۔ "آئیے آریہ، آپ تو ایسے بھیڑ بھاڑ والے راستوں پر چلنا چاہتے ہیں جہاں کا شور وغل غوغائیوں کو مات کرے۔ اگر آپ گوداوری کے دکھن کی طرف سے نکلنے والی پھول گلی سے آئے ہوتے تو آپ کو پورا کاشی اگر اور صندل میں بسا ہوا محسوس ہوتا۔"

"مجھے معلوم نہیں تھا بھائی۔"

"آپ بڑے لوگ زندگی میں فطری سادگی برتنا ہی نہیں چاہتے۔ کام، فرض، ضروری بات وغیرہ جیسے بہلانے ڈھونڈ کر کہہ دیتے ہیں کہ مصروف ہیں۔ کتنے مصروف ہیں بھائی۔ کیا فطری محبت کے لئے ترستی ہوئی روح سے بھی زیادہ مصروف ہیں؟ پھر وہ "رکئے آریہ، ابھی آیا" کہہ کر بھیڑ میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوڑتا ہوا واپس آیا۔ "آپ نے پوجا کا سامان لے لیا ہے آریہ؟"

"ہاں بھائی۔ وہ تو ملازم کو بھیج کر کل ہی منگا لیا تھا میری بیوی نے۔ ان کی چادر میں بندھا ہوا ہے۔ ہاں ابھی کچھ ہار پھول اور چاہئیں۔"

"چلئے۔ وہ تو صدر دروازے پر بھی مل جائیں گے۔"

نمبودری برہمن لڑکے کو دیکھ کر پنڈے وغیرہ طنز کرتے رہے لیکن وہ ہنس کر سب کو ٹالتا ہوا ان لوگوں کو لے کر مندر کے صدر مقام میں داخل ہوا۔

---

[1] حسب نسب۔ خاندان۔

"کیوں کرشنن؟"

"ہاں بابا۔"

"آئے تیرے جاتری لوگ؟"

"یہ رہے، محترم۔"

بوڑھے بابا نے گھور گھور کر دیکھا اور ہنس کر بولے "ابھی کچھ ہی مہینے بیتے ہیں۔ انہوں نے اسی سال بیاہ کرنا منظور کیا ہے۔ آئیے جناب۔" بوڑھا پنڈا انت اور جمپک کے ساتھ مغربی دروازے میں داخل ہوا۔

"ارے کون ہے؟ بلراج؟ ارے بھائی، ہمیں بھی تو روزی روٹی چاہئے۔ آج اس نشست پر بیٹھ کر پوجا کرنے کا حق میرا ہوتا ہے۔ تم اسی پر بیٹھو گے۔ چلو ہٹو یہاں سے۔"

"ابھی تنہا ہوں بابا" بلراج نے کہا۔ "لیجئے اپنا نذرانہ۔ بس سونے کے دس کارشاپن ہمیں دے دیجئے گا۔"

"دس کارشاپن؟" میاں بیوی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ "اتنا تو ہمارے پاس ہے ہی نہیں۔"

"یہ کہنے سے کام نہیں چلے گا۔ کوئی بھی پجاری جو ساری رسموں کے مطابق پوجا کرائے گا دس سے کم کارشاپن پر کبھی راضی نہیں ہوگا۔ آج موتی اماوس کے دن جو لوگ پوجا کر کے ثواب کمانا چاہتے ہیں وہ انہیں تب تک نہیں ملے گا جب تک کم سے کم دس کارشاپن دے کر وہ یہ نذرانہ نہیں لیتے۔ جائیے آپ لوگ۔ نہ جانے کتنا پیسہ خرچ کر کے بابا کی زیارت کرنے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ دس کارشاپن نہیں ہیں آپ کے پاس۔ ارے ماتا جی کا منگل سوتر ہی دے دیجئے اور اپنی منت پوری کرنے کا ثواب حاصل کیجئے۔"

"اچھا بلراج۔ بہت ہو چکا۔ یہ نوٹنکی باہر جا کر کرو۔ میرے پاس راج گھرانے کے لوگ ہیں۔ تمہارا تماشہ کب تک دکھاتا رہوں گا۔"

کسی طرح پجاری اور جاتری سمجھوتہ کر کے باہر گئے۔ بوڑھے تجربہ کار پجاری نے پورے ریت رواجوں کے ساتھ پوجا کرائی اور شاہی افراد کا دل جیت لیا۔ انت نے پچیس طلائی کارشاپن

برہمن کے قدموں میں رکھے اور پرنام کیا۔ بوڑھا بے حد خوش ہو گیا۔ "اب برہمنوں کو پوچھنے والا کوئی ملتا ہی نہیں۔ لاچار ہو کر انہوں نے اپنا پروہتائی کا پیشہ چھوڑ کر چھتریوں اور بنیوں کا کام شروع کر دیا ہے۔ آج بہت دنوں کے بعد انگرا کی نسل کے کسی شخص کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بیٹے، خوش رہو، تمہارے اہل و عیال خوش رہیں۔ تمہارا بھلا ہو اور تمہارے اور پرمنڈلانے والی چیلوں سے تمہیں چھٹکارا ملے۔ یہی اس بوڑھے کی دعا ہے۔"

"کن چیلوں کی بات کر رہے ہیں بابا؟" اننت نے پوچھا۔

بوڑھا کچھ نہیں بولا۔

"بابا، آپ جھجک کیوں رہے ہیں۔ بتا دیجئے نہ کہ یہ چیلیں کیا ہیں؟"

"دو تین مہینے بعد آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ چیلیں کیا ہیں۔ جلاوطنی جھیلنا اور عورت کا ساتھ ہوتے ہوئے بھی نفس پر قابو رکھنا ہنسی کھیل نہیں ہے بیٹا۔"

"کرشنن!"

"ہاں بابا" فسودری برہمن لڑکا بوڑھے کے پاس پہونچا۔

"یہ لے دس طلائی کارشاپن۔ کُل پچیس ملے تھے۔ میں نے ضابطوں کے مطابق پوجا کرا دی ہے۔ اب تو ان لوگوں کے ساتھ جا اور اس مندر کے سبھی منڈپوں کو اندر سے دکھا دے۔ کہے تو میں بھی ساتھ چلوں۔"

"ایسا ہے محترم کہ یہ لوگ کہیں دور سے آئے ہیں۔ آپ کی یہ مرصع سنسکرت ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ میں اپنی زبان میں انہیں سب سمجھا دوں گا۔ پھر یہ کہ ان لوگوں نے مجھے بچہ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ میں انہیں سمجھانا چاہتا ہوں کہ ماں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے بعد بدقسمتی کی کڑی دھوپ برداشت کرنے والا بچہ کیسا ہوتا ہے۔"

"اچھا۔ اچھا۔ ایسی بات ہے تو تو اکیلا ہی جا۔"

"تم اب تک بھلا نہیں سکے کرشنن کہ جلدی میں میں نے تمہیں بچہ کہہ دیا تھا۔"

"میں بالکل بھول چکا ہوں جناب۔ یہ تو میں نے اس بوڑھے کو ٹرخانے کے لئے کہہ دیا تھا۔ یہ سب مقامی پنڈے ہیں۔ جاتریوں سے خوب جھگڑتے ہیں۔ ان کے راہبر کو بھی پریشان کرتے

ہیں۔ اگر بوڑھے بابا نے کارشاپن چھپا نہ دیے ہوتے تو ان سے ایسا زبردست مُجیٹا ہوتا کہ ہم لوگوں کو درشنوں سے جو خوشی ملی ہے وہ کافور کی طرح اُڑ جاتی۔"

"آریہ! وشویشور مندر کو جس نے بھی بنوایا ہو اور جب بھی بنوایا ہو اس کا طرزِ تعمیر نہ تو ناگر ہے نہ دراوڑ۔ یہ ان دونوں کے امتزاج سے بنا ایک شاندار مندر ہے جسے بنانے والے کاریگروں نے نہ جانے کتنے دنوں تک اپنا خون پسینہ ایک کیا ہوگا۔ عمارتیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ دنیاوی اور دینوی۔ شہر میں رہنے والے سیٹھوں، راجاؤں وغیرہ کے محل دُنیاوی ہوتے ہیں۔ جبکہ مندروں کا تعلق آخرت سے ہوتا ہے۔ مندروں کو دیکھئے تو ان میں کمرے، صدر دروازہ، محرابیں، بلور کی طرح چمکتے ہوئے برآمدے، مرکزی کمرہ اور باغ وغیرہ ہوا کرتے تھے۔"

وشویشور مندر میں چار منڈپ ہیں اور ایک مقدس صدر مقام۔ اگر دراوڑ طرزِ تعمیر کا امتزاج ہوتا تو دیوار کے چاروں کونوں اور چوٹی والے صدر دروازے کو ملا کر کم از کم گیارہ منڈپ ہوتے۔

اس کو بنانے میں جس پتھر کا استعمال کیا گیا ہے وہ کہاں سے آیا اس پر بھی کافی بحث ہو چکی ہے۔ وشویشور کے اس عظیم الشان مندر کی اونچائی تو مجھے معلوم نہیں لیکن مرکزی منڈپ کے اوپر اُٹھنے والی چوٹی کی اونچائی پچاس ہاتھ سے کم نہیں ہوگی۔ چاروں منڈپوں پر بنے چھوٹے مندروں کی چوٹیاں تیس ہاتھ کی ہوں گی۔ یہ سب ایک پہاڑی سلسلے جیسی لگتی ہیں۔

پورا آنگن دیواروں سے گھرا ہے۔ اوپر کے آملک[1] پر سونے کے جھنڈے بنائے گئے ہیں جو لہراتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ آیئے پہلے دیوتا کے درشن کیجئے۔ یہ مکتی منڈپ مندر کا مقدس مرکز ہے اس کے اندر جیوتر لنگ نصب ہے۔ لیکن شو کے مکتی منڈپ کا مالک کون ہے؟ میں جب گرو وا ئور میں تھا تو وہاں اکثر جھگڑا ہو جاتا۔ ہم بچوں سے کہا جاتا کہ لکڑی سے بنے اس مندر میں نہ جانے کب آگ لگ جائے کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وشنو[2] اور شیو[3] کا یہ جھگڑا نہ جانے کتنی صدیوں سے چلتا آرہا ہے۔"

---

[1] مندر کی چوٹی۔

[2] وشنو کے عقیدتمندوں کا فرقہ۔

[3] شو کے عقیدتمندوں کا فرقہ۔

"بھیا تو شیؤ ہے یا ویشنو؟"

"میں تو ویشنو ہوں جناب۔ پیدائشی ویشنو۔ ہوں کیا۔ مانتا ہوں اور خواہش یہ ہے کہ کسی مندر کے سامنے یہ جسم گرے اور اس نور ازل کا ایک حصہ بن کر اسی میں ضم ہو جائے۔"

"کیوں کرشنن! تم زندگی سے اس قدر بے نیاز کیوں ہو؟ اپنے عزم، اپنی خواہش کو اگر تم تسلیم کرتے ہو تو کسی نہ کسی دن تمہاری سمجھ میں یہ ضرور آجائے گا کہ کرشنن کی زندگی کا مقصد کیا تھا اور کیا ہوا۔"

"آریہ انت آپ بڑی مدلل گفتگو کرتے ہیں اور مذہب سے بھی پوری طرح واقف ہیں۔ کیا آپ کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ آیا ہے جب آپ کو یہ محسوس ہوا ہو کہ میں محض ایک آلہ ہوں۔ بھدّے ڈھنگ سے تراشا ہوا پتھر کا محض ایک ٹکڑا جس کے باہر کوئی بھی پوشش نہیں ہے اور واقعات، کردار، یا اچھے برے خیالات سب اس میں سے ویسے ہی نکل جاتے ہیں جیسے آسمان کو چیر کر نکلتی ہوئی بگلوں کی قطار۔"

"میں اس طرح کے لمحوں کو نہیں جانتا یہ کیسے کہوں۔ میں ایشور میں یقین رکھتا ہوں، کیوں کہ اس کا نام لئے بغیر باہر جانے، جنگ کے میدان میں اترنے اور خود سے زیادہ باصلاحیت سپاہیوں سے جنگ کرنے سے پہلے میری روح کی گہرائیوں سے ایک آواز ابھرتی ہے ـــ بہت ہی اندر سے۔ جانے کتنی تہوں کو چیر کر اٹھنے والی اس آواز کو میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ایشور اسی لمحے میری تلوار، میرا ایمان بن کر میرے تخیّل کی آنکھوں سے جھانکنے لگتا ہے۔ زندگی میں جب بھی مصیبت آئی ہے۔ اس کی رحمت مجھ جیسے گنہگار کے سر پر ڈھال بن کر سایہ فگن ہو گئی ہے۔ اس لئے کرشنن میں ایشور میں یقین رکھتا ہوں اور ہر لمحے کے انتظار میں اسی کے سہارے جیتا ہوں۔"

کرشنن خاموش ہو گیا۔

"تم چپ کیوں ہو گئے کرشنن؟"

"اس لئے جناب کہ جب بھی میری زندگی میں ایسے لمحے آئے ہیں مجھے اور زیادہ خالی پن کا احساس ہوا ہے۔ بسنت پنچمی کے دن شری ماں کی دعا سے کچھ نیا احساس جاگنے والا ہے۔ میری بہن کومدی کہہ رہی تھی کہ اس لمحے کے لئے خود کو تیار کروں۔ میں نے جب اپنے خالی پن

کے بارے میں بات کی تو وہ بولی کہ 'یہ تیاری کی پہلی سیڑھی ہے۔ تیری روح کی زمین نئے بیجوں کے لئے صحیح طریقے سے تیار ہو رہی ہے'۔"

"تم کیا بسنت پنچمی کے دن شری ماں سے ملاقات کی اجازت دلوا سکتے ہو؟"

"آپ اتنے بے چین نہ ہوں آریہ۔ آپ مجھ سے تھوڑا ہی کچھ مانگ رہے ہیں۔ مانگتے بھی تو یہ تہی دست، تہی دل کرشنن کیا دے پاتا آپ کو۔ میں آپ کو گودری بہن کے پاس ابھی لے چلوں گا۔ اسی سے پوچھ لیجئے گا۔ چلئے آگے بڑھئے۔"

"نہیں کرشنن۔ ابھی تم اس مکتی منڈپ کے بارے میں کچھ اور بتاؤ۔"

"ایک خاص بات یہ ہے جناب کہ اس مکتی منڈپ کے مالک شو نہیں وشنو ہیں۔ میں نے ایک قدیم پران[1] میں یہ پڑھا تو مجھے احساس ہوا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ پران اتری بھارت میں ہی جانا گیا ہے۔ دکن تک کیوں نہیں پہونچا؟ شو اور وشنو کا ایسا ملاپ وشوناتھ مندر میں ہی کیوں؟ اسے دکن کیوں نہیں جانے دیا گیا؟ ایسا ہی تجربہ مجھے گردوایور میں بھی ہوا تھا۔ وہاں جب میں مندر میں بھکاری کی صورت میں گھسا تو ایک شخص نے ملیالم میں کہا "کیوں رے شودر، تو گردوایور میں گھسے گا؟ میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا نہیں مالک۔ میں تو ایک بھوکا انسان ہوں۔ اس امید پر آیا تھا کہ شاید کچھ روکھا سوکھا مل جائے۔"

"کیا نام ہے تیرا؟"

"کرشنن۔"

"پورا نام بول۔"

"میں نمبودری برہمن ہوں مالک۔ میرے باپ کا نام برج بھوشنم ہے۔"

"تو تو میرے بچپن کے دوست برج بھوشن کا بیٹا ہے۔ ارے بے وقوف! تجھے سب سے پہلے مجھ سے ملنا چاہئے تھا۔ اتنے بڑے برہمن خاندان کی نشانی ہو کر تو یہ بھیک مانگتا پھر رہا ہے؟ پھر وہ بولے۔ 'بیٹھ' اور مندر میں گئے۔ کیلے کے لمبے چوڑے پتے پر چاول دہی اور شکر

---

[1] اہلِ ہنود کے مقدس صحیفے۔

لاکر دیتے ہوئے بولے "لو یہیں بیٹھ کر کھا لو"۔

"میں بڑے پس و پیش میں پڑ گیا پھر بھی ہمت کر کے بولا۔ سوامی کاکا۔ اسے اپنی جھونپڑی میں لے جاؤں۔ میری بہن بھی کئی دن سے بھوکی ہے۔ ہم مل بانٹ کر کھالیں گے"۔

"تو کھالے۔ تیری بہن کے لئے اور دے دوں گا۔ سوامی انگوچھے سے آنسو پونچھتے ہوئے مندر میں چلے گئے۔ اس دن مجھے محسوس ہوا کہ اس شیو۔ وشنو جھگڑے نے تشدد کے رجحان کو اس قدر اُبھار دیا ہے کہ امن و آشتی کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ گرو برہسپت نے دوارکا کے پانی میں ڈوبنے سے پہلے شری کرشن کی مورتی لاکر یہاں نصب کر دی تھی۔ گرو کے نام پر وہ گرو وایوُر بنا۔ اب کیا بنے گا' بھگوان جانے۔"

"اچھا یہ سب ذرا مختصر کر کے بتاؤ کرشنن۔ چمپک بولی۔ تمہاری باتوں میں کبھی غصہ' کبھی خفگی' کبھی آنسو جھلکتے ہیں۔ ہم لوگ بے بس ہیں۔ اگر چاہیں بھی تو دکن کے شیو۔ وشنو جھگڑوں کو مٹانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ کیا کریں گے ہم لوگ؟"

"ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی۔ جھگڑا تو صرف بہانہ ہے۔ اصل مقصد ہے مندروں کی دولت کو لوٹنا یا خزانے کے سانپ کی طرح اس پر کنڈلی مار کر بیٹھنا۔"

یہ شو کے عظیم مندر کا ملتی منڈپ مقدس مرکزی منڈپ کی صورت میں بڑی عقیدت کے ساتھ سجایا گیا ہے تو یہ رہا دکھن کا ملتی منڈپ' پچھم میں شرنگار منڈپ' اُتر میں ایشوریہ منڈپ اور پورب میں گیان منڈپ۔

شوالیہ کا نام موکش لکشمی ولاس تھا۔ شرنگار منڈپ کی دیوی شرنگار گوری تھیں۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ وہاں پوجا کرنے والے کو دولت ملتی ہے' ایشوریہ منڈپ میں پوجا کرنے سے ایشوریہ یعنی شان و شوکت ملتی ہے اور گیان منڈپ میں عبادت کرنے سے گیان یعنی علم حاصل ہوتا ہے۔

"ایسا کہا جاتا ہے' کرشنن۔ جب تجھے شو سے کوئی عقیدت ہی نہیں ہے تو تو ہمیں بھگوان شو کا درشن کیا کرائے گا؟"

"معاف کیجئے گا آریہ۔ آج اپنی بھاوج کو دیکھ کر میرے دل کا ہنس کیرل کی جھیلوں' تالابوں اور کمل کے پھولوں سے بھری ہوئی ندیوں میں جا پہونچا ہے۔ میرے والد کے بھائی اچاریہ

اندو شیکھرن کی بہو مینکا کی طرح خوبصورت تھی۔ اس لئے اس کا نام مینکا بالکل صحیح تھا۔ وہ اپنے سسر کے حکم کی خلاف ورزی کر کے ہم یتیم بہن بھائی کو کھانا دے جاتی تھی۔ میرے بڑے بھائی یعنی مینکا بھابھی کے شوہر سُندر راجن بار بار کہتے کہ تو بہن کو لے کر کاشی چلا جا۔ وہاں شیوؤں اور وشنوؤں میں کوئی جھگڑا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کیرل سے ایک ناریل ڈھونے والے جہاز پر مجھے بٹھا دیا اور سونے کے پانچ سکے دیتے ہوئے کہا "سن کرشنن۔ ایک سکہ جہاز کے ملاح کو دے دینا۔ باقی چار سے کاشی میں رہنے کے لئے ایک کٹیا بنوا لینا۔" وہ جہاز ارنا کُلم سے کاشی آ رہا تھا۔ آریہ، ہمیں کئی دن بھوکا رہنا پڑا۔ ملاح قول کا پکا تھا۔ وہ کبھی کبھی اپنے حصے کا کھانا ہمیں دے جاتا تھا۔ کہتا تھا "کرشنن تم لوگ برہمن ہو، میں ملاح ہوں، شودر ہوں لیکن تم کھانا کھا لیا کرو۔ بنارس پہونچ کر گنگا نہا کر گوبر کھا لینا۔ پاک ہو جاؤ گے۔" آج بھی بھابھی کو دیکھ کر اپنے چچیرے بھائی سُندر راجن اور بھاوج مینکا کا خیال آ گیا۔ اس عجیب و غریب اتفاق کے لئے مجھے معاف کریں آریہ۔"

"ذرا یہ تو بتا نا کرشنن کہ وشویشور مندر کی تعمیر کے لئے یہ چٹانیں کہاں سے لائی گئی ہیں؟"

"میں جانتا تھا جناب کہ آپ وشویشور مندر کے جاتری ہی نہیں ہیں بلکہ آپ کو آثار قدیمہ کی بھی کافی معلومات ہیں اور چھان بین کرنا آپ کی فطرت ہے۔ اسی لئے میں نے بوڑھے پجاری بابا کو منع کر دیا تھا۔ میں نے کاشی کے مندر بنانے والے کاریگروں سے سنا ہے کہ یہاں سے تھوڑی دور پر وندھیاچل کا پہاڑی سلسلہ ہے۔ اسی کے تحت پنا کی پہاڑیاں ہیں۔ یہ پتھر وہیں سے لائے گئے ہیں۔ انہیں وہاں کے لوگ چیپ کڑی کہتے ہیں۔ کھجوراہو کے مشہور مندر بھی انہیں پتھروں سے بنائے گئے ہیں۔ یہ پتھر چترکوٹ کے قریب واقع پہاڑیوں سے اتارے جاتے تھے اور انہیں ناودوں پر چڑھا دیا جاتا تھا۔ پتھروں سے لدی ناویں جمنا کے آبی راستے کے ذریعے پریاگ تک آتیں اور پھر گنگا میں بہتی ہوئی کاشی تک پہونچتی تھیں۔"

اچانک آننت کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے فوراً چادر سے اپنا مونہہ پونچھا لیکن چمپک نے دیکھ لیا۔

"آریہ کرشنن!"

"ہاں دیوی۔"

"یہ سالار کی طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لئے آپ ہمیں کیدار لیشور کی زیارت کرا دیں۔ قریب کے کسی گھاٹ سے ناؤ لے کر کیدار لیشور چلیں۔"

"آپ کو کیدار لیشور کا مندر کیسا لگا جناب؟"

"بہت ہی شاندار اور سکون بخش۔"

"تو اب کیدار لیشور کے اوپری سکون سے دور اندرونی سکون میں ڈوبی شری ماں کی کٹیا پر چلیں۔"

آگے آگے کرشنن اور پیچھے پیچھے اننت اور جمپک۔

"یہ ہے گوری کنڈ۔ یہاں شو نے پاروتی کی ریاضت سے خوش ہو کر انہیں بردان دیا تھا کہ میں اپنے بارہ فنون کے ساتھ ہمیشہ تمہارے تالاب کے پاس رہا کروں گا۔"

گوری کی سخت ریاضت کی قوت پر خاموش عقیدت کے پھول چڑھاتے ہوئے لوگ وہاں پہونچے جہاں شری ماں کی کٹیا تھی۔ گوری کنڈ اور بارش کے فاضل پانی کو گنگا میں ملانے والی نہر کے درمیان تین چار کٹیائیں تھیں۔ نہایت پر سکون جگہ تھی۔ نالے کے دونوں کناروں پر اشوتھ، بڑ، آم اور مہوے وغیرہ کے گھنے سایہ دار درخت تھے۔ شری ماں کی کٹیا پر نیل اپراجتا کی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ بسنت کی آمد کے لئے بے چین نیل اپراجتا اور سفید مالتی اس طرح مسکرا رہی تھیں جیسے وہ اپنی نیلی آنکھوں میں بسنے والے سنیل شیام کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ دروازے پر جپا کسم کے دو چھوٹے درخت تھے۔ ان پھولوں کو پنج مکھی گڑھل بھی کہا جاتا تھا۔

"دیوی بہن!" کرشنن نے زور سے آواز لگائی۔

"کون ہے؟ کرشنن؟"

"ہاں دیوی۔" کرشنن کے مونہہ پر جیسے کٹیا میں بھری شفقت کی بارش ہو رہی تھی۔ اس نے لگ بھگ چلاتے ہوئے کہا "شاہی گھرانے کے دو جاتری آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

"تو پوچھ کیا رہا ہے۔ بٹھا انہیں سیتل پاٹی پر۔ میں ابھی آئی۔"

پیلی مٹی سے لپے صاف ستھرے فرش کی سوندھی مہک چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ کٹیا کے اندر ایک کمرہ تھا جس میں پوجا چل رہی تھی۔ کرناٹک دیس کی صندل سے بنی اگربتیاں

جل رہی تھیں اسی وقت پوجا ختم ہونے کا اشارہ ملا اس لئے کہ کرشنن کی بہن نے نہایت دھیمی اور میٹھی آواز میں کرشن کی ثنا میں اشلوک گنگنانا شروع کر دیا تھا۔

اس میٹھی آواز کے جادو سے سحور جھیک سوچ میں ڈوب گئی۔ ایک مہینے سے کوئی چپکے چپکے اس کے دل میں کہہ رہا ہے کہ ادی منکٹیشورسے وشویشور تک تو نے جو بھی برکتیں حاصل کیں وہ خواہ شو کی ہوں یا گوری کی یا تیری روح میں بسنے والے ماکھن چور کنہیا کی سب تجھے انت کے ساتھ جڑنے پر ہی حاصل ہوئی ہیں۔ کیا اوی منکٹیشور سے پرشاد میں ملے سندور کو تو نے اسی رات اپنی مانگ میں نہیں بھر لیا تھا؟ اگر انت کی بے مثال تلوار بازی کا راز نہ کھلا ہوتا تو نہ تو اس کی بنتی نہ تجھے رانی آدل دیوی اور کرن اتنی عزت دیتے۔ یہ دلیلیں ہیں ساری کی ساری۔ سچی بات کیوں نہیں کہتی جھیک؟ تو انت سے پیار کرنے لگی ہے۔ تو اعلیٰ آماتیہ پربھاس کے محل میں بہی پال کی بہو بن کر داخل ہونا چاہتی ہے۔ پربھاس کے خاندان کو چندیلوں نے بڑی عزت بخشی تھی۔

"معاف کیجیے گا مجھے۔" کومدی بولی۔

اب وہ تیس سال کی بھرپور جوان عورت تھی۔ ماں شیل بھدرا کی اس تجویز کو اس نے نامنظور کر دیا تھا کہ وہ اپنے لائق کوئی مرد چن لے اور اس کے ساتھ گرہستی بسائے۔

کومدی کا کہنا تھا کہ اپنی پسند کا مرد چاہ کر بھی نہیں ملتا۔ اس لئے میں خود کو مرلی دھر کے قدموں میں سونپ چکی ہوں۔ ٹھاکر جی کی خادمہ ہوں۔ وہ جیسے رکھیں گے ویسے ہی رہوں گی۔

"ارے کرشنن!"

"ہاں دیوی!"

"ارے بے وقوف تو نے مجھے دیوی کہنا کب سے شروع کر دیا؟ ان کو بھی اپنی باتوں میں پھنسا کر لایا ہے شاید۔"

کومدی ہنسی۔ اس کی مسکراہٹ اس دوج کے چاند کی طرح خنک اور دلکش تھی جو مہاکال کے سر پر زیب دیتا ہے۔

"ان لوگوں کو پرشاد دے اور ٹھنڈا پانی پلا۔"

کرشنن اندر والے کمرے میں گھُسا۔

"دیوی، یہ کرشنن کا قصور نہیں، میرا ہے۔"

"کیوں راجن، اس کُٹیا میں اتنے بڑے لوگوں کا آنا کیسے ہُوا؟"

"میں راجہ نہیں ہوں دیوی!"

"تم سپہ سالار تو ہو ہی بابا۔ اسے جھٹلانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو۔ تمہاری ہتھیلی میں تلوار چلانے کی وجہ سے گھٹے پڑ گئے ہیں۔ کلائی پر بھی کمان کا چلّہ کھینچنے سے بے نشان موجود ہیں۔ پیشانی پر تریُنڈ کے درمیان گوروچن یعنی کرشن اور شو دونوں کا آشیرباد۔ اب تمہیں شاہی خاندان کا ایک فرد یا سپہ سالار نہ کہوں تو کیا کہوں؟"

"دیوی! آپ نے مجھے پہچانا؟" چمپک نے پوچھا۔

"لگ تو رہا ہے کہ تم برہم پوری کے تردیدیوں کے خاندان کی لڑکی چمپک ہو۔ لیکن میں ٹھیک ٹھیک پہچان نہیں پائی۔ معاف کرنا۔"

چمپک نے دونوں ہاتھوں میں آنچل کی کور پکڑی اور قدموں میں سر رکھ کر پرنام کیا۔

"چمپک!" کومدی کے لہجے میں قدرے سختی تھی۔ "اتنے عظیم خاندان میں پیدا ہو کر بھی تمہیں یہ نہیں معلوم کہ جس کی پوجا نہ کرنے کا حکم ہُوا ہو اس کی پوجا کرنا گناہ ہے۔ میری ماں کی بات اور ہے۔ وہ مہا جوگن ہیں۔ ان کے قدموں میں سبھی گرتے ہیں۔ کیا عوام اور کیا راجہ مہاراجہ۔ یہ ٹھیک بھی ہے اس لئے کہ ماں کا لمس انسان کے اندر چھپی ہوئی قوتِ ارادی کو جگا دیتا ہے۔ لیکن میرے پیر چھونا گناہ ہے۔ چمپک میں تیری جیسی ہی ایک عورت ہوں۔ جو ٹھیک لگے، کہہ لے لیکن سر جھکا کر مجھ پر ایسا بوجھ مت ڈال جسے میں اُٹھا نہ سکوں۔"

"دیوی! آپ نے اس چمپک کو اپنے والد کے ساتھ اس کُٹیا میں آتے جاتے کئی بار دیکھا ہوگا۔ بارہ سال تک، جو ایک جگ مانا جاتا ہے میں یہاں ہر بسنت پنچمی پر آتی رہی ہوں۔ اپنے والد آچاریہ وشسٹ تردیدی کے ساتھ میرا آنا ضروری تھا۔ برہم پوری کے برہمنوں نے شری ماں پر گھناؤنا الزام لگایا تھا۔ وہ ان کو فریبی اور مکار کہا کرتے تھے۔ لیکن میرے والد نے اعلان کیا تھا کہ خواہ انہیں ذات باہر کر دیا جائے یا ان کے قتل کی سازش کی جائے وہ ہر

بسنت پنچمی کے موقع پر شری ماں سے ملنے ضرور آئیں گے۔ اس سے انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ پوری برہم پوری کے صرف تین برہمنوں نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ یہ تھے اُپادھیائے شمبھردیو اوجھا، ان کے بیٹے بلد اوجھا جو صرف و نحو کے مشہور عالم بھی ہیں اور بھون رتنیش شرما۔"

"آج مجھے بہت خوشی ہوئی چمپک۔" کومدی بولی "شری ماں کی سالگرہ پر پوری۔ برہم پوری ان سے ملاقات کے لئے آنا چاہتی تھی لیکن ایک نہایت سنگین شرط کے ساتھ۔

"کون سی شرط؟"

"شری ماں چمپک جیسی گستاخ لڑکی کو اپنے پاس نہ آنے دیں۔"

"میرے والد نے شری ماں سے کہا کہ اگر ان لوگوں کی یہی شرط ہے تو میں چمپک کو منالوں گا ماں صاحبہ۔ برہم پوری کی خیر کی راہ میں اڑچن کیوں بنوں۔ دیسے میں یہ جانتا ہوں کہ شری ماں کو شرطوں میں نہیں باندھا جا سکتا۔"

"اگر یہاں آنے کی یہی شرط ہے تو میری طرف سے بھی برہم پوریوں سے کہہ دینا تردیدی کہ شری ماں اپنے لئے صرف واسودیو کی مہربانی چاہتی ہیں۔ فانی انسانوں سے انہوں نے تحفظ کی درخواست کبھی نہیں کی۔ تحفظ تو انہوں نے سری کرشن سے بھی کبھی نہیں مانگا۔" کومدی بولی۔ وہ زندگی کے تیس سال ایک ضدی اور خوددار گوپی[1] کی طرح گذار چکی ہیں۔ انہوں نے اپنے موتہہ سے کبھی کرشن کا نام بھی نہیں لیا لیکن ان کی آرتی کرتے وقت دھاروں دھار روتی رہیں۔"

"بہن، میں ایک درخواست کرنے جا رہا ہوں۔" اننت ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر کہا۔ کیا اس بار بسنت پنچمی کے موقعے پر آپ مجھے اور چمپک کو ماں سے نیاز حاصل کرنے کی اجازت دے سکیں گی؟"

"میں اجازت دینے والی کون ہوں سپہ سالار۔ آج ایک میاں بیوی کٹیا میں آئے ہیں۔ وہ کون ہیں۔ وندھیہ واسنی کی گپھا میں پدماسن لگا کر بیٹھی ہوئی شری ماں سے کوئی پوچھے کہ کیدار ایشور کی کٹیا کی کیا خبر ہے تو وہ تمہاری اور چمپک کی زندگی کو ایک کھلی کتاب کی طرح پڑھ کر

---

[1] شری کرشن کے عشق میں سرشار گوالن دوشیزہ۔

رکھ دیں گی۔ ایسا کرو کہ تم لسنت پنچمی کی جگہ اشٹمی کو آنے کی زحمت کرو۔ صبح سویرے سورج نکلنے کے ساتھ ہی یہاں آجانا۔ میں تمہیں اکیلے میں شری ماں سے ملوا دوں گی۔"

"احسان مند ہوں گا بہن۔" اننت نے کومُدی کے پیروں پر جُڑے ہوئے ہاتھ رکھ دیے۔ "آپ مجھ سے دو برس بڑی ہیں۔ مجھے آج جتنا سکون ملا ہے اسے الفاظ کے ذریعے ادا کر کے ہلکا نہیں کرنا چاہتا۔ اب ہمیں لوٹنے کی اجازت دو بڑدیدی[1]۔"

"کومُدی کھلکھلا کر ہنسی۔ "سپہ سالار تم نے یہ بنگلہ طرز کہاں سے سیکھ لیا؟"

"میں ذات کا غوطہ خور ملاح ہوں بڑدی۔ شودر۔ لیکن اپنے پیشے کو کیوں چھوڑ دوں۔ اس لئے یہ محاورہ میرے اندر سے اپنے آپ ہی باہر آگیا۔"

"دیوی!" چمپک بولی۔ "پیر چھونے کی اجازت تو دیجئے۔ چمپک تو شری ماں کی مونہ لگی لڑکی رہی ہے۔ اس لئے اس نے بغیر پوچھے آپ کے پیر چھو لئے تھے۔"

"برا مان گئی چمپک۔ شری ماں کی بیٹی ہوتے ہوئے بھی تو سمجھ نہیں پائی کہ میرے اندر جو کچھ نیکی ہے وہ شری ماں کی عنایت کی ہوئی ہے۔ ان کے پاس تو کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے جسے وہ لٹاتی پھرتی ہیں۔ مجھ جیسوں کے پاس جو تھوڑی بہت پونجی ہے وہ مہاجوگی شیل بھدرا کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں چھو سکتا۔ تو بھی اگر خود کو شری ماں سے جوڑتی ہے تو تجھے بھی کسی کو پیر نہیں چھونے دینا چاہئے۔"

یہ تقریر سننے کے باوجود چمپک نے کومُدی کے پیر چھو ہی لئے۔ دونوں کُٹیا کے باہری دروازے سے نکلے تو کومُدی اُٹھ کر آ گئی۔

"اچھا دیدی، ہمارا رہبر کدھر ہے؟" اننت نے کہا۔

"وہ نالے کے پاس اشوتھ کے سائے میں لیٹا ہے۔"

دونوں نے ہاتھ جوڑے اور اشوتھ کی طرف چل پڑے۔ کرشنن ایک چٹان پر لیٹا تھا۔ اننت نے اس کا سر سہلایا۔ "ارے کرشنن!" وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا۔

---

[1] بڑی دیدی (بڑی بہن) کا مخفف جو بنگلہ میں مستعمل ہے۔

"چلو کرشنن ۔ منی کرنیکا کے لئے ایک چھوٹی ناؤ ٹھیک کر دو اور تم آرام کرو ۔ بہت تھکے ہو آج ۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں سپہ سالار ۔ میں تو آرام ہی کر رہا تھا ۔" اس نے اپنی چھوٹی چادر سے کاندھے ڈھک لئے ۔

کیدار گھاٹ پر نادیں ہی نادیں تھیں ۔ کرشنن نے ایک ملاح سے بات کی اور انت سے بولا ۔ "آپ لوگ اس پر بیٹھ جائیے ۔ یہ آپ کو منی کرنیکا پر چھوڑ دے گا ۔ اسے چاندی کے دو کارشک دے دیجئے گا ۔"

"ٹھیک ہے کرشنن ۔ یہ لو" ۔ انت نے تھیلی اس کے ہاتھ پر رکھ دی ۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ ۔" کرشنن ہکلانے لگا ۔ مجھے سونے کے دس کارشاپن پہلے ہی مل چکے ہیں ۔ ہم سائل نہیں ہیں جناب ۔ وہ دس کارشاپن بھی بھاری تھے ۔ جہاں لوگ مندر گھمانے اور درشن کرانے کے صرف پانچ کارشک دیتے ہیں وہاں آپ نے سونے کی پچیس مہریں چڑھا دیں ۔"

"تو کیا ہوا کرشنن ۔ اب کیا میں تیری مرضی کے مطابق چلوں گا ؟ یہ تھیلی تو تجھے لینی ہی پڑے گی ۔"

"نہیں آریہ ۔ کومدی بہن سنیں گی تو بہت ناراض ہوں گی ۔"

"ناراض کیوں ہوں گی ' یہ بھیک یا نذرانہ تو ہے نہیں ۔ ہماری طرف سے تمہارے لئے ایک تحفہ ہے ۔ کیا تم ہمارا دیا ہوا تحفہ ٹھکرا دو گے ؟"

کرشنن نے دونوں کے چہرے دیکھے اور تھیلی لے لی ۔ پرنام بھابھی ۔ پرنام سپہ سالار ۔"

30

پوری دنیا میں اپنے کاندھوں پر اس قدر نفرت وحقارت کو ڈھونے والی ایسی کوئی ذات نہیں ملے گی جیسی ہمارے بھارت میں چانڈال یا ڈوم کے نام سے جانی جانے والی ذات

ہے۔ ان کا سایہ پڑ جانے سے دھرم جاتا رہتا ہے۔ ان سے بات چیت کرنا گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔ توہین، تذلیل اور نفرت اس ذات کا مقدر ہیں۔ یہ لعنت، ملامت اور گھناؤنے پن کا مترادف بن گئی ہے۔ گیتا پکار پکار کر کہتی رہی ہے کہ خدا کو پہچاننے والا عالم وہی ہے جو کتے اور چانڈال کو بھی اسی آسمانی طاقت کا مظہر سمجھتا ہے۔ سب کے لئے برابری کا یہ درجہ یقیناً قابل تعریف ہے لیکن گیتا جس عظیم تخلیق یعنی مہابھارت کا جز ہے وہ عظیم کتاب چانڈالوں کے بارے میں کیا کہتی ہے: "شودر، نائی اور برہمن عورت سے پیدا انسان چانڈال ہے۔ چانڈال اعلیٰ ترین اور ادنیٰ ترین کا امتزاج ہے۔" آپستمب رشی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ چانڈال کو صرف چھونا ہی گناہ نہیں بلکہ اس سے بات چیت کرنا اور اسے دیکھنا بھی گناہ ہے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

کاشی میں بھدربن کی حدود کے اندر موجود خشک ندی اسّی کے کنارے یعنی کاشی کے دکھنی حصے میں شہر کے باہر بھرت ڈوم رہتا تھا۔ اس کی بیوی تھی بسنتی۔ دس پندرہ جھونپڑوں میں بسے ہوئے ڈوم خاندانوں کے درمیان بھرت اور بسنتی کی جوڑی دیوتا اندر اور ان کی بیوی کی جوڑی کی طرح پوجی جاتی تھی۔ شاید ہر زیادتی ایک ردعمل کا سبب بنتی ہے۔ کاشی کے باسیوں نے اگر صدیوں تک چانڈالوں یا ڈوموں کو دھتکارا تو ڈوم بھی اونچی ذات کے ہندوؤں سے شدید نفرت کرتے رہے۔

"میں نہیں جاتا مرے بیل، گھوڑے یا انسان کی لاش کو اٹھانے۔" بھرت کے بھائی سورت نے کاشی کے راجہ چندر دیو کے قلعہ دار سے کہہ دیا۔ "آپ لوگوں کو ہماری یاد تب آتی ہے جب لاشیں سڑنے لگتی ہیں۔ کوّے اور گدھ منڈلانے لگتے ہیں۔ مرے ہوئے جانور کی بدبو راستہ چلنا دوبھر کر دیتی ہے تو خیال آتا ہے کہ شہر کے باہر رہنے والے چانڈالوں کو بلانا چاہئے آپ کے مذہبی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ہم جب شہر جائیں تو بھاری بدن والی لڑکیاں جھانجھ بجاتی ہوئی شہر میں داخل ہوں تاکہ کسی سے ان کا جسم چھو نہ جائے۔ کسی پر ان کا گھناؤنا سایہ نہ پڑ جائے بات چیت سے ناپاک نہ ہو جائیں لوگ۔ انہیں واعظوں سے کہئے کہ لاوارث لاشیں اور مرے جانور خود گھسیٹ کر گنگا تک لے جائیں۔ ہم بانس کی ٹوکریاں بنا کر اپنی روزی روٹی کسی طرح

مہیا کر لیں گے۔ بہت کریں گے آپ لوگ تو یہی نہ کہ ہمیں یہاں سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ تو ویسے بھی ہم مستقل طور پر کہاں رہتے ہیں۔ ہم اس ملک کے باشندے سمجھے ہی کہاں جاتے ہیں۔ اپنی معمولی سی گرہستی کو گدھوں پر لاد کر کہیں اور چل دیں گے ہم۔"

قلعہ دار نے محسوس کیا کہ اس کی خبر ولی عہد گووند چندر کو دینی چاہئے لیکن جب دکشنا نے بتایا کہ وہ محل میں نہیں ہیں مہمان سرا میں دیکھ لیجئے گا تو قلعہ دار وہاں پہونچے۔ اس دن مہمان سرا میں کرشن مشر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آریہ، کیا ولی عہد یہاں ہیں؟" قلعہ دار نے کرشن مشر سے پوچھا۔

"وہ ابھی رانو، پارس دیو اور آریہ رتک کے ساتھ گھوڑسواروں کے لئے زمین دیکھنے مہابن گئے ہیں۔" قلعہ دار کچھ اس طرح مڑا کہ شری کرشن مشر کو پوچھنا ہی پڑ گیا کہ کیا بڑا مسئلہ آن پڑا ہے۔ "آپ کا چہرہ غصے اور نفرت میں ڈوبا ہوا نظر آرہا ہے۔ کوئی مصیبت تو نہیں آن پڑی آریہ؟"

"نہیں آریہ۔ راج محل سے کچھ دور پر آدی کیشو مندر کے دکھن کی جانب مری ہوئی گائے پڑی ہے۔ بدبو کے مارے راستہ چلنا مشکل ہو رہا ہے۔ یہ کام تو قدیم زمانے سے ڈوم اور چانڈال ہی کرتے آئے ہیں۔ اس لئے میں آج شہر کے دکھنی کنارے پر بسی ڈوم بستی میں گیا تھا۔ ڈوموں کا مکھیا ہے بھرت۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ دندھیا چل گیا ہوا ہے۔ اس کا بھائی سورت آج بہت بڑھ بڑھ کر بول رہا تھا۔ میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔"

"کیا کہا اس نے آریہ؟"

"کہا کہ آپ کے پنڈتوں کا حکم ہے کہ چانڈال کو شہر میں گھومتے وقت لکڑی بجانی چاہئے تاکہ جلدی میں چلتا ہوا کوئی شخص اس سے چھو نہ جائے۔ کسی پر اس کا گندا سایہ نہ پڑے۔ کسی کو اس سے مخاطب نہ ہونا پڑے۔ آپ جاکر انہیں سے کہئے کہ وہ مری گیا کو گنگا میں بہا کر آئیں۔"

کرشن مشر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"بات تو اس نے پتے کی کہی آریہ۔ ہم جنہیں شہر میں رہنے تک کی اجازت نہیں

دیتے انہیں ضرورت کے وقت طلب کرنے کا ہمارا کیا حق رہ جاتا ہے؟ کیا آپ کے شہر کی انتظامیہ نے کبھی سوچا کہ چانڈال خشک ندی کے کنارے رہتے ہیں آخر انہیں پینے کا پانی کہاں سے ملے گا؟ ہم جب کسی عضو کو کاٹ کر پھینکتے ہیں تو زخم سے قدرتی طور پر رسنے والا مواد جسم کو سڑانے لگتا ہے۔ ڈوم ہمارے سماج کا ایسا ہی عضو ہیں۔ ہم انہیں روزی روٹی کمانے کا موقع نہیں دیتے۔ کھیتی وہ کر نہیں سکتے۔ گدھے اور کتوں کے علاوہ انہیں اور کوئی جانور پالنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ اب آپ کو بدبو سے چھٹکارا چاہئے تو بھرت اور نہورت کے سامنے ہاتھ جوڑ دیجئے یا ان کی شرطوں کو منظور کیجئے۔"

"نہیں، میں نے وجہ تو جان لی ہے جناب۔ قلعہ دار بولے۔ یہ سب ایک بہت بڑی طاقت سے جڑا ہوا ہے جسے شکست دینا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ شاید آریہ رکھک اس مسئلے کو حل کر سکیں۔ یہ کسی اور کے اختیار میں نہیں ہے۔"

"کس بڑی طاقت کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"کیا آپ کو ماں شیل بھدرا کے بارے میں معلوم نہیں ہے؟ آپ یہاں نووارد ہیں شاید آپ کو معلوم نہیں ہوگا۔"

قلعہ دار بولنے ہی والا تھا کہ کرشن مشر نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا: "یہ بتاتے جائیے آریہ کہ شیل بھدرا کون ہیں، کہاں رہتی ہیں؟"

"یہ سب آپ کیدار ایشور گھاٹ پہونچنے پر جان جائیں گے۔"

کنہیا مشر میں کچھ اس طرح کے فطری رجحانات تھے کہ انہیں صحیح انسانیت وہیں دکھائی دیتی تھی جہاں ظلم و استحصال کے خلاف کوئی شخص جان کی بازی لگا کر اٹھ کھڑا ہو اور کچھ کرنے کی دھمکی دیتا ہو۔ وہ بھرت سے ملنے کو بے چین ہو گئے۔ ان کے اسی رجحان نے انہیں بندھو جیو کی طرف کھینچا تھا۔ اسی نے بہر نٹ کی طرف جانے کو مجبور کیا اور آج اسی نے بھرت کی جھونپڑی کی طرف جانے کی بے قراری پیدا کی۔

وہ راج گھاٹ سے کیدار ایشور جانے والی ایک ناؤ پر بیٹھے۔ ملاح کو چاندی کا کارشک دیا۔ دل ہی دل میں بڑی عقیدت سے کیدار ایشور کو پرنام کرتے ہوئے وہ ملاحوں کے

محلّے میں آ گئے۔

"کوئی ہے؟" انہوں نے زنجیر کھڑکھڑائی۔

رام چندر کی بیوی باہر آئی۔ "کہئے آریہ!" اس بھری دوپہر میں ایک شودر کے گھر کیسے آنا ہوا؟"

کرشن مشر ہنسے۔ انہوں نے اپنی چادر کا ایک چھور پکڑا اور پیشانی پر لگے قشقے کو رگڑنا شروع کیا۔ رام چندر کی بیوی ہنستی رہی۔ اسی وقت مہیش دروازے پر آیا اور یہ تماشہ دیکھنے لگا۔ اس کی ماں کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔ مہیش بولا "میا تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بہت بڑے عالم ہیں۔"

"میں کیا جانوں یہ کیا ہیں۔"

"واہ رے مہیشوا۔ مشر نے مہیشوا کو گود میں اُٹھا لیا۔ تو تُو دُوج کا چاند ہو گیا۔ تُو سبو دھ دیو کو بھول گیا تو کنہیا کو کیوں یاد کرے گا بھلا۔"

"آئیے مشر چاچا۔" اس نے مشر کا ہاتھ پکڑا اور آنگن میں لے گیا۔ "میا ایک پیالہ دودھ لا اور پانی بھی۔"

"دیکھو مہیش تم نے بڑا دھوکہ دیا۔"

"میں نے؟"

"ہاں تم نے۔ تم نے آج کاشی کے معمولی سے لوگوں کے سامنے مجھے شرمندہ کیا۔"

"کیا ہوا مہاراج؟"

"آج معلوم ہوا کہ کیدار یشور گھاٹ پر کوئی مہا جوگنی شیل بھدرا رہتی ہیں۔"

"ہاں بُوا اماں تو رہتی ہی ہیں۔ وہ میرے باپو کی بہن اماں ہیں۔ میری ماں انہیں نند اماں کہتی ہے۔"

"یعنی بہن، پھوپی، نند یہ سارے رشتے 'ماں' میں ضم ہو جاتے ہیں۔"

"ہاں آریہ!" مہیشوا سنجیدہ ہو کر بولا۔ "ان کے قریب بیٹھ کر کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ان کی آنکھیں کھنجن چڑیا کی طرح۔ نہیں سرخ رنگ میں رنگے کنول کی پنکھڑی ہیں۔ وہ اگر لمحے بھر کو بھی آپ کی طرف نظر ڈالیں تو انہیں آپ کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

مشر مسکرائے۔ سب جگہ باباؤں اور ماتاؤں نے ایسے ہی جال بچھا رکھے ہیں۔ یہ ماتا بھی انہیں مکاروں کی صف میں آتی ہیں یا ان سے مختلف ہیں۔ انہوں نے دل ہی دل میں سوچا۔ پھر بولے "تم لوگ ماتا جی کے ایسے زبردست عقیدتمند ہو گئے ہو کہ وہ اگر کہہ دیں کہ ناؤ چلانا چھوڑ دو تو بغیر روزی روٹی کی فکر کئے ناؤ چلانا چھوڑ دو گے۔"

"کیوں رے مہیشوا۔ تو تو کہہ رہا تھا کہ یہ بڑے عالم ہیں۔ یہ تو مجھے عام سے مغرور برہمن معلوم ہوتے ہیں۔"

"جانے دے ماں، میں نے کہا نہ تجھ سے کہ یہ بڑے پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ کیا علم کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے گن گائے جائیں۔ اگر انہیں ایسا لگ رہا ہے کہ شیلا ماتا گرہستوں کو اپنے جال میں پھنسانے والی کوئی مکار عورت ہیں تو اسے سن اور اس طرح کی باتوں کو برداشت کرنا بھی سیکھ۔ سب تیرے جیسے تو نہیں۔ وہ باپو کی بہن، تیری نند اور میری پھوپی ہو سکتی ہیں لیکن دوسروں کو وہ ڈھونگی بھی لگ سکتی ہیں۔"

شری کرشن مشر ہکا بکا ہو کر مہیشوا کی طرف دیکھتے رہے۔ کیا یہ ملاح کا بیٹا مہیشوا کہہ رہا ہے یا اس کے پیچھے کوئی اور بول رہا ہے۔ کرشن مشر رتنیش سے مل چکے تھے۔ انہوں نے باطن سے باطن کو جوڑنے والی ریاضت کے بارے میں جو باتیں بتائی تھیں کیا وہ مہیش میں تھیں پا رہا ہوں؟ انہوں نے رام چندر کی بیوی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا "بھاوج! میں شرمندہ ہوں۔ اس بیر دل میں چھالے ڈالنے والی گرم دھوپ میں آپ نے مجھے ٹھنڈا پانی پلایا، دودھ دیا اور میں ہوں کہ اپنی انا کی وجہ سے اس بندھن کو کاٹنے کا جرم کر رہا ہوں جو ہمیں آپ لوگوں سے جوڑنے کا کام کر رہا ہے۔"

"ہم شودر کسی کو کہاں سے معاف کریں گے مشر جی۔ جب ہم کسی کو روٹی تک دینے کے لائق نہیں ہیں تو ہمارے پاس درگذر کرنے جیسی دولت کہاں سے آئے گی؟"

"بھاوج! میں پہلی مرتبہ ایک ایسی عورت کو دیکھ رہا ہوں جس کے اندر صحیح علم و آگہی موجود ہے۔ کیا سوچنے بچارنے کی صلاحیت آپ میں شروع ہی سے تھی یا یہ بھی شیلا ماں کی صحبت کا اثر ہے؟"

رام چندر کی بیوی بولی۔ "سوچ بچار کے بیج کہیں نہ رہے ہوں گے میرے اندر لیکن

انہیں پودوں میں بدلنے کا سہرا میری نند کے سر ہی بندھے گا۔ میرا شُودر خاندان کئی پشتوں تک خود کو خوش قسمت سمجھتا رہے گا اس کے بزرگوں کی نیکیوں کے صلے میں ایک دن ایک ایسی برہمن عورت سے ملاقات ہوئی جو عین مین پاروتی تھیں۔"

کرشن مشر بڑی تیزی کے ساتھ خاتونِ خانہ کے پَیر چھونے کو جھکے ہی تھے کہ مہیشوا بولا

"یہ کیا کر رہے ہیں آریہ۔ ہمیں کانٹوں میں نہ گھسیٹیں۔

"آؤ مہیش مجھے ماتاجی سے ملوا دو۔"

"شری ماں تو اس وقت وندھیاچل میں ہیں مشر چاچا۔"

"تب۔"

"آپ جو کہیں مشر چاچا۔ مہیشوا بولا۔

"کیوں مہیش اگر ہم آج آدھی رات کے بعد وندھیاچل چلنا چاہیں گے تو چلو گے؟"

"آپ کسی اور ملاح سے بات کر لیں آریہ۔ مہیش کی ماں بولی۔

"میں نے آپ سے معافی مانگ لی ہے بھابھی۔ آپ میری اول فول بھول جائیں۔"

"ٹھیک ہے مشر چاچا۔ میں صبح سویرے تاروں کی چھاؤں میں پنچ گنگا گھاٹ پر ناؤ لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔" مہیش نے کہا۔ "پرنام"۔

کرشن مشر کو اس رسمی 'پرنام' سے اس قدر تکلیف پہونچی کہ ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ انہوں نے شُودر ذات کے ایک لڑکے سے اس طرح کے پرنام کا تصور نہیں کیا تھا۔ پیدا ہونے سے لیکر ادھیڑ عمر تک جانے کتنے لوگوں کو دیکھا تھا لیکن ایسی خود اعتمادی جو ٹوٹ کر بھی ازراہِ عنایت جڑ جانے کا عفو و درگذر لیتی بے نیاز بنی کھڑی رہے' انہوں نے نہیں دیکھی تھی صرف چار مہینے پہلے یہ مہیش کہہ رہا تھا کہ اسے تعلیم دینے کے لئے برہم پوری کا کوئی بھی اوجھا تیار نہیں ہوا۔ یہ اگر بلدیو کے آشرم میں داخل ہو بھی جاتا تو کیا علم خود اس نے ماں کی مہربانی سے حاصل کیا ہے وہ حاصل کر پاتا؟

مشر سیدھے کیدار یشور سے پنچ گنگا پہونچے۔ سوشویشور سے گھومتے پھرتے سرسوتی دروازے سے ہوتے ہوئے بھون شرما کے گھر آئے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بھون کی بھانجی مدھو نے دروازہ کھولا۔ "آئیے آریہ میں ماما کو خبر کر دیتی ہوں۔"

کرشن مشرا ابھی بیٹھے ہی تھے کہ بھون رتنیش کمرے میں آگئے۔ "خوش آمدید جناب۔ اس بھری دوپہر میں کہاں سے چلے آرہے ہیں؟ سب خیریت ہے نہ؟"

"خیریت ہی ہے شرما جی۔"

"پریشان نظر آرہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ مجھے بتائیے تو سہی۔"

شرما نے پورا واقعہ بتادیا اور بولے غلطی تو ہو ہی گئی شرما جی۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ وندھیاچل چلیں گے؟"

بھون شرما ہنسے۔ "آپ اتنی سی بات کے لئے فکر نہ کریں۔ جوگن ماں شیل بھدرا اس شخص کی فضول باتوں کو خود بخود معاف کردیتی ہیں جو انہیں یاد کرتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔ میں خود بھی کچھ دنوں سے انہیں بہت یاد کررہا ہوں۔ شاید وہ مجھے اور آپ کو بلانے کا بہانہ تلاش کررہی تھیں۔ میں ضرور چلوں گا۔"

شرما کی بات سے کرشن مشر کچھ الجھن میں پڑ گئے۔ ایک طرف اشٹ بھجا ماں تھیں جو غیاضی کا سرچشمہ تھیں۔ دوسری طرف خدا میں یقین نہ رکھنے والے رتنیش تھے۔ ایک طرف فریب اور عیاری کا پردہ چاک کرکے حقیقت تلاش کرنے والے کرشن مشر تھے اور دوسری طرف ملاح کا بیٹا مہیش تھا۔

رات کا ایک پہر باقی تھا۔ شری کرشن مشر اور رتنیش مہیش کی ناؤ پر بیٹھے۔ ایک عجیب و غریب خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کوئی کسی سے بات نہیں کررہا تھا۔ صرف چپوؤں کی شپاشپ سکوت میں خلل ڈال رہی تھی۔ زہرہ کا سایہ گنگا کی لہروں سے اٹھکھیلیاں کررہا تھا۔

"آپ کبھی شری ماں سے ملے ہیں آریہ رتنیش؟"

"کئی بار ملا ہوں۔"

ایک سوال۔ ایک جواب۔ شری کرشن مشر اس انوکھے ماحول کو برداشت نہیں کرپا رہے تھے۔ انہوں نے مہیش کی ماں کے سامنے نہ جانے کیا کیا کہہ ڈالا تھا۔ کیا یہ مناسب ہے کہ بغیر دیکھے بھالے بغیر سمجھے بوجھے ایک فیصلہ سنادیا جائے۔ اس جرم کو ڈھونے کی طاقت ان میں نہیں تھی۔ تبھی سارسوں کا ایک جھنڈ قائیں قائیں کرتا ہوا اڑا۔ وہ سامنے کی ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔

سکوت میں خلل ڈالتے شگون بناتے ہوئے سارس خلا کو چیر کر دور کہیں غائب ہوگئے۔

ایک ہنکار اُٹھی۔ مشر نے اپنے چہرے کو سہلایا۔ میں اس جادوئی شکست کا بدلہ لے کر رہوں گا۔ آج تک کوئی جادوگرنی شری کرشن مشر کو یوں شکست نہیں دے سکی تھی۔ وہ ایسے روشن ضمیر انسان ہیں کہ کوئی سفلی عمل ان پر اثر انداز ہو ہی نہیں سکتا۔ 'میں کسی کے سحر میں بندھ کر نہیں جا رہا ہوں۔ ایک فرضی حقیقت کے اوپر چڑھا ہوا خوبصورت غلاف ہٹا دینا چاہتا ہوں۔ جس کرشن مشر نے حقائق کو دریافت کرنے میں اپنی ساری زندگی لگا دی اسے کسی کا بھی ڈر نہیں ہے۔ وہ خوف زدہ نہیں ہے۔ جو سامنے آئے گا اسے دیکھ لے گا۔'

رتنیش شرما کا قہقہہ گونج اُٹھا۔ " دماغ کو اس قدر تکلیف کیوں دے رہے ہیں مشر جی۔ اب تو ہم اس جگہ سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر اور۔ آپ جادوگر اور جادوگرنی دونوں کو دیکھیں گے۔"

شری کرشن مشر نے غصے سے رتنیش کی طرف دیکھا اور چڑ کر مونہہ پھیر لیا۔

31

یہ اس صبح کی خاصیت ہے یا پھوپھی ماں کی۔ مہیش سوچ رہا تھا۔ جب بھی وہ پھوپھی ماں کے پاس آنے کے لیے ناؤ لے کر آتا ہے' ایک ٹھنڈک سی روح میں اُترتی محسوس ہوتی ہے۔ اس نے اشٹ بھجا مندر کے سامنے جوگنی گھاٹ پر ناؤ روک دی۔

" آپ لوگ نہا دھو کر پوجا وغیرہ سے فارغ ہو لیں پھر شری ماں کے پاس جائیں۔" مہیش مسکراتے ہوئے بولا۔ " مسٹر جاچا۔ آج کا دن بڑی قسمت سے ہاتھ آیا ہے۔ اس مکار شیل بھدرا کو ایسا سبق پڑھائیے کہ وہ لوگوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی ہمت ہی نہ کر سکے۔ وہ گنگا میں کود ا اور ڈبکیاں لگاتا سامنے کی ریت کی طرف چل دیا۔

" کہاں چلنا ہوگا آریہ رتنیش ؟"

" آریہ مشر۔ ابھی سورج نکلا ہی ہے۔ شری ماں نہانے دھونے اور عبادت کرنے میں مصروف ہوں گی۔ وہ ہماری نوکرانی تو ہیں نہیں کہ ہمارے آنے کی خبر پا کر اپنا سارا کام دھام چھوڑ کر

خوش آمدید کا جھنڈا اٹھائے سامنے آکر کھڑی ہو جائیں۔"

کرشن مشر کچھ نہیں بولے۔ دونوں اشٹ بھجا مندر کی سیڑھیوں کے پاس پہونچے۔ سامنے بھرت ڈوم، اس کی بیوی بسنتی اور سات برس کا بیٹا شریش بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیوں بھرت۔" مشر جی نے پوچھا "یہ تمہارا بچہ ہے؟ کیا یہ بیمار ہے؟"

"آریہ، میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ میرے بچے کے ساتھ آپ کا یہ سروکار بھی سمجھ میں نہیں آیا۔"

"بات یہ ہے بھرت کہ آدی کیشو مندر کی بغل میں ایک گائے مری پڑی ہے۔ قلعہ دار دھرم گاہڑوال بتا رہے تھے کہ تمہارے ساتھ رہنے والے ڈوموں نے اس بدبو پھیلانے والی لاش کو ہٹانے سے انکار کر دیا ہے۔"

"انکار کر دیا ہوگا آریہ۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ جو سماج ہمیں صدیوں سے دھتکارتا چلا آرہا ہے اس کا حکم ہم کیوں مانیں۔ میں نے اپنے قبیلے سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جن مذہبی ٹھیکیداروں نے ہمیں جھانجھ بجاتے ہوئے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے وہ لاوارث لاشوں اور مرے ہوئے جانوروں کو اٹھانے کا کام خود کریں۔ ڈوم اب یہ کام نہیں کریں گے۔ ہم نہ تو کسی کے راج میں رہتے ہیں نہ روٹی کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ شری ماں کا حکم ہے کہ کسی کے سامنے ہاتھ مت پھیلاؤ۔"

"تم اگر جوش میں آکر یہ حکم مان لیتے ہو تو روزی روٹی، کا مسئلہ کیسے حل کروگے؟ کیا شری ماں تمہارے قبیلے میں روٹیاں بانٹتی رہیں گی؟"

"تو نچلے درجے کا بڑا ذلیل سا آدمی لگتا ہے۔" بھرت بولا "تیرا نام کیا ہے؟ اسنے پاس پڑا گنڈاسہ اٹھالیا۔ "آریہ۔" اس نے رتینش سے پوچھا "چونکہ یہ آپ جیسے امن پسند انسان کے ساتھ ہے اس لئے آپ ہی بتائیں کہ یہ برہمن ہے کیا؟"

"ہاں بھرت۔"

بھرت ایک لمحہ کو چپ رہا۔ تبھی سامنے سے کالے کنارے کی سفید ساڑی پہنے، گردن تک پوری آستین کی کنچلی میں لپٹی شری ماں گنگا نہا کر لوٹیں۔ سامنے بھرت کو گنڈاسہ لئے کھڑا دیکھ کر

بولیں۔ ”بھرت اگر کبھی کوئی اُلٹی سیدھی بات کہہ بھی دے تو اسے ہنستے ہوئے برداشت کرلیناہی انسانیت ہے۔ یہ لوگ تمہاری ماں کے مہمان ہیں۔ انہیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر سہولت ملنی چاہیئے۔ شریش کیسا ہے بھرت؟“

”وہ تو سامنے کھڑا ہنس رہا ہے۔“

”اسے صبح کے وقت ایک ٹکیہ اور کھانی ہے۔ یاد ہے نہ؟“ شری ماں نے کہا اور اشٹ بھجا کے آنگن میں سیڑھیاں چڑھتی جوگ مایا کے آنگن میں پہونچیں۔ وہ دیوار سے لگ کر بیٹھ گئیں۔ ہانپ رہی تھیں۔ ”ودیا“ انہوں نے لمبی سانس لی ”کتنا دُکھ اور سہنا پڑے گا؟ تم کب تک آنکھ مچولی کھیلتے رہوگے۔ آج تم سے بچھڑے بیس سال ہوگئے۔ اب یہ بوڑھا جسم اس لائق بھی نہیں رہا کہ روزمرّہ کے ضروری کام تک کرسکے۔“ رتنیش گردن جھکائے سیڑھیاں طے کرنے لگے۔ کرشن مشرکو انہوں نے نہانے اور پوجا کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو وہ سجدے میں گرگئے۔ شری ماں جھٹکے سے اٹھیں۔ انہوں نے رتنیش کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ”اس میں تیرا کیا قصور ہے رتنیش کہ کفارہ تو ادا کرنے لگا۔“

”قصور جس کا بھی ہو ماں، کچھ حصہ تو اس میں میرا ہے ہی کہ میں نے اس طرح کے شخص کے ساتھ تیرے سامنے آنے کی ہمت کی۔“

”یہ بلاوجہ کا وہم ہے۔ جا، تو بھی نہادھوکر آ۔ ہاں گھاٹ کے پاس ہی مہوا گوالن کی جھونپڑی ہے۔ اس سے کہنا کہ شری ماں کے یہاں کچھ مہمان آئے ہیں اس لئے دودھ کا شربت دے جائے۔“

بھرت اپنی بیوی اور بچے کو لے کر سیڑھیاں پار کرتا ہوا اشٹ بھجا کے آنگن میں پہونچا۔ وہاں مہوا، رتنیش اور کرشن مشرکو کوزوں میں بھر بھر کر میٹھا دودھ دے رہی تھی۔ بھرت ماں کے قدموں میں گر پڑا۔

”ماں تو نے میرے بچے کو موت کے مونہہ سے نکال کر بسنتی کے آنچل میں ڈال دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ حقارت کی نظر سے دیکھے جانے والے ایک اچھوت ڈوم کو کسی سے ایسی شفقت ملے گی۔“

"بھرت اٹھو۔" شری ماں بولیں۔ مہوا کے یہاں سے آٹا لے لینا۔ تم لوگ آج شام سے پہلے نہیں جا سکتے۔"

"کیوں، کیا کوئی مصیبت آ رہی ہے ماں؟" بھرت گھبرا گیا۔

"مصیبت سے کیوں گھبرا تا ہے رے؟ دل جتنا ایشور کی طرف مائل ہوتا ہے پریشانی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ چلو شریش کو لیکر سایے میں بیٹھو۔ کچھ کھایا پیا تم لوگوں نے کہ نہیں؟"

"ہم آج صبح تک کے لئے روٹی لے کر آئے تھے ماں۔" بسنتی بولی۔

"مہوا بیٹی، آج میرے چھ مہمان ہو جائیں گے۔"

"چھ یا پانچ؟" مہوا بولی۔ "دو سامنے ہیں اور تین بھرت کے کنبے کے۔"

"دیکھتی جا۔"

مہوا نے پیر چھوئے تو شری ماں بولیں۔ "اب تم لوگ میرے پاؤں چھونا بند کر دو۔ کسی غرض کو لے کر جتائی گئی عقیدت کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ اور یہ شیل بھدرا کی سب سے بڑی مصیبت رہی ہے کہ جو وہ نہیں چاہتی وہی اسے کرنا پڑتا ہے۔"

بھرت چلا گیا۔ مہوا چلی گئی۔

"کہئے آریہ مشر۔" شیل بھدرا ماں بولیں۔ "آپ کے تجسس کو رفع کرنے والا کوئی علم تو میرے پاس نہیں ہے۔ آپ تمثیلیں لکھتے ہیں وہ بھی روپک کے اسلوب میں بھلا اپنی علامتوں کے درمیان شیل بھدرا کو کون سی جگہ دی؟ مکار، خود پرست، اپنے جال میں دوسروں کو پھنسانے والی عورت کے لئے کوئی نہ کوئی تو ہوگی ہی آپ کے پاس۔"

ایک لمحے کو کرشن مشر نے گردن جھکا لی لیکن پھر ایک نئے جوش کے ساتھ جس میں تجسس کی بجائے انا کا عنصر زیادہ تھا گردن اٹھائی اور بولے۔ "دیوی آپ سامنے بیٹھے شخص کے دلی جذبات پڑھ لیتی ہیں لیکن اس سے یہ تو نہیں ثابت ہوتا کہ آپ نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ صحیح ہی ہے۔"

"نہیں آریہ مشر۔ میں ایک معمولی سی عامل ہوں اور ان اندرونی کیفیات کو محض پہچاننے کی

کوشش کرتی ہوں جو خارجی سطح پر ظاہر ہو سکتی ہیں۔ آپ کو تو مالک کی مہربانی سے ایسی دولت ملی ہوئی ہے کہ آپ انسانی ذہن میں چھپے جذبات کو الفاظ کی وساطت سے باہر بکھیر سکتے ہیں۔ آپ خود کو پرانی سڑی گلی روایتوں کا مخالف، انقلابی اور نہ جانے کیا کیا سمجھتے رہے ہیں۔ بندھو جیو کے کہنے پر آپ نے پنڈدان کے بعد گنگا میں بہائے گئے کھوئے کے پنڈوں کو بلا جھجک کھا لیا۔ اس کی اس حرکت کی بنا پر آپ نے اس کو سچا بھارگو برہمن ٹھہرایا۔ کاپالک مٹھ میں جا کر آپ شراب میں ایسے ڈوبے کہ جس مقصد کو لے کر گئے تھے اسی کو فراموش کر دیا۔ خالی کھوپڑی کو بار بار انگور کی شراب سے بھرنے کی التجا کی۔ روئے گڑگڑائے پھر بھی آپ کو قربانی کے کھمبے سے باندھ ہی دیا گیا۔ اس وقت آپ کے قلب کی یہ گہرائی، روایت سے بغاوت کی یہ انقلابی نظر، الفاظ کے توسط سے غیر مرئی (محسوسات) کو باندھنے میں کامیاب کیوں نہیں ہوئی؟ جب کاپالک کے بھیس میں کرن کے فوجی سردار پنگلاکش نے آپ کی پیشانی پر رولی کا ٹیکہ لگایا، آپ کی آرتی اتاری..... بکری کے سینگوں کے بیچ کافور کی ڈلی سلگائی گئی، تلوار کے وار سے اس کا سر اڑا دیا گیا۔ کھوپڑیوں میں بھر بھر کر اس کا خون کالی کو چڑھایا گیا اس وقت آپ کا ضمیر کس جہنم کے اندر موت جیسی سخت اذیت کو جھیلنے کی طاقت کھو بیٹھا؟ اس وقت آپ نے خود اپنے لئے کون سی علامت چنی؟"

"میں ہر طرح سے بے بس تھا دیوی۔ مانتا ہوں کہ موت کو رُوبرو پا کر میں سکتے میں آگیا تھا۔ آپ کہنا چاہیں تو کہہ سکتی ہیں کہ یہ میرے باطن کی کمزوری تھی۔"

"روح یا باطن میں سکتہ نہیں ہوتا آریہ مشر۔ یہ تو اس دنیاوی حرص کا نتیجہ ہے جو نہایت خارجی سطح پر دل کو ہوس سے جوڑنے کے لئے بہروپئے کی طرح مختلف صورتیں اختیار کرتی رہتی ہے۔"

"آپ اسے کوئی بھی نام دے دیں محترم خاتون۔" کرشن مشر کی آواز میں ارتعاش تھا۔ میں نے آج تک کسی کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے ماضی کو اس طرح کھول کر سامنے رکھ دینے کی ایسی صلاحیت کہیں نہیں دیکھی۔"

"اب آپ مرصع زبان بولنے لگے آریہ مشر۔" شیل بھدرا نے کہا۔ آپ کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ آپ اپنے اندر تانے بانے بننے والی عظیم قوت کو نہیں پہچانتے۔ قلم کار کے لئے مختلف النوع تجربوں سے گذرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ آپ کا عقیدہ ہے اس لئے آپ کا مقصد

بھی رہی ہے۔ یہ آپ کی زندگی کا عنوان ہے۔ کیا آپ نے اسی عقیدے سے بندھ کر کچھ گھٹیا حرکتیں نہیں کیں؟ خود کو عقلِ کُل سمجھ کر، جھوٹی تسلیاں دے کر بے چارے غریب لوگوں کو گمراہ کرنے کا...."

"معاف کردو ماں۔" کرشن مشر شیل بھدرا کے قدموں میں گر پڑے۔ "اب اس سے زیادہ میری بخیہ مت اُدھیڑو ماں۔"

"مہیش۔ آریہ مشر کو ٹھنڈا پانی دے۔ بشرطیکہ یہ شودر کے ہاتھ سے اسے لینا چاہیں۔"

مہیش ایک کوزے میں پانی لے کر آیا۔ کرشن مشر نے پانی لیا اور غٹ غٹ کرکے پی گئے۔

"تھوڑا اور دے مہیش۔"

مہیش نے سکورا پھر بھرا۔ کرشن مشر نے آنکھوں اور پیشانی پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیے۔

"ہاں۔ وہ شیل بھدرا کے پیر چھو کر بولے۔ "آپ کو دیکھ کر میرے دل میں صرف ایک علامت اُبھر رہی ہے اور وہ ہے وشنو کی عقیدت۔ کیا آپ اس میں گم رہنے والی عظیم طاقت نہیں ہیں؟"

"تمہاری علامت کچھ حد تک صحیح ہے۔ لیکن میں وشنو کی گوالے کی صورت کی پرستار ہوں۔ اور وہ بھی ان کی جماعت کی تمام طاقتوں کے ساتھ۔ میں کرشن کی کنیز ہوں۔ انہوں نے اٹھا کر بن مالا میں گوندھ لیا تو تلسی کہہ سکتے ہو، نہیں گوندھا تو آک[1] قرار دے لو۔ رہی جوگ مایا تو وہ کبھی میری درخواست نہیں ٹھکرا سکتی۔ وہ اگر لامتناہی صلاحیتوں والی وشنوی قوت ہے تو شیل بھدرا بھی اس کی سہیلیوں کی ٹولی میں داخل ہو چکی ہے۔"

اچانک فضا میں گھوڑوں کی ٹاپیں گونج اُٹھیں۔ گھوڑے پہاڑی کے نیچے سیڑھیوں کے پاس رُک گئے۔ تین چار گھوڑ سوار تھے جن کی قیادت کاشی کے راجہ چندر دیو کے قلعہ دار دھرم چند گاہڑوال کر رہے تھے۔ شری ماں مندر کے آنگن میں بیٹھی رہیں لیکن پھر بھی میں

---

[1] ایک خودرو پودا جو مدار بھی کہلاتا ہے۔ کچھ زہریلے اثرات کا حامل پودا ہے جس پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔

جکڑے بھرت کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکیں۔ "کس نے باندھا ہے اسے" وہ غصے سے بولیں۔ اس کی رسیاں کھول دو ورنہ ہمارے دیوتا رودر بھی تمہارا قصور معاف نہیں کر سکیں گے۔"

کرشن مشر نے صورت حال کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے کہا۔ "اگر اپنی ملازمت سلامت رکھنا چاہتے ہو تو بھرت کی رسیاں کھول دو۔ اس سے معافی مانگو ورنہ راجہ چندر دیو بھی تمہاری اس غیر شریفانہ حرکت کو گلے سے نیچے نہیں اتار سکیں گے۔"

اسی وقت ہانپتا، جھاگ اڑاتا دوسرا گھوڑا بھی وہاں پہونچا۔ اس پر رنجک سوار تھے۔

"کیوں رے دھرم کے بچے۔ تو اس قدر خود سر ہو گیا ہے کہ بغیر شاہی حکم کے گھوڑ سواروں کی ٹکڑی لے کر سزا دینے کے لئے نکل پڑا۔ تجھے میں نے راجہ چندر دیو سے کہہ کر فوج میں عہدہ دلوایا اس لئے کہ تیرا باپ میرا دوست اور ہم وطن تھا۔ آج تو نے سب کچھ کھو دیا۔ جس بندھن میں بندھ کر تو آیا تھا اسی کو توڑ دیا تو نے۔ کھول۔ رسیوں سے آزاد کر اسے۔"

رنجک کا غصہ دیکھ کر دھرم کانپنے لگا۔

"کاکا، مجھے معاف کر دیجئے۔" اس نے بھرت کے جسم پر بندھی رسیوں کو کھولتے ہوئے کہا۔ شورت ڈوم نے کہا کہ گائے کی لاش ہٹوانا ہو تو ان واعظوں کے پاس جاؤ جنہوں نے شہر میں ہمارا داخلہ بند کرا دیا ہے اور یہ قانون بنایا ہے کہ اگر ہمیں شہر میں جانا پڑ ہی جائے تو لکڑی بجاتے ہٹو، بچو کی آوازیں لگاتے ہوئے جائیں۔"

"اس میں اس کا کیا قصور ہے؟ تجھے گائے ہٹوانی ہی تھی تو ولی عہد سے کہتا۔ ہم نے آج تک بغیر پیشگی پیسہ دیے کبھی بھی بھرت سے لاش اٹھانے کو نہیں کہا۔ پیسہ دے کر بھی ہم اس سے درخواست کرتے ہیں۔ "بھرت بھائی، یہ کام فوراً کرا دو۔ آنے جانے والوں کو بدبو سے پریشانی ہو رہی ہے۔ ہمیں تو بھرت کبھی مغرور نہیں لگا۔ وہ تمہاری طرح کاشی کے راجہ کا تنخواہ دار غلام نہیں ہے۔"

"جانے دیجئے آریہ رنجک۔ اگر انہوں اتنا بھی کہہ دیا ہوتا کہ کاشی کے راجہ سے ان کا مطلب راجہ چندر دیو سے ہے یا انہیں آریہ رنجک نے بھیجا ہے تو یہ ناخوشگوار واقعہ نہ پیش آتا۔"

"معافی مانگو بھرت سے۔"

"دھرم نے دونوں ہاتھ جوڑ لئے۔"

"رہنے دو بھیا۔ تم لوگ چلو۔ سورت سے کہنا کہ بھرت کو وندھیا چل سے لوٹنے میں دیر ہوگی، تو مری ہوئی گیا کو مٹوا دے۔"

رنجنک ماں سشیل بھدرا کے قدموں میں گر پڑے۔ "ماں معاف کر دو ہمیں۔"

ابھی صبح کا دوسرا پہر چل رہا تھا کہ تین گھوڑے اور آئے۔ ان پر سوار بدھ کاپالکوں کو دیکھتے ہی بھرت اپنی بیوی اور بیٹے کو لے کر جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگتا ماں کے نزدیک پہونچ گیا۔

"ماں وہ موت کے فرشتے پھر آ رہے ہیں۔"

"کون؟"

"کاپالک ہیں ماں۔ تین گھوڑوں پر آئے ہیں۔"

"تم لوگ بچے کو لے کر ادھر سایے میں بیٹھ جاؤ۔"

تبھی ماں نے دیکھا کہ تین سر منڈے بجرپانی سامنے کھڑے ہیں۔ ان کے گلے میں کوڑیوں بلور اور مونگے کی مالائیں لٹک رہی ہیں۔ ساتھ ہی بچوں کی کھوپڑیوں اور مُردے کی آنتوں کے ہار بھی تھے جن پر مکھیاں بھنک رہی تھیں۔

"اے بڑھیا! تو بسنتی کو کب تک بچائے گی؟ تو بھی خاصی مذہبی معلوم ہوتی ہے۔ اس ڈومنی کو جلد ہمیں سونپ اور ہماری دعائیں لے ورنہ ہم آج اس مندر میں آگ لگا دیں گے۔ تم لوگوں سمیت۔"

"اس اچھوت ڈومنی میں کیا رکھا ہے محترم کہ آپ نے پچھلے دو سالوں سے لگاتار ان لوگوں کو دہلا رکھا ہے اور ایسی دہشتناک دھجا بنا کر ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ لوگوں نے کئی بار بسنتی کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا۔ ان کا اکلوتا بچہ ایسا ڈر گیا کہ خوف اس کے لاشعور میں پیوست ہو کر گھنتی بن گیا۔ دو سال تک میں اس کا علاج کرتی رہی اور اب جب یہ کچھ اچھا ہونے لگا ہے تو آپ پھر بسنتی کو اٹھا لے جانے کے لئے آ دھمکے۔ محترم۔ آپ کی یہ حرکتیں مہاتما بدھ

جیسی عظیم ہستی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔"

"ہم یہاں تقریر سننے نہیں آئے ہیں۔ میں کرشن بجر پاد کا شاگرد ہوں۔ مجھے رُوحانی طاقت حاصل کرنے کے لئے اس ڈومنی کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ مباشرت کرتے ہوئے میں اپنے مذہبی احکام بجا لاؤں گا۔"

"آپ لوگ جس روحانی طاقت کی بات کر رہے ہیں وہ ڈومنی مہامُدرا کے تعاون کے بغیر بھی آپ کو مل جائے گی۔ یہ محض خام خیالی ہے آپ لوگوں کی۔ آپ کے گرو کا کہنا ہے کہ انسانوں میں امتیاز برتنے والے لوگ جس ڈومن کو اچھوت قرار دیتے ہیں اسی ڈومن کو گلے لگا کر بُدھ کا پالک لذت سے ہم کنار ہوتا ہے۔ لیکن یہ قول اس وقت ہی صحیح ہو گا جب ڈومنی بغیر کسی خوف یا دباؤ کے تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہو۔ بسنتی کو تو تم لوگوں سے نفرت ہے۔"

"سن بڑھیا! میں نے کہہ دیا ہے کہ ہم لوگ بسنتی کو لے کر ہی جائیں گے۔"

"تو لیجاؤ۔" ماں کی آنکھیں بندھوک کے پھولوں کی طرح سُرخ ہو گئیں۔ رنجک نے تلوار کھینچ لی۔

"رُکو رنجک بیٹھ جاؤ۔ تم لوگ واپس جاؤ گے یا نہیں؟ شری ماں نے کہا میں دوبارہ پوچھتی ہوں کہ تم لوگ لوٹ رہے ہو یا نہیں؟"

"نہیں۔ نہیں۔"

"کال بھیرو! کال بھیرو!!" ماں نے آواز لگائی۔

اسی وقت مندر کے اوپر سے لمبی چھلانگ لگاتے دو جھبرے کالے کتے مندر کے آنگن میں کُود ے۔ وہ شری ماں کے سامنے اگلے پیر کو مضبوطی سے جمائے پرنام کے انداز میں جھکے اور ان کا اشارہ ملتے ہی بجر یانیوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے کپڑوں کو انہوں نے پھاڑ دیا اور گلے میں پڑے انتڑیوں کے ہار کو لپک لپک کر کھاتے ہوئے ان کی پنڈلیوں سے لپٹ گئے۔

"بچاؤ! بچاؤ!" بجر یانی چلائے لیکن ان ہیبت ناک کتوں نے ان کے سینے پر وار کیا اور وہ لڑھک کر سیڑھیوں سے گر گئے۔ کتوں نے ان کی جانگھوں سے گوشت نوچ کر نکال لیا۔ خون کا مزا چکھ کر ان پر دیوانگی طاری ہو گئی تھی۔ سیڑھیوں سے گر کر بجر یانیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں

تھیں، اوپر سے کتوں کا حملہ۔ ان کا سارا غرور چکنا چور ہو گیا تھا اور ساتھ ہی جسم بھی۔

تبھی رتنجک نے پکارا۔ "دھرم یہ بھاگنے نہ پائیں۔ انہیں گھوڑوں کے ساتھ پکڑ لو۔"

بجریانیوں کو رسی میں جکڑ کر انہیں کے گھوڑوں پر باندھ دیا گیا۔ سیڑھیاں اتر کر رتنجک پاس آئے۔ "ان تینوں کو مہابن میں کپیل تالاب کے پاس پھینک دینا اور یہ تینوں گھوڑے رانو کو سونپ دینا۔"

"اچھا ماں۔" رتنجک نے ماں کے پیر پکڑ لئے۔ "اب اجازت دیں تو چلوں۔"

"رکو رتنجک۔ پرشاد لے کر جانا۔ اور تم سب لوگ کھانا بھی کھا لو۔ وہ دیکھو سیڑھیاں چڑھتی مہوا چلی آ رہی ہے۔" شری ماں نے کہا۔

سب لوگوں نے کھانا کھایا۔ شری ماں بھی کھانا کھانے گپھا میں گئیں۔ ان کا کھانا پھلوں پر مشتمل ہوتا تھا وہ دن میں صرف ایک بار کھاتی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آئیں اور اپنی چادر پر بیٹھ گئیں۔ ان کے ہاتھ میں تال پتر پر لکھا گیا کوئی کتابچہ تھا۔

"تو ماں اب میں چلوں؟" رتنجک نے اجازت چاہی۔

"جاؤ رتنجک۔"

شری ماں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ پلکوں میں الجھی آنسو کی بوند دیکھ کر رتنجک کانپ اٹھے۔ نہ جانے ماں کے ذہن میں کون سے سوال ابھر رہے ہیں۔ سوچتے ہوئے رتنجک نے ماں کے پیر چھوئے اور دھیرے دھیرے سیڑھیاں اتر کر گھوڑے کے پاس پہونچے۔ گھوڑا چرنادری کو جانے والے راستے پر چل پڑا۔

"رتنیش! تم نے بودھی دھرم نام کے جوگی کے بارے میں سنا ہے؟"

"نہیں ماں۔"

"انتہائی درجے کی قوت ارادی پیدا کر کے اپنی پوری شخصیت کو حق کی تلاش میں لگا دینا۔ جو کچھ سامنے ہے وہی قابل قبول ہے، باقی سب جھوٹ ہے۔ ایشور بھی۔ اپنے قلب کی گہرائیوں میں اترتے جانا ریاضت کا مرکزی خیال ہے۔ غائب اور حاضر کے فرق کو سختی کے ساتھ ٹھکرا دینا پہلا مرحلہ ہے۔ آلام و مصائب کو پہلے جنم کا نتیجہ مان کر اپنی قسمت پر مکمل قناعت، خواہشات

کی نفی اور آخر میں اس فطرت کی حصولیابی جو مطلوب ہے۔" بول کیا ہے یہ؟"
"میں کچھ نہیں کہہ سکتا ماں۔"
"تمہاری تیز رفتار اڑان دیکھتے ہوئے میں نے اس پر کافی غور کیا۔ لاپرواہی سے چھوڑ دی گئی۔ زمین جھاڑیوں اور کنکروں سے بھر جاتی ہے اور اس پر کھیتی کر کے اچانک ہی فصل حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اسی زمین کو صاف کر کے اچھی طرح گوڑ کر بیج بو دیا جائے تو پیداوار آسانی سے مل جاتی ہے۔ مجھے تعجب ہوتا تھا کہ تمام ہندو طور طریقوں اور روایتوں سے الگ تھلگ 'ایشور کی ذات سے منکر رتینش آخر اتنی گہرائی میں کیسے اتر گیا کہ اسے آگہی و عرفان حاصل ہو۔ تبھی اتفاق سے یہ پوتھی ملی۔ تم سے پہلے گذرنے والے لیکن تمہارے ہم خیال بودھی دھرم نے تمہاری ریاضت کے لئے زمین تیار کر دی تھی اس لئے تم جلدی کامیاب ہوئے۔"
رتینش ماں کے قدموں میں جھک گئے۔" اس کتاب کا نام کیا ہے ماں؟"
"رتینش سچ تو یہ ہے کہ ذاتی ریاضت میں یقین رکھنے والا خدا کی ذات سے منکر یہ پہلا مفکر تھا جسے بدھ مذہب کے ماننے والوں نے بھی قبول نہیں کیا۔ وہ ہندوستان سے چین چلا گیا۔ اس نے دلائل کی کاٹ کی۔ خود جس سچائی کو محسوس کیا اسے 'مہابرگیا' (عظیم عرفان و آگہی) کا نام دیا۔ بکرم سمبت 520 میں یہ جوگی چین گیا تھا۔ وہاں اس کے کئی ہزار شاگرد ہوئے۔ یہ کانچی پورم کے چھتری راجہ سگندھ کا بیٹا تھا۔ یہ کتابچہ اس کی ریاضت کے طریقے کی وضاحت کرتا ہے اور اس کا عنوان ہے 'لنکاؤ تار'۔ تمہیں دینے کے لئے ہی منگوایا تھا۔ لو سنبھالو اپنی اصلی روایت کا تحفہ۔" اتنا کہہ کر ماں چپ ہو گئیں۔ رتینش اور شری کرشن مشر نے ان کے پاؤں چھوئے اور لوٹ آئے۔

32

کاشی کے جنگلی علاقے کا خاص مرکز تھا اگوری۔ یہ ایک نہایت مضبوط ناقابل تسخیر قلعہ تھا۔ سون، رینو اور گپت جیسی پاکیزہ ندیوں کے سنگم پر بسا ہونے کی وجہ سے تربینی کی طرح

پوجا جاتا تھا۔

شام ہو رہی تھی۔ کیرت، شو بھو، سورج، چندر، لوچن سبھی گھوڑسوار اگوری کے قلعے کے لئے چل پڑے۔ گومتی مردانہ لباس میں ریچھئے پر سوار تھی۔ تیسرے پہر اس کی ملاقات پارس دیو سے ہوئی تو انہوں نے کہا 'مہارانی، ولی عہد گووند نے آپ تک ایک پیغام پہونچانے کا حکم دیا ہے'۔

"کیا پیغام ہے سپہ سالار؟" گومتی نے پوچھا۔

"انہوں نے کہا ہے کہ ریچھئے پالتو ہرن کی طرح گومتی کا حکم ماننے لگا ہے۔ اس لئے وہ اسے ولی عہد کی طرف سے بطور تحفہ قبول کریں۔"

واپس جاتے وقت سپہ سالار کیرت کو تنہائی میں لے گئے اور بولے "راجن، کاشی میں رہنے کا جیتا جاگتا پھل ملا۔ چندیلوں اور جھوتی کی رعایا کو گومتی جیسی رانی مل گئی۔ آپ کو کاشی جانے سے روکنا نادانی ہوگی اس لئے کہ دوسروں کے دُکھ دور کرنے والی شری ماں آج خود پریشانی میں ہیں۔ اس لئے آپ جائیے لیکن میری ایک بات مان لیجئے۔ آپ بھیس بدل کر جائیں اور مسافر خانے ..... نہیں نندیشور مندر کے مہمان خانے میں رکیں۔ ایک بات اور..... اس برہمن کے ہاتھ کو چھو کر قسم کھائیے کہ آپ کوئی غیر ضروری خطرہ مول نہیں لیں گے۔"

پھر گوپال نے کیرت کو گلے سے لگالیا اور بولے۔ "رات کا آخری پہر ہے یہ۔ تھوڑا صبر اور۔ طویل سیاہ رات کی سحر زیادہ خوبصورت ہوتی ہے۔ میں نے دو دن پہلے سویرے ہی کانیہ کنج سے لوٹنے والے ایک مخبر کو خط دے دیا تھا۔ شری کرشن مشر آپ کے پہونچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے برتاؤ سے آپ کو تکلیف پہونچائی تھی پھر بھی خود کو خطرے میں ڈال کر آپ نے جس وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا اس کی وجہ سے انہوں نے قسم لی ہے کہ وہ تا زندگی آپ کے احسان مند رہیں گے۔ انہوں نے عہد کیا ہے کہ صرف ایک قلم کار کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک سپاہی کی صورت میں بھی اپنے آپ کو آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیں گے۔ مشر جیسے بھی ہوں، جہاں بھی ہوں انہیں آپ کے حکم کا انتظار رہے گا۔ تو اب میں چلوں۔"

"جے کندار یہ!"

"جے کنداریہ!"

پہلی مرتبہ کیرت کے دل میں اپنے سپہ سالار کے لئے خوشی اور دردمندی کے ایسے جذبات اُمڈے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ یہ شخص کتنا گہرا اور پُراسرار ہے۔ حکومت، سیاست اور جاسوسوں کے ذریعے ملنے والی خبروں کی بنیاد پر جنگی لائحہ عمل کو گڑھتا، بدلتا، رات دن گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا صرف ایک بات سوچتا ہے۔ وہ ہے چندیلوں کی حکومت کا دوبارہ قیام۔ گوپال بھٹ صرف نام ہے۔ نام کے مطابق تو انہیں کرشن کی لیلاؤں سے محبت ہونی چاہئے تھی لیکن گوپال نے تو تا زندگی مجرد رہنے کا عہد کیا ہے وہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔ کیرت کو رہ رہ کر کرشن منتر کا وہ اشلوک یاد آجاتا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ سمندر کی پُرسکون لہریں غضبناک ہواؤں اور گرجتی آندھیوں کی وجہ سے طیش میں آجاتی ہیں تو ان میں بڑے بڑے پہاڑ ڈوب جاتے ہیں لیکن یہ قیامت آکر گذر جاتی ہے تو سمندر پھر پہلے کی طرح ہوجاتا۔ پُرسکون، خوش وخرم اور اپنی حدود کے اندر بندھا ہوا۔

سپہ سالار نے جس طرح اپنے دل ودماغ پر گذرنے والی قیامت کو جھیلا، دوبارہ پُرسکون ہوئے اور تجرد کی زندگی گذارنے کا عہد کیا وہ یقیناً بے مثال ہے۔

کیرت اور سبودھ دیو باتیں کرتے چلے آرہے تھے کہ سامنے سے ایک بیش قیمت اور تیز رفتار گھوڑا ان کی طرف دوڑتا ہوا نظر آیا۔ پھر وہ قریب آگیا۔

ارے اننت! کیرت نے پہچان لیا۔ حالانکہ اننت نے خود کو پوشیدہ رکھنے کی خاصی کوشش کی تھی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر اپنے دونوں ہاتھوں سے اننت کا سہارا لیتی ہوئی جو لڑکی بیٹھی ہے شاید یہی چمپک ہے۔ اس نے مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ شخص نے میری تصویر بنوائی ہے اور میرے لئے مخبر چھوڑے ہیں تو پتہ نہیں اس ہون لڑکی کے ہاتھوں میرا کیا حشر ہوا ہوتا۔

"راجن، یہ ہیں برہم پوری کے آچاریہ دشٹ تردیدی کی بیٹی چمپک۔"

"جانتا ہوں اننت۔ لیکن ابھی جو حال ہے اس میں تو اپنے آماتیہ کی بہو کی مونہہ دکھائی بھی نہیں دے پاؤں گا۔"

انہوں نے اپنی چھنگلیا میں جگ مگ کرتی ہیرے کی انگوٹھی اتار دی اور اننت کو دیتے

ہوئے بولے "یہ شاید چمپک کی انگلی کی ناپ کی نہ ہو لیکن پہنا کر دیکھ تو ضرور لو۔"

چمپک شرم سے سکڑی جارہی تھی۔ اننت نے اس کے داہنے ہاتھ کی درمیانی انگلی میں انگوٹھی ڈالی جو بالکل صحیح نکلی۔

خوش قسمتی سے یہ انگوٹھی رہ گئی تھی میرے پاس۔" کیرت بولے۔ "سامنے سفید گھوڑے پہ تمہاری سہیلی گومتی بیٹھی ہے۔ ہاں اس نے مجھے کبھی کوئی فکر نہیں ہونے دی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس بار آخری رخصتی ہوگی، میرے لئے اپنی قسمت سے لڑتی رہی۔ اس نے تمہارا جیسا سلوک بھی نہیں کیا کہ خود ملائم روئی کے گدے دار پلنگ پر سوئے اور شوہر کو زمین پر سونے کا حکم دے۔ چلو لیکن یہ کٹھن گھڑیاں بھی کٹ گئیں۔"

چمپک کیرت کے قدموں پر جھکی ہی تھی کہ انہوں نے اپنے پیر کھینچ لئے۔ "خاتون! میں اس لائق نہیں ہوں۔ پہلی بات یہ کہ میں چھتری ہوں اور دوسری یہ کہ اننت کا بڑا بھائی ہوں۔ شاستروں کا حکم ہے کہ چھوٹے بھائی کی بیوی سے پیر چھوانا مذہبی اصولوں کے خلاف ہوگا۔

"راجن۔ ہم آپ سے کچھ عرض کرنے آئے ہیں۔"

"بولو اننت۔"

"آپ کو ذرا الگ چلنا ہوگا۔" "آریہ رنجک اور سبودھ دیو سے بھی کہہ کر آرہا ہوں۔"

اننت نے رنجک کے پیر چھوئے۔ رنجک نے پیر سکوڑ لئے۔ "یہ مناسب نہیں ہے آماتیہ۔ برہمن اگر چھتری کے پیر چھونے لگے گا تو ہماری تہذیب کا کیا ہوگا۔"

سبودھ گھوڑے سے زمین پر کودے اور اننت کو پکڑ کر سینے سے لگالیا۔ کیرت نے شوبھو بنا پھر کو بلایا اور کہا "آپ اگرپوری کے قلعے دار کو خبر کر آئیں۔ ہم لوگ آرہے ہیں۔"

تینوں ایک گھنے درخت کے سایے میں ایک طرف کو کھڑے ہوگئے۔

اننت بولا۔ "راجن! آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ ماگھ کی اماوس کی ایک رات کو کرن دیو نے مجھے اور سپہ سالار اعظم اشوگندھ کو ایک ہنگامی نشست میں طلب کیا تھا۔ میں گنگا نہانے گیا تھا اور دیر سے لوٹا۔ اسی وقت میری رہائش گاہ پر کھڑے پہریدار نے کہا۔ سیناپتی آپ اپنی اہلیہ کو یہاں چھوڑ کر سیدھے باہری کمرے میں پہونچیے۔ وہاں کرن دیو اور اشوگندھ بیٹھے

آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں غصّے میں دانتوں میں ہونٹ دبائے بڑی سنجیدہ کیفیت میں کرن دیو کے پاس پہونچا۔

"آئیے سپہ سالار۔ ہم بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ گنگا نہانے گئے تھے؟"

"ہاں راجن۔ میرے ساتھ میری بیوی چمپک بھی گئی تھی۔"

"پہریدار!"

"راجن!"

"کمرے کا دروازہ بند کر دو اور کسی کو بھی اندر مت آنے دینا۔"

"جو حکم!"

کمرہ بند ہونے پر کرن دیو بولے میرے خودکشی دستے کے سپاہی تو مارے گئے۔ مارے گئے کہنے سے بات شاید صاف نہیں ہوتی۔ ان دو سو فوجیوں کو بالکل کچل ڈالا گیا ہے۔ پہنا کی پہاڑیوں کے ایک تنگ درّے کو دونوں طرف سے بند کر کے بڑی بے رحمی کے ساتھ انہیں مار ڈالا گیا۔ میرے بے مثال گھوڑے چھین لئے گئے۔ گھوڑوں کی بس دو ایک ہی لاشیں ملی ہیں۔ باقی کا کوئی پتہ نہیں چلا ہے اس لئے یقین ہے کہ وہ دشمنوں کے ہاتھ لگے ہیں۔ میں بہت پریشان ہوں۔ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ خون کا گھونٹ پی کر رہ گیا ہوں۔ یہ سب ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کیا گیا ہے۔ آخر ایسا کیسے ہوا؟ گھوڑسواروں کے اس دستے کو بھیجنے کی بات صرف ہم تینوں کو معلوم تھی اور کسی کو نہیں۔"

"کرن نے اپنی کھنچی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سپہ سالار اعظم اشوگندھ قسم کھا رہے ہیں کہ انہوں نے یہ خفیہ بات اپنی بیوی تک نہیں بتائی تھی۔"

"مطلب یہ کہ آپ لوگ اسے میرا جرم سمجھ رہے ہیں۔"

"سمجھنا پڑ رہا ہے۔ کرن دیو نے کہا۔"

"سنیے راجن۔ عہدے کا حلف لیتے وقت میں نے عہد کیا تھا کہ میں آپ کے سبھی مناسب اور جائز احکام کو خوشی خوشی انجام دوں گا۔ آپ کو اگر میرے اوپر اعتماد نہیں ہے تو

دو باتیں میری بھی سن لیجئے۔ اپنے گھوڑے تشار کو لے کر آپ بہت رنجیدہ رہے ہیں۔ آپ کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔"

"مانتا ہوں انتو۔"

"راجن۔ چونکہ آپ نے مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دینے کا حکم دیا ہے اس لئے میں سچ ہی بول رہا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ تشار کو بُدھ کا پالکوں کے پاس مہابن کے رشی پتن میں کون لے گیا تھا؟"

"انتو۔ بات ہو رہی ہے خودکشی دستے کی۔ تشار کی نہیں۔" اشوگندھ بولا۔

"تشار کے ذکر سے گھبرا کیوں رہے ہو سپہ سالارِ اعظم؟ تمہاری خواہش تو کرن دیو کو گدی سے اتار کر خود حکمراں بننے کی ہے۔ کیا یہ غلط ہے کہ تشار پر بیٹھ کر تم خود ہی وہاں گئے تھے؟"

"انتو۔ تمہیں سپہ سالارِ اعظم کو 'تم' نہیں کہنا چاہیئے۔"

"راجن۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ کا انصاف لاثانی ہوتا ہے۔ اس لئے آپ بتائیے کہ کیا انہوں نے مجھے انتو نہیں کہا؟ میں کرن دیو کا خادم ہو سکتا ہوں۔ وہ مجھے تم کہیں یا انتو، مجھے سب قبول ہے لیکن اگر کرن دیو کے سپہ سالار کو کوئی شخص کتے کی طرح پکارے گا تو میں اپنی خاندانی روایت کے مطابق اُس شخص کو تلوار بازی کے لئے للکاروں گا۔"

کیوں اشوگندھ۔ کیا تم تشار کو لے کر مہابن گئے تھے؟"

اشوگندھ نے گردن جھکا لی اور خاموش ہو گیا۔

"دوسری بات بھی جاننا چاہتے ہیں راجن؟"

"ہاں انتو بولو۔"

"تو سنئے۔ بجریانی کا پالکوں کی محفل میں یہ شراب پی کر پاگل ہو گئے تھے لہٰذا بے سدھ ہو کر گر پڑے جیسے شاکت کا پالک کی ایک نہ ایک بھیروی یعنی ساتھی عورت ہوتی ہے اُسی طرح بُدھ کا پالکوں کی مُدرا یا تارا ہوتی ہے۔ ان کی بھی ایک تارا تھی کنجنا۔ شہر کے بہت بڑے سیٹھ کی لڑکی۔ اس نے ان کی انگلی سے وہ انگوٹھی نکال لی جو ان کی مہر کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ اس کے دوسرے ہی دن پچاس تجارتی جہازوں کا قافلہ تامر پرنی کی طرف چل پڑا۔

یہ بھی بتا دوں کہ ان جہازوں پر کیا کیا سامان تھا؟"

"ہاں بولو!"

"ان جہازوں میں کاشی کے باریک ملائم اور ہنس جیسے سفید کپڑے، جواہرات کے ہار، اون، جڑاؤ زیور، سونے کی بنی چوڑیاں بیش قیمت رُدو دراکش[1]، دو شالے، چمڑا، دوائیں اور انگور کی شراب کے مہر بند گھڑے تھے"۔

یعنی؟

"یعنی یہ کہ بیوپاری کی بیٹی کنچنا نے سونے کی ڈیڑھ لاکھ مہریں حاصل کرلیں۔ یہ کرن دیو کے خزانے میں نہ جا کر اشوگندھ کی محبوبہ کے ہاتھ میں چلی گئیں۔ پوچھئے اپنے ان دوست سے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے؟"

"کہو اشوگندھ! بولو!" غصّے سے کانپتے ہوئے کرن دیو اپنی جگہ سے اُٹھے اور انہوں نے اشوگندھ کی لمبی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ "بول ذلیل انسان۔ تو کیا میرا اعلیٰ سپہ سالار ہے؟ تو تو نابدان میں بلبلانے والا کیڑا ہے۔ میں بھی سوچتا تھا کہ تیری بیٹی کا ساتھی شاکت کاپالک شاید پنگلاکش تھا۔ تونے نہ صرف کلچریوں کا نام بدنام کیا ہے بلکہ ہمیں مونہہ دکھانے کے لائق بھی نہیں چھوڑا۔"

"راجن۔ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں۔"

کرن دیو کو بیٹھتے دیکھ کر میں بھی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ "راجن یہ ہے میرا استعفیٰ۔ میں نے کہا۔ میں آپ کی عنایتوں کے لئے ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ میں نے مالوراج وجے سنگھ کا پیش کیا ہوا سپہ سالار اعظم کا عہدہ قبول کر لیا ہے"۔

"میں تمہیں جانے نہیں دوں گا انتو۔ کرن کو خشک کنواں مت سمجھو سپہ سالار۔ تم اگر میری مدد کرو گے تو میں شوراتری کو کئے جانے والے اعلان کو عملی جامہ پہنا کر اپنے عروج کو پہونچ سکوں گا۔ گرو دیو کو لاچار یہ چنڈیشور نے صاف صاف کہا تھا کہ شوراتری کو اس تاجپوشی کے جشن میں خلل پڑے

---

[1] ایک درخت سے حاصل ہونے والے دانے یا منکے جو مذہبی اہمیت کے حامل ہیں۔

یا نہ پڑے دونوں ہی صورتوں میں کلچری حکومت کا بُرا ہوگا۔"

"میں ایسے گولا چاریوں پر یقین نہیں کرتا راجن۔ صرف اپنے سرپرست کی خاطر انہیں برنام کرلیتا ہوں اور بس۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو سراب کے پیچھے دوڑتے پھرتے ہیں۔ کیسے کرائیے گا شوراتری کا جشن؟ یہاں آپ کے پاس بہت چھوٹی سی گھوڑ سوار فوج رہ گئی ہے۔ اتنی چھوٹی فوج تو دُور سے آنے والے راجاؤں، ان کی خواتین، جاگیرداروں اور آپ کے قریبی عزیزوں کی بھی حفاظت نہیں کر پائے گی۔ کیا ہاری ہوئی جیجاک بھکتی میں ساری فوج لگا دینا ضروری ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ان کے آٹھوں قلعوں کو ہمیشہ گھیرے ہی رہیں؟ اس ذیل میں کڑوا سچ سننے اور مجھے جان کی امان دینے کو راضی ہوں تو میں آگے کچھ کہوں۔"

"چلو، بولو۔"

"راجن آپ جنگلوں کے دیس جیجاک بھکتی میں کئی بار گئے ہوں گے۔ گھومے پھرے بھی ہوں گے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آٹھ قلعوں کو گھیرنے والے سپاہیوں کی اسوقت کیا حالت ہے؟"

نہیں، میں نہیں جانتا۔ کرن دیو نے کہا۔

"آپ کے آدھے سپاہی یا مارے جا چکے ہیں یا بھوک سے تڑپتے ہوئے مر رہے ہیں یا آگے مارے جائیں گے۔ آپ نے سنا نہیں ہے کیا؟"

"کیا؟" کرن دیو نے پوچھا۔

"وہی پرانی کہانی۔ جب محمود دو دیا دھر کو سزا دینے کے لئے پورب کی طرف بڑھا اور کالنجر کا محاصرہ کیا تو وہ چار مہینے تک گھیرا ڈالے پڑا رہا اور نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ کالنجر کو سو دو سو سپاہی بھی گھیر سکتے ہیں لیکن محمود جیسا جنگی ماہر جب کالنجر فتح نہ کر سکا تو اس نے صلح کی تجویز رکھی۔ راجن آپ خود اپنے آپ کو کالنجر کا مالک کہنا چاہیں تو کہہ لیجئے لیکن جھوتی کے عوام قدرت کی سختیوں کی پروا نہ کرکے ستی ماتا کا علم لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اماوس کی رات کو ان کی یاد میں چراغ جلا کر وہ ہر گھر کے دروازے پر پہونچ جاتے ہیں۔ جھوتی کو جیتنے کا مطلب ہے ہر گھر پر قبضہ۔ ہر گھر کے مالک پر قبضہ، ہر گپھا، ہر ندی اور ہر نالے پر قبضہ۔ ہزاروں مردوں عورتوں پر قبضہ۔"

"تمہیں یہ سب کس نے بتایا انو؟"

"یہیں گوال پلی کے ایک کلچری سردار نے۔"
"کون ہے وہ سردار؟"
"اب ان لوگوں کا نام تو مجھے نہیں یاد رہا لراجن۔ میں نے جوجد دونشی کے یہاں جانا چھوڑ دیا ہے۔ گرچہ وہ میرے لئے باپ کی طرح شفیق ہیں۔ نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ خودکشی دستے کے سات گھوڑ سوار گوال پلی کے ہی تھے۔ ان کے گھروں کی عورتیں چھاتی پیٹ پیٹ کر ردتی ہیں اور برجوجد دونشی کو گالیاں دیتی ہیں۔ کہتی ہیں اس سے تو اچھا تھا کہ ہم گوالے ہی رہتے۔ اس جھبّے دار پگڑی کو لے کر کیا کریں گے۔ اسے جاکر ڈاہریا کو ہی دے آؤ۔"
بلاؤ پہریدار۔ تم برجوسنگھ جد دونشی کو فوراً بلاؤ۔ کرن لگ بھگ چیختے ہوئے بولا۔
تھوڑی دیر سناٹا رہا۔ پھر برجوسنگھ ہکلاتے ہوئے آئے اور کرن دیو کو پرنام کرتے ہوئے ایک طرف کو کھڑے ہو گئے۔
"کس نے بتایا تھا آپ کو کہ میرا خودکشی دستہ تباہ ہو گیا؟"
"یہ تو کئی ہفتے سے سُن رہے ہیں مہاراج۔ سیناپتی جی ہمارے گھر گئے تھے اور گوال پلی کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو کلپ کلپ کر ردتے دیکھ کر خود بھی رونے لگے تھے۔"
"آپ نے جھجوتی کا نقشہ دیکھا ہے؟"
"ہم سمجھ نہیں پائے مہاراج۔"
"آپ کو کسی نوجوان نے بھوج پتر دکھایا؟ یہ بتایا کہ جھجوتی کیسا دیش ہے؟"
"ہاں سیناپتی۔ اس وقت تو آپ بھی میری چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔"
"میں وہ نقشہ لانے والے جوان کا نام پوچھ رہا ہوں، جس نے بھوج پتر آپ کو دکھایا تھا؟"
"وہ ہے سُکھدیو جد دونشی۔"
"کیا آپ بھوج پتر کے ساتھ اسے یہاں لا سکتے ہیں؟" کرن دیو بولے۔
"ساری گوال پلی نے مجھے برادری سے باہر کر دیا ہے کرن راجہ۔ مجھے تو لوگ ایسی جلی کٹی سناتے ہیں کہ دل جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ میں نے جب ان لوگوں کو نوکری دلوائی تو سب میرے

دروازے پر آتے تھے اب تو کوئی برجو کے مونہہ پر تھوکنے بھی نہیں آتا۔"

"آپ گوال پلی کے لوگوں سے کہہ دیجئے کہ لڑائی میں جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے کنبے کے لوگوں کو ایک ایک ہزار طلائی کارشاپن دیئے جائیں گے اور اس نوجوان سے کہئے کہ اس کے خلاف کچھ نہیں کیا جائے گا بس ہمیں بھوج پتر دکھادے۔"

برجو سنگھ چلے گئے۔

"راجن!"

"بولو انتو۔"

"آج میں اور میری بیوی دونوں نے برت کیا ہے۔ رات گئے کچھ پھل پھلاری کھاکر اسے توڑیں گے۔ اگر آپ مجھے تھوڑی سی دیر کے لئے چمپک کے پاس جانے دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔"

"مجھے معلوم نہیں تھا انتو کہ آج تم لوگوں کا برت ہے۔ تم گھنٹہ بھر کے لئے چلے جاؤ اور ذرا جلدی واپس آجاؤ۔"

میں چمپک کے پاس پہونچا اور ساری بات اسے بتادی۔ چمپک نے کہا جتنی جلدی ہوسکے یہاں سے نکل لو۔ یہی موقع ہے جو دشونیشور نے ہماری نجات کے لئے ہمیں عطا کیا ہے۔

میں گھوڑے پر چڑھنے ہی والا تھا کہ دیکھا سامنے سے برجو سنگھ چلے آرہے ہیں۔ "کہاں جارہے ہو انتو بیٹا۔" "ابھی آیا۔ میں ذرا چمپک کو کیدارتیشور کے درشن کرانا چاہتا ہوں۔ آج موتی اماوس ہے نہ کاکا۔ وہ نوجوان ملا آپ کو؟"

"نہیں انتو بیٹا۔ آج تمہارے کاکا کو گوال پلی کے نوجوانوں نے پیٹا۔ یہ دیکھو سارے دانت ٹوٹ گئے ہیں۔"

"آپ چلئے۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

برجو سنگھ جونہی آگے بڑھے میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وندھیاچل کی طرف چل پڑا۔

"مطلب یہ ہوا کہ کرن شوراتری کا جشن ضرور کرے گا۔ اس ارادے میں کوئی تبدیلی

نہیں ہو گی۔"

"ہاں راجن۔"

"ٹھیک ہے اس پر ہم اگوری چل کر سنجیدگی سے بات چیت کریں گے۔"

"اننت۔" رنجک نے کہا۔

"ہاں چچا۔"

"جہاں تک مجھے معلوم ہے تمہارے والد مہی پال چالکیہ حکمراں سومیشور سے ملنے کلیانی گئے تھے۔ ان کا روزنامچہ دیکھنا۔ شاید چندیل خاندان سے قریبی تعلق رکھنے والا کوئی شخص مل جائے۔"

"وہاں تو میرے والد کے نہایت گہرے دوست آماتیہ چندر شیکھر ہیں ہی چچا۔"

"راجن، میں آپ کو وندھیہ واسنی کے سایے تلے چھوڑ کر کاشی جا رہا ہوں۔" رنجک نے کہا۔

"آپ کے ساتھ سبود دھ دیو بھی جائیں گے۔" کیرت بولے۔ آپ کو نشانی کے طور پر دینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ بس یہ ہے ہمارے کُل دیوتا کندار یہ کی تصویر۔ اسے ودّیادھر دیو نے ایک بہت بڑے مصوّر سے بنوایا تھا۔ یہ ہاتھی دانت کے چوکھٹے میں جڑ کر اور شیشہ لگوا کر محفوظ کر دی گئی ہے۔ اسے میرے خاندان کا چھوٹا سا تحفہ سمجھئے اور قبول کر کے میرا دل رکھ لیجئے۔"

"لاؤ کیرت۔ میں تو اس تصویر کو خود تم سے مانگنے والا تھا۔ یہ نہ صرف ودّیادھر دیو کی یادوں سے وابستہ ہے بلکہ اسے جس مصوّر نے بنایا ہے وہ میرا بڑا گہرا دوست تھا۔ اس کا نام تھا سیئیک اور وہ ایک بنگالی برہمن تھا۔ ودیادھر دیو نے سیئیک سے کہا تھا کہ کسی منظر کو ہُو بہُو اُتار دینے والے لوگ محض پیشہ ور تصویر کش ہوتے ہیں۔ میں کوئی ایسا مصوّر ڈھونڈھ رہا ہوں جو صحیح معنوں میں فنکار ہو اور ظاہری سطح سے گذرتا ہوا اندرونی جذبات کی عکاسی کر سکے۔"

"راجن۔ سیئیک پیشہ ور نہیں ہے۔ وہ فنکار ہے۔ آپ پہلے انسان ہیں جس نے سیئیک کو ظاہر اور باطن دونوں کے امتزاج کو پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ میں کس کی تصویر بناؤں؟"

"سیئیک۔ تم میرے دوست رنجک کے خلوص میں بندھے، چندیل ایوان میں آئے

ہو۔ جب میں جنگ یا تیرتھ کے لئے جاتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے کہ میرے پاس میرے کُل دیوتا کندار یہ کی کوئی تصویر نہیں ہے۔ تم ایک ایسی تصویر بناؤ جو میری زعفرانی پگڑی کے اندر رکھی جا سکے۔ جتنی چھوٹی ہو اتنا ہی باطنی حسن اس کے اندر پایا جائے۔" ودیادھر دیو مسکرائے۔

"راجن، آپ کے حکم اور خواہش کی تعمیل کے لئے سیتک کو بھگوان کندار یہ شو کے مندر میں کم از کم ایک مہینے تک بغیر پانی کا برت رکھنا پڑے گا۔ آپ یہ اپنے آماتیہ کو بتا دیں اور ایک ماہ بعد میرا حقیر سا تحفہ قبول کریں۔ آج پہلی بار کوئی ایسا قدر دان ملا ہے جو اپنی تہذیب و ثقافت سے اس حد تک واقف ہو اور میرے استاد آچاریہ سوشیل بندو پادھیائے کے بقول سبزی تولنے والی ترازو میں جواہرات نہ تولتا ہو۔"

"اب بسنت پنچمی کے دن ملیں گے۔ ماں کی کٹیا کے سامنے۔" کیرت نے کہا۔

"تم آ رہے ہو نہ کیرت؟"

"آنے سے کس نے روکا ہے چچا؟"

"اچھا چلیں۔"

رنجک اور سبودھ کاشی کی طرف چل پڑے۔

رنجک کی خود سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ زندگی اتنی ویران کیسے ہو گئی۔ کوئی ذمہ داری نہیں۔ نہ کسی سے لاگ نہ کسی سے لگاؤ۔ اور کوئی لاگ رکھے بھی تو فکر کیا؟

ان کے گھوڑے چرنادری کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے۔ "نا امیدی کی رات میں کوئی اکا دکا تارا بھی نہیں۔ بچوں کی طرح جگنو پکڑنے کی کوشش مت کرو رنجک۔ سنو کہ تم نے اپنی ساری زندگی گاہڑوالوں کے لئے وقف کر دی۔ کنبے کی پرورش کرنا اتنا بھاری ہوتا ہے تو ایک شاہی گھرانے کی آبیاری کرنا اسے پھلتے پھولتے دیکھنا کیا کوئی معمولی بات ہے؟ رنجک تم بھٹک رہے ہو، بھٹکتے ہی رہو گے۔" ان کے کانوں میں ودیادھر دیو کا جملہ گونجنے لگا۔

شو بھو بنا بھر نے اگوری کے قلعہ دار ابھیمنیو کو خبر دی۔ "قلعہ دار چوہان، آج تمہاری قسمت کا ستارہ بلندی پر ہے۔ تمہارے راجہ تو آ ہی رہے ہیں، ان کے ساتھ تمہاری

بھابھی صاحبہ اور چار پانچ لوگ اور بھی ہیں۔ مجھے مہاراج نے بھیجا ہے کہ آمبھی کو خبر دے آؤ۔"
آمبھی کود کر کھڑا ہو گیا۔" کانتی! کانتی!! اس نے زور سے پکارا۔ لے آج میرے بھیا آرہے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا تیز گام گھوڑا اور تمہاری بھابھی بھی ہیں۔"
کانتی بیس بائیس سال کی نہایت گٹھے ہوئے جسم والی سڈول راجپوت دوشیزہ تھی۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا جیسے درگا نے دشمنوں کو تباہ کرنے کے لئے انسانی چولا اختیار کر لیا ہو۔
" آریہ پتر! آپ باورچی کو حکم دیں کہ وہ سب ضروری چیزیں خود خرید کر لائے۔ راجہ یہاں پہلی بار آرہے ہیں۔ آنے والے حادثوں کا ہمیں ڈر نہیں۔ جو گذر گیا اس کی فکر نہیں۔ بچ جاتا ہے حال ہم اسے جس قدر ہنسی خوشی جی سکیں ہماری زندگی اتنی ہی سوارت ہوگی۔ آپ آس پاس کے آدی باسی قبیلوں کو خبر بھجوا دیں۔ وہ جو تتی بھابھی صاحب کا علم لئے جنگل جنگل، پہاڑی پہاڑی پھر رہے ہیں وہ ذرا اپنے راجہ کو دیکھ تو لیں۔"
" کانتی تو سچ مچ چنڈی ہے۔ لیکن نہایت نرم و ملائم چنڈی۔ ایک طرف تو تو دشمنوں سے بھیانک بدلہ لینے کا اعلان کرتی ہے کہ چندیلوں کی عزت تجھے جان سے بھی زیادہ پیاری ہے اور دوسری طرف تو آدی باسیوں کے کرما رقص کی طرح سُبک رَو اور قابل تعریف ہے۔"
" اب میری چاپلوسی چھوڑو۔ راجہ کا قافلہ پہونچ ہی رہا ہوگا۔ سنکھ بجا کر ان کے استقبال کی تیاری کرو۔"
تبھی اگوری کی پہاڑی کے نیچے سات آٹھ گھوڑے آکر رُک گئے۔ قلعے کے اوپر سے سیکڑوں سنکھوں کی آوازیں سون بھدر کی لہروں سے ٹکرانے لگیں۔ قلعہ دار ابھیمنیو ہاتھ جوڑے کیرت کی طرف جھکے ہی تھے کہ انہوں نے کھینچ کر گلے سے لگا لیا۔" آمبھی۔ کیسے ہو؟"
آمبھی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ نہ جانے کتنے دن ہو گئے بھائی جی کہ کسی نے اس نام سے نہیں پکارا۔ میں سوچتا ہی رہا کہ راجیشور دیو درما کبھی مجھے یاد کریں گے لیکن وہ منجدھار میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ ہندوستان کی سیاحت پر نکل کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ چندیلوں کی آب و تاب بھی چلی گئی۔
" چھوڑو آمبھی۔ تمہارے جیسے میرے کتنے ہی بھائی ہیں جن کا خون بدلے کی آگ میں

کھول رہا ہے۔ خاموش رہو۔ بس ایک ماہ اور۔۔۔"

"بھابھی صاحبہ نہیں دکھائی پڑ رہی ہیں؟"

"وہ دیکھو مردانہ لباس میں دودھ جیسے سفید گھوڑے پر بیٹھی ہوئی پر تیہار جاگیردار بھیشور کی اکلوتی بیٹی بھیس بدل کر خود کو چھپا رہی ہے کہ کوئی پہچان نہ لے۔"

"بھابھی صاحب۔" ابھیمنیو بھاگ کر ریچھنے کے پاس پہونچا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر گومتی کو گھوڑے سے اُتارا۔ "میں آپ کا دیور ہوں۔ ودیا دھر دیو سے خون کے رشتوں سے جڑا چوہان راجپوت ہوں۔ اگر میں نے کرن کے حرم کی عورتوں کو دَر دَر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے مجبور نہ کیا تو آپ کو مونہہ دکھانے نہیں آؤں گا۔"

"میری بہن کہاں ہے دیور جی؟"

"کانتی! ابھیمنیو نے پکارا۔ مہارانی صاحبہ بلا رہی ہیں۔"

کانتی گومتی کے پاس پہونچی اور اس کے گلے سے لگ گئی۔ تبھی مسکراتی ہوئی کانتی نے اس کی پگڑی کھینچ لی۔ لمبے لمبے سنہرے بال ہوا میں لہرا اُٹھے۔ گومتی جھینپ گئی اور ساتھ کے سبھی لوگ ہنس پڑے۔

"کیوں رے آمبھی۔ سورج کاکا بولے۔ مجھے نہیں پہچانا تو نے؟"

"پہچان گیا تھا کاکا۔ بھابھی صاحب کو گھوڑے سے اتار کر آپ کے ہی پاس آرہا تھا۔"

"مہارانی کو تو گھوڑے سے اتارے گا؟ سورج گونڈ بولا۔ ستی ماتا کی دعاؤں سے یہ بڑی طاقت آئی ہے۔ جھوتی میں۔ دیکھ لینا۔ سورج گونڈ کا کہا ہوا کبھی غلط نہیں ثابت ہوتا۔ یہ مہاراج ودیا دھر دیو کے پرشاد کی صورت میں ہمیں ملی ہے۔"

"کس کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہو سُورج کاکا۔ گومتی بولی۔ اپنی ہی بیٹی کا راگ الاپوگے تو لوگ تم پر بیجا طرفداری کا الزام لگائیں گے۔"

لگانے دو بیٹی۔ اب بھی لوگ مجھے خبطی کہتے ہیں، پاگل کہتے ہیں۔ میں دوسروں کی باتیں سنوں یا اپنے اندر کی آواز؟

سائیسوں نے گھوڑوں کی لگامیں تھام لیں۔ سب لوگ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔

آماتیہ ابھیمنیو انت کے پاس پہونچا اور پیر چھو کر مسکرانے لگا۔ کوشش تو بہت کر رکھی ہے آپ نے خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی لیکن ابھیمنیو کی نظروں سے چھپ کر رہنا بہت مشکل ہے۔

" ابھی تو میرے پیر کیوں چھو رہا تھا۔ میں تو تیری ہی عمر کا ایک کچا کھلاڑی ہوں۔"

" آپ اعلیٰ آماتیہ پربھاس کے خاندان کا ایک قیمتی ہیرا ہیں آماتیہ انت۔ اگر ہم اتنی قربانیاں دینے والے خاندان کے وارث کو عزت نہ دے سکیں تو یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہوگی۔"

" اچھا بابا۔ تو ہی جیتا۔ ان سے مل۔ یہ ہیں تیری بھابھی یعنی کاشی کے وشسٹ تردیدی کی بیٹی چمپک۔"

ابھیمنیو نے جھک کر چمپک کے پیر چھوئے۔ "بھابھی۔ کچھ دیر ہوئی مجھ سے۔ انت نے آپ کا تعارف دیر سے کرایا۔ پھر بھی میری گستاخی کو معاف کرنا۔"

چمپک شرما گئی۔ اس کے گالوں پر گرم خون کی سرخی بکھر گئی۔ " آپ بڑے وہ ہیں قلعدار۔"

" 'وہ' کیا بھابھی؟"

" وہ معنی وہ ... یعنی شریر۔"

ابھیمنیو تالیاں پیٹ کر ہنسنے لگا۔

سب لوگ کھانا کھا کر کسی ایسے منظر کا انتظار کر رہے تھے جو انہیں نئے جوش و خروش سے بھر دے۔ تبھی لوچن دوڑتا ہوا آیا۔ " راجہ۔ راجہ۔"

کیا ہے رے لوچن؟ کیرت نے اس کا بازو پکڑ کر اسے قریب کھینچا۔ کچھ بولے گا بھی یا راجہ راجہ کی رٹ لگائے رکھے گا؟

پہاڑ کے نیچے جہاں سون، رہنو اور گپت ملتی ہیں وہاں ہزاروں لوگ کھڑے ہیں۔ چار چار مشعلیں جل رہی ہیں۔ سب چلا رہے ہیں ہم راجہ سے ملیں گے، راجہ سے ملیں گے۔

" ابھی۔ کیرت نے پکارا۔ آدی باسیوں کو یہ خبر کس نے دی؟"

میں نے کہلایا تھا بھائی جی۔ یہ لوگ پچھلے چار مہینوں سے ستی ماتا کا جھنڈا اٹھائے ایک

گاؤں سے دوسرے گاؤں گھومتے پھر رہے ہیں۔ نہ کھانے کی فکر نہ پینے کا ہوش۔ آپ جب شکتیش گڑھ میں رکے تھے تو یہ لوگ جھنڈ کے جھنڈ پہونچے۔ کیسے ہیں ہمارے راجہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ اپنے ایک آدمی کی جان بچانے کے لئے انہوں نے اپنے تیز گام گھوڑے کو ایڑ لگائی تو وہ چندر ریکھا پہاڑی پھلانگ گیا۔ سنا ان کو اور ان کے گھوڑے دونوں کو بہت چوٹ آئی۔ ہم ان سے ملنے آئے ہیں۔

میں نے اسی وقت کہا تھا بھائی جی کہ راجہ یہاں آنے والے ہیں۔ آنے کی خبر میں خود ہر قبیلے کے پاس بھیجوں گا۔

سورج کاکا۔ کیرت نے پکارا۔

کیا ہے راجہ؟

"آپ تربینی پر جائیے اور ہر قبیلے کے مکھیا سے ملئے۔ ان کو سمجھانے اور پہچاننے کیلئے آپ خود جائیے۔ ویسے میرے دل میں شک ہے تو نہیں پھر بھی احتیاط برتنی چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر قبیلے کے سردار کو آپ . . ."

میں سمجھ گیا راجہ۔ سورج کاکا بولے۔ میری نظر سے مچھر تک بچ کر نہیں نکل سکتا۔ انسان کی تو بساط کیا؟

سورج کو دیکھتے ہی بھینسوار نوں کا مکھیا اجّو نٹ بولا — کہو سورج بھیا . . .

"ارے واہ' آج تو بہت دن بعد تم سے ملاقات ہوئی اجّو بھائی۔ کتنے قبیلے آئے ہیں؟"

"لگ بھگ سبھی ہیں۔ بیس بچیس قبیلے ضرور ہوں گے۔ راجہ آ گئے ہیں سورج بھیا؟"

"ہاں اجّو بھائی۔ آ گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے مجھے ایک بات جاننے کے لئے بھیجا ہے۔"

"کون بات؟"

"یہی کہ کتنے لوگوں کے لئے روٹیاں پکوائی جائیں؟"

"ہمارا راجہ بھی ہیرا ہے۔ ارے سورج کاکا آدی باسی' پہاڑی سب اپنی روٹی کی پوٹلی لے کر چلتے ہیں۔ جاؤ راجہ سے کہو کہ نئی رانی کے آنے موقع پر اس تربینی کے پاس رات بھر کرما ناچ ہوگا۔"

تینوں ندیوں کی تربینی وندھیا چل کی پہاڑیوں میں شو کے ترشول کی طرح چمک رہی تھی۔ رینو اور گیرت تو معمولی نالوں کی طرح تھیں لیکن پاٹ دار سون دور تک پگھلے ہوئے سونے کی طرح چمک رہی تھی۔ ایک بڑا اور ملائم فرش بچھا دیا گیا تھا۔ کیرت، گومتی، اننت، چمپک، سورج، لوچن، ابھیمنیو اور کانتی سب اس پر بیٹھے تھے۔ دو سو ہتھیار بند گھوڑ سوار کیرت اور گومتی کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے۔

"سورج کاکا۔"

"آیا راجہ۔"

"اجّو نٹ کو بلائیے۔"

سورج کاکا نے اجّو کو اشارہ کیا۔ وہ سامنے آیا۔

آؤ اجّو کاکا۔ کیرت نے کہا۔

پتہ نہیں کیا ہوا کہ اجّو نٹ رونے لگا۔ کیرت اس کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"نہیں کاکا میں زندہ ہوں۔ میری جھوتی امر ہے۔ میں تمہاری بھینسوں کو پھینسنے والے ڈاہریا کو ایسا سبق پڑھاؤں گا کہ وہ جنم بھر یاد کرے گا۔"

اجّو نٹ نے اپنی گٹھری کھولی۔ "لو راجہ یہ مٹی کا برتن تمہارے لئے ہے۔ اس میں خالص شہد ہے۔ اور بھینسوں کے سینگ سے بنی چوڑیاں رانی ماتا کے لئے ہیں۔"

کیرت نے بغل میں رکھی تھیلی اٹھائی اور اجّو کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"یہ کیا کر رہے ہو راجہ۔ تمہیں ابھی بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی ہیں۔ ان سے تلوار اور بھالے بنواؤ۔"

کسی بھی قبیلے کے مکھیا نے تحفہ قبول نہیں کیا۔ آخر میں سورج کاکا نے بیچ کا راستہ چُنا۔

"یہ تھیلیاں قبیلوں کو اس لئے دی جا رہی ہیں تاکہ وہ ہتھیار بنوائیں۔" انہوں نے اعلان کیا۔

راجہ کی جے۔ ستی ماں کی جے۔ دائرہ بنا کر بیٹھے لوگوں کے درمیان ایک انوکھی

لہر دوڑ گئی۔

سفید کپڑے کی دھوتی، سفید رنگ کا ہی کنچک اور سفید پگڑیاں۔ کمر میں گیروے رنگ کا چوڑا پٹکا۔ دوسری طرف چوڑے کنارے کی ساڑیوں میں لپٹی سانولی سلونی آدی باسی لڑکیاں۔ دونوں گروہ آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ڈفلیاں، مرج، ہڑک اور جھانجھ مجیرے سُر تال میں بجنے لگے۔ او ــــ ہو ہو او ہو ہو ہو او ہو ہو....

سُورج کا کا کی طرح الاپ لینے والا پوری جھوتی میں کوئی نہیں تھا۔ بڑے بڑے نامور جوان پسینے پسینے ہو جاتے تب بھی سورج گونڈ کے پاسنگ برابر بھی نہیں ٹھہرتے۔ سورج نے بول اُٹھائے۔ آدی باسی دوشیزاؤں کے پیر تھرک اُٹھے۔ لچک دار بازو سانپ کی طرح بل کھانے لگے۔ پوری ترنگ میں رقص کے بھنور میں آگئی اور کسی ناؤ کی طرح ہچکولے کھانے لگی۔ اچونٹ نے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ بھی رقص میں شامل ہو کر ان لوگوں کے ساتھ گھل مل گئے۔ اجو کی لڑکی شیاما نے گوستی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی کھینچ لیا۔ چاروں طرف تالیوں کی گڑگڑاہٹ گونج اٹھی۔

33

شری ماں نے اچاریہ دشنشٹ ترویدی سے کہا کہ اس مرتبہ وہ وندھیاچل سے کاشی تک کا سفر رتھ سے نہیں بلکہ ناؤ سے کریں گی۔ ہر سال وہ ترویدی جی کے رتھ سے ہی آتی تھیں۔

ماں ناؤ پر بھی ایک خاص ارادے کے تحت چڑھتی تھیں۔ ان کے پاس بیٹھا ہوا ملاح ایسا ہونا چاہیئے جو کسی نہ کسی طرح کچھ حد تک ان کے اندر کی دھڑکنوں سے ضرور جڑا ہوا ہو۔ کاشی کا لگ بھگ ہر ملاح انہیں اپنی ناؤ پر لیجانے کی درخواست کر چکا تھا لیکن وہ اپنے موہنہ بولے بھائی رام چندر کی ناؤ سے ہی سفر کرتی تھیں۔

رام چندر بڑا خوش تھا کہ اتنی پہونچی ہوئی جوگن اور اتفاق دیکھیئے کہ اس کی موہنہ بولی بہن بن گئیں۔ انہیں لانے لیجانے کی خوش قسمتی اس کے حصے میں آئی۔ وہ تیسری کی رات کو ہی

وندھیاچل پہونچ گیا۔ اس کے ساتھ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا مہیش تھا۔ وہ شیل بھدرا کو بُوا ماتا کہتا تھا۔ شیل بھدرا ابھی اس بظاہر کھلنڈرے لیکن بہ باطن سنجیدہ لڑکے کو بہت پیار کرتی تھیں۔ جب بھی وہ کسی تیرتھ جانے والے کو وندھیاچل لے جاتا، اپنی ناؤ وہیں روک کر جاتریوں کو پنڈوں کے حوالے کرتا ہوا ماں کی گپھا کے دروازے پر چلا جاتا تھا "بوا ماتا" وہ پکارتا۔

کون ہے، مہیش ؟

ہاں، بوا ماتا۔

"تو پوچھتا کیوں ہے رے ؟ تجھے گپھا میں آنے سے کون روکتا ہے ؟ تو شہری ملاحوں کی طرح باہری کپڑوں کا بوجھ لادے کیوں گھومتا ہے مہیش ؟ تو شیل بھدرا کا ایک حصہ ہے بچے۔ تجھے نڈر لیکن پُرسکون رہنے کی مشق کرنی چاہئے۔ تو یہ مت بھول کہ وہ لوگ جو خود اپنی کثافت کو چھپانے کے لئے ذات پات کا سہارا لیتے ہیں، خود کو برہمن یا چھتری اور تم کو شودر کہتے ہیں دراصل انسانوں کے دشمن ہیں اور بڑے ہی ذلیل۔ کیا میرے بھائی رام چندر نہیں آئے ہیں مہیش ؟"

آئے ہیں بُوا ماتا۔ میں نے کہا بابو چلو بُوا ماتا کے درشن کرنے تو بولے میں کیا مونہہ لے کر جاؤں اپنی بہن کے سامنے۔ وہ مہاجوگن ہیں، باطن کی کراماتی طاقتوں سے مالامال ہیں۔ ان کے پاس جانے کے لئے پاک وصاف روح چاہئے۔ گرہستی کے جنجال میں مبتلا رام چندر کی یہ خوش قسمتی تھی کہ وہ نادیتیہ سے شری ماں کو کاشی لے آیا۔ اُسے ان کی کچھ خدمت کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ لیکن رام چندر بوڑھا ہو جانے کے بعد بھی اُن دنیاوی خواہشات سے پیچھا نہیں چھڑا سکا جو قلب کو سیاہ بناتی ہیں۔

شری ماں مسکرائیں۔ مہیش تو جا کر رام چندر کو بلا لا۔

ڈرا ڈرا سا رام چندر شیل بھدرا کی گپھا میں پہونچا۔ پیر چھونے کو جھکا ہی تھا کہ شری ماں نے خود اس کے پیر پکڑ لئے۔ "بھیا کیا چھوٹی بہن کو اس حق سے بھی محروم کر دو گے ؟"

رام چندر گھبرا کر بولا۔ "دیوی ماں۔ رام چندر آپ کا خادم ہے۔ اس کے پیر چھوڑ دیجئے۔ وہ ایسا نامراد ہے کہ ملک بھر سے آنے والے جاتریوں کو گپھا کا پتہ بتا کر یا کسی ضدی جاتری کے بہت ضد کرنے پر دندھیاچل کی گپھا کا پتہ بتا کر ہی خود کو بڑا قسمت والا سمجھ لیتا تھا۔ جلتا ہوا ملکوتی چراغ اس کی چوکھٹ پر رکھا رہا اور وہ ہوس کا مارا نہ اندر روشنی پا سکا نہ باہر۔ وہ بڑا قسمت والا تھا پھر بھی اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔"

ماں کے حکم سے اس نے چوتھی تاریخ کو اپنی ناؤ اشٹ بھجا کے مندر کے کنارے کٹڑی کی اور شری ماں کے پاس پہونچا۔

"آؤ بھیا۔ مجھے تو کچھ بٹورنا سمیٹنا ہے نہیں۔ تم بس ہاتھ کا سہارا دے کر اوپر ہی اوپر ماں اشٹ بھجا کے مندر میں پہونچا دو۔"

رام چندر جھجکا۔ لیکن حکم تو بجالانا تھا اس لئے بہت دھیرے دھیرے انہیں غار کے دروازے سے مندر کے آنگن میں لے گیا۔

بھیا تم یہیں بیٹھ جاؤ۔ درشن کرلوں جوگ مایا کا۔ شری ماں نے آنچل میں بندھی چابی رام چندر کو پکڑاتے ہوئے کہا دروازہ کھول دو۔ رام چندر نے کواڑ کھول دیے۔ شری ماں نے معبد گاہ میں کافور کی ڈلی جلائی اور مورتی کی طرف دیکھتی رہیں۔ پھر اپنی میٹھی آواز میں اشٹ بھجا کی تعریف کا اشلوک گنگنانے لگیں۔

انہوں نے اشلوک دوبارہ گایا۔ رام چندر کو محسوس ہوا کہ اشٹ بھجا مندر سمندر میں ناؤ کی طرح ڈگمگا رہا ہے۔ اس نے ملک کی ساری ندیوں کو اپنی ناؤ میں پار کیا ہے۔ وہ جسے سب سے زیادہ مضبوط اور سبک رو مان کر 'وجینتی'[1] کہتا آرہا ہے وہ بھی کبھی اس طرح نہیں ڈگمگائی تھی۔ شاید یہ میرا وہم ہے یہ سوچ کر وہ آنگن کے دوسرے سرے پر چلا گیا۔ لیکن وہاں تو زمین اور زیادہ ہلکورے لیتی محسوس ہوئی۔

"ماں!" وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔

---

[1] فاتح

جب شری ماں باہر دروازے پر آئیں تو انہوں نے رام چندر کو مندر کے سامنے سجدے میں پڑا دیکھا۔

مجھے رام چندر کو مندر سے ہٹا دینا چاہئے تھا۔ انہوں نے گھڑے سے پانی لیکر رام چندر کے مونہہ پر چھینٹے مارے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اپنے سرہانے شری ماں کو بیٹھا دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

ابھی تو رات شروع ہوئی ہے ماں۔ رکنا ہے یا چلنا ہے؟

چلو بھیا۔

ناؤ بنارس کی طرف چل پڑی۔ رام چندر، مہیش اور شری ماں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ لوذیپ سے کاشی آئی تھیں تب بھی یہی تھی اور آج اشٹ بھجا سے کاشی جا رہی ہیں تب بھی ناؤ دہی ہے۔ زندگی اسی طرح اپنے محور پر دائرے بناتی گھومتی رہتی ہے۔

شری ماں کو بھگوان بدھ کی دی ہوئی ایک مثال یاد آئی۔ آگ برساتا سورج۔ بھری دوپہر کی سخت گرمی۔ انہوں نے کشکول اٹھایا، گیروی چادر لپیٹی اور خیرات مانگتے شہر کی گلیوں میں گھومتے پھرتے ایک گھنا اور سایہ دار درخت کو پا کر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کچھ کھانا پیٹ میں ڈالا۔ اسی وقت انہیں ایک بھکشو نظر آیا۔ اس کا قلب خشک تھا، ذہن باہر کی دنیا میں محو، یادداشت کمزور، آگہی سے خالی، مسائل کے حل سے ناواقف، نفس کے مطالبات میں گرفتار۔ انہوں نے اس کو بلا کر کہا "بھکشو! تو خود کو جھوٹن نہ بنا۔ جھوٹن پر مکھیاں بھنکتی ہیں اور گندا کر دیتی ہیں۔"

مرگ داؤ لوٹ کر انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا۔

"حضرت! جھوٹن کیا ہے؟" ایک بھکشو نے پوچھا۔

"ہوس اور (دنیا سے) لگاؤ جھوٹن ہیں۔"

"بدبو کیا ہے؟"

"دشمنی بدبو ہے۔"

"مکھیاں کیا ہیں؟"

"گناہ اور غلط تاویلیں مکھیاں ہیں۔"

شری ماں کے قلب کی گہرائی سے ایک سوال اٹھتا ہے۔ جھوٹن بننا ایک بات ہے

اور بھیک مانگنا دوسری بات۔ کیا پیدائش سے لے کر آج تک بھیک مانگتی ہوئی شیل بھدرائے خود کو جھوٹن بننے سے روکا۔ انہیں یہ سوچ کر فخر ہوا کہ جسمانی سطح پر وہ کبھی بھی جھوٹن نہیں بنیں۔ انہوں نے تمنا کی تھی۔

کیشوانند نے اس شخص سے ملنے کی نشانیاں بتائی تھیں جسے انہوں نے میرا نصف حصہ کہا تھا۔ کیا اس کے سامنے مکمل طور پر خود سپردگی کی آرزو نہیں کی تھی انہوں نے؟ جدائی کا یہ فطری رجحان بھی ہے۔ لیکن خوش قسمتی کہوں یا بد قسمتی کہ وہ آدمی مجھ سے بھی زیادہ ضدی تھا۔ اسے اپنے نصف حصے کو دوسرے نصف حصے سے نہ صرف جسمانی سطح پر ملنے سے روکا بلکہ ایک خاص فرقے کا حلقہ بگوش ہو کر میرے غرور کو پاش پاش کر دیا۔ شری ماں ماضی کی یادوں میں ڈوب گئیں۔

ودیا دھر میں عجیب وغریب تبدیلیاں آنے لگی تھیں۔ وہ آٹویہ جن پد[1] کے دوروں میں مصروف ہو گئے۔ رعایا نے انہیں جو محبت اور خود اعتمادی بخشی تھی شاید اس کا قرض چکانے کے لئے وہ پرجا کے گھر گھر جانے لگے۔ وہ فخر سے کہتے تھے کہ انہوں نے سلطنت کی توسیع کے لالچ میں ہندوستان کے کسی ہندو راجہ مہاراجہ سے کبھی لڑائی نہیں کی۔ زندگی میں صرف تین جنگیں لڑیں۔ پہلی جنگ محمود سے ہوئی جس کے بارے میں مسلم مورخ غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ چندیلوں کی بے شمار فوجیں دیکھ کر محمود فکرمند ہو گیا تھا۔ اس نے خدا سے دعا کی اور ودیا دھر سے کہلوایا کہ اسلام قبول کر لیں۔ لیکن اس کی اس تجویز کو ودیا دھر دیو نے انتہائی حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں اور اسی سانس میں یہ بھی کہہ ڈالتے ہیں کہ ودیا دھر رات میں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو محمود آگے کیوں نہیں بڑھا؟ وہ لٹیرا اچانک واپس کیوں ہو گیا۔ ودیا دھر کی شخصیت میں اتنے تضاد نہیں ہیں۔ اگر اس نے راجیہ پال کو صرف اس لئے قتل کیا تھا کہ اس نے بغیر جنگ کئے محمود کو راستہ دے دیا تھا تو وہ خود جنگ کئے بغیر کس طرح بھاگ سکتا تھا؟ اسے اگر ایسا کرنا پڑتا تو وہ شرم سے خودکشی کر لیتا۔ وہ کس مونہہ سے غیر آریائی طرز عمل کے لئے راجیہ پال کو قتل کر سکتا تھا؟ ودیا دھر کا سارا خالی پن تو شاید جوگ مایا نے بھر دیا تھا۔ آسن کا مہینہ آیا۔ میری کٹیا کے چاروں طرف

---

[1] موجودہ مرزاپور کا جنگلی علاقہ۔

مالتی اور اپراجتا کے پھول کھل اٹھے ۔ مجھے لگتا ہے بنگال میں پیدا ہونے کا مطلب ہی ہے حسن فطرت سے محبت ۔ کیدار لشو سے نہا کر لوٹ رہی تھی ۔ دیکھا مانک گونڈ راستے میں کھڑا ہے ۔

دیوی! اس نے کہا ۔ میں مہاراجہ ودیا دھر کا خاص مصاحب ہوں ۔ کل رات راجیشور کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی ۔ ان کا سارا جسم بخار سے جل رہا تھا ۔ میں نے وید بلانے کی درخواست کی ، بڑی منتیں کیں لیکن وہ کچھ سننے کو تیار نہیں ہوے ۔ مانک نے ہاتھ جوڑ کر گردن جھکالی میں اس کے ساتھ سون بھدر بھون کی طرف چل دی ۔ مجھے اور مانک کو دیکھ کر پہریداروں نے راستہ دے دیا ۔ میں سیدھے ودیا کی خوابگاہ میں پہونچی ۔ وہاں ودیا نہیں تھے ۔ ایک خادمہ نے کہا "خاتون ، مہاراجہ غسل خانے میں ہیں ۔" گھڑے سے پانی نکال کر گرانے کی آواز صاف سنائی پڑ رہی تھی ۔ میں اس دن بہت ناراض ہوئی ۔ اپنی صحت کے تئیں ودیا کی لاپرواہی نے میری خودداری کو جگایا ۔

تبھی دھوتی پہنے کمرے اوپر برہنہ ودیا باہر آئے ۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو بولے ، دیوی ! لگتا ہے مانک نے آپ کو فکر میں مبتلا کر دیا ۔

" تم فوراً جسم پر کپڑا ڈالو اور بستر میں لیٹ جاؤ ورنہ کل تمہارے سامنے شیل بھدرا کی لاش پڑی ہوئی ہوگی ۔"

ودیا مسکرائے ۔ جیسے کوئی نٹ کھٹ بچہ ہنستا ہے اسی طرح وہ ہنسے ۔ بستر پر لیٹ گئے اور چادر سے جسم ڈھک لیا ۔ وہ شاید میری زندگی کا سب سے زیادہ بامعنی اور ناقابل فراموش لمحہ تھا ۔ میں انہیں کے کمرے میں ہرن کی کھال پر بیٹھ گئی ۔ کچھ دیر تک مراقبے میں ڈوبی رہی ۔

نیک بخت ! میں نے واضح طور پر سنا ۔ میرے قلب کی گہرائیوں سے وہ آواز ابھری تھی ۔ تو نے اگر اس مشہور اوگھڑ کو نہ سنبھالا تو پورے ہندوستان میں اندھیرا چھا جائے گا ۔ اس کے بطن میں نہ صرف سال چھپا ہے بلکہ صدیاں چھپی ہیں ۔ وہ سب کچھ جو ہمارے اجداد نے اپنے خون کی قربانی دے کر حاصل کیا ہے سراب کی ریت کی طرح بکھر جائے گا ۔ اگر تو نہیں سنبھالے گی تو پریتی بھدرا اور شیل بھدرا کے بیچ بندھی رسی پر نٹ کی طرح چلنے کی کوشش میں یہ گر پڑے گا ۔

میں کھال کے آسن سے اٹھی اور ودیا کے پاس گئی ۔

' مانک ! ' میں نے پکارا ۔

'ہاں دیوی۔'

دروازے پر کھڑے رہو اور اندر کسی کو مت آنے دو۔ ملازمہ کو بھی نہیں میں نے کہا۔ مانک ودیا کا ویسا ہی خادم تھا جیسا سورج کیرت کا ہے۔ فرق بس یہ تھا کہ مانک عمر ودیا سے چھوٹا تھا جبکہ سورج کیرت سے بڑا ہے۔

اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ 'جو حکم دیوی' کہہ کر خوشی خوشی دروازہ بند کرتا چلا گیا۔

'ودیا۔'

"بولو شیلا۔"

'کیا میں مٹی کا ڈھیلا ہوں؟ کیا میری توہین کر کے تمہیں بہت خوشی ہوتی ہے؟'

ودیا نے کہا جوگ مایا کہتی ہیں کہ تمہیں چوٹی پر پہونچ کر کھڈ میں گرنے سے بچنا چاہئے دیوی۔

'میرے واسو دیو کہتے ہیں ودیا کہ ہوس کا مطلب زوال ہے' بسر دگی نہیں۔'

وہ چپ رہے۔ میں نے اپنی ہتھیلی ان کی پیشانی پر رکھ دی۔ ایسا لگا جیسے کسی نے جلتی آگ میں گھی ڈال دیا ہو۔ ودیا کا جسم دوبارہ جلنے لگا۔ میری ہتھیلی کے لمس کا ان پر کیا اثر ہوا یہ تو اوپر والا ہی جانے لیکن انہوں نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

وہ اولین لمحے تھے جن کی وجہ سے میرے ذہن کے ریگستان میں ہری دُوب نے اپنا سر اٹھایا تھا۔ میں بستر پر بیٹھ گئی۔ ان کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں لپیٹتے ہوئے میں نے ان کی جلتی ہوئی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔ ودیا نے اپنے مضبوط بازوؤں میں مجھے اس طرح کس لیا جس طرح سفید ہاتھی سفید کنول کے نازک پھول کو اپنی سونڈ میں لپیٹ لیتا ہے۔ انہوں نے اپنے تپتے ہوئے گال کو میرے ہونٹوں پر رکھ دیا۔ وہی معصوم مسکراہٹ۔

شیلا!

ہوں۔

میں آج مکمل ہوا۔ میں نے شو کی اردھ ناریشور[1] صورت کو دیکھ لیا۔ انہوں نے میری

---

[1] شو اور شکتی کا اتصال جس کی وجہ سے شو نصف عورت اور نصف مرد کی صورت ہو جاتے ہیں۔ یہ علامت اس بات کی ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں۔

کنگھی کھینچ دی اور میرے سینے پر سر رکھ کر گہرا سانس لیا۔

"ودّیا۔ میرے کپڑے مت کھینچو۔ وہاں صرف جلے ہوئے گوشت کا لوتھڑا ہے" میں نے سسکتے ہوئے کہا۔

"وہ ترپوراری کا تحفہ ہے دیوی۔ میں اس واقعے کو جانتا ہوں۔ میرے بنگالی مخبر نے مجھے خبر دی تھی کہ شیلا کے سینے پر گندھک کا تیزاب ڈال کر ایک خوبصورت پھول کو جھلس دیا گیا ہے۔"

میں رونے لگی۔ "تم نے مجھے کیسے جانا؟ کیشوانند نے کہا تھا کہ تمہارا عاشق آنوئیہ دیس کا راجہ اور شمالی ہندوستان کا محافظ ہے۔ تم اسے پہچان لوگی۔ لیکن تم نے کیسے جانا کہ میں ہی تمہارے وجود کا نصف حصہ ہوں۔ مجھ ناچیز کو پہچاننے میں تمہیں بہت وقت لگا ہوگا۔ بڑا لمبا انتظار کرنا پڑا ہوگا۔"

میں نے خواب میں دیکھا تھا شیلا کہ ایک بنگالی جادوگرنی نے مجھے بھیڑا بنا کر اپنے آنگن میں باندھ رکھا ہے۔ ودّیا قہقہہ لگا کر ہنسے اور مجھے کئی گنا زیادہ زور سے بھینچے، میری گردن کو سہلاتے ہوئے بولے "شیلا، میری سانسوں سے تم سمجھ گئی ہوگی کہ میں مکمل طور پر تمہارا ہوں لیکن یہ میرے لئے ایک آگاہی بھی ہے۔ انہوں نے اپنے بندھن کو ڈھیلا کر دیا اور میری آنسو بھری آنکھوں سے آنسو پونچھے۔

تم نے پوچھا تھا نہ شیلا کہ میں نے کیسے پہچانا تمہیں؟ میں اور مانک جب سندھ ندی کے سفر پر تھے تب معلوم ہوا تھا کہ پاس ہی ایک گاؤں ہے جہاں ایک مست ملنگ کی کٹیا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی مست ملنگ کھلکھلائے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ نقلی داڑھی کے پیچھے کون ہے۔ بولے۔

"بادشاہِ ہند! جب تک تو زندہ ہے تیرے ملک پر کوئی طاقت قبضہ نہیں کر سکے گی۔ تیری شہرت چاروں طرف پھیلتی جائے گی۔ لیکن بادشاہ تو بڑا بدقسمت ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بغیر عشقِ مجازی کے عشقِ حقیقی ممکن نہیں ہے۔ اپنی محبوبہ کو تلاش کر۔

'وہ کہاں رہتی ہے بابا؟' میں نے پوچھا۔

'تیری مقدس ندی گنگا میں جو سب سے بڑا جزیرہ ہے وہ وہیں ہے۔ نام کا پہلا حرف ہے شین'۔

'آج کے ان لمحوں کے نام..... انہوں نے داہنے ہاتھ کی چھنگلیا میں یاقوت کی انگوٹھی پہنادی۔ تم نے کیشو آنند کی جھولی میں نیلم کی انگوٹھی نکال کر ڈالی تھی نہ؟ وہ سنیچر کے بُرے اثرات کو دُور کرنے والی تھی اور یہ ہے دو روحوں کو جوڑنے والی۔ مرشد کی طرف سے ملنے والی خیر و برکت کی علامت۔ تم میری مرشد ہو' بیوی ہو۔ صرف منگیتر نہیں' بیاہتا ہو۔ یہ ہے سخت دھوپ سے محفوظ رکھنے والی سورج کی انگوٹھی مانک'۔

میں ان کے سینے میں سر چھپالینا چاہتی تھی لیکن انہوں نے اپنے بازو اس طرح ڈھیلے کر لئے تھے جیسے ان کی رگوں میں لہو نہیں کشمیری برف کی تہوں کے اندر بہنے والی سرسوتی کا ٹھنڈا یخ پانی دوڑ رہا ہو۔

سرسوتی ندی کا نام سنا ہے تم نے؟ اسے دیکھا ہے شیلا؟ ودیا نے پوچھا۔

مجھے اس سوال سے اس قدر حیرت ہوئی کہ تراٹک کے ذریعے ان کی آنکھوں سے گذر کر ان کے شعور میں اتر گئی۔ کیا ودیا بھی میری طرح قوت ارادی کو صرف پڑھنے والا نہیں بلکہ برہنہ صورت میں براہ راست دیکھ لینے والا جوگی ہے۔

گھبراؤ نہیں شیلا۔ میرے بغیر تم ادھوری ہو اور تمہارے بغیر میں جامد۔

——— ناؤ چل رہی تھی۔ ماں ماضی میں غوطے لگا رہی تھیں۔

"تم مجھے واسُو دیو کرشن کے سامنے جھکا ہوا دیکھنا چاہتی ہو۔ تمہارا کہنا ہے کہ ان کی پناہ حاصل کئے بغیر کسی ذی روح کی نجات نہیں ہوتی۔ ان کی عنایت سے ہی برجا کے پار (واقع ان کے) الوہی مکان میں داخل ہونا ممکن ہوتا ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے۔ تمہاری رگوں میں دوڑنے والے لہو میں رواں ایک سچائی ہے لیکن ودیا دھر نے اس بات سے بھی کبھی انکار نہیں کیا کہ شودر اور دوغلی نسل والے انسانوں یہاں تک کہ چانڈال' کتے' کوّے ہاتھی اور کسی بھی ذی روح میں ایک ہی آفاقی عنصر موجود ہے۔ اور وہ ہے اس خالق حقیقی کا نور۔"

"تمہارے اس عقیدے کو دیکھ سن کر میں ایک بات پوچھتی ہوں ودیا۔ کٹھو پنشد کے اس

منتر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس جسم میں ایک (شخص) اپنے اعمال کی سزا و جزا حاصل کرتا ہے جبکہ دوسرا اس سزا یا جزا کو دلواتا ہے۔ دونوں ہی قلب و ذہن کی وسعتوں میں واقع ہیں۔ ان میں سے ایک یعنی ذی روح دنیاوی ہے اور دوسرا یعنی اس کا خالق اُلوہی اور آفاقی۔ اس لئے راہب اور گرہست دونوں ہی اسے سایے اور دھوپ کی طرح نادر الوجود قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ صاف صاف اعلان نہیں ہے کہ خالق و مخلوق دو علیحدہ اکائیاں ہیں۔ آگے چلو۔ منڈک اُپنشد کا وہ منتر تو تم نے سنا ہی ہوگا جس میں کہا گیا ہے کہ سچے اور سکھا دونوں پرندے ایک ہی درخت پر بسیرا لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو پھل کھاتا ہے اور دوسرا کھاتا نہیں، صرف دیکھتا رہتا ہے۔ اس سے زیادہ واضح اعلان اور کہاں ملے گا، جو دوئی کی حمایت کرتا ہو۔"

ودیا دھر چُپ ہو گئے۔ لمحے بھر کو وہ شیلا کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔ "میں تمہارا دل نہیں دُکھانا چاہتا دیوی! کیا وحدت الوجود میں یقین رکھنے والے ان منتروں کو نہیں جانتے؟ جانتے ہیں شیلا لیکن وہ دوئی کی بکواس نہیں کرتے۔ وہ صحیفوں میں یقین رکھتے ہیں۔ استاد کے قدموں میں بیٹھ کر روحانی معاملات پر غور بھی کرتے ہیں۔ دوئی کا فلسفہ محض دھوکا ہے۔ وہ عبد اور معبود، خالق و مخلوق کو دو علیحدہ اکائیاں نہیں مانتے۔ اس تفریق کو فریب مان کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ذہن کی پاکیزگی کے لئے جوگ کا راستہ اختیار کرتے ہیں، معبود تک پہونچنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ فرق صرف ایک ہے اور غالباً بہت بڑا ہے۔ وہ یہ کہ دوئی کا گورکھ دھندا مقبول عام لیکن گمراہ کرنے والا ہے جب کہ وحدت الوجود فطری سچائی ہے۔"

شیلا ماں جب بھی ودیا دھر کے بارے میں سوچتی ہیں ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، گلا بھر آتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ایک بے مثال فوجی ہی نہیں تھا، شنکر اچاریہ کے باقی ماندہ کام کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھانے والا ان کا روحانی بیٹا، وقت سے آگے چلنے والا اور کسی پنڈت جیسا برتاؤ کرنے والا سنیاسی بھی تھا۔

اس کے گلے میں رُودر اکش اور پیشانی پر بھسم کا تلک دیکھ کر میں طنز سے ہنستے ہوئے کہتی۔ کیوں، شنکر کے روحانی بیٹے، جب تم ذرّے ذرّے میں خالق کا ظہور دیکھنے

والے سنیاسی ہو تو یہ رُود راکش کیوں، یہ بھسم کیوں ؟
وہ کسی بچے کی طرح کھلکھلا کر ہنستا۔ شیلا میں نے کئی بار سوچا کہ اس رُود راکش کو نکال کر پھینک دوں لیکن یہ مشکل نہیں پاتا۔ کاشی جب میری سلطنت میں شامل ہوا تو میں چوری چھپے نہیں بلکہ سب کے سامنے کنوارا اور بھادروں میں کاشی آ کر رہتا۔ ویسے رنجک میرے خاموش مددگار کی طرح میری پرچھائیں بن کر چلتے لیکن مجھے نہ ذاتی محافظ کی ضرورت تھی نہ بھیس بدلنے کی۔ ایک دن شاید جنم اشٹمی تھی۔ میتو دری میں نہا کر جگمگاتے سورج پر پانی چڑھا کر آیا ہی تھا کہ سنیاسی کے بھیس میں ایک شخص کو کھڑا پایا۔

" قصور معاف کریں راجن۔ وہ بولے۔ مجھے اتنا بے صبر نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن آج کی مبارک ساعت گذر نہ جائے اس لئے درخواست کرنے آیا ہوں کہ آپ میرے محبوب دیوتا نندیشور کا درشن کریں۔"

جو حکم آریہ۔ آپ چلیں۔ گیلے کپڑے دھو کر ابھی آتا ہوں۔
انہیں چھوڑیے راجن۔ میرا ملازم لے آئے گا۔ انہوں نے کسی اجنبی زبان میں ملازم سے کچھ کہا اور مندر کی طرف چل پڑے۔

آریہ، آپ جس زبان میں ملازم سے گفتگو کر رہے تھے اس کا نام کیا ہے ؟
وہ مسکرائے۔ راجن۔ میں نے ملک کے پورے شمالی حصے کا سفر کیا ہے اور یہ ملازم ہمیشہ میرے ساتھ سایے کی طرح لگا رہا ہے لیکن کسی مٹھ کے سربراہ، صوبے کے حاکم، پروہت یہاں تک کہ پنڈے اور گھاٹیے تک نے یہ نہیں جاننا چاہا کہ نندیشور مندر میں بھگوان شو کی پوجا کرنے والا برہمن کون ہے۔ ہندوستان کے کس حصے میں پیدا ہوا، کہاں سے آیا اور اس کی مادری زبان کیا ہے۔ جب تک سنسکرت زندہ ہے کوئی پریشانی نہیں لیکن آج سے ہزار برس بعد جب عوام سنسکرت کو بھلا دیں گے تو وہ کون سی زبان ہوگی جو مٹھ کے سربراہ سے لے کر بھنڈاری تک، راجہ سے لیکر چانڈال تک، دیوتا سے لے کر پتھروں تک، جاگیردار سے لے کر رعایا تک اور زمینداروں سے لیکر کسانوں تک ایک دوسرے سے گفتگو کرنے کو بے چین لوگوں کا سہارا بنے گی ؟ راجن ! میں اس بات کو یہیں ادھورا چھوڑ رہا ہوں۔ آپ سیدھے

مندر کے مرکزی حصے میں چلئے۔

وہاں انہوں نے آسن دیا اور خود دوسرا آسن بچھا کر بیٹھ گئے۔ پوجا کا سارا سامان اکٹھا کر لیا تھا۔

رُودرابھیشیک[1] کرائیں گے نہ آریہ؟ میں نے نرمی سے پوچھا۔

"ہے تو رُودرابھیشیک ہی لیکن ذرا مختلف طرز کا۔ یہ بڑا ہی خفیہ علم ہے جو بزرگوں کے وقت سے سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے۔ پاشوپت[2] رِتُو دھوج آج پہلی بار کسی فرد یا خاندان کے لئے نہیں بلکہ پورے بھارت کے لئے اس کا استعمال کر رہا ہے۔ سمبت 1097 میں ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا جس سے آپ کا عالی نسب خاندان اور حکومت دونوں کمزور ہو جائیں گے اور زوال کی طرف مائل ہوں گے۔ اس وقت بھی رِتُو دھوج آپ کے پاس پہونچے گا اور اپنی بساط کے مطابق کوشش کرے گا کہ آپ کا 'بھارت کے مرکزی حصے میں راج کرنے والا خاندان برقرار رہ جائے۔ آج کرشن جنم اشٹمی ہے۔ میں آپ سے ذرا مختلف سمت میں چلنے کی گذارش کر رہا ہوں۔"

"بولیں محترم۔"

راجن۔ اس نیم دائرے کو قریب سے دیکھئے۔ نیچے عظیم نندلیشور کا جیوتر لنگ اور اس سے کچھ اوپر سونے کے دیوٹ پر رکھی ہوئی ایک مورتی ہے۔

وہ کیا ہے آریہ؟ میں نے رتو دھوج سے پوچھا۔

یہ کرشن کی بہن نندجا، یشودا کی بیٹی جوگ مایا کی مورتی ہے راجن۔

میں نے ذرا ناراضگی کے ساتھ کہا۔ کیا اسے ویدوں کی حمایت حاصل ہے؟

'آریہ رتُو دھوج مسکراتے رہے۔ یہ اصطلاح 'ویدوں کی حمایت' غلط راستے پر چلنے والوں کی ڈھال بن گئی ہے۔ تنتر کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ فلسفہ اس پر پردہ ڈالتا چلا جا رہا ہے؛

---

[1] شیو کی پوجا

[2] مندر کے سربراہ

'آپ وضاحت کریں محترم۔ کہاں لکھا گیا ہے کہ یشودا کی بیٹی نندجا کو شو کے ساتھ جوڑنا ویدوں سے ثابت نہ سہی مروج ہی سمجھ لیا جائے۔ مجھے جب تک اس کا ثبوت نہیں ملتا یا اس سلسلے میں جب تک رشیوں کی رائے میرے علم میں نہیں آتی میں آپ سے پوجا کرانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔'

'ودیا دھر میں شیو عقیدے کے کشمیری صحیفوں کے فلسفے کا پیروکار ہوں۔ اس کے مطابق شو ہی پرماتما ہیں۔ وہ ہر ذی روح کے اندر موجود ہیں۔ پرماتما اور آتما کے درمیان کُل اور جز کا تعلق موجود ہے۔ میں سومانند، اُتپل اور ابھینو گُرو کے سلسلے سے وابستہ ہوں۔ اگر خود کو سدھ کہوں تو تم اور بھی ناراض ہو گے۔ لیکن کیا تم جانتے ہو کہ شکتی[1] سے الگ رہنے والا شو شَو یعنی بے جان ہوتا ہے۔ وہ خفتہ برہم ہو سکتا ہے لیکن ایک چکرورتی کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتا۔'

میرا ذہن پس و پیش میں پڑ گیا۔

رتو دھوج ہنسے۔ 'آپ اشٹ بھجا کو درگا کہئے یا ازلی قوت۔ وہ شو کی زوجہ کی صورت میں کیوں جانی جاتی ہے؟ کیا آپ کی خاندانی دیوی میہر کی شاردا اور وندھیاچل کی اشٹ بھجا درگا یا مہاسرسوتی کی صورت میں شو کی سحرہ طاقتیں نہیں مانی جاتیں؟ میں پھر کہہ رہا ہوں راجن کیا شو ان کے شوہر کی صورت میں نہیں پوجے جاتے؟ وقت آنے پر آپ کے شکوک و شبہات اپنے آپ دور ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں آپ ضدی ہیں اور وحدت الوجود کے عقیدے پر ایمان لانے کے لئے آپ کو ایک ایسی تنتری قوت کی ضرورت ہے جو آپ کے اندر کی ریاضت کو عوام کے لئے قابلِ قبول اور قابلِ عمل بنا سکے۔'

'وہ کیا ہے؟'

'وہ آپ کا نصف حصہ، نوَدیپ میں پیدا ہونے والی برہمن زادی شیل بھدرا نام کی ایک دوشیزہ ہے۔'

'شیل بھدرا؟'

---

[1] قوت اور توانائی کی دیوی۔ شو کی زوجہ

'آپ دیر نہ کریں راجن۔ آپ کے شک وشبہ کا ازالہ ہوتا رہے گا۔ اگر آپ میرے چہرے پر ابھری ہوئی لکیروں کو پڑھ سکیں تو لمحے بھر میں پڑھ لیجئے' اور پوجا کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ اسی لمحے میں کر ڈالئے۔ آپ کا زائچہ میرے پاس ہے۔ پانچویں خانے میں مشتری اور قمر اور چھٹے میں زحل اب تیس سال بعد ہی آئیں گے۔'

'میں ہار گیا شیلا۔ وِدّیادھر دیو لاتعلقی کے ساتھ بولے۔ بہت دنوں سے' لگ بھگ اپنی راج رانی پربتی بھدرا کی موت سے لے کر پچھلے سال کی جنم اشٹمی تک جب ریتو دھوج نے مجھ سے پوجا کرائی' میں سوچتا رہا کہ اردھ ناریشور شو اور گلے میں کھوپڑیوں کی مالا' سفید سانپوں کا جنیؤ اور ہاتھی کی خون آلود کھال زیب تن کرنے والے رشو میں کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔ میرے جی کو چین نہیں تھا۔ تم جب طنزیہ لہجے میں مجھے شنکراچاریہ کا ذہنی بیٹا کہتی تھیں تو میرے اندر کا غرور کہتا تھا کہ اس لڑکی کی انا کو لات مار دے۔'

'تجھے پرم شو کے ذریعے طے کئے گئے کام کو پورا کرنا ہے۔ اس وابستگی سے کنارہ کر کے اگر ساری زندگی ریگستان میں گذارنی پڑے تو بھی اس سراب کو توڑ دے۔ یہ سارا گورکھ دھندا دنیا داری بندھنوں کا جال ہے۔'

'میرے ایک دوست نے جن کا تعلق پانڈیہ دیس سے تھا' میرے پاس تاڑ کے پتوں پر لکھی ایک کتاب بھیجی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے سانڈنی سوار کے ذریعے وہ کتاب میرے پاس بھجوائی۔ یہ انہیں گروداپور کے کسی آچاریہ سے ملی تھی۔ میں نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پڑھنے کا جی نہیں چاہا۔ بستے میں لپیٹ کر رکھ دی۔'

کاشی سے کیھورا ہو لوٹ آیا۔ کرشن کی بہن جوگ مایا کا جال میرے گرد کستا جا رہا تھا۔ میں نے سوچا شاید پران کچھ بتائے۔ مجھے بھاگوت پران کا دسواں حصہ سب سے اچھا لگا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ دسویں حصے کے دوسرے باب میں ہی بھگوان شری کرشن نے جوگ مایا سے کہا تم سب کی مرادیں بر لاؤ گی۔ تم نند کی بیوی یشودا کے بطن سے پیدا ہو گی۔ درگا' بھدر کالی' وجیہ' ویشنوی' کمدا' چنڈیکا' کرشنا' مادھوی' کنیکا' مایا' نارائنی' ایشانی' شاردا' امبیکا وغیرہ سب تمہارے نام ہوں گے۔

میں بلا وجہ ہی ریتو دھوج سے جھگڑ رہا تھا۔ یہ ازلی و ابدی قوت تو سارے عالم میں نہ جانے کتنے ناموں کو اختیار کرتی، اپنے بچوں کے سر پر خیر کا ہاتھ رکھتی چلی آرہی ہے کتنا وسیع ہے اس کا دائرہ۔ ہم ہیں کہ اپنی محدود عقل میں باندھ کر اسے نندنی بنا دیتے ہیں۔ رُودر سے کیا تعلق ہے؟ کرشن اور رُودر میں کون بڑا ہے، یہ سب وسوسے ہیں۔ اسدن میرے اندر قلب کی گہرائیوں میں ایک آواز اُٹھی۔ میں نے شیل کو کتنا رُلایا ہے! اپنی حرکتوں کے لئے خود کو مجرم گردان کر روتا رہا لیکن شیل کو کچھ نہیں لکھا۔

اسی سال بسنت کے نو راتروں میں ماتا کے درشن کے لئے وندھیا چل گیا۔ میرے چاروں طرف محافظ سپہ سالار، آماتیہ، گھوڑ سوار اور ملازم بھیڑ لگائے ہوئے تھے لیکن میں نے سب کو اشٹ بھجا پہاڑی کے نیچے روک دیا۔ میں نے کہا جب تک پوجا پوری نہ ہو جائے تب تک کسی کو مندر کے آنگن میں نہ آنے دیا جائے۔

بڑی یکسوئی کے ساتھ پوجا ختم کر کے مراقبے کے لئے بیٹھ گیا۔ ہو سکتا ہے تمہیں یقین نہ آئے لیکن میں نے کہیں اپنی روح کی گہرائیوں میں یہ آواز سنی — پاریجات ناکافی ہے مجھے مُنی پشپ چاہئے، سدھ پشپ چاہیئے۔ تیری عبادت ادھوری ہے۔ جب تک تو شری ودیا کو نہیں جانتا بھگوان کرشن کے شعور، ان کی شخصیت کی لازمی جز اشٹ بھجا کو بھی نہیں جان سکتا۔

میں سیڑھیاں پھلانگتا آشفتہ ذہن کے ساتھ واپس آگیا۔ میرے آماتیہ شوناگ نے مجھے دیکھتے ہی کہا، راجن، آپ فکر نہ کریں۔ وہ ماں ہیں۔ انتہائی شفیق دیوی ہیں۔ کب تک دھتکاریں گی۔ ایک نہ ایک دن آپ کی عقیدت کو قبول کرنا ہی ہوگا۔

میں نے شونا گ کو الگ بلایا اور پوری بات بتا دی۔ ان سے زیادہ بزرگ وہاں کوئی تھا بھی نہیں۔ مہی پال کو میں آریہ شوناگ کا ہی تبرک سمجھتا تھا۔ جب شوناگ ہار گئے تو کون بتائے گا کہ سدھ پشپ مُنی پشپ کیا ہے۔

"آماتیہ کیا آپ جانتے ہیں کہ سدھ پشپ کیا ہے؟ مُنی پشپ کیا ہے؟"

"نہیں راجن۔ لیکن جیسے بھی ہوگا جاننے کی کوشش کروں گا؟"

میں ان کی باتوں سے مطمئن نہیں ہو سکا۔ یہ آسمانی توہین میرے دل میں کسکتی رہی۔

میں نے کشمیر میں تعینات اپنے خصوصی جاسوس کو بلایا۔ کشمیر شری ودیا کا مرکز کہا جاتا ہے۔ اس کو جاننے والے سدھ کو جیسے بھی ہو کھجورا ہو لے آؤ۔ اگر وہ سفر کو برداشت کرنے لائق نہ ہوں تو پھر یہ بتاؤ کہ میں کشمیر کیسے پہونچ سکتا ہوں۔ میں صرف تین ہفتے اور انتظار کروں گا۔

میں نے کاشی چھوڑ دیا۔ کیدار لیشور مندر کے کنارے بنا سون بھدر بھون خالی ہوگیا۔ میں نے پتہ لگایا کہ آریہ رتو دھوج ہیں یا نہیں۔ سون بھدر کے ناظم وشواس بندیلا نے نندلیشور جاکران کے بیٹے ورش دھوج سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ والد تو کنوار کے مہینے کے بعد اُدھانڈ کی کٹیا میں چلے جاتے ہیں۔ دو دن ہوئے کہ وہ جا چکے ہیں۔“

یہ پارہ پارہ یادیں مجھے باندھ کیوں رہی ہیں؟ کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی؟ کیا کاشی میں پناہ لینے کی خواہش ہی غلط تھی؟ کیا میں اس بلند مقام سے گرا دی گئی ہوں جس کے حاصل ہونے کا اعلان کیشو آنند نے کیا تھا؟ میرا ذہن بے قرار تھا۔

34

سکھو ملاح کئی ماہ سے بیمار تھا۔ اسے کھانسی آتی اور وہ کھانستے کھانستے گر جاتا۔ کبھی چوکی پر، کبھی گنگا کی لہروں پر بہتی ناؤ پر۔ کھانسی کے ساتھ ہی اس کے سارے جسم میں جھنجھوڑ دینے والی لرزش بھی ہوتی تھی۔ اس نے کئی ویدوں کو دکھایا لیکن سب کی تشخیص الگ الگ رہی۔ کسی نے کہا کھانسی کی وجہ سے پھیپھڑے کمزور ہو گئے ہیں کسی نے کہا یہ آسمانی قہر ہے۔ کسی نے چڑیل کا سایہ بتایا۔ ایک دن اپنی کیدار لیشور میں بنی جھونپڑی میں بیٹھا کھانستے کھانستے بے دم ہوگیا۔ اس کی بیوی سہاگن دوڑتی ہوئی شری ماں کی کٹیا تک پہونچی۔

”مائی۔ مائی۔“

”کون ہے بابا؟ ابھی آئی۔“

شری ماں کٹیا کا دروازہ کھول کر باہر نکلیں۔ اس وقت ان کی عمر یہی کوئی بیس سال رہی ہوگی۔ گورا رنگ ... کی سفید ساڑی، سفید کرتی اوپر سفید چادر۔ انہوں نے

اپنے لانبے بال جھٹک کر پشت پر پھینکے اور کہا "آجا" ماتا۔ گھر تیرا ہے، پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ سہاگن کٹیا میں چلی آئی۔ ماں نے کونے میں پڑی چٹائی کو بچھا کر کہا پیاس لگی ہے ماتا۔ اس دوپہر میں میں تجھے کیسے یاد آ گئی۔

"میری ماتا تو تو ہے۔ میں خود کو تیری ماں بنا کر پانی نہیں پیوں گی۔ میں نے تجھے نہ جانے کتنی بار گنگا میں نہانے کے لئے کیدار یشور کی سیڑھیوں سے اترتے دیکھا ہے۔ مجھے ہر بار یہی لگا کہ سامنے سے پاروتی جا رہی ہیں۔ یہ میرا وہم نہیں سچ ہے۔ تم مجھے خبطی، دیوانی جو بھی کہو لیکن تم مجھے اس زمین کی بیٹی نہیں لگتیں۔ تمہارے اندر سخت سے سخت ریاضت کو نباہنے کی قوت ہے۔ لگتا ہے تم جوگیوں کے خاندان کی لڑکی ہو۔"

شری ماں مسکرانے لگیں۔ ماں میں پاروتی نہیں ایک غریب برہمن کی لڑکی ہوں۔ بول تیری کیا خدمت کر سکتی ہوں؟

"میرا شوہر جس کی عمر کوئی پچیس سال ہو گی کھانستے کھانستے بے دم ہو جاتا ہے۔ میرے دو بچے ہیں۔ اگر ان کو کچھ ہو گیا تو میں دو دو معصوم بچوں کو لے کر کہاں جاؤں گی۔"

"تمہارا نام کیا ہے ماں؟"

"سہاگن۔"

شری ماں ایک لمحے کو خاموش ہو گئیں۔ ان کی لانبی لانبی پلکوں نے کنول کے پھول جیسی بڑی بڑی آنکھوں کو ڈھک لیا۔

"جاؤ اسے لے آؤ۔"

گھڑی بھر بعد سہاگن اپنے شوہر سکھو کے ساتھ کٹیا کے دروازے پر آئی۔ سچ مچ سکھو تو دکھو نظر آ رہا تھا۔ ماں نے اسے سیتل پاٹی پر بیٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ زمین پر ہی بیٹھ گیا۔

بابا۔ شری ماں نے مسکراتے ہوئے کہا نہ میں وید ہوں نہ دوا علاج جانتی ہوں۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ تمہارے پھیپھڑے بچے یا سڑ گئے۔ تمہیں کبھی خون کی قے تو نہیں ہوئی؟

نہیں بہن۔

"یہ ایک جڑی ہے۔ جیتا لستا کا نام سنا ہے ؟"

"نہیں بہن۔"

"تم نے گرچ یا گلو کا نام سنا ہے بھیا ؟ یہ ایک ذرا موٹی بیل ہوتی ہے جسے تم بھد ربن میں بھی تلاش کر سکتے ہو۔"

"مل جائے گی دیدی۔ سہاگن بولی۔ ہم گرچ جانتے ہیں۔"

"تو اس جڑی کو پیس کر، گرچ کے ساتھ کاڑھا بنا کر صبح و شام پینا پڑے گا۔"

"میں ہیوتی ہوں بہن۔ مجھے دیکھ کر لگتا ہے کہ میں خود ملاح نہیں بلکہ کسی بڑے خاندان کا فرد ہوں۔ میرے اندر آج زندہ رہنے کی للک بڑھ گئی۔ تیری دعائیں چاہئیں بہن۔ میں بالکل ٹھیک ہو کر تمہارے پاس آؤں گا۔"

ملاح میاں بیوی اُٹھے اور کٹیا کے باہر چلے گئے۔

شری ماں سوچنے لگیں کہ نو دیپ[1] کے مشہور شارح آریہ وشنو گپت بندو پادھیائے کی بیٹی کو گھر چھوڑنے پر کیوں مجبور کیا گیا۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کے والد میں سنجیدگی نہیں بلکہ جھوٹی انا کی زیادتی تھی۔ وہ اپنی بیوی یعنی شیلا کی ماں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی اس قدر جلی کٹی سناتے تھے کہ توہین اور اذیت کے شدید احساس سے وہ اکثر رو پڑتی تھیں۔ ہزاروں سال سے چلی آ رہی روایت کے مطابق بیٹی بیٹی نہیں 'دوہتا' رہی ہے یعنی گائے کا دودھ دوہنے والی ملازمہ۔ اس سے زیادہ کی خواہش رکھنے والی کو خاندان کا نام ڈبونے والی سرکش اولاد سمجھا جاتا تھا۔ ایسی اولاد جو ساری بندشیں توڑ کر شتر بے مہار بن گئی ہو۔ ذاتی ملکیت کے طور پر اسے باپ کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا تھا۔ سسرال میں جو کچھ ملے وہی اس کا حق ہوتا تھا۔ ایک تو تنگ خاندان اوپر سے سسرال سے بھی نکال دی گئی۔ اب بھلا ایسی لڑکی کہاں جائے ؟ ایک دن گھریلو جھگڑوں سے تنگ آ کر شری ماں نے تعلقات کے کچے دھاگوں کو توڑ دیا۔ اب وہ نہ کسی معزز آچاریہ خاندان بیٹی رہیں نہ اپنی دولت اور شہرت کے بوجھ کو سر پر لاد کر چلنے والے محترم سسر کی بہو۔ 'مجھے بردابن کے علاوہ کہیں پناہ نہیں ملے گی' انہوں نے اپنے دل کو سمجھایا۔ دو ساڑیوں اور دو سوتی چادروں کی گٹھری بنا کر ناؤ میں بیٹھ کر نو دیپ سے بنارس کی طرف چل پڑیں۔

---

[1] نادیا۔ بنگال

انہوں نے ملاح سے پوچھا۔ "بھیا کیا تم نے برندابن کا نام سنا ہے؟ کیا تم مجھ بدنصیب کو سری کرشن کی پناہ میں چھوڑ آؤ گے؟"

"بہن۔ گنگا میں بیٹھ کر جھوٹ نہیں بولوں گا۔ تو کسی اچھے مشہور خاندان کی بیٹی اور معزز سسر کی بہو معلوم ہوتی ہے۔ تو کس لئے برندابن جانا چاہتی ہے؟"

"مشہور اور معزز سسر کو بہنگی میں بٹھائیے، شروَن کمار کی طرح کندھوں پر لائیے لادے کب تک چلوں گی؟ جن کے یہاں ایک مٹھی چاول کی طلب کو بھی بھیک مانا جاتا ہے ان اونچے لوگوں سے کرشن کی ایک مورتی مانگنے کی ہمت کہاں سے پیدا کروں؟ اگر مورتی مل بھی جائے تو اس سے میری ذہنی اذیت میں اضافہ ہی ہوگا۔ کیوں کہ مورتی کے لئے 'عود' اگر، 'چراغ' 'چڑھاوا' سبھی کچھ چاہیئے۔ میں اپنی بے عزتی برداشت کرکے رہ لوں گی لیکن اپنے دیوتا کی توہین نہیں سہہ سکوں گی۔"

"کیا تیرے شوہر نے بھی ٹھکرا دیا ہے؟"

وہاں ایک بھی رات رہتے ہی ساس سسر کے پیر چھو کر گرہستی کے کاموں میں جٹ جانا پڑتا تھا۔ اس سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا لیکن اس شوہر کو کیسے سنبھال پاتی جو سہاگ رات کو شراب پی کر آیا اور میری پیٹھ پر مار مار کر بدھیاں ڈال دیں۔ تم پوچھو گے بھیا کہ میرا قصور کیا تھا تو سنو۔ میں انتظار کر کر کے تھک گئی تھی۔ پھولوں اور جھالروں سے سجے نرم بستر پر تھوڑی دیر لیٹی تو میری آنکھ لگ گئی۔ وہ شرابی آدھی رات کے بعد لگ بھگ صبح کا تارا طلوع ہونے کے وقت اپنی بیاہتا کی سیج پر آیا اور کونے میں رکھی چھڑی اٹھا کر اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ تجھے اپنی صورت شکل پر ناز ہے نہ۔ پہلے آج میں تیرا غرور ہمیشہ کے لئے چکنا چور کر دیتا ہوں۔ اس نے میری گردن سے نیچے، سینے پر گندھک کے تیزاب کی پوری شیشی انڈیل دی۔ اپنی بیس سالہ زندگی میں ایسی اذیت میں نے کبھی نہیں جھیلی تھی۔ لگتا تھا ہنسلی کی ہڈی کے نیچے سے لے کر سینے تک دہکتے ہوئے انگارے رکھ دیے گئے ہیں۔ جہاں جہاں تیزاب پڑا تھا وہاں برص کے داغ جیسے نشان ابھر آئے۔ گردن کے نیچے میں ہمیشہ کے لئے بدصورت ہوگئی۔ اگر گردن تک اونچی کرتی

ؔ ایک نہایت فرمانبردار بیٹا جو نابینا والدین کو بہنگی میں ڈال کر کندھوں پر اٹھا کر تیرتھ کے لئے لے گیا تھا۔

نہ پہنوں تو لوگ مجھے کوڑھی سمجھیں۔

"تو سمجھتی ہے کہ دشنو گپت شارح کی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھے بیٹھ کر پڑھائے گی؟" میرا شوہر، میری قسمت کا فیصلہ کرنے والا بولا۔ "تو کتنی برہمن ہے اور تیری حقیقت کیا ہے میں سب جانتا ہوں۔ کل رات تو نہیں گئی تو بدمعاشوں کو پیسہ دے کر تجھے قتل کرادوں گا۔ میں تجھ سے نہیں بلکہ مالتی نام کی طوائف سے پیار کرتا ہوں۔ وہی میری محبوبہ ہے اور اسی نے یہ تیزاب کی شیشی دی تھی۔"

"باہر کی جلن کم تھی لیکن دل میں جو شعلے اٹھ رہے تھے ان کی تکلیف زیادہ تھی۔ مجھے یہاں سے دور کرو بھیا۔ مجھے اپنا راستہ خود طے کرنا ہے۔"

"تُو تو بڑی غم زدہ ہے بہن۔ مجھے تیرے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔ لیکن میں شودر کہلانے والا ملاح ہوں۔ تجھے لوگ میرے ساتھ دیکھیں گے تو نہ جانے کیا کہیں گے۔"

"کسی کے کہنے سننے سے ڈر کر میں خودکشی جیسا گناہ نہیں کروں گی۔ اب تو واسُودیو کرشن کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اگر تمہیں ڈر لگ رہا ہو بھیا تو یہیں کنارے کے پاس ناؤ اتار دو میں چلتے چلتے کوئی راستہ پا ہی لوں گی۔"

"میرے ڈرنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے بہن۔ میں تو تیری عزت بچانے کے لئے یہ سب کہہ رہا تھا۔ تُو نے برہمن ہو کر ایک شودر کو بھائی کہا ہے تو وہ تا زندگی تیری حفاظت کرے گا۔"

"اور میں تا زندگی تمہاری احسان مند رہوں گی بھیا۔ تم نے مجھے زندگی بخشی ہے میں تمہارے ہر دُکھ سُکھ میں تمہارا ساتھ دوں گی۔"

ناؤ کاشی کے کیدار ایشور گھاٹ پر رہنے والے ملاحوں کے مکھیا رام چندر کی تھی۔ رام چندر اپنے گھر پہونچا۔ اس کی بیوی باہر آئی۔ اس نے گڑ اور لونگ ملے پانی سے بھرے مٹی کے برتن کو ان لوگوں کے سامنے زمین پر گرایا۔ شاید گل دیوتا کی پوجا کا یہ شہری طریقہ تھا۔

"بھابھی دیدی۔ میں نے کہا۔ آپ کے شوہر نے میری جو مدد کی ہے اس کا قرض تو کبھی نہیں چکا سکوں گی۔ آپ مجھے صرف ایک دن کے لئے مہمان مان لیں۔ میں پرسوں کوئی نہ کوئی دھرم شالہ ڈھونڈ کر چلی جاؤں گی۔"

"تو کیوں چلی جائے گی نندا؟ کیا تجھے معلوم ہو گیا کہ یہ شودر کا گھر ہے؟ تو برہمن ہے یا چھتری اور ہم شودر ہیں۔"

"ذرا ایک سکورے میں پانی لاؤ دیدی ماں۔"

وہ کچھ سمجھ نہیں پائی۔ پانی بھر کر اس نے برتن اٹھایا اور میرے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ میں نے برتن مونہہ سے لگایا اور پانی پی گئی۔

"کیوں بھابھی دیدی۔ اب بھی آپ کے دل میں شک ہے کہ میں برہمن اور شودر میں فرق کرتی ہوں؟ بھابھی، شودر تو ہم ہیں جو اتنے ڈھکوسلوں میں یقین رکھتے ہیں اور ان سے اپنا جسم سجاتے ہیں۔ حالانکہ جسم کو پاک و صاف رکھنے کے لئے جو کھٹراگ ہم کرتے ہیں اسکے لئے ضروری سامان لانے کا کام شودر ہی کرتے ہیں۔ دودھ لانے والا گوالا، غسل کرانے والا نائی، بالوں میں خوشبو بسانے والی مشاطہ، ہار لانے والا مالی، گیہوں اور چنے کو پیسنے والی شودر لڑکیاں، ناؤ سے گنگا کے گھاٹ دکھانے والے ملاح لڑکے، مندروں کے باہر کی گندگی سمیٹنے والا مہتر، برتن دھونے والی ملازمہ۔ سب تو شودر ہی ہیں بھابھی۔ کاش! تم ان نام نہاد اونچی ذات والوں کو چھوڑ کر ان سے ناطہ جوڑ سکتے تو ایک نئے عہد کا روشن سویرا ہوتا۔"

"تیرا نام کیا ہے رے نندا؟"

"میں تیری شیلا ہوں۔" وہ ہنستے ہنستے مجھ سے لپٹ گئی۔ جھٹکے کی وجہ سے کُرتی گردن سے کچھ نیچے سرک گئی۔ "یہ کیا ہے نندا؟ تجھے کیا کوڑھ ہو گیا ہے؟"

"نہیں بھابھی۔ یہ وہ تحفہ ہے جو میرے شوہر نے اپنی پیاری دلہن کو سہاگ رات کی نشانی کے طور پر دیا ہے۔ تو بھائی سے ساری کہانی سن لینا۔ میں تو دسنانے لگتی ہوں تو جی چاہتا ہے کہ لوہے کی سلاخ چھاتی میں اتار لوں۔ میں نے بھائی سے بتایا تو انہوں نے مجھ سے ایک وعدہ لیا۔ میں نے جواب میں کہا بھیا بولو میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری بات مانوں گی۔"

انہوں نے کہا۔ تم یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی اور گردن تک اونچے گلے والی کُرتی پہنو گی۔ میرے بھیا نے قول مانگ کر میرا امتحان نہیں لیا تھا بلکہ میری ہی عزت کو بچائے رکھنے کا عہد کروایا تھا۔"

"نندا تو مچھلی کھاتی ہے یا نہیں ؟"

"بنگالن ہوں بھابھی۔ مچھلی سے کیسی گھن ؟"

"میں اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ شاید ویشنو ہونے کے سبب تو نے یہ سب چھوڑ نہ دیا ہو۔"

"بھابھی۔ عبادت اور ریاضت روح کی ضرورت ہے اور کھانا پانی جسم کی ضرورت۔ ضروری نہیں کہ کھانے کو عبادت کے ساتھ جوڑا جائے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یوروپ کے باشندے جن کی اتنی عظیم الشان تہذیب ہے۔ مورتیاں، گرجا گھر، بڑے بڑے جہاز، ملکوں ملکوں گھومنے کی بے مثال ہمت ہے، وہ کیا ہم سے کسی طرح کم ہیں ؟ وہ زیادہ تر گوشت خور ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے یہ گوشت خور پیروکار کیا روحانی بلندیوں میں کسی سے کم ہیں ؟ نہیں بھابھی۔ ہم جب انہیں ملیچھ کہتے ہیں تو اپنے پارہ پارہ سماج کی کمزوری کو چھپانے کے لئے جسم کے مصنوعی سنسکاروں کی وضاحت کرتے اور ان کی غذا کو ملیچھوں کی غذا کہہ کر اس میں بلا وجہ کیڑے نکالتے ہیں۔"

"اچھا اب کچھ آرام کرلو۔ میں کھانا پکا رہی ہوں۔ کھا کر سونا ہے نہ ؟"

نندا ہنسی۔ شیلا ہنسی۔ شیل بھدر ا ہنسی۔

کیدار ایشور کے گنگا گھاٹ پر صبح صبح غسل کے لئے پچاسوں لوگ آتے تھے۔ شیلا بھی روزانہ صبح سویرے نہانے کے لئے جایا کرتی تھی۔ نہا کر وہ بھدر بن اپنی کٹیا میں آجاتی تھی۔ کٹیا کے دو حصے تھے۔ جو مٹی کی دیوار اٹھا کر الگ کر دیے گئے تھے۔ سامنے والا حصہ خاصا لانبا چوڑا تھا اور دوسرا کچھ چھوٹا۔ یہ پیچھے والی چھوٹی کٹیا شیلا کا پوجا گھر تھی۔ اس کی دیوار میں محراب کی صورت کا بڑا سا طاق تھا جسے پسے ہوئے چاولوں، ہلدی، زعفران اور گیرو کے لیپ سے بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ یہ شیلا کا مندر تھا۔ بالکل نجی۔ بالکل ذاتی۔ لپی ہوئی دیواروں پر چاروں طرف بیلوں اور رنگوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ رات کی رانی کی طرح اگر بتی مہک رہی تھی اور پوری کٹیا اس کی خوشبو میں بسی ہوئی تھی۔ اسی محراب میں بھگوان واسودیو کی بانسری بجاتی ہوئی مورت تھی جو کالے پتھر سے تراشی گئی تھی۔ اسے نیلے رنگ کے عمدہ کپڑے پر رکھا گیا تھا۔ بغل میں چندن گھسنے کی کھرل، آرکوٹ کی آرتی اور چڑھاوے کے لئے ننھے منے برتن تھے۔

وہ دھیان لگانے کے لئے بیٹھی ہی تھی کہ کسی نے پکارا 'ماں اِدھر آؤ'۔ اس نے کٹیا کا ٹٹر ہٹایا۔ سامنے اس کے چچا پربھل کمار بند و پادھیائے کھڑے تھے۔

آئیے چچا۔ اس نے پربھل کے پیر چھونے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انہیں محسوس ہوا جیسے کسی نے جلتا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو۔

"تیری یہ ہمت شودر عورت! میں کیدار لیشور کے ایک پنڈے سے مل کر آرہا ہوں۔ اس نے تیری بدچلنی کی پوری داستان مجھے سنادی ہے۔ اگر گھر چھوڑ کر بھاگنا ہی تھا تو کسی برہمن یا چھتری کے ساتھ بھاگتی۔ تو نے جہنم چنا بھی تو سب سے نچلے درجے کا۔ میں تجھ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ میرے بھائی بندو پادھیائے نہ چاہتے ہوئے بھی محض اپنی محبت کی وجہ سے تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ تیری گردن کے نچلے حصے پر کوڑھ ہو گیا ہے؟"

شیلا سوچ رہی ہے کہ کیا کیا بتائے؟ کیا سچ مچ میرے چچا کو معلوم نہیں ہے کہ سہاگ رات کو میرے شوہر نے میرے اوپر تیزاب ڈال دیا تھا تاکہ میں کوڑھی جیسی ہو جاؤں اور گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤں؟

"بولتی کیوں نہیں؟ شاید تجھے میرا آنا برا لگا ہے؟ میں ابھی لوٹ جاؤں گا۔ تجھ جیسی ذلیل، ننگ خاندان لڑکی کو ہم لوگ واپس قبول بھی نہیں کریں گے۔ جو کچھ پنڈے نے بتایا تھا وہ سب سچ معلوم ہو رہا ہے۔ تو غلاظت میں اس حد تک ڈوب چکی ہے کہ تیرا نودیپ لوٹنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ تو یہیں وشویشور کے سامنے کوڑھیوں کی قطار میں بیٹھ کر بھیک مانگا کر۔ ہم لوگوں کو بھول جا۔" چچا بولے۔

"میں تو بھول ہی چکی ہوں چچا۔ آپ نے نودیپ سے یہاں آکر میرے لئے خیر و برکت کی جتنی دعائیں مانگی ہیں ان سے میرا آنچل بھر چکا ہے۔ کوڑھ کی مریضہ کے ہاتھ کا تو آپ کو پانی پینا بھی گوارا نہ ہوگا اس لئے میرا آخری سلام قبول کیجئے۔"

تیری یہ مجال! تو مجھے اپنی اس ذلیل کٹیا سے نکل جانے کا حکم دے رہی ہے۔ اپنی ان گستاخیوں کے لئے تو ایسی سزا بھگتے گی جیسی بدکردار اور کوڑھی عورتیں بھگتتی ہیں۔" انہوں نے

اپنی چادر جھٹکی اور کٹیا سے باہر چلے گئے۔

شاید وہ پنڈے کے گھر ٹھہرے تھے۔ انہیں پتہ چلا ہوگا کہ میں ملاحوں کے مکھیا رام چندر کے ساتھ نودیپ سے آئی تھی۔ وہ اس کے گھر پہونچے۔ "ہے جی کوئی یہاں؟" انہوں نے پکارا۔

رام چندر کی بیوی نے دروازہ کھولا۔ سامنے ایک گوری رنگت والا شخص عمدہ دوشالے کو اِس کندھے سے اُس کندھے پر پھینکتا، غصے سے تھر تھر کرتا کھڑا ہوا تھا۔

شُودر عورت! انہوں نے کہا۔ تیرا شوہر کہاں ہے؟

"وہ گنگا کے کنارے اپنی ناؤ میں مسافروں کا انتظار کر رہے ہوں گے یا اگر مسافر مل گئے ہوں گے تو کسی گھاٹ پر چلے گئے ہوں گے۔ آپ کون ہیں آریہ۔ آپ نے بڑے غصے میں شودر عورت کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ جملہ تو پورا کر لیجئے تاکہ ہم شودر یہ جان سکیں کہ ہمارا قصور کیا ہے؟"

"تمہارے شوہر نے ایک بڑی ذلیل حرکت کی ہے۔ ایک مشہور عالم برہمن خاندان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ میری بھتیجی شیل بھدرا کے ساتھ تین ہفتے تک ناؤ پر اکیلا رہا ہے؟ کیا اس نے اس کی آبرو پر ہاتھ نہیں ڈالا ہے؟"

"آپ انتہائی نیچ اور سرپھرے برہمن —— بلکہ چانڈال لگ رہے ہیں جناب۔ آپ نے میرے شوہر کے کردار پر جو شک کیا ہے اس کے لئے تو ہم آپ کو معاف کر بھی دیں گے لیکن میری نند پر جو الزام لگایا وہ معاف کئے جانے کے لائق ہرگز نہیں ہے۔"

وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر کیدار یشور گھاٹ کی سیڑھیاں پھلانگتی رام چندر کے پاس پہونچی۔

"چلو گھر۔ بہت ضروری ہے تمہارا چلنا۔" رام چندر نے اپنا انگوچھا کندھے پر ڈالا اور اس کے ساتھ گھر پہونچا۔

"آ گئی شودر عورت۔ اور یہ تیرا شوہر ہے۔ کوے کی طرح کالا۔ گوشت خور اور بدکردار۔ اسی کو بلانے گئی تھی؟ اس چانڈال سے میں ڈر جاؤں گا؟ یہی سوچا تھا تو نے؟ میں جب نودیپ سے چلا تو ایک مسافر نے کہا کہ کاشی جا رہے ہو تو دو باتیں یاد رکھنا۔ نہ تو کسی ملاح کو اپنا بھید

بنا نا نہ کسی پنڈے کے گھر ٹھہرنا۔ اس کی آدھی بات سچ تھی اور آدھی جھوٹ۔ ملاح کے بارے میں اس نے بالکل سچ کہا تھا لیکن پنڈے کے بارے میں غلطی پر تھا۔ کیدار لیشور کے پنڈے سدھانشو آچاریہ کتنے عظیم انسان ہیں۔ انہوں نے اگر صبح کے وقت شیلا کو نہاتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو ہم لوگوں کو پتہ بھی نہ چلتا کہ اس بدکردار لڑکی کو کوڑھ ہو گیا ہے وہ بھی سینے پر۔"

رام چندر آگے بڑھا۔ اس نے پر بھل بابو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ان کے جبڑے پر ایسا گھونسا مارا کہ ان کے کئی دانت ٹوٹ کر گر پڑے۔

"چل سچ کہتے چل۔ اس ہریشچندر سے مقابلہ کرنے والے سدھو پنڈے سے کہہ دے کہ یہ سب سچ ہے یا جھوٹ ہیں تجھے شیلا کا چچا سمجھ کر معاف کر رہا ہوں ورنہ ۔۔ اس نے پھر ایک مکہ مارا۔ اس بار پر بھل بابو وہیں گر پڑے۔

"ذرا پانی کے چھینٹے مار تو اس پاجی کے چہرے پر۔" رام چندر نے کہا۔

کچھ دیر بعد بندو یا دھیائے نے آنکھیں کھولیں لیکن رام چندر کو سامنے دیکھ کر پھر بند کر لیں۔

"معاف کر دو بھائی۔ معاف کر دو اے نند لیشور!"

تو تُو اب معافی مانگ رہا ہے۔ رام چندر نے پر بھل کا کرتا پکڑ کر کھینچا۔ چل ذرا سدھو پنڈا کو بھی کسی دوشیزہ پر بری نظر ڈالنے کا مزا چکھا آئیں۔ وہ بوالہوس، جہنمی، حقیر کیڑا۔ وہ گھاٹ پر بیٹھنے کی تپسیا کب سے کرنے لگا۔

پر بھل کو کھینچتے ہوئے وہ گھاٹ پر پہونچا اور زور سے چلانے لگا۔ "دوڑو رے سریا، متن کا تک۔ ذرا یہاں تو آؤ تم لوگ۔" گھاٹ پر لگی ناوؤں سے اتر اتر کر نوجوان ملاح اسکے پاس پہونچے۔ "پکڑ لاؤ اس ذلیل سدھو پنڈا کو۔"

سدھو پنڈا ہاتھ میں آئینہ لئے پیشانی پر رولی چندن لگا رہے تھے۔ اچانک تین ملاحوں نے انہیں چوکی سے کھینچ لیا۔ ہار پھول اور صندل اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ خود سدھو گھاٹ کی چٹان پر سے گر پڑے۔ ان سبھوں نے رام چندر سے پوچھا۔ کہو کاکا۔ کیا کریں اس کا؟

"اس نے میری بہن کو گالی دی ہے۔ شیل بھدرا روز صبح پانچ بجے یہاں نہانے آتی

ہے تو یہ اس پر بُری نظر ڈالتا ہے۔ یہ ہے شیلا کا چچا پرُھلّی جو کہہ رہا ہے کہ لڑکی کو تم لوگوں نے خراب کیا ہے۔"

اشارہ ملا اور تینوں نے پیٹ پیٹ کر پنڈے کو لہولہان کر دیا۔

کیا ہے رام چندر بھائی؟ کیا بات ہے؟ کیدار ایشور کے آچاریہ شوبندر برہمچاری نے پوچھا۔ اس سُدھوا نے کیا کیا؟"

رام چندر نے پجاری کے پاس جا کر سارا حال کہہ سنایا۔

تو یہ چور خود کو کیدار ایشور کا پنڈا کہتا ہے؟ ہمارا نام لے کر ذلیل حرکتیں کرتا ہے اور مہارُدور کے جیوتر لنگ کے حضور آئی ہوئی ماں بہنوں کے بارے میں ایسی باتیں کرتا ہے؟ رام پرساد! کہاں گئے رام پرساد!

پجاری کی آواز مندر میں کسی غرّاتے ہوئے شیر کی طرح گونجی۔ رام پرساد ایک ہٹا کٹا برہمن تھا۔ موٹا جنیو، لنگوٹ اور کمر سے نیچے موٹے کپڑے کا انگوچھا باندھے۔ وہ پجاری جی کے پاس پہونچا۔ "سنیں تم نے اس نیچ سُدھوا کی کرتوتیں؟ یہ پانچ بجے صبح آ کر عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا اور ان پر بری نظر ڈالتا ہے۔"

رام پرساد مندر میں آیا۔ اسی کی طرح تین اور مضبوط جوان ہاتھ میں لاٹھی لئے برآمد ہوئے۔ انہوں نے سدھو پنڈے کو پیٹ پیٹ کر چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔

"بھیا رام پرشاد۔ دہائی ہے، اب ایسی غلطی نہیں ہوگی۔"

"کیا رے سُدھوا۔ تو پنڈا کب سے بنا؟ سنا ہے کہ اپنے گھر جاتری رکھنے لگا ہے۔ کہیے بنگالی بابو کہاں ٹھہرے ہیں آپ؟"

"پنڈا جی کے یہاں۔"

"کیا کیا سامان ہے آپ کے پاس؟"

"کیوں بتائیں ہم آپ کو۔"

"معاف کریں بنگالی بابو۔ آپ کو جو بھگتنا ہے بھگتیں گے۔ ہم نے تو ایسے ہی پوچھ لیا۔"
تینوں نوجوان لاٹھی لئے مندر کے اندر چلے گئے۔

"دیکھ بدذات! یہ ہیں میرے ٹوٹے ہوئے دو دانت۔ تیرے خصم کے بلند اخلاق کی نشانی۔ اور یہ ہے میرا بڑھیا دوشالہ جو خون سے رنگ گیا ہے۔ انہیں میں تیرے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ مجھے پرنام مت کرنا۔"

نہیں کروں گی پرنام پربھُل۔ اپنے دانت اور اپنی چادر لیتے جاؤ۔ تم بھگوان بُدھ نہیں ہو کہ تمہارے ان تبرکات پر استوپ بنوائے جائیں گے۔ اپنے ذلیل جسم کے یہ بے وقعت ٹکڑے اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ اُس نے دوشالے کے کونے میں دونوں دانتوں کو باندھا اور کُٹیا کے باہر پھینک دیا۔ پربھُل کو بڑی حیرت ہوئی کہ انہیں کچھ دور تک پہونچانے کا رسمی تکلف بھی نہیں کیا شیلا نے۔ اس نے کٹیا کا ٹٹّر بند کیا اور پوجا گھر میں چلی گئی۔

کوئی پانچ چھ ماہ گذر گئے۔

کٹیا کے دروازے پر ایک بھکشو آئے۔ ماں۔ ماں۔ انہوں نے پکارا۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ ندی نالے سُوکھ گئے تھے۔ گنگا کا پانی سیڑھیوں سے نیچے اُتر گیا تھا۔ بھری دوپہر میں گنگا کے داہنے کنارے کی ریت پر سراب لکیریں بُن رہا تھا۔

شیلا اٹھ کر آئی اور دروازہ کھول دیا۔ سامنے منڈے ہوئے سر، چکنے چہرے اور گورے رنگ والے بھکشو گیروے رنگ کی چادر میں لپٹے کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنا کشکول بڑھایا۔ "دیوی جو کچھ تمہارے پاس ہو بھیک میں دے دو۔"

"بابا دھوپ بڑی تیز ہے ذرا رکئے۔ میں ابھی آئی۔"

کیدار لیشور کے پاس ایک گوال خاندان رہتا تھا۔ وہ وہیں سے اپنے لئے دودھ لاتی تھی۔ "دیدی انّ پورنا میں ہوں شیلا" اس نے زور سے پکار کر کہا۔

آئی بہن۔ کنبے کی بہو راج متی آئی۔ اتنی دھوپ میں کیسے آگئی شیلا سب ٹھیک تو ہے نہ۔

"دیدی۔ میرے گھر ایک بُدھ بھکشو آئے ہیں۔ انہوں نے اپنا کشکول بڑھا کر کہا کہ

جو کچھ ہو سکے اس میں ڈال دو۔ میں بھاگی بھاگی تمہارے یہاں آگئی۔"
"یہ لوگ تو ذات پات دیکھ کر بھیک لیتے ہوں گے۔"
"نہیں دیدی۔ بھگوان بدھ نے ہمیشہ ذات پات کی مخالفت کی ہے۔"
"تو رُک۔ ابھی آئی۔"
راج متی اندر گئی اور دو موٹی روٹیاں، گُڑ اور ایک کوزہ دودھ لے کر آئی۔
"چلو شیلا۔ ہم نے بھی بُدھ بھکشو کبھی نہیں دیکھا ہے۔"
"چلو دیدی۔"
دونوں شیلا کی کُٹیا کے دروازے پر پہونچیں اور کُھلے دروازے کو پھلانگ کر اندر گئیں۔

بھدنت! شیلا نے دھیرے سے پکارا۔
بھدنت پتہ نہیں کہاں کھوئے ہوئے تھے۔
بھکشو مہاراج! اب کی شیلا نے ذرا زور سے پکارا۔
آگئی ماں! انہوں نے کشکول آگے بڑھا دیا۔
شیلا نے روٹیاں اور گُڑ ان کے پیالے میں ڈال دیا اور بولی آریہ بھدنت۔ یہ دو روٹیاں ہیں اور گُڑ۔ انہیں قبول کریں۔ کوزے میں دودھ بھی ہے اسے پی لیں۔
"شیلا ماں! بھدنت بولے۔ میرے گرد رشی پتّن کی مول گندھ کُٹی کے اچاریہ راہل بھدر ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بھری دوپہر میں جب آگ برس رہی ہو، لوگ گرمی سے بے چین ہو کر موروں کی طرح تڑپ اُٹھیں تب تم کیدار کیشور کے پچھم میں تھوڑی دور پر بہتی ہوئی ندی کے پاس بنی جھونپڑی میں رہنے والی دوشیزہ سے بھیک مانگ کر لانا۔ اس لڑکی کا نام شیلا ہے یہ تمہارا امتحان ہے۔ اس میں پاس ہونے پر ہی تمہیں سانچی کے بڑے وہار کے ناظم کے عہدے پر تعینات کیا جائے گا۔ مجھے بھیک کا انتظار رہے گا۔"
"آریہ بھدنت۔ کیا گرو نے یہ بھی کہا ہے کہ تم اس گرمی میں بھی کہیں پانی نہ پینا۔"
"نہیں خاتون بھکشو مسکرایا۔ میرا نام سوگتانند ہے۔ اگر ادھر آنا نصیب ہوا تو

دیوی شیلا کی قدم بوسی کے لئے ضرور حاضر ہوں گا۔"

"آپ مجھے اپنے خوبصورت الفاظ سے جھوٹی تسلی نہ دیں آریہ۔ میرے لئے اتنی زیادہ عزت کا اظہار کرنا مناسب نہیں ہے۔ میں تو سماج کی ٹھکرائی ہوئی ایک گنہگار عورت ہوں۔ آپ یہاں نہ آئیے گا۔ یہ پانی پی لیجئے آریہ۔ آپ کو پیاس لگی ہوگی۔"

اچانک سوگتانند کا سر جھک گیا۔ انہوں نے پانی پی لیا اور گنگا کے بائیں کنارے سے ہوتے ہوئے ورونا کے سنگم کی طرف چلے گئے۔

نودیپ میں نہ جانے کتنے آچاریہ ہیں، کتنے سدّھ ہیں کتنے منصف اور کتنے عقیدتمند ہیں گن کر بتانا تو بہت مشکل ہے۔ ہر روز مناظرہ ہوتا۔ کوئی جیتتا کوئی ہارتا۔ اپنے باپ کے ڈر سے وہ گھر کی چار دیواری کے باہر نہیں جاتی تھی۔ اس وقت نودیپ میں یوگیشور کیشو انند کی دھوم تھی۔ صرف تیس سال کی عمر میں نودیپ میں ان کے علم و فضل کا ڈنکا بج رہا تھا۔ گیتا کی روشنی میں انہوں نے سنیاس کے اصول کو غلط بتایا تھا۔ اس مقدس کتاب کی تعلیمات کے مطابق انہوں نے اعمال کا علم بلند کیا تھا۔ مشہور آچاریہ، پرانے پنڈت، مدلل گفتگو کرنے والے ماہرین انصاف اور شارح سبھی ان سے چڑتے تھے۔ انہوں نے پہلی بار گیتا کا ایک اشلوک پڑھا جسکے معنی کچھ یوں ہیں:

"جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے اور دوست اپنے دوست کے سارے قصور معاف کر دیتا ہے اسی طرح اے دیو، آپ کے لئے مناسب یہی ہے کہ آپ میری ساری غلطیاں معاف کر دیں۔ میں آپ کی محبوبہ ہوں۔"

شیلا کو پہلی بار معلوم ہوا کہ بھگوان کرشن سے محبت کی تین منزلیں ہیں باپ بیٹا، دوست دوست اور محبوبہ و عاشق۔ باپ کرشن ہیں اور عقیدتمند (خاتون) ان کی بیٹی۔ کرشن دوست ہیں اور عقیدتمند ان کی سہیلی۔ کرشن شوہر ہیں اور عقیدتمند ان کی بیوی۔ ان تین واضح منزلوں کو شیلا ابھی طے نہیں کر سکی تھی۔ پہلی منزل میں باپ نے اسے بیٹی کی محبت نہیں دی۔ وہ جب دنیاوی باپ کو قبول نہیں کر سکی تو دینی باپ کی طرف بڑھنا فضول تھا۔ کرشن کو اس نے دوست کی صورت

ہیں دیکھا ہے ۔ یا دیکھنے کی کوشش جاری ہے لیکن دراصل پانا تو اسے ہے جو شیلا کے سارے دُکھ سُکھ اپنے اندر ضم کر لے اور اسے اپنے قدموں میں ایک لطیف و شیریں جذبات سے معمور محبوبہ کی صورت میں جگہ دے ۔

اس نے باپ سے چھپا کر کیشو آنند سے گھڑی بھر کا وقت مانگنے کی ہمت کی تھی لیکن اسے بہت حیرت ہوئی جب اس نے دیکھا کہ کیشو آنند بغیر بلائے اپنا کشکول لئے اسکے دروازے پر حاضر ہو گئے ۔ "بھلی مانس !" انہوں نے پکارا ۔ "سنیاسی کو بھیک دو ماں ۔"

خیریت تھی کہ اس کے باپ گھر پر نہیں تھے ۔ شیلا نے سیتل پانی بچھا کر آچاریہ سے کہا ۔ آپ میرے بارے میں کچھ بتائیں محترم !"

کیشو آنند ہنسے ۔ "جو پچھلے جنم سے کرشن کی محبوبہ کی حیثیت سے بنسیا لرتی آرہی ہے اس کے مستقبل کو یہ ناچیز کیشو کیا بتائے گا ؟ ماں تجھ پر شری کرشن کی نظر عنایت ہے ۔ ان کی قوت جوگ بابا کے اسرار تجھ پر پچھلے جنم میں ہی منکشف ہو چکے ہیں ۔ ہاں تیرا حال مصائب سے بھرا ہوا ہے ۔ تیرا کرشن تجھے کاشی میں ملے گا ۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ آڈیہ دیس کا بڑا طاقتور حکمراں ہو گا اور پورے شمالی ہندوستان کے محافظ کی حیثیت سے اسے شہرت حاصل ہوگی ۔ اگلے سال تم سنیاسی بن کر تو دیپ چھوڑ دوگی ۔ اب چلوں ماں ۔"

"آپ میرے مرشد ہیں ۔ شیلا اُن کے قدموں میں گر پڑی ۔ مجھے صحیح راہ سے بھٹکنے سے بچائیے گا ۔ لیجئے یہ رہا آپ کا نذرانہ ۔" اس نے اپنی تیسری انگلی سے نیلم کی قیمتی انگوٹھی اتار کر کشکول میں ڈال دی ۔

"کرشن کی علامت ، نیلم کی یہ انگوٹھی تمہارے مرشد نے قبول کی ۔"

اس دن چونکہ کوئی مناظرہ نہیں بلکہ کرشن جنم اشٹمی کا جشن تھا اس لئے شیلا کے والد وشنو گپت نے شیلا کو اس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی تھی ۔ گھر کی بوڑھی ملازمہ سونا کو اس کے ساتھ کر دیا گیا تھا ۔ سونا بھٹا چاریہ تھی لیکن بڑی جاہل ۔ شاستر ، پُران ، وید ، اُپنشد ، شاعری جیسے الفاظ سے قطعی ناآشنا ۔ آچاریہ نے اسے اس لئے گھر میں ملازم رکھا تھا کہ وہ ان کے گھر میں ہونے والی اونچ نیچ ، کشیدہ تعلقات وغیرہ کو نہ سمجھ سکے ۔

ایک بڑے خوبصورت پنگورے کو بڑی مہارت کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ کیلے کے کھمبے، کروندے کی جھاڑیاں۔ رنگ برنگے پھولوں کے گلدستے، سیکڑوں اگر بتیوں کا خوشبودار دھواں جو چاروں طرف چکرا تا ماحول کو نشہ آور اور پُر کیف بنا رہا تھا۔ "ارے شیلا" آچاریہ پرشوتم کی بیٹی نے کہا۔ آج اشٹمی کے دن چودھویں کا چاند کہاں سے نکل آیا۔ مہا شوبتا نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ شاید ایک سال بعد تمہارے باپ نے کسی جشن میں شامل ہونے کی اجازت دی ہے۔ پچھلی بار بھی تم صرف جنم اشٹمی دیکھنے آئی تھیں۔ بول تو کادمبری، جھانکیاں تجھے کیسی لگیں؟

اچھی ہیں۔ شیلا نے کہا اور ایک بڑے سے منڈوے کے نیچے صاف ستھری جگہ دیکھ کر بیٹھ گئی۔

"کیوں بیٹی، ادھر تو چہل پہل ہے۔ کھٹے میٹھے کروندے آنکھوں کو بھی کیسے بھلے لگتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ پانچ سات توڑلوں اور کل کھانے کے ساتھ ان کی چٹنی بناؤں۔ مجھے کروندے کی چٹنی بہت پسند ہے۔ تمہاری ماتاجی مجھے چٹوری کہتی تھیں۔ مجھے ہر کھٹی چیز اچھی لگتی ہے۔" سونا نے کہا۔

آچاریہ وشنوگپت کے گھر میں ملازموں، بھائی، بھابھیوں ان کے بچوں اور پوتے پوتیوں وغیرہ کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔ یہ تو وسندھرا کا بل بوتا تھا اس کی بے لوث شخصیت تھی جو پورے کنبے کو باندھ کر رکھ رہی تھی۔ شیلا کو جب بھی ماتا وسندھرا کا خیال آتا، اس کی آنکھیں بھر آتیں۔ کسی گھومتے پھرتے نجومی نے کہہ دیا تھا کہ شیلا کا بیاہ ناکام رہے گا اور وہ جوگن یا سنیاسن بن جائے گی۔ وسندھرا رونے لگی تھی، اس نے تو امید کی تھی کہ اس کی بیٹی دودھوں نہائے گی پوتوں پھلے گی لیکن یہاں تو اس کے مستقبل پر ناامیدی کے بادل چھا گئے تھے۔ جب وسندھرا کو ہی بیٹا نصیب نہیں ہوا تھا تو شیلا سے پیدا ہونے والے بیٹوں پر جان چھڑکنے کی خواہش سے کب تک دل بہلاتی۔

میں یہ مانتی ہوں کہ رُودر ابھیشیک کے موقعے پر رِتو دھوج نے دیا دھر دیوے جو کچھ

کہا اس کی وجہ سے میرے اندر تکبر پیدا ہوا۔ کنوار کا مہینہ ختم ہوتے ہی وِدیادھر کھجوراہو چلے گئے لیکن ان کا دل بے چین رہا۔ انہوں نے شوبے والبتہ کشمیری صحیفوں کا بڑا گہرا مطالعہ کیا اور شری چکر پوجا کو لازمی مان کر انہوں نے اُتپل کے خاندانی سلسلے میں پیدا ہونے والے آچاریہ کامیشور کی مریدی اختیار کی۔

"راجن! آپ اپنے مقصد کو ادھورا نہ چھوڑیں۔" کشمیری پنڈت آچاریہ کامیشور نے کہا۔ اس وقت شری وِدیا کے دو ہی فرقے موجود ہیں۔ باقی ختم ہو چکے۔ میرے بھتیجے اَلوک چرن نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں لوپامُدرا کے فرقے میں حلقہ بگوش کروں۔ انہوں نے تا زندگی کنوارا رہنے کا عہد کیا ہے۔ وہ کامیاب رہے لیکن راجن آپ نے کامدیو[1] کے چلائے ہوئے پھولوں کے خطرناک تیروں کی بارش ابھی جھیلی نہیں ہے۔ دیوی پربتی بھدرا نے چندیل خاندان کی بقا کے لئے وجے پال جیسا راج کمار تو دیا لیکن بیٹے کے پیدا ہونے کے بعد وہ ہمیشہ آپ سے الگ رہیں۔ انہوں نے آپ کو سنیاسی بنا تو دیا لیکن وہ گہری عقیدت نہ دے سکیں جو شری چکر کی ریاضت کرنے والے کو ملنی چاہئے۔ یعنی عشق میں شرابور حسین پاروتی کا پرشاد۔ مجھے رتو دھوج نے بتایا ہے کہ کاشی میں سون بھدر بھون کے قریب ہی کٹیا میں رہنے والی جوگن شیل بھدرا آپ کا نصف وجود اور مکمل طاقت ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ منمتھ[2] فرقے میں رائج کادی[3] وِدیا کے ہی حلقہ بگوش بنیں۔ یہ گرہست کے لئے مناسب ہوتی ہے اور جلد ہی اس کی مرادیں پوری کراتی ہے۔"

"نہیں آچاریہ، آپ مجھے اتنا کمتر اور بوالہوس نہ سمجھیں۔ وِدیادھر جو کچھ کہتا اور کرتا ہے اُسے تا زندگی نبھاتا بھی ہے آچاریہ رتو دھوج نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ کی تپسیا کو رعایا کیلئے سود مند بنانے کے لئے تانترک قوت چاہئے۔ وہ ہے شیل بھدرا۔ میں شیلا سے محبت کرتا ہوں لیکن اس میں کسی قسم کی ہوس اور کردار کی پستی شامل نہیں ہے۔ مجھے آپ منمتھ[2] کی پناہ میں نہ بھیجیں۔ میں

---

[1] عشق و محبت کا دیوتا۔

[2] عشق و محبت کے دیوتا کام دیو کا ہی دوسرا نام۔

[3] کادی وِدیا کی تعلیم لینے اور منمتھ فرقے میں شمولیت اختیار کرنے پر عورت کا قرب ممنوع نہیں رہ جاتا جبکہ ہادی وِدیا میں شامل ہونے پر مجرد رہنا پڑتا ہے۔

بے پناہ شان و شوکت اور بنیادی آسائشیں حاصل کر چکا ہوں۔ اب میرے لئے کسی چیز میں کوئی کشش نہیں رہ گئی ہے۔ سب بے معنی ہے۔"

آچاریہ کامیشور نے ان کے اصرار پر لوپا مُدرا فرقے کے طریق پر کا دی کے بدلے ہادی ودّیا سے روشناس کرایا۔ وہ اس فرقے کے حلقہ بگوش ہوئے اور ہر طرف سے اپنی توجہ سمیٹ کر اپنی ہی قلبی کیفیات میں غرق رہنے لگے۔ اب ان کے دل میں نہ تو راجیہ پال جیسے مُلک دشمن لوگوں کو سزا دینے کی خواہش جاگتی نہ ہی ہندوستان پر منڈلاتے غیر ملکی حملہ آوروں سے ملک کی حفاظت کی تحریک پیدا ہوتی۔ وہ بیمار پریتی بھدرا کی پٹی سے لگے بیٹھے رہتے۔ وید آتے مرض کی تشخیص کرتے، علاج بتاتے۔ اس کے مطابق دوائیں یا محلول تیار کرنے کی ذمہ داری ودّیا دھر خود نبھاتے۔ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کرتے۔ مرنے سے دو دن پہلے پریتی بھدرا نے ان سے کہا "آپ کی شہرت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ اس کے تئیں غافل نہ ہوں۔ یہ میری آخری خواہش ہے سرتاج۔ پریتی کبھی آپ کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنی نہ ہی بنے گی۔ آپ مجھے قول دیں آپ سنیاس نہیں لیں گے۔ پریتی بھدرا کا جو قرض تھا وہ آج ختم ہوا۔ آپ چندیل حکومت کو زوال سے بچائیے۔"

ودّیا دھر دیو رونے لگے۔

پورے شمالی ہندوستان میں جسکی پرستش ہوتی ہے اس بے نظیر جنگجو سپاہی سے کیا رعایا یہی امید کرتی ہے؟ میرے اس فانی جسم کو آپ کب تک ڈھوتے رہیں گے؟ پریتی بھدرا نے کہا۔

دو دن بعد ودیا دھر دیو کو تنہا چھوڑ کر وہ چل بسی۔

مجھے مانک سے ودّیا کی ساری خبریں ملتی رہتی تھیں۔ ان کی بے پروائی۔ پریتی کے گذرنے کے بعد ہر چیز کے تئیں پیدا ہونے والی بے نیازی۔ سب کچھ۔ ان کے ہادی فرقے میں شامل ہونے سے مجھے اتنی تکلیف پہونچی کہ سوچنے لگی کہ اپنی زندگی ختم کر دوں۔ جسے اپنا ایک اٹوٹ حصّہ سمجھ کر سب کچھ سونپنے آئی تھی اسی نے مجھے ٹھکرا دیا۔ اب اس بے مقصد زندگی کو جیتے رہنے سے کیا فائدہ۔

—— "میں یقین و بے یقینی کے عالم میں مبتلا ہو گیا۔ مہا کالیشور رود ر کو چھوڑ کر اور کہیں جانا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے ان سے ایسی بے پناہ عقیدت تھی جسے کوئی نہیں ہلا سکتا تھا۔ دوسری طرف مہارانی پاروتی کی ہادی و دیا کا حلقہ بگوش ہونے کے بعد سے میرا دل کہتا تھا کہ میں نے کرشن کی بہن اشٹ بھجا کے سامنے عہد کیا ہے کہ بسنت کے نوراتری میں ان سے خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے انتہائی نایاب سدّھ پُشپ، مُنی پُشپ لے کر آؤں گا۔"

بزرگ آماتیہ شونا گ نہایت خوشدلی کے ساتھ محل کے اندرونی حصے کے دروازے پر آئے۔ انہوں نے پہریدار سے کہا "جا کر مہاراج سے کہو کہ اعلیٰ آماتیہ ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔"

"انہیں دروازے پر کیوں کھڑا رہنے دیا پہریدار؟ کیا تم سارے آداب بھول گئے ہو؟"

"خطا معاف راجن!"

ودیادھر دیو خود دروازے پر آئے۔ انہوں نے آماتیہ شونا گ کو گلے سے لگا لیا "آریہ یہ چندیلوں کا زنان خانہ ہے جس میں ایک رانی اور ان کی خادمائیں رہا کرتی تھیں۔ جب سے دیوی پرمتی بھدرا کا انتقال ہوا میں نے خادماؤں کو یہاں سے ہٹا دیا ہے۔ ان کی گذر اوقات کے لئے تازندگی دیا جانے والا وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ پرمتی بھدرا ہوتی تو آپ کو محل میں جانے سے روکنے کی خطا پر موت کی سزا سنا دیتی۔"

"راجن۔ آپ نے دیوی پرمتی بھدرا کے سامنے قسم کھائی تھی کہ آپ سنیاسی نہیں بنیں گے۔ اب کیا یہ ضروری ہے کہ آپ راج کمار وجے پال اور ان کی پاروتی جیسی بہو بھونا دیوی کے لئے سجا سجایا راج محل چھوڑ کر خود اس باہری حصے میں رہیں۔ آپ پر مہارانی پرمتی کے غم کا سایہ کیا رعایا کے لئے پریشانی کا سبب نہیں بنے گا؟ آپ بھارت کے دوسرے راجوں مہاراجوں سے مختلف ہیں۔ آپ کی رعایا خود کو آپ کا خادم بھی سمجھتی ہے اور معاون و مددگار بھی۔ سارے پہاڑی اور جنگلی قبیلے آپ کے حکم کے انتظار میں یوں کھڑے رہتے ہیں جیسے شو کے چیلے اپنے مالک کے حکم کے انتظار میں ایستادہ رہتے ہیں۔ اس رعایا کا دل نہ توڑیں راجن۔ شونا گ کی گذارش پر توجہ دیں۔"

"میں سنیاسی بننے نہیں جارہا ہوں آریہ۔ آپ اطمینان رکھیں۔"

"ستدھ پشپ اور سی پشپ اگستیہ کے پھول کو کہتے ہیں۔ اس کا مختصر سا تذکرہ شو پران میں ملتا ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں یہ اتنے مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے کہ سُن کر حیرت ہوتی ہے کہ عام انسان جسے اتنی اچھی طرح جانتے ہیں اسے ہم اندھیرے میں ٹٹولتے رہے ہیں۔"

"یہ کس موسم میں کھلتا ہے آریہ؟"

"یہی تو مشکل ہے راجن۔ یہ جاڑوں کا پھول ہے اور زیادہ سے زیادہ بہار کی آمد کے وقت تک کھلتا رہتا ہے۔"

"یعنی بسنت کا یہ نوراتر بھی خالی گیا۔" ودیا دھر کا چہرہ مایوسی سے سیاہ پڑ گیا۔

"آپ ناامید نہ ہوں راجن۔ ہندوستان اتنا بڑا ملک ہے کہ اس کے چھ موسم کسی سخت اصول کی پابندی نہیں کرتے۔ جب شمالی ہندوستان میں جاڑا پڑتا ہے تو وندھیاچل کے پہاڑی سلسلے کے دوسری طرف دکن میں برسات ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جبل پور کے نیچے کلیانی کے جاگلیا کے یہاں یہ پھول آج کل ملے گا۔ میں نے کل رات ہی سانڈنی سوار روانہ کر دیا ہے۔ ہمیں دو ہفتے کا وقت دیں راجن۔"

دو ہفتے گذرنے سے پہلے ہی وجے سنگھ بندیلا نہایت تیز رفتاری کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا ہوا شاہی محل کے پھاٹک پر آکھڑا ہوا۔ "پہریدار۔ فوراً آجاؤ اور مہاراج سے کہو کہ وجے بندیلا بڑی اہم خبر لے کر آیا ہے۔"

"چلئے سردار۔ مہاراجہ آپ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔"

وجے بندیلا نے بڑی عقیدت سے جھک کر ودیا دھر دیو کو پرنام کیا۔ "مہاراج!"

"بولو وجے۔ کہاں سے آرہے ہو؟ اتنے تھکے ہوئے کیوں لگ رہے ہو؟"

"میں دو ہفتے سے لگاتار سفر کرتا رہا ہوں۔ ہم لوگوں کو مہامایا نے خوب پریشان کیا ہے محترم۔"

"مطلب؟"

"شُنی پشپ سے وندھیاچل کی پہاڑیاں بھری ہوئی ہیں۔ اسے اگستیہ پشپ اور

سِدّھ پُشپ بھی کہا جاتا ہے۔ عوام اسے اگنیا پھول کہتے ہیں اور اس کی ترکاری پکا کر بھی کھاتے ہیں۔ وجے نے اپنی چادر نکال کر ایک پھول راجہ کو دیا۔ یہ ہے مُنی پُشپ۔ لیکن آج کل اس کا ملنا بہت مشکل ہے۔ یہ جاڑوں کا پھول ہے راجن۔ ایک بہت اونچے درخت پر پہلی شاخ میں دو تین کلیاں لگی ہوئی ہیں۔ اگر نوراتروں کی شروعات میں اسے جوگ مایا کے قدموں میں چڑھانا ہے تو ہمیں فوراً روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

راجہ نے اعلیٰ آماتیہ رشوناگ کو بلایا۔ وہ بہت بوڑھے اور مضمحل نظر آئے۔ وجے بُندیلا کے لائے ہوئے پھول کو وِدیادھر نے ان کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ "آریہ۔ یہ ہے مُنی پُشپ۔"

رشوناگ ہنسے۔ "ہاں راجن۔ یہی ہے اگستیہ کا پھول۔ اسے دوج کے چاند کی صورت سے مشابہ بتایا جاتا ہے۔ کل ایک ویدجی کے سامنے میں نے اس کا ذکر کیا تو ہنس کر بولے جناب ایسے موقعوں پر آپ لوگ ویدوں کو بھی یاد کر لیا کریں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ سارا آنوِیہ دیس ان پھولوں سے سفید ہو جاتا ہے۔ انہیں لانے کے لئے ہندوستان بھر کا دورہ کیوں۔"

رشوناگ کی صلاح کے مطابق وِدیادھر دیو اپنے ساتھ سَو گھوڑ سواروں کو لے کر وندھیاچل کی طرف چل پڑے۔ دو ہفتے کے تھکا دینے والے سفر کے بعد انہوں نے گنگا کے کنارے اشٹ بھجا گھاٹ پر پڑاؤ ڈالا۔

وجے نے خود جا کر درخت کی اوپری شاخ پر کھلے چار پھولوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس وقت کوئی محافظ ساتھ نہیں تھا۔ وِدیادھر دیو نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پھول دستیاب ہیں یا نہیں یہ پہلا سوال تھا جسے لے کر ماں جوگ مایا نے امتحان لیا۔ اور اب جب نصف چاند کی صورت کے یہ چار پھول ایک انوکھے ہار کی تشکیل کر رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ بھاری جسم والا وِدیادھر انہیں توڑ پاتا ہے یا نہیں۔ وہ بھی صاف و طاہر طریقے سے۔

اس دن بسنت کے نوراتروں کی اشٹمی تھی۔ وِدیادھر وجے کے ساتھ اس درخت کے پاس پہونچے۔ انہوں نے اپنی چادر زمین پر رکھ دی۔

"راجہ میں تمہیں اس درخت پر نہیں چڑھنے دوں گا چاہے پوجا ہو یا نہ ہو۔" مانک گونڈ بولا۔ "اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں یہ کٹار اپنی چھاتی میں گھونپ لوں گا۔"

"میں نے تجھے منع کیا تھا کہ یہاں مت آنا۔ تو بغیر اجازت کیوں آیا؟"

"چاہے جو سزا دو لیکن اس پیڑ پر نہیں چڑھنے دوں گا۔"

"اچھا مانک۔ تم اور وجے میری چادر کو پھیلا کر کھڑے رہو۔ میں اگر گروں تو تم لوگ روک لینا۔ ٹھیک ہے نہ؟"

پتہ نہیں پوری بات سمجھ سکا یا نہیں لیکن مانک اس پر راضی ہو گیا۔

ودیادھر نے ایک چھوٹی سی لال پیلے رنگ کی پھپھوٹی کندھے پر رکھی اور اونچے درخت پر چڑھنے لگے۔ نیچے وجے اور مانک سانس روکے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ آخری شاخ تک پہونچ تو گئے لیکن چوٹی پر لگے پھولوں کو توڑنا ناممکن سا لگ رہا تھا۔ اچانک انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور پتلی پتلی شاخوں کو الگ کرتے ہوئے وہ شاخ پکڑ لی جس پر پھول کھلے ہوئے تھے۔ دھیرے دھیرے انہوں نے شاخ کو اپنی طرف جھکایا۔ چاروں پھول ان کے ہاتھ کی زد میں آ گئے۔ مانک بے حد خوش تھا۔ راجہ دھیرے دھیرے اتر کر زمین پر آ گئے۔

شوناگ کے بیٹے بھی پال نے تنتر کے پانچ اعلیٰ درجے کے عالم برہمنوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ پوجا صبح سویرے ہی شروع ہو گئی۔ جوگ مایا کے مندر کی سیڑھیوں کے پاس تو گھوڑ سوار کھڑے تھے۔ راجہ پوجا میں مشغول تھے۔ جیسے ہی انہوں نے دیوی پر چڑھانے کے لئے اگستیہ کے پھول اٹھائے ان کے سامنے پچھلے سال کی مشکوک سی فضا آن کھڑی ہوئی۔ "مجھے منی پُشپ چاہئے۔ سادھو پُشپ چاہئے۔" کون بول رہا تھا؟ وہ جیسے جیسے اس آواز کے اندر اترنے کی کوشش کرنے لگے ویسے ویسے کشش بڑھنے لگی۔ کیا میرے اندر کی جوگ مایا ہی مجھے رد کر رہی ہے؟ ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری اور انہوں نے منتر کی آوازوں کے ساتھ ان پھولوں کو شری جوگ مایا کے قدموں میں رکھ دیا۔ اچانک آگ کے شعلے جیسے زرد پیراہن کی جھلک چمکی اور ودیادھر پوری طرح مطمئن ہو کر مورتی کے قدموں میں جھک گئے۔ ان کے بے چین دل کو قرار آ گیا تھا۔ ایک لامتناہی سکون اتر آیا تھا ان کے قلب میں۔ انہوں نے برہمنوں کو نذرانہ پیش کیا، خود پرشاد لیا اور نئے جوش و خروش کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے گھوڑ سواروں کے پاس آ گئے۔ راجہ کے چہرے پر ایسی چمک دیکھ کر مانک بھی خوش ہو اٹھا۔

"راجہ!" مانک ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ "معاف کر دو تو ایک بات کہوں۔"

"بول۔"

"جب یہاں تک آئے ہو تو شیلاماں سے ملتے چلو۔"

"کیا پچھلے ایک سال سے تیری شیلاماں نے اپنی خیر خبر دی یا میری خیریت دریافت کی؟ کوئی سندیسہ بھیجا؟ کیا تو چاہتا ہے کہ وِدیا گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان سے معافی مانگے کیوں؟ میں ہادی وِدیا کا حلقہ بگوش ہوا اور تیری شیلاماں کا غصہ آسمان چھونے لگا۔"

"راجہ ایسا ظلم مت کرو۔ جس ہستی نے تمہارے لئے اپنی ساری زندگی گروی رکھ دی اسی سے رقابت؟ راجہ، تمہارے چہرے پر جو دلی سکون چھایا ہوا ہے وہ آگ کی لپٹوں سے پیدا ہونے والی زرد پوش دیوی کا عطا کردہ تبرک ہے۔ یہ تمہیں شیلاماں کی ریاضت کی وجہ سے ہی ملا ہے۔ کیا سچ مچ تم نے ابھی تک شیلاماں کے اندر بیتا مبرا (زرد پوش دیوی) کی جھلک نہیں پائی؟"

مانک وِدیا دھر کا نندی[1] تھا۔ وہ کسی مست مولا کی طرح سر ہلاتا، کھلکھلاتا گھوڑ سواروں کے بیچ گم ہو گیا۔

"کیا بات ہے مانک بڑے خوش ہو۔" وجے بندیلا بولے۔

"راجہ نے تمہیں ہزار گھوڑ سواروں کا سردار مقرر کیا ہے بھیا۔ مانک کا بھی خیال رکھنا۔"

—— سبھی گھوڑ سواروں کو سون بھدر کے پاس روک دیا گیا۔ وہ محل کے چاروں طرف اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ وِدیا دھر نے اپنے گلے سے ہیروں کا ہار، قیمتی موتیوں کی لڑی اور ہاتھوں میں جگمگانے والی انگوٹھیاں اتار دیں۔

"مانک!"

"آیا راجہ۔"

---

[1] نندی۔ شِو کی سواری نندی بیل۔

سن کسی کو پتہ نہ چلے۔ ہم پہلے کپڑوں کے ہاٹ چلیں گے۔ وہاں سے کچھ ساڑیاں لیتی ہیں۔ تیری شیلا ماں باریک اور عمدہ کپڑے قبول نہیں کریں گی۔ اس لئے کچھ موٹی ساڑیاں اور ہاتھی دانت کی چوڑیاں خرید کر ہم لوگ ادھر ہی سے شیلا ماں کی کٹیا میں چلیں گے۔

ٹھیک ہے۔ مانک نے اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور محافظ کے عہدے پر ہوتے ہوئے بھی کسی غلام کی طرح ساتھ چلنے لگا۔ کپڑوں کا بازار کاشی کی جان تھا۔ وشویشور مندر سے شروع ہو کر ایک چوڑی شاہراہ منداکنی ندی کے موڑ تک جاتی تھی۔ اس پر بائیں طرف دوکانیں تھیں جن میں نمائش کے کپڑے سجے ہوئے تھے۔ شیشوں سے آراستہ الماریاں تھیں جن میں فنکاری کے نئے نئے نمونے سجائے گئے تھے۔ یہ سب دل کو لبھا رہے تھے۔ صناعی کے اس مرکز میں پہونچ کر ہندوستانی بنکروں کی مہارت دیکھنے کو ملتی تھی۔ ساتھ ہی اسے دنیا کے کونے کونے میں پہونچانے کے لئے تاجروں کی محنت اور کارکردگی بھی نظر آتی تھی۔

"ارے!" ایک ادھیڑ عمر شخص کے منہ سے نکلا۔ اس کے گلے میں قیمتی نگوں کا جڑاؤ ہار چمک رہا تھا اور چہرہ نہایت شاداب تھا۔ وہ اپنی دوکان سے کودا اور ودّیا دھر کے قدموں میں گر پڑا۔

"مہاراج! سمراٹ! راج راجیشور..."

ودّیا دھر ڈرے کہ کہیں اس کے جوش وخروش کی وجہ سے بھیڑ نہ لگ جائے۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا...

"ارے شوبھا سیٹھ، کیا خبر ہے۔"

"راجن۔ جب آپ میری دوکان چھوڑ کر آگے چلے گئے تو جی چاہا کہ چھری لیکر اپنے سینے میں اتار لوں۔ جو دوکان میری کئی پشتوں کی خون پسینے کی محنت کے بعد کھڑی ہوئی ہے اگر اسے شمالی ہندوستان کے شہنشاہ نے ہی نظر انداز کر دیا تو ہم کہاں کے رہ جائیں گے۔"

"ایسا مت سوچئے شوبھا سیٹھ۔ مجھے مہا اشٹمی کی پوجا کے لئے کچھ چیزیں چاہئیں جنہیں خود ہی اکٹھا کرنا ہوتا ہے۔ دوسروں کی مدد پوجا کو بے فیض بنا دیتی ہے۔ میں نے ابھی آریہ رنگ کو بھی خبر نہیں دی ہے۔ آج صبح کے ایک پہر بعد اپنی دوکان کی ساڑیوں، چادروں اور دوشالوں کے سب سے عمدہ نمونے سون بھدر بھجوا دیجئے گا۔"

"شکریہ ان داتا۔ شوبھا سیٹھ نے کہا۔ آج لگتا ہے میری قسمت کا ستارہ بلندی پر ہے"۔

بنارس میں بسنت کے نوراتروں کا تہوار ایک عجیب جوش و خروش اور پھولوں کا انبار لیکر آتا ہے۔ کیتنر، سرخ کچنال، بکل، مالتی، بیلا یہ سارے پھول مل کر گویا مختلف قسم کی خوشبوؤں کا چھڑکاؤ کر دیتے ہیں۔ ان کے امتزاج سے بنا انوکھا عطر ماحول کو معطر کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ روئی کے ننھے ننھے پھوئے سینکوں میں لگا کر عطر کا استعمال الگ۔ یہ کاشی کی اپنی روایت رہی ہے۔

جب ودیادھر اور مانک شیل بھدرا کی کٹیا پر پہونچے تو وہاں بالکل خاموشی تھی۔ ودیادھر نے مانک کو اشارہ کیا۔

"شری ماں! شری ماں!!"

"کون ہے؟"

"میں ہوں، مانک۔"

"مانک؟"

"ہاں ماں۔"

"تو اکیلا آیا ہے؟"

"نہیں ماں۔"

شیل بھدرا نے خود دروازہ کھولا۔ دونوں ہاتھوں میں آنچل پکڑا اور ودیادھر کے پیر چھوئے۔ وہ بلک بلک کر روتی رہیں۔

"شیلا۔ میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔"

"اندر چلو۔ شری ماں نے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ جو زندگی کے عمل اور جینے کے محور کو تبدیل کر دیتا ہے وہ جب معافی مانگنے کی بات کرتا ہے ودیا تو اس کا یہ فعل مصنوعی اور عبث معلوم ہوتا ہے۔"

"نہیں شیل۔ تم جسے زندگی کی سمت بدل دینے والا کام سمجھ کر ناراض ہو وہ میرے اور

میری رعایا کے لئے خیر و برکت کا سبب ہوگا۔ اور بھلا یہ جا ادھیڑ عمر ودیادھر سے چاہتی بھی کیا ہے۔"
"وہ وہی چاہتی ہے جو تم تھے۔"
"یعنی؟"
وہ تم جیسے فن سپہ گری کے ماہر فوجی سے پورے جنگلی علاقے اور شمالی پٹی کی حفاظت کا وعدہ چاہتی ہے۔
تمہیں یہ سب چکر پوجا کے بغیر بھی بہت پہلے مل چکا ہے۔ تم نے پوجا میں دیوی پتیامبرا کی جھلک دیکھی۔ کیا یہ جھلک تمہیں یوں نہ ملتی؟ لیکن شیلا کو ہر لمحے اور ہر سمت سے توڑنا جیسے تمہارا مقصد بن گیا ہے۔ میں تمہاری انا کا سوال بن گئی ہوں۔" مار دے لات اس کی انا پر۔" یہ تمہاری سوچ کا ایک اہم پہلو ہو گیا۔ اس کا دی۔ ہادی کے بغیر بھی تم تنتر کے عالم بن سکتے تھے اسلئے کر شیلا کے ساتھ اس کی ریاضت بھی تمہارے قدموں میں ڈال دی گئی تھی۔ لیکن اسے تو تم نے ٹھکرا دیا۔"
ودیادھر کٹیا میں بچھی چٹائی پر بیٹھ گئے۔
"لاؤ کنگھک اتار دو۔" شیلا ماں بولیں۔ انہوں نے کنگھک کھونٹی پر لٹکا دیا اور سیتل پاٹی کے کونے میں سمٹ کر بیٹھ گئیں۔ ودیادھر نے ساڑیوں کی پوٹلی کھولی اور شیلا ماں کے آگے رکھ دی۔
"یہ سب سمیٹ لو ودیا۔ وہ بولیں۔ برہمنی ہوں۔ نذرانے میں دوپہر کو ایک دو روٹیاں مل جاتی ہیں۔ کبھی کسی نیک انسان نے دیکھ لیا کہ ساڑی پرانی ہو گئی ہے تو ایسی ہی پوٹلی بھجوا دی۔ اس سے مجھے نہ کوئی لاگ ہے نہ لگاؤ۔ نہ کوئی خوشی نہ رنج۔ یہ تو واسودیو کی مرضی ہے۔"
ودیادھر نے گردن جھکا لی۔" شیلا کیا یہ حقیر سا تحفہ بھی تمہارے لئے تکلیف دہ ہے؟ کیا اپنے نصف وجود کے تصورات اتنے بھاری ہوتے ہیں کہ انہیں کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا؟"
"کون سا نصف وجود اور کس کا؟ یہ سب کیشو آنند، رتو دھوج اور کامیشور کی لفاظی تھی۔ میں تو ایک چنگاری ہوں۔ اس نور عظیم سے پیدا۔ اس کا ایک ننھا سا جز۔ جو واسودیو میری گذر اوقات کے ذمہ دار ہیں انہیں میں ضم ہو جاؤں گی۔ وہ میرا انتظار کر رہے ہیں اور میں ان کا۔ چراغ بجھے گا بھی تو خوشبودار دھویں کے مرغولے فضا میں چکراتے رہیں گے۔"

ودیا دھر بے چین ہو کر تڑپنے لگے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ہچکیوں کی آواز شیلا کو سنائی دے رہی تھی۔ کہیں دل کی گہرائیوں سے کسی نے پکارا۔ اتنی سخت سزا نہ دے لیکن عقل اپنا فیصلہ بدلنے کو تیار نہ تھی۔

"اُٹھو راجن!" شیلا نے پہلی مرتبہ ودیا کی جگہ راجن کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ ایک غریب برہمنی تمہیں آنسو کے سوا اور کیا دے سکتی ہے! تم پورے ایک سال کے بعد مل رہے ہو۔ مہاکال کے یہاں ایک سال کی اہمیت تنکے کے برابر بھی نہیں ہے۔ لیکن کسی کے لئے مکمل طور پر خود کو وقف کر دینے والی دوشیزہ کے لئے یہ ایک بے حد طویل مدت ہے۔ جس انسان کو ایک بھکارن کی روزانہ زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اس سے یہ امید کرنا کہ وہ یاد کرتا ہوگا، خواب میں تو دیکھتا ہوگا، نصف وجود نہ سہی ایک عام سی محبت کرنے والی دوشیزہ سمجھ کر ہی کبھی اسکے لئے پگھلتا ہوگا..."

بس کرو شیلا۔ ودیا دھر نے کپڑوں کی پوٹلی کو لپیٹا۔ ہاتھی دانت کی چوڑیاں جگہ پر رکھیں اور کٹیا سے باہر نکلنے کو چلے ہی تھے کہ شیلا نے کہا اس قدر ناراض مت ہو ودیا۔ تم بغیر کرتا پہنے سون بھدر بھون جاؤ گے تو لوگ کیا کہیں گے۔ شیلا نے کھونٹی سے کنچک اتارا لیکن ودیا دھر کو دیا نہیں۔ تم اتنے معمولی کپڑے کب سے پہننے لگے ودیا؟ کیا تم پریتی کو بھی دھوکہ دے رہے ہو؟ تم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ تم سنیاس نہیں لوگے۔ لیکن یہ کپڑے تو سنیاسی کے گیروے چولے سے بھی معمولی ہیں۔

"جو بھی ہے یہی ہے۔" ودیا دھر نے کرتا لینے کے لئے ہاتھ پھیلایا ہی تھا کہ شیل بھدرا ان کے گلے سے لگ گئیں۔ ودیا۔ ودیا۔ وہ ہچکیاں لے لے کر رو پڑیں۔ ودیا دھر نے کپڑوں کی پوٹلی چٹائی پر گرا دی اور شیلا کو اس طرح اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا جیسے دیودار کا درخت کسی پھولوں بھری بیل کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ وہ اپنے ہونٹوں سے شیلا کے آنسوؤں سے دُھلے چہرے پر بوسوں کی بارش کر دینا چاہتے تھے تاکہ اپنے اندر اُٹھنے کو بے چین دوئی کے احساس کو مٹا دیں۔

"آؤ بیٹھو۔" شیلا نے انہیں چٹائی پر بٹھایا۔ وہ اپنی کٹیا کے پوجا گھر میں گئیں اور اگستیہ کے پھولوں کی مالا لے آئیں۔ لو ودیا آج دونوں طرف سے جوگ مایا پر متی پشپ ہی چڑھائے

گئے تھے۔

ودّیادھر حیرت سے دیکھتے رہے۔ ہار میں صرف چار پھول تھے۔ دو پوری طرح کھلے ہوئے اور دو آدھ کھلے۔

"کیا یہ مالا وہی ہے جو میں نے جوگ مایا کو چڑھائی تھی؟" اندر سے مدھم سی آواز آئی۔

"ہاں یہ وہی ہار ہے ودّیا۔ فرق یہ ہے کہ اس کے پھولوں کو تم نے خود توڑا تھا اور یہ پھول میں نے توڑے ہیں۔ لو یہ پرشاد کھالو" لال، پیلی چھوٹی سی چُنری میں بندھا ناریل، بُھنا ہوا گیہوں اور مصری ودّیا کے سامنے رکھ کر شیلا ماں اندر گئیں اور ٹھلیا میں پانی اور ایک کوزہ لے کر واپس آئیں۔

"دیکھوں ودّیا۔ میں نے سنا ہے کہ تم بھاگوت میں اتنا کھو گئے ہو کہ تمہیں اپنے روزانہ فرائض کا بھی دھیان نہیں رہتا؟"

"ہاں شیل۔"

"میں تمہارا امتحان نہیں لے رہی ہوں ودّیا، میری اتنی مجال بھی نہیں ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کون سا لفظ، سطر، اشلوک یا حوالہ — جو بھی کہہ لو، تمہیں ایسا لگا کہ تم نے زندگی کا مقصد پالیا ہے اور تم کامیاب ہو چکے ہو؟"

"شیل، میں راجپوت ہوں۔ جنگ کرنا میرا پیشہ ہے۔ موت ہر روز مجھے اپنی جھلک دکھاجاتی ہے۔ میں اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتا رہا ہوں۔ لیکن[1] ایک ذاتی دکھ ایسا بھی ہے جہاں صرف اندھیرے کا راج ہے۔ کالے پردے کے اندر چھ چھ ننھے بچوں کو قتل کیا جاتا رہا۔ ماں کی آنکھوں کے سامنے دودھ پیتے بچوں کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ دل کے اندر شدید مایوسی کا اندھیرا اور باہر قید خانے کا اندھیرا۔ اذیت۔ اس قیامت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اچانک ایسا لگا جیسے کوئی ننھا سا چراغ روشن ہو گیا ہو۔ دیوکی[2] نے اسے روحانی چراغ کہا۔ میں

---

[1] کرشن جی کی پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے ظالم ماموں کنس نے اپنی بہن بہنوئی یعنی کرشن کے والدین کو جیل میں ڈال دیا تھا اور ان کے چھ بچوں کو قتل کرا دیا تھا جو کرشن سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔

[2] کرشن کی والدہ کا نام۔

اسے چراغ کی جگہ 'ناقابلِ تسخیر قوت ارادی کا چراغ' کہا کرتا ہوں۔ ایک دوسرا منظر ہے جہاں اندھیرا ساری کائنات پر چھا رہا ہے۔ وہ ذاتی بھی ہے اور کائناتی بھی اس لئے کہ کائنات میں ذات تو شامل ہے ہی۔ پانچوں عناصر اس ازلی عنصر میں ضم ہو جاتے ہیں۔ پوری زمین بحر ظلمات میں ڈوب جاتی ہے۔ چاروں طرف گہرا گھنا اندھیرا۔ چاروں طرف ایسی تاریکی جس کا اور نہ چھور۔ اور تبھی اس تاریکی سے ہویدا ہوتا ہے ایک ضوفشاں کنول۔ اس اولیں پھول کو بھی روحانی چراغ کہنا چاہو تو کہہ لو۔ اس کو پیدا کرنے والا' اس کا خالق کون ہے؟ وہ کال[1] کی صورت میں باقی رہ جانے والی وسیع اور عظیم قوت۔ وہ اس پوری کائنات کے وجود کا سبب بھگوان وشنو؟"

اچانک شیلا ودّیا کے قدموں میں گر پڑی۔ "ودّیا تم نے جسے بغیر کسی کی مدد کے از خود جان لیا وہی تو راستہ ہے جو نجات کی خلاء سے اوپر اٹھا کر ہمیں ایک بھیانک دنیاوی جال کو کاٹنے کی تحریک دیتا ہے۔ وشنو کا یہی روحانی چراغ تمہاری راہوں کو روشن کرے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت تمہیں غلط راہ پر نہیں ڈال سکتی۔ میں آج پوری طرح مطمئن ہوں آریہ پُتر۔ میری یہ زندگی سوارت ہوئی۔ آج میں تکمیل کو پہونچی۔ آج میں نے اس شخص کے قدموں میں جو کہ میرے وجود کا نصف ہے اپنے باقی ماندہ حصے کو ڈال کر اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ آج میں شیل ودّیا کی تخلیق کار ہوئی۔"

ودّیا نے شیل کے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں میں لے لیا۔ بے پناہ آسودگی اور ایک انوکھی ضیا نے اسے منور کر رکھا تھا۔ ودیا دھر نے سرخ پھول کی پنکھڑیوں جیسے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔ ایک انوکھی سکون میں ڈوبی شیل مسکراتی رہی۔

ناؤ کیدار ایشور گھاٹ پر لگا دی گئی۔ شیل بھدرا کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ کئی لوگ وہاں کھڑے ہوئے ہیں۔ رام چندر کی بیوی' کیدار ایشور کے تیرتھ پروہت شوچندر برہمچاری' بھون رتنیش شرما اور وششٹ ترویدی۔ سب سے پہلے شری ماں کے قدموں پر سر رکھنے والی

[1] بھگوان وشنو کی ایک مورتی کال کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔

تھی چمپک۔
"اٹھ بیٹی! شری ماں ہانپتے ہوئے بولیں۔ تونے ادی ملکیشور کے سامنے جو گرہ باندھی تھی وہ تیرے لئے ہمیشہ مبارک ثابت ہوگی۔"

"کیوں رتنیش۔ ماں بولیں۔ ابھی تو آدھی رات بھی نہیں گذری۔ تمہیں صبح آنا چاہئے تھا۔"

"ہم لوگ تمہیں دیکھنے آ گئے ماں۔ دشٹشٹ ترویدی نے کہا۔ چل چمپک۔ سویرے ذرا جلدی نہا دھو کر پوجا پاٹھ کر لینا۔"

دشٹشٹ ترویدی اور رتنیش چلے گئے۔ اسی وقت ماں کی نظر رام چندر کی بیوی پر پڑی۔ وہ تقریباً دوڑتی ہوئی اس کے پیروں پر گر پڑیں۔ "بھابھی دیدی، میں آ گئی۔ تو اچھی تو ہے نا دیدی؟"

"نندا۔ تم میرے پیر پکڑ کر مجھے گناہ گار مت بناؤ۔ میں تمہاری جاہل، دیہاتی، شودر، بھابھی ہوں۔ دوپہر کو تمہیں دو روٹی بھی نہ بھیج سکی۔ ہم اپنے حق پر بھروسہ کرنے والے معمولی ملاح ہیں۔ تم نے ہمیں چھو کر گلے لگا کر جو عزت بخشی اس نے ہمارے اندر ایسا اعتماد پیدا کیا کہ اب ہم خود کو کسی کے سامنے کمتر نہیں سمجھتے۔"

"بہن تھکی ہوئی ہیں مہیش کی ماں۔ رام چندر ملاح نے کہا۔ اب انہیں کٹیا میں جانے دے۔" ماں آگے بڑھیں تو شونیدر برہمچاری ان کے قدموں میں لوٹ گئے۔

"بھیا تو کیوں یہ سب کرتا ہے۔ تو جیوتر لنگ کا محافظ ہے۔ کال بھیرو ہے۔ تجھے میرے پیر نہیں پکڑنے چاہئیں۔"

"ماں۔ کیا میرے روشن ضمیر والد رودریندر برہمچاری نے اسّی سال کی عمر میں تمہاری مریدی نہیں اختیار کی؟"

"ارے پگلے۔ بابا کی بات دوسری تھی۔ انہیں دین و دنیا کی کون سی دولت حاصل نہیں تھی؟ انہوں نے تو اپنی اس بیٹی میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے یہ حلقہ بگوش ہونے کی اداکاری کی۔ میں نے انگلی پکڑ کر انہیں اس طرف موڑ دیا جہاں ندی کو پار کر کے آگے جانا ہوتا ہے۔ بس بابا نے میری تعریف کے پل باندھ دیے۔ اٹھ شونیدر! تو اپنے باپ کا لائق بیٹا ثابت ہو یہی میری دعا ہے۔"

"مہیش!"

"ہاں بوا ماتا۔"

"چل ذرا اگتیا تک چل۔"

آگے آگے شیلا ماں اور پیچھے پیچھے مہیش چل پڑے۔ وہاں دیکھا دروازہ کھلا ہے۔

"کرشن!" ماں نے آواز لگائی۔

"آیا ماں صاحبہ۔"

"تجھے ابھی مہیش کے ساتھ بھدربن کے دکھنی کونے پر بنی ڈوموں کی جھونپڑیوں میں جانا ہوگا۔ تم لوگ بھرت ڈوم سے کہنا کہ شری ماں کا حکم ہے کہ ہاتھ پیر دھو کر اگستیہ یعنی اگیتا کے پھول توڑ کر دے جائے۔"

کرشنن اور مہیش بھدربن کی طرف چلے گئے۔ کومدی نے ہتھیلیوں میں آنچل سمیٹ کر شری ماں کے پیر چھو کر پرنام کیا۔ "جی کیسا ہے ماں؟"

"ٹھیک ہے بیٹی۔ تجھے کسی بات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھڑے میں پانی تو ہے نہ؟"

"ہاں ماں۔"

"میں نہانے جا رہی ہوں۔ کرشنن اور مہیش لوٹیں تو انہیں مہیش کے گھر سونے کے لئے بھیج دینا۔"

"کرشنن کو بھی؟"

"ہاں بیٹی کرشنن کو بھی۔ میں تو چاہتی تھی کہ اس کٹیا میں آج کی رات تو بھی نہ رہے لیکن لاچار ہوں اس لئے کہ کسی ایسے کنبے کو نہیں جانتی جس پر بھروسہ کر سکوں اور تجھے رات گذارنے کو ان کے یہاں بھیج دوں۔"

کومدی کو فکرمند چھوڑ کر ماں اندر کے کمرے میں نہانے چلی گئیں۔ کومدی سوچ رہی تھی کہ کیا ماں آج کوئی جلالی عمل کرنے جا رہی ہیں۔ لیکن اس طرح کے سوالوں کو سن کر ماں ہنس دیا کرتی تھیں۔ جیسے گیہوں کے آٹے کا پتلا بنا کر اس میں دشمن کی روح پھونک کر اسے چولہے میں ڈال

دینا۔ ماں اس طرح کی باتیں سن کر کھلکھلا پڑتیں۔ یہ ان کو ہنسانے کا بہانہ بن جاتا۔ " ایسا لوگ جانے کب سے کرتے آ رہے ہیں' کرتے رہیں گے۔ اس طرح کے کالے جادو کا اثر توہم پرست لوگوں پر ہی پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں پر جن کا ذہن شک و شبہ کا شکار رہو۔ بالکہ کائنات کے عقیدتمندوں پر سفلی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ کوئی ان کا بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔"

لیکن پھر وہ مجھے کٹیا سے کیوں ہٹانا چاہتی ہیں۔ کومدی کا دل بے چین ہو گیا۔

اس نے اُڑتی اُڑتی خبر سنی تھی کہ برہم پوری کے لوگ شرارت پر آمادہ ہیں۔ اسے پورا الیقین تھا کہ مریخ کے سامنے سورج بھی بیکار ہو جاتا ہے۔

کرشنن اور مہیش آ گئے۔ کومدی بہن۔ دونوں بیک وقت بولے۔ ہم نے تو ایسا عجیب آدمی دیکھا ہی نہیں تھا۔ پتہ نہیں کس نشے میں غلین تھا بھرت ڈوم کہ ہم تو اس کی آواز سن کر ہی دبک گئے۔

"کون ہے رے سس سالا۔ لا بسنتی ہمارا گنڈاسہ۔ لگتا ہے بجریانی سالے پھر آ گئے ہیں۔"

" ہم لوگ بجریانی نہیں ہیں بھرت کاکا۔ مہیش بولا۔ ہمیں بُوا ماتا نے بھیجا ہے۔"

تبھی بھرت کی بیوی بسنتی آئی۔ " ہوش میں نہیں ہو کیا؟ بچوں کو شری ماں نے بھیجا ہے۔"

" ایں۔ بھرت کھسیانا ہو گیا۔ جلدی سے بولا۔ " کہو بھیا کیا حکم ہے شری ماں کا؟"

" انھوں نے کہا ہے کہ بھرت سے کہنا کہ ہاتھ پیر دھو کر اگنیا کے کچھ پھول دے جائے۔ میں بھرت کا انتظار کروں گی۔"

" چلو بھیا۔ اُدھر ہی کیدار ایشور کے نالے میں ہاتھ پیر دھو لوں گا۔ سالی یہ رات کیسی گہری ہے۔ اندھیرے میں پھول ٹٹول بھی پاؤں گا کہ نہیں۔ ایک تو پھول ملنا ہی مشکل اوپر سے ٹٹول کر توڑنا۔ لیکن ماں جانتی ہیں کہ یہ کام صرف بھرت کر سکتا ہے۔ پوجا کے لئے ڈوم سے پھول کون تڑواتا ہے۔ یہ سب ماں کا کرشمہ ہے۔"

رات کا درمیانی پہر۔ بھرت ڈوم اگستیہ کے پھول دے گیا تھا۔ کٹیا کے اندرونی حصے میں گھی کے چراغ جل رہے تھے۔ آرتی سجی ہوئی تھی۔ ماں دھیرے دھیرے سسک رہی تھیں۔

"تمہارے لئے آسان ہے وہ دیا کہ تم ایک جھٹکے سے سارے بندھن توڑ کر آزاد ہونے کا اعلان کردو۔ میں انہیں نہیں توڑ پاؤں گی۔ تمہارا دل نرم نہیں ہے۔ ہندوستان کے مشہور شمشیر زن کے ساتھ نرم دلی کا تصور ہے بھی بے بنیاد۔ تمہیں نہ شوچاہئے نہ کرشن چاہئے۔ تمہیں نہ کیلاش چاہئے نہ گوتوک۔ تمہیں صرف خلا میں چکر لگاتے رہنا اچھا لگتا ہے۔ کہاں گئی تمہاری ناقابل تسخیر قوت ارادی جس نے گھنے اندھیروں میں ننھا سا الوہی چراغ جلایا تھا۔

کتنے چھوٹے ہوگئے ہو تم۔ جان بوجھ کر دل دکھانا تمہیں اچھا لگتا ہے۔ وہ بھی شیلا کا۔ کیونکہ تم جان گئے ہو کہ شیلا تمہیں کبھی چھوڑ نہیں سکتی۔ اسی لئے تم من مانی کرنے لگے ہو۔ تمہارا یہ آخری خط اور میری اس زندگی کا پہلا بھی اور آخری بھی۔ کیا کردں؟ اسے ان بھیڑیوں کے لئے یہیں چھوڑ دیا تو غضب ہی ہو جائے گا۔ ضائع کردوں تو دل دکھتا ہے کیونکہ وہ دیا جو کام تم نہیں کرسکے، پر تی نہیں کر سکی، یعنی چندیل خاندان کے بجھتے چراغ کی حفاظت۔ وہ شیلا کرتی چلی آرہی ہے۔ شیلا نے تم جیسا ہی مشہور، شمشیر زنی میں طاق اور وفادار پوتا کھڑا کردیا ہے۔ دنیادی طور پر تو نہیں لیکن انتہائی طاقتور قوت ارادی کے ذریعے گڑھ گڑھ کر ایسا زرد پوش نوجوان تیار کیا ہے جس میں تمہاری شبیہہ پوری طرح موجود ہے۔ ہاں وہ ہرن کی کھال کی پوشش زیب تن نہیں کرتا بلکہ پیتامبر پہنتا ہے۔ ایک پہلو سے تم سے مختلف بھی ہے یعنی جھوٹ بول کر دوسروں کا دل نہیں دکھاتا۔ ایسا بہادر ہے جس پر فتح پانا آسان نہ ہو لیکن بچے جیسا معصوم نظر آتا ہے۔ اور گومتی۔ وہ توئے سُر سے آراستہ۔ بانسری سے پھوٹتا ہوا نغمہ ہے۔ وہ بادفا پجارن ہے جسے آغوش میں لے کر دا شو دیوراس لیلا کے درمیان نظروں سے اوجھل ہوگئے تھے۔

شری ماں نے صندل کی لکڑی سے بنا صندوقچہ کھولا۔ بھوج پتر نکالا۔ بڑی دیر تک وہ یہ سب کرتی رہیں۔ پھر خط لفافے میں رکھ کر مطمئن ہوگئیں۔ چادر کے کونے سے آنکھیں پونچھیں اور مراقبے میں ڈوب گئیں۔

۱؎ شو سے وابستہ

۲؎ کرشن سے وابستہ

36

بھگوان رشی پٹن میں کاشی کے بھکشوؤں، گرہستوں اور بیوپاریوں سے ٹھسا ٹھس بھری ہوئی محفل کو خطاب کر رہے تھے۔ ”راست گوئی جو بنیادی مذہب ہے۔ اس کے راستے کو چھوڑ کر جو شخص دروغ گوئی اختیار کرتا ہے آخرت کو بھلا بیٹھنے والے اس شخص سے کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو سرزد نہ ہوتا ہو...“

(دھم پد 176)

صبح کا لگ بھگ ایک پہر بیت رہا تھا۔ کیدار لیشور گھاٹ پر کشتیوں کا جمگھٹ کھڑا ہو گیا۔ بڑی بڑی دس پندرہ ناؤوں سے برہم پوری کے نوجوان اور ان سے تعلق رکھنے والے گھاٹیے و ملاحوں کے دو سو چھوکرے اُترے۔ یہ لوگ صرف ایک نعرہ بلند کر رہے تھے ”اس بد چلن عورت کو شہر بدر کرو۔“

ماں کی کُٹیا کے سامنے آچاریہ بلدیو اوجھا، آچاریہ وشسٹ تردیدی، بھون رتنیش شرما، بندھو جیو اور اس کے چار پانچ حامی قطار بنا کر کھڑے تھے۔ یہ گھناؤنا نعرہ لگانے والے جوان گلا پھاڑ پھاڑ کر چلّاتے ہوئے کٹیا کے پاس پہونچے۔ ان کے پیچھے کا نڑوال سپہ سالار پارس دیو اور کچھ پیدل فوجی کھڑے ہو گئے۔ انہیں کے درمیان چمکتے ہوئے عمدہ کپڑے کے دوشالے میں لپٹے کرشن مشر بھی کھڑے تھے۔ تبھی کرن دیو کے حکم سے سو گھوڑ سوار سپاہیوں کے ساتھ اشو گندھ پہنچا۔ اشو گندھ کو دیکھ کر برہمن جوانوں کا جوش وخروش دوگنا ہو گیا۔

اشو گندھ نے وِنایک بھٹ کو بتایا کہ اس کی دُرگت دراصل انو سنگھ کی وجہ سے بنی تھی۔

”وہی پہونچا تھا برہم پوری جب پارس اور اس کے حواری تمہیں پیٹ رہے تھے۔ اسی نے تمہیں اپنے گھوڑے سے کچلا۔ وہ کرن دیو کی اجازت کے بغیر بلدیو اوجھا کے پاس گیا، وہی اس حکم کا بھی ذمہ دار ہے کہ تمہیں رسّی میں باندھ کر گھسیٹتے ہوئے کرن میرو بھیجا جائے۔ اسی نے میرے ہونے والے داماد پنگلاکش کو قتل کیا۔ اسی نے کرن دیو کو بجر پانیوں کی طرف سے بدظن کیا۔“

سارے واقعات کی ذمہ داری انو سنگھ پر ڈالتے ہوئے اشو گندھ نے وِنایک بھٹ

سے مزید کہا۔ "کرن دیوی نے تسلیم کیا کہ انتو کے کہنے پر دنانک بھٹ کو کوڑے لگانے کا حکم دینے میں انہوں نے جلدی بازی کرنے کی غلطی کی ہے۔"

دنانک بھٹ نے اپنے تہہ خانے میں رکھی پیٹی میں سے پانچ ہزار کارشاپن نکالے اور عہد کیا کہ جب تک چندیلوں کو تباہ نہیں کر دوں گا اور گاہڑوالوں کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی تھما کر بھیک مانگنے پر مجبور نہیں کروں گا تب تک اپنے دیوتا مہا کالیشور کے سامنے نہیں جاؤں گا۔ اگر شری ماں دیوی ہیں تو میں بھی بھیرو ہوں۔ کال بھیرو۔ گلے میں سفید سانپوں کا جنیو ڈالے، سارے جسم پر چتا کی راکھ اور کمر سے نیچے ہاتھی کی کھال لپیٹے، ہاتھ میں ترشول لئے، غصے میں جٹاؤں کو جھٹکتے، کھوپڑیوں کی مالا پہنے، انسانی قربانی سے حاصل انتڑیوں کو گلے میں ہار کی طرح لٹکائے کال بھیرو کی طرح ہی غیظ و غضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے چہرے کے نقوش مسخ ہو اُٹھے۔ وہ بولا۔ "کہو اس چھنال بنگالن سے کہ کٹیا میں چھپ کر کیوں بیٹھی ہے۔ آئے باہر نکل کے۔ عوام کی اس عدالت میں اپنی طاقت اور چرب زبانی دکھائے ذرا۔ کاشی کی برہم پوری کسی جادو ٹونے سے ڈرنے والی نہیں ہے۔"

تبھی زعفرانی پگڑی باندھے لمبی کالی گھنی داڑھی والا ایک نوجوان جس نے زرد دھوتی کو بھگوان واسودیو کا پرشاد سمجھ کر زیب تن کیا تھا آیا اور کٹیا کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے کمر بند میں اس کی بے نظیر کاٹ والی تلوار لٹک رہی تھی۔ وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے اسے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کاشی کے پانچ سات باشندوں کے ساتھ رنجک آریہ آئے اور کٹیا کے دروازے پر اس نوجوان کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو گئے۔

"نکالو بے حیا کو۔ نکالو بنگالن کو۔"

"اتنے بے صبر مت بنو دنانک بھٹ۔ شری ماں اس وقت مراقبے میں ہیں۔ گھڑی بھر بعد عوام کی اس عدالت میں حاضر ہو جائیں گی جس میں برہم پوری کے شرابی کبابی برہمن اور گمراہ ملاح شامل ہیں۔"

"تو اس ساری بدعنوانی میں پوری طرح شامل ہے رنجک۔ یہ سب تیری سیاسی بازی گری

ؒ شو کے حواریوں میں سے ایک جو نہایت غضبناک سمجھے جاتے ہیں۔

کے نتیجے میں ہی ہو رہا ہے جس تنگ دست چندر دیو کے پاس کوئی فقیر بھیک مانگنے کو بھی نہیں جاتا اس کے پاس اتنی صلاحیت کہاں سے آ گئی کہ اس نے ایک ہزار گھوڑ سواروں کی فوج تیار کر لی۔ اس کے قلعے سے گنگا پار جانے کا پل بن گیا جس پر گذرنے والوں کو ایک کارشک محصول دینا پڑتا ہے۔ بول رُنجک بول یہ ساری دولت اچانک کہاں سے آ گئی؟"

"پورے کانیہ کبج کے جائز وارث چندر دیو کسی نہ کسی دن اپنی اصل صورت تجھے ضرور دکھائیں گے۔ برادر! یہ یاد رکھ کہ پانڈووں کو جنگلوں میں چھپ کر رہنا پڑا، در در کی ٹھوکریں کھانی پڑیں پھر بھی وہ اپنا حق حاصل کرکے رہے۔ واسُو دیو کی مہربانی سے گانڈ والوں کو دروپدی کی ہانڈی مل گئی ہے جو لاکھوں لوگوں کے آجانے پر بھی خالی نہیں ہوتی۔ ہم لوگ تو تجھ جیسے بدقماش اور گمراہ برہمن سے بات بھی نہیں کرنا چاہتے۔" آریہ رنجک نے کہا۔

"دیکھو اس ننگ خاندان رنجک کو۔ وناٹک نے برہم پوری کے دو سو نوجوانوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ بلاؤ اُس بدچلن عورت کو۔ ہم اس کے گرگوں سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔"

پھر وہی چیخ پکار۔ پھبتیاں۔ آوارہ۔ آوارہ۔ باہر آ۔ باہر آ۔ عوام کی عدالت میں حاضر ہو۔

اسی وقت روشن سورج کی طرف مونہہ اُٹھا کر گیدڑ نہایت ڈراؤنی آواز میں ہُواں ہُواں کرنے لگے۔ ان کی بھیانک آوازوں سے لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ بھیڑ کی پروا کئے بغیر جھُنڈ کے جھُنڈ کتے بھی آ گئے اور رونے لگے۔ دھول بھری آندھی اُٹھی جس کی تیزی سے زمین و آسمان کانپ اُٹھے۔ اُلّوؤں، کوّوں اور دوسرے پرندوں کے غول کے غول آسمان میں اُڑنے لگے۔ کُٹیا کے دروازے پر کھڑے لوگوں کے بائیں اعضا پھڑکے۔ شری ماں کے دروازے پر کھڑے وششٹ تردیدی، بلدیو اوجھا، رُنجک، اجنبی نوجوان اور رتنیش وغیرہ کسی انہونی کے خدشے سے دم بخود کھڑے رہ گئے۔

"کیا ہونے والا ہے آچاریہ؟" رتنیش نے بلدیو اوجھا سے کہا۔ "اس طرح کے منظر تو بہت کم دکھائی پڑتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بھگوان کرشن نے جب اپنی لیلائیں سمیٹ لی تھیں تبھی اس طرح کے منظر دکھائی پڑے تھے۔"

اسی وقت کُٹیا کا دروازہ کُھلا۔ شری ماں نے آج بالوں کو سمیٹ کر جوڑا باندھ لیا تھا ان کے جسم پر کالے آنچل والی ایک موٹی سفید ساڑی تھی۔ انہوں نے کلائی تک لمبی آستینوں والی کُرتی پہن

رکھی تھی۔ وہ ننگے پیر آکر کٹیا کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں۔

"کیوں ری قطامہ! کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آج سے چالیس قبل تو اسی کٹیا میں رہتی تھی؟ رہتی تھی یا نہیں؟"

"چالیس سال سے کچھ زیادہ ہی کہو۔ رہتی تھی نہیں بلکہ رہتی چلی آئی ہوں۔"

"اس وقت تو ایک خوبصورت دوشیزہ تھی۔ بائیس برس کی ایک پُرکشش عورت۔"

"آگے پوچھو۔"

"تو کیا چندیل راجہ ودیادھر کی رکھیل نہیں تھی؟"

"میں نہیں جانتی کہ رکھیل کا کیا مطلب ہے۔ ودیادھر دیو کئی بار میری کٹیا میں آئے۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے محبت تھی۔ اُسے تو نہیں سمجھ سکے گا۔ تیرے پاس جو مادی ترازو ہے اس پر صرف وہی کچھ ناپا تولا جا سکتا ہے جو مادّی یا ظاہری ہے۔ محبت کی مٹھاس اور اس کے روحانی عنصر کو اخلاقی اور غیر اخلاقی باٹوں سے تولنے والے احمق ہوتے ہیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ اپنی حدود سے باہر جانے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ عشق جب ذہن، قلب اور روح سے اوپر اُٹھ جاتا ہے تو الوہی ہو جاتا ہے۔ اس پر خالقِ کائنات کی خیر و برکت کا سایہ ہوتا ہے۔"

"پہیلیاں مت بجھا پاپن۔ بول تیرے اور اس کے درمیان جنسی تعلق تھا کہ نہیں؟"

"ونایک تم حد سے آگے جا رہے ہو۔ رتنیش نے کہا۔ تمہیں کسی کی ذاتی زندگی پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ خاص طور پر ایک ستر سال کی بوڑھی عورت کے اوپر۔"

"جا۔ جا رتنیش۔ تجھ جیسے بدکار اور نئے طریقِ عبادت کے ریاکار پنڈت کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کیا بھگوان میں تیرا یقین ہے؟"

"میں بھگوان کے نام پر غریب عوام سے ان کی آخری پونجی تک زبردستی چھین لینے والے پروہتوں کے سامنے صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ رتنیش اس طرح کے کالے کرتوتوں کے پیچھے چھپے ایشور کو نہیں مانتا ہے۔ تم نے پُرانوں کی کہانیوں، تنتر منتر سے تعلق رکھنے والی چانڈوں خانے کی گپوں، برہمنوں کی پوجا اور ان کو دیے جانے والے نذرانوں کو صحیح ٹھہرانے کے لئے صفوں پر صفحے سیاہ کر دیے۔ خود عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کے لئے تم نے غریبوں

کے واسطے ایک خیالی دنیا سجا رکھی ہے تاکہ وہ اسی میں بھٹکتے رہیں۔ لیکن تمہارا یہ جال ٹوٹ کر رہے گا۔ میں عوام کو لوٹنے کے لئے پھیلائے گئے غلط عقیدوں کو قبول نہیں کرتا۔ اس دنیا میں دیئے گئے نذرانوں کے ذریعے دوسری دنیا میں ملنے والی جنت کے فریب کو کب تک ڈھوئیں گے عوام؟ تم لوگوں نے آسانی سے روزی روٹی حاصل کرنے کے لئے سیکڑوں دیوی دیوتاؤں کا بازار سجا لیا ہے۔ یہ سارا کچھ جھوٹ اور فریب پر مبنی سازش کے علاوہ کچھ نہیں اور اس سازش کی سب سے گھناؤنی اور پُرفریب پوشش ہے ایشور۔ میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔"

"رتنیش۔ ہائے ہائے!"

"رتنیش۔ ہائے ہائے!"

"بول فاحشہ تیرا ودیادھر سے کیا تعلق تھا؟"

"ودیادھر کو میں شو کی نظر عنایت سے پیدا ہونے والا ایک ایسا بے مثل انسان مانتی ہوں جسے مہینوں رات میں نیند نہیں آتی تھی۔ ایک زبردست آندھی چلتی رہتی تھی ان کے ذہن میں کہ کیا ہند دھرم، تہذیب و تمدن، فن کاری، تعمیرات، مندر، مورتیاں یعنی وہ سب کچھ جو ہمارے اجداد نے ہزاروں سال کی ریاضت کے بعد حاصل کیا ہے ہاتھ سے نکل جائے گا؟ آگ کے شعلوں کی نذر ہو جائے گا؟"

"تو اپنے مربی ودیادھر کی قصیدہ خوانی بند کر اور سیدھی طرح بول کہ تیرا اس کے ساتھ ناجائز تعلق تھا یا نہیں؟" ونائک چیخا۔

رنجک نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ "میں جواب دیتا ہوں ونائک کہ جائز اور ناجائز تعلق کیا ہوتا ہے۔" رنجک کا چہرہ غصے سے تپ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھے۔

"رک جا رنجک۔ حالانکہ تو تمام حالات کا گواہ ہے پھر بھی میں اس موقعے پر خون خرابہ نہیں دیکھ سکوں گی۔ اتنا تو یاد رکھ رنجک کہ آج تیری ماں کی سالگرہ ہے۔"

"خاموشی رضامندی کا دوسرا نام ہے۔" ونائک قہقہہ لگا کر یوں ہنسا جیسے کوئی ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑکھڑایا ہو۔

"اچھا یہ بتا کہ تیرے داہنے ہاتھ کی تیسری انگلی میں یاقوت کی جو انگوٹھی ہے وہ تجھے

کہاں سے ملی ؟ اس کی قیمت آنکنے والوں نے بتایا ہے کہ ایک لاکھ کارشاپن سے کم کی نہیں ہے۔"

"بے وقوف ! جب تو نے مجھے وتریادھر کی داشتہ ہی کہہ دیا ہے تو اتنا تو جاننا ہی چاہئے کہ چندیلوں کے پاس ایسا پارس پتھر ہے جسے چھونے سے لوہا سونے میں بدل جاتا ہے۔ سمجھ گیا کہ نہیں۔"

"ہاں اب بول۔"

"پوچھ۔"

"کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تو نے گاہڑوال مدن چندر کی رانی رالہہ دیوی کو اپنی کُٹیا میں روک کر ایک غیر مرد سے اس کا جسمانی ملاپ کرایا ؟"

"کیا کہا ؟ کیا کہا ؟" دروازے پر کھڑے سبھی لوگ غصّے سے کانپنے لگے۔ آچاریہ بلدیو، آچاریہ وششٹ، رنجک اور پیچھے کھڑی قطار بند گاہڑوال فوج نے یہ سنا اور پارس چلایا۔ "اب رُکنا مشکل ہے آریہ رنجک۔"

"کیوں رے دوغلے۔ تیرے باپ نے جس کا نمک کھایا اسی تھالی میں تو چھید کر رہا ہے احسان فراموش !"

"چُپ رہ ! استاد کے ساتھ دغا کرنے والے۔"

"ماں کی جگہ وناٹک سے میں ایک سوال کر رہا ہوں۔ کیوں رے مکّار تو وہ دن بھول گیا جب اپنے اس شاگرد کے پیروں پر اپنی پگڑی رکھ کر روتے ہوئے بولا تھا کہ آریہ بندھو جیوٗ مجھے بچا لو۔ میں نے گناہ کیا ہے۔ لڑ ہنی کو جو کچھ دینا چاہتے ہو مجھ سے لے کر دے دو۔ یاد ہے کہ نہیں ؟"

"یاد ہے شودر، دوغلے۔ وناٹک بولا۔ میں تجھ جیسے گرے ہوئے لوگوں سے بات نہیں کرتا۔"

"تُوسن قطامہ۔ تو نے بتایا نہیں۔ رالہہ والے واقعے پر تو نے چُپ سادھ لی۔ تو جانتی تھی کہ مدن کو ایک بھیانک دماغی بیماری ہے اس لئے وہ اولاد پیدا کرنے کے لائق نہیں ہے۔ تو نے یہ گھناؤنا کام اسی وجہ سے کیا۔ کیوں ری چکلہ چلانے والی کٹنی کیا تو نے بڑی بڑی رقمیں لے کر نوجوان لڑکیوں کو کوٹھوں پر نہیں بھیجا ہے ؟ بول چمپک جیسی گستاخ اور بے ادب لیکن برہمن لڑکی کا

بیاہ تو نے ایک چھتری انتو سنگھ سے نہیں کرا یا کیا ؟ "
ونا ئک بھٹ ! وششٹ ترویدی اور ان کے ساتھی محافظ تلوار کھینچ کر آگے بڑھے۔
"نہیں وششٹ تم رُک جاؤ۔"
وششٹ ترویدی لوٹ آئے۔ شری ماں نے مسکراتے ہوئے کہا " بولو ونا ئک اور کون سی لڑکیاں ہیں جنہیں میں نے بد کرداری کی راہ پر ڈالا ہے۔"
" گاہڑوال قلعے میں رہنے والی رج کماری گومتی کو کیا تو نے قلعے کی چار دیواری سے باہر نہیں نکالا ! "
"بے شرم ماتا ۔ ہائے ہائے ۔"
"بے شرم ماتا ۔ ہائے ہائے ۔"
ہاں میں نے اسے آزاد کرایا ۔ ذہانت اور جسمانی طاقت حاصل کرنے کے لئے لڑکیوں پر لگی پابندیاں ہٹنی چاہئیں ۔ تم لوگ گا ئیتری[1] ، مَیتر ئیی اور لوپا مُدرا جیسی لڑکیوں کے مرتبے کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس معاملے میں بالکل الّو ہو ۔ تمہیں معلوم نہیں ہے برہم پوری کے یہ نوجوان صحیح راستے سے اس لئے بھٹکے ہیں کہ ان کے گھر کے بزرگ اپنی روایتوں کو بھول گئے ۔ تیرتھ کے کے لئے آنے والے جاتریوں کے ساتھ برہم پوری ہمیشہ چھل فریب کرے گی ۔ کاشی کے پاکیزہ گھاٹ خون کی ہولی کھیلیں گے ۔ اگلے چار پانچ سال تک تمہاری اولادیں اور تم بھوک سے بلبلاؤ گے ۔ مندروں میں دیوی دیوتاؤں کے پجاری اُلٹی سیدھی بکواس کریں گے ۔ برہم پوری کے ان متکبر لوگوں کو پناہ دینے والے مندر ، مورتیاں اور جیوتر لنگ سب ٹوٹ جائیں گے ۔ تم لوگ شودروں سے بھی گئے گذرے ہو جاؤ گے اور جلتی چتاؤں کے سامنے کشکول لے کر کھانا ملنے کا انتظار کرو گے ۔"
معاف کر دو ماں ۔ معاف کر دو ۔ وششٹ ، بلدیو اوجھا ، رتنیش اور بندھو جیو ایک ساتھ ماں کے قدموں پر گر پڑے ۔ برہم پوری کو تمہاری نظرِ عنایت چاہئے ماں ۔ ان مٹھی بھر گمراہ لوگوں کی وجہ سے پوری برہم پوری کو بد دعا مت دو ماں ۔ ماں ۔

---

[1] ویدوں کے زمانے کی یہ خواتین اپنی فہم و فراست کے لئے مشہور ہیں ۔ انہوں نے وید منتروں کی تخلیق میں بھی حصہ لیا ہے ۔

"تمہاری بستی میں وبائیں قہر ڈھائیں گی۔ تم لوگ مکھیوں کی طرح جھنڈ کے جھنڈ مروگے۔ اناج کی کمی ہوگی۔ کال پڑے گا اور تم وہ سب کچھ کھو دوگے جو تمہارے بزرگوں نے تمہارے لئے سخت مشقت کر کے اکٹھا کیا تھا۔ تم قابل احترام چیزوں اور لوگوں کا احترام کرنا بھول کر اپنے باپ دادا کی کمائی ہوئی دولت کو بندروں کی طرح دانتوں سے کاٹ کاٹ کر دھول میں ملادوگے۔"

"ماں، ماں۔ اب معاف کردو ماں۔ اب بس کرو۔"

لوگوں کی طرف سے بڑی ماں کی آنکھیں ہٹیں اور آسمان میں دہکتے سورج پر مرکوز ہوگئیں۔

"تو ہمیں ڈرانے کی کوشش نہ کر بڑھیا۔ مجھے تجھ سے ایک سوال اور پوچھنا ہے۔"

"پوچھ لے وہ بھی۔"

"کیا یہ سچ نہیں کہ تیری بیٹی کومُدی ایک ناجائز اولاد ہے۔ ماں تو تُو ہے اور باپ ایک نیچ کائستھ خاندان میں پیدا ہونے والا ایک شخص۔ کیا تُو اس کی مدد سے چکلہ چلانے کا دھندا نہیں کرتی تھی؟"

"کومُدی میری بھانجی ہے دنانک بھٹ۔"

"چلو بھانجی ہی سہی لیکن وہ تیس برس کی جوان عورت ہے۔ تونے اس کا بیاہ اس لئے نہیں ہونے دیا کہ اس کی مثال پیش کر کے دوسری لڑکیوں کو غلط راستے پر لے جائے۔"

"اب میں چپ نہیں رہوں گا۔" کرشن نے چھلانگ لگائی اور دنانک بھٹ کے پیٹ میں چھرا مار دیا۔ برہم پوری کے غنڈوں نے اس کے سر پر لوہے کی موٹی سلاخوں سے وار کیا اور وہ خون میں لت پت وہیں بیہوش ہو کر گر پڑا۔ کسی نے آواز کسا "یہ شاید کومُدی کا ناجائز بیٹا ہے۔"

پیچھے سے پارس دلو نے نعرہ لگایا "جے سنگھ داہنی۔ جے بھگوان داشودیو۔"

گوال پلی کے بیس نوجوان برہم پوری کے تیرتھ۔ پروہتوں، پنڈوں اور گھاٹیوں کے نوجوان لڑکوں پر ٹوٹ پڑے تبھی معلوم ہوا کہ جو دو سو نوجوان آئے ہیں وہ تھیلیوں میں بھر کر ککھوری اینٹیں اور پتھر وغیرہ بھی لائے ہیں۔ انہوں نے اپنی بوریاں کھولیں اور گوال پلی کے جوانوں پر پتھروں کی بوچھار کردی۔ چار پانچ لوگوں کے سر پھٹ گئے۔ اسی وقت اشو گندھ سامنے آگیا۔ اس نے حکم دیا کہ کٹیا اور اس کے آس پاس کھڑے لوگوں کو گھیر لو۔

جے اشٹ بھجا۔ رنجک دیو دوڑے اور جھاڑیوں کی آڑ میں بندھے گھوڑے کو کھولا۔ تلوار نکال کر اس پر سوار ہوئے اور رونا ئک بھٹ کی طرف جھپٹے۔ تبھی اشوگندھ نے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی اور اس کا سدھا ہوا گھوڑا رنجک کی طرف لپکا۔ بھیڑ کافی بڑھ گئی تھی۔ کرن دیو کے گھوڑ سواروں کو دیکھ کر برہم پوری کے جوانوں نے کٹیا کے دروازے پر کھڑے لوگوں کی طرف بڑی بڑی اینٹیں پھینکنا شروع کیں۔ ایک بھاری پتھر تری ماں کے سر پر لگا اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑیں۔

"پرچنڈ۔ پرچنڈ۔ پرچنڈ۔"

کراتوں کے بگل کی طرح بھیڑ میں ارتعاش پیدا کرتی وہ آواز کیدار کے شور میں گونجنے لگی۔ پرچنڈ ہنہناتا ہوا کیرت کے پاس پہونچا۔ گوال پلی کے نوجوان چلائے۔ ہر ہر مہادیو۔ کیرت گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کھونٹے میں لمبی رسی سے بندھے گھوڑے کی طرح چکر لگاتا پرچنڈ برہم پوری کے جوانوں کی بھیڑ کو روندنے لگا۔ اگلی لاتوں کو آسمان کی طرف اچھالتا ہوا وہ کسی غضبناک سانڈ کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اپنے اگلے پچھلے پیروں سے کسی جنگلی گھوڑے کی طرح دولتیاں جھاڑتا غصیل بھینسے کی طرح لوگوں کو زخمی کرتا، پھپھکارتا، وہ تقریباً آدھی بھیڑ کو کچل کر لہولہان کر چکا تھا۔ اچانک کیرت نے دیکھا کہ اشوگندھ کے اشارے پر تیس چالیس گھوڑ سواروں نے رنجک کو گھیر لیا ہے۔ کیرت نے پرچنڈ کو ایڑ لگائی وہ آسمان میں اچھلتا ٹھیک رنجک اور اشوگندھ کے بیچ آکر کھڑا ہو گیا لیکن قبل اس کے کہ کیرت کچھ کر سکیں اشوگندھ نے رنجک کے بائیں پہلو پر تلوار کا مہلک وار کیا۔ رنجک گھوڑے سے گر کر دھول میں لوٹ گئے۔ اشوگندھ ان کی لاش کو کچلنے کے لئے بڑھا ہی تھا کہ پرچنڈ اس کے گھوڑے کے سامنے آگیا۔

گھیرا تنگ کرو۔ اشوگندھ نے اپنے سواروں کو للکارا۔ سیکڑوں گھوڑوں نے پرچنڈ کو گھیر لیا۔

"تجھے کرن نے بھیجا ہوگا کہ کاشی کے عوام میں سمجھوتہ کرادے لیکن ونا ئک کی غلامی کرنے والا نامرد۔ تو نے میرے باپ کو قتل کر دیا، میری دادی ماں کی جان لی، چندیلوں کی آبرو کو للکارنے کی حماقت کی۔"

کیرت کے اشارے پر پرچنڈ پچھلے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے انتہائی غیض کے

عالم میں اپنی ناقابلِ تسخیر تلوار بلند کی۔ میتھر کی شاردا کا دھیان کرتے ہوئے انہوں نے رُددر کو پرنام کیا اور پوری قوت کے ساتھ تلوار کا کرالیندر داؤں آزمایا۔ لانبی چوڑی تلوار اشوگندھ کے بائیں شانے کو کاٹتی، قلب کو چھیدتی، ران کو چیرتی، گھوڑے کی کاٹھی سے ہوتی ہوئی گھوڑے کی پیٹھ میں آٹھ انگل اندر اتر گئی۔ راکب اور مرکب دونوں الٹ گئے۔ اشوگندھ کے گرتے ہی کلچری سپاہی بھاگے اور سیدھے بھدربن میں تنگو دھارا کے پاس آکر رُکے۔ پھر وہ زندہ لوٹ آنے کے لئے ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ کیرت رنجک کی لاش کے پاس پہونچے۔

"آریہ آپ تو کہتے تھے کہ کیرت مجھ بے اولاد کا بیٹا ہے پھر ہمیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے۔"

"راجیشور آپ شاہی قلعے میں چلے جائیے۔ کرن آتا ہی ہوگا۔ ادھر ولی عہد کھڑے ہیں۔ ان کے ساتھ چلے جائیے۔ آریہ کی لاش لے کر میں آرہا ہوں۔"

"کومُدی بہن!"

"کون ہے؟"

"تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا۔ میں ودیادھر کا پوتا کیرتی درما ہوں۔"

"بھیا!" کومُدی کیرت سے لپٹ گئی۔ یہ کیا سے کیا ہوگیا۔ سب کچھ ان کے جنم دن پر ہی ہونا تھا۔ رات میں کٹیا کے اندر والے کمرے میں جانے سے پہلے انہوں نے کہا تھا کہ مجھے کچھ ہوجائے تو تو رنج نہ کرنا نہ فکر مند ہونا۔ کسی کے سامنے ہاتھ مت پھیلانا صرف کیرت سے مدد مانگنا۔ کسی چیز کی ضرورت پڑے تو اسی سے کہنا۔ ان کے یہ آخری الفاظ تھے کومدی کے لئے۔ پھر وہ اندر کی کٹیا میں چلی گئیں۔ انہیں سب معلوم تھا۔ وہ سب جانتی تھیں۔ یہ سب ان کے منصوبے کے مطابق ہوا ہے۔"

"انہیں سب معلوم تھا بہن۔ کرن ادھر بدلہ لینے کے لئے آرہا ہے۔ میرے پاگاہڑ والوں کے پاس پچاس ساٹھ سے زیادہ گھوڑ سوار نہیں ہوں گے۔ گاہڑ والوں نے ایک ہزار گھوڑے خرید تو لئے ہیں لیکن وہ سدھے ہوئے نہیں ہیں۔ کرن کا سامنا کرنے کی طاقت ابھی ہم میں نہیں ہے۔ اشوگندھ کی موت کی خبر پاکر وہ زہریلے سانپ کی طرح پھپھکار رہا ہوگا۔ میں شام کو تمہارے پاس آؤں گا۔"

کیرت نے کومُدی کی پیٹھ تھپتھپائی اور پرچنڈ کو لیکر چل پڑے۔ سامنے اتھوتھ کے جنگل کی آڑ میں دس گھوڑ سواروں کے ساتھ گووند کھڑا تھا۔ کیرت نے اس کی طرف بہت غور سے دیکھا۔

"اس نظارے میں واقف ہوں بھائی جی۔" وہ روتے ہوئے بولا۔ میں نے شری ماں کی گپھا میں بے خودی کے عالم میں جو کچھ دیکھا تھا وہ آج سامنے آگیا۔ آج تک شری ماں کے دکھائے ہوئے اس منظر کو بھول نہیں سکا تھا۔ رنجک اور ماں کا جانا بہت ہی بھاری لگا تھا۔ میں نے چیختے ہوئے کہا تھا ماں اسے روک دیں۔ شری ماں نے کہا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہاں جب تک اسے کسی سے کہو گے نہیں یہ سامنے نہیں آئے گا۔"

آج صبح آریہ رنجک نے کہا تھا "جھوٹ نہ بول گووند۔ میں خود بھی کل رات خواب دیکھ چکا ہوں کہ رودر کے اوتار وریادھر کھڑے ہیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا 'رنجک اب چلے آؤ۔ وہاں اب تمہارا کوئی مصرف نہیں رہ گیا ہے۔ آج دائمی چین و آرام کی گھڑی آگئی ہے۔ گپھا کے اندر تو نے جو کچھ دیکھا کیا اس میں میری آخری رخصتی کا منظر نہیں تھا؟"

"تھا چچا۔ نہ صرف آپ کا بلکہ شری ماں کا جسد خاکی بھی چوکی پر لٹا دیا گیا تھا۔ شری ماں نے اسے راز رکھنے کی جو شرط لگائی تھی وہ آج ٹوٹ گئی۔ انہونی ہو چکی۔ میں مجبور ہوں۔ لیکن گانٹر والوں پر وناٹک بھٹ اور برہم پوری کے ذلیل بدمعاشوں نے جو الزام لگایا ہے اس کا بدلہ لے کر رہوں گا۔ چلئے بھائی جی۔ اتھوگندھ کو تو آپ نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک کمینے انسان کے بوجھ سے کاشی شہر آزاد ہوا۔"

"سنو گووند۔ میں نند یشور جا رہا ہوں۔ مہمان سرا میں میرے دو خادم رُکے ہوئے ہیں۔ سورج کا کا جن کے پاس گھوڑا ہے اور دوسرا گونڈ لڑکا لوچن جو ٹٹو پر سوار ہے۔ دونوں کے ساتھ کسی ایسے شخص کو لگا دینا جو انہیں نند یشور کا راستہ بتا سکے۔ کہنا کہ گھوڑے اور ٹٹو کو سرائے میں ہی چھوڑ دیں۔"

کیرت نے پرچنڈ کی باگ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ وہ پلک جھپکتے ہوا کی سی تیزی کے ساتھ نند یشور پہونچ گیا۔ ایک ناگا سپاہی نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ "راجن! آچاریہ ورش دھوج آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"اچھا۔"

کیرت سیڑھیاں چڑھ کر اوپری منزل پر پہونچے۔ ان کے سامنے ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا۔ لمحے بھر کو وہ اسے پہچان نہیں سکے۔ بوڑھے کی آنکھیں بھی کسی جذبے سے عاری تھیں۔ ایک سنّاٹا تھا ان میں۔ اچانک کیرت دوڑے اور اس کے قدموں میں گر پڑے۔ "بابا کیا یہی سب دیکھنے کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا؟"

آچاریہ رتو دھوج ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر بولے "بیٹا تُو ان پُر آشوب حالات کو بدلنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ تو جوگی ہے۔ پرانایام[1] کے ذریعے تُو اپنے حواس خمسہ پر قابو پا چکا ہے۔ تو مجھ جیسے ناکارہ انسان کے ساتھ کب تک رہے گا۔ آج مہا جوگنی شیل بھدرا گئیں کل میں بھی جا سکتا ہوں۔ تُو بوڑھوں کی بہنگی اُٹھائے کب تک چلے گا۔ میں آیا تھا اپنی بہن شیل بھدرا کو ان کی سالگرہ پر مبارکباد دینے لیکن جا رہا ہوں انہیں سمادھی دیکے۔ تُو نے بڑا ہی اہم کام کیا ہے۔ اتنا بڑا کام کہ میں دل سے تجھے دعائیں دے رہا ہوں۔ بیٹے۔ تُو پر چنڈ کو ایسی تربیت دے کر اس سے یوں کام لے سکے گا یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ جب گھوڑوں کے اس قندھاری تاجر سے تو نے یہ گھوڑا لیا تھا تو میں خوش ضرور ہوا تھا کہ گندھر نسل کا یہ گھوڑا تیرے لئے مبارک ثابت ہوگا اور جو کچھ اس کے بارے میں جانتا تھا، تجھے بتا دیا تھا لیکن گھوڑا اور گھوڑسوار ایک مشترکہ طاقت بن جائیں گے یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔"

"بابا۔ میں بہت دُکھی ہوں۔ میرا دل تڑپ رہا ہے۔ میں اپنی دادی شیل بھدرا کو بچا نہیں پایا۔ انہوں نے اپنی انتہائی ذاتی زندگی کی جس حقیقت کو نہایت سادگی کے ساتھ سب کے سامنے تسلیم کر لیا اس سے مجھے فخر ہوا لیکن دوسری طرف بڑی اذیت بھی ہے۔ مجھے اپنے دماغ کی نسیں جھنجھناتی محسوس ہو رہی ہیں۔"

"خود کو سنبھال بیٹے۔ ابھی تجھے بہت کچھ دیکھنا اور کرنا پڑے گا۔ رتو دھوج بولے۔ ادھر آ میرے پاس۔"

---

[1] یوگ کا ایک طریقہ

کیرت بابا کے پاس کھڑے ہو گئے۔ بابا نے چادر میں چھپی اپراجتا کی نیل مالا کیرت کے گلے میں ڈال دی۔

" بھگوتی جوگ مایا تیری راہنمائی کریں۔ اشوگندھ کو قتل کرنا ضروری تھا۔ لیکن اننت اپنی چال میں خود ہی پھنس گیا۔ اس وقت وہ ہوتا تو ہم ایک بار کرن کو بھی للکاری دیتے۔ تیرا آچاریہ ورش دھوج کہہ رہا تھا کہ بابا آپ حکم دیں تو دیوی شیل بھدرا کی کُٹیا کو خود کشی دستے کے ترشول دھاری ناگا فوجیوں سے گھروا دوں۔ وہ میری آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ کچھ فائدہ نہیں ہوگا ورش۔ میں نے اسے سمجھایا۔ اگر جوگی سمجھ لے کہ اس کی ضرورت ختم ہوئی یا وہ اپنا جسم چھوڑ کر اپنے پیروکاروں کو زیادہ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو اسے روک پانا مشکل ہوتا ہے۔"

اسی وقت بارہ گھوڑ سواروں کی ٹکڑی کے ساتھ ان کا قائد سکھدیو صدر دروازے پر پہونچا۔ سکھدیو کرن کی فوج میں تھا اور گوال پلی کا رہنے والا تھا۔ اسے دیکھ کر پچاسوں ناگا سپاہی آگے آ گئے۔ وہ ہاتھ میں سندور سے رنگے ترشول اُٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟"

" میں کرن کا فوجی سردار سکھدیو چندروشی ہوں۔"

" کیسے آئے یہاں؟"

" میں آچاریہ ورش دھوج سے ملنا چاہتا ہوں۔"

" آپ یہیں رکئے۔" ایک ناگا سپاہی اوپری منزل پر پہونچا۔ وہاں بابا اور کیرت بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اندرونی کمرے میں مراقبے میں ڈوبے ورش دھوج کو دیکھتا رہا۔

" کیا بات ہے ویر بھدر؟" رتو دھوج نے پوچھا۔

" کرن کے بارہ گھوڑ سوار ہماری گھوڑسال اور سارے کمرے دیکھنا چاہتے ہیں۔ پرچنڈ کو تو ہم نے اپنے سو عدد گھوڑوں کے درمیان چھپا لیا ہے لیکن فکر راجیشور کی ہے۔"

" چل کہہ کہ میں آ رہا ہوں۔"

ورش دھوج سب سُن رہے تھے۔ وہ شو کی تعریف کے گیت گاتے ہوئے جیوتر لنگ کی آرتی اتار رہے تھے۔

"بابا۔ آپ رکیئے۔ میں جاؤں گا۔ راجیشور آپ اس کمرے میں چلے جائیے۔" ورش دھوج نے دیوار کے رنگ سے میل کھاتے ایک کواڑ کو کھولا "اندر ضرورت کی سبھی چیزیں موجود ہیں۔ آپ آرام کیجئے۔"

وہ سیڑھیاں اتر کر گیروے رنگ کی دھوتی اور نفیس چادر کو کندھوں پر لپیٹے نیچے آئے۔

"کون ہے اس دستے کا سردار؟"

میں ہوں آریہ۔ سکھدیو جدوونشی۔ مجھے معاف کیجئے گا۔ راج راجیشور کرن دیو کا حکم ہے کہ گاہڑوالوں کے ٹھکانوں، سراؤں، مستودری کے کنارے بنے مندروں اور گنگا کے گھاٹوں کی پوری چھان بین کی جائے۔ ہم سے سختی کے ساتھ کہا گیا ہے کہ پرچنڈ نام کے گھوڑے کو جس طرح بھی ہو پکڑا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ گھوڑا راج ہنس کی طرح بالکل سفید ہے کوئی کہتا ہے کہ کالا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ خچر کی طرح کا لگتا ہے۔"

"واہ رے کرن۔ ایک گھوڑے سے ڈر کر اس نے مندروں کی چھان بین کا حکم دے دیا۔ مندر تمہارا ہے سکھدیو۔ اس لئے کہ وہ کاشی کے عوام کا ہے۔ اُنہیں پر تو دیوتا کی خوشی و ناخوشی کا انحصار ہے۔ نندیشور کے اصطبل میں یا اور جہاں کہیں چاہو' تم اسے دیکھ لو۔"

کرن کے بارہ سوار پرچنڈ اور کیرت کو کوئی گھنٹہ بھر تک چاروں طرف ڈھونڈتے رہے لیکن ان کی ساری کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔

"کہو سکھدیو۔ ورش دھوج کی ہنسی میں تضحیک تھی۔ اچھی طرح ڈھونڈ لیا نہ بھیا تم نے۔ کرن سے کہنا کہ نندیشور کے آنگن میں پھر کوئی فوجی دستہ گھسا تو ہمارے ناگا فوجی ویربھدر کی قیادت میں خون کی ہولی کھیلیں گے۔ اس سے کہنا کہ آج سے ستائیس سال قبل جب ترک سردار نیالتگین نے کاشی پر حملہ کیا تھا اور بزازہ، صرافہ اور مندر، سب کی ساری دولت لوٹ لی تھی تو وہ نندیشور کی دولت کا شہرہ سن کر یہاں بھی پہونچ گیا تھا۔ ناگا سپاہیوں کے بھالوں کی مار سے بہت سے ترک سپاہی جنت کو سدھارے۔ اسے اپنے سپاہیوں کو نندیشور سے فرار ہونے کا حکم دینا پڑا۔ اس وقت کاشی کے حکمراں کرن دیو کے والد محترم کہاں تھے؟ ہم بھی اس بات کی چھان بین کریں گے۔"

سکھدیو مونہہ لٹکائے مندر سے باہر چلا گیا۔

37

شام کا وقت

کیرت نے صبح کے پہنے ہوئے کپڑے اتار کر بابا کا ململ کا چولا زیب تن کیا تبھی اسکے کمرے میں سورج کاکا اور لوچن آئے۔

سورج کاکا۔ کیرت کے لہجے میں ناراضگی تھی۔ کہاں تھے آپ؟ میں نے شہزادہ گووند سے کہلا بھیجا تھا کہ سورج کاکا اور لوچن کو کسی کے ساتھ مندلیشور بھیج دینا۔

"معاف کرو راجہ۔ سورج کاکا رو پڑے۔ ہمارے ساتھ ایک برہمچاری آئے ہیں راجہ۔ وہ ساری باتیں تمہیں صحیح طریقے سے بتا سکتے ہیں۔ کہو تو انہیں بلاؤں؟"

"جائیے لے آئیے۔"

بندھو جیو نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔ "راجن۔ میں اس ذلیل برہم پوری سے نکالا گیا ایک خود سر برہمن ہوں یا یوں کہیئے کہ تھا۔ کرشن مشر کو میں اپنا بڑا بھائی سمجھتا ہوں۔ اسی رشتے کو ذرا آگے بڑھا کر آپ سے گذارش کر رہا ہوں کہ ودیا دھر کے وارث اس فقیر برہمن کو اپنی پناہ میں لے لیں۔"

"آئیے آریہ بندھو جیو۔ کیرت نے کہا۔ شری ماں غالباً پانچ دن تک تازہ و سالم جسم کے ساتھ اسی طرح مراقبے میں ڈوبی رہیں گی۔ آپ جانتے ہیں سورج کاکا اور لوچن قصوروار ہیں۔ میرا بھیس بدلنا بیکار گیا۔ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں کون ہوں تو کیا کرن کے مخبروں سے یہ بات چھپی رہے گی؟ اگر آریہ کرشن مشر سے آپ کے گہرے تعلقات ہیں تو یہ بھی میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ اگر میری رعایا کا بال بھی بانکا ہوا تو میں کاشی کو آگ و خون کے جہنم میں جھونک دوں گا۔"

"آپ بے فکر رہیں مہاراج۔ بندھو جیو نے آج پہلی بار پرچنڈ کا غیض و غضب دیکھا

ہے۔ آپ جیسے رُودر کے اوتار کے لئے اگر بندھو جیوُ کو جان بھی دینی پڑی تو وہ نہیں ہچکچائے گا۔ آپ اسے ہمیشہ اپنی بغل میں کھڑا پائیں گے۔" بندھو جیوُ نے چادر سے جپا کُسم کا ہار نکالا اور کیرت کے گلے میں ڈالتے ہوئے بولے۔ ماں وندھیہ واسنی کے آشیرباد کی صورت میں یہ پھول دبے کچلے لوگوں کو راہ دکھانے والا قطب ستارہ ہے۔"

"ہاں آریہ۔ اب آپ بتایئے شری ماں کے بارے میں۔"

ہم وہیں تھے جہاں چوکی پر شری ماں کا جسد خاکی رکھا ہوا ہے۔ سنکلنا گھاٹ پر ایک بہت بڑے وید ہیں 'دیو شرما'۔ انہیں لے کر میں آیا۔ شام ہونے میں بس کوئی ایک پہر باقی تھا۔ ہم لوگوں کے سامنے وید جی نے ماں کی کلائی پکڑ کر نبض دیکھی۔ ان کا چہرہ اتر گیا۔ پھر انہوں نے بازو پکڑ کر ذرا کی ذرا ہلائے۔ بازو جوں کے توں ہیں۔ ان میں کوئی اکڑن نہیں ہے جیسی موت کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ انہوں نے شری ماں کی پلکیں اٹھائیں۔ آچاریہ بلدیو وششٹ رتنیش اور میں نے بیک وقت سوال کیا۔

"آپ کو تعجب کیوں ہو رہا ہے وید راج دیو شرما؟"

"موت کے بعد اس طرح کی علامتیں نہ تو میں نے کہیں دیکھی ہیں نہ ہی کہیں پڑھی ہیں یہ سب بڑا ہی حیرت انگیز ہے۔"

"آپ کو کیا محسوس ہو رہا ہے؟"

"دیکھو بھائی سچ کیا ہے اسے سامنے موجود ثبوتوں کی بنا پر پرکھا تو جا سکتا ہے لیکن جوگنی کے جسم کی تبدیلیوں کے بارے میں کوئی فیصلہ سنا دینا حماقت کہی جائے گی۔ ان کی آنکھیں ویسی کی ویسی ہیں۔ ان میں موت کی کوئی علامت موجود نہیں ہے۔"

وید راج سے آنا سن کر رتنیش نے مجھے اشارہ کیا۔ وہ وششٹ تردیدی کے رتھ کے پاس پہونچے۔ مجھے ساتھ لے کر رتنیش مہابن کی طرف چلے۔

کہاں جا رہے ہیں آریہ رتنیش۔ میں نے پوچھا۔

"چپ چاپ چلو۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

ہم آدی کیشو مندر کے منڈپ میں گئے۔ وہاں دروازہ بند تھا۔ رتنیش دوڑتے ہوئے

ایک کٹیا کے پاس گئے۔ دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" اندر سے آواز آئی۔

"کھولئے خاتون۔ میں ہوں رتنیش شرما۔"

مینا کشی دیوی ہمیں عجیب نظروں سے دیکھتی رہیں۔

"کہیے۔" انہوں نے پوچھا۔

"آپ کو شاید معلوم نہیں ہوا ہے آج برہم پوری کے لوگوں نے پتھر پتھر مار مار کر شری ماں کو مار ڈالا۔"

"آپ نشے میں تو نہیں ہیں۔ آپ کو اس طرح کی بے بنیاد خبریں ادھر ادھر نہیں پھیلانی چاہئیں۔"

"معاف کیجئے دیوی۔ ہم شری ماں کی لاش کو غیر محفوظ چھوڑ کر آپ کو بلانے آئے ہیں۔"

"میں کیا کر سکوں گی۔ شری ماں کے مرنے کی خبر پا کر ذہن بالکل ماؤف ہو رہا ہے۔ آپ لوگوں نے بلاوجہ زحمت کی۔ یہ خبر میرے والد کو بھی مل گئی ہوگی۔ ہو سکتا ہے وہ ماں کو پرنام کرنے گئے رہوں۔"

"ہو سکتا ہے دیوی۔ میں ایک دوسری ہی گذارش لے کر آیا ہوں۔ پچھلے پانچ چھ مہینے سے وہ ایک کتاب پڑھتی رہتی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ماں یہ کون سی تحریر ہے جسے آپ اتنے ذوق و شوق سے پڑھتی ہیں تو بولیں تو نہیں سمجھے گا رتنیش۔ تو تو ہر چیز میں منطق ڈھونڈتا ہے۔ گوپیوں کے ہجر کی اذیت کو تو نے خود نہیں محسوس کیا تو تجھے سمجھانا بیکار ہوگا۔ یہ کتاب مجھے میرے ایک شاگرد نے تحفے میں دی ہے۔ وہ گرو دوار سے آیا تھا۔ اس میں واسو دیو کی دلفریب حرکتوں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ میں تو اب اپنی صبح و شام کی پوجا میں اسکے کچھ اشلوک گا کر واسو دیو کے عشق میں ڈوب جاتی ہوں۔"

مینا کشی کا گلا بھر آیا۔ "اس کتاب کا نام کیا بتایا شری ماں نے؟"

"انہوں نے کہا کہ یہ شری مدبھاگوت پران ہے۔"

"آپ لوگ کیا چاہتے ہیں آریہ؟"

"ہم چاہتے ہیں میناکشی دیوی کہ آپ خود شری ماں کو یہ حصہ سنا دیں۔"
"آپ کو معلوم ہے آریہ کہ شری ماں کس اشلوک کو گایا کرتی تھیں؟"
"ہاں دیوی۔ رتنیش نے کہا۔ وہ دسویں جُز کے باب نمبر نوّے کے پندرہویں سے لیکر اٹھارہویں اشلوک کو گایا کرتی تھیں۔"
"شری ماں میری مونہہ بولی ماں ہیں۔ میں چلوں گی آریہ۔ ابھی آئی۔ آپ ذرا رکئے۔"
میناکشی دیوی بڑی عجلت کے ساتھ اپنا بربط لے کر رتھ پر سوار ہوئیں۔
ہم لوگوں کے پہونچنے سے پہلے ہی دھوپ سے بچانے کے لئے شری ماں کے جسم کے اوپر منڈوا تان دیا گیا تھا۔ سامنے بڑی تعداد میں لوگ دُوب کے موٹے ملائم فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مرے کچلے لوگوں کی لاشیں ہٹا دی گئی تھیں۔ ہم نے ایک چھوٹی سی چوکی شری ماں کے پیروں کے پاس لگا دی۔ میناکشی نے اپنی میٹھی آواز میں گانا شروع کیا۔ گانے والی اپنی ہی دلی کیفیات میں گم ہوگئی۔ اس کے بربط کے تار جھنجھنا اُٹھے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو دھار بن کر گر رہے تھے۔ وہ اپنے اندر کی پراسرار دنیا میں گہری اتر گئی تھی۔ اس نے سبھی اشلوکوں کو اس طرح ادا کیا جیسے واسودیو کے چلے جانے پر بے چین ہو کر رادھا بین کر رہی ہوں۔ وہ مشہور رقاصہ تھی اس لئے اسکی موسیقی میں گھونگھروؤں کی رُن جھُن بھی رچ گئی تھی۔
مہا جوگنی ماں — امر ہیں۔
مہا جوگنی ماں — امر ہیں۔
کاشی میں یہ خبر ایک مونہہ سے دوسرے مونہہ تک ہوتی سارے شہر میں پھیل گئی۔ سبھی بازار اور دوکانیں بند کر دی گئیں۔ کاشی شہر جس ترشول پر ٹکا ہوا ہے اسکے کانٹے کانپنے لگے۔"
اتنا کہہ کر بندھو جیو چُپ ہو گئے اور رونے لگے۔
جب بابا رتو دھوج، کیرت، بندھو جیو، لوچن اور سورج بھدر بن کے قریب پہونچے تو لوگوں کا ہجوم دیکھ کر بے چین ہو گئے۔
سفید داڑھی میں کیرت کسی بندیل کھنڈی جاتری کی طرح لگ رہے تھے۔ انہوں نے دور ہی سے شری ماں کے قدموں میں سر جھکایا اور بغل کی ننگی زمین پر بیٹھ گئے۔ یکایک چار

بھیانک کتوں سے گھرا، لمبے لمبے بالوں کو کھجاتا ایک نہایت گندا، بدبودار، ڈوم نمودار ہوا اور اپنے سات برس کے بچے کے ساتھ ماں کی لاش کی طرف چلا۔

"رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ رتنیش نے کہا۔ تم کون ہو بابا؟"

"بھدربن کی شنکو دھارا سے تھوڑی دُور رہنے والا ہوں مہاراج۔ میرا نام بھرت ہے۔ آپ نے پہچانا نہیں آریہ۔ آپ سے اشٹ بھجا مندر کے آنگن میں ملاقات ہوئی تھی۔ کیا یہ سچ ہے آریہ کہ لوگوں نے میری ماں کو قتل کر دیا ہے؟"

مینا کشی نے اسے دیکھ کر موسیقی بند کر دی تھی۔

"ہاں بھائی تمہاری ماں اب نہیں رہیں۔"

"کیا؟ آپ کو ایسی بات کہتے شرم نہیں آتی۔ مالک یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ تمہاری ماں نے اسے موت کے موہنہ سے نکال کر مجھ غریب کے دامن میں ڈال دیا تھا۔ اونچ نیچ برہمن شودر کا فرق تو وہ جانتی ہی نہیں تھیں۔ میرے بچے کو دیکھنے روز آتی تھیں۔ وہ کیدار گھاٹ پر نہا کر مجھ جیسے ڈوم کے پاس آتی رہیں۔ اور میں ایسا نیچ کہ برہم پوری کے وِنایک نام کے اس چانڈال کو ختم بھی نہ کر سکا۔ میرا گنڈاسہ ایک جھٹکے میں موٹے موٹے بانسوں کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے۔ اگر تین دن کے اندر ونایک کا سر دھڑ سے الگ نہ کیا تو خودکشی کر لوں گا۔" اس نے تمہاری ماں کے جسدِ خاکی سے کافی دوری پر اپنے بیٹے سے سر جھکانے کو کہا۔

"بابا۔ یہ تو دادی کی لاش ہے۔" بچے نے روہانسی آواز میں کہا۔

"ہاں بیٹے۔ تیری دادی ماں چلی گئیں۔"

بوڑھا ڈوم بھرت رو پڑا۔ اس نے زمین پر ماتھا ٹیک دیا۔ آؤ بیٹے چلیں۔ وہ اپنے کتوں کو سنبھالتا، بچے کو ساتھ لئے شنکو دھارا کی طرف چل پڑا۔

شام ڈھلے سو گھوڑ سواروں نے بھیڑ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کے سر منڈے ہوئے تھے۔ راگھو اپنے گھوڑے کی رکابوں میں پیر ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا قد بہت لمبا تھا اس لئے گھوڑے پر اس طرح کھڑے ہو جانے سے لگ رہا تھا کہ وہ مچان سے بول رہا ہے۔

"کاشی کے باسیو! آپ لوگوں کے خلاف ایک بھیانک سازش کی جا رہی ہے۔

رُنجک کو اس لئے مارا گیا کہ وہ ودّیا دھر کے قابل اعتماد ساتھی تھے۔ آج کرن کے پانچ ہزار نئے لیکن تربیت یافتہ گھوڑے کرن سینیوت سے بھدر بن میں داخل ہو چکے ہیں۔ دولت کا لالچ دے کر بہت سے جوانوں کو خرید لیا گیا ہے۔ ہمیں اس کی فکر نہیں ہے کہ کرن کے پاس کتنے گھوڑ سوار ہیں۔ فکر یہ ہے کہ وہ شری ماں کی لاش کی بے حرمتی نہ کرے۔ وہ لاش کو یہاں سے ہٹانے کا حکم دے سکتا ہے۔ آپ لوگ شری ماں کی اس بے حرمتی کو برداشت کر لیں گے یا اس کی مزاحمت کریں گے؟"

"ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ جوگنی ماں شیلا کی لاش کے ساتھ اگر بے ادبی کی گئی تو ہم اپنی جان قربان کر دیں گے۔" چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔

"بھگوان واسُودیو، مہا کال وشویشور، وندھیہ داسنی۔۔۔ آپ جس کی بھی پُوجا کرتے ہیں اسے دل ہی دل میں یاد کر کے قسم لے چکے ہیں۔ اب ہمیں کسی بھی مصیبت یا پریشانی کے لئے تیار رہنا ہے۔"

اسی درمیان کلچری گھوڑ سوار ماں کی کٹیا کے پاس پہونچے۔ ان کی قیادت خود مہاراجہ کرن دیو کر رہے تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑتی دھول چاروں طرف چھا گئی۔

"کاشی کے لوگو!" کرن بولا۔ "آپ نے فریب کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ کوئی نہیں جو سونے کی چمک سے آپ کو دھوکے میں ڈال سکے۔ آج ایک بدکردار، چکلہ چلانے والی کٹنی بڑھیا کی موت کو کرن اور اس کے عوام کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ کون کہتا ہے کہ بڑھیا مری نہیں ہے؟"

"راجہ کرن دیو!" رتو دھوج نے کہا۔ "جوگ کی باتیں جوگیوں کے لئے ہوتی ہیں۔ آپ نہ تو جوگی ہیں نہ وید۔ ابھی ابھی کئی ویدوں نے کہا ہے کہ جوگنی کے جسم سے روح کا سایہ ہٹا نہیں ہے۔ جسم میں ایسی علامتیں نہیں اُبھری ہیں جو موت کی نشاندہی کریں۔"

"کون ہو تم؟"

"کرن۔ ذرا مہذب لوگوں کی زبان استعمال کرو۔ میں نندیشور مندر کا بڑا پجاری رتو دھوج ہوں۔ مجھے آپ کے والد گانگیہ دت اچھی طرح جانتے تھے۔"

"القاب و آداب استعمال کرنا کسی بچے کو سکھانا۔ میرے گرو شری کو لاچاریہ چندیشور تواری

بھی بہت بڑے جوگی ہیں۔ میں انہیں ابھی بُلاتا ہوں۔ وہی بتائیں گے کہ یہ مرنے والی بڑھیا کی لاش ہے یا کسی جوگن کی۔"

سب لوگ خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ ایک گھوڑ سوار کے ساتھ کرن کے مرشد آئے۔ انہوں نے لوگوں کے ہجم غفیر کو دیکھ کر طویل سانس لی۔

"آچاریہ! کرن نے ان کے سامنے جھک کر کہا۔ ان لوگوں نے ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے۔ ایک ذلیل بڑھیا کی موت کو یہ لوگ جوگنی کی موت قرار دے رہے ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ کیا واقعی یہ لاش کسی قسم کے غیر مرئی ہالے میں ہے؟"

گولا چاریہ جوتے پہنے پہنے ہی لاش کی طرف بڑھے تھے کہ رتو دھوج نے خبردار کیا۔ "آچاریہ آپ جوتے اُتار دیں۔"

گولا چاریہ کچھ دیر لاش کو دیکھتے رہے۔ پھر چلائے۔ "آگ کی ہفت زبان لپٹیں! بیٹا کرن اس لاش سے الگ ہی رہنا۔"

"آپ شراب کے نشے میں غین رہنے والے جانور ہیں۔ آپ کو لپٹیں دکھائی دے رہی ہیں؟ بالکل بے بنیاد ہے یہ بات۔ آپ کے اندر نُورِ باطن کو دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔" رتو دھوج نے کہا۔ "اب تک پچاس ہزار لوگ اس جسم کا طواف کر چکے ہیں کسی کو بھی لپٹیں نہیں دکھائی دیں۔ گولا چاریہ، آپ کے پنچ مکار[1] اور جوگ مایا میں بہت بڑا فرق ہے۔"

"بڈھے! اگر گھنٹے دو گھنٹے کے اندر یہ لاش یہاں سے نہیں ہٹائی گئی تو اسے لاوارث قرار دے کر چانڈالوں سے گنگا میں پھنکوا دوں گا۔"

"یہ سب آپ کو بہت مہنگا پڑے گا مہاراج۔ آپ ماہیشور ہیں، ہندو ہیں، زندگی میں نہ جانے کتنے جوگیوں اور تانترکوں سے ملے ہوں گے۔ کیا یہ بات آپ کے شایانِ شان ہے کہ جس لاش کو دیکھنے کے لئے کاشی اور کاشی کے باہر سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ چلے آرہے

---

[1] ہندی حرف م سے شروع ہونے والی پانچ چیزیں جو عیش و عشرت اور تلذذ کا ذریعہ ہیں مثلاً مانس (گوشت)، مدرا (شراب)، میتھن (عورت) وغیرہ۔

ہیں اسے آپ زبردستی گنگا میں پھینکوا دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ کل صبح تک کا وقت دے رہا ہوں میں تم لوگوں کو۔" محافظوں کے ساتھ کرن واپس لوٹ گیا۔

کرناٹک کی اگربتیاں دوبارہ جلنے لگیں۔ رنگ برنگے پھولوں سے ماں کی چوکی کے پاس کی زمین پٹ گئی۔ بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔ اندھیرا ہونے لگا تو مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ اسی دوران اپنے پانچ شاگردوں کے ساتھ راہل بھدر بھی پہونچے۔ انہوں نے شری ماں کے قدموں میں سر جھکایا پھر ایک طرف کی دُوب پر آسن لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک گھنٹے تک وہ کسی چراغ کی لو کی طرح ایستادہ بیٹھے رہے۔

"کیا آپ لوگوں کو میری آواز سنائی دے رہی ہے؟" انہوں نے کاشی کے لوگوں کو مخاطب کیا۔

"ہاں بھنتے[1]۔"

"تو سنو۔ میں نے ابھی ابھی دھیان کے ذریعے شری ماں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ وہ سو فی صد موجود ہیں۔ سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ جس مقام پر پہونچ گئی ہیں وہاں مجھ جیسے زاہد کی بھی پہونچ نہیں ہے۔ ہم نہی میں گم ہو جانے یعنی نروان کو اپنا آخری مقصد سمجھتے ہیں لیکن شری ماں تو نہی کی اس کیفیت کو بھی پار کر کے شری کرشن کے نور کی طرح ضوفشاں ہیں۔ آپ لوگ بھول کر بھی اس لاش کو نہ چھوئیں اس لئے کہ ماحول کو دیکھتے ہوئے شری ماں کی درخواست پر کال بھیرو یہاں کا انتظام سنبھال چکے ہیں۔"

"کاشی کے باشندو! یہ ایک بڑی سبق آموز کہانی ہے۔" قدرے توقف کے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا بھگوان بُدھ کے جلال اور بدھ بھکشوؤں کی خانقاہوں کی بڑھتی ہوئی شہرت کو دیکھ کر سنیاسیوں کی قدردانی میں کمی ہونے لگی تو سنیاسیوں نے ایک سازش رچی بھگوان شراوستی میں جیتون میں رہ رہے تھے۔ وہاں چنتا مانویکا نام کی ایک سنیاسن تھیں۔ وہ نہایت

---

[1] بُدھ سادھوؤں کے لئے استعمال کیا جانے والا لقب۔

حسین و جمیل تو تھیں ہی، ساتھ ہی دوسری خوبیوں سے بھی آراستہ تھیں۔ وہ سنیاسیوں کے باغیچے میں اکثر آتی تھیں۔ ایک دن جب وہ وہاں پہونچیں تو کسی بھی سنیاسی نے ان سے بات نہیں کی۔ چنچانے ان سے ان کی اداسی کا سبب پوچھا۔

"بُدھ کی قدر و قیمت بڑھ رہی ہے۔" ایک سنیاسی نے کہا۔

"اور ہمارا ستیاناس ہو رہا ہے۔" دوسرے نے لقمہ دیا۔

"آپ حضرات بتائیں کہ میں کیا کر سکتی ہوں؟" چنچا نے پوچھا۔

"بُدھ کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو کم کرنا نہایت ضروری ہے۔"

"میں آپ لوگوں کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ تھوڑا سا انتظار کریں۔" وہ مسکرائیں۔

جس وقت شراوستی کے لوگ بُدھ کے وعظ و پند سُن کر جیتون سے نکلتے تھے، چنچا اسی وقت انہیں کے راستے سے ہو کر جیتون کے لئے چل پڑتی تھیں۔ خوب بناؤ سنگار کر کے اور بھڑکیلے کپڑے پہن کر وہ کسی حور جیسی نظر آتی تھیں۔

وعظ و پند سُن کر لوٹنے والے کہتے۔ "یہ انشارا ستہ کیوں اختیار کرتی ہو چنچا؟"

"تم سے مطلب۔" وہ ڈانٹ کر کہتیں۔

صبح سویرے لوگ جب جیتون کی طرف جاتے تو چنچا کے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا ہوتا۔ جسم ڈھیلا ڈھالا، سنگار اُجڑا ہوا اور پھول بکھرے ہوئے۔ ان کی اس دھج سے لوگوں کے دلوں میں شک پیدا ہونے لگا۔ ایک دن لوگوں نے حیرت میں پڑ کر پوچھا "چنچا۔ اس وقت کہاں سے آ رہی ہو؟"

"تم سے مطلب؟ کیا عورتیں جہاں رات گذارتی ہیں اس کا ڈھنڈورا بھی پیٹتی پھرتی ہیں؟"

شک جڑ پکڑنے اور گہرا ہونے لگا۔

کچھ دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا تو لوگوں نے پھر سوال کیا "کہاں جاتی ہو چنچا؟"

"جیتون میں۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

"کیا وعظ سننے جاتی ہو؟"

"نہیں۔ میں تتھاگت[1] کے ساتھ گندھ کٹی میں وقت گذارتی ہوں۔"

---

[1] مہاتما بدھ کا لقب

تین چار مہینے کے بعد چنچا کا پیٹ پھولنے لگا۔ لوگوں کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ وہ حاملہ ہے۔ وہ بھی عین زہد و ریاضت کی مورت بھگوان بُدھ سے۔

ایک دن شراوستی اور شراوستی سے باہر کے بہت لوگ بُدھ جی کی تقریر سننے آئے۔ سنیاسیوں کو اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ وعظ چل ہی رہا تھا کہ چنچا بھگوان کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔

"تم یہاں وعظ کہنے میں مصروف ہو اور میں حاملہ ہوں۔ یہ حمل تمہارا ہے۔ میرے لئے زچگی کا کچھ انتظام کیا؟ گھی تیل وغیرہ کہاں سے آئے گا؟ کچھ فکر ہے؟"

لوگوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔

"اختلاط کے مزے لوٹنا جانتے ہو۔ حمل ٹھہر جائے تو اس کا علاج نہیں جانتے؟" چنچا سخت لہجے میں بولی۔

"بہن! بھگوان بُدھ بولے۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ اسے میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی جانتی ہو۔"

"تتھاگت۔ آپ نے ٹھیک کہا۔ اسے دوسرا کون جان سکے گا۔"

اچانک اس کے پیٹ پر بندھی ڈلیا کھسکی۔ اس نے گھبرا کر اسے سنبھالا۔ اسی وقت بڑی تیز ہوا چلنے لگی۔ اس کی دھوتی پھڑ پھڑانے لگی۔ جسم کو ڈھکنے کے لئے اس نے بدحواس ہو کر کپڑے سنبھالے۔ ہاتھ ہٹتے ہی ٹوکری گر پڑی۔ اس کا پھولا ہوا پیٹ پچک گیا۔ وہ بھاگی۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور وہ گر پڑی۔

یہ ہے چنچا۔ یہ فرد کی نہیں، سماج کی علامت ہے۔ سورج پر تھوکنے والے نوجوان چنچا کی نسل سے ہیں۔ ستری ماں نے جو بد دعا دی ہے وہ اٹل ہے۔ اس کا بدلہ ان لوگوں کو صدیوں تک چکانا ہوگا۔

کاشی کے باشندو! کیا میں خدا کے ایک اور عظیم پیغامبر کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ آپ لوگ سننا چاہیں گے؟

آج سے ایک ہزار ساٹھ برس پہلے بیت اللحم میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایک کھوہ کے کنارے چرنی میں رکھ دیا گیا۔ یہودیوں کے مشرقی ملک کے تین نجومیوں نے ایک دُمدار ستارہ طلوع ہوتے دیکھا۔ وہ سیدھے راجہ ہیرود کے پاس پہونچے اور بولے کہاں

ہے ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے والا۔ یہودیوں کا نوزائیدہ راجہ کہاں ہے ؟ ہیرود اس بچے کا ویسا ہی دشمن تھا جیسا کنس کرشن کا۔ یہ راز جان کر کہ ہیرود نے بچے کو مار ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے تینوں نجومی حضرت عیسیٰ کو سلام کرکے باہر ہی سے واپس لوٹ گئے۔ خواب میں فرشتوں نے حضرت عیسیٰ کے باپ یوسف کو بچے کو لے کر مصر جانے کا حکم دیا۔ بچہ اور والدین در در کی ٹھوکریں کھاتے رہے۔

بارہ سال کے بعد یہ سن کر کہ ہیرود مر گیا ہے فرشتوں کے حکم سے یوسف اور مریم اپنے ملک لوٹ آئے اور بچے کو لے کر یروشلم کے سفر پر چل پڑے۔ وہاں زائروں کی بھیڑ میں حضرت کھو گئے۔ ماں باپ انہیں ڈھونڈتے اور لوگوں سے پوچھتے پاچھتے مندر میں پہونچے۔ وہاں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ عالموں کے درمیان مندر میں بیٹھے ہیں۔ یروشلم میں حضرت عیسیٰ کے عقیدتمندوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ عوام انہیں پیار کرنے لگے لیکن پروہتوں میں ان کے لئے نفرت کا جذبہ پلنے لگا۔ عوام انہیں خدا کے ذریعے عطا کیا گیا بیٹا کہہ کر ان کی عزت کرنے لگے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا میں اس لئے آیا ہوں کہ دنیا کو جنت سے جوڑوں۔ ان کے اس بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ طاقتور یہودی پروہت بگڑ گئے۔ حضرت عیسیٰ نے یروشلم چھوڑ دیا اور یہودیہ صوبے میں آ گئے۔ وہاں یوحنا انکی آمد کا اعلان کر چکے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا "میں خدا کا بیٹا نہیں، اس کا سفیر ہوں۔ دُلہن تو دولہا کی ہی ہوتی ہے لیکن دولہا کا دوست جو زن و شوہر کی گفتگو سنتا ہے اس کا ایک الگ لطف ہوتا ہے۔ زنا مت کرو۔ خدا کے بیٹے نے کہا۔ جو کسی عورت پر بُری نظر ڈالتا ہے وہ اس کے ساتھ دل ہی دل میں زنا کر چکا ہوتا ہے۔ اگر تمہاری داہنی آنکھ گناہ کا سبب بنتی ہے تو اسے نکال پھینکو۔ کسی پر الزام مت لگاؤ تاکہ تم پر الزام نہ لگایا جائے۔ جس نظریے سے تم نے سوچا ہے ہو سکتا ہے اسی نظریے کے تحت تمہارے کردار پر بھی غور کیا جائے۔

مذہب کے جھوٹے علمبرداروں سے ہوشیار رہو۔ وہ گرچہ تمہارے سامنے بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں لیکن دراصل ہوتے ہیں بھیڑیے

مذہب کے ٹھیکیداروں سے چپقلش چلنے لگی۔ حضرت آرام چاہتے تھے لیکن ان کے سامنے اپنے خدائی فرائض کی اہمیت تھی، جسم کی نہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ نہ سمجھو کہ کسی نے (خدا)

باپ کو دیکھا ہے۔ جو اس میں عقیدہ رکھتا ہے اسے لافانی زندگی حاصل ہے۔ میں تمہاری زندگی کی روٹی ہوں۔ میں جس روٹی کی بات کرتا ہوں وہ جنت سے اتری ہے۔ اسے جو کھاتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔

ہیرود کا منصف پیٹاس ایک شریف انسان تھا۔ جب حضرت عیسیٰ پر غلط باتوں کی تشہیر کا الزام لگا کر انہیں قید کر دیا گیا تو پیٹاس نے گرچہ انہیں بے قصور ٹھہرایا لیکن پٹوانے کی سزا بھی دی۔ پیٹاس نے یہودیوں سے کہا میں اس عیسیٰ کا کیا کروں جو خود کو کرائسٹ کہتا ہے۔

اُسے پھانسی دیجئے۔ گمراہ یہودی بولے۔

کاشی کے باشندو! اس وقت کا دستور تھا کہ ایک چوڑی قد آدم لکڑی پر بازوؤں کے برابر آڑی لکڑی جڑ دی جاتی تھی۔ اسے صلیب کہتے تھے۔ رواج کے مطابق قیدی عیسیٰ اپنی صلیب اپنے کاندھے پر اُٹھائے چلے جا رہے تھے۔ ان کے جسم سے کپڑے اتار لئے گئے تھے۔ وہ صرف کوپین پہنے ہوئے تھے۔ انہیں چوڑی لکڑی پر ٹانگا گیا اور آڑی لکڑی پر ان کے دونوں بازو پھیلا کر انہیں کیل سے جڑ دیا گیا۔ سر، گردن، ہاتھ پیر سب میں میخیں ٹھوک دی گئیں۔ پروہتوں نے طنز کیا ’جو دوسروں کو بچانے آیا تھا، اپنے آپ کو نہیں بچا سکا۔ مرتے وقت حضرت عیسیٰ کے یہ آخری الفاظ تھے ’آسمانی باپ تو نے جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ پورا ہو گیا‘۔

کاشی کے لوگو! یہ ہے کہانی۔ کیا شیل بھدرا ماں نے دونوں آسمانی ہستیوں کی اذیت تنہا نہیں جھیلی؟ انہوں نے خود پر لگائے گئے جھوٹے الزاموں کو بھگوان بُدھ کی طرح برداشت کر لیا۔ حضرت عیسیٰ کی طرح انہیں سُولی پر چڑھایا گیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شری ماں نے ان دونوں عظیم ہستیوں سے بھی زیادہ اذیتیں جھیلیں۔ یہ سب کچھ انہیں ستر سال کی عمر میں برداشت کرنا پڑا۔ وہ ان عظیم انسانوں کی قائم کردہ روایت کو ان سے بھی آگے لے گئیں۔ اس لئے کہ وہ ایک عورت تھیں اور ہمارا سماج عورت کو کمزور گردانتا ہے۔ ایک کمزور ہستی کی قربانی کیا رنگ لائے گی۔ اسے دیکھتے رہئے۔“

عوام کی تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے درمیان آواز اُٹھی۔

مہاجوگن شیلا ماں — امر ہیں۔

مہا جوگن شیلا ماں — امر ہیں۔

اسی وقت گھوڑ سواروں سے گھری تین پالکیاں منڈوے سے کچھ دور اتاری گئیں۔ کہاروں نے پردے ہٹائے۔ ایک پالکی سے مادر ملکہ رالہہ اور پرتھوی دیوی اتریں۔ دوسری پالکی سے گومتی اور چمپک باہر آئیں۔ تیسری پالکی سے راجہ چندر دیو اور شہزادہ مدن چندر آنسو بہاتے برآمد ہوئے۔ ولی عہد گووند ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ محافظوں کے گھیرے میں یہ سب شری ماں کے پاس پہونچے۔

"دیوی! شری ماں کے جسم کی طرف بڑھتی رالہہ دیوی سے بعدت راہل بھدر نے کہا۔ میری گذارش ہے کہ آپ لوگ شری ماں کے جسد خاکی کو دور سے پرنام کریں اس لئے کہ اس میں کچھ اس طرح کی طاقتیں کام کر رہی ہیں جو آپ کو نقصان پہونچا سکتی ہیں۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا اس کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔"

دونوں ملکائیں چوکی کے پاس زمین پر ماتھا ٹیکے پڑی رہیں۔ وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھیں۔ بہت سنبھالنے پر بھی چندر دیو بلک پڑے۔ سب لوگ لاش کے قریب کی زمین پر ہی پرنام کر رہے تھے۔ گومتی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ وہ سیدھی چوکی کی طرف بڑھی۔

"خاتون!" راہل بھدر بولے۔

"آپ کی بات میں سن چکی ہوں محترم۔ مجھے کسی بھی پراسرار قوت کا ڈر نہیں ہے۔ میں اگر اپنی عقیدت کے پھول چڑھاتے ہوئے مر بھی جاؤں تو مجھے کوئی فکر نہیں۔"

راہل بھدر ٹکٹکی باندھ کر گومتی کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ "جیسی دیوی کی مرضی!"

گومتی چوکی کے پاس پہونچی۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ سب کی آنکھیں راج کماری گومتی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ کیرت کو کوئی فکر نہیں تھی۔ تجسس ضرور تھا۔

گومتی نے شری ماں کے دونوں تلووں کو آنکھوں سے لگایا۔ "ماں، اپنی بیٹی کے ساتھ تو نے یہ دغا کیوں کی؟ کیوں ماں؟" وہ مستقل روئے جا رہی تھی۔ اس نے جیسے ہی پرنام کرنے کے لئے سر جھکایا اس کے گلے میں دوج کے چاند کی طرح روشن منی پشپ کا ہار آ گرا۔

راج کماری گومتی کی جے!

راج کماری گومتی کی جے!

"کاشی کے عظیم بیٹو! میرے بھائیو، ماؤں اور بہنوں!
میں تقریر نہیں کر رہی ہوں۔ آپ کی بیٹی یا بہن کی طرف سے التجا کر رہی ہوں۔ میں نے راستے میں آتے ہوئے سنا کہ کاشی کے حکمراں راج راجیشور کرن دیو نے اس لاش کو لاوارث قرار دے کر چانڈالوں کے ذریعے گنگا میں پھکوانے کا حکم دیا ہے۔ کیا کاشی صرف نامردوں اور کمزوروں کا اڈہ بن کر رہ گئی ہے؟ کیا کاشی کے نرم مزاج لیکن وقت پڑنے پر اٹھ کھڑے ہونے والے پھر تیلے نوجوان ختم ہو گئے ہیں۔ میرے چچا رتجک کہا کرتے تھے کہ بھانگ کی ایک گولی کے ساتھ ایک کوزہ دودھ پی کر کاشی کے الہڑ نوجوان موت سے بھی نہیں ڈرتے۔ انہوں نے انصاف کے لئے ہمیشہ اپنی قربانی دی ہے۔ کیا تم اپنی آنکھوں کے سامنے ایک کمزور عورت کی لاش کی درگت بنتے دیکھو گے؟ یہاں بیٹھ کر ہم کرن دیو کا کیا نقصان کر رہے ہیں؟ یہ صحیح ہے کہ کیدار ایشور ان کی سلطنت میں آتا ہے لیکن اپنی بے قصور رعایا کی توہین کرنے کا حق کسی راجہ کو بھی نہیں ہے۔"

ہم اپنی جان دے کر بھی ماتا شیل بھدرا کی لاش کی حفاظت کریں گے۔ چاہے کرن ہو چاہے دُریودھن۔ ہم اپنے علم کو جھکنے نہیں دیں گے۔ جے ہنومان۔ جے کار اگ چلاتے ہوئے جوان تماشائیوں کی بھیڑ سے کود کر ماتا شیل بھدرا کی لاش کے پاس کھڑے ہو گئے۔ کوئی تیس چالیس جوان تھے۔ انہوں نے دھوتی باندھ رکھی تھی۔ کمر میں چوڑا پٹکا بندھا تھا۔ چادر کے نام پر صرف زعفرانی انگوچھا ڈالے ہوئے تھے۔ سب کے پٹکے میں ننگی تلوار تھی۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جستی اور پھرتی نے ان جوانوں کے قالب میں ڈھل کر انسانی شکل اختیار کر لی ہے۔

"خوش آمدید بھائیو! گومتی آپ کے ساتھ پانچ دن تک دوڑتی رہے گی۔ آپ کے لئے کھانے پینے کا انتظام میری ذمہ داری ہے۔ میں اسے پورا کروں گی۔"

عوام کے رنج و خوشی کے ملے جلے جذبات میں جوش و خروش بھی شامل ہو گیا۔ جذبات کی اس تیز بینی نے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر دیے۔

"دیوی! راہل بھدر نے گومتی کے سر پر اپنا دعاؤں بھرا ہاتھ رکھ دیا۔ تو نیل تارا ہے۔ بھگوان بدھ کا پرشاد ہے۔ تو ہی درگا ہے۔ راہل بھدر تجھے پرنام کرتا ہے۔"

"آریہ۔ ایک یتیم لڑکی کو آپ مغالطے میں نہ ڈالیں۔ میں اگر نیل تارا ہوتی، درگا ہوتی، جوگ مایا ہوتی تو موت کا فرشتہ میری ماں کو مجھ سے چھین کر لے جانے کی ہمت نہ کرتا۔"

اسی درمیان گووند ننگی تلوار لئے ہوئے راہل بھدر کے قریب آیا۔ "آریہ، میں چندر دیو کا پوتا گووند ہوں۔ میرا پرنام قبول کریں۔"

"تمہارا بھلا ہو بیٹے۔"

"میں آپ سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں۔"

"بولو بیٹے۔"

"آپ اپنے شاگردوں اور کاشی کے قابلِ فخر نوجوانوں کے ساتھ ایک کوزہ دودھ نوش فرمائیں۔ باہر مشکوں میں گرم دودھ بھرا رکھا ہے۔"

راہل بھدر اپنے شاگردوں کے ساتھ باہر گئے اور دودھ پیا۔ نرمی ماں کے جسدِ خاکی کو گھیر کر کھڑے محافظ جوانوں نے دودھ کے ساتھ بھانگ کی گولی بھی لی

نندیشور مندر کے آنگن میں جب کیرت پہونچے تو آدھی رات بیت چکی تھی۔ سامنے بابا اور آچاریہ ورش دھوج موجود تھے۔

"کیرت! رتو دھوج بولے۔ میں نے سنا تھا کہ کانیہ کبج کے صوبے دار سومیشور کی بیٹی جو رنگ کی سرپرستی میں پلی بڑھی ہے تیری قوت ہے اور جلد ہی تیرے ساتھ بیاہ کے مقدس بندھنوں میں بندھنے والی ہے۔ میں نے آج اسے دیکھا۔ میں نے تمہارے دادا وِدیا دھر سے ایک تانترک پوجا کرائی تھی، نندیشور اور جوگ مایا کو خوش کرنے کے لئے۔ وہ پوجا آج کامیاب ہوتی دکھائی پڑ رہی ہے۔ گومتی تیرے لئے نندیشور کا تبرک ہے بیٹے۔"

"نرمی ماں کی دعاؤں کے ساتھ گومتی کے ساتھ میری شادی پانچ دن پہلے ہی اماوس کی رات کو ہو چکی ہے۔ آپ کی دعائیں ہی میرا زرہ بکتر ہیں بابا۔ معزز آچاریہ ورش دھوج نے آج اگر اس تنہا غریب اور ملک بدر شخص کو پناہ نہ دی ہوتی تو آج بھی وہ تاریکیوں میں مونہہ چھپائے اپنی بے معنی زندگی پر روتا رہتا۔"

"چُپ رہ۔ بڑ بولے۔ ورش دھوج نے کیرت کو کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔ تُو تو دتّیا دھر کے نام سے اتنا چڑتا تھا کہ ورش دھوج کو شک ہو گیا تھا کہ کہیں یہ لڑکا سارے رشتوں کو ایک جھٹکے سے توڑ نہ ڈالے۔"

کیرت ہنسنے لگے۔

اسی وقت ایک ناگا فوجی نے دروازے پر دستک دی۔ "دو نوجوان ہیں بابا۔ مہیش اور لوچن۔ وہ راجیشور کیرت سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"آریہ آپ انہیں یہیں بھیج دیں۔" کیرت نے کہا۔

"راجہ!" لوچن بولا۔

"پہلے بابا اور آچاریہ کی قدمبوسی کرو تم دونوں پھر مجھ سے بات کرنا۔"

دونوں لڑکوں نے زمین پر ماتھا ٹیک کر پرنام کیا۔

"اب بولو۔"

"راجہ۔ ہم اور مہیش سب کی آنکھیں بچا کر شری ماں کی کُٹیا میں گئے تھے۔ ہم نے کچھ پھل لئے اور ہانڈی میں دودھ رکھا۔ انہیں لیکر کومدی بُوا کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کہ لوچن تو بالکل اکیلے میں بھیا سے کہنا کہ کرشنن نام کا ایک دکنی لڑکا بڑے غصے میں چھُری لے کر دوڑا اور اس نے وناگ بھٹ کے پیٹ پر وار کیا۔ اگر اس کے لڑکے کا کچھ پتہ چل جاتا تو مجھے بڑی تسلی ہوتی۔"

ناگا فوجی نے پھر دروازے کی کنڈی بجائی۔ "راجہ، بندھو جیوُ اور سورج ملنا چاہتے ہیں۔"

"بھیجئے آریہ۔"

سورج کا کا کمرے میں داخل ہوتے ہی بابا رتو دھوج کے قدموں میں گر پڑے۔ "بابا، سورج نے پہلی بار ایسا جلالی جوگی دیکھا۔ آپ نے ڈاہریا کو جس طرح ڈانٹا اس سے جی خوش ہو گیا۔ آپ جھوتی کے اس آدی باسی کا نذرانہ عقیدت قبول کریں۔" سورج نے اپنی پھٹی چادر میں سے بن بیلا کا ہار نکالا اور بابا کے گلے میں ڈال دیا۔

"تمہارے ساتھ یہ کون ہے بیٹے؟" رتو دھوج بندھو جیوُ کو بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"میں بندھو جیوؔ نام کا برہمن ہوں۔ آپ مجھے غلط نہ سمجھیں۔ میں راجیشور کی پت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادینے کا عزم کر چکا ہوں۔ آپ حکم دیں تو ابھی اپنا سر اتار کر قدموں میں رکھ دوں گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے بیٹے بندھو جیوؔ۔ ماحول ہی ایسا ہے کہ بہت بچ کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے پڑتے ہیں۔"

چوتھا دن

کرن اشوک گندھ کے قتل سے بہت ناراض تھا۔ پھر ہندوستان بھر میں پوجے جانے والے نندیشور کے پروہتوں کے برتاؤ کی برافروختگی الگ تھی۔ صبح سویرے جب اس نے شری ماں کی لاش کے چاروں طرف کھڑے بیس بائیس جوانوں کو دیکھا تو اُبل پڑا۔

"تم لوگ کون ہو؟" کرن چلایا۔

زرد رنگ کی دھوتیاں لپیٹے سر پر سرخ رنگ کے انگوچھے باندھے نوجوانوں کے سربراہ سُمتر بھٹ نے کہا۔ "ہم تمہاری ماتحتی میں کام کرنے والے کارندے نہیں ہیں۔ سنو کرن۔ ہم سے ٹکرانے کا ارادہ چھوڑ دو۔ ہم کال بھیرو کے معتمد ہیں۔ دیکھتے نہیں ہو ہمارے گلے میں پڑے باریک دھاگوں سے بنے گنڈے۔ یہ کال بھیرو کا ایسا پرشاد ہیں جو سنیچر کے اثر کو بھی جلا کر خاک کر دیں گے۔ ہم نہ کرن کو جانتے ہیں نہ چندر کو۔ ہمارے شہنشاہ تو بابا دشونا تھ ہیں اور ماں ہیں ان پورنا۔ ہم انہیں کے ماتحت ہیں اور جہاں بھی بے انصافی دیکھتے ہیں کال بھیرو کے حکم سے اکٹھا ہو کر جان ہتھیلی پر رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اشوک گندھ نے لوگوں کو بھڑکا کر اور اس ذلیل بدکردار و نائک کو روپیہ پیسے کا لالچ دے کر ہماری برہم پوری کے لالچی نوجوانوں اور گمراہ ملاحوں کے ذریعے یہ غضب ڈھایا۔ ہم تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ جن ماں شیل بھدرا کی پرستش بھارت ماتا کی طرح کی جاتی ہے ان کے لئے تم نے جو گندے الفاظ استعمال کئے ان کے لئے ہم تمہیں سزا دیں گے اور ضرور دیں گے۔ ذلیل، کمینے آج تم نے شیلا ماں کو گالیاں دلوائیں کل تم ان پورنا کو بھی گالیاں دلواؤ گے۔ بیہودہ انسان۔ ہم تمہیں آخری بار خبردار کر رہے ہیں۔ اپنے سپاہیوں کے ساتھ بھدر بن

چھوڑ کر کرن میرو واپس لوٹ جاؤ۔ تم نے ہمارے معزز آدمی رنجک کو قتل کر دیا۔ میں اس وقت یہاں تھا نہیں۔ شری شاردا کی زیارت کے لئے یہ ہر گیا ہوا تھا۔ ایک ماں کی زیارت کو گیا دوسری کو کھو دیا۔"

"تم کون ہو؟ کیا نام ہے تمہارا؟ زبان سے تو لگتا ہے کہ پتے چاٹنے والے برہمن ہو کیوں کہ تم چکرورتی کرن کی صیقل کی ہوئی تلوار کو نہیں جانتے۔"

"تو لو یہ۔" شمتر بھٹ نے دھوتی کے اوپر کے کمر بند سے لمبا چھرا نکالا اور نشانہ باندھ کر کرن کے گھوڑے تشار کی گردن پر چلا دیا۔ تشار نے گردن موڑی اور تکلیف سے بیتاب ہو کر پچھلے پیروں پر کھڑا ہو کر ہنہنایا۔ کرن گھوڑے سے گر پڑا۔ بھیڑ نے تالیاں بجائیں۔

کرن فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "پکڑ لو اس ذلیل احسان فراموش برہمن کو۔ بھٹ ہوتے ہوئے بھی یہ ونائک جیسے مجرد انسان کو بدکردار کہہ رہا ہے۔"

"ونائک اور مجرد! واہ رے مسخرے! یہ تو تو ہی کہہ سکتا ہے۔ ہم جانباز نوجوان تیرے خلاف خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے۔"

"پکڑ لو اس بدزبان مکار برہمن کو۔"

کرن کے سپاہی جب تک آگے بڑھیں تب تک دو گھوڑ سوار ہوا کی سی تیزی سے ان کی طرف دوڑے اور دستے کے سردار پر کمند پھینکی۔ ہلکے جھٹکے سے وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ گھوڑ سوار نہایت تیزی کے ساتھ بھاگے۔ ان کی رسی سردار کے گلے میں کس گئی تھی۔ وہ بھدربن کے وسیع و عریض اور اوبڑ کھابڑ میدان میں گھوڑوں کے پیچھے گھسٹتے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ "بچائیے مہاراج۔ مجھے بچائیے مہاراج۔ بچائیے، بچائیے۔"

کرن نے اپنے محافظوں کو للکارا لیکن پتہ نہیں چلا کہ بھدربن کے بائیں طرف وہ گھوڑ سوار کہاں غائب ہو گئے۔ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ کیرت دل ہی دل میں مسکرا رہے تھے۔

کرن جھلاتا ہوا اپنے محافظوں کے ساتھ کرن میرو چلا گیا۔ بعد میں اس نے سکون کے ساتھ بیٹھ کر بہت سوچا لیکن کمند اور گھوڑ سواروں کا معمہ حل نہیں ہو سکا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ کیا یہ اس کرالیندر والے شخص کی کوئی نئی چال ہے؟ ایسا منظر تو خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

ماں شیل بھدرا کی ۔۔ جے !
ماں شیل بھدرا کی ۔۔ جے !!
جے بجرانگ ! جے بابا وشوناتھ !!
لوگ اپنی ہی بجائی ہوئی تالیوں کی گڑگڑاہٹ اور جوش وخروش کی ترنگوں میں اوپر نیچے ہو رہے تھے۔

38

"آریہ بندھو جیو !"
"حکم مہاراج۔"
"کل صبح شری ماں کی کٹیا کے سامنے جو دبی کچلی لاشیں ہٹائی گئی تھیں ان میں کچھ لوگ زندہ تو نہیں تھے؟"
"سب لوگ مرے ہوئے نہیں تھے۔ کچھ زندہ بھی بچ گئے تھے۔ ان کے علاج کے لئے بھدر بن کے اتر میں ایک خیمہ لگایا گیا ہے۔ وہاں کاشی کے سیٹھوں کی طرف سے مفت علاج ہو رہا ہے۔"
"وقت تو بہت ہو چکا ہے آریہ بندھو جیو۔ لیکن آپ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ آپ پتہ لگائیں کہ ان زخمیوں میں دکن کا ایک برہمن لڑکا کرشنن تو نہیں ہے۔"
بندھو جیو نے سب کو پرنام کیا اور سینوری کے کنارے سے بھدر بن کی طرف چل پڑے۔
وہ خیمے میں داخل ہونا ہی چاہتے تھے کہ ایک شخص نے کہا "آدھی رات گذر چکی ہے اس وقت آپ اس خیمے کے اندر نہیں جاسکیں گے۔"
"بھیا۔ میں غریب بے سہارا برہمن ہوں۔ شہر کے سبھی علاقوں، بازاروں اور مندروں میں اپنے بھائی کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ پتہ نہیں وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔"
دربان اندر گیا اور ایک نوجوان وید کے ساتھ باہر آیا۔

"آپ کے بھائی کا کیا نام ہے آریہ؟"
"ہم دکھن کے برہمن ہیں۔ اس کا نام ہے کرشنن۔"
"کرشنن تو زندہ ہے آریہ لیکن سر پر لوہے کی چھڑوں سے وار کئے جانے کی وجہ سے شدید طور پر زخمی ہو گیا ہے۔ اسے پھل اور دودھ جیسی طاقت بخش غذاؤں کی ضرورت ہے۔"
"وید جی کیا میں ذرا دیر کو اس سے مل سکتا ہوں۔"
"آئیے۔"
دونوں نے زمین پر بچھی چٹائی پر لیٹے کرشنن کو دیکھا۔ "میں تمہاری بہن کومدی کا بھائی ہوں کرشنن۔"
"کومدی بہن کیسی ہے آریہ؟"
"ویسی ہی ہے جیسے نگری مال سے تعلق رکھنے والے اور لوگ ہیں۔"
"ہاں میں سمجھ گیا آریہ۔ صبح آئیے گا۔ مجھے کومدی بہن کے پاس لے چلیے۔ میں اب ٹھیک ہوں۔"
"اچھا کرشنن۔ میں صبح سویرے سورج نکلنے کے وقت تمہیں لینے آجاؤں گا۔"

رات ختم ہو رہی تھی۔ صبح کا ستارہ طلوع ہونے کا وقت تھا۔ سیتو دری جھیل میں بگلے شکار کی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اسی وقت ایک گھڑ سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا نندلیشور مندر کے پاس آکر رکا۔ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سے بگلوں کی قطار پھڑپھڑا کر اڑی اور نیلے آسمان میں گم ہو گئی۔
گھوڑے کو آتا دیکھ کر ہی پہریدار ہوشیار ہو گیا تھا۔
"کون؟"
"بابا سے کہنا کہ ان کا گپتو آیا ہے۔"
"کیا کہا آریہ آپ نے؟"
"گپتو — بھائی، گپتو۔"
"یہ کیسا نام ہے آریہ۔" پہریدار ہنسا۔

"میں کیا کرتا بھائی۔ ماں باپ کو یہی نام اچھا لگا اس لئے رکھ دیا۔ اب اسے ڈھونا تو میرا ہی کام ہے نہ؟"

پہریدار مندر کی اوپری منزل کے دروازے کے پاس پہونچا۔ کھٹ کھٹ کی آواز سن کر بابا رتُو دھوج نے پوچھا "کون ہے۔"

"میں ہوں بابا آپ کا دربان۔"

"کیا ہے بیٹے؟"

"ایک گھوڑسوار ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے جب نام پوچھا تو وہ بولے 'جا بابا سے کہہ کہ ان کا گپتُو آیا ہے۔"

"گوپال۔" بابا مسکرائے۔ پھر بولے جا، راجیشور کیرت سے کہہ کہ اگر وہ تیار ہوں تو میرے کمرے میں آجائیں۔"

"اور اس گپتُو کو کیا کہوں بابا؟"

"وہ بڑا عظیم انسان ہے پہریدار۔ اسے عزت واحترام کے ساتھ یہاں لے آؤ۔"

"بابا بڑے کھلنڈرے ہیں۔ یہ ان کا بڑپّن ہے بھیا۔ اب چلو۔"

کمرے میں ان کے داخل ہوتے ہی بابا قہقہہ لگا کر ہنسے۔ "آؤ گپتُو۔" کیرت اندر آئے۔ وہ ایک لمحے کو گپتُو کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔ "آریہ سیناپتی!"

گوپال دوڑ کر کیرت سے بغل گیر ہو گئے۔

"کیسے ہیں مہاراج؟"

"آپ کی درخواست پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوئی سپہ سالار۔"

"تو نے کیا درخواست کی تھی گوپال؟" بابا کے لہجے میں تجسس تھا۔

"یہی کہ جان بوجھ کر مصیبت میں مت پڑیئے گا۔"

بابا دور اُفق میں نظریں جمائے کچھ سوچتے رہے پھر بولے۔ "گوپال اگر کل وہ نہ ہوا ہوتا جو کیرت نے کیا تو دنیا ہمیں نامرد کہتی۔ کیرت اور پرچنڈ کا غیض وغضب میں نے کل دیکھا۔ ایسا انوکھا رونگٹا کھڑے کر دینے والا منظر اس بوڑھے نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ گھوڑا

بھینسے کی طرح اپنے طاقتور جبڑے سے دشمن کو اچھالتا ہے۔ غصیل سانڈ کی طرح نتھنوں سے جھاگ اُگلتا ہے۔ خچر کی طرح پچھلے پیروں سے دولتی جھاڑتا اور بجلی کی طرح وار کرتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی وہ دائرے میں گھوم گھوم کر سیکڑوں دشمنوں کو رگڑ رگڑ کر گوشت کے لوتھڑوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ بابا رے ۔ جیو کیرت ۔ جیو پرچنڈ۔"

"یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے بابا۔ اگر ادبچی کو دے زخمی ہو جانے والے گھوڑے کی دوا آپ نے نہ بتائی ہوتی تو میں اب تک پرچنڈ کو کھو چکا ہوتا۔"

"اسی لئے تو میں نے کہا تھا بابا کہ پرچنڈ کو چھپانا مشکل ہوگا۔ میں کل آدھی رات تک سارے شہر میں گھوماتا رہا ہوں۔ یہ شہر ہے اس لئے یہاں گھوڑا روک کر اس کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے تو سو نہیں سکتا۔ ہر جگہ تین ناموں کا ترشول گڑا ہوا ہے شیلا ماں، پرچنڈ اور راج کماری گومتی۔"

"گومتی نے جو عہد کیا ہے وہ آگ میں گھی کا کام کرے گا گوپال۔ کاشی کے جن جانباز نوجوانوں کو اس نے للکارا ہے وہ آخری سانسوں تک شری ماں کی لاش کی حفاظت کریں گے۔ مجھے تو یہ فکر ہو رہی ہے کہ وہ پانچ دن بغیر کچھ کھائے پیئے کس طرح رہے گی۔"

"راج کماری گومتی کی فکر نہ کریں بابا۔ گوپال بھٹ بولے۔ غالباً راجہ بھی نہیں جانتے ہوں گے۔ مجھے آریہ رنجک نے لکھا تھا کہ گومتی کیرت کو پانے کے لئے آچاریہ رنگ ناتھن کے مسلک پر چل کر کاتیاننی برت کر رہی ہے۔ وہ اکیس دن تک لگاتار بغیر کچھ کھائے پیئے رہے گی۔ سمجھانے پر کوئی جواب نہیں دیتی۔ نہ ہاں نہ نا۔ کچھ کھانے کے لئے کہتا ہوں تو رونے لگتی ہے۔ بابا آپ چندیلوں کی اس شہزادی کی حفاظت کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھیے گا۔ مجھے اب اجازت دیجیے۔ جھوتی مجھے پکار رہی ہے۔"

"راجیشور کیرت۔ ایک پہریدار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک کمسن فوجی دروازے پر کھڑا ہے۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو بولا منی پشپ۔"

بابا، گوپال، کیرت سبھی بے چین ہو اُٹھے۔ بابا بولے "پہریدار، اس نوجوان کو بڑے احترام کے ساتھ اندر لے آؤ۔ خبردار، ذرا سی بھی کوتاہی ہوئی تو جہنم میں جاؤ گے۔"

گومتی دروازے پر آئی۔ ایک پل کچھ سوچتی رہی پھر کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ بابا کے

قدموں میں گر پڑی۔ " بابا۔ بہت بری خبر ہے۔ کرن کی گھوڑ سوار فوج نے گاہڑ والوں کے مہابن والے اصطبل گھیر لئے ہیں۔ قلعے کے چاروں طرف کلچری سپاہی کھڑے ہیں۔ سنا ہے کرن نے کالنجر کا گھیرا اٹھالیا ہے۔ اس کے دس ہزار گھوڑ سوار رات میں بھدربن پہونچے۔ آج اس نے شری ماں کی لاش کو گنگا میں پھنکوا دینے کا ارادہ کرلیا ہے۔ وہ ایک لمحے کو گوپال بھٹ کو دیکھتی رہی۔ آریہ سیناپتی گومتی کا پرنام قبول کریں۔ افسوس کہ آپ سب کو بری خبریں ہی دینی پڑ رہی ہیں۔ کرن سیتو اور چندر سیتو دونوں کرن کے اختیار میں چلے گئے ہیں۔ شہر سے کسی کا بھی آنا جانا دشوار ہو گیا ہے۔ لوگ کرن کے قانونوں کے پابند ہو گئے ہیں۔ گنگا کے پچھمی کنارے سے جانے والوں کی پریشانی بھی بڑھ گئی ہے۔"

"مہارانی! گوپال کے لئے کوئی بھی خبر تکلیف دہ نہیں ہے۔" ٹیہر کی شاردا کو ایک نو عمر لڑکے کی صورت میں کھڑا دیکھ رہا ہے۔ "آپ میری فکر نہ کریں۔ میں آپ کو اور راجیشور کو بطور امانت بابا کے پاس چھوڑ کر جارہا ہوں۔ کالنجر میں صرف بیس ہزار گھوڑ سوار تھے۔ اگر دس ہزار ہی لوٹ سکے تو اس کا مطلب ہے کہ آدھے موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ مجھے اپنی پرعزم گھوڑ سوار فوج پر فخر ہے۔"

گوپال بھٹ نے بابا کے پیر چھوے۔ تبھی پوجا سے فارغ ہو کر ورش دھوج کمرے میں آگئے۔ گومتی نے ان کے قدموں میں جھک کر پرنام کیا۔

"تمہارا اقبال ہمیشہ بلند رہے۔ نندیشور تمہیں وقت سے لڑنے کی طاقت دیں۔ راج کماری میں پوجا میں تھا۔ لیکن میرے کان تمہاری باتیں سن رہے تھے۔ بابا نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر تمہارے دادا وِدیادھر دیو سے ایک تانترک پوجا کرائی تھی جو نہ فرد کے لئے تھی نہ نسل کے لئے بلکہ اپنی قدیم تہذیب و تمدن کے لئے تھی، مشہور عالم ہندوستان کے مرکز میں واقع آٹوئیہ دیس کے آدی باسیوں سے لے کر برہمنوں تک ہر فرد میں موجود تہذیب کی نادر وراثت کی حفاظت کے لئے تھی۔ ہمارے لئے کھجوراہو کے مندر فخر کی چیز ہیں لیکن ان سے بھی زیادہ فخر ہمیں ان گونڈ، بھر، کاچھی، بھینسا وراور نٹ جیسے قبیلوں پر ہے جو باہری حملوں کے دوران غاروں اور خندقوں میں چھپ کر بڑی مصیبت بھری زندگی گذارتے ہیں لیکن کبھی کسی سے سمجھوتہ نہیں کرتے۔ چندیلوں کے شاہی گھرانوں

نے ان کی حفاظت کی اس لئے رُودر اور دیشنوی طاقت کی پرستش کی گئی۔ بابا نے کہا تھا سمبت ایک ہزار ستانوے میں چندیل گھرانہ تباہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں اپنی تہذیب کی بنیاد کو بچانا ہے۔ آج ہم دوغلا کہہ کر جن کی توہین کرتے ہیں ان کے غاروں کی دیواروں پر لاکھوں سال پرانی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ چندیل اپنی رعایا کو جو محبت اور عزت دیتے تھے اور جس طرح اس کی حفاظت کے لئے کمربستہ رہا کرتے تھے اس سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس ہونی کو اُلٹنا ضروری ہے۔ چندیل گھرانے کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ آدھی جنگ تو شیلا ماں نے جیت کر ہماری جھولی میں ڈال دی ہے باقی بھی دیکھ لیں گے۔"

"ورش، تو چل رہا ہے ہمارے ساتھ؟" بابا نے پوچھا۔

"نہیں بابا ہم وہاں سورج نکلنے کے کوئی ایک پہر بعد آئیں گے۔ مجھے کچھ ضروری کام نمٹانے ہیں۔"

آچاریہ ورش دھوج اپنے ذاتی پوجا گھر میں چلے گئے۔

"آپ وہاں سے آئیں کیسے دیوی؟" کیرت نے گومتی سے پوچھا۔

"یہ سب جوگ مایا کی عنایت ہے آریہ پُتر۔ سبودھ چچا کا گھوڑا ہمارے پہنچنے کے ساتھ سرائے میں تھا۔ جب مہابن کو گھیر لیا گیا تو چچا سبودھ بڑی عجلت کے ساتھ قلعے میں پہونچے۔ انہوں نے آریہ رنجک کے قابلِ اعتماد لوگوں سے سارے حالات معلوم کر لئے تھے۔ جب وہ ولی عہد سے بات کر رہے تھے اسی وقت میں مردانے لباس میں مہمان سرا پہونچی اور دونوں گھوڑوں کو آدی کیشو مندر کے پاس جھاڑیوں میں چھپا دیا۔ سرائے بھی گھیر لی گئی۔ گاہڑوال قلعے کے گھیرے جانے کے پہلے آریہ سبودھ آدی کیشو کے پاس پہونچے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ بے حد فکر مند تھے۔ تبھی میں نے ان کے پاس پہونچ کر پوری بات بتائی۔ اس طرح ہم دونوں سیتو دری پہونچے۔ مجھے وہاں چھوڑ کر وہ کھدربن کی طرف چلے گئے۔"

"دیوی! آپ کو اس طرح کے خطروں سے بچنا چاہیے۔"

"مجھ سے کوئی قصور ہوا آریہ پتر؟" گومتی کا چہرہ کمہلائے ہوئے کمل کی طرح لٹک گیا۔

"نہیں دیوی۔ آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کوئی مصیبت

آجاتی تو میرے لئے یہ ڈوب مرنے کی بات ہوتی ۔"

"راجن !" گوپال بھٹ بولے ۔ آپ مہارانی کی دل شکنی نہ کریں ۔ ان کا اگر بال بھی بانکا ہوا تو میں سارے کاشی کو خون سے رنگ دوں گا ۔ آپ اس مجسم وشنوی قوت کی حفاظت کے لئے فکرمند نہ ہوں ۔"

"مہارانی ! پہریدار نے دروازہ کھٹکھٹایا ۔ سات بڑے ہی درشت چہروں والے گھوڑ سوار آنگن میں کھڑے ہیں ۔ انہوں نے کہلایا ہے کہ وہ راجہ اور سپہ سالار سے ملنے آئے ہیں ۔"

"آریہ ۔ ان کے سردار کا نام پوچھ کر آئیے ۔"

پہریدار باہر آیا اور اس نے دستے کے سردار کا نام پوچھا ۔

"آریہ ' نام پوچھنے کے لئے کس نے کہا ؟"

"سپہ سالار نے ۔"

"تو ان سے کہئے سون ند ۔"

پہریدار کو حیرت تھی ۔ یہ سارا جادوگری کا کھیل کیوں چل رہا ہے ۔ اگر ماتا شیل بھدرا کی لاش کو بے حرمتی سے بچانا ہے تو اس کے لئے سندلیشور کے ہم دو سوناگا فوجی ہی کافی ہیں ۔ اسنے ہتھیلی پر مکہ مارا اور سپہ سالار سے کہا "سون ند"۔

گوپال بھٹ باہر آئے ۔ انہوں نے سردار کو گلے سے لگالیا ۔ "تم آماتیہ وتسراج کے بیٹے ہو پنڈریک لیکن سچ تو یہ ہے کہ تمہارے اصل باپ گوپال ہیں وتسراج نہیں ۔"

پنڈریک ہنسا ۔ "میں نے کب انکار کیا ہے چچا ۔"

گوپال نے ساتوں سواروں کی پذیرائی کی اور انہیں لیکر اسی کمرے میں پہونچے جہاں بابا ، راجہ اور گومتی تھے ۔

"مہاراج یہ ہیں آپ کے آماتیہ وتسراج کے بیٹے پنڈریک ۔"

کیرت نے پنڈریک کے ہاتھ پکڑ لئے ۔ "تمہارا نام تو بہت سن رکھا تھا پنڈریک لیکن سپہ سالار گوپال نے ملنے کا موقعہ آج عنایت کیا ۔"

"راجن یہ سات گھوڑ سوار آپ کے اور آپ کے پرچنڈ کے تو پاسنگ برابر بھی نہیں

ٹھہرتے لیکن آپ کی خفیہ قوت کی صورت میں ہمیشہ آپ کی اور دیوی گومتی کی حفاظت کے لئے تیار رہیں گے۔ آٹویہ دیس میں یہ "آگ کی سات زبانیں کہلاتے ہیں۔ میں اب جا رہا ہوں۔ خود کو کبھی تنہا مت سمجھئے گا۔ حالانکہ آریہ رُجک نہیں رہے لیکن بابا اور ورش دھوج آریہ کا سایہ آپ کے سر پر بنا رہے گا اور آپ دونوں کی حفاظت کرے گا۔"

گوپال کیرت سے گلے ملے پھر گومتی سے مخاطب ہوئے "دیوی! راجہ کی بات کی فکر نہ کریں۔ وہ پچھلے چار مہینوں سے جن جکڑبندیوں کو توڑنے میں لگے ہوئے ہیں ان کی وجہ سے کچھ تھکے ہوئے لگتے ہیں۔"

"پرنام سیناپتی۔ گومتی نے کہا۔ میں اپنا قصور مانتی ہوں۔ مجھے کسی بھی عام عورت کی طرح ماں کی لاش کی حفاظت کرنی چاہئے۔ منچ پر آکر تقریریں نہیں کرنی چاہئیں۔ میں صرف ایک راج کماری ہی نہیں ہوں، ایک اعلیٰ نسب شاہی خاندان کی بہو بھی ہوں۔ میری سوچ یکطرفہ تھی اور نامکمل۔" گومتی کی آنکھیں بھر آئیں۔

"دیوی معاف کریں۔ کیرت نے کہا۔ استری ماں کی عزت آبرو کی حفاظت صرف راجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے دیوی کو سامنے آنا ہی پڑتا ہے۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ خود کو خطروں سے بچا کر چلنا ہی زیادہ بہتر ہے۔"

"تم لوگ غیر ضروری باتوں میں مت پڑو راجہ اور راج بہو! اس مصیبت کی گھڑی میں دونوں کو ایک جان دو قالب بن کر رہنا ہے۔ مٹیا پنڈریک میں باورچی سے کہہ دیتا ہوں کہ تم لوگ دوپہر اور رات کا کھانا یہیں کھاؤ گے۔ تمہارے لئے مہمان خانہ بھی ٹھیک کرا دیتا ہوں۔"

39

"جو دوسروں کو دھوکا دیتا ہے وہ اپنے گناہوں میں اضافہ کرتا ہے۔"

پتہ نہیں کاشی کی پرانی بولی کا یہ جملہ صرف ماہرین لسانیات کے لئے اہمیت رکھتا ہے یا اس کے پیچھے کوئی خاص معنی بھی ہیں جو عوام کو ہوشیار کر رہے ہیں کہ دوسروں کو دھوکا مت دو

نہ دھوکا دو نہ دھوکا کھاؤ۔

جب رتو دھوج، کیرت اور راج کماری گومتی نرمی ماں کی کٹیا کے پاس پہونچے تو وہاں ان لوگوں نے عجیب منظر دیکھا۔ کٹیا سے لیکر پورب میں واقع کیدار ایشور تک اور پچھم میں بھدر بن کی حدود قائم کرنے والی جھاڑیوں تک لوگ ہی لوگ تھے۔ ببول کے پیڑ، بسنت کی آمد پر خوشی سے پھول اُٹھنے والی مالتی کی بیلیں، جباکسم اور کٹ سریا کے پھول سرسبز جھاڑیوں پر رنگوں کا چھڑکاؤ کر رہے تھے۔

"بابا۔ آپ گومتی کے ساتھ چلیں۔ میں ذرا رُک کر آرہا ہوں۔"

گومتی پہونچی ہی تھی کہ کاشی کے خوشسر، متوالے ہاتھیوں نے اسے گھیر لیا۔

"راج کماری۔ ان کا اگوا بولا۔ کل صبح جو کچھ ہوا ہم اس سے واقف ہیں۔ جو آج ہوگا وہ بھی ہم جانتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ نرمی ماں کی لاش کے پاس نہ جائیں وہاں خطرہ ہے۔"

"آریہ۔ یا تو آپ خود کو دھوکا دے رہے ہیں یا مجھے۔ میں نے کل اعلان کیا تھا کہ آپ لوگوں کے کھانے پینے، دودھ اور بھانگ کا انتظام میں کروں گی۔ اس صورت میں آپ کا یہ کہنا کہاں تک مناسب ہے کہ میں نرمی ماں کے جسد خاکی کے پاس نہ جاؤں۔ آپ کو شاید میرے نام کے ساتھ جڑے لفظ "راجکماری" نے مغالطے میں ڈال دیا ہے۔ میں شاہی محلوں میں بھی رہی ہوں اور دھوپ بارش اور جاڑوں کی مار سہتی سراؤں میں بھی۔ بچپن میں باپ کا سایہ سر سے ہٹ گیا۔ پیدا کرنے کے بعد ماں بھی چل بسی تھیں۔ میں جو کچھ بھی ہوں وہ غریبوں کی جھونپڑی سے جڑے رہنے کی وجہ سے ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔"

"ہمارا مطلب یہ نہیں تھا ہم کہنا چاہتے ہیں کہ ان چیزوں کی ضرورت اب نہیں رہی جن کے انتظام کا اعلان آپ نے کیا تھا۔ بھدر بن میں کھانے کی چیزیں، دودھ، پان یہاں تک کہ بھنگ اور مٹھائی کی سب کی دوکانیں سج گئی ہیں۔ وہ دیکھیے سامنے۔"

گومتی نے دیکھا سچ مچ قطار سے دوکانیں لگی ہوئی تھیں۔ ان کے پاس کافی بھیڑ بھی تھی۔

"اس صورت میں آریہ، آپ لوگوں کو میری ایک بات ماننی پڑے گی۔"

"حکم دیں شہزادی۔"

گومتی نے سونے کے سکوں کی ایک تھیلی ان کے رہنما کے ہاتھ پر رکھ دی۔ "یہ ہے گومتی کے اعلان کا ایک ضروری حصہ۔ آپ اس تھیلی کی رقم سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدیں۔ اگر آپ نے انکار کیا تو میں اسے اپنی توہین سمجھوں گی۔" لڑکا کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن گومتی کا سُرخ ہوتا ہوا چہرہ دیکھ کر چُپ ہو گیا۔

"جو حکم دیوی!"

سب نوجوان چلے گئے۔ وہ کوئی تیس چالیس تھے۔ گومتی نے کل شام ہی سورج کا کا، نوچین اور مہیش سے کہہ دیا تھا کہ شری ماں کے پورے جسم کا سنگار صرف سفید پھولوں سے کیا جائے گا۔ اس لئے جتنے بھی ہار لائے جائیں وہ سب مالتی، شفالی، سفید کنول، موتیا اور بن بیلا کے ہی ہوں۔

ہار پھول آ گئے تھے۔ گومتی نے شری ماں کے جسم سے مرجھائے ہوئے ہاروں کو اتار دیا۔ ان کی جگہ ان کی سفید چادر پر سفید ہار سجا دیے گئے۔ اگربتیاں جلا دی گئیں۔ بڑا عجیب و غریب منظر تھا۔ ایک طرف آچاریہ راہل بھدر اپنے شاگردوں کے ساتھ بُدھ مذہب کے صحیفوں کا پاٹھ کر رہے تھے دوسری طرف مینا کشی بھاگوت میں محو تھی۔ جھنڈ کے جھنڈ شیو جوگی اپنے عقیدے کے مطابق شِو کی ثناخوانی کر رہے تھے۔ سب کے دل پُرسکون تھے لیکن ان کی نظریں مستقبل پر بھی لگی ہوئی تھیں۔ کل کا دن تو چین سے گذر گیا آج کیا ہوگا؟ ایک سوال تھا لیکن جواب؟

تبھی گھوڑ سوار فوج کی ایک ٹکڑی آئی۔ اس کی قیادت گاڑوال سپہ سالار پارس دیو کر رہا تھا۔ سوار پیچھے کی طرف یعنی کیدار ایشور کے نزدیک قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

سورج کا کا دوڑے دوڑے آئے اور گومتی کو اشارے سے بلایا۔ "راج کماری مصیبت ٹل گئی۔ کرن نے گاڑوال ٹھکانوں سے اپنی فوج ہٹالی۔ وہ بہت خوف زدہ ہے۔ پرچنڈ کی وجہ سے اسے رات کو نیند نہیں آتی۔ ساری رات وہ گھوڑسال کے ایک ایک گھوڑے کو دیکھتا رہا لیکن بیکار۔"

"جا کر پوچھئے کہ کومُدی بہن کی طبیعت کیسی ہے۔ انہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہے۔"

"ابھی جا رہا ہوں بیٹی۔ آج راجہ نہیں دکھائی پڑ رہے ہیں۔"

"وہ ہم لوگوں سے ناراض ہیں سورج کا کا۔ میں اپنی غلطی مانتی ہوں کہ بغیر انہیں بتائے رینچے کو لے کر رونا پار کی اور مستودری گئی لیکن لاچار تھی کیا کرتی۔"

سورج کا کا نے سر کھجایا۔ "راجہ تو مجھ سے اور لوچن سے بھی ناخوش ہیں۔ ان کا کہنا بھی ٹھیک ہی مہارانی۔ بدلے ہوئے بھیس کا مطلب ہی کیا جب ہم راز کھول دیں۔ مجھے بندھو جیو کو راجہ کے سامنے نہیں لے جانا چاہئے تھا۔ اب لگتا ہے بوڑھا ہو چلا ہوں۔ آٹو نیہ دیس کی گپھاؤں میں برسوں کسی انسان سے بات کئے بغیر رہنے والے سورج سے ایسا قصور ہوا کیسے میں تو اسی سوچ میں پڑا ہوں۔"

"چھوڑیئے کا کا۔ ہم لوگوں کا مقصد تو برا نہیں تھا۔ نتیجہ برا ہوا اس کے لئے کسی وقت معافی مانگ لیں گے۔ راجہ آپ کو بہت مانتے ہیں کا کا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو اسے وہ یہاں سے نکال کر دم لیتے۔"

"وہ دیکھئے بابا رتو دھرج کے ساتھ بھیڑ میں کھوئے بیٹھے ہیں۔" دونوں نے بغیر ادھر دیکھے ہی جان لیا کہ چہرے پر برافروختگی ہے۔ سورج کا کا کوندری کی کٹیا کی طرف چل پڑے۔

"کوندری بیٹی!"

"کون ہے؟"

"میں ہوں راجہ کا ساتھی۔ کرشنن ٹھیک تو ہے؟ بیٹی تم نے ناشتہ کیا؟"

"کروں گی بابا۔ تم کس راجہ کی بات کر رہے ہو؟ معاف کرنا بابا۔"

"میں وِدیادھر کے پوتے کی بات کر رہا ہوں۔ ہماری جھبوتی اور کسی کو راجہ نہیں مانتی۔"

"بھیا تو صبح آئے تھے بابا۔ میں نے کرشنن کے لئے شکریہ ادا کیا تو کہنے لگے شکریہ تو سورج کا کا، لوچن اور بندھو جیو کا ادا کرنا۔ اس کے اصل مستحق وہی لوگ ہیں۔ کرن کیوں واپس ہو گیا کا کا؟"

"ایک تو عوام کا دباؤ، دوسرے مذہبی رہنماؤں کی لعنت ملامت تیسرے سون ند۔ سون ند جھبوتی کی ایک گھوڑ سوار ٹکڑی ہے اس کے سردار پنڈریک کو چھوڑ کر باقی سب آدی باسی ہیں۔ اسے اب تک کوئی روک نہیں سکا ہے۔ لیکن یہ بات مونہہ سے مت نکالنا بیٹی ورنہ راجہ

مجھے کاشی سے نکال کر شکتیش گڑھ بھیج دیں گے ۔"

"تم راجہ سے ڈرتے ہو کاکا؟"

"پگلی، میں کیوں ڈروں گا اس سے۔ ہاں جب بھیجے میں صحیح بات نہیں گھسنی کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو راجہ بات کرنا بند کر دیتے ہیں۔ کہتے کچھ نہیں۔ تب لگتا ہے کہ بات کچھ گہری ہے۔ وہ جب بولیں، خواہ غصے سے سہی تو سمجھ لینا کہ سب ٹھیک ہے لیکن اگر چپ ہوجائیں تو جان لینا کہ کہیں کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔"

بھدربن کو کلچری سواروں نے گھیر لیا تھا۔ آگے کی صف میں خود کرن تھا۔

"سورج کاکا! گومتی بولی۔ آپ یہاں سے چپکے سے شری ماں کی کٹیا کی طرف نکل جائیں۔"

بیس پچیس سال کا ایک نوجوان جوگی بڑی محویت کے ساتھ سارنگی بجاتا ہوا آ رہا تھا۔ وہ گورے رنگ کا بڑا وجیہہ نوجوان تھا۔ اس کے بال گرچہ الجھے ہوئے تھے لیکن انہیں سمیٹ کر سر پر اس طرح جوڑا بنا لیا تھا جیسے بھگوان شِو کے سر پر ہوتا ہے۔ کمر میں مونج کی کردھنی تھی۔ جسم پر سفید راکھ ملی ہوئی تھی جو اُسے نورانی بنا رہی تھی۔ جوگی نے زعفرانی گدڑی پہن رکھی تھی۔ اسی رنگ کی گدڑی اس کے کندھوں پر بھی پڑی تھی۔ اس نے کشمیر کی کالی بھیڑ کے اون کا جنیئو پہن رکھا تھا۔ دونوں کلائیوں میں بڑے بڑے رودراکشوں کی مالائیں تھیں اور ایکادش مکھی رودراکش کی مالا گلے میں جھول رہی تھی۔ دونوں کان چھدے ہوئے تھے اور ان میں سونے کے بالے تھے۔

الکھ نرنجن!

"کاشی کے لوگو۔ پہلے ٹھنڈے دل سے یہ نرگن بھجن سنو۔ پھر اگر ہمت ہو تو اس بد رُوح کرن کو عوام کی عدالت کے سامنے بلاؤ۔" وہ شری ماں کی کٹیا کے سامنے آیا۔ لاش کے سامنے جھک کر پرنام کیا اور پھر محو ہو کر گانے لگا۔

"سادھو، ایہاں کو وُ دوجا نا ہیں[1]

---

[1] بھلے مانسو، یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔ عقل کی آنکھیں کھول کر دیکھو ہر انسان میں اسکے خالق کا عنصر موجود ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

گیان درشٹی کری دیکھن لاگا، ہری ہیں سب گھٹ ماہیں
جل تھل ماہیں جیو جنت ہیں، ان پر دیا بچارو
سب گھٹ ویاپک ایک برہم ہے، کاہو کو ِمت مارو
گرو سو گیان، گیان سو بدھی بھئی، بدھی سو اکل پرکاسی
بھنت بھرتھری، ہری پد پرسیا سہج بھیا اوی ناسی"
"جوگی بھرتھری کی جے۔ جوگی بھرتھری کی جے۔"
"یہ نعرے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کاشی کے لوگو، میں بہت خوش ہوں کہ مہاراج کرن دیو اپنی سلطنت کاشی میں رہنے والے کسی بھی شخص کے جرم کے لئے فیصلہ سنانے کو عوام کی عدالت چلانے لگے ہیں۔ پتہ نہیں انصاف اور بوریوں میں بھرے پتھروں کا آپس میں کیا تعلق ہے لیکن اگر انصاف کا مطلب ہے ایک روحانی طاقت کی شمع بجھا دینا، کسی عظیم جوگن کو قتل کر دینا، یا کھنڈیوں اور نیچ لوگوں کو چاند پر تھوکنے کے لئے اکسانا تو میں ایسے انصاف پر لات مارتا ہوں۔ غصے سے کانپتے ہوئے بھرتھری نے کہا۔ آپ اسے عدالت کہتے ہیں یا فتنہ پردازوں کی سازش؟"
"یہ سازش ہے۔ ہم اسے انصاف نہیں مانتے۔ ہم حق کے لئے کوئی بھی قربانی دینے کو تیار ہیں۔" چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔
"تو بلایئے کرن دیو کو۔ میں اس پر قتل، سازش اور ملیچھ ہونے کے الزام لگاتا ہوں۔ میں مہاجوگن شیل بھدرا ماں کو پرنام کرنے آگیا تھا۔ میں بھرتھری درخواست کرتا ہوں کہ کرن دیو کو عدالت میں حاضر کیا جائے یا وہ میرے سوالوں کے جواب دے یا کہہ دے کہ وہ عوام کی عدالت کو نہیں مانتا۔"
کرن کے چہرے پر پسینے کے قطرے جھلکنے لگے۔ وہ اپنے محافظوں کے ساتھ لوگوں کی اگلی صف کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) خشکی اور سمندر سب جگہ جاندار موجود ہیں ان پر مہربانی اور رحم کرو۔ ان سب میں اُسی مالک کا نور ہے اس لئے کسی کو تکلیف مت پہنچاؤ۔
مرشد نے علم دیا اس سے عقل بڑھی، عقل سے کبھی نہ ختم ہونے والی روشنی حاصل ہوئی (یعنی سوجھ بوجھ پیدا ہوئی)
بھرتھری کہتے ہیں کہ خدا تک پہنچ کر میں بہ آسانی زندہ جاوید ہو گیا ہوں (اس میں ضم ہو کر اس کا ایک حصہ بن گیا ہوں)

"کرن دیو کیا تمہارے دل میں یہ ٹیس نہیں اٹھتی رہی ہے کہ ایک سو پینتیس راجہ، صوبیدار، جاگیر دار وغیرہ تمہارے قدموں میں سر جھکاتے رہے لیکن بھارت کے عوام کے دلوں میں جو مقام دھارا کے راجہ بھوج کا تھا اس کا سواں حصہ بھی تمہیں حاصل نہیں ہو سکا۔"

"یہ سوال غیر ضروری ہے۔" کرن دیو نے کہا۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم نے بھوج کو قتل کرنے کی سازش کی اور اس کے لئے چالکیہ بھیم سے صُلح کی؟"

"ہاں سچ ہے۔"

"کیا تم نے دھارا کو لُوٹا؟ محلوں کو جلایا؟ اور جس طرح تم نے کھجوراہو کے مشہورِ عالم مندروں کو نذرِ آتش کیا ہے اسی طرح بھوج کے سرسوتی بھون اور کنک سبھا کو بھی راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا تھا؟ بھوج کی سرسوتی سبھا فنونِ لطیفہ کی نمائندگی کرنے والی ایک انوکھی تنظیم تھی۔ وہ گویا نطق و گویائی کے دیوتا کی عبادت گاہ تھی۔ اس کی دیواروں پر سونے کے پتر جڑے ہوئے تھے۔ گنگا میں کنول کے پھول توڑتی حسیناؤں کی تصویریں دیکھنے کے لئے دیس بدیس کے سیاح آتے تھے۔ اس سنہری عمارت میں شام کے وقت چراگاہ سے لوٹتی گایوں کی منظر کشی کرنے والا ایک ایسا شاہکار تھا جو پھر کبھی نہیں بنایا جا سکا۔ یہ کنک سبھا پورے ہندوستان کی فنکاری کا ایک یادگار نمونہ تھی۔ اسے بھوج دیو نے اپنے احساسات کو پگھلا کر ڈھالا تھا۔ اسے تم نے پل بھر میں جلا کر خاک کر ڈالا۔ تم لالچی ہو، ترسے ہوئے ہو۔ تم نے صرف سونے کے پتر نکال لئے ہوتے تو آج کم از کم وہ ذہنی اذیّت تو نہ ہوتی جو جلی ہوئی کنک سبھا کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ تم نے تو کمل کے پھول کو ہاتھی کے پیروں تلے روند ڈالا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ راجہ بھوج تمہارے اس حیوانی حملے اور کنک سبھا کے جلا دیے جانے کی اذیت ناک خبر کو جھیل نہیں سکے اور بستر پر پڑ گئے؟ تم نے ان کو قتل کرانے کے لئے زنان خانے کو سازشوں کا اڈہ بنایا۔ رشوت دے کر اپنے بھروسے کی کنیزیں خریدیں۔ کئی بار تم نے بھوج کو زہر دینے کی کوشش کی۔ ویدوں کو بھی تم نے اپنے چنگل میں پھنسا لیا۔ طرح طرح کے لباسوں میں ملبوس وید، نجومی اور تانترک زنان خانے میں آنے جانے لگے۔ ستاروں کے خراب اثرات کی کاٹ کے لئے مختلف رسمیں ادا کی جانے لگیں۔ پوجا پاٹھ ہونے لگا۔ کھرل میں دوائیں کوٹی جاتی

رہیں۔ راجہ بھوج نے اپنی بہو پنگلا کے علاوہ اور کسی کے ہاتھ سے کھانا یا دوا لینے سے انکار کردیا۔ تب تم لوگوں نے پنگلا پر خزانہ خرد برد کرنے کا الزام لگایا۔ ہیروں کے کئی ہار اس کے کمرے سے برآمد کئے گئے اور اُسے ہتھکڑیاں لگا کر اندھیرے غار میں بند کردیا گیا۔ یہ سب تمہاری عقل کے کالے کرتوت تھے کرن۔ تم نے کسی ایک فرد کو نہیں مارا بلکہ ہندوستانی فن اور تہذیب کے معبد کو برباد کردیا۔ تم ملیچھ سے بھی ذلیل ایک انتہائی درجے کے گنہگار انسان ہو۔"

"بھوج راج کو جب معلوم ہوا کہ پنگلا کو قید کردیا گیا ہے تو انہوں نے اپنے آماتیوں سے کہا 'تم لوگ گدھ ہو۔ تمہاری نظریں میرے جسم پر لگی ہوئی ہیں۔ تم انتظار کر رہے ہو کہ میں مروں اور تم جشن منانا شروع کرو۔ پنگلا کو قید خانے سے نکال کر یہاں لاؤ۔'"

پنگلا جب قید خانے سے نکال کر اپنے سسر کے پاس لائی گئی تو اس قدر نڈھال تھی کہ اس کے موہنہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ "بیٹا۔ بھوج نے بستر مرگ پر پڑے پڑے پوچھا۔ تیری اس حالت کا ذمہ دار کون ہے؟"

" آریہ۔ یہ سب قسمت کا لکھا ہے جو میں پورا کررہی ہوں۔ میری اس حالت کی ذمہ دار آپ کی بدقسمتی ہے۔ آپ راج پاٹ چھوڑ کر کہیں جنگل میں چلے چلئے۔ ہمیں سونے کے برتن نہیں پتّل چاہئیں۔ ہم پتّلوں پر روکھا سوکھا کھا کر جی لیں گے لیکن ان احسان فراموش آماتیوں کے ساتھ ایک لمحے کو بھی رہنا منظور نہیں کریں گے۔"

تبھی تمہارا سکھایا ہوا طوطا بولا 'پنگلا بدکردار ہے۔ وہ سپہ سالار سے محبت کرتی ہے۔ سپہ سالار کسی اور عورت سے عشق کرتا ہے اور وہ عورت کسی دوسرے ہی مرد کو پیار کرتی ہے۔'

بھوج مر چکا تھا لیکن دھارا کی رعایا سے یہ سب چھپایا گیا تاکہ وہ ناراض ہو کر تم سے بدلہ لینے پر نہ اُتر آئے۔ یہ ہیں تمہاری حرکتیں کرن دیو۔ یہ سب تم نے کیوں کیا؟"

" طاقتور حکمراں کمزور کے خلاف ہمیشہ سے یہ سب کرتے آئے ہیں۔"

"کرن تم مجسم کمینہ پن ہو۔ تمہارا طرز عمل انتہائی غیر آریائی ہے۔ تم نے جوگی بن مراقبے میں بیٹھے چندیل راجہ دیو ورما کو کیوں قتل کرایا؟ جو تمہیں بغیر جنگ کئے ہی سب کچھ دے دینے کو راضی تھا اس تارک الدنیا کا قتل کیوں؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محل میں داخل ہوتے ہی پہلا کام تم نے

یہ کیا کہ دیوورما کی مشہور حسین وجمیل اور تعلیم یافتہ بیوی تارا کو ہتھیانے کے لئے زنان خانے کی طرف بڑھے لیکن تمہارے ہاتھ آئی ایک چتا جس پر چڑھ کر وہ لافانی دوشیزہ اپنے مُردہ شوہر کی لاش کو لے کر جوہر کی رسم ادا کر چکی تھی۔"

"ہاں یہ سچ ہے۔"

"آخری سوال۔ کرن دیودھارا کو جلا دینے کے بعد تم نے سونے چاندی کی دوکانوں، جاگیرداروں کی حویلیوں بھوج کے خزانے کے بیش قیمت جواہرات، پیتے سے بنی گن نائک کی مورتی، سونے کا منڈوا اور سونے کی پالکی وغیرہ کو لُوٹ لیا۔ اس مالِ غنیمت کی خوشی کے نشے میں چُور تم جا کر اطمینان سے سوئے پڑے تھے کہ چالکیہ بھیم نے تمہیں جا دبوچا۔ اس کے آمات ڈامر نے بتیس پیدل سپاہیوں کو لیکر تمہیں پکڑ لیا۔ لاچار ہو کر تم بندر بانٹ کے لئے راضی ہوئے۔"

بھوج کا بیاہتا بیوی سے کوئی بیٹا نہیں تھا۔ ان کے قریبی لوگوں میں صرف دو افراد تھے۔ بھرتھری اور پنگلا۔ ہمیں ایسی حکومت نہیں چاہئے تھی جس کی تمنا کر کے انسان انسان نہیں رہتا۔ کتا بن جاتا ہے۔ یہی وراثت ہے جس کے لئے بھائی بھائی کا خون بہاتا ہے۔ بھوج کی موت کے بعد میں گرو گورکش کی شاگردی اختیار کر لی۔ آج تو نے بڑا ہنگامہ کرایا ہے۔ ہمارے زمانے کی سب سے بڑی جوگنی کی یہ بے عزتی نہ رعایا معاف کرے گی نہ رعایا کا مالک حقیقی۔"

تو تو ہے بھوج کی باندی سے پیدا بھرتھری۔ کرن قہقہہ لگا کر ہنسا۔ حکومتیں یدھشٹر[1] بن کر نہیں چلائی جاتیں پھو کرے۔ سیوودھن[2] بن کر چلائی جاتی ہیں۔

"میں تمہارے راج کمار ریشہ کرن جیسا نیچ اور دوغلا نہیں ہوں۔ وہ مُونی کی اولاد ہے اور میں برہمنی کا بیٹا۔"

"تو جلد سے جلد کاشی چھوڑ کر نکل جا نہیں تو مہا جوگنی کے ساتھ مہا جوگی کی لاش بھی

---

[1] مہابھارت کے پانچ پانڈووں میں سے ایک جو نہایت حق پرست تھے۔

[2] دُریودھن کے نام سے مشہور مہابھارت کا دوسرا بڑا کردار جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے ہر جائز ناجائز ذریعہ و داؤں پیچ آزمانے میں یقین رکھتا تھا۔

بھگتانی پڑے گی۔"

"کاشی کو تو تُو جانتا ہی نہیں ہے کرن۔ کاشی کی ظاہری صورت یعنی مندروں، محلوں، شاہراہوں، عمارتوں اور بازاروں کو تو کاشی سمجھتا ہے۔ اسی حماقت کی وجہ سے تُو خود کو کاشی کا حکمراں سمجھتا ہے۔ تو نے کاشی کی اندرونی صورت تو دیکھی ہی نہیں ہے جو یہاں کے ہر شخص کے باطن میں سوئی ہوئی ہے۔ اس کاشی کی نبض پہچاننا تو مجھ سے سیکھ۔ اس کے شہنشاہ مہادیو شیو بھولے ناتھ ہیں۔ مادر ملکہ ان پورنا ہیں اور شہر کوتوال کال بھیرو ہیں۔ شیو جسم کے مندر میں تخت نشین ہیں۔ پاروتی اس کی مرکزی قوت ہیں اور کال بھیرو عقیدتمندوں کی خیر خبر رکھنے اور ان کی گذر اوقات کا انتظام کرنے والے ہیں۔ تُو تو صرف ایک خادم ہے اور تو نے ایک وفادار خادم کا فرض تک نہیں نبھایا۔ کرن سُن لے۔ تیرے عروج کی دھوپ اب ڈھل رہی ہے۔ تیرا زوال شروع ہو چکا ہے۔ اب تیری حفاظت بھگوان بھی نہیں کر سکتا۔ بھرتری ایک چھوٹا سا جوگی ہے۔ وہ تو شری ماں کو پرنام کرنے آیا تھا۔ میرے لئے یہ تو فخر کی بات ہوگی کہ تو ان کے ساتھ مجھے بھی گنگا میں پھکوا دے۔ بھرتری قہقہہ لگا کر ہنسا۔

دُکھی راجہ، دُکھی پرجا، دُکھی براہمن بانیا[1]
سُکھی اک راجہ بھرتری جن گرو کا سبد پروانیا

"پکڑو اس کو۔" کرن غصّے سے کانپ رہا تھا۔ اس سے قبل کہ کرن کے محافظ بڑھیں، شری ماں کی لاش کے گرد گھومتے سات گھوڑوں کے ایک گروہ نے بھرتری کو اس طرح اُٹھا لیا جیسے چیل سانپ کو اپنے پنجوں میں اُٹھا لیتی ہے۔ وہ سات سوار جس انجانی سمت سے نمودار ہوئے تھے اسی میں غائب ہو گئے۔ کرن بوکھلایا ہوا تھا۔ اتنے میں عمدہ کمخواب، ململ کی دھوتیوں اور زعفرانی چادروں میں ملبوس لگ بھگ سو آدمیوں کے ساتھ سانولے جسموں پر بھبھوت ملے، ہاتھوں میں سندور لگے ترشول لئے، لگ بھگ پانچسو برہنہ شیو سادھوؤں کی بھیڑ شری ماں کی لاش کی طرف بڑھی۔

---

[1] یہاں اس دارفانی میں کسی کو حقیقی مسرت حاصل نہیں ہے۔ راجہ، پرجا، برہمن، بیوپاری سب دُکھی ہیں صرف بھرتری کو حقیقی مسرت حاصل ہے اس لئے کہ انہوں نے مرشد کے احکام پر عمل کیا ہے اور دراصل وہی راجہ ہیں۔

"آپ لوگ کون ہیں؟ اب اس لاش پر پھول چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک چکلہ چلانے والی معمولی سی بڑھیا کو آپ لوگوں نے مہاجوگنی اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر عوام کو مغالطے میں ڈالا۔ میں اس لاوارث لاش کو گنگا میں پھکواتے جا رہا ہوں۔"

"کرن دیو تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہاری رعایا کی طرف سے کوئی عرضداشت لے کر آئے ہیں۔ زعفرانی چادریں، رُودراکش اور لکڑی کی کھڑاویں پہننے والے لوگ کاشی کے مندروں کے صدر پجاری اور پرُوہت ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اوی مکتیشو کے آچاریہ سے لے کر معمولی شو مندروں کے پجاری تک یہاں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ وِیشنو گوسوامی اور شاکت تانترک بھی یہاں موجود ہیں۔ پھر سامنے بیٹھے ہیں آچاریہ راہل بھدر جیسے بُدھ رہنما جن کی عزت ساری دنیا کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کو اس اجتماع میں سیاست کی بُو آ رہی ہو۔ لیکن ہم آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ سیاست نہیں سو فی صدی مذہبی معاملہ ہے۔ مہاجوگنی شیل بھدرا کے پہلے بھی ایسی کرامتیں ہو چکی ہیں۔ کسی بھی جوگی کے جسم کو اکیس دن تک روکنا پڑتا ہے۔ ہم زندہ جسم کو پانی میں نہیں بہا سکتے۔ یہ ہمارے مذہبی صحیفوں کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایسا کرنے والا قاتل سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے۔"

"اگر آپ لوگوں کا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے تو ترشول سے لیس اتنے ناگا فوجی کیوں اکٹھے کر رکھے ہیں؟"

"کرن دیو آپ کے چاروں طرف جو بیس سپاہی تعینات ہیں ان کی کیا ضرورت تھی؟"

ورش دھوج بولے۔ "میں شو مندر نگم کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اگر شری ماں کے جسم کی بے حرمتی کی ذلیل حرکت کی گئی تو ہم خاموش نہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس صورت حال میں ہم جہاد کا اعلان کریں گے۔ ہم کاشی کے عوام کا ہر فیصلہ تسلیم کریں گے اس لئے کہ مندر عوام کے ہیں اور دیوتا بھی انہیں کے ہیں۔ عوام کو جب معلوم ہوگا کہ ان کے مذہبی حقوق چھینے جا رہے ہیں تو وہ اس بات کو قبول کرنے یا اس کے خلاف احتجاج کرنے کا فیصلہ خود ہی کریں گے۔ ہم اس فیصلے کو رعایا کا حکم سمجھ کر اس پر عمل درآمد کریں گے۔"

"کرن دیو! میں اوی مکتیشور کا آچاریہ اور سنستھان کا صدر آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اجازت دیں تو کہوں۔"

"کہئے۔"

"اس لمحے سے لے کر غیر معینہ مستقبل تک اگر کسی نے شری مال شیل بھدرا کے لئے کٹنی، بد کردار، چکلہ چلانے والی جیسے الفاظ کا استعمال کیا تو اسے تپتے ہوئے ترشولوں سے چھید کر رکھ دیا جائے گا۔ ہم اسے کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

"ادی ملکیتشور کی جئے۔ آچاریہ کی جئے۔"

عوام نے ایک آواز سے جو یہ نعرے لگائے ان سے کرن کا غصہ اور بھڑک اٹھا اور وہ باہر بندھے گھوڑے پر جا چڑھا۔ اس نے گھوڑ سواروں کو پیچھے پیچھے چلنے کا حکم دیا اور اس طرح دوسرے دن کا کام بغیر کسی مزاحمت کے شروع ہوا۔

سب سے بھیانک منظر اس وقت دکھائی دیا جب ایک ہاتھ میں وناٹک بھٹ کا سر اور دوسرے ہاتھ میں خون آلود گنڈاسہ لئے بھرت ڈوم اندر آیا۔

"کون ہے؟"

"اے شری ماجی مجھ سے ہر بار آپ یہی پوچھتے ہیں۔ کہہ دیا کہ میں بھرت ڈوم ہوں۔ میں نے کل عہد کیا تھا کہ چاہے جیسے بھی ہو تین دن کے اندر وناٹک بھٹ کا سر کاٹ کر نہ لے آیا تو خودکشی کرلوں گا۔ سالا، حفاظت کے لئے لوگ تعینات کر رکھے تھے۔ اس کی چار بیویاں ہیں اور اتنی ہی عورتوں کی آبروریزی بھی کر چکا ہے۔ بھرت بھی کوئی نوسکھیا نہیں ہے رتنیش جی۔ وہ جانتا ہے کہ دشمن وہیں ہوگا جہاں اس کے ہونے کا امکان نہ ہو۔ یہ گنگا میں کرائے کی ناؤ لے کر رہتا تھا۔ ناؤ کے دو حصے تھے۔ نیچے باورچی خانہ یا سونے کا کمرہ جو کہہ لو اور اوپر رات میں سونے کی چھت۔ میں گنگا میں تیرتا ہوا ناؤ تک پہونچا۔ ملاح اور بھٹ دونوں سوئے ہوئے تھے۔ گنڈاسے کے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیئے۔ بال پکڑے اور اس کا سر یہاں لاکر پٹخ دیا۔ اب آپ چھوکروں سے کہئے کہ اس سے گیند کھیلیں۔"

بھرت نے بانس کی چھڑی میں نوک بنا رکھی تھی۔ اسی پر اس نے سر کو چڑھایا اور دروازے پر گاڑ دیا۔

40

کرن دیو نے ابھی اپنے گھوڑ سواری کے کپڑے اتارے بھی نہیں تھے کہ دیکھا کئی ناوؤں میں لدے پچاس جوان اور انہیں رسی میں باندھے اتنی ہی لوگ بڑھیا کی لاش کی طرف جا رہے ہیں۔ کرن دیو پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک دستے کو پیچھے پیچھے آنے کا حکم دیا۔ وہ پھر اس جگہ کو گھیر کر کھڑا ہو گیا جہاں جوگن کی لاش رکھی تھی۔

بات سچ تھی۔ پچاس جوانوں کے جسم پر لال لنگوٹیوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ نوجوان چپ چاپ مونہہ لٹکائے بڑی ماں کی لاش کے پاس پہونچے۔ "ساری دنیا کا بھلا کرنے والی ماں، ہمیں معاف کر دو۔ سونے کے چند سکّوں کے لالچ میں ہم سے گناہ سر زد ہوا۔"

"بہاری!" رام چندر ملّاح نے پکارا۔

"حکم مکھیا جی!"

ان کے ہاتھ پیر باندھ کر مرغوں کی طرح بٹھا دو۔

"کیا ہو رہا ہے؟ کرن غرایا۔ تم لوگ کون ہو؟ ان نوجوانوں کو باندھ کر کیوں لٹکایا ہے؟"

"راجہ کرن! یہ ہماری پنچایت کا فیصلہ ہے۔ اس میں اگر تم ذرا بھی دخل دو گے تو کل سے گنگا میں ناویں چلنی بند ہو جائیں گی۔ یہ کاشی اور کانیہ کبج کی مشترکہ پنچایت کا فیصلہ ہے کہ ان نوجوانوں کو پچیس پچیس کوڑے لگائے جائیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ دولت کے لالچ میں حق سے مونہہ موڑنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ملّاح رام چندر۔"

"کیا تم کاشی اور کانیہ کبج کی پنچائتوں کے مکھیا ہو؟"

"ہاں۔"

"ثبوت؟"

"سنو کرن! بیس پچیس بوڑھے اور ادھیڑ عمر ملّاح ایک ساتھ بول پڑے۔ رام چندر

ہردوار سے لے کر گنگا ساگر تک چلنے والی ناؤوں، بجروں اور قیمتی مال لے جانے والے جہازوں کے واحد مکھیا ہیں۔ ان کے حکم کو بدلنے کی طاقت ایشور میں بھی نہیں ہے۔"

تبھی مخبر نے کرن کے کان میں کچھ کہا۔ کرن قہقہہ لگا کر ہنسا۔ "تو تو ہے وہ رام چندر جو نودیپ سے اس بڑھیا کو اس وقت یہاں لایا تھا جب وہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ تھی۔ تو نے اور اس لڑکی نے بیس دن کے اس تنہا سفر میں کیا کیا کیا یہ تو تم دونوں ہی جان سکتے ہو۔ تمہارے اچھے بُرے کاموں کو وہاں دیکھنے والا تو کوئی تھا نہیں۔ یقیناً تم اس کے یار تھے۔"

کرن خبردار! رام چندر نے نشانہ لگا کر بھالا پھینکا۔ کرن کا محافظ اپنے مالک کے سامنے آگیا۔ بھالا اس کے سینے سے گذر کر زمین میں دھنس گیا۔

"پکڑو۔ پکڑو اسے۔"

"خبردار کرن۔ اگر تمہارے سپاہی آگے بڑھے تو کٹیا کی بغل میں بہنے والی ندی میں پانی کی جگہ خون بہے گا۔"

ایک سو ناگا فوجی اپنے صوبیدار کیدار ایشور کے صدر شو بندر برہمچاری کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔

"تم اپنی حد کے اندر رہو۔ جب وجیئنی ناؤ پر رام چندر شری ماں کو لے کر آئے تو ان کی بیوی نے گڑ اور لونگ ملے پانی کی دھار سے اپنے دیوتا کی پوجا کی اور اپنی نند کو چھاتی سے لگا لیا۔" کیدار ایشور کے بڑے پجاری شو بندر برہم چاری نے کہا "میرے والد رود رہندر برہمچاری اس وقت اسّی سال کے بزرگ تھے۔ شری ماں گنگا میں کھڑی ہو کر چار گھڑی تک تراٹک کیا کرتی تھیں۔

'بیٹی! میرے والد نے پوچھا۔ اس تراٹک سے کیا ملے گا؟'

'بابا۔ یہ تراٹک کسی دنیاوی چیز کو حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہمارے قلب پر جو پرت در پرت تاریکیاں غلبہ کرتی رہتی ہیں انہیں دور ہٹانے میں تراٹک بڑی مدد کرتا ہے۔ اگر آپ کسی انسان کی آنکھوں کے اندر داخل ہو جائیں تو تراٹک سے ان تاریکیوں کے پردے چاک چاک ہو جاتے ہیں۔ آپ صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے شخص کو ایک موقع اور دے سکتے ہیں کہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر سکے۔'

"کرن دیو! بھسم کا ترپنڈ لگائے شوبندر برہمچاری پھر بولے۔ شری ماں کے پہلے شاگرد میرے والد، کیدار لیشور کے صدر پجاری اسّی سالہ رُودر بندر برہمچاری تھے۔ اس طرح کی دیوی کے خلاف تم نے ایک بھی بُرا لفظ مونہہ سے نکالا تو تم زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔ تم خود کو بچاؤ کرن۔"

ایک سنسناتا ہوا تیر آیا اور کرن کی پیشانی پر لگا۔ اس کی پگڑی زمین پر جاگری۔ تیر کمان چھپا دیے گئے۔ مہیش انہیں انگوچھے میں لپیٹ کر گھر لے گیا۔

کس نے چلایا تیر؟ کس نے چلایا؟ وہ بوکھلا کر چلاتا رہا۔

"اب یہ سب پوچھنے کا وقت ختم ہو گیا ہے مکار۔ تیری موت مونہہ پھاڑے تیری طرف بڑھ رہی ہے۔" شوبندر برہمچاری نے فتح کا نعرہ لگایا۔

لوگ غصے سے پاگل ہو کر کرن کی طرف دوڑنے کو ہی تھے کہ آچاریہ رتو دھوج چلائے۔

"کاشی کے لوگو! کاشی کے لوگو! صرف ایک پل کو رک جاؤ۔ میں نندلیشور کے بڑے پجاری ورش دھوج کا باپ ہوں۔ شاستروں کے احکام کے مطابق جوگنی کے آخری رسوم ادا ہونے کے وقت مکمل امن و سکون ہونا چاہئے۔ یہ فریبی تو یہ چاہتے ہی ہیں کہ لاش کے پاس سے پہرہ ہٹ جائے، اس کی بے حرمتی کی جائے، چوکی پلٹ دی جائے، لاش کچل دی جائے۔ مہربانی کر کے ایسا سنہرا موقعہ ان گمراہ لوگوں کو نہ دیں۔ پُرسکون رہیں۔ امن بنائے رکھیں۔"

پانچواں دن آ گیا۔ رتو دھوج ماں کے چہرے کو غور سے دیکھتے رہے۔ شری ماں جا چکی ہیں۔ کاشی کے لوگو۔ رتنیش شاہی وید کو بلانے گئے ہیں تاکہ ان کا فیصلہ بھی سن لیا جائے۔

وششٹ ترویدی کا رتھ آ کر رُکا اور کاشی کے تین مشہور معالج حاضر ہوئے۔ انہوں نے بازوؤں کو الٹا پلٹا۔ ان میں اکڑن اب بھی نہیں تھی۔ آنکھوں کو دیکھ کر ان لوگوں نے اعلان کیا کہ مکمل موت واقع ہو چکی ہے۔ گومتی کی مدد سے راج کماری گومتی نے ماں کی لاش کو صندل کی چوکی پر پدماسن میں بٹھا دیا۔ لگتا نہیں تھا کہ وہ ایک لاش ہے۔ گاہڑوال خاندان کی طرف سے ولی عہد گووند نے عمدہ دلنفیس چادر کاندھوں پر ڈالی۔ راہل بھدر اور ان کے بھکشو شاگردوں نے سفید رنگ کے باریک کپڑے گلے میں ڈالے۔ کاشی کے مٹھوں کے صدر پجاریوں، صوبیداروں

وغیرہ کی طرف سے چڑھائے گئے پھولوں، چادروں اور رودراکشوں کا ڈھیر لگ گیا۔

"ماں صرف پجاریوں، پہنتوں اور بڑے عہدیداروں کی ماں نہیں تھیں۔ حقیقت تو اس کے برعکس تھی۔ وہ ملاحوں، ڈوموں، چانڈالوں، گوالوں، بھکشوؤں، بیمار اور اپاہج لوگوں کو زیادہ پیار دیتی تھیں۔ ان کی آخری رسوم کے وقت نام نہاد شودروں اور سماج کے ٹھکرائے ہوئے لوگوں کو اپنی بھینٹ چڑھانے اور آخری پرنام کرنے کی اجازت دی جائے۔"

"میں راج کماری گومتی سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ رتنیش شرما بولے۔ پہلے نام نہاد اچھوتوں کی طرف سے ہار پھول چڑھائے جانے چاہئیں۔"

پہلا ہار رام چندر کی بیوی نے چڑھایا۔ "نندا ماتا۔ وہ بلک کر رو پڑی۔ جانا مجھے چاہئے تھا، چلی گئی تو۔ اس بار جب تو نے گھاٹ سے اترتے ہی میرے پیر چھوئے تھے تبھی مجھے شک ہو گیا تھا کہ ہم غریب لوگوں کو اوپر اٹھانے والے ہاتھ اب تھک رہے ہیں۔ ہمارا سہارا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں کیا نندا؟ ایسا کیوں کیا؟ ملاح عورتوں نے اسے پکڑ لیا۔ شودروں کی خود اعتمادی جاگ اٹھی تھی۔ برسوں بعد ایک ایسا موقعہ تو ملا کہ اپنی عقیدت کے پھول چڑھا سکیں۔

مہیش پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ "میں اب وندھیاچل نہیں جاؤں گا بُوا ماتا۔ جب تم نہیں تو مہیش کی ناؤ بھی نہیں۔" لوگوں نے سب کو سمجھا بجھا کر خاموش کرایا۔

تبھی دو پالکیاں آکر رکیں۔ گووند چندر کی دونوں ماؤں نے بن بیلا کے ہار چڑھائے۔

"مہاجوگن شیلا ماں۔ امر ہیں۔"

"مہاجوگن شیلا ماں۔ امر ہیں۔"

گوال پتی کی بہو بیٹیاں جھنڈ بنا کر آئیں۔ ان کے پیچھے پارس دیو اور دس گھوڑسوار تھے۔ اسی وقت روتی کلپتی بھرت ڈوم کی بیوی آئی۔ وہ حواسوں میں نہیں تھی "کہاں ہیں؟ میری ماں کہاں ہیں؟"

سب لوگ چپ رہے۔ اس نے اپنے بیٹے کو دھکا دے کر چوکی کے سامنے کر دیا۔ "تیرا نام سریش شری ماں نے ہی رکھا تھا۔ ابھاگے، اگر ماں تیری ڈھال بن کر نہ کھڑی ہوتیں تو تو بھر یا نیوں کے حملے میں مر گیا ہوتا۔ لے یہ ہے الگیا پھول۔ پانچ دن پہلے رات کو مراقبے

ہیں جانے سے پہلے ماں نے یہی پھول تیرے باپ سے منگایا تھا۔ لے جا یہ مالا اور دور ہی سے چوکی پر پھینک دے۔"

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو بسنتی۔ شریش یہ ہار ماں کے گلے میں خود ڈالے گا۔" رتنیش شرما بولے۔ ضرورت پڑنے پر ماں غضبناک صورت بھی اختیار کرتی تھیں۔ وہ رودر کا اوتار تھیں۔ لیکن ان کے خاص چہیتے دیوتا جن کی وہ پوجا کرتی تھیں واسُودیو کرشن ہی تھے جنہوں نے ان کے دل میں نرمی اور مٹھاس بھر دی تھی۔ اس لئے بندو مادھو اور آدی کیشو اُتن کے ناطوں کو اپنی اپنی رسومات ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔"

بندو مادھو کے آچاریہ شری بجر بلبھ شرن نے تُلسی اور کمل کے پھولوں کے ہار چڑھاتے ہوئے گوروچن کا تلک لگایا۔ اسی وقت مینا کشی اور آچاریہ رنگ ناتھ آئے۔ ان کے ہاتھوں میں رجنی گندھا کے ہار تھے۔

اب آخری ہار شری ماں کی مونہہ بولی بیٹی راج کماری گومتی کی طرف سے۔ کومُدی دھیان سے دیکھ رہی تھی۔ گومتی نے اپنی چادر سے اگستیہ کے پھولوں کا ہار نکالا اور شری ماں کے گلے میں ڈال دیا۔ بہت کوشش کرنے پر بھی وہ خود کو روک نہ سکی، ہچکیاں لے لے کر رو پڑی۔ کومُدی نے اسے گلے سے لگا لیا۔ کیرت خود حیرت میں تھے کہ اسے یہ نایاب پھول کہاں سے ملے۔

شہر کی مختلف شاہراہوں سے ہوتا ہوا یہ روحانی مجمع جس میں کھوے سے کھوا چھل رہا تھا پھر کیدار ایشور کے پاس گنگا کے کنارے آ کر رکا۔ حالانکہ کیدار ایشور کے پاس ساحل بہت وسیع تھا پھر بھی بے پناہ بھیڑ کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

کاشی کے لوگوں نے بڑے بڑے جہازوں پر سوار ہو کر گنگا ... گھاٹ پر ٹھٹ لگا رکھے تھے۔ ان کو دیکھ کر کسی بڑے جشن کا احساس ہوتا تھا۔ ادھر کنارے پر وہ عظیم الجثۃ جہاز کھڑا تھا جسے طرح طرح کے پھولوں اور کپڑوں سے سجایا گیا تھا اور جس کے اندر کرناٹک کی اگر بتیوں کی میٹھی خوشبو گمک رہی تھی۔ صندل کی چوکی کو ماں کی پدماسن میں بیٹھی لاش کے ساتھ اٹھایا گیا اور کنارے پر کھڑے اس جہاز میں رکھ دیا گیا۔ آگے آگے رسومات ادا کرنے والے برہمن ویدوں کی رچاؤں کو باآواز بلند پڑھتے ہوئے چل رہے تھے۔ تیز ہوا کی وجہ سے لوگوں کے قدم اُکھڑے

جا رہے تھے۔ تبھی لوگوں نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ چاروں طرف غبار سا چھا گیا اور جلتی ہوئی آگ کا دائرہ دکھائی دینے لگا۔ دھند میں بجلی بھی کوندی۔ اس عجیب وغریب منظر کو دیکھ کر لوگ فکر مند ہو گئے۔

"اس دن بھی ایسے ہی واقعات پیش آئے تھے آریہ۔ رتنیش نے کہا۔ آج تو اس سے بھی بھیانک واقعات دکھائی دے رہے ہیں۔"

شری بلدیو ادھیا بولے۔ "جہاں انسان کی کوئی قدر نہیں ہے آریہ وہاں جو کچھ بھی ظہور پذیر ہو رہا ہے وہ کسی خرابی کا ہی پیش خیمہ ہے۔ میں ان آفتوں کو دیکھ کر سوچ رہا ہوں کہ پہلے دن والے حادثے تو افراد کے لئے تھے اور وہ وہیں واقع بھی ہو گئے۔ برہم پوری کے کوئی دو سو سے بھی زیادہ جوانوں کی دبی کچلی لاشیں دیکھنے سے ہی دل الٹ رہا تھا۔ رنجک آریہ کا قتل اور پھر ایک اجنبی نوجوان کے ذریعے اشو گندھ جیسے عظیم فوجی کا ایک ہی وار میں مع گھوڑے کے خاتمہ۔ بلاشبہ یہ انفرادی واقعات تھے۔ حالانکہ یہ پہلے سے سوچی سمجھی ایک سازش کا نتیجہ تھے پھر بھی جو کچھ ہوا وہ ایک حد کے اندر ہی تھا یعنی دو سو لوگوں کی موت پر بات ختم ہوئی۔ لیکن گنگا میں ماں کو سپرد آب کئے جانے کے وقت ظاہر ہونے والی یہ قدرتی آفتیں انفرادی نہیں رہیں گی۔ یہ پورے شہر کی تباہی کا اشارہ ہیں۔ ابھی یہ سال پورا ہونے میں دو مہینے باقی ہیں۔ دیکھئے اوپر والا کیا کیا کھیل دکھاتا ہے۔"

بے پناہ مجمع کے نعروں کے درمیان ماں کی وہ پدماسن میں بیٹھی صورت کبھی فراموش نہیں کی جا سکے گی۔ وہ گنگا سے کاشی آئی تھیں، آج گنگا میں ہی روپوش ہو گئیں۔

41

نندیشور مندر میں کیرت اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے اندر سے کنڈی لگا لی۔ کوندی کا دیا ہوا لفافہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے ایک پتلی سی سلاخ سے لفافے کو الگ کیا اور خط کھینچ لیا۔

بسنت پنچمی گیارہ سو سترہ بکرمی ۔ کیرت پتہ نہیں تمہیں کیسا لگے گا ۔ میں یہ خط نہیں لکھنا چاہتی تھی لیکن دل نہیں مانا ۔ اس کے ساتھ یاقوت کی انگوٹھی ہے ۔ اسے میری طرف سے گومتی کو موتہہ دکھائی میں دے دینا ۔ ودیا کے خط کو لے کر پس و پیش میں رہی کہ اسے ضائع کر دوں یا رہنے دوں ۔ رہنے دیا ۔ یہ چندیلوں کی ضد کی انتہا کا ایک ثبوت ہے ۔ اپنے خاندان کی یہ وراثت بھی قبول کرو ۔ کومدی ، کرشن اور اس کی معصوم بہن کو تمہارے اوپر چھوڑ رہی ہوں ۔ اپنی ماں (یا دادی) کو معاف کرنا ۔ شیل

کیرت نے آنکھوں پر چادر ڈالی اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے ۔ ماں مجھے کس کے سہارے چھوڑ گئیں ۔

ودیادھر کی تحریر بہت خوبصورت اور ذاتی تھی ۔

بیساکھ شکل ایک ہزار ستانوے بکرمی ۔ شیل ۔ پربھا کی موت کے بعد زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں رہی ۔ تم مجھے شنکر آچاریہ کا بیٹا کہتی ہو ۔ بستر مرگ سے پربھا کہتی ہے ' آریہ پتر ، سنیاس نہ لینا ! میرے لئے رُودر ، کرشن ، جوگ مایا سب اکارت ہو گئے ۔ سوارت صرف سون بھدر کی وہ صبح تھی ۔ اگر موت کے بعد کوئی زندگی ہوتی ہے تو میری خواہش ہے کہ آٹویہ دیس کے کسی آدی باسی کے گھر پیدا ہوؤں ۔ سبھی لوگ کہتے ہیں کہ ہر روح کا ایک نصف حصہ ہوتا ہے جو اس کی تکمیل کرتا ہے ۔ مجھے پتہ نہیں ۔ کیشو آنند ' کامیشور ' رتو دھوج کا کہنا ہے کہ وہ تم ہو ۔ تمہیں اپنی انا کے علاوہ میں نے دیا ہی کیا ہے ۔ میں نجات ، جنت ، کیلاش ، منی دیپ کچھ نہیں چاہتا ۔ میں تب تک عالم برزخ میں گھومتا رہوں گا جب تک تم نہیں آجاتیں ۔ آؤگی نہ شیل ۔ ودیا

بھوج پتر سیکڑوں بار آنسوؤں سے نہایا ہے ۔ پانی کی بوندوں سے کئی جگہ حرف دھندلے ہو گئے ہیں ۔ شری ماں کتنی پاکیزہ با عصمت اور ہندوستان کے شہنشاہ کی محبوبہ کی حیثیت میں کتنی عظیم تھیں ۔ کیرت بھوج پتر پر لکھے ان الفاظ کو دیکھتے رہے ۔ شری ماں ودیادھر کے خط کو ضد کی انتہا کا انجام مانتی ہیں ۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی ۔ " کون ؟ " کیرت نے دروازہ کھول دیا ۔

" آریہ ۔ آپ سے ملنے سبودھ دیو اور گومتی آئے ہیں ۔

"لے آئے آریہ"۔ کیرت نے دونوں خط چھپا دیے۔

سبودھ دیوی نے کیرت کو گلے سے لگا لیا۔ گومتی نے کیرت کے پیر چھوئے ہی تھے کہ انہوں نے اس کی دُبلی پتلی کلائیوں کو پکڑا اور اسے سینے سے لگا لیا۔ فطری حیا سے گومتی کا چہرہ شام کے ڈوبتے سورج کی طرح سرخ ہو گیا۔

"دیوی، آپ نے مجھے اب بھی معاف کیا ہے یا نہیں؟"

"کس لئے آریہ پتر؟" گومتی کیرت کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"وہی جان کر مصیبت مول لینے ...."

"وہ تو میرا قصور تھا۔ معاف تو آپ کو کرنا ہے۔"

کیرت نے تکیے کے نیچے سے یاقوت کی انگوٹھی نکالی۔ اپنا داہنا ہاتھ ادھر کیجئے۔

گومتی نے داہنا ہاتھ کیرت کے سامنے کر دیا اور اشتیاق بھری نظروں سے دیکھتی رہی۔

آپ کی درمیانی انگلی میں یوں صحیح اتری جیسے ناپ کر بنوائی گئی ہو۔ کیرت نے انگوٹھی پہنا کر کہا۔

"اتنی قیمتی انگوٹھی کی کیا ضرورت تھی آریہ پتر؟ ایسے یاقوت تو اب بڑے بڑے سناروں کے یہاں بھی دستیاب نہیں ہیں۔"

"یہ میرا تحفہ نہیں ہے دیوی۔ یہ آپ کی دادی کا حکم ہے۔ جانے کون کون سے جادو ٹونے ہوئے ہوں گے اس پر۔ ایک شاید لوگوں کو قابو میں کرنے کے لئے ہوگا۔ مجھے آپ کی زلفوں میں باندھے رکھنے کے لئے کوئی عمل پڑھا گیا ہوگا۔"

گومتی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"آریہ آپ گھوڑے پر آئے ہیں یا یونہی گھومتے پھرتے؟"

"میں گھوڑے سے ہی آیا ہوں راجن۔ رتھ پہیئے بھی ساتھ ہے۔"

آپ شری ماں کی کٹیا چلے جائیں۔ وہاں سے کومدی، کرشنن اور اس کی چھوٹی بہن کو سون بھدر بھون پہونچا دیں۔ میں نے وشواس بندیلا سے کہہ دیا ہے۔ انہوں نے سارا انتظام کر دیا ہوگا۔

سبودھ دیو چلے گئے۔ کیرت نے کواڑ بند کئے اور اپنے مضبوط بازوؤں میں گومتی کو سمیٹ لیا۔ وہ بھی بغیر کسی مزاحمت کے راج ہنسنی کی طرح سمٹی رہی۔ کیرت نے اس کی پیشانی، گالوں اور ہونٹوں پر بوسوں کی جھڑی لگادی۔ گومتی کے سنہرے بالوں سے خس جیسی خوشبو آرہی تھی۔ کیرت جانتے تھے گومتی گنگا کی مٹی کے علاوہ کسی اور چیز سے بال نہیں دھوتی ہے۔ انہوں نے اس کے بالوں کو سمیٹ کر اپنے چہرے پر بکھیر لیا۔ ان کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس کا چہرہ سفید کنول کی طرح لگ رہا تھا۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے انہوں نے اس سنہرے اور ملائم پھول کو دیکھا۔ نظروں میں ہوس نہیں تھی، سکون اور ٹھہراؤ تھا۔ ایک عجیب سا لگاؤ ان کے اندر اُبلنے لگا۔ اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور گومتی کے رخساروں پر گرے۔ آنسوؤں کو محسوس کرتے ہی وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ "آریہ پتر، یہ آنسو کیوں؟"

"کچھ نہیں گومتی۔ بھابھی صاحب کی یاد آگئی۔"

"آریہ پتر!"

"ہوں۔"

کیرت نے گنجلی کھینچی اور پُر شباب اُبھاروں کے درمیان مونہہ ڈال کر ایک لمبی سانس لی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے مہینوں سے دماغ پر یلغار کرتی فکروں کے ہجوم کو چین آگیا ہو۔ "آج پہلی بار دماغ کی تپش کچھ کم ہوئی۔" کیرت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر دوا اتنی قریب تھی تو سر درد برداشت کرتے رہنے کی ضرورت کیا تھی آریہ پتر؟ میں دور تو نہیں کہ آپ بلائیں اور میں نہ آسکوں۔ تری ماں کوئی خط چھوڑ گئی ہیں؟"

کیرت نے گومتی کو نیچے اُتارتے ہوئے کہا "ہاں دیوی۔ وہ میرے نام ایک خط چھوڑ گئی ہیں۔"

"کیا میں بھی دیکھ سکتی ہوں؟"

"یہ حق تو آپ کو اسی دن مل گیا جس دن آپ میری شریک حیات بنیں۔ لیکن اس خط سے آپ کو اپنے انتخاب پر پچھتاوا ہوگا۔"

"کس انتخاب کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"اپنے لئے مچندیل شوہر کے انتخاب کی۔" کیرت نے دونوں خط گومتی کو دے دیے۔

گومتی خطوں کو پڑھ کر بولی۔ "آریہ۔ دادا وِدیا دھر نے صرف ایک قصور کی کتنی سخت سزا دی۔ شری ماں نے اگر شنکر آچاریہ کا مونہہ بولا بیٹا کہہ دیا تھا تو اسے معاف کر دینا چاہئے تھا۔ اس کے لئے شری ماں کو برسہا برس کی تنہا زندگی گذارنے کی ظالمانہ سزا دینا کیا مناسب کہا جائے گا۔"

"میں نے خود ان خطوں کو پڑھ کر ایک عجیب سی اذیت محسوس کی۔ میں نے سنا ہے کہ آچاریہ رتو دھوج کی درخواست اور اصرار پر انہوں نے تانترک پوجا کی اجازت دی۔ انہوں نے شری چکر پوجا کی تعلیم لی لیکن ہادی فرقے سے وابستہ ہوئے۔"

"یہ کیا ہوتی ہے آریہ؟"

"دیوی۔ شری وِدیا کے آج کل صرف دو ہی فرقے موجود ہیں۔ پہلے ان کی تعداد بارہ تھی۔ منتخب فرقہ جسے کادی وِدیا کہتے ہیں گرہستوں کے لئے ہے۔ اس کے اصولوں میں آپ کے نصف حصے یعنی شریک زندگی کے تعاون کو ضروری بتایا گیا ہے۔ شری ماں کا خیال تھا کہ وِدیا دھر کادی فرقے میں شامل ہوں گے لیکن انہوں نے اپنے گرو، کشمیر کے آچاریہ کامیشور سے کہا کہ وہ انہیں ہادی فرقے میں داخل ہونے کی تعلیم دیں۔ آچاریہ کامیشور نے بہت سمجھایا کہ آپ کو اُتو ہی بھیروی (شریک سفر) حاصل ہیں انہیں قبول کیجئے۔ رہبانیت کا راستہ بہت سخت اور کانٹوں بھرا ہے لیکن دیوی، جانتی ہیں وِدیا دھر نے کیا جواب دیا؟"

"کیا؟"

"انہوں نے کہا آچاریہ آپ مجھے بوالہوس نہ سمجھیں، ہادی وِدیا کی ہی تعلیم دیں۔ انہوں نے نہ صرف ہادی فرقے کی شمولیت اختیار کی بلکہ فرقے کی بانی لوپا مُدرا کی خوشنودی کے لئے مُنی گیشپ یا اگستیہ گیشپ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شری ماں کی سالگرہ پر بھیجتے رہے۔ اسے کہتے ہیں جلے پر نمک چھڑکنا۔ شری ماں اتنی عظیم تھیں کہ وِدیا دھر کے اس تحفے کو دو روحوں کے ملاپ کی علامت سمجھ کر بڑے احترام کے ساتھ قبول کرتی رہیں۔ عشق صادق کی یہ کیسی نادر مثال ہے کہ جسم، دل اور روح ہر سطح پر ٹھکرائے جانے کے باوجود ماں کے دل کے وسیع سمندر میں کوئی طوفان نہیں آیا یہاں تک کہ جب ونائک بھٹ نے ان پر وِدیا دھر کی رکھیل ہونے کا الزام لگایا تو انہوں نے بخوشی قبول

کر لیا کہ وہ ودیا دھر سے اور ودیا دھر ان سے پیار کرتے تھے۔"

کیرت کے ضبط کا باندھ ٹوٹ گیا۔ آنسو ان کی آنکھوں سے دھار بن کر بہہ چلے۔ گومتی بھی رو رہی تھی اور کسی ننھے بچے کی طرح ماں ماں پکار رہی تھی۔ اسی وقت دروازے پر کسی کی دستک سنائی دی۔ کیرت نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"آریہ۔ آپ سے ملنے کومدی، کرشنن اور لوچن آئے ہیں۔"

"انہیں آپ یہاں بھیج دیں آریہ۔" کیرت نے چادر کے چھور سے گومتی کی آنکھیں پونچھیں۔ اس کے چہرے کو پیار سے سہلایا۔ گومتی نے بال ٹھیک کئے، کپڑے درست کئے۔

"بھیا۔ کومدی کیرت سے لپٹ گئی۔ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم خوب روئے ہو۔ میں کرشنن اور اس کی چھوٹی بہن کامنی کو تم سے ملانے لائی ہوں۔ شری ماں کے بارے میں میں کچھ کہنا چاہتی ہوں یہ سننا۔ اس نے گومتی کو چھاتی سے لگا لیا۔ 'راج کماری۔ پانچ دنوں تک برت رکھ کر تم نے جو ریاضت کی ہے اس کے سامنے شری ماں کی ساری شاگرد عورتیں سورج کے سامنے چراغ جیسی حیثیت رکھتی ہیں۔ تم ان کے دل کی دھڑکن ہو۔ اب وہ تمہارے ذریعے ہی اپنے باقی کام پورے کریں گی۔ رات جب میں نے دھیان لگایا تو صاف سنا" گومتی سے پوچھو گومتی سے۔"

"خاتون۔ گومتی تو قسمت کی ماری ایک یتیم لڑکی ہے۔ وہ تو شری ماں تھیں جن سے وہ ضد کر لیتی تھی۔ ان کی موت کے تین چار دن پہلے میں انجانے میں مندر کی اندرونی معبد گاہ میں چلی گئی تھی۔ اس وقت ان کا دھیان ٹوٹا ہی تھا اور وہ واسو دیو اور رستنوی شکنی کے گیت گا رہی تھیں۔ انہوں نے دلار سے کہا بیٹی مراقبہ ٹوٹنے کے فوراً بعد معبد گاہ میں چلے آنے سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ 'تم نے تراٹک کے ذریعے میرا اندر کا سارا حال جان لیا ہے اب کسی بھی آفت سے کیا ڈرنا۔ وہ ہنسیں۔ سچ مچ تو واسو دیو کی گوپی ہے۔"

"کرشنن۔ کیرت بولے۔ اب کیسے ہو بھیا؟"

"ٹھیک ہوں آریہ۔ بندھو جیتو نے کہا تھا کہ ایسا مشتعل غصہ میں نے کہیں نہیں دیکھا آپ تو اجن۔ ۔ رکھ بان ہیں برادر۔ میں آپ کو گرد بھیتر میں دونوں فوجوں کے درمیان گھوڑے کی ۔ ۔ پکڑ کر دھیان لگائے بھگوان کرشن کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔"

"پنگلے۔ نہ تو صحیح ہے نہ بندھو جیئو۔ اوپر والے کی مہربانی سے میں تم لوگوں کی ذمہ داری کو پورا کر سکوں یہی میرا عزم ہے۔ نہ مجھے بھگوان رُودر کے مرتبے سے کوئی حسد ہے نہ ہی بھگوان واسو دیو کی الوہی سلطنت سے کسی مقابلے کا جذبہ۔ میں تو دونوں کا خادم ہوں۔ کندار یہ بھی ہمارے ہیں اور واسُو دیو بھی۔ تم لوگوں کو کھجوراہو یا مہوبہ میں جما کر میں بے فکر ہو جاؤں یہی تمنا ہے۔"

"راجہ!" لوچن بولا۔

"کیا ہے رے۔ کہاں کہاں گھومتا رہا ہے تو؟ کئی دنوں سے دکھائی نہیں پڑا۔"

"راجہ معاف کردوگے نہ؟"

"کیا بات ہے بول۔"

"سورج کا کانے بہک کر مبالغے کے ساتھ ساری باتیں بندھو جیئو کو بتا دیں۔ میں نے اشارہ بھی کیا لیکن بڈھے نے سمجھا ہی نہیں۔ بندھو جیئو نے بہت ضد کی۔ ہم لوگ برہم نال پار کر کے برہم پوری گئے۔ وہاں تو راجہ حالت یہ ہے کہ لگتا ہے پوری آبادی کسی وبا کی چپیٹ میں آگئی ہو۔ پچاس ساٹھ جوانوں کو تو پرچنڈ نے مار ڈالا۔ پچاس ساٹھ زندہ ہیں لیکن اپاہج ہو چکے ہیں۔ بندھو جیئو ہمیں لیکر سیدھے بلد یوا دجھا کے یہاں پہونچا۔ اوجھا جی اپنی حویلی کے آنگن میں چوکی پر لیٹے ہوے تھے۔ کئی لوگ لکڑی کی پیڑھیوں پر براجمان تھے۔ تبھی بندھو جیئو نے ہاتھ جوڑ کر اوجھا جی سے کہا آچاریہ آپ کو کچھ کرنا چاہئے۔ ساری برہم پوری موت کے مونہہ میں جارہی ہے۔ ایک تو مہاجوگن دوسرے خالص برہمنی۔ کیا اس کے قتل سے کوئی آفت نہیں آئے گی؟

میں کچھ سمجھ نہیں پارہا ہوں آریہ بندھو جیئو۔ بسنت پنچمی کے دن کٹیا کے دروازے پر شری ماں آئی ہی تھیں کہ گیدڑ سورج کی طرف مونہہ کر کے چلانے لگے۔ دھول سمیٹ کر اُمنڈتا ہوا بونڈر اٹھا۔ اسی طرح انہیں سپردِ آب کرتے وقت چاروں طرف غبار کا چھا جانا، آگ کا خوفناک دائرہ اور بادلوں کے بغیر بجلی کا چمکنا کسی بڑی مصیبت کا پیش خیمہ ہیں آریہ۔"

"مصیبت نہیں تو کیا برہم پوری پر برکتوں کی بارش ہوگی؟ ہمارے گھروں کے نوجوان سونے کے ٹھیکروں پر بک گئے اور انہوں نے شری ماں کے جنم دن پر پتھروں سے تھیلے بھر لئے۔ یہ تھا ان کا تحفہ۔ آبیل مجھے مار۔ شری ماں سے تمہارا تعلق کیا تھا؟ نہ وہ برہم پوری آئیں نہ کبھی

کسی نے بلایا۔ ان کے لئے ذات پات برہمن شودر کے کوئی معنی نہیں تھے۔ ان کی تو سمجھ میں بھی نہیں آیا ہوگا کہ برہم پوری کے نوجوان انہیں آوارہ، رنڈی اور رکھیل وغیرہ کیوں کہہ رہے ہیں۔ انہیں نہ خوف تھا نہ زندگی سے پیار۔ وہ سامنے آ کر کھڑی ہوگئیں۔ جو ہونا تھا ہوگیا۔"

بولنے والا بوڑھا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ میرا سدا نند بھی گیا۔ پاگل گھوڑے نے اسے کچل کر رکھ دیا۔ ثابت لاش بھی نہیں ملی۔ انگوچھے میں سونے کے پانچ سکے بندھے تھے۔ انہیں کے لالچ میں وہ شری ماں کی ہستی مٹانے چلا تھا۔ گھاٹ پر اب کوئی مسافر نہیں آتا۔ بیچ گنگا پر سناٹا ہے۔ نہ نہانے والے آتے ہیں نہ شرادھ کرانے والے ججمان۔ بسنت پنچمی بیتے آج چھ دن ہوگئے۔ یہی حال رہا تو بچے کھچے لوگ روزی روٹی کے بغیر مر جائیں گے۔

"کیوں رے لوچن۔ راجہ بولے۔ تجھے برہم پوری کیسی لگی؟"

"راجہ یہ تو عجوبہ دیس ہے۔ اگر برہم پوری والے جانتے ہیں کہ قصوروار کون ہے تو فوراً اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ ان لوگوں کو برادری سے باہر کر دینا چاہئے۔ ان کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، آنا جانا، سلام دعا سب بند ہو جانا چاہئے۔ ہمارے گاؤں میں تو اس کی یہی سزا ہے۔ جس کو ذات باہر کر دیا گیا اس سے کوئی بات نہیں کرتا۔ لوگ اس کے دروازے پر موتنے بھی نہیں جاتے۔ اسے شادی بیاہ میں نہیں پوچھا جاتا۔ کوئی اسے چھوتا تک نہیں۔"

دروازہ پھر کھٹکھٹایا گیا۔

"کہیے، آریہ۔" لوچن نے دروازہ کھولا۔

"راجیشور سے کہو کہ پنڈریک آئے ہیں۔"

"بلاؤ لوچن۔" کیرت بولے۔

پنڈریک کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے جھک کر کیرت کے پیر چھوئے۔ پھر بولے "لگتا ہے میں بے وقت آ گیا ہوں۔ بھابھی آپ ٹھیک تو ہیں نہ؟"

"لالہ جی میں ہمیشہ ٹھیک رہی ہوں۔ تم اپنے بھائی کو ٹھیک کرو۔ میری فکر چھوڑو۔"

"کیوں پنڈریک اس میں بے وقت کی کیا بات ہے۔ تم کہو تو ہم لوگ بغل والے کمرے میں چلیں۔"

"ہاں راجن۔ تنہائی میں کچھ کہنا ہے۔"

"آؤ۔"

کیرت اور پنڈریک علیحدہ کمرے میں چلے گئے۔ پنڈریک نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

"راجن۔ پنڈریک نے گردن جھکائے جھکائے کہا۔ کرن کو پتہ لگ گیا ہے کہ بھیڑ میں تیر کا ایسا صحیح نشانہ لگانے والا اور تلوار کے مخصوص داؤں سے اشوگندھ کے جسم کے بائیں حصے کو الگ کر دینے والا شخص وہی ہے جو چار مہینے پہلے کاشی میں داخل ہوا ہے۔ اس نے گاہڑوالوں کے گھوڑوں کو ایک ایک کر کے پرکھا لیکن پرچنڈ کا پتہ نہیں لگ سکا۔ بار بار رتو دھوج اور وِرش دھوج کے رویے سے اسے شک ہو گیا ہے کہ سارے فتنے کا مرکز نند لیشور ہی ہے۔ اس صورتِ حال میں ہمارے سامنے تین راستے ابھرتے ہیں۔"

"کون کون سے راستے؟"

"آپ پرچنڈ کے ساتھ دوبارہ مہمان سرا پہونچ جائیں۔ آپ سون بھدر بھون میں قیام کریں یا سون ند کے ساتھ ساری مشکلات کا سامنا کرنے کا عزم کریں۔"

"سون ند کے ساتھ تعلق مسئلے کو اور الجھا دے گا۔ ابھی وہ ایک پرچنڈ سے ہی عاجز ہے، آٹھ پرچنڈوں کو دیکھ کر تو کھولتے پانی کے برتن کے ڈھکن کی طرح اُلٹ پڑے گا۔ وہ سون ند کا معمہ حل کرنے کے لئے تن من دھن سے جُٹ جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ میں باری باری ایک رات سرائے میں اور ایک رات سون بھدر بھون میں گزارا کروں۔"

"یہی سب سے اچھی تدبیر ہو گی راجن۔ پنڈریک کے چہرے پر اطمینان کی جھلک تھی۔ آپ کو لوچن کی ضرورت ہے؟"

"لوچن کی؟ وہ تو پرچنڈ کے ساتھ گنگا ساگر تک جانے کا عہد کر چکا ہے۔"

"لڑکا بہت سمجھدار، ذہین، سنجیدہ اور کارآمد ہے۔"

"آگے کہو۔"

"میں نے لوچن، کرشنن اور مہیش کا ایک گروہ بنایا ہے۔ یہ تینوں مزدور، بچوں کی

صورت میں شہر میں گھومتے رہیں گے اور کوئی خاص بات ہوگی تو سوم نند کو آگاہ کریں گے۔ میرا منصوبہ تو یہ ہے کہ ان تینوں کو کرن کے محل میں اتار دیا جائے۔ اب شورا تری میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟ کرن کے معزز مہمانوں، رشتہ داروں، اور راجے مہاراجوں وغیرہ کا آنا شروع ہو چکا ہے۔ ان لوگوں کے لئے خدمت گاروں کی ضرورت ہوگی۔ یہ تینوں شاہی محلوں سے وابستہ نہیں رہے ہیں۔ اس لئے انہیں کچھ دن کسی ایسے محل میں رکھنا چاہئے جہاں یہ طور طریقے اور آداب سیکھ سکیں۔"

"کچھ سوچا ہے اس کے متعلق؟"

"اور تو کوئی معیاری محل نظر میں نہیں ہے۔ گاہڑوالوں کے پاس بھیجنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں سوچتا ہوں انہیں برہم پوری کے وشش٘ٹ نردیدی کی حویلی میں بھیج دیا جائے۔"

"یہ بہت اچھا رہے گا۔"

"تو چلئے۔"

بغل والے کمرے میں محفل کی صدارت کر رہی تھیں دیوی گومتی جو لوچن کو سمجھا رہی تھیں کہ تلسی کے پتے کالی مرچ اور سونٹھ دودھ میں ابال کر پئے جائیں تو کھانسی میں آرام آجاتا ہے۔

"کس کا علاج کر رہی ہیں دیوی؟" کیرت پُنڈریک کے ساتھ کمرے میں آئے۔

"کہئے آریہ۔ گومتی نے مذاق کرتے ہوئے کہا راجیشور کے ساتھ تو خشک میوے اور زعفران ملا دُودھ ملا ہوگا پینے کو۔"

"بھابھی صاحبہ۔ آپ جانبداری سے کام لے رہی ہیں۔ پنڈریک نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ مہربانی کر کے ابھی منگائیے یہ سب کچھ ورنہ میرے قتل کا گناہ سمیٹئے گا۔"

"لوچن، جا کر پہریدار سے کہہ آ کہ راجہ اور سپہ سالار دونوں آگئے ہیں۔"

42

ابھی رات شروع ہی ہوئی تھی گاہڑوال قلعے کے پہریداروں سے گھرے ایک کمرے میں راجہ چندر دیو، رالہہ، پرتھوی، پارس دیو، رالو اور ولی عہد گووند بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا کہا کیرت نے رالہہ؟" راجہ چندر دیو بولے۔

"پہلے تو وہ یہاں آنے کو تیار ہی نہیں ہوئے۔ انہوں نے سبو دھ دیو سے صاف کہہ دیا کہ میں بزدل کاہل اور احمق لوگوں سے الگ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے گومتی سے کہا کہ تو بلا اسے۔ گومتی کے کہنے پر وہ یہاں آنے کو تیار ہوئے۔ اب آ ہی رہے ہوں گے۔"

"راجیشور کیرت دروازے پر کھڑے ہیں۔" پہریدار آیا۔

ولی عہد گووند، پارس دیو، رانو، رالہہ اور مدن چندر دروازے پر پہونچے۔ کیرت نے رالہہ اور مدن چندر کے پیر چھوئے۔

گووند کیرت کے پیروں پر گر پڑا۔ "بھائی صاحب مجھے معاف کر دیجئے۔"

وہ خاموشی سے ہنگامی بیٹھک کے لئے مخصوص کمرے میں پہونچے۔ انہوں نے چندر دیو کے پیر چھوئے ہی تھے کہ چندر دیو نے انہیں گلے سے لگا لیا۔ "دتّیا دھر دیو ہماری غلطیوں کو آسانی سے معاف کر دیا کرتے تھے کیرت۔ تو روٹھ جائے گا تو گاہڑ والوں کی اس کمزور ناؤ کو کون پار لگائے گا۔"

"آپ فکر نہ کریں آریہ۔"

سب لوگ بیٹھ گئے۔ کوئی کچھ بول نہیں رہا تھا۔ چندر دیو نے خاموشی توڑی۔ تو کس بات پر خفا ہے کیرت؟"

"بابا میں ساری بات بتا دوں تو مفت میں آپ لوگوں کو ذہنی تکلیف پہونچے گی اور اگر نہ بتاؤں تو اپنے ضمیر کی آواز کو کچلنا پڑے گا۔"

"تو کہہ۔"

"بابا۔ موتی اماوس کو جب میں آریہ رنجک اور سپہ سالار گوپال غار میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو پارس دیو وہاں پہونچے۔ رنجک چچا کو انہوں نے بلایا۔ انہوں نے ہی یہ ساری خبریں دیں۔ شری ماں کے حکم سے آریہ رنجک اور پارس دیو غار میں آئے۔ پارس کو دیکھتے ہی ماں بولیں — تو یہ کہنے آیا ہے نہ پارس کہ برہم پوری میرے خلاف فتنہ برپا کرے گی۔ تو مجھے بسنت پنچمی پر کاشی نہ جانے کی صلاح دینے آیا ہے۔ شری ماں نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بغور دیکھا تو پارس بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش میں آنے پر پارس نے کہا۔ ماں جب تم جوکھو سردار کو

اپنا سکتی ہو تو تمہارے بارے میں پھیلائی گئی یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے کہ تم صرف راجوں مہاراجوں سے ملتی ہو۔ تم کاشی کا سفر ملتوی مت کرو۔ میں جان کی بازی لگا کر بھی تمہاری حفاظت کروں گا۔"

"کہئے پارس دیو۔ سچ ہے نہ؟" گیرٹ نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ جب برہم پوری کے کرائے پر لائے گئے سرکش نوجوانوں نے پتھر برسانے شروع کئے تو اس وقت آپ کیا کر رہے تھے؟ آپ کے ساتھ سو گھوڑ سوار تھے۔ جب اشوگندھ نے رنجک چچا کے گھوڑے کو گھیر لیا تو آپ نے گھیرا توڑنے اور رنجک کو بچانے کی کیا تدبیر کی؟ آپ کے لئے رنجک کا مطلب تھا ایک مفت کا ملازم۔ میں اس وقت ملاحوں کو چھلنے میں مصروف تھا اور جب دیکھا کہ آپ لوگ صرف فتح کے نعرے لگا رہے ہیں تو میں نے پرچنڈ کو ایڑ لگائی اور وہ کلچڑی سواروں کی قطاروں کو پھلانگتا ہوا اشوگندھ کے سامنے پہنچ گیا۔ اگر آپ نے اپنے گھوڑ سواروں سے کلچڑی فوجیوں پر حملہ کرا دیا ہوتا تو صورتِ حال کچھ اور ہی ہوتی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اشوگندھ کی لانبی تلوار کو رنجک کے سینے میں بائیں طرف گھستے ہوئے دیکھا۔ رنجک آریہ بغیر زرہ بکتر کیوں گئے تھے بہت پہلے جب گووند شری ماں سے پہلی بار ملے تھے تو ان کی نظر بھر دیکھ لینے پر بیہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ اس کیفیت کے دوران انہیں شری ماں اور رنجک کی لاشیں چوکیوں پر پڑی دکھائی دی تھیں گووند نے چلا کر کہا تھا ماں اسے روکو۔ شری ماں نے قضا و قدر میں خفیف سی دخل اندازی کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب تک گووند اس بات کو مخفی رکھے گا یہ ظہور میں نہیں آئے گی۔ اس مرتبہ رنجک جب بسنت پنچمی پر ماں سے ملنے جا رہے تھے گووند نے یہ راز ان پر آشکارا کر دیا۔ رنجک کے دل میں شک تو اسی دن پیدا ہو گیا تھا جس دن گووند نے اس منظر کو ان سے چھپایا تھا۔ اس طرح کی روحانی باتیں جنگجو سپاہی، چھتری، فوجی کے لئے زیادہ اہم نہیں ہوتی ہیں۔ کیا گووند کو ان سے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ وہ زرہ بکتر پہن کر جائیں؟ اب آئیے ولی عہد بہادر کو دیکھیں۔ بڑے خواب دیکھنے والا بلاشبہ بڑی چیزیں بھی حاصل کرتا ہے۔ میں نے گووند کی بیتابی کو دیکھ کر اعلان کیا تھا کہ وہ کاشی اور کانیہ کبج کا بادشاہ بنے گا۔ لیکن میں نے پہلی بار ایسا ڈھیلا ڈھالا بغیر ریڑھ کی ہڈی کا انسان دیکھا جو ماں کی کٹیا سے الگ ہو کر دس گھوڑ سواروں کے ساتھ درختوں اور جھاڑیوں کی

آڑ میں جا چھپا تھا۔ جب میں نے رتھک کی موت دیکھی تو اپنی ہستی کو داؤں پر لگا دیا۔ اشوگندھ کی تلوار نے رتھک کی چھاتی کو بائیں طرف چھیدا تھا تاکہ زندہ رہنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ اسی لئے میں نے غضبناک ہو کر اشوگندھ کے بائیں کندھے پر کرالیندر کا داؤں آزمایا جو اسکے قلب کو چیرتا گھوڑے کی پیٹھ میں دھنس گیا۔ میری شخصیت سامنے آجانے کا ڈر تھا۔ میں نے شری ماں اور اپنے سپہ سالار کی ہدایت کے مطابق بھیس بدل لیا تھا لیکن پرچنڈ تو ہندوستان میں ایک ہی ہے۔ مجھے اگر عزت و بے عزتی کا احساس نہ ہوتا یا مستقبل کا اندازہ لگانے کی صلاحیت نہ ہوتی تو میں بھی برہم پوری کو کچل کر تباہ کرنے کی جگہ وہاں سے فرار ہو سکتا تھا۔ کیرت کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔" بابا۔ آج میرے ماں باپ دونوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ مجھے نہ تو کسی سے کوئی غرض ہے نہ میں غیر ضروری صلاح مشورے کو ضروری سمجھتا ہوں لیکن ایک نوجوان کے سامنے اس کی ماں کا نام لے کر ننگا ناچ نا چا جائے اور وہ بے غیرتی میں گھوڑے پر بیٹھا سب کچھ سنتا رہے ۔۔ اسے کیا کہا جائے گا؟"

" کیا یہ سچ ہے سپہ سالار پارس دیو۔ ولی رتھک؟" چندر دیو نے پوچھا۔

دونوں نے سر جھکا لیا۔

" ولی عہد تم نے اس طرح کا گھٹیا برتاؤ کیوں کیا؟ کیا واقعی جب تمہاری رگوں میں بہتے خون کی آزمائش کا وقت آیا تو تم فرار ہو گئے؟"

" بابا۔ میں نے اس نظریے سے سوچا ہی نہیں تھا۔ اب بھائی جی کہہ رہے ہیں تو مجھے لگ رہا ہے کہ میرا یہ رویہ آریوں کے شایانِ شان نہیں تھا۔"

" غیر آریائی حرکتوں کے لئے ودیادھر دیو نے راجیہ پال کو کیا سزا دی تھی یہ تم نے ضرور سنا ہوگا۔ بیٹا کیرت۔ تیرے ساتھ میرے خاندان کا دوہرا رشتہ ہے۔ تو بیٹا بھی ہے اور داماد بھی۔ ولی عہد کو ایسے شخص کی سرپرستی چاہئے جو مٹی کے لوندے کو مونہہ بولتی صورت میں بدل سکے۔" چندر دیو نے کہا۔ بیٹے تم گووند کو معاف کر دو۔ مدن چندر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پچھلے سات دنوں سے رالہہ رو رہی ہے۔ اس کی آنکھیں پھول گئی ہیں۔ وہ بھی تم سے معافی مانگ رہی ہے۔"

رادھیہ دیوی اٹھیں - وہ کیرت کے پیروں کی طرف جھکنے ہی والی تھیں کہ کیرت نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ "ماں تو آن کرکے پر پچھتانا چھوڑ دے۔ مالک سب کا گواہ ہے۔ تیری ماں کے چلے جانے کے بعد اب تو ہی میری ماں ہے۔"

"دکشنا۔ مدن چندر نے پکارا۔ کھانے کا انتظام کرو۔"

"میرے دو سپہ سالار سرائے میں ہیں۔ پنڈریک اور سورج۔ انہیں بھی بلا لیجیے۔"

"جو حکم۔"

"میں نے بہت دن پہلے آریہ سبودھ سے پوچھا تھا کیرت کہ سنتی ہوں کہ جیوتشیوں نے اعلان کیا ہے کہ مہا شوراتری کے دن شو کا ترشول ڈگمگانے لگے گا۔ یہ سب کیا ہے بیٹے؟"

"ماں صاحبہ - یہ سب ضعیف الاعتقاد لوگوں کو تنتر منتر کی طرف کھینچنے اور ٹھگنے کا طریقہ ہے۔ اگر ہم نہیں ہلیں گے تو ترشول بھی نہیں ہلے گا۔ اور اگر ہم ہلے جس کا پورا اندیشہ ہے تو رودر کا ترشول بھی ہل جائے گا۔"

"سپہ سالار پنڈریک اور سورج گوند حاضر ہیں۔" پہریدار نے کہا۔

"انہیں باعزت طریقے سے اندر لے آؤ۔" راجہ چندر دیو بولے۔

"بابا۔ یہ ہیں ہمارے مشیرِ خاص وتسراج چندیل کے صاحبزادے پنڈریک۔"

پنڈریک نے بابا کے پیر چھوئے۔

اور یہ ہے کیرت جیسے اوگھڑ کا سندی سورج گوند۔

سورج نے سب کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ کہو راجہ گوند تم ہمیں پہچان رہے ہو یا نہیں؟ گوند کو بس وپیش میں دیکھ کر سورج نے کہا۔ "ارے یہ ہیں پارس دیو جنہیں چندر لیکھا کی پہاڑی سے موت کے مونہہ میں گرتے دیکھ کر ہمارے راجہ نے اپنے تیز گام گھوڑے کو داؤں پر لگا دیا تھا۔ سب کے منع کرنے پر بھی انہوں نے پرچنڈ کو چندر لیکھا پر سے چھلانگ لگوا دی اور تم ہو ولی عہد گوند جو چندیل رعایا کا جوش اور ارادہ کو دیکھ کر کچھ کر گذرنے کا عہد کر کے کاشی لوٹ آئے تھے۔"

"سورج کاکا۔ کیرت نے کہا۔ پارس دیو اور ولی عہد آپ کو پہچان گئے تھے۔ دراصل

ہم لوگ بڑی ادھیڑ بُن میں پڑے ہوئے ہیں۔ کاشی میں اس وقت کرن کے پاس پندرہ ہزار گھوڑے ہیں۔ چکرورتی کا اعلان شورا تری کو ہوگا۔ راجہ کے مہمانوں میں نہ جانے کتنے ایسے ہوں گے جو شراب، گوشت، روپے پیسے اور عورت کے لالچی ہوں گے۔ کاشی شہر مکمل طور پر غیر محفوظ ہو جائے گا۔ ہماری عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہو سکتی ہے۔ کیا کریں گے ہم لوگ؟"

"یہ تو بہت بڑی مصیبت ہے راجہ۔ ہمارے آٹویہ دیس میں ایسی صورت ہوتی تو قبیلے ان ظالموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی قسم کھا بیٹھتے۔"

"یہاں کیا کریں؟"

"دیکھو راجہ میں سیدھے ہاتھ سے ناک پکڑتا ہوں مصیبت آسکتی ہے گومتی پر، بینا کشی پر، بے چاری غریب کنیزوں پر۔ اور سب سے بڑا خطرہ تو ہے گا ہڑوال قلعے کو جس کی گنگا کی طرف کی دیوار ٹوٹ گئی ہے۔ وہاں جہاز پر فوجی اتریں گے اور قلعے میں داخل ہو جائیں گے۔"

"یہ سب آپ نے کب دیکھا کاکا؟"

"سنو راجہ تم اور رنجک وہ زبان جانتے ہو جو ہم آدی باسی بولتے ہیں۔ ان لوگوں سے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کہو سورج بھائی۔ تم بے جھجک کہو۔" راجہ چندر دیو بولے۔

میں بسنت پنچمی سے یہیں سرائے میں ٹکا ہوا ہوں۔ ایسے ایسے واقعات دیکھے کہ میرا سر چکرا گیا۔ بڑی ماں اور رنجک بھائی کی موت نے پہلے ہی ہلا دیا تھا۔ میں بہت سویرے اٹھنے کا عادی ہوں۔ اسی وقت مہارانی گومتی شانتی کری گوری کی پوجا کرنے جاتی ہیں۔ اس کے گھڑی بھر بعد بینا کشی آدی کیشو کا آنگن جھاڑ بہار کر گھر جاتی ہیں اور نہا دھو کر اپنی میٹھی آواز میں واسو دیو کی پوجا کر کے آرتی اتارتی ہیں۔ یہ تو سیدھے نشانے ہیں۔

"ٹیڑھے کیا ہیں؟"

"سورج گونڈ نے ماتھا سہلایا۔ دیکھ راجہ تو مجھ سے بہت بلوا چکا۔ اب میرا سر کام نہیں کر رہا۔"

"کچھ تو بولئے۔"

ایسا کون ساگناہ ہے جو شراب پینے والا نہ کرے۔صراف، دولتمند مندر، بزازہ۔ سب لٹ جائیں گے۔ طوائفیں چھیلوں کے گلے میں ہاتھ ڈالے گھومیں گی۔ اور اب جانے بھی دے ...."

"واہ کاکا۔ پنڈ یرک بولے۔تم تو کہتے تھے کہ میں اشراف کی سیاست نہیں جانتا۔ میں تو جنگلی سیاست کہہ لو یا جنگ کی تدبیریں بس وہی جانتا ہوں۔"

"حیرت ہے سورج۔ راجہ چندر دیو بولے۔یہ سب آپ نے کہاں سے سیکھا؟"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے مہاراج، میرا باپ مانک گونڈ و دیادھر دیو کا محافظ ہی نہیں رازدار بھی تھا۔ وہ جب بھی چھٹی پر آتا نہ جانے کیا کیا بتاتا رہتا۔ پہلے تو میں اس کی باتوں کو سنتا ہی نہیں تھا لیکن پھر دھیرے دھیرے مزا آنے لگا۔ میں اس کے موہنہ سے سنی ہوئی مہاراجہ ودیادھر دیو کی جنگی تدبیروں کو آدی باسی نقطۂ نظر سے سمجھنے لگا۔بس۔"

کھانے کے بعد نشست دوبارہ شروع ہوئی۔خاموشی راجہ چندر نے ہی توڑی۔

"سپہ سالار پارس دیو! سورج بھائی نے مستقبل کے جن اندیشوں کا ذکر کیا ہے اگر وہ سامنے آ کھڑے ہوئے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

پارس دیو سسکنے لگے۔"مہاراج پارس ایک گنوار گوالا ہے۔اسکی عقل ماؤف ہو چکی ہے۔آریہ رنجک اس طرح کے مسئلوں کو ذرا سی دیر میں سلجھا دیتے تھے۔آج تو چاروں طرف آگ کے شعلے ہی دکھائی پڑ رہے ہیں۔کیا بجھائیں، کیا جلنے دیں یہ سمجھنا بہت مشکل لگ رہا ہے۔"

"ولی عہد! راجہ چندر دیو نے کہا۔تم نے سوچا ہے کچھ؟ تم جب آٹوئیہ دیس کے دکھنی علاقے کا سفر کر کے لوٹے تو تمہارے اندر خاصہ جوش و خروش پیدا ہو گیا تھا۔اس کے مطابق تم نے کچھ کرنے کا بیڑا بھی اٹھایا تھا تب کیا ان پریشانیوں پر غور کیا تھا؟"

"نہیں بابا۔"

"تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نامردوں کی طرح سب کچھ ہوتے دیکھتے رہیں گے اور کچھ نہ کر پائیں گے؟" چندر دیو کا چہرہ کمہلا گیا۔

"بولو کیرت بیٹے۔تم ہمارے مسیحا ہو تمہیں بتاؤ۔"

"بابا ہم لوگوں نے جو سوچا ہے اس کا مختصر سا خاکہ سپہ سالار پنڈریک آپ کے سامنے پیش کریں گے۔"

"بولو بیٹے۔"

"بابا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جن حالات کی طرف سورج کا کانے توجہ دلائی ہے وہ تو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ پریشانیاں اور بھی ہیں اور ان سے بچنے کے لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر جنگ کی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ اپنی زندگی کی آخری بسنت پنچمی پر یہ فانی جسم چھوڑ کر شری ماں نے ہمارا آدھا کام تو کر ہی دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے جنگی تدبر کا پہلا اور آخری مرحلہ ہے کاشی کی رعایا۔ وہ جس کا ساتھ دے گی فتح اسی کی ہوگی۔ شری ماں کی لاش کے لئے نازیبا الفاظ کا استعمال کر کے کرن نے عام لوگوں، انصاف پسند نوجوانوں، مندروں کے سربراہوں، پروہتوں اور ناگا سادھوؤں کو اس حد تک ناراض کر دیا ہے کہ وہ اس کی باتوں کا یقین نہیں کریں گے۔" اتنا کہہ کر پنڈریک چپ ہو گئے۔

"آگے بولو بیٹے۔" راجہ چندردیو نے کہا۔

پنڈریک نے کیرت کی طرف دیکھا۔ "بھائی جی کیا حکم ہے؟"

"بابا۔ آگے کی بات اور نقشے کے ساتھ سارا منصوبہ ہم یہاں رکھنے کو تیار ہیں لیکن اگر وقت سے پہلے اس منصوبے کا راز فاش ہو گیا تو گاہڑوال شاید کچھ حد تک بچ بھی جائیں ہماری رعایا کا سورج تو ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گا۔"

"کیا تم کو کسی پر شک ہے؟"

"نہیں بابا۔ یہ سب لوگ مجھے بہت عزیز ہیں۔ کچھ میرے بزرگ ہیں، کچھ چھوٹے ہیں۔ ان پر بھروسہ نہ کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بات یہ ہے بابا کہ ہم اپنے لوگوں کو چاہے وہ راج راجیشور کیرت ہوں، راج بہو گومتی ہوں، انمنت کی بیوی چمپک یا ان کے ساتھ کے اور تین چار لوگ ہوں، کبھی بھی اس جلتے ہوئے شہر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ ہمارے کل آٹھ گھوڑ سوار ہیں جو کرن کے پندرہ ہزار گھوڑ سواروں کا مونہہ چڑاتے ہوئے ان لوگوں کو کاشی سے نکال کر جنگل کے علاقے میں پہونچا سکتے ہیں۔ اس حالت میں جو کچھ کریں گے وہ گاہڑوالوں کی

تباہی ہوگی۔ کرن کو آپ کاشی چھوڑنے کے لئے مجبور کریں گے تو بھی وہ کاشی نہیں چھوڑ سکے گا۔ وہ سب سے مختصر راستے سے جانا چاہے گا تو وہ بند ملے گا۔ سون کے کنارے کنارے جانا چاہے گا تو اس کا وہی حشر ہوگا جو پرچنڈ نے برہم پوری کے جوانوں کا کیا تھا۔ وہ گھوم پھر کر پھر کاشی آئے گا اور نتیجہ ہوگا کرن اور گاہڑوالوں کی جنگ۔ کیا آپ لوگ اس کے لئے تیار ہیں؟"

"بولئے سپہ سالار پارس دیو۔ راجہ چندر نے کہا۔ پُنڈریک نے جو لائحہ عمل بتایا اس کا نتیجہ ہوگا کرن کے ساتھ علی الاعلان جنگ۔ آپ کر سکیں گے؟"

"نہیں۔"

"اب بولو اپنی اصلی جنگی تدبیر کے بارے میں جس میں چندیلوں اور گاہڑوالوں دونوں کی بھلائی ہے۔"

"بابا۔ اس کے مطابق گاہڑوالوں کے ایک ہزار سپاہیوں کو جو ابھی تربیت یافتہ بھی نہیں ہیں، پُنڈریک کی ماتحتی میں رہنا ہوگا۔" کیرت نے کہا۔

"ہمیں منظور ہے۔ راجہ چندر دیو نے کہا۔ اور کیا کرنا ہوگا اس کی بھی وضاحت کر دو۔"

" اسے ابھی یونہی رہنے دیں بابا۔ ہم ایک ٹولی بنانا چاہتے ہیں جس میں تین افراد ہوں گے پُنڈریک، گووند اور پارس دیو۔ یہ کہیں بھی رہیں، کسی بھی پریشانی میں ہوں، ضرورت پڑنے پر اسی وقت آپس میں صلاح و مشورہ کر کے فیصلہ کریں گے۔ یہ ہنگامی حالات کا جنگی لائحہ عمل ہے بابا۔ سورج کاکا کہہ رہے تھے کہ کلچری گنگا کی طرف سے قلعے میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک امکان ہے۔ آپ کے پاس جو ایک چھوٹی سی فوج ہے اسے قلعے کی حفاظت کے لئے مامور کر دینا حماقت ہوگی۔"

"ان تینوں کو ہر پل پیش آنے والے واقعات کی اطلاع دینے کا انتظام کیا ہے تم نے کیرت؟"

" ہاں بابا۔ وہ ایک خفیہ طاقت ہے لیکن جہاں بلاؤ خواہ جنگ کے لئے یا حفاظت کے لئے، ماں شاردا کے پرشاد کی صورت میں ہمیشہ تیار ملے گی۔ میں نہ تو بڑے بڑے خواب دیکھتا ہوں نہ ہی ذمہ داریوں سے ڈر کر بزدلوں کی طرح بھاگتا ہوں۔ اس طوائف الملوکی کے

درمیان اگر دھوکہ دھڑی کرنے کی ضرورت پڑی تو ہم اس سے بھی انکار نہیں کریں گے۔ غیر آریائی برتاؤ کرنے والوں کے ساتھ انہیں کی زبان استعمال کرنا جرم نہیں مانا جاتا۔"

"جیو گیرت!" مدن چندرا اپنی جگہ سے اٹھے اور گیرت کو گلے سے لگا لیا۔

43

گیارہویں صدی کا کاشی نہ صرف بھارت کے گنے چنے شہروں میں سے تھا بلکہ کئی معنوں میں خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ اس کے پانی کے جہاز یوروپ کے دولتمند ملکوں کا سفر کرتے تھے۔ یہاں نہایت باریک اور نفیس ململ بنتا تھا۔ یہ سانس سے بھی اڑ جانے والا ہلکا کپڑا گرمی کے لئے نہایت موزوں تھا۔ روم کے جاگیردار اسے پہن کر اپنی محبوباؤں سے ہم آغوش ہوا کرتے تھے۔ اس کپڑے کو محض چھو دینے سے ان کے اندر نفسانی خواہشات بیدار ہو جایا کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ طرح طرح کی مورتیوں، آرکوٹ سے بنے برتنوں اور زیورات پر لوگ فدا ہو جاتے تھے۔ کاشی سے ایک اور چیز یوروپ بھیجی جاتی تھی۔ یہ تھے جڑاؤ زیورات جن میں قیمتی یا نیم قیمتی پتھر استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ یہاں کے ہنرمند سناروں کی فنکاری کا بہترین نمونہ ہوا کرتے تھے۔ دولت کی بہتات ایک مسئلہ بن گئی تھی کہ کیا کیا جائے اس کا۔

وشوِیشور کے سامنے سے مندا کنی ندی تک جانے والی شاہراہ کے دونوں طرف دکانوں کی دو قطاریں تھیں۔ پہلی قطار تھی کپڑے کے تاجروں کی جسے ہم بزازہ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے متوازی خط پر طوائفوں کی شاندار حویلیاں تھیں جن کے یہاں کام کرنے والی ملازماؤں کو ہی دیکھ کر راہی راستہ بھول جاتے تھے۔

جب سمندر کے راستے سے بہہ کر آتی یوروپ کی دولت کاشی میں اکٹھی ہونے لگی تو کاشی کے سیٹھ اس کے استعمال کے طریقے بھی ڈھونڈنے لگے۔ ان سیٹھوں کے نوجوان لڑکوں کے طرز عمل کی نقل شہر کے دوسرے لوگ بھی کرنے لگے۔ تاجروں نے اس بے پناہ دولت کا ایک حصہ مندروں کو، دوسرا حصہ درس گاہوں و یتیم خانوں کو اور باقی کا حصہ عیش کوشی کے لئے طوائفوں کو دینا شروع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہی قسم کے ہنر پنپ سکے۔ یعنی دکنی بھتے میں وشوِیشور کے نزدیک

طوائفوں کا اڈہ اور اتر میں سونے کا بازار۔

یہ تھی فن اور عیش پرستی کی مشترکہ تہذیب جو وشویشور کے دوسرے نام لکشمی ولاس سے مزید تقویت پاکر کاشی پر چھا گئی۔ ان دنوں کرن کی دعوت پر اس کی اطاعت قبول کرنے والے راجے، مہاراجے اور ان کے عزیز و اقارب تقریباً روزانہ کاشی پہونچ رہے تھے۔ ان کے آرام و سہولت کا خیال رکھنے کے لئے ہزاروں لوگوں کو مامور کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے پہونچے کرن کی چھوٹی بیٹی ویرشری کے شوہر راجیشور جات ورمن۔ ویرشری اپنے حسن پر نازاں، عیش و عشرت کی زندگی کی عادی، راج محل میں ہونے والے کھیل تماشوں میں گرمجوشی سے حصہ لینے والی ایک شوخ مزاج عورت تھی۔ جات ورمن ایک نئے شاہی خاندان کا پہلا راجہ تھا۔ اس کا بنگالی علاقے کی شاہی روایات والے اعلیٰ خاندانوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

"کیوں کرشنن۔" رتھ میں بیٹھا راجہ کے سب سے عزیز داماد ہونے کے غرور میں ڈوبا جات ورمن بولا۔ "تمہارا تعلق تو دکن سے ہے نہ؟"

"ہاں جناب۔ میں گرو وائور کا رہنے والا ہوں۔"

"تم شراب پیتے ہو یا نہیں؟"

"تھوڑی بہت راجن۔"

"لوگ مالابار کو حسن کی کان کہتے ہیں۔ سُنا گیا ہے مالاباری حسینائیں جنسی معاملوں میں بڑی ماہر ہوتی ہیں۔ یہ بتاؤ تم کسی ایسی دوشیزہ کو جانتے ہو جو ہمیں جنسی لذت حاصل کرنے کے طریقے بتا کر اپنا گرویدہ بنالے؟"

کرشنن کے دل میں جیسے کسی نے برچھی کی انی اتار دی لیکن وہ بڑی متانت سے بولا۔ "دکن کے لوگ یہاں بہت ہی کم تعداد میں ہیں راجن۔"

ویرشری تالیاں بجا کر ہنسنے لگی اور بولی "ہائے ورمن، اس جواب سے تو تمہارے دل کے ٹکڑے اُڑ گئے ہوں گے۔"

"اس میں تالیاں بجانے کی کون سی بات ہے ویر۔ تم جانتی ہو کہ جات ورمن جب کسی چیز پر نظر ڈالتا ہے تو اسے حاصل کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا۔ دکن کی طوائفیں ہونگی،

کنیزیں ہوں گی، دیودا سیاں ہوں گی، غریب کنبوں میں بیاہنے لائق بیٹیاں ہوں گی۔ میں قسم کھاتا ہوں ویر۔ تم دیکھنا تین دن کے اندر کسی نہ کسی دکنی دوشیزہ کو اپنی آغوش میں بھر لیتا ہوں یا نہیں۔ میں ضرور ایسا کر کے دکھا دوں گا۔ پھر وہ کرشنن سے مخاطب ہوا۔ "یہ کیا ہے کرشنن؟"

"آپ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟"

"ادھر پیچھے ہے کاشی وشو یشور اور سامنے پوری گلی میں طوائفیں بھری ہوئی ہیں۔"

"آپ نے کوئی طوائف دیکھی جناب؟"

"میں ان گھروں سے اٹھنے والے خوشبودار دھویں سے ہی سمجھ گیا کہ یہ طوائفوں کا محلہ ہے۔ یہ خوشبوئیں ان کی مشاطائیں بالوں کو بسانے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔"

"میں آپ کی سونگھنے کی صلاحیت کے صدقے جاؤں راجن۔ میں نے سنا تھا کہ سونگھنے کی صلاحیت سب سے زیادہ کتے میں ہوتی ہے۔ آپ نے تو اسے بھی مات کر دیا۔"

جات ورمن کھلکھلا کر ہنسا۔ ویریشری بولی۔ "کیوں لڑکے، تو نے کتے کی مثال دینے کی ہمت کیسے کی؟ ذرا ہوش میں رہ کر بولا کر۔"

"جو حکم دیوی!"

"یہ یہاں کا صرافہ ہے نہ کرشنن؟"

"ہاں مہاراج۔"

"تو رکو ذرا۔ میرے محافظ آجائیں تو میں یہ بازار دیکھوں گا۔"

کرشنن رتھ سے اترنے لگا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" جات ورمن غرایا۔

"سورج ڈوب چکا ہے راجن۔ سنار اپنی دوکانیں بند نہ کر دیں۔ اس لئے ان سے کہنے جا رہا ہوں کہ مہاراج جات ورمن آرہے ہیں۔"

"تم بڑے سمجھدار لڑکے ہو کرشنن۔"

کرشنن سیدھا صرافے کی مرکزی دوکان کے مالک دامودر گپت کے پاس پہونچا۔

"کہو کرشنن۔ گپت مسکرائے کوئی بڑی مچھلی پھنسی ہے یا بس وہی جھُن مُن؟"

"یہی تو بتانے آیا ہوں دامودر جی کہ بہت بڑی مچھلی پھنسی ہے۔ آج اپنی ساری چالاکی دکھا دو اور سارا پیسہ نکلوا لو بدمعاش سے۔"

"تو کیا لے گا سودا طے کرانے کا؟"

"جو آپ پہلے دیتے رہے ہیں۔"

"نہیں۔ آج ہم تجھے پندرہ کی جگہ پچیس فی صد دیں گے۔" کرشنن وہاں سے بھاگا۔

"کیوں کرشنن۔ دوکانیں کھلی ہیں یا بند؟"

"راجن۔ کل مہاراج کرن دیو کے کئی جاگیردار آئے تھے۔ بہت دیر تک زیورات دیکھتے رہے پھر بہت سے ہار، چوڑیاں اور منگل سوتر وغیرہ خریدے انہوں نے۔ اس لئے بڑی دوکانیں ابھی بند نہیں ہوئی ہیں۔"

سامنے سے چار گھوڑ سوار آئے۔ جات ورمن نے پوچھا "آماتیہ، آپ اتنی دیر سے کیوں آ رہے ہیں؟"

"سچ کہوں یا عام روش کے مطابق جھوٹ بولوں؟"

"سچ ہی کہو آماتیہ۔"

"مہاراج۔ کاشی عبادت کی جگہ نہیں، عیش و عشرت کی جگہ ہے۔ اتنا خوبصورت شہر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

"اچھا۔ اچھا چلیئے اس سونے کے زیوروں والی گلی میں۔"

داموردر گپت نے سب لوگوں کی بڑی پذیرائی کی۔ احترام کے ساتھ بٹھایا۔ زعفران ملا دودھ اور پان منگوائے۔

"مہاراج، آپ نے آج اس ناچیز دامودر کو جو عزت بخشی ہے اسے میرے خاندان والے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ہری۔ اپنے یہاں فنکاری کے جو بھی اعلیٰ نمونے ہیں سب مہاراج کے سامنے رکھو۔"

"دیر نہ کریں گپت جی۔ جات ورمن بولا۔ ہمیں آج صرف دو ہار لینے ہیں۔ باقی کے لئے بعد میں آؤں گا۔"

" ہار تو ہار ہی ہوتے ہیں دامودر کے۔ پورے ہندوستان میں کوئی ان کا جوڑ دکھا دے تو دوکان اسے دے کر فقیری لے لوں گا۔"

"کیا خاص بات ہے آپ کے ہاروں میں سیٹھ جی؟" آماتیہ بولا۔

"خاص بات زیور میں نہیں ہوتی ان داتا۔ خاص بات تو اس کاریگری میں ہوتی ہے جو صحیح جگہ پر صحیح پتھر کو جڑ کر پورے ہار کو جگمگا دیتی ہے۔ آپ میرے کہنے پر نہ جائیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر فیصلہ کریں۔ پورب کی دوکانوں میں دامودر کے یہاں کے ہار بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔"

ملازم پیالوں میں زعفران ڈالا ہوا گرم دودھ لے کر آیا۔ "راجن اس دوکان کی عزت افزائی کریں۔"

"میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں گپت جی لیکن آپ کا دل رکھنے کو ایک پیالہ لے لیتا ہوں۔"

سب لوگوں کو خوشبودار دودھ بہت پسند آیا۔

"یہ پان تو بہت مزیدار ہیں سیٹھ جی۔ کیا پتے اسی شہر میں پیدا ہوتے ہیں؟"

"نہیں مہاراج یہ مہوبہ سے آتے ہیں۔"

"آتے ہیں نہیں، آتے تھے کہئے گپت جی۔ جیجاک بھکتی کو تو میرے سسر کرن دیو نے پیروں تلے کچل کر رکھ دیا ہے۔"

کرشن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ "اب اندھیرا ہو جائے گا سیٹھ جی۔ آپ ہاروں کو مہاراج کے سامنے رکھیں۔"

"لڑکا ٹھیک کہتا ہے۔ لائیے ہار۔"

نیلی، سرخ اور سندوری رنگ کی صندوقچیوں میں خوبصورتی سے رکھے ہار ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہونچنے لگے۔ ان کی چمک سے سب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

"آپ کو سب سے اچھے کون سے ہار لگتے ہیں گپت جی؟"

"ان داتا۔ مہارانی کو سفید ساڑی، سفید کرتی، سفید دوشالہ وغیرہ ہی کیوں پسند ہیں؟ اس پر تو وہی کچھ کہہ سکتی ہیں۔ لیکن یہ ناچیز دامودر آج خود کو بڑا خوش نصیب سمجھ رہا ہے کہ اس کی دوکان پر ایسے شخص کے قدم آئے جسے کپڑوں کے انتخاب کا اعلیٰ درجے کا سلیقہ ہے۔"

ویرشری مسکرائی۔" دامودر سیٹھ، سفید گلوبند سامنے رکھیے باقی صندوقچیاں اٹھا لیجیے۔ یہ کون سے جواہرات ہیں سیٹھ؟"

"یہ سب ہیرے ہیں دیوی۔ یہاں تک کہ گلوبند میں جو بیلیں بنی ہیں وہ ہیروں کو تراشتے وقت جھڑنے والی کنیّوں سے بنی ہیں۔ یعنی خالص ہیروں سے بنا گلوبند ہے یہ۔"

"اس کی قیمت کیا ہے؟"

"اب میں آپ کے ساتھ کمینہ پن نہیں کر سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب شہزادی کی شادی ہوئی تھی پانچ سال پہلے تو ہمارے مہاراجہ کرن دیو نے ہیرے کا ایک گلوبند مجھ سے ہی منگوایا تھا۔"

"کیا یہ گلوبند آپ کا ہے؟"

"ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی کہہ سکتا ہوں دیوی۔"

ویرشری نے اپنے گلے کا ہار اتارا اور دامودر گپت کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں دیوی، وہی ہے۔ دیکھیے اس کی پشت پر بیل کی صورت بنی ہوئی ہے۔ آپ لوگوں نے آتے ہی دوکان کے نام کی تختی پر بھی بیل کا نشان دیکھا ہوگا۔"

"کیوں ویر کیا پانچ سالوں میں اس کی چمک میں ذرا بھی کمی نہیں آئی؟"

"نہیں، بالکل نہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ اس وقت جو ہار سامنے ہیں ان کی کاریگری اور بھی بہتر معلوم ہو رہی ہے۔"

"ان دونوں کو بندھوا دیجیے۔ بلکہ ایسا کیجیے کہ ان میں سے جو بہتر ہو وہ میرے ہاتھ میں دے دیجیے۔ اسے میں ابھی ویر کے گلے میں پہناؤں گا۔" دام بولے۔

"دام کیا کہوں عالیجناب۔ صرف دس ہزار کارشاپن۔"

"آماتیہ۔ آپ انہیں کل صبح دس ہزار کارشاپن بھیج دیجیے گا۔"

"آماتیہ کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں ہے مالک۔ میں خود کرن میرو آجاؤں گا۔"

44

پھاگن کی شام نئی سرمستی لے کر آتی ہے۔ وڑونا لگ بھگ خشک ہو گئی تھی۔ کیرت

اپنے منصوبے کے مطابق آج مہمان سرا میں ہی ٹھہرے تھے۔ پُنڈریک، پارس، سبودھ دیو اور سورج کاکا بہت دھیرے دھیرے بات چیت کر رہے تھے۔ اسی درمیان آچاریہ رنگ ناتھن آئے۔

"راجن۔"

کیرت اُٹھ گئے۔ "حکم کریں آچاریہ۔"

"میں خود کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ آپ کو حکم دوں۔ مینا کشی کہہ رہی تھی کہ اگر آپ لوگ آدی کیشو مندر آنے کی زحمت کریں تو اسے خوشی ہوگی۔ وہ کئی دنوں سے رقص اور موسیقی کی مشق کر رہی ہے۔ اسے آپ لوگوں کی عنایت چاہیے۔"

"اس میں عنایت کی کیا بات ہے آچاریہ۔ اس بے بسی اور بے عملی کے درمیان کچھ وقت واسو دیو کو یاد کرنے میں گذرے تو ہم تو آپ کے ممنون ہوں گے۔ آپ چلیں آریہ۔ ہم لوگ تھوڑی دیر میں پہونچ رہے ہیں۔"

مینا کشی نے آج خود کو کرشن کی محبوبہ گوپی کی صورت میں سجایا تھا۔ وہ ایک نہایت حسین دوشیزہ تھی۔ ویسا حسن دراوڑ طرز پر بنے اعلیٰ درجے کے مندروں میں ایستادہ مورتیوں میں ہی دکھائی دے سکتا تھا۔ زرد ساڑی نیلی کنچکی اور ہر عضو پر مالتی کے ہاروں کی سجاوٹ۔ کلائیوں میں، بالوں میں، چوٹی میں گندھے ہوئے سفید پھول۔ شام ہونے والی تھی کہ کیرت، پُنڈریک، پارس، سبودھ دیو وغیرہ آکر آدی کیشو کے آنگن میں بیٹھ گئے۔

"راجن! آچاریہ رنگ ناتھن بولے۔ پتہ نہیں کس کی تحریک پر یہ سب ہو رہا ہے رقص سے پہلے میں آپ کو پونڈرک کے مارے جانے کی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔ پونڈرک کروش دیس کا راجہ تھا۔ اسے بھگوان واسو دیو سے اتنی چڑ تھی کہ اس نے خود اپنے واسُو دیو ہونے کا اعلان کر دیا۔ خوشامد خوروں نے اس کے جھوٹ کو ایسا سچ قرار دیا کہ اس نے اپنا ایک پیغامبر شری کرشن کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا — "تم جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ واسُو دیو تو میں ہوں۔ تم نے اپنی حماقت کی وجہ سے میری جو جو نشانیاں زیب تن کر رکھی ہیں انہیں چھوڑ دو اور میری پناہ میں آجاؤ ورنہ میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گا۔"

گوالوں کی محفل پونڈرک کی بے وقوفی پر ہنسنے لگی۔ شری کرشن نے اس کے ایلچی سے

کہا کہ جا کے پونڈرک سے کہہ دے کہ وہ میری جن نشانیوں مثلاً چکر وغیرہ کو اپنا کہہ رہا ہے وہی اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گی۔ وہ چیل اور گدھ جیسے مردار خور پرندوں سے گھرا کتے کی موت مرے گا۔ شری کرشن اسی وقت کاشی کی طرف چل دیے۔ پونڈرک اپنی چہار رنگ فوج کی دو ٹکڑیاں لے کر کرشن سے جنگ کرنے کو چل پڑا۔ اس کے دوست کاشی راج بھی تین ٹکڑیاں لے کر اس کی مدد کرنے کو اس سے آملے۔ اس وقت بھگوان واسُودیو نے پونڈرک کو دیکھا۔ وہ سنکھ، چکر، گدا، شارنگ دھنُو اور شری وتس جیسے نشان اور وَن مالا زیب تن کئے ہوئے تھا۔ باریک پیتامبر، قیمتی تاج اور جڑاؤ زیورات بھی پہن رکھے تھے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ کرشن کے تیروں سے پانچوں فوجیں کٹ کٹ کر گرنے لگیں۔ اسی درمیان بھگوان نے چکر کا استعمال کیا۔ پونڈرک مارا گیا اور اس کے دوست کاشی راج کا تاج اور زیورات سے آراستہ سر کاشی کے دروازے پر آگرا۔ اپنے باپ کے قتل سے رنجیدہ ہو کر راج کمار سُدکشن نے عہد کیا کہ وہ واسُودیو کے سر کو بھی اسی طرح دھڑ سے الگ کرے گا جس طرح اس کے باپ کا کیا گیا ہے۔ اس نے بھگوان شو کی پوجا شروع کر دی۔ ادی مکت کے علاقے میں اس کی ریاضت سے خوش ہو کر بھگوان شِو نمودار ہوئے اور اس سے کچھ مانگنے کو کہا۔ اس نے ان سے التجا کی کہ وہ اسے بھگوان کرشن کو مارنے کی طاقت عطا کریں۔ بھگوان رُودر نے اسے برہمنوں کے ساتھ ایک مخصوص طریقے سے دکنی آتش کی پوجا کرنے کے لئے کہا۔ یہ ایک طرح کا سفلی عمل تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس آگ سے پرتھم دیو نمودار ہوں گے جو تمہاری یہ خواہش پوری کر سکتے ہیں۔ سُدکشن شری کرشن پر سفلی عمل کرنے کے ارادے سے ان سارے احکامات کے مطابق ریاضت کرنے لگا۔ عمل ختم ہونے پر بڑی بھیانک آگ نمودار ہوئی۔ اس کے بال اور سراپا دہکتے ہوئے تانبے کی رنگت کے تھے اور آنکھوں سے انگارے برس رہے تھے۔ سُدکشن کی ہدایت پر وہ خوفناک آگ شری کرشن اور ان کے رتھ کو جلا کر خاک کر دینے کے لئے دوارکیا کی طرف بڑھی۔ اسے دیکھ کر دوارکیا کے باشندوں میں کہرام مچ گیا۔ واسُودیو نے اپنے چکر کا استعمال کیا۔ چکر جو ماہیشور کے جلال کی علامت تھا۔ کہاں ماہیشور کا جلال اور کہاں عملِ سفلی سے پیدا ہونے والی وہ آگ۔ سُدرشن کو دیکھتے ہی آگ کاشی کی طرف بھاگی۔ اس نے یگیہ کرنے والے برہمنوں،

سُدرکشن اور دوسرے لوگوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ بدلہ لینے کے لئے سُدرکشن نے جو سحر کیا تھا وہ خود اس کے لئے تباہ کن ثابت ہوا۔

اتنی سی کہانی ہے راجن لیکن میں اندر سے بڑا بے چین تھا۔ دل میں ایک ہی صدا اٹھتی تھی "پونڈرک کی کہانی سناؤ۔" پتہ نہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

"میں مطلب سمجھ گیا۔ نقلی چکرورتی کو قتل ہونا ہی ہے۔"

"راجہ تو یہ مت بھول کہ تیری پرجا کو لوٹنے والے تیرے خاندان کو آگ میں جھونکنے والے اپنے سفلی عمل سے تجھے شکست دینا چاہتے ہیں۔ لیکن تیرے اندر ماہیشور کا نور روشن ہے چلا دے سدرشن چکر۔ ہم جئیں گے تو عزت سے۔ مریں گے تو عزت سے۔" سورج کا کا نے کہا۔

اسی وقت گھوڑوں کی تیز تیز ٹاپوں کی آواز آئی۔ سب لوگ چوکنے ہو گئے۔

گھوڑوں سے اتر کر آدی کیشو کی طرف آنے والے سوار موجود تھے۔ وہ اپنے جوتے اتار کر آنگن میں بیٹھ گئے۔ آپ ہی دیوی میناکشی ہیں نہ؟

میناکشی نے اپنے پیروں میں گھونگھرو باندھے۔ آچاریہ رنگ ناتھن نے اپنی کلائی میں ایک گچھا گھونگھروؤں کا لٹکا لیا۔ مردنگم پر تھاپ پڑی۔

میناکشی اُٹھی۔ اس نے بھگوان آدی کیشو کی مورتی کے سامنے جھک کر پرنام کیا۔ اُسنے ایک اُچٹتی ہوئی نظر سے کیرت کو دیکھا اور رقص میں مشغول ہو گئی۔ اس کے گھونگھروؤں کی جھنکار اور مردنگ کی لے تال نے سب کو مسحور کر دیا۔ اس کی کوئل جیسی میٹھی آواز کے الاپ نے لوگوں کے دلوں کو نیلے آسمان کی بلندیوں پر پہونچا دیا۔ گویا اپنے ہی دل کی اداسیوں میں کھو گئی۔ اپنے گیت میں اس نے جس نول مدن (عشق کے دیوتا) کا ذکر کیا، شری ماں نے اسے فطری مدن یعنی واشو دیو کہا کرتی تھیں۔ اسی کو کادی ودیا کے شری چکر بجاری کادی بیج کہا کرتے ہیں۔

واہ، واہ، واہ۔ تینوں اجنبی جھومنے لگے۔ ان کی آنکھیں شراب کے نشے سے انگاروں کی طرح سُرخ ہو گئی تھیں۔

اچانک میناکشی نے ان اجنبیوں کے تئیں اپنی شدید ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کیلئے لاسیہ[1]

---

[1] خوشی کے موقعے پر کیا جانے والا عام رقص۔

کی جگہ تانڈو[1] شروع کر دیا۔ کاچھے میں کسی ہوئی اس کی طاقتور رانیں غصے کے عالم میں گھومتے وقت یوں تھرتھرا رہی تھیں کہ آچاریہ رنگ ناتھن بھی گھبرا اُٹھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اب میناکشی رُک جائے لیکن وہ تو شری کرشن کے ذریعے کالیا ناگ کی سرکوبی اور شکست کی داستان سنا رہی تھی۔ ناچتے ناچتے میناکشی کے گھونگھرو ٹوٹ کر آدی کیشو مندر کے منڈپ میں بکھر گئے اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ آچاریہ رنگ ناتھن مندر کی اندرونی معبد گاہ میں گئے۔ ہاتھ میں گھڑا اور مٹی کا کوزہ لئے وہ میناکشی کے پاس واپس آئے۔ وہ اسی طرح مونہہ کے بل گری پڑی تھی۔

"آچاریہ آپ گردن سیدھی کر دیجئے۔ کوزے سے پانی کے چھینٹے دیجئے۔ ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا گھبرائیے نہیں۔" کیرت نے کہا۔

"گھبرانے کی اس میں کیا بات ہے؟ آپ ہمدردی دکھا کر اپنی کوئی غرض پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ان خاتون کی بیہوشی دور نہ ہوئی تو ہم انہیں کسی اچھے وید کے پاس لے جائیں گے۔" ایک نووارد نے کہا۔

"بڑی مہربانی ہوگی جناب۔ میں کسی خود غرضی کے تحت ہمدردی نہیں دکھا رہا تھا۔ میں تو ایک مسافر ہوں کیرتن سننے آ گیا تھا۔" کیرت نے کہا۔ "آپ کی تعریف؟"

"تم سچ مچ مسافر ہی ہو۔ کاشی کے باشندے ہوتے تو مہاراجہ جات ورمن یعنی چکرورتی راج راجیشور کرن دیو کے سب سے پیارے داماد سے یہ نہ پوچھتے کہ وہ کون ہے۔"

غلطی ہو گئی مہاراج۔ معاف کر دیں۔"

میناکشی شاید اتنی بے سدھ نہیں تھی جتنا لوگ سمجھ رہے تھے۔ اس نے جات ورمن کا تعارف سن لیا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"دیوی! جات ورمن اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ آپ کے اس انوکھے رقص اور نغمے کے لئے یہ ہے ہیروں کا گلوبند۔ اس کی ٹکر کا دوسرا ہار دنیا میں کہیں نہیں ملے گا۔ میں اسے تحفے کے طور پر آپ کے گلے میں پہنانا چاہتا ہوں۔"

---

[1] غیض کے عالم میں کیا گیا رقص جو شِو سے وابستہ ہے۔

"کرن دیو کے داماد! مینا کشی نے اسے اپنی بندھی ہوئی مٹھی سے دھکیلتے ہوئے کہا۔ یہ مندر ہے محترم! کسی طوائف کا کوٹھا نہیں۔"

"محترمہ آپ بلاوجہ ناراض ہو رہی ہیں۔ کیا مندروں میں تحفے نہیں دیے جاتے؟"

"دیے جاتے ہوں گے لیکن یہاں نہیں۔"

"سُنا راجیشور۔ اس دکنی کُتیا کو اپنے آپ پر بڑا غرور ہے۔ ابھی ٹھیک کرتا ہوں اسے۔ دوسرے نوواردنے کہا۔ اس نے مینا کشی کے ہاتھوں کو مروڑ کر اس کے سینے پر گھونسہ مارا۔

اسی وقت پنڈریک نے کراتوں کے بگل جیسی آواز نکالی اور پکارا سون ندر۔ سون ندر۔ سون ندر۔ حالانکہ اس کی آواز اتنی واضح اور گونجیلی نہیں تھی پھر بھی مسافر خانے سے چھ گھوڑ سوار آدمی کیشو مندر کی جانب چل پڑے۔

"تُو یہ کون سا ناٹک کر رہا نھا جوان" چوڑے ڈیل ڈول والا ایک محافظ چنڈریک کی طرف بڑھا۔ پُنڈریک نے اُچھل کر اس کے سینے پر لات ماری۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ تیسرے شخص نے مینا کشی کو زبردستی اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سون ندر آ پہونچا۔ پُنڈریک نے کوئی اشارہ کیا اور لمحے بھر کے اندر سن کی بنی ہوئی رسیوں کے پھندے بل کھاتے سانپ کی طرح تینوں اجنبیوں کے گلے میں گرے اور جھٹکے سے کس گئے۔ گھوڑے دو قدم آگے بڑھے ہی تھے کہ وہ تینوں لاشوں کی طرح آنگن میں گر پڑے۔

"گھوراجہ کرن کے داماد۔ پنڈریک نے جات ورمن کے جبڑے پر زور کا مکّہ مارا۔ شاہی گھرانے کا ہو کر بھی تو اتنا جنگلی اور بدتمیز ہو گا یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ لے جاؤ انہیں رسیوں میں باندھ کر اُسی جگہ چھوڑ آؤ۔ خبردار دروازے کا راز کُھلنے نہ پائے۔ انہیں جتنا چاہو پیٹو لیکن مرنے نہ دینا۔"

سپاہی مسکرائے اور چل پڑے۔

"راجن! مینا کشی کیرت کے پیروں پر گر پڑی۔ قسمت نے ناموافق حالات میں لاکر ڈال دیا تو کیا ان سے لڑنا جرم ہے؟ کیا آپ اتنے بے رحم ہیں کہ دل کی زبان نہیں سمجھتے یا نہیں سمجھنے کا بہانہ کرتے ہیں؟ کتنے پردے ڈال لئے ہیں آپ نے دل پر۔ میں کبھی بوجھ

نہیں بنی۔ نہ آگے بنوں گی۔ چندیل شاہی گھرانے میں داخل ہونے کی ہمت تو خواب میں بھی نہیں کی۔ میں اپنا مقام جانتی ہوں۔ میں دیوداسی ہوں جسے لوگ طوائف سمجھتے ہیں۔"

"خاتون۔ آپ بلاوجہ دل نہ دکھائیں۔ میں جذبات پر پردے ڈالنے کا فن نہیں جانتا۔ لیکن کاشی سے جن چند بُخی لوگوں کو کھجوراہو یا مہوبہ لے جانا چاہتا ہوں ان میں آچاریہ رنگ ناتھن اور آپ بھی ہیں۔ میرے یہاں کوئی تفریق نہیں ہے۔ کندار یہ بھی ہمارے دیوتا ہیں اور وانشو دیو بھی ہمارے ہیں۔ جو میرے جد امجد، ہندوستان کے مشہور شہنشاہ یشوورما کو تاریخی وراثت کے طور پر حاصل ہوئے تھے۔"

"آریہ سبودھ!"

"راجن۔"

"آپ مہربانی کر کے باپ بیٹی کو سون بھدر بھون پہونچا دیں۔ ذرا جلدی۔ گونڈی سے کہئے گا آج سے کرشن کی پجارنیں ایک سے دو ہوگئیں۔"

ناؤ کیدار یشور کی طرف چل پڑی۔

"بیٹی مینا کشی!"

"ہاں آریہ۔"

"میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہوئی تو انجانے میں لیکن غلطی بہرحال غلطی ہے۔"

"کیسی غلطی چچا؟"

"جب پارس دیو چندر لیکھا پہاڑی سے موت کے گڈھے میں گر گئے تھے تب پر چنڈ کو داؤں پر لگا کر راجہ نے انہیں بچا لیا تھا۔ پر چنڈ شدید طور پر زخمی تھا۔ راجہ کے سینے پر کسی نوکیلے پتھر کے لگ جانے سے انہیں بھی بہت چوٹ آگئی تھی۔ راجہ نے گومتی کو خط لکھا اور اس میں اگستیہ کا پھول رکھ دیا۔ میں نے اسے راجہ کا غرور اور گومتی کی توہین سمجھا۔ جب تم نے راجہ کی خیریت پوچھی تو میں نے کہا کون راجہ۔ اور جب تم نے بار بار راجیشور کیرت کا نام لیا تو میں نے تکبر کے ساتھ کہا اوہ، تم ملک بدر، تنگ دست، دوسروں کا موہنہ تکنے والے راجہ کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔"

"تو آپ نے کچھ جھوٹ بولا تھا آریہ؟"

"ہاں مینا کشی۔ راجہ نے تیری خیریت دریافت کی تھی اور تیرے بارے میں خبر دینے کو کہا تھا۔"

"یہ تو شری ماں نے بتایا تھا کہ ہوس کا رنگ لال ہے، محبت کا رنگ نیلا ہے اور عشق صادق کا رنگ سفید ہے۔ کرشن اور رادھا کا عشق سفید رنگ کی تخلیق کرتا ہے۔ آریہ سبودھ، یقیناً آپ نے اگستیئہ کے سفید پھول کی توہین کرنے کا جرم کیا ہے۔ کیرت نے تو گومتی سے جذبۂ صادق کی تمنا کی تھی اور آپ نے اسے توہین سمجھ لیا۔"

"یہ شری ماں نے کہا تھا آریہ۔"

"ہاں میناکشی۔"

"میں اپنے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہی ہوں آریہ سبودھ کہ میں بے حد احسان مند ہوں۔ میناکشی بڑی قسمت والی ہے۔ آج اس نے اپنے دیوتا سے سب کچھ پالیا۔ ہاں ایک بات کانٹے کی طرح چبھتی رہے گی۔ اگر آپ نے یہ سب پہلے ہی بتا دیا ہوتا تو میں ان سے اتنے سخت الفاظ میں شکوہ نہ کرتی۔"

45

"بُنا ٹریک تم کہیں جانا مت۔ کیرت سنگھ نے کہا۔ پارس دیو کو بھی روکو۔ ولی عہد سے مل کر ابھی واپس آتا ہوں۔"

کیرت گاڑوال قلعے کے دروازے پر پہونچے۔ پہریدار کھڑا تھا۔ "جاؤ ولی عہد سے کہو کہ دروازے پر کیرت سنگھ کھڑے ہیں۔ گووند دروازے پر دوڑتا ہوا آیا۔ بھائی جی آپ بلا لیتے۔ چلیں اندر۔"

گووند کے ساتھ کیرت چل رہے تھے۔ ایک کمرہ کھلا تھا۔ اس میں راج ماتا راہہ دیوی گیتا کا پاٹھ کر رہی تھیں۔ کیرت چپ چاپ ان کے کمرے میں بیٹھ گئے۔ راج ماتا نے دیکھ لیا تھا کہ کیرت اور گووند دونوں آئے ہیں۔ انھوں نے سر جھکا کر کتاب کو پرنام کیا پھر بولیں آؤ بیٹے۔

کیرت نے پیر چھوتے ہوئے کہا۔"ماں آپ کی نظر قابلِ تعریف ہے۔ اب دونوں فوجیں آمنے سامنے آکر کھڑی ہو گئی ہیں۔ ایسی صورت حال میں گیتا جو سکون دیتی ہے وہ کوئی دوسری مذہبی کتاب نہیں دے پاتی۔ سورج کاکا کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ ابھی کرن کا داماد اور اس کے دو خطرناک محافظ آدی کیشو مندر آئے۔ ان کا مقصد سیناکشی کو اغوا کرنا تھا۔ وہ تو کہیئے کہ آچاریہ رنگ ناتھن کی دعوت پر میں پُنڈریک، ابُودھ دیو، پارس اور سورج کاکا وہیں تھے۔ گھٹیا اور چھچھورے لوگ شاہی گھرانوں کی عظیم روایتوں کو اپنی ذاتی خواہشوں سے اندھے ہو کر اس طرح پامال کریں گے کہ خود کو راجہ کہتے ہوئے شرم آئے گی۔ جاگیردارانہ راج کی اتنی گھناؤنی صورت میں نے نہیں دیکھی تھی۔ انہیں تو سزا دے دی گئی اور وہ ایک خفیہ مقام میں قید ہیں لیکن مجھے کئی فکروں نے گھیر رکھا ہے۔"

"وہ کیا ہیں بیٹے؟"

"پہلی تو ہے ماں صاحبہ گووند اور گومتی کی حفاظت۔"

"اور دوسری؟"

"دوسری کے بارے میں سوچتا ہوں ماں صاحبہ تو اندر ایک ناقابلِ برداشت تکلیف کا احساس جاگتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ آج رات یا صبح ہوتے ہوتے کرن نندیشور مندر کو گھیر لے گا۔ وہ کتے سے زیادہ بدتمیز اور بھیڑیے سے زیادہ ظالم ہے۔ وہ اگر بابا رتو دھوج اور آچاریہ ورش دھوج کو قید کر لیتا ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے اور کیسے کرنا چاہیئے؟ انہیں صرف بے عزت کر کے چھوڑ دیتا ہے تو بھی میں اسے معاف نہیں کروں گا۔"

دکشنا دو پیالوں میں دودھ اور مٹھائی لے کر آئی۔ "آریہ اس کو نوازیں" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"دکشنا تم سچ مچ ان پورنا ہو۔ یوں تو اس قلعے میں سبھی میرے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں لیکن تم تو مجھے دیکھتے ہی پریشان ہو جاتی ہو کیا خاطر کروں، کیسے کروں۔ میں تمہارا ممنون ہوں۔"

"آریہ میری تعریف کے لئے یہ ظاہرداری چھوڑیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ پندرہ بیس دن

کاشی میں رہیں گے پھر ہندوستان میں مشہور چندیل شاہی محل کے عیش و عشرت میں کھو جائیں گے تب دکشنا کی تعریف میں کہے گئے یہ جملے یاد تک نہیں رہیں گے۔ راج کماری نے کہلایا ہے کہ ان سے ملنے کے لئے تھوڑا وقت نکالیں۔"

"تو جاکر کہہ دے کہ ماں صاحب سے بات چیت کر کے ابھی آتا ہوں۔"

"ہاں بیٹے تو اس صورت میں تو کیا کرے گا؟"

"سوال رتو دھوج، گوونداور گومتی کا نہیں ہے ماں صاحب۔ ہمیں اس طرح کی چالیں چلنی ہوں گی کہ رعایا بھڑکے اور شوراتری کے دن ترشول ملنے کی بات صحیح ہو جائے۔"

"تو اپنے آپ پر بھروسہ رکھ کیرت۔ تو مٹی کا لونڈا نہیں ہے۔ سانڈ پر کسا ہوا جواہر ہے۔ تیرا عزم پورا ہوگا۔"

"ولی عہد آپ سرائے چلیں۔ میں گومتی سے مل کر ابھی آتا ہوں۔"

"آریہ پتر کا چہرا اترا ہوا کیوں ہے؟ گومتی بولی۔ کیا کوئی خاص بات ہوئی۔"

"ہاں دیوی۔ کل کرن کے داماد جات ورمن اور اس کے دو سپاہیوں نے مینا کشی کو اغوا کرنے کی وحشیانہ حرکت کی۔"

"پھر؟"

"پھر سون ند کے سات گھوڑ سواروں نے رسّی کے پھندوں سے ان کی گردنیں کس دیں۔ اور وہ مُردوں کی طرح گھسٹتے ہوئے آنگن کے نیچے لائے گئے۔ پنڈریک کے حکم سے وہ ایک خفیہ جگہ پر قید ہیں۔"

"یہ سون ند کے سات سوار کون ہیں آریہ پتر!"

"میرے سپہ سالار نے پرچنڈ کی کراماتیں دیکھ کر نٹوں اور گونڈوں سے سات ایسے جوان چھانٹے ہیں جو پیدائشی کرتب باز ہیں۔ رسّی پر چلنا، لمبے بانسوں کی مدد سے اونچی اونچی دیواروں پر چڑھ جانا، اچانک غائب ہو جانا جیسے کارنامے یہ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ پنڈریک ان کا سردار ہے۔ ان کی کہانیاں بھی.. جھوتی میں لوگوں کی زبان پر ویسے ہی چڑھی ہوئی ہیں جیسے صبا رفتار پرچنڈ کی۔ یعنی یہ پورا دستہ پرچنڈ کے چھوٹے بھائیوں کا ہے۔"

"واہ! گومتی بولی۔ آریہ پتر۔ ایسا بے غرض سپہ سالار بھی قسمت سے ملتا ہے۔"

"ٹھیک کہا آپ نے دیوی۔ جب ودیا دھر دیو بستر مرگ پر پڑے تھے تو انہوں نے پہریدار کو بھیج کر گوپال بھٹ کو بلایا اور جانتی ہیں کیا کہا؟"

"نہیں۔"

کہا کہ 'ویسے تو چندیل فوج میں تم سے زیادہ تجربہ کار اور ماہر فوجی موجود ہیں لیکن میں جس خوبی کو چاہتا تھا وہ تم میں دکھائی دی یعنی وفاداری اور خوش عقیدگی۔ تم آج سے شمالی ہندوستان کی سب سے طاقتور فوج کے سپہ سالار مقرر کئے گئے۔ یہ لو ودیا دھر کی تلوار۔ یہ کبھی کسی سے ہاری نہیں ہے۔ اب اس کی آبرو تمہارے ہاتھ ہے۔'

"بستر مرگ پر پڑے داداجی کی نظر کس قدر صحیح، تیز اور واضح تھی یہ آج سمجھ سکے ہم لوگ۔ گومتی میں تمہارے بارے میں فکر مند ہوں کیا تم اگوری، شکتیش گڑھ یا وندھیاچل میں پندرہ دن گذار سکو گی؟"

"آریہ پتر! مجھ سے کوئی قصور ہوا؟ یہ بن باس کا حکم کیوں؟"

"یہ بن باس نہیں ہے دیوی۔ صرف تمہاری حفاظت کی ایک تدبیر ہے!"

"مجھے ایسی حفاظت نہیں چاہئے آریہ پتر! میں اُس وقت تک پرچنڈ کے ساتھ ساتھ چلوں گی جب تک اس کتے کو لات مار کر جھوتی سے نکال نہیں دیا جاتا۔"

"تو آپ کا یہ ارادہ پکا ہے؟"

"ہاں آریہ پتر دو باتیں اور۔ تیری ماں کے انتقال کے وقت جن پچاس نوجوانوں کی مدد سے میں نے کرن کا دماغ صحیح کر دیا تھا ان کے اگوا کو بلوائیے۔ اس کا نام شاید بندھو جیو ہے آپ جانتے ہوں گے۔"

"اور دوسری بات؟"

"آریہ پتر آپ سے اس بات کی معافی چاہوں گی۔ میں نے آپ کی ذہنی کیفیت دیکھ کر یہ خط اس وقت آپ کو نہیں دیا تھا جسے رنجک چچا نے آپ کے نام لکھ کر اپنی پگڑی میں باندھ لیا تھا۔"

کیرت نے سلائی مانگی اور دھیرے دھیرے لفافہ کھولا۔ خط میں دو انگل لانبا اور اتنا ہی

چوڑا مصوری کا ایک نادر نمونہ تھا۔ سیاہی کے درمیان روشن کنداریہ کا جیوتر لنگ اور اس کے اوپر لہراتا بھگوا جھنڈا۔

بسنت پنچمی ۔ بکرم سمبت 1117

کیرت تمہارے لئے یہ میری آخری دعا ہے۔ تمہارے ساتھ اب گفتگو بھی نہیں ہو پائے گی۔ میں مایوس نہیں ہوں خوش ہوں کہ اس جہان فانی سے رخصت ہوتے وقت شری ماں میری راہنمائی کریں گی۔ یہ تصویر سینک نے ودیادھر دیو کو دی تھی پھر تم نے مجھے دی۔ یہ ہر مصیبت میں میری لاج رکھتی رہی ہے۔ تم بھی اسے پگڑی میں رکھے رہنا۔ اب میں سب ذمہ داریوں سے آزاد ہوں۔ گومتی سے ہمیشہ اسی طرح محبت بھرا سلوک کرنا۔

تمہارا لاولد باپ ۔ رُنجک۔

کیرت کی آنکھیں بھر آئیں۔ گومتی ایک ٹک ان کی طرف دیکھتی رہی۔

"کوئی بُری خبر تو نہیں ہے نا آریہ پتر؟"

"نہیں دیوی لیکن کیرت ایسا بدقسمت ہے کہ ہر موت سے اس کا کچھ نہ کچھ ٹوٹ کر شعلوں کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے اور وہ اذیت جھیلتا رہتا ہے۔ بھائی، بھابھی، شری ماں، رنجک۔ یہ ہے میری بدقسمتی کا اندھیرا جو موبنہ پھیلائے مجھے نگلنے کو چلا آ رہا ہے۔ یہ لیجئے آپ بھی پڑھ لیجئے۔"

کیرت نے تصویر اور خط گومتی کی طرف بڑھا دیے۔ گومتی نے خط پڑھا اور کنداریہ کی اس چھوٹی سی تصویر کو دیکھا۔ اس نے بے اختیار امڈ نے والے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئی۔

"آریہ پتر۔ اس تصویر کو پگڑی میں رکھ لیجئے۔"

"دیوی۔ میں نے ستائیس سال کی اس لمبی عمر میں کئی بار دیکھا کہ مصیبت میں نہ تو بھگوان کے نام کی مالا پھیرنے سے کام بنتا ہے نہ ستاروں کی گردش کی کاٹ کرنے والی انگوٹھیوں سے کچھ حاصل ہوتا ہے نہ رُدر اکش اور بلور کی مالائیں کام آتی ہیں نہ جادو منتر کچھ کر پاتے ہیں۔ بابا اور سادھو سنت قسم کے لوگوں کی دعائیں بھی حفاظت نہیں کر پاتیں۔ بس صرف ایک چیز کام آتی ہے وہ ہے ارادے کی مضبوطی۔ وہ اندھیرے میں بجلی کی طرح کوند کر راہ دکھاتی ہے، تلوار

میں دھار کر لوٹتی ہے، گھوڑے میں تیز گامی بن کر چھلکتی ہے، کمان میں نشانے کو بیندھنے کے لئے جھلکتی ہے اور چلتے میں جھنکار کے لئے مچلتی ہے۔ میں اسی قوت کا پجاری ہوں جو باہر نہیں خود میرے اندر ہے۔ میری شخصیت کے نہاں خانوں کی گہرائی میں رواں ہے۔"

"آریہ پتر۔ میرا ہاتھ چھو کر وعدہ کیجئے۔"

"کیا وعدہ کرنا ہے دیوی؟"

"آپ ہاتھ پکڑیئے تو۔"

"انہیں تو جانے کب کا پکڑ چکا ہوں۔"

"مذاق نہیں۔ ہاتھ پکڑ کر بولئے کہ میں پرچنڈ کے ساتھ گومتی اور اس کے ریہ بچے کو ساتھ لے کر چلوں گا۔"

"یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے۔"

"ہاں۔"

"تو یہی ہوگا۔"

گومتی کیرت کے پیروں پر گر پڑی۔

"دیوی آپ کی جگہ پیروں میں نہیں۔ یہاں دل میں ہے۔ انہوں نے ہتھیلیوں کے بیچ اس کے کھلے ہوئے چہرے کو دیکھا اور ایک ہلکی چپت لگا کر چلے گئے۔

مہمان سرا میں کافی بھیڑ تھی۔" راج راجیشور!" ترشول لئے ایک ناگا سادھو بولا۔ مجھے بابا نے بھیجا ہے، کچھ پیغام دیا ہے انہوں نے۔"

"اکیلے میں چلنا ہے آریہ!"

"ہاں مہاراج۔"

"تو آئیے۔" کیرت اس ناگا سادھو کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئے۔ "کہئے آریہ!"

"آج رات یا کل صبح ہونے سے پہلے کرن نندیشور پر حملہ کرے گا۔ شہر میں بڑی افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ بابا نے کہا ہے کہ کیرت بیٹے کسی پر بھی اعتبار مت کرنا۔ کارکنوں کو باریکی سے

پر کھنا۔ تمہارا آچاریہ ورش کہہ رہا تھا کہ وہ مذہبی جنگ کا اعلان کرے گا۔ صرف ایک پندرہواڑے کا وقت اور گذار لینا ہے۔ اپنے خاص لوگوں کی ہر ممکن حفاظت کرنا۔"

"بس آریہ؟"

"ہاں۔"

"باباسے میرا پرنام کہیں اور کہیں کہ ان کا دیا ہوا حفاظتی خول میرا بال بھی بانکا نہ ہونے دے گا اور جن واقعات کی طرف محترم آچاریہ نے اشارہ کیا ہے وہ ان کے اس خادم کو بھی معلوم ہیں۔"

"جے نندیشور۔" ناگا سادھو چلا گیا۔

"سپہ سالار پارس دیو!"

"ہاں راجن!"

"شری ماں کی آخری رسومات کے موقعے پر شاہی گھرانے کی بہو گومتی کی پکار پر کاشی کے پچاس جری نوجوان رات دن پہرا دیتے رہے تھے۔ لیکن ان کے قائد کا نام پتہ کچھ نہیں معلوم۔ آپ کسی کو بھیج کر بندھو جیو کے ذریعے پتہ لگائیں کہ اس نوجوان کا نام کیا تھا۔ اور اگر بندھو جیو اسے جانتے ہوں تو ساتھ لے کر آجائیں۔"

"ابھی انتظام کرتا ہوں مہاراج۔" پارس دیو چلے گئے۔

"کیا کوئی بری خبر ہے بھائی جی؟" پنڈریک بولے۔

کیرت نے ایک نظر سرائے میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر ڈالی۔ ابھی ابھی بابا رتو دھوج نے پیغام بھیجا ہے کہ رات کے کسی بھی وقت یا سویرا ہوتے ہوتے کرن اپنے سواروں کو لیکر نندیشور پر حملہ کرے گا۔ اسے اپنے داماد کے بارے میں شاید ابھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ آدھی رات تک اگر جات ورمن کرن میرو نہیں پہونچا تو نندیشور پر حملہ کرنے کا ارادہ اور بھی مضبوط ہو جائے گا۔ بابا نے خبر کی ہے کہ ہر طرف طوائف الملوکی پھیلی ہوئی ہے۔ انصاف کرنے والے ہی انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ بولو پنڈریک تم کیا کہتے ہو؟

"بھائی جی۔ یہاں سب لوگ تو اپنے ہی لگتے ہیں۔"

"ہاں ہاں، تم بے دھڑک بولو۔"

"ہمیں دو کام کرنے ہیں۔ ایک تو اس لاقانونیت کی فضا میں کلچری سپاہیوں یا ان سے تعلق رکھنے والے سماج دشمن لوگوں کو کچلنے کے کچھ ایسے کارنامے جن کا پورے شہر میں ڈھنڈورا پٹ جائے اور لوگ جان لیں کہ رعایا کا اصل محافظ کون ہے۔ اور دوسرا یہ کہ کرن کو نندیشور مندر کو گھیر لینے کی چھوٹ دی جائے۔"

"تم سمجھتے ہو اس چھوٹ سے وہ باپ بیٹے کو سپر ڈالنے پر مجبور کر دے گا؟ دیکھو بنڈیرک نندیشور ایسا مندر ہے جس میں دیواریں نہیں ہیں۔ اگر وہ صدر دروازے سے جانا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمیں کرن کے گھوڑسواروں کی قطاروں کے اوپر سے کود کر نندیشور کی سیڑھیوں کے سامنے گھوڑے اُتارنے ہوں گے۔ کیا سون ند ایسا کر سکتا ہے؟"

"بلاشبہ وہ یہ کام کر سکتا ہے بشرطیکہ جنگ کا لائحۂ عمل آپ کے ہاتھ میں ہو۔"

"تمہاری کیا رائے ہے گووند؟"

"بھائی جی اگر اس نے گاہڑوال قلعے، سرائے اور نندیشور پر ایک ساتھ حملہ کیا تو ہم کیا کریں گے؟ کیا ہم تینوں کی حفاظت کر سکیں گے؟"

"ولی عہد، میں نے کرن پر جس جوابی حملے کی بات کی ہے اس کا گاہڑوالوں کی سوار فوج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قلعے کی حفاظت کے لئے پوری گاہڑوال فوج یہیں رہے گی۔ آپ بلاوجہ فکرمند نہ ہوں۔"

تبھی سرائے کے دروازے پر ایک گھوڑا آکر رکا۔ "کیا میں رنگ میں بھنگ کی طرح آگیا؟" وہ نوجوان سیدھا کیرت کے پاس پہونچا اور ان کے پیروں پر گر پڑا۔

"ارے انتو سنگھ! کہو بھائی کب آئے؟"

"راجن، آیا تو کل۔ اشٹ جام پورا ہو رہا ہے اور شہر کا درجۂ حرارت چوگنا، آٹھ گنا بڑھ گیا ہے۔ سارے واقعات سن کر مجھے ایسا لگا کہ مجھ جیسے نالائق اور باپ دادا کی عزت پر بٹہ لگانے والوں کو وہی سزا ملنی چاہئے جو شری ماں نے مجھے دی۔ کومُدی بہن نے کہا تھا کہ بسنت پنچمی کو بھی گفتگو نہیں ہو پائے گی اس لئے میں اشٹمی کو آؤں اور جب میں آیا تو وہ نور اس زمین سے رخصت ہو چکا تھا جسے چھو لینے بھر سے میں نے اپنی روح کے روشن ہو جانے کی امید کی تھی۔" اننت

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"آمانیہ۔ اگر کچھ آسمانی طاقتیں ہوتی ہیں تو وہ جسم کے اندر بندھے رہنے کی مجبوری کو نہ ڈھوتی ہوں گی۔ اگر مجبوری ہے تو پھر آسمانی خواص کہاں رہے؟ اس لئے اگر اپنی روح کو روشن کرنے کا عزم کیا ہے تو اس ضیا کو پکارو جو کہیں نہیں گئی ہے۔ وہ تو اور بھی فعال ہو گئی ہے۔"

اننت نے ایک اچٹتی ہوئی نظر پورے کمرے پر ڈالی اور سبودھ دیو کے پاس پہونچا۔

"کہیئے آریہ سبودھ خیریت سے تو ہیں؟"

"ہاں کرن کے سپہ سالار سب خیریت ہے۔" لوگ ہنسنے لگے۔ "کچھ کھاؤ پیو گے یا رونا ہی روتے رہو گے؟" سبودھ دیو بولے۔

"سسرال سے آرہا ہوں جناب۔ اس لئے خوب ڈٹ کر کھایا ہے۔"

"اننت تم پنڈریک کے ساتھ اوپر والے کمرے میں جاؤ اور اپنی غیر حاضری میں ہوئے واقعات پر بات چیت کرو۔ ہمیں ابھی فیصلہ کرنا ہے اس لئے ذرا جلدی کریں آپ لوگ۔"

دونوں کوئی گھنٹہ بھر بعد نیچے بڑے کمرے میں آئے۔

"بھائی پنڈریک کے جنگی منصوبے سے مجھے اتفاق ہے راجن۔ بس ہیں اس میں تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ سوان ندے سے باہر کا اننت بھی اس دستے میں شامل کرلیا جائے۔ سپہ سالار کو ان پر فخر ہے۔ اگر انہوں نے مجھے ان میں شامل نہ کیا تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں میرے کردار پر شک ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر پنڈریک اس میں تال میل پیدا کرلیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"مجھے بھی جانے دیں راجن۔" سبودھ دیو بولے۔

"آریہ۔ آپ کو مخبری کے کئی کام سونپے جانے ہیں۔ پہلا ہے گاہڑ والوں کے زنان خانے کی حفاظت اور دوسرا کام یہ ہے کہ اگر دونوں جگہوں پر ایک ساتھ حملہ ہوتا ہے تو آپ پورب کی طرف کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی حفاظت کریں گے تاکہ پانی کے راستے سے اچانک کوئی حملہ نہ ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے راجن۔"

"راجہ۔ سورج کا کا بولے۔ ایک بات میری بھی مان لے۔ ناراض نہ ہونا۔"

"کہو کاکا۔"

"سون ندکے ساتوں سوار میرے علاقے کے نٹ اور گونڈ ہیں کیا ان کے ساتھ تو مجھے جانے دے گا؟"

"نہیں کاکا۔ آپ پر دوسری ذمہ داری سونپی جائے گی۔ ابھی بتاتا ہوں۔"

"راجن۔ پہریدار بولا۔ دروازے پر آریہ بندھو جیو اور آریہ اکھلیش اپا دھیائے کھڑے ہیں۔"

"انہیں اندر بھیجیے۔"

"آئیے آریہ بندھو جیو۔ آپ دونوں ان چوکیوں پر بیٹھیے۔"

"راجن۔ اس ناچیز سے کوئی قصور سرزد ہوا کیا؟ آپ لوگ فرش پر بیٹھے ہیں اور ہمیں چوکیوں پر بٹھا رہے ہیں۔"

ایسی بات نہیں ہے بندھو جیو۔ کیرت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ بھرے ہوئے کمرے میں اور کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ سزا دینا مقصد نہیں ہے۔ میں صحیفوں میں یقین رکھتا ہوں اور برہمنوں کی برتری کو ہر طرح سے تسلیم کرتا ہوں۔ سوال صرف یہ ہوتا ہے کہ برہمن میں اس کا نورِ باطن موجود ہے یا بجھ چکا ہے۔ میں راکھ بٹورنے والا لالچی نہیں ہوں کہ سناروں کی طرح راکھ سمیٹوں اور پانی سے دھو دھو کر دھاتوں کے ذرّے پانے کے لئے انتھک کوشش کرتا رہوں۔"

"آریہ آپ نے ہی شرمی ماں کی آخری رسوم کے وقت اپنے تیس چالیس دوستوں کے ساتھ لاش کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگا دی تھی۔ آپ وہی شخص ہیں نہ؟"

"ہاں راجن! میں اکھلیش اپا دھیائے ہوں۔ بدقسمت برہم پوری کا کم نصیب نوجوان۔"

"تو آپ مجھ سے ناراض ہیں آریہ اکھلیش کہ میں نے برہم پوری کے نابرہمنوں کو شرمی ماں کے قتل کے جرم کی سزا دی۔"

آپ نے تو نہایت قابل تعریف کام کیا ہے راجن۔ میں تو دوسری بات کہہ رہا ہوں۔ آج یہ حالت ہو گئی ہے کہ کوئی معزز مہمان یا گرہست سنتا ہے کہ میں برہم پوری کا رہنے والا ہوں تو ایسا برا سو منہ بناتا ہے کہ دل کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ کوئی ہم پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ ہم لوگوں کو گھنٹہ بھر پہلے بھی اس کا پتہ لگ گیا ہوتا برہم پوری اتنی بدنام نہ ہوتی۔

" آریہ سبودھ آپ ان دونوں کو قلعے کے باہری حصے میں لے جائیے اور گومتی دیوی کو ان کے آنے کی اطلاع دیجیے۔ باقی کام یہ لوگ خود ہی رائے مشورہ کر کے طے کریں گے۔"

" ان داتا! کرن کے فوجی نندیشور کی طرف جانے کے لئے بھدربن میں تیار بیٹھے ہیں۔"
اس شخص کی کھوپڑی کچھ عجیب وضع کی تھی۔ لمبے لمبے بال تھے اور داڑھی مونچھوں سے ڈھکا چہرہ۔ اسے دیکھ کر کراہیت سی ہوتی تھی۔
" آپ کا نام کیا ہے آریہ؟"
" میں آریہ رنجک کا نہایت معتبر مخبر ہوں راجن۔ میرا نام شری داما جدو ونشی ہے۔"
" ذرا پارس دیو کو بھیجو پہریدار۔"
پارس اور پرانت اور ہنڈریک کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔
" سپہ سالار پارس دیو کھانا کھا رہے ہیں راجن۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ فوراً آ رہے ہیں۔"
اتنے میں انت، پارس، ہنڈریک تینوں ایک ساتھ آئے۔
" پارس بھیا۔"
" ارے شری داما تم نے یہ جنگل کیوں بڑھا رکھا ہے چہرے پر؟ راجن یہ ہمارے بچا رنجک کے سب سے معتبر مخبر ہیں۔"
" تو سنیے کان کھول کر۔ یہ بتا رہے ہیں کہ کرن کے سپاہی نندیشور پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف حکم کا انتظار ہے۔"
" کیوں شری داما۔ کرن دیو کے بارے میں کوئی خبر ہے؟"
" وہی تو بتانے آیا ہوں یہاں۔ کل شام سے ان کا داماد جات درمن غائب ہے۔ کرن کی چھوٹی بیٹی نے رو رو کر برا حال کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے پورے زنان خانے کو جیسے لقوہ مار گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آدھی فوج سرائے کی طرف نہ بھیجی جائے۔ کل شہر دکھانے کے لئے دکن کی طرف کا ایک لڑکا کرشنن ان کے ساتھ تھا۔ کرن نے اسے بہت ڈانٹا لیکن اس نے قسم کھا کر کہا کہ آج صبح سے اب تک میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔

اس لڑکے نے کہا، میں راج ماتا آوّل دیوی کے کہنے پر بزازے کے کچھ بھر دسہ مند بیوپاریوں کے یہاں گیا تھا۔ وہاں سے ہم لوگ کوئی سو سے زیادہ ساڑیاں لدوا کر کرن میر وآئے۔ تب سے راج ماتا کے ساتھ ساڑیوں کی بناوٹ، ان پر بنے زری کے کام اور ان کے معتبر ہونے کے بارے میں ہی بات چیت کرتا رہا تھا۔ شام کے وقت رانی آوّل دیوی نے چھتیس ساڑیاں خریدیں۔ کرن نے آوّل دیوی سے دریافت کیا تو انھوں نے کرن کے بیان کو سچ بتایا۔ تب سے کرن پاگلوں کی طرح کمرے میں اس کونے سے اُس کونے تک چہل قدمی کر رہا ہے۔ وہ روتی ہوئی دیرشری کے کمرے میں گیا۔ 'بیٹی چپ ہو جاؤ۔ جات درمن کو کچھ نہیں ہوگا۔ اگر وہ تم سے جھوٹ بول کر چکلے یا شراب خانے کی طرف گیا ہوگا تبھی بات اُلجھے گی۔ کاشی کی رعایا شاہی خاندان کے لوگوں کے عیب کبھی معاف نہیں کرتی'۔"

اکھلیش اُپادھیائے اور بندھو جیو کمرے میں آئے۔ "راجن ہم نے پوری صورتِ حال سمجھ لی ہے۔ چکردرتی کا اعلان مہاشوراتری کو ہوگا۔ اس وقت کرن کے ماتحت راجوں، مہاراجوں، رانیوں، راج کماروں اور شراب میں دُھت جاگیرداروں سے کاشی شہر میں آفت برپا ہو جائے گی عوام دہائی دینے لگیں گے۔ ہم لوگوں کو کچھ چیزوں کی ضرورت ہوگی۔"

"کہیں آریہ۔"

"کیا ہمیں پانچ گھوڑے مل سکتے ہیں؟"

"پانچ کیا پچیس مل سکتے ہیں لیکن رات میں انہیں دانہ بھوسہ دینے کے لئے گھوڑسالیں کہاں ملیں گی؟"

"ہاں راجن یہ بات تو ٹھیک ہے۔ ایسا کریں گے کہ صبح کھلا پلا کر گھوڑوں کو لے جائیں گے اور رات کے پہلے پہر میں انہیں مہابن کی گھوڑسالوں میں پہونچا دیا کریں گے۔"

"کیوں ولی عہد آپ اس پر راضی ہیں؟"

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی جی۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے۔"

"سپہ سالار پارس دیو" نوجوان کو گھوڑسواری کا زیادہ تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے ان کے لئے سیدھے اور فرمانبردار گھوڑے ہی دیجئے گا۔"

"اچھا راجن"۔ اکھلیش نے کہا اور رخصت کی اجازت چاہی۔
"اکھلیش آریہ یہ ہے سونے کی مہروں کی تھیلی۔ اسے اپنے پاس رکھ لیں"۔ اکھلیش نے اپنی چادر میں سے ایک تھیلی نکالی اور کہا "راج ہونے پہلے ہی دے دی ہے راجن"۔
"آپ پھر بھی اسے رکھ لیں بندھو جیو، یہ میرا حکم ہے"۔ بندھو جیو نے واپس کی گئی تھیلی لے لی اور دونوں چلے گئے۔
"پنڈریک"۔
"ہاں بھائی جی"۔
"سون کو بھی تو بلانا ہوگا۔ کیا وہ جگہ بہت دور ہے؟"
"بہت تو نہیں لیکن ہاں دور ضرور ہے۔ میں اننت کے ساتھ انہیں لانے جا رہا ہوں"۔

46

نندیشور

سیتو دری خاموش پڑی تھی۔ کنارے لگے درختوں میں آم اور مہوے کے درخت زیادہ تھے۔ آموں میں بور آ گیا تھا۔ نشیلی خوشبو نے پوری فضا کو مہکا رکھا تھا۔ کوئی آدھی رات کا وقت ہوگا۔ نندیشور سے ملے ہوئے محل میں گھی کا دیا جل رہا تھا۔ موٹی بتی سے پیدا ہونے والی روشنی جھروکوں سے چھن کر نندیشور کے آنگن میں السائی ہوئی لیٹی تھی۔
"ورش"۔
"ہاں بابا"۔
"فکر نہ کر۔ حالانکہ کرن جیسے دولت کے لالچی ذلیل سے ذلیل حرکتیں کر سکتے ہیں لیکن میرے دل کے اندر یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ آج کرن کا غرور چکنا چور ہو کر رہے گا۔ سب کچھ نیلے آسمان پر جگمگاتے تاروں کی صاف اور روشن ہے"۔
"بابا۔ ورش دھوج کچھ چڑ کر بولے۔ کیرت ٹھیک ہی کہتا تھا۔ ساری مذہبی رسمیں، پنڈدان، رودرابھشیک سب بکواس ہے۔ آپ ایک جلاوطن سے امید کرتے ہیں کہ وہ پانچ برہمنوں سے

رُدر ابھشیک کرائے گا۔ یہ ایک غیر ضروری اور بے معنی بوجھ ہے۔"

آدھی رات کے بعد کا پہلا پہر گذرتے گذرتے پوری شاہ راہ کرن کے گھوڑسوار سپاہیوں کے قطار در قطار دوڑنے کی بھیانک آوازوں سے گونج اُٹھی۔ گھوڑسوار فوج کی اگلی صف میں تشار پر سوار کرن دیو تھا۔ اس نے چمچماتا ہوا خود پہن رکھا تھا۔ اس کے اوپر ہیرے موتیوں اور بلور کے ہار جھول رہے تھے۔ پیلے رنگ کی دھوتی اسی رنگ کی پگڑی اور کیسنکی کے رنگ کا کرتا اسکی بغل میں کالنجر کو گھیرنے والے بیس ہزار گھوڑسواروں کا سردار سپہ سالار رنج ذنت کلچری تھا جو اپنے سدھے ہوئے گھوڑے پر غرور سے تنا ہوا بیٹھا تھا۔ شراب کے نشے سے اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ وہ ان سے اِدھر اُدھر گھورتا بھدر بن کی بیلوں اور جھاڑیوں کے الجھنے سے جز بز ہوتا چلا جا رہا تھا۔

پانچ ہزار سوار نندیشور کے لئے چل پڑے۔ وہ گوداری ندی کو پھلانگتے آگے بڑھے۔ وشویشور کے سامنے بزازے کے سب سے اچھے راستے پر پانچ ہزار گھوڑوں کی جماعت مندا کنی کی طرف جانے لگی۔ گھوڑوں کے سُموں کی آواز سن کر طوائفیں جھروکوں سے جھانکنے لگیں۔ راستے میں گھومتے ہوئے چور اچکے بدمعاش راستہ چھوڑ کر بھاگ نکلے اور جہاں جگہ پائی چھپ گئے۔

کرن بہت ناراض تھا۔ وہ ادھیڑ عمر پار کر رہا تھا لیکن آج ایک انجان دشمن نے اسے جتنا ذلیل کیا تھا اتنا وہ اپنی زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ بدلے کی آگ اسے جلا رہی تھی۔ جات وزہن زندہ ہو یا مرگیا ہو اس کی اسے قطعی فکر نہیں تھی اسے تو بوڑھے رتو دھوج کی بات کہیں کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی 'کرن ذرا تمیز سے بات کرو! ہوگا تو جوگی ہوگی شیل بھدرا تیری بہن لیکن برہمن دوست کرن کو بے عزت کرکے تو بچ نہیں سکتا۔ اور دریش دھوج وہ تو مجسّم غرور ہے گلے میں رود راکش کی مالا لٹکائے، نہایت مہنگی چادر پھٹکارتے ہوئے جب بولتا ہے تو لگتا ہے کہ کاشی کا اصل راجہ تو وہی ہے۔ ان دونوں باپ بیٹوں کو قید کرکے تہہ خانے میں ڈلوا دوں گا۔ اندھیرے میں پڑے رہیں گے بھوکے پیاسے۔ ساتویں چکرورتی کے اعلان کے بعد میں انہیں کرن کے جاہ و جلال سے کانپتی، کاشی کی رعایا کی عدالت میں پیش کروں گا۔

مندا کنی ندی کے موڑ سے گوال پلی کے اُتری کنارے سے فوج آگے بڑھی۔ ایک سوار جو پیڑوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا تھا ترچھے راستے سے نندیشور کے پاس پہونچا۔

"سپہ سالار ہنڈریک دیوا!"
"گھوشری داما کہاں تک پہونچی فوج؟"
"بس پہونچنے ہی والی ہے۔ یہ سنئے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز۔"

گجدنت نے حکم دیا۔ اس سامنے والے مندر کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ اس چھوٹے سے محاصرے کے لئے پانچ ہزار گھوڑ سواروں کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن گھیرا اس قدر گھنا اور مضبوط بنایا گیا کہ کسی کے لئے بھی اسے توڑنا ممکن نہ ہو۔

"سنو رتو دھوج اور ورش دھوج! تم لوگ اپنے آپ کو اور کرن راج کے ذلیل دشمنوں کو جنہوں نے تمہارے لئے پناہ لے رکھی ہے، ہمارے حوالے کردو تو میں بغیر خون خرابے کے محاصرہ اٹھالوں گا۔"

تبھی جے کندار یہ، جے کندار یہ کے نعرے لگاتے صرف آٹھ گھوڑ سوار کرن کی اگلی صفوں کے گھوڑوں کو پھلانگتے نندیشور کے آنگن میں اتر گئے۔

"کرن"، ہنڈریک بولا۔ تو راجپوت نہیں ملیچھ ہے۔ تو نندیشور کے پجاریوں کی خودسپردگی چاہتا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ہم، جنہیں تو نے ذلیل دشمن کہا خود تیرے سامنے حاضر ہیں۔ اسنے اتنا ہی کہا تھا کہ سون کے ایک نٹ کھٹ چھوکرے نے کرن کے گھوڑے تشار کی آنکھ کا نشانہ لے کر تیر چلادیا۔ تیر اس کی آنکھ میں لگا اور وہ چیختا ہوا بھاگا۔

رک جا کرن۔ بھاگ کیوں رہا ہے؟ اب تیرا خاتمہ نزدیک ہے۔ سون کے ساتوں سوار دوڑے اور انہوں نے اپنی رسیوں کے پھندے پھینکے جن میں تین مچھلیاں پھنس گئیں۔ انہوں نے تینوں کو جھٹکا دیا اور وہ زمین پر لوٹ گئیں۔ پتھریلی زمین پر رسی پکڑ کر انہیں گھسیٹتے سوار دوڑ رہے تھے۔ وہ تڑپ رہے تھے اور چیخ پکار کر رہے تھے۔ ان میں مغرور سپہ سالار اعلیٰ گجدنت بھی پھنس گیا تھا۔ اس کے رونے کلپنے سے ساتوں گھوڑ سواروں کو ترس آرہا تھا لیکن جنگ تو جنگ ہے۔

انہوں نے تینوں کی چمڑی ادھیڑ دی۔

بچاؤ، بچاؤ۔ گجدنت کی دردناک چیخ پکار سن کر بھی وہ نہیں پلٹا۔ اسے بھاگتے دیکھ کر پانچ گھوڑ سوار اور دو سو ناگا سپاہی ترشول اور بھالوں سے سپاہیوں کی صفوں کو چیرتے، انہیں

کھدیڑتے آگے بڑھے۔ مندر کو گھیرنے والی فوج اگلی صف سے اُٹھتی چیخوں کو سن کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ جس طرح پکی فصل کاٹی جاتی ہے اسی طرح اننت کی قیادت میں کلچری سپاہیوں کو قتل کرتی وہ ٹکڑی سنداکنی ندی کے پاس پہونچی۔ اچانک ہر ہر مہادیو کے نعروں کے ساتھ گوال پلی کے بیس گھوڑسواروں نے بھاگتی ہوئی فوج کے نکلنے کا راستہ روک لیا۔ اب لڑنا مرنا ہی باقی تھا۔ ہمت اور اعتماد لُٹ جائیں تو مٹی کا جسم کب تک کھڑا رہ سکتا ہے۔ کرن کے سیکڑوں سپاہیوں اور گھوڑوں کے خون سے سنداکنی کا پانی سرخ ہو گیا۔ جدھر دیکھو ندی میں لاشیں ہی لاشیں تیر رہی تھیں۔

اننت نے رام بھدر کو پہچانا۔ "بھدر تھوڑی دُور اور۔"

"چلیے، آمانیہ۔"

پھر وہی فتح کے نعرے۔ ہر ہر مہادیو۔ دشمن کی بھاگتی ہوئی فوج۔ اسے قتل کرنے کے لئے غیر انسانی صورت اختیار کرنے والے آٹھ افراد اور دو سو تاگا فوجی۔ یہ ہے بدلہ۔ کرن کی فوج کرن میرو کی طرف بھاگی یہ سوچ کر کہ ان کو قتل کرنے پر تلے ہوئے لوگ ادھر نہ آئیں لیکن اننت کا نشانہ تو کرن میرو ہی تھا۔ شاہی محل کی عورتیں چیخ چلا رہی تھیں اور کرن کی فوج کو ہارتا دیکھ کر رونے لگی تھیں۔

"جیو میرے چت چور" ایک جھروکے پر کھڑی شنجنی دیوانہ وار چلائی۔ "کرن نہیں نہیں جانتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ تم بھی دیو ورما جیسے ہی ہوگے۔ اشوگندھ کے قتل کے بعد بھی اس کی آنکھیں نہیں کھلیں کہ یہ لڑائی گانگیئے دیو سے، عظیم جلالی شہنشاہ ودیادھر دیو سے ہے۔ اب بھگت۔ اپنے اعمال کا نتیجہ تو بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ بے وقوف کرن اپنی بوئی ہوئی فصل خود کاٹ۔ اپنا ماتھا ٹھوک۔ احمق!"

"تمہیں شرم نہیں آتی۔ اپنے باپ کے قاتل کے قصیدے پڑھ رہی ہو؟"

"جات درمن بھی نہیں لوٹے گا راج کماری۔" شنجنی قہقہہ لگا کر ہنسی۔

اننت اور رام بھدر کھڑکی کے نیچے کھڑے سب کچھ سُن رہے تھے "یہ کون ہے آمانیہ؟"

"یہ اشوگندھ کی بیٹی شنجنی ہے۔ یہ ہمارے راجہ پر عاشق ہے۔" اننت نے کہا۔

"مارو سالی کو دو تھپیڑ۔ چلی ہے چت چور سے ملنے۔"

"سب بھاگ گئے بندھو۔ آؤ چلیں نندیشور۔"
نندیشور میں کاشی کے عوام کی بے پناہ بھیڑ اکٹھی ہو گئی تھی۔
کاشی کے لوگو!
بھارت ورش کی اتنی پرانی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی ہندو راجہ نے ہندو مندر کی بے حرمتی کی کوشش کی ہو۔ ہم مندر کے محافظ ہیں' مالک نہیں۔ سچے مالک تو کاشی کے عوام ہیں۔ صبا رفتار گھوڑوں سے اترے آٹھ فرشتوں نے نندیشور کی حفاظت کی ہے۔ ہم ان کی اس بے مثل شجاعت کے لئے انہیں مبارکباد دیتے ہیں اور اپنے محبوب دیوتا نندیشور کی طرف سے خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہیں۔ یہ ہیں تین لاشیں۔ پہلا شخص ہے ہیروں کا جڑاؤ ہار پہنے' کنڈل لٹکائے' زرہ چڑھائے سپہ سالارِ اعلیٰ گجدنت کلچرمی۔ باقی دونوں بھی فوجی سردار ہی ہیں۔ آپ لوگ تھوڑا آرام کر لیں۔ رات کا آخری پہر ہے۔ صبح کا پہلا پہر ختم ہونے پر ہم لوگ کرن کے اس گھناؤنے فعل پر سنجیدگی سے بات چیت کریں گے۔"
"جے نندیشور!"
"جے نندیشور!"
"جے بابا رتو دھوج اور اچاریہ ورش دھوج۔"
بابا اور آچاریہ دونوں ہاتھ جوڑ کر عوام کے سامنے دعاؤں اور احسان مندی کے ٹوکرے لٹا رہے تھے۔
تبھی اننت نے بابا رتو دھوج کے پیر پکڑ لئے۔ اس کا جسم خون سے سنا تھا۔ بابا میں بربھاس کا پرپوتا اننت ہوں۔
"سلامت رہو بیٹا۔ کب آیا تو۔"
"کل آیا بابا۔"
"بس تیری ہی کمی کھٹکتی تھی۔ اسے بھی جوگ مایا نے پورا کر دیا۔ پنڈریک کہاں چلا گیا؟"
"گئے ہوں گے مہاراج کو خبر دینے۔"
"کیا کیرت جاگ رہا ہے اب تک؟"

"بابا جو شخص بغیر کچھ کھائے پیے آدھی رات تک جنگ کا منصوبہ سمجھاتا رہا وہ کیا اپنے آدمیوں کو مصیبت میں ڈال خود سو جائے گا؟ بابا ہمارے راجہ تو عین کندا ریہ کا پرشاد ہیں۔"

آ، چل اوپر۔ رتو دھوج بولے۔

بابا۔ خون سے سنا ہوں۔

تو کیا نند لیشور کے گھڑوں میں پانی نہیں رہا؟

"پہریدار بیٹے یہ بھی میرا بیٹا ہے۔ جیسے تو ویسے یہ۔ آج اس نے اتنے دشمنوں کو مارا ہے کہ خون سے بھیگ گیا ہے۔ اس کے لئے کپڑے لاؤ۔ سنو اننت تم خوشی خوشی میستو دری میں غسل کرو۔ اس کے بعد سیدھے ورش کے محل میں آؤ۔ میں چلتا ہوں۔"

بابا سیڑھیاں پار کرتے اپنے کمرے میں پہونچے ہی تھے کہ ورش کیرت کو گلے سے لگائے پوچھ رہا تھا "تو سارے راز دل کے اندر اتنے عرصے تک کیسے چھپا لیتا ہے؟"

"آچاریہ! بابا کی عنایت سے سب کچھ اپنے آپ ہوتا چلا جاتا ہے۔"

"سن یہ بابا کی عنایت نہیں ہے۔ آج زندگی میں پہلی بار کسی کے سامنے جھک رہا ہوں اور وہ ہے تو۔ تو نے آج اتنا کچھ نہ کیا ہوتا تو نند لیشور کی بے حرمتی ہونے پر ہم باپ بیٹے خودکشی کر لیتے۔ یہ تیرا قرض رہا۔ وقت آنے پر اسے ادا کر دوں گا۔"

کیرت نے بابا کے پیر پکڑ لئے۔ "بابا کوئی وجہ تو ہوگی۔ جب بھی چندیلوں پر مصیبت آئی آپ ہر موڑ پر مضبوطی سے کھڑے دکھائی دیے۔ چاہے وہ ودیا دھر رہے ہوں، چاہے میری ماں بھوونا دیوی رہی ہوں اور چاہے یہ ناچیز کیرت ہو۔ سب تو آپ کی ہی تپسیا سے ہوتا ہے۔ اور وہی ہوتا ہے جو آپ چاہتے ہیں۔"

"ورش، اس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔ آدھی رات تک جنگ کی تدبیریں سوچتا رہا اور سرائے میں بیٹھا مخبروں سے ہر ہر پل کا حال پوچھتا رہا۔ اسے یہ بھی خبر نہیں کہ راج بھوگومتی نے بھی کچھ دانہ پانی لیا یا نہیں۔"

"پہریدار۔ ورش دھوج بولے۔ گرم دودھ اور خشک میوے فوراً حاضر کرو۔"

"گوپال کا سون ند تو سچ مچ معجزہ ہے کیرت۔"

"ہاں بابا۔ ناممکن کو ممکن بنانے والے نوٹوں اور گونڈوں میں سے صحیح اور کارآمد جوانوں کو چُننے میں ان کا جواب نہیں ہے۔ گھوڑے دیسی ہیں اس لئے ان سے زیادہ پے چیدہ کام نہیں لئے جاسکتے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ قندھار سے اونچی نسل کے کم سے کم بیس گھوڑے منگالیں۔ انہیں پر پنڈرِک کی طرح میں تربیت دوں گا۔ لیکن اس وقت ہم لوگ اتنے تنگ دست تھے کہ روٹی چاہئے تھی گھوڑے نہیں۔ تعریف تو میں پنڈرِک کی کروں گا بابا کہ جب سے آیا ہے کھانے پینے کی فکر کئے بغیر دوڑ رہا ہے۔"

لوگ کہتے ہیں کہ بنارس کی صبح بڑی حسین ہوتی ہے لیکن جنہوں نے تین سو پینسٹھ دنوں میں ایک بار بھی اُگتے سُورج کو نہیں دیکھا ان کے لئے کاشی ہو یا اُڈّا کنڈ کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مندا کنی کے موڑ پر جو چھوٹا تالاب ہے وہاں عورتوں مردوں اور بچوں کی بے پناہ بھیڑ اکٹھی تھی۔ بہت دنوں کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ واقعی جب جنگ میں خون کی ندی بہتی ہے تو اس کا رنگ کیسا ہوتا ہے۔ مندا کنی تالاب میں سواروں اور گھوڑوں کی لاشیں پٹی پڑی تھیں۔

یہ سب کب ہوا بھائیو؟ ایک شیَو سادھو نے پوچھا۔

"آپ کو نہیں معلوم ہے بابا کہ کل رات کرن دیو نے پانچ ہزار سواروں کو لیکر نندیشور بھگوان کے مندر پر حملہ کیا تھا۔ دو دو قطاروں میں ٹھسا ٹھس بھرے گھوڑ سواروں نے گھیرا ڈال دیا تھا۔ کرن چلّا کر کہہ رہا تھا کہ رتو دھوج اور ورش دھوج خود کو اس کے سپرد کر دیں تو وہ فوج ہٹا لے گا۔ تبھی آٹھ گھوڑے، ہوا سے باتیں کرتے، کرن کی فوج کے اوپر سے اُڑتے، اسے پھلانگ کر مندر کے آنگن میں پہنچے۔ ایک نے تیر چلایا جو سیدھا کرن کے گھوڑے کی آنکھ میں لگا اور وہ ڈر کر چیختا ہوا بھاگا۔ انہیں آٹھوں آسمانی سواروں نے کرن کی فوج کو تہس نہس کر دیا۔ کرن کے سب سے بڑے فوجی سردار گجدنت اور دو چھوٹے سرداروں کی لاشیں نندیشور میں پڑی ہیں۔"

چلو نندیشور، سادھو چلایا۔ ہر ہر مہادیو۔

"کیوں راجہ۔ تُو نے مجھ کو جانے نہیں دیا۔ ساری کاشی جن نٹوں کے دستے کو آسمانی مخلوق کہہ رہی ہے اس کی کراماتوں کو دیکھنے کے لئے تو نے چھٹی نہیں دی۔ سورج کا کا مونہہ پھلا کر

بیٹھ گئے۔

"کاکا۔ کیرت بولے۔ ذرا دوسری طرف بھی غور کرو۔ اگر میں نے سب کو نند لیشور بھیج دیا ہوتا تو میری حفاظت کون کرتا۔ میں تمہارے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتا۔"

یہ بات ہے تو میں خوش ہوں۔ میرے رہتے تیرا کوئی بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک بات بتا۔ کل سے آج تک تیرے مونہہ میں دانہ پانی نہیں گیا ہے۔ ایسی حالت میں جنگ کیسے کرے گا۔ اگر جسم کمزور ہو گیا تو دشمن سے کس بل بوتے پر لڑے گا۔ گومتی بٹیا نے بھی دن بھر کھانا نہیں کھایا۔

"گومتی کو کس نے بتایا کہ میں نے کھانا نہیں کھایا؟"

"اس کو تُو اتنی سیدھی سادی سمجھتا ہے؟ وہ راج کماریوں کے نخرے نہیں جانتی لیکن ہر سوال پر اسے اپنے دل کی گہرائیوں سے جو جواب ملتا ہے وہ بالکل صحیح ہوتا ہے۔"

"اچھا کاکا تم جاؤ۔ منداکنی ندی میں تیرتی سیکڑوں لاشیں دیکھ آؤ۔ نند لیشور کے آنگن میں بے یار و مددگار پڑے سپہ سالار اعلیٰ اور فوجی سرداروں کی درگت دیکھ لو۔ میں ابھی پردیس میں ہوں۔ جھوتی پہلے دو میں کرن کا شہنشاہ ہونے کا غرور چکنا چور کر دوں گا۔ میں قلعہ میں جا کر گومتی کو سمجھا آؤں۔ حالانکہ آج دوپہر یا شام تک کالہڑ وال قلعہ بھی گھیر لیا جائے گا لیکن فکر نہ کرو کاکا ہماری کل دیوی منیاں کی دعائیں ڈھال بن کر ہماری حفاظت کر رہی ہیں۔"

"منیاں تو گونڈوں کی کل دیوی ہیں راجہ۔ انہیں تُو اپنی کل دیوی کہتا ہے؟"

"کیا گونڈ، نٹ، کاچھی، بھر جیسے قبیلوں سے جھوتی کا راجہ الگ ہے؟"

سورج کاکا کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ "ایک بات کہوں۔ برا تو نہیں مانے گا؟"

"کہو کاکا۔"

"تُو ودیادھر سے بھی بڑی آسمانی ہستی ہے۔"

"میں تو تم لوگوں کی دعاؤں پر جینے والا اس دنیا کا ہی انسان ہوں۔"

47

کاکا نے اپنا انگوچھا کندھے پر رکھا اور مندا کنی ندی کی طرف چل دیے۔
قلعے کے باہری دروازے پر کیرت کو دیکھ کر پہریدار نے سلام کیا اور عزت کے ساتھ کمرے میں بٹھایا۔ کیرت آیا ہے یہ سُن کر مہارانی رالہہ دوڑتی ہوئی آئیں۔
"بیٹا۔ بیٹا۔ انھوں نے کیرت کا سر اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ آج تو کاشی میں ماحول بڑا گرم ہے بیٹے۔ آسمانی دستے کا بڑا چرچا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں بیٹے؟"
"ماں۔ آج شام تک اسے راز ہی رہنے دیں۔ بس اتنا جان لیں کہ کیرت ان کا سربراہ ہے۔ یہ سات فرشتے مہا شوراتری تک کاشی کو الٹ کر رکھ دیں گے ماں صاحبہ۔ گووند کہاں ہے؟"
"کپڑے بدل رہا تھا۔ آتا ہی ہوگا۔" رالہہ نے کیرت کا سر سونگھتے ہوئے کہا۔ "آج کیا ہوگا کیرت؟"
"ماں تو گھبرا مت۔ بھگوان واسودیو کی عنایت سے سب ٹھیک ہی رہے گا۔"
"بھائی جی۔ کیرت گووند کے پیر چھو کر بولا۔ آپ ودیا دھر دیو سے بھی بڑے جنگی ماہر اور سپہ سالار ہیں۔ جب رات کے آخری پہر میں پارس کے ساتھ نند لیشور گیا۔ وہاں کرن کے سب سے بڑے فوجی سردار کی لاش دیکھی۔ دو اور سردار بھی مرے پڑے تھے۔ سب کے جسم کے کپڑوں کے بھی چیتھڑے اڑ گئے ہیں۔ پارس دیو کہنے لگے۔ لگتا ہے انہیں رسّی سے باندھ کر جب تک گھسیٹا گیا ہے جب تک ان کا دم نہیں نکل گیا۔"
"پارس ٹھیک کہہ رہا تھا گووند۔ یہ تو لاشوں کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ تم لوگوں نے مندا کنی ندی کے موڑ پر گوال پلّی کے پاس کا منظر نہیں دیکھا۔"
"وہاں کیا ہے؟"
"اگر پرانوں میں بیان کی گئی جنگوں کا ثبوت دیکھنا ہے تو گھوڑا لو اور پارس کے ساتھ گوال پلّی کے پاس کا منظر دیکھ آؤ۔"
گووند چلا گیا۔

"ماں صاحبہ سنا ہے کہ گومتی کل سے بغیر دانہ پانی لئے برت کر رہی ہے۔"
"کیا گومتی نے کھانا نہیں کھایا؟ دکشنا! رالہہ دیوی نے اونچی آواز میں پکارا۔ ادھر آ۔"
دکشنا دوڑی دوڑی آئی۔ "پرنام راجیشور۔"
"آج تو تو بڑا ہمک کر پرنام کر رہی ہے دکشنا۔ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی کیا؟"
"نہیں دیو۔ کاشی میں آسمان سے اترے سواروں کا چرچا ہے اور اندر بغیر کھانے پانی کا برت چل رہا ہے۔"
"چلوں ماں۔ بڑی ضدی ہے گومتی۔" کیرت گومتی کے کمرے کے پاس پہونچے۔ دروازہ بند تھا۔
"راج کماری!" دکشنا کھلکھلاتی ہوئی بولی "آسمانی مخلوق کے شہنشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔"
گومتی نے دروازہ کھول دیا اور دروازے پر کھڑے کیرت کے قدموں میں جھک کر پرنام کیا۔
"آپ نے پیر چھو چھو کر اتنا بڑا مقام دے دیا ہے راج کماری کہ ہم اپنے ہی لوگوں کے بارے میں اتنا بھی نہیں سوچتے کہ وہ کیسے ہیں۔"
"چل بھاگ۔" گومتی بولی۔ "آئیے آریہ پتر۔ سنا ہے دن بھر بغیر کچھ کھائے پئے جنگ کا خاکہ تیار کرتے رہے۔ شام کو پنڈریک کے ساتھ صلاح و مشورہ میں مصروف رہے اور آدھی رات کو نندیشور کے آنگن میں سون ندی کے کنارے میں سنانے کو آتے رہنے والے مخبروں کا انتظار کرتے رہے۔ رات کے آخری پہر میں نندیشور کے آچاریہ ورش دھوج نے گلے لگا کر باپ بیٹے کی عزت بچانے کے لئے دعاؤں کے ڈھیر لگا دیے۔"
"دیوی! آپ کے مخبر تو میرے مخبروں سے زیادہ تیز نکلے۔" کیرت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دیکھ رہا ہوں کہ جلالی پر تیہاروں کے خون میں اُبال آ رہا ہے۔ آپ نے اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ میں آپ کا ہی حوصلہ بڑھانے پر دشمنوں کا سر کچلنے گیا ہوا ہوں مجھے معاف نہیں کیا اور میری ہی طرح بھوکی پیاسی بیٹھی رہیں۔"
"کیا یہ غلط ہوا آریہ پتر؟ کیا اردھ نارلیشور کے ایک حصے کو اپنے باقی ماندہ نصف

حصے کے تئیں بے نیاز رہنے کا حکم ہے کہیں؟"

دکشنا گرم گرم پوریاں اور ناریل کے کھیر لے آئی۔ مسکرا کر کمرے سے باہر جاتے ہوئے اسنے دروازہ بند کر دیا۔

"بڑی باجی ہوگئی ہے آج کل۔" گومتی بولی۔

پوری کے ایک ٹکڑے میں کھیر لگا کر کیرت گومتی کے مونہہ کے پاس لے گئے۔ "مونہہ کھولئے دیوی۔"

گومتی ہنسی۔ نوالہ مونہہ میں لیتے ہوئے اس نے ہولے سے کیرت کی انگلی میں دانت گڑا دیے۔ پھر اس نے بھی کھیر پوری کیرت کو کھلائی۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور وہ ایک غیر ارضی مسرت سے چھلک اُٹھے۔

"آریہ پتر۔ کل تو آپ کے سات سواروں نے بڑا زبردست کارنامہ کر دکھایا۔"

"ابھی یہ میری توقعات پر پورے نہیں اتر رہے ہیں۔ لیکن سپہ سالار نے انہیں اسی طرح تربیت دی ہے جس طرح میں نے پرچنڈ کو دی تھی۔ ان کا یہ کام یقیناً تعریف کے قابل ہے۔ ان کے کرتبوں کو سن کر میرا حوصلہ بہت بڑھ گیا ہے۔ گومتی۔ پورے ہندوستان میں اس طرح کے انوکھے نوجوانوں کی ٹولی جھبوتی کے علاوہ کہیں نہیں ملے گی۔ روزی روٹی کمانے کے لئے یہ بچپن میں انتہائی مشکل آسن اور کرتب سیکھ لیتے ہیں۔ ان کے جسم میں پیدا ہونے والی لچک اور توازن کو سچ پوچھو تو ابھی تک پوری طرح استعمال نہیں کیا جا سکا ہے۔"

"آریہ پتر۔ آپ پر بھگوان کرشن کی بے پناہ عنایت ہے۔ دیوی جوگ مایا آپ کے گلے میں فتح کے ہار ڈال رہی ہیں۔ ان کی خادمہ گومتی کی قسمت کا ستارہ بھی چمکنے والا ہے۔"

"یہ سب تو ہے دیوی لیکن میں بے حد فکر مند ہوں۔"

"کیوں؟"

"سورج کاکا کی پیشن گوئی سچ ہوگئی۔ کرن کے بدکردار داماد جات ورمن نے مینا کشی کو اغوا کرنے کی کوشش کی۔ اسے سزا دے دی گئی۔ وہ اپنے دو محافظوں کے ساتھ ایک خفیہ جگہ میں قید ہے۔ کرن اس کے بدلے تمہیں یا گووند کو اغوا کرنے کی کوشش کرے گا۔ زیادہ سے

زیادہ آج شام تک یا رات میں۔"

گومتی اٹھی اور کیرت کے پیچھے کھڑی ہو کر اس کا سر سہلانے لگی۔ "مجھے کوئی ڈر نہیں۔ میری قسمت کا سورج کیرت دنیا کا وہ اکیلا انسان ہے جو معمولی سی فوج سے ہی شمالی علاقے کے سب سے زیادہ گھناؤنے اور ٹیڑھے راجہ کو شکست دے گا۔"

کیرت نے گومتی کے دونوں بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔ اس کی فطری خوشبو سے مہکتی زلفیں کیرت کے چہرے پر بکھر گئیں۔ انہوں نے پیچھے کھڑی گومتی کو اٹھایا اور اپنی آغوش میں کس لیا۔ محبت سے مغلوب و سرشار گومتی مسکراتی رہی۔ کیرت نے اس کے جسم کے تمام حصوں پر بوسوں کی بارش کر دی۔ کنچک پھٹ نہ جائے اس ڈر سے انہوں نے کبوتروں کے جوڑے کو بڑے ہولے سے سہلایا اور چولی میں مونہہ ڈال کر کھلکھلاتے رہے۔

"آریہ پتر۔ آپ بغیر محافظوں کو لئے باہر مت جائیے گا اور نہ ہی پرچنڈ کو لیجائیے گا۔ میں ایک قول اور مانگ رہی ہوں۔"

"کہیں دیوی۔"

"اگر گومتی پر کوئی مصیبت آن پڑے تو اس کے لئے بھی اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالنا ہے۔"

یہ درخواست نامنظور کر دی گئی۔ یہاں راجہ کا ہی حکم چلے گا۔ اچھا اب چلوں۔ کیرت نے اس کے شرم سے سرخ ہوتے گالوں پر تھپکی دی۔

"آپ کی روانگی بخیر و مبارک ہو۔" گومتی بولی۔ جے کندار یہ!

"جے کندار یہ!"

مندا کنی ندی کے موڑ پر بڑی بھیڑ تھی۔ چار پانچ گھوڑ سواروں نے ڈوموں کی بستی کے سبھی مردوں کو پکڑ کر باندھ لیا تھا۔ بوڑھے بچے جوان کسی کی تخصیص نہیں تھی۔ وہ انہیں پیٹتے ہوئے لئے چلے آ رہے تھے۔ تبھی پانچ گھوڑ سوار بھرت کے پیچھے چلتے ہوئے گھوڑ سواروں کے پاس پہونچے۔

"آپ لوگ بھرت کے کنبے کے لوگوں کو کیوں مار رہے ہیں؟ نہ بزرگوں کا خیال نہ بچوں کے اوپر کوئی رحم۔ آپ ہیں کون؟"

"ہم کلچری فوجی ہیں۔ راجیشور کرن دیو کے حکم سے انہیں لے جا رہے ہیں تاکہ ہمارے مرنے والے سپاہیوں کا کریا کرم کیا جا سکے۔ مرے ہوئے گھوڑوں کو بھی پانی سے نکال کر گنگا میں بہانا ہوگا۔"

"کیوں بھرت بھائی؟"

"کاشی کے رہنے والے بھائیو۔ بھرت نہ تو شہر میں رہتا ہے نہ کسی راجہ مہاراجہ سے روٹی کی بھیک مانگتا ہے۔ ہم تمہارے آدمیوں اور جانوروں کی لاشیں کیوں اٹھائیں؟"

"سنئے نائک جی۔ آنے والے پانچ سواروں کے سربراہ اکھلیش اپادھیائے نے کہا۔ اب آپ کی خیر اسی میں ہے کہ آپ بھرت کی رسیاں کھول دیں۔"

"آپ لوگ کون ہوتے ہیں ہمیں حکم دینے والے؟"

"ہم امن کے پیغامبر ہیں۔ کاشی میں نہایت ذلیل لوگ آکر بھر گئے ہیں۔ ہماری بہو بیٹیوں کی عزت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ کاشی کے سبھی جوان اور نو عمر لڑکے جو ہماری درخواست کو قبول کرتے ہیں ہمارے ساتھ بولیں۔ 'ہم قربانی دے کر بھی ظلم کو روکیں گے'۔ جے ادی ملکیتشور، جے ادی ملکیتشور۔"

بھیڑ میں رتنیش شرما، کرشن مشر اور بندھو جیو بھی کھڑے تھے۔ "یہ ہے نیا بیمنترا ہمارے کیرت راجہ کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ وہ رودر کے اوتار ہیں۔"

"چھوڑو بھرت کو، آزاد کرو انہیں۔ بندھو جیو چلّایا۔ کل تمہارے راجہ کے داماد جات ورمن نے کاشی کی ایک دوشیزہ کو اغوا کیا اور ابھی تک کرن میرو نہیں لوٹا۔ عوام نہیں جانتے کہ کاشی کا سر بلند کرنے والی شری ماں کی مونہہ بولی بیٹی مینا کشی کا کیا ہوا۔"

"مارو انہیں"۔ عوام چلّائے۔

"بھائیو۔ اکھلیش کہہ رہا تھا جب اپنے گھر کے مرے ہوئے جانوروں کو پانی میں بہانے کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم بھرت بھائی سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ انہیں اٹھوا دیں۔ ہم انہیں

سو کارشاپن پیشگی دیتے ہیں۔ مندا کنی میں چار سو سے زیادہ لاشیں تیر رہی ہیں۔ جب تک بھرت بھائی کو پیشگی رقم کے طور پر پانچ سو طلائی کارشاپن نہیں ملتے ہم ان پر ظلم نہیں ہونے دیں گے۔"

"جے دشویشور! جے دشویشور!"

"کیوں کلچری فوجیو! بات آپ لوگوں کی سمجھ میں آئی یا نہیں؟ کاشی کے لوگوں پر بھرت کا اتنا احسان ہے کہ ہم ان کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے۔" رتنیش شرما بولے۔

"رتنیش کی جے۔ رتنیش کی جے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ آپ لوگ برہمن ہو کر ایک اچھوت کی حمایت کر رہے ہیں۔"

وہ اُسی دن سے اچھوت نہیں رہا جس دن شری ماں نے اپنا خیر و برکت والا ہاتھ اسکے سر پر رکھ دیا۔ شری ماں تو پوجا کے لئے پھول بھی بھرت سے منگوایا کرتی تھیں۔

"شرما جی۔ بھرت بولا۔ ان نیچ لوگوں سے بات کرتے وقت آپ شری ماں کا نام نہ لیں۔ یہ نام اتنا اونچا ہے کہ ان جنگلی سُوروں کے درمیان اسے مونہہ سے نکالنا بھی جرم ہے۔"

چھوڑ دو — چھوڑ دو — چھوڑ دو۔ عوام کا جوش بڑھ ہی رہا تھا کہ کلچری گھوڑ سوار بھرت کے کنبے کے لوگوں کو رسیوں میں بندھا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

"چلیں مشر جی۔ اب یہاں تک آ گئے ہیں تو راجہ سے ملتے چلیں۔" رتنیش نے کہا۔

"مجھے ان سے بہت ڈر لگ رہا ہے شرما جی۔ میں نے عہد کیا تھا کہ ایک ادیب کی نہیں بلکہ سپاہی کی حیثیت سے ان پر جان نچھاور کروں گا لیکن میں ایسا ذلیل انسان کہ کیچڑ میں سویا رہا اور اتنے دنوں میں ہی جیسے ایک جُگ بیت گیا۔"

"چلئے تو کفّارے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اب اور دیر نہ کریں۔"

"چلئے۔"

تینوں سرائے پہونچے۔ وہاں بالکل سناٹا تھا۔ "پہریدار! کیا راجیشور ہیں یہاں؟"

"اس کاشی میں دو راجہ ہیں ایک تو ہیں ہمارے راجہ چندر دیو اور دوسرے کرن دیو۔ آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟"

"دیکھو بھائی۔ ہم معتبر لوگ ہیں۔ راجیشور کیرت کے بارے میں بتاؤ۔ ہیں یا نہیں۔"

"اپنا نام بتائیے۔"

رتنیش، بھون شرما، کرشن مشر اور بندھو جیو۔

پہریدار اوپر پہونچا اور لوٹ کر بولا "چلئے، آپ لوگ لیکن وقت بہت کم ہے اس وقت وہ صحیح کیفیت میں نہیں ہیں۔ تینوں افراد اوپری منزل پر پہونچے۔

"راجیشور۔ وہ تینوں آگئے ہیں۔"

"بھیجو انہیں۔"

کمرے میں پنڈریک، اننت، گووند اور پارس بیٹھے ہوئے تھے۔

"سچ مچ۔ ٹھیک وقت پر نہیں آئے ہم لوگ۔ رتنیش نے کہا۔ راجن آپ ضروری کام میں مصروف ہیں۔ ہم صرف کاشی کے عوام کی طرف سے احسان مندی کا اظہار کرنے آئے تھے۔ آپ اپنا ضروری کام دیکھیں۔ ہم چلتے ہیں۔"

"کچھ دیر تو بیٹھئے شرماجی۔ آئیے آریہ کرشن مشر۔ بندھو جیو تم بھی آؤ۔"

سب ان کے سامنے دری پر بیٹھ گئے۔

بھیگی آنکھوں سے آنسو ٹپکاتے شری کرشن مشر کیرت کے قدموں گر گئے۔ "راجن! اس کنہیا کو معاف کردیں۔ اس نے پہلی بار جانا کہ تصور کی دنیا میں بھٹکنا اور سخت زمین پر مشکلوں کا سامنا کرنا دو الگ باتیں ہیں۔ دونوں میں کوئی تعلق نہیں۔"

"اٹھئے مشر جی۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ آپ کو میرے قدموں میں گرنا زیب نہیں دیتا۔ آپ بسنت پنچمی کے دن سرسوتی کے بیٹوں کی طرح زرد کپڑے پہنے پارس دیو کی گھوڑ سوار ٹکڑی کے سامنے کھڑے تھے۔ مجھے افسوس جب ہوا جب معلوم ہوا کہ آپ نے برہم پوری میں چار مہینے سے بھی زیادہ وقت گذارا پھر بھی ہماری غلطیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ برہم پوری ہم سے کیوں ناراض ہے یہ تو آپ بتا ہی سکتے تھے۔ شری ماں نے کبھی برہمنوں کی توہین کی؟ کیا وہ خود برہمن نہیں تھیں؟ کیا رنودھوج بابا جو ہر بسنت پنچمی پر انہیں پرنام کرنے آتے تھے برہمن نہیں ہیں؟ کیا شونند بر ہمچاری جو شری ماں کے پہلے شاگرد بنے برہمن نہیں تھے؟

کیا راہُل بھدر عام سے سادھو ہیں؟ کیا ایشور کو نہ ماننے والے رتنیش جیسے لوگوں پر انہوں نے اپنا دستِ شفقت نہیں رکھا؟ ہم برہمن مخالف نہیں ہیں بلکہ چندیل تو کنواری برہمن لڑکی کی چاند سے پیدا ہونے والی اولاد مانے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اندیشہ کہ وہ برہمنوں کو ذلیل کریں گے بالکل بے بنیاد ہے۔ کیا ہندوستان کے کسی اور شاہی گھرانے میں نسل در نسل برہمن آماتیوں کی روایت چلتی رہی ہے؟ آپ کو برہم پوری کے لوگوں کو سمجھانا چاہئے تھا کہ ان کے نوجوان لڑکوں کو سزا اس لئے نہیں دی گئی کہ وہ برہمن تھے بلکہ اس لئے دی گئی کہ وہ برہمن کے فطری نور سے عاری محض جانور تھے۔ ماں کی آخری رسوم کے موقعے پر رنجک کی روایتوں کے علمبردار جوان کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے رہے۔ ان میں زیادہ تر برہم پوری کے ہی تھے۔ کیا اکھلیش اپادھیائے اور ان کے نوجوان دوست برہمن کی اولاد نہیں؟"

"راجن! ہم جا رہے ہیں۔" رتنیش شرما بولے۔ "اس جنگ کے ہر موڑ پر ہم آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ یہ چرب زبانی نہیں، ہمارا عہد ہے۔"

تینوں نے نمسکار کیا اور نیچے سڑک پر آ گئے۔ ایسی شفیق آنکھوں والا انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ وہ عظیم طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ رتنیش شرما نے کہا۔

"سالے ونائک نے ہماری عزت مٹی میں ملا دی۔ ورنہ بقول مشر جی راجہ نے تو اپنوں کو ہر مصیبت سے نجات دلانے کا عہد کر رکھا ہے۔ اس کے لئے وہ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔"

"چلو بندھو جیو۔" شری کرشن مشر بولے۔ "ایک طرف تو سپہ سالار گوپال بھٹ نے میری بے عزتی کرتے ہوئے نکما اور بد قماش کہا اور دوسری طرف راجہ میٹھی چاشنی میں ڈوبے الفاظ میں مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ برہم پوری سے وقت پر خبر کیوں نہیں دی۔ میں تو دونوں طرف سے مارا گیا۔ کتنا پیار کرتے تھے گوپال بھٹ مجھے۔ راجہ نے تو اپنی جان خطرے میں ڈال کر کاپالک مٹھ میں میری جان بچائی تھی۔ ہائے رے احسان فراموش کرشن مشر!"

اس طرح رنجیدہ نہ ہوں کرشن مشر۔ ذرا آج کا دن خیر سے گذر جانے دیں۔ میں راجہ سے پھر ملوں گا۔ آپ کی طرف سے صفائی دینا میری ذمہ داری ہوگی۔ بندھو جیو ذرا آدی کیشو سندر

ہوتے چلیں۔ کیا سچ مچ میناکشی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔

مندر کی اندرونی معبد گاہ کا دروازہ کھلا تھا۔ سامنے کے کمرے میں سیکڑوں گھنگھرو بکھرے پڑے تھے۔ تو یہ ہے کرن کا انصاف۔ مغرور، تو جلد ہی تباہ ہوگا۔ کاشی کے لوگ تجھے یہاں رہنے نہیں دیں گے۔ رتنیش نے کہا۔

"حقیقت پر نظر رکھو ہنڈریک۔ کیرت نے کہا۔ جنگی چالیں کبھی دوہرائی نہیں جاتیں۔ دشمن جان گیا ہے کہ ہمارے پاس نایاب گھوڑے ہیں، تیر انداز ہیں۔ اس لئے وہ اس مرتبہ ہوشیار رہے گا اور کوشش کرے گا کہ ایسی کوئی چال کامیاب نہ ہو سکے۔ اس اچانک کامیابی کو ایشور کی مہربانی یا اپنی قوتِ ارادی کی مضبوطی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔"

آپ نے ٹھیک کہا بھائی جی۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ بدلے ہوئے حالات میں ہمیں اپنا ڈھنگ بھی تبدیل کرنا ہوگا۔ تبھی دربان بھاگتا ہوا آیا اور اوپری کمرے کا دروازہ پیٹتے ہوئے چلایا "مالک دروازہ کھولئے" پارس تیزی سے اُٹھے اور دروازہ کھول دیا۔ تیس چالیس گھوڑسوار دل کی ٹکڑی قلعے کی طرف آرہی ہے۔ وہ خوفزدہ تھا۔ پارس نے کیرت کو خبر کی۔

کیرت نے کہا۔ ایسا کرو ولی عہد کہ تم اور پارس دیو نیچے والے کمرے میں چلے جاؤ۔ اگر ٹکڑی کا سردار جاٹ ورمن کے بارے میں کچھ پوچھے تو لاعلمی ظاہر کرنا اور اس پر مضبوطی سے ٹکے رہنا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لوگ غالباً تمہیں ڈھونڈتے ہوئے قلعے تک گئے تھے۔ بات سچ تھی۔ گھوڑسوار سرائے کے پاس آکر رُکے۔

سردار نے بڑے خوفناک چہرے کے ساتھ دربان کو ڈانٹتے ہوئے پوچھا "کہاں ہیں تیرے ولی عہد گووند چندر؟"

"سامنے کے کمرے میں بیٹھے ہیں۔" پہریدار نے کہا۔

سردار گھوڑے سے اترا اور اس نے ولی عہد کو ترچھی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "راج راجیشور کرن دیو کا حکم ہے کہ اگر آج شام تک جاٹ ورمن اور ان کے محافظوں کو کرن میرو محل نہیں پہنچا دیا گیا تو آپ کے قلعے میں آگ لگا دی جائے گی۔"

"آریہ، آپ کو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے کیا؟ ہم نہ جات درمن کو جانتے ہیں نہ اس کے اغوا میں ہمارا ہاتھ ہے۔ کرن دیو سے کہئے کہ گاہڑوال قلعے میں آگ لگانے سے پہلے مہمانوں سے بھرے کرن میرو کے بارے میں ٹھنڈے دل سے سوچیں۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" اس نے اپنے دستے کو اشارہ کیا اور دہ آدمی کیشو مندر کی طرف چل پڑے۔

"واہ گووند!" کیرت اوپر جانے والی سیڑھی پر کھڑے تھے۔ "میں آج بہت خوش ہوں۔ آج میرے گووند کی اندرونی طاقت باہر آتی دکھائی پڑ رہی ہے۔"

"آپ مذاق نہ اُڑائیں بھائی جی۔"

کیرت نے گووند کو گلے لگالیا۔ "میں تم سے کبھی مذاق کرتا ہوں کیا؟ میں تو تمہیں ہمیشہ کانیہ کبج کے ہونے والے بادشاہ کی صورت میں دیکھتا رہا ہوں۔ ہاں جب تم نے کوئی ایسی بات کہی یا کی ہے جو تمہارے شایانِ شان نہ ہو تو میں نے تمہیں پیار سے ڈانٹا ہے۔"

"بھائی جی! گووند رونے لگا۔ اس نیچ ذنائک دیو نے میری ماں کو ذلیل کیا۔ ان پر الزام لگایا۔ ایک طرح سے اس نے مجھے ناجائز اولاد قرار دیا تب بھی میں پنچ وٹی کے سائے میں چپ بیٹھا رہا۔ وہ میری بڑی گری ہوئی حرکت تھی۔ بزدلی تھی میری کہ آریہ رنجک کی طرح سینے پر شمشیر جھیلنے کے لئے اشوگندھ کے سامنے کھڑا نہیں ہوا۔ اب ایسی غلطی کبھی نہیں ہوگی۔ مجھے دل سے معاف کر دیجئے۔"

"ارے پگلے! تجھے چار مہینے میں کم سے کم چار بار تو معاف کر ہی چکا ہوں۔ اب تم محض ارادے سے نہیں، بے پناہ قوت کے ساتھ میدان میں اتر آؤ۔ کیرت تمہارے سامنے ڈھال بن کر کھڑا رہے گا۔"

"آریہ۔ معافی تو مجھے بھی مانگنی ہے۔ میں اپنے قول سے پھرا جو میں نے شری ماں کو دیا تھا۔" پارس گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ جس نے مجھے چندر لیکھا پہاڑی سے موت کے مونہہ میں گرنے سے بچایا، پرچنڈ جیسے انمول گھوڑے کو داؤں پر لگا دیا اس کی حفاظت کے لئے میں اپنی گھوڑسوار ٹکڑی کو حرکت میں نہیں لا سکا۔ ایسی بھیانک غلطی سرزد ہوئی مجھ سے۔ میرے ہی

پاگل پن کی وجہ سے میرے چچا رُکمک کا قتل ہوا۔ وہ تو آپ تھے کہ برہم پوری کو کچل کر اور اشوگندھ کو قتل کر کے گاہڑوالوں کی عزت بچالی۔"

"جو ہوا سو ہوا۔ کیرت نے پارس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ چلو اب مستقبل کی طرف واپس آؤ۔"

اسی وقت دکشنا دوڑتی ہوئی آئی۔ راجیشور کیرت۔ وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔

"بول دکشنا تو ذرا بھی فکر نہ کر۔ صاف صاف بتا کیا بات ہے؟"

"راجن۔ چالیس گھوڑوں کی کلچری ٹکڑی جب دروازے پر پہونچی اور اس کے سردار نے بڑی بدتمیزی کے ساتھ ولی عہد کو بلایا تو رانی ماں رالہہ دیوی بیہوش ہوگئیں۔ ان کے آخری الفاظ تھے 'بیٹا کیرت'، راج کماری گومتی نے کہا ہے کہ آریہ پتر کو فوراً گھوڑے سے آنے کے لئے کہہ کر آ۔"

کیرت دربان کے گھوڑے پر بیٹھے اور گاہڑوال قلعے کے دروازے پر پہونچے پہریدار انہیں لے کر باہری کمرے میں پہونچا۔ وہیں ایک ملائم بچھونے پر رالہہ دیوی بیہوش پڑی تھیں۔ گومتی سرہانے بیٹھی سسک رہی تھی۔ بابا چندر دیو، مدن چندر اور پرتھوی دیوی حواس باختہ کھڑے ہوئے تھے۔

"بیٹے، رالہہ کو بچالے۔ میں اس کی موت برداشت نہیں کرسکوں گا۔"

"آپ بلاوجہ فکر مند نہ ہوں چچا۔" کیرت رالہہ دیوی کے پاس پہونچے اور ان کی نبض دیکھی۔ بہت دھیمی تھی لیکن برابر چل رہی تھی۔

"دکشنا۔ ایک چھوٹے تسلے میں پانی منگا۔" پانی میں انہوں نے رالہہ دیوی کا سر ڈبو دیا۔ تھوڑی دیر اسی طرح رہنے دیا۔ رالہہ نے آنکھیں کھول دیں۔ "کون کیرت؟"

"ہاں ماں صاحبہ۔ میں ہی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ سامنے ہے آپ کا گووندر۔"

گووندر رالہہ دیوی سے لپٹ گیا۔ وہ سسکتے ہوئے بولا۔ ماں میری فکر نہ کریں۔ میرے سر پر بھائی جی کا سایہ ہے۔ میرا بال بھی بانکا نہیں ہوسکتا۔

بنڈیرک، پارس دیو، اننت سبھی آکر کھڑے ہوگئے تھے۔ سب نے اطمینان کی سانس لی۔

"چلوں دکشنا۔"

"واہ۔ کچھ کھائے پیئے بغیر چلے جائیں گے۔ بڑے آئے جھوتی کے راجہ۔ بیٹھیے آپ لوگ۔" وہ دوڑی۔ تھوڑی دیر میں اس نے چھوٹے چھوٹے پیالوں میں زعفران ملا ہوا دودھ اور ایک تھال میں خشک میوے لاکر رکھے۔

"کوئی غیر ذات تو نہیں ہے نہ راجیشور؟"

"آپ لوگ تھال سے خود میوے اٹھاتے جائیں اور دودھ لیں۔"

"پہلے بابا اور ماں صاحبہ کو کھلا اس کے بعد ہی ہم لوگ بھی لیں گے۔"

چندر دیو حیرت سے کیرت کو دیکھ رہے تھے۔ وہ دوڑے اور کیرت کے قدموں میں گرنے ہی والے تھے کہ کیرت نے کھڑے ہو کر انہیں پکڑ لیا۔ "بابا اگر پھر ایسا کیا تو کیرت قلعے میں آنا چھوڑ دے گا۔"

"بیٹے! میں یہی سوچ رہا تھا کہ کتنا قرض چڑھا رہا ہے تو۔ کیا ہم کبھی اسے ادا کر سکیں گے؟"

"آپ قرض کی فکر چھوڑیں بابا۔ ہم ست جگ میں نہیں ہیں جہاں ہر کام قرض بن جاتا تھا۔ قرض بھی تو کوئی چیز ہے۔ کیا گاہڑوالوں کی حفاظت کے فرض سے مونہہ موڑلوں۔ انہوں نے مصیبت میں ہمیشہ پناہ دی ہے۔ کیا ہم کبھی اس کا بدلہ چکا سکیں گے۔ ہمیں بھی تو اس قرض کا بدلہ چکانا ہے۔"

سب لوگ مسافر خانے کے اوپر والے کمرے میں آکر بیٹھے۔ اسی وقت پہریدار پہونچا۔

"آریہ پنڈریک ایک ناتھ جوگی آپ سے ملنے آیا ہے۔"

"انہیں احترام کے ساتھ یہاں لے آؤ۔" کیرت نے کہا۔

"واہ! یہاں راجہ، آماتیہ، سپہ سالار، ولی عہد۔ اتنی عظیم شخصیتیں اکٹھا ملیں گی یہ تو بھرتھری نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ کیرت تم نے کل نند یشور کو بچانے اور کرن کو سزا دینے کا جو کار ثواب کیا وہی تمہارے دادا نے راجیہ پال کے ساتھ کیا تھا۔ غیر آریائی اعمال کی سزا۔ بھائی تو نے مجھے پناہ دینے والے جیوتر لنگ کی حفاظت کی ہے۔ بابا رتو دھوج تجھے

لگاتار دعائیں دیے جا رہے ہیں۔ آج وہاں ذرا افراتفری تھی اس لئے میں بھیک کے لئے رُکا نہیں۔"

"بھرتھری، آج سے پانچ سال پہلے جب اربُد کے پہاڑ پر ملاقات ہوئی تھی تو میں نے کہا تھا کہ تو بزدل ہے، تو لڑ نہیں سکتا۔ تو جوگی راج گورکش کا مرید بن گیا، تیری انا کی تسکین ہوئی۔ انہوں نے تجھے بھسم سے نہلا کر کھپّر لے کر پہلی بھیک پنگلا سے مانگنے کا حکم دیا تو تو چل پڑا۔ میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ جس نے تیری ڈھیلی ڈھالی شخصیت میں اعتماد کے بیج بوئے، خود کو مکمل طور پر تجھے سونپ کر تیرے ادھورے وجود کو پورا کیا۔ حسن اور ذہانت کا ایسا سنگم ہم نے ہندوستان کی کسی دوشیزہ میں تو دیکھا نہیں، کہیں دنیا کے کسی اور حصے میں ہو تو میں نہیں جانتا۔ تو اسی کے سامنے کھپّر لے کر کھڑا ہو گیا۔ کنیزیں آئیں تو تو نے انہیں واپس بھیج دیا۔ تیرا بھائی آیا تو تو نے اس کی بھیک بھی قبول نہیں کی۔ چلا چلا کر کہنے لگا "بھکشا دے دو مائی پنگلا"۔ ڈھونگی کیا محض کہہ دینے سے پنگلا تیری ماں ہو جائے گی؟ اس بے رحمی سے مخاطب کرنے پر اس کا دل ٹوٹ گیا تو بھی وہ روئی نہیں۔ دانتوں تلے ہونٹ داب کر اس نے تیرے کھپّر میں بھیک ڈالی۔ نیچ انسان۔ تو اپنی آنکھوں کے سامنے اسے اس طرح دیکھ کر بھی کٹھ پتلی کی طرح کھڑا رہا۔ یہ بڑی انسانیت سوز اذیت تھی جو تو نے پنگلا پر زبردستی لادی۔"

"سنو کیرت! تم اس ظالم سے لڑ رہے ہو جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔ کلیانی کے بکرمادتیہ نے تخت پر بٹھایا تو دجے کو، پر بکرمادتیہ ہمارے اور دجے کے بڑے بن گئے۔ اصلی مالک تو دہی تھے۔ یہ سب تو لالچی بھیڑیے ہیں۔ پنگلا ان کے جنگل میں پھنس گئی اور کبھی واپس نہ آ سکی۔"

"یہ تو نئی بات بتا رہا ہے۔ دھوکے باز۔ اگر پنگلا کی بے عزتی ہوئی تو اس کی وجہ بھی تو ہی ہے۔ جلتی ہوئی آگ کے سامنے تو نے قسم کھائی ہوگی کہ 'آج سے تیرے میرے دل ایک ہوئے' اپنے دل کے ٹکڑے پر ہونے والے ظلم کے لئے تجھے ڈھال بن کر کھڑا ہو جانا چاہئے تھا۔ اس صورت میں شاید تم دونوں مارے جاتے لیکن یہ واقعہ بہادری کی مثال بن کر ہندوستان کے گھر گھر میں گایا جاتا جیسے تیرے دادا منجوراج کے کارنامے گائے جاتے ہیں۔ تو کسی بھی سدھ جوگی کی شاگردی اختیار کر، خود انتہائی پہونچا ہوا جوگی بن جا، ساری سدھیاں تیرے قدموں میں لوٹنے لگیں تو بھی کیرت کے یہ الفاظ یاد رکھنا۔ پنگلا کے بغیر تو ناکام اور ادھورا رہے گا۔"

بھرتھری نے گردن جھکالی "کیرت مجھے بد دعا مت دے۔ آج تو نے اس ڈرپوک جوگی کے اندر جو ہلچل مچائی ہے اسے خاموش کرنے میں شاید کئی سال لگ جائیں گے۔ کیرت تو رودر کا اوتار ہے۔ میرے گرو کی طرح تو بھی پھکڑ ہے۔ مجھ حقیر فقیر سے جو بھی قصور ہوا اسے معاف کردے۔ میں نے بنگلا والے واقعے کو اس نظر سے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جذباتی ہوں بہہ گیا۔ اس لئے معاف کردینا۔"

"پارس دیو۔"

"ہاں راجن۔"

"دکشنا سے کہئے جو بھی کھانا تیار ہوا اسے صاف ستھرے پاکیزہ طریقے سے لے آئے اور سدھ جوگی بھرتھری کے کھپر میں ڈال دے۔"

پارس چلے گئے۔ بھرتھری نے پنڈریک کی طرف دیکھا "آسمانی سواروں کے سپہ سالار پنڈریک دیو میری گپھا میں تین سؤوروں کو ٹھونس دیا آپ نے۔ میری پوجا کی جگہ ناپاک کرادی۔ اب چرنادری کے قلعے والی کھوہ میں لوٹنا ہوگا۔"

"تیری کتنی گپھائیں ہیں جوگی راج؟" کیرت نے طنز کرتے ہوئے پوچھا۔

"دو تو مشہور ہیں ہی۔ ایک موجودہ چرنادری قلعے کا نچلا حصہ جسے لوگ بھرتھری گپھا کے نام سے جانتے ہیں۔ دوسری کا پتہ اپنے سپہ سالار سے پوچھ لینا۔ میں اس کا راز افشا کردوں تو کہیں تیری جنگی تدبیروں میں کوئی رکاوٹ نہ آجائے۔"

دکشنا تھالی لئے اوپر کمرے میں پہونچی۔

"دکشنا یہ ہیں گرو گورکھ کے شاگرد سدھ جوگی بھرتھری ناتھ۔ تو انہیں بھیک دے لڑکی اور ان سے دعا دینے کو کہہ تاکہ تجھے جلد ہی اپنی مرضی کے مطابق خوش قسمت بر مل سکے۔"

"مہاراج آپ بڑے وہ ہیں۔ بغیر جگہ اور وقت دیکھے جو مونہہ میں آئے کہہ ڈالتے ہیں۔"

بھرتھری نے کھپر سامنے کردیا۔ "دیوی اس میں کچھ الگ الگ مت دیجئے گا۔ آپ سب ملا کر اس میں ڈال دیں۔ میں سب کچھ گنگا جل سے دھو کر کھاؤں گا۔ ذائقے کے لئے کھانا کھانا میرے لئے منع ہے۔"

دکشنا بڑی حیرت سے جوگی کی بات سنتی رہی۔

"کیرت اب مجھے اجازت دو۔ کوئی کرشمہ آج کی رات بھی ہونے والا ہے۔ ٹھیک آدھی رات کو۔ لیکن فکر نہ کرنا۔ تیرے سر پر جوگ مایا کا سایہ ہے۔"

"پرنام بھر بھری ناتھ۔ الوداع بھائی۔"

"بھائی جی، پنڈریک بولا۔ پتہ نہیں کتنے عجیب و غریب چہروں، مزاج اور مقصد والے لوگوں سے آپ کا رابطہ ہے۔ ہم نے جب کرن دیو کے سامنے سے انہیں چیل کی طرح جھپٹا مار کر اٹھایا تو ڈر رہے ہوئے تھے کہ دو گھوڑ سواروں کے بیچ کہیں پس نہ جائیں لیکن ہنستے ہوئے بولے، ایسے گھوڑ سوار میں نے پہلی بار دیکھے جو اس تیزی کے ساتھ شکاری کے آگے سے شکار کو اٹھا لے جائیں۔ آپ کا نام کیا ہے سردار؟' میں چپ رہا۔"

"تو آپ سوچ رہے ہیں کہ بھر بھری کیرت کو دھوکا دے گا۔ میں بزدل ہوں کہ جنگ میں شریک نہ ہو سکا لیکن میں کیرت کا دوست ہوں۔ اسے ٹھگنے کا مطلب ہوگا اپنی روح کو داغدار کرنا۔ بھر بھری سو جنم لے لے گا لیکن ایسا تصور اس سے کبھی سرزد نہیں ہوگا۔"

جوگی راج۔ میں ہوں جنڈیل پنڈریک۔ اور یہ باقی چھ گھوڑ سوار میرے ساتھی ہیں۔ انہیں جھوتی کے آدی باسیوں، منڈوں اور گونڈوں میں سے بڑی جانچ پڑتال کے بعد چنا گیا ہے۔ یہ خود کو سون ند کہتے ہیں۔

'واہ! کیسے کیسے جواہرات ہیں جھوتی میں۔ آخر کیوں نہ ہوں۔ او بڑے جھوتی آٹوئیہ دیس کہلاتی ہے۔ جنگلوں اور پہاڑیوں سے بھری لیکن دنیا کا سب سے پرانا قبیلہ، جو گونڈ کہلاتا ہے، جھوتی میں ہی رہتا ہے۔ ایک طرف جھوتی جواہرات سے بھری زمین ہے تو دوسری طرف جان کی بازی لگا دینے والے نوجوانوں کا گہوارہ۔ جھوتی تجھے میرا پرنام۔ آپ نے میری جان بچائی۔ میں آپ کا احسان مند ہوں اور آپ کو بھی پرنام کرتا ہوں۔ آپ فتح یاب رہوں سپہ سالار پنڈریک۔'

"اس نے ایک خفیہ طریقے سے دروازہ کھولا اور بند کرنے والا ہی تھا کہ میں نے کہا 'آریہ معاملہ بڑا الجھا ہوا ہے۔ کیا کچھ مجرموں کو سزا دینے سے پہلے ہم آپ کی گپھا میں قید کر کے

رکھ سکتے ہیں ؟"

'یہ گرو کے حکم کے خلاف ہے سپہ سالار۔ جس غار میں عبادت کرتے ہیں وہاں کا ماحول ہی کچھ اور ہو جاتا ہے۔ جیسے شری ماں کی اشٹ بھجا والی پہاڑی کی گپھا۔ اس میں داخل ہونے پر کچھ لوگ تو بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ لیکن کیرت کے لئے یہ بھی کروں گا۔ آئیے آپ کو گپھا کا دروازہ کھولنا اور بند کرنا سکھا دوں۔ کسی کو بتائیے گا مت آریہ پنڈریک۔'

پہریدار اوپر آیا۔

"مہاراج تین کمسن لڑکے لوچن، کرشنن اور مہیش ملنا چاہتے ہیں۔"

"لے آئیے انہیں۔"

تینوں آ کر بیٹھ گئے۔ بالکل چپ۔

"بولو تم لوگ۔"

"خبر بڑی تکلیف دہ ہے راجہ۔ لوچن بولا۔ صبح سویرے کرن کے پچاس گھوڑ سواروں نے سون بھدر بھون کو گھیر لیا۔ ہم لوگ باہر تھے اس لئے ڈبکی لگاتے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے، کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔"

سردار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ "کوئی ہے ؟"

کونڈی بہن نے کواڑ کھولے۔ سامنے کھڑے سواروں کو دیکھا۔ آپ کیا چاہتے ہیں سردار؟ ہمیں قید کرنے آئے ہیں ؟ ہمارا قصور کیا ہے ؟ سردار نے کہا۔ نہیں نہ ماں بہنوں کو قید کرنا ہے نہ ان کی بے عزتی کرنی ہے۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سون ند کہلانے والے کراماتی گھوڑ سوار یہاں ہیں یا نہیں ؟ اسی وقت رام چندر کاکا 'برہمچاری جی اور کچھ اور پجاری پنڈے وہاں آ کر کھڑے ہو گئے۔

'کیا بات ہے بھیا ؟ آپ لوگ یہاں کیسے ؟ میں کیدار لیشور کا بڑا خادم شونیندر برہمچاری ہوں۔'

'کوئی بات نہیں ہے برہمچاری جی۔ کل رات جن سات گھوڑ سواروں نے سپہ سالار گجدنت اور چار سو سپاہیوں کو مارا ہمیں انہیں پکڑنے کا حکم ملا ہے خواہ وہ کہیں بھی ملیں۔ وہ چندیلوں

کے آدمی ہیں یہ تو اسی سے ظاہر ہو گیا کہ حملے کے وقت انہوں نے جے کنداریہ کا نعرہ لگایا تھا۔ ان کا خفیہ اشارہ ہے سون۔'

'آپ بھی آریہ کتنے سیدھے ہیں۔ یہ سون بھدر وہ نہیں جسے آپ پکڑنا چاہ رہے ہیں۔ یہ گھر تو شہنشاہ ودیادھر دیو نے اس وقت بنوایا تھا جب انہوں نے کاشی پر قبضہ کیا تھا۔ اب تو یہ بالکل خالی پڑا رہتا ہے۔ دو ایک بے سہارا پجارنیں اور دو ایک بوڑھے یہاں رہتے ہیں۔'

گومتی بہن۔ گووندر نے کہا۔ سردار کو کہہ دو کہ پوری عمارت دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیں۔ ان لوگوں نے دو گھنٹے تک ایک ایک چیز کو الٹا پلٹا۔ نہ گھوڑ سواروں کے کپڑے ملے نہ ہتھیار۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

ہم لوگ نہا دھو کر کپڑے بدل کر کرن میرو پہونچے۔ وہاں باورچی ڈانٹنے لگا کہ پہریدار جی آئے تھے وہ کرشنن کو ڈھونڈ رہے تھے۔ کرن دیو کے بڑے داماد وگرہ پال کل رات دو سو گھوڑ سواروں کے ساتھ آئے۔ رات بھر کرن اور وگرہ پال میں بات چیت ہوتی رہی۔ وگرہ پال نے کرن میرو کے سامنے اپنے فوجیوں کا خیمہ لگوا دیا ہے۔"

"تو وگرہ پال بھی آ گیا۔" کیرت کچھ متفکر ہوے۔ "اس کی بیوی یعنی کرن کی بیٹی یووَن شری بھی آئی ہی ہوگی۔"

"ہاں راجہ۔ وہ بھی آئی ہے۔ اس نے آج صبح مجھے بلا کر پوچھا۔" کیوں رے لڑکے کیا نام ہے تیرا؟"

"میں ہوں لوچن مہارانی صاحبہ۔"

"واہ لوچن۔ تو تو راج محلوں کے طور طریقے خوب جانتا ہے۔ کون کون لوگ ہیں تیرے کُنبے میں؟"

"میں نے روتے ہوے کہا۔ میں بے سہارا ہوں مہارانی صاحبہ۔"

"تو ہمارے ساتھ واریندر چلے گا؟"

"یہ کہاں ہے مہارانی؟"

"یہ ہماری راجدھانی ہے پگلے۔ کاشی جیسی تو نہیں ہے پھر بھی وہاں تفریح کے

بڑے موقعے ہیں۔ پال خاندان کی عظمت کے ترانے سنانے والے اونچے اونچے مندر دیکھنے کے لائق ہیں لوچن۔"

"تو مجھے لے چلوگی ماں صاحبہ۔"

ماں کہنے پر یَودن شری کی آنکھیں بھر آئیں۔ بولی 'ماں تو آدل دیوی بھی ہیں لیکن وہ اس نیچ خاندان، بدمست جات ورمن کے آگے میرے شوہر وگرہ پال کو کچھ نہیں سمجھتیں۔ وہ کہتی ہیں کہ نسل اور خون کے خالص ہونے کے متعلق مقدس کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیا تم لوگوں کی نسل ہی نہیں، ذات بھی دوغلی نہیں ہے؟ کیا تمہاری رگوں میں آریوں، دراوڑوں اور مغلوں کا ملا جلا خون نہیں ہے؟'

'میرے شوہر نے میرے والد محترم کو بہت سمجھایا کہ دیرشری کی شادی جات ورمن جیسے انسان سے نہ کریں۔ جس کا خاندان خوبیوں اور روایتوں سے بالکل ہی عاری ہے لیکن میرے والد اپنے فاتح کو اپنے اس فیصلے کے ذریعے نیچا دکھانا چاہتے تھے۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ وہ وگرہ پال کو کچھ نہیں سمجھتے۔ کل رات سے دیرشری پلنگ پر پڑی روتی رہی ہے۔ 'جات ورمن کو بچا لو دیدی جات ورمن کو بچا لو۔'

"لوچن تُو باہر کے کمرے میں جا اور میرے شوہر کو بلا لا۔ تُو انہیں پہچانتا تو ہے نہ؟"

"ہاں محترم خاتون۔ لوچن ایک بار جسے دیکھ لیتا ہے اسے زندگی بھر نہیں بھولتا۔ میں جاؤں؟"

"جا۔"

میں کودتا ہوا باہر کے کمرے کے دروازے پر پہونچا۔ 'مہاراجہ وگرہ پال سے مہارانی یَووَن شری کی طرف سے کچھ عرض کرنا ہے۔'

پہریدار نے اندر کرن دیو مخاطب کرتے ہوے کہا 'لوچن نام کا ایک لڑکا دروازے پر کھڑا ہے۔ مہارانی یودن شری کا کوئی پیغام ان کے شوہر کو دینا ہے۔'

"بھیجو۔"

میں ڈرتے ڈرتے اندر گیا اور ایک نظر میں بھانپ گیا کہ وگرہ پال کون ہے۔ سیدھا ان کے پاس پہونچا۔

'راجیشور! مجھے معزز خاتون یوون شری نے بھیجا ہے۔ آپ کو ایک خفیہ پیغام دینا ہے' میں نے کہا۔

"اکیلے میں چلوں لڑکے؟"

"ہاں جناب۔ بات کچھ ایسی ہی ہے۔"

"چلو۔" وگرہ پال میرے ساتھ باہری دروازے کی طرف چل پڑے۔

"راجیشور۔ کل ساری رات مہارانی سو نہیں پائیں اس لئے کہ ان کی چھوٹی بہن دیر شری ان کے پلنگ پر بیٹھی روتی رہیں۔ مہارانی نے کہا ہے کہ تو جا' راجہ کو بلا لا۔"

"چلو بیٹے میں آرہا ہوں۔"

میں ہرن کی طرح دوڑتا کودتا یوون شری کے پاس پہونچا۔ وہاں آنول دیوی موجود تھیں۔

'کون ہے تو؟' انہوں نے پوچھا۔

"راج ماتا۔ ابھی کل ہی تو آپ نے باورچیوں کو بلا کر کہا تھا کہ لوچن تمہارے کام کی نگرانی کرتا رہے گا۔"

تو تو لوچن ہے؟ ادھر کیسے آیا؟

"راج ماتا۔ ہمارے راجاؤں کے راجہ' نہایت معزز و محترم وگرہ پال وشولیشور کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ آج اماوس ہے اس لئے آج درشن کرنا ٹھیک نہیں رہے گا۔ کل بھگوان رودر کی جٹاؤں پر چاندنی کھیلے گی اس لئے درشن کل کر لیں۔ میں یہاں رانی صاحبہ سے کہنے آیا تھا کہ راج راجیشور آرہے ہیں۔"

"کیوں رے چھوکرے۔ کرن دیو کے سامنے وگرہ پال کو راج راجیشور کہہ رہا ہے تو؟"

"محترم خاتون معاف کریں۔ یہاں تو سب راج راجیشور ہی ہیں۔ ایک طرف کاشی کے راجہ ہیں چندر دیو۔ دوسری طرف شہنشاہ کرن دیو۔ کسے چھوٹا کہوں کسے بڑا۔ اب آپ کی مرضی معلوم ہو گئی ہے۔ اب سب کو محض نام سے بلاؤں گا۔" اسی وقت راجہ وگرہ پال یوون شری کے کمرے میں پہونچے۔ انہیں دیکھ کر آنول دیوی نے مونھ پھیر لیا۔

"لوچن تو باہر بیٹھ۔ جانا نہیں۔ ابھی بات کرنی ہے۔"

"جو حکم دیوی!"

"مہاراج۔ ہم یہاں بہت ہی بُری ساعت میں آئے۔ رات بھر دیر شری روتی رہی۔ دیوی میرے شوہر کو بچاؤ۔ جات ورمن کو بچاؤ۔"

"دیوی۔ یہاں حالات اتنے سُلجھے ہوئے نہیں ہیں کہ مونہہ اُٹھا کر ایک طرف کو چل دیں اور ویر شری کے جنگجو عاشق کی حیثیت سے دشمن کا کٹا ہوا سر لٹکائے واپس آجائیں۔ یا پھر دشمن کے خفیہ ٹھکانوں پر حملہ کریں اور پتہ لگائیں کہ جات ورمن کہاں ہیں۔ دراصل تمہارے والد نے حرکت ہی ایسی کی ہے کہ کاشی اور جھوتی کے لوگ انہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

"میں سمجھی نہیں آریہ پتر۔"

"تو لو صاف صاف سنو۔ تمہارے باپ نے جھوتی کے مہاراجہ اور شہنشاہ ودیا دھر کے پوتے دیوورما پر حملہ کیا۔ وہ سادھو قسم کا انسان تھا۔ جنگ میں نہیں گیا۔ اس کا چھوٹا بھائی کیرتی ورما بھارت کی سیاحت کے لئے جا چکا تھا۔ کسی جیوتشی نے اس سے کہا کہ تم اپنے وطن واپس جاؤ۔ مصیبت کب بجلی بن کر گرے، کہہ نہیں سکتا۔ کیرتی ورما اُدھا نڈے جھوتی کی طرف چل پڑا۔ وہ ٹھیک وقت پر آیا لیکن دیوورما کی بدانتظامی نے فوج کو ایسے بُرے حال میں پہونچا دیا تھا کہ دشمن کو روکنا ممکن نہیں ہو سکا۔ جس وقت تمہارے باپ کا دیوورما سے سامنا ہوا، دیوورما مراقبے میں تھا۔ انہوں نے تلوار کے ایک جھٹکے سے اس عبادت گذار راجہ کا سر کاٹ پھینکا۔ دیوورما کی بیوی ایک نادر و نایاب عورت تھی۔ بے مثال حُسن اور ویسی ہی ذہانت اور علم کی مالک۔ کرن اسے ہتھیانے کے لئے زنان خانے میں پہونچے۔ جانتی ہو وہاں انہوں نے کیا دیکھا؟"

"نہیں۔"

"انہوں نے دیکھا کہ آنگن میں صندل کی لکڑیوں سے بنی چتا پر وہ عظیم عورت اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ ستی ہو چکی ہے۔ تبھی سے پوری جھوتی میں انتقام کا عہد کرانے کے لئے ستی کے جھنڈے گردش کر رہے ہیں۔ گاؤں، غاروں، اوبڑ کھابڑ پہاڑی علاقوں اور کھوہوں وغیرہ میں بسنے والے آدی باسی انہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔"

کیرتی ورما ودیا دھر جیسا ہی عظیم جنگجو ہے بلکہ کئی باتوں میں ان سے بھی آگے ہے۔

بدلے ہوئے حالات کے تحت جنگی چالوں میں تبدیلیاں لانے کے فن میں وہ اپنے دادا سے زیادہ ماہر، بے جوڑ سپاہی ہے۔ وہ یہاں چار مہینے سے لٹکا ہوا ہے لیکن ہمارے والد محترم کو اس نے ایسا ڈرا دیا ہے کہ بغیر محافظوں کے وہ شہر میں نکلنے سے کتراتے ہیں۔ کیرت نے ایک بُدھ بجریانی کو قتل کر دیا جو کرن کے تحفظ میں پل رہا تھا، وہ بھی تلوار کے ایسے داؤں سے جسے سکھانے والا آج ہندوستان میں کوئی نہیں ہے۔

اس کا دوسرا نشانہ اشوگندھ کا ہونے والا داماد بنگلا کش تھا۔ اس کا قتل اس وقت ہوا جب کرن نے عظیم توگن شیل بھدرا کی لاش کو لاوارث کہہ کر چانڈالوں کے ہاتھ گنگا میں پھنکوانے کی دھمکی دی۔ میں بھی ان سے ملا تھا یو دن شری۔ وہ روحانی طاقتوں کا خزانہ تھیں۔ ساری کاشی متحد ہو کر تمہارے باپ کے خلاف کھڑی ہوگئی۔ اسی دوران پہلے دن کی لڑائی میں اس نے اشوگندھ کو قتل کیا۔ کل رات اشوگندھ کی جگہ سنبھالنے والے سپہ سالار گجدنت کلچری نے نندیشور مندر کو گھیر لینے کا حکم دیا۔ اس کے لئے پانچ ہزار گھوڑ سوار بھیجے گئے۔ آگے کی صف میں کرن دیو خود تھے۔ جب انتہائی سخت گھیرا ڈال دیا گیا تو آٹھ اڑتے ہوئے گھوڑے صفوں کی پروا کئے بغیر نندیشور کے آنگن میں اتر گئے۔ ان میں ایک نٹ چھوکرا تھا جس کا اچوک تیر کرن کے گھوڑے کی آنکھ میں لگا۔ گھوڑا صفوں کو توڑ کر بھاگا۔ اب بھی چار سو سواروں اور ان کے گھوڑوں کی لاشیں منداکنی کے موڑ پر پانی میں تیر رہی ہیں۔ اس نے سپہ سالار گجدنت اور کچھ دوسرے سرداروں کی جو درگت کرائی اسے سوچ کر تو ہنسی آجاتی ہے۔ میں کیرت کا دوست ہوں یو دن۔ وہ جب بنگ[1] بھومی آیا تھا تو سیدھا میرے پاس پہونچا تھا۔ میں نے جب اس کا تعارف چاہا تو اس نے ہنستے ہوئے کہا 'پنڈرور دھن' اس کا مطلب جانتی ہو؟"

"نہیں آریہ پتر۔"

"یہ پال خاندان کی ایک ایسی علامت ہے جس سے ان کی کئی پشتیں وابستہ رہی ہیں۔ یہ ہمارے جدِ امجد گوپال کے وطن کا نام ہے۔ کیرت نے کہا میرے بارے میں کچھ کہو۔ میں نے کہا

---

[1] بنگال کا علاقہ۔

'چندرا ترے'۔ وہ کھلکھلا کر ہنسا۔ میں نے اُسے گلے سے لگا لیا۔ میں سوچتا ہوں یودن کہ کوئی بہانہ بنا کر یہاں سے لوٹ چلیں ورنہ اب جنگ اپنوں کے ہی درمیان ہوگی۔ میں کیرت کے سامنے کیا مونہہ لے کر جاؤں؟"

"جیسے بھی ہو کچھ کریں آریہ پتر۔ میں دیر کو اس طرح روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔"

"بلاؤ دیر کو۔"

"لوچن۔ اس نے تھوڑا رُک کر کہا۔ ادھر آ۔"

"حکم دیوی۔" میں بولا۔

"تُو میری بہن دیر شری کو جانتا ہے نہ۔" یودن نے پوچھا۔

"ہاں دیوی۔"

"اس کے کمرے پر جاؤ اور دستک دو۔ جب وہ خود باہر آئے یا تمہیں بلائے تو کہنا کہ میں نے اسے بلایا ہے۔"

"ٹھیک ہے دیوی۔"

میں صحیح کمرے پر پہونچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ کواڑ کھلا۔ دیر شری کی آنکھیں سرخ تھیں۔

"دیوی، آپ کی بہن نے فوراً بلایا ہے۔ وہاں مہاراجہ وگرہ پال بھی ہیں۔"

"تو چل، میں آرہی ہوں۔"

میں نے دیر شری کا جواب سنا دیا اور سامنے دروازے کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔ دیر شری آئی اور کمرے کے اندر چلی گئی۔ دروازہ بند کر لیا گیا۔

"جی جی۔ میں رات بھر تم سے منت کرتی رہی۔ میری مدد کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ جب باپ نے ہی مونہہ موڑ لیا جو چکر ورتی کے مرتبے کا اعلان کرنے جا رہا ہے اور ایک نقلی راجہ سے ڈر بھی رہا ہے تو میں یہی سمجھ لوں کہ میں بیوہ ہو گئی ہوں۔" وہ پھر رونے لگی۔

"روؤ مت دیر۔ پہلے تم سچائی جان لو۔ جسے تم نے نقلی راجہ کہا وہ شمالی علاقے کے بے مثال سپاہی اور سپہ سالار رودیادھر دیو کا پوتا ہے۔ وگرہ پال نے کہا۔ تمہارے ساتھ رشتہ پر یہاں کا کوئی مقامی آدمی تو رہا ہی ہوگا۔"

"ہاں تھا۔"

"کون تھا؟"

"کرشنن نام کا دکن کی طرف کا ایک برہمن۔"

"اسے بلوا تا ہوں ابھی۔"

"یوورن نے مجھے بلایا۔ کیوں رے کرشنن کو جانتا ہے؟"

"ہاں دیوی اچھی طرح جانتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"کہاں ہوگا وہ؟"

"وہ تو مہارانی آدل دیوی کی خدمت میں رہتا ہے۔"

"جا اسے بلا لا۔"

میں کرشنن کے پاس پہونچا اور مختصراً اسے سارا حال کہہ سنایا۔

'ہاں صاحب! مجھے وگرہ پال دیو نے بلایا ہے۔ میں ان سے مل کر ابھی آتا ہوں۔ کرشنن نے آدل دیوی سے اجازت مانگی۔ آدل دیوی نے آنکھیں چڑھا کر کہا۔ 'تجھے آدل کے لئے مقرر کیا گیا ہے یا وگرہ پال کے لئے؟'

'میں تو آپ کا ہی خادم ہوں۔ وہ آپ کے داماد ہیں اس لئے عرض کیا تھا۔ اب جیسی آپ کی مرضی۔'

'جا، جلدی لوٹ کر آنا۔'

کرشنن کمرے میں پہونچا۔ وہاں کرن کی دونوں بیٹیوں اور مہاراجہ وگرہ پال کو اس نے پرنام کیا۔

"کیا حکم ہے راجن؟" اس نے وگرہ پال سے آنکھیں چار کرتے ہوئے پوچھا۔

"کرشنن۔ کیا دو دن پہلے تم رتھ پر دیو شری اور جات درمن کے ساتھ شہر گئے تھے؟"

"ہاں راجن۔"

"رتھ پر بیٹھے جات درمن سے تم نے جو کچھ سنا وہ سب بتا دو۔"

"راجن۔ میں سیاست سے دور رہنے والا ڈرپوک برہمن ہوں۔ میرا کوئی سہارا نہیں تھا

اس لئے ایک ہفتے سے یہاں ہوں۔ آپ راج کماری ویر شری سے پوچھ لیں کہ میں ساری باتیں بتا دوں یا نہیں؟"

"بولو ویر۔"

"ان باتوں کا جاننا ضروری ہے جیجاجی؟"

"ہاں ویر اگر جات ورمن کی آزادی چاہتی ہو تو اجازت دو۔ تم خوابوں کی دنیا سے باہر آؤ۔ تمہارے والد اس عظیم انسان کو ڈرا دھمکا کر جات ورمن کو صحیح سلامت حاصل نہیں کر پائیں گے۔ وہ اسے جانتے ہی نہیں ہیں۔ نہ ہی شہسوار اور شمشیر زن۔ میں مبالغے سے کام نہیں لے رہا ہوں محض تلخ حقیقت سامنے رکھ رہا ہوں۔ تم ایک ایک قتل کے واقعے کو سامنے رکھ کر سوچو تو خود ہی سمجھ لوگی کہ کس سے پالا پڑا ہے۔ اگر تمہیں راجہ کرن دیو پر بھروسہ ہے تو ان سے کہو۔ وہ ہندوستان کے ایسے چکرورتی ہیں جو کاشی پر بھی حکومت نہیں کر پاتے۔ ورنہ مجھ پر چھوڑ دو اور فوراً جات ورمن سے ملنے کی تیاری کرو۔"

"بتا دو کرشنن۔"

"آریہ۔ جات ورمن نے پوچھا۔ 'کیوں کرشنن تم تو دکن کے ہو کیا کسی گسی ہوئی رانوں والی لڑکی کو جانتے ہو۔ میں دکنی دوشیزہ کو اپنی آغوش کی زینت بنا کر ہی دم لوں گا۔' انہوں نے ہنستی ہوئی ویر شری دیوی سے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ دکن کے دو چار لوگ برہم پوری میں رہتے تو ہیں لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کے گھر میں کوئی لڑکی ہے یا نہیں۔'

'کہیں نہ کہیں کوئی کم سن دوشیزہ، جوان عورت یا کنواری لڑکی تو ہو گی ہی۔ تین دن کے اندر ایسی کسی عورت کے ساتھ ہم بستر نہ ہوا تو کہنا۔" جات ورمن بولے۔ مختصر طور پر یہی بات چیت ہوئی تھی مہاراج۔"

"کیوں ویر۔ کیا یہ باتیں سچ ہیں؟"

"ہاں جیجاجی۔"

"کرشنن، تم جاؤ۔"

"جو حکم مہاراج۔"

"انہوں نے ہیرے کے دو ہار خریدے تھے۔ ایک میرے لئے اور دوسرا اس انجانی دکھی لڑکی کے لئے۔ کل وہ اپنے ذاتی محافظوں کے ساتھ دیر تک شراب بھی پیتے رہے۔ پھر تینوں گئے تو گئے۔ ابھی تک واپس نہیں آئے۔"

"دیر تم کیسے برداشت کر لیتی ہو جب ورمن تمہارے سامنے کسی دوسری عورت سے ہم بستر ہونے کی بات کرتا ہے؟"

"یہ تو بیاہ کے دن سے ہی ہونے لگا تھا جیجا جی۔"

"دیر تم آرام کرو۔ میں صرف یوون کے کہنے کی وجہ سے تمہارے لئے وہ کام کرنے جا رہا ہوں جو زندگی میں کبھی نہیں کیا۔ جو شوہر اتنا نیچ ہو کہ بیوی کی ہستی کو بالکل ہی کچل کر رکھ دے اسے بچا کر لے آنا مجھے قطعی پسند نہیں ہوگا۔ ایک شرط ہے دیر۔ میں کہاں گیا اور جاٹ ورمن کو کیسے لایا یہ سب راز ہی رہے گا۔ تم اسے اپنے محترم والد کو ہرگز مت بتانا۔"

"ہاں تو لوچن۔ تو نے اور کرشن نے تو کمال کر دیا۔ مہیش تو بول۔"

"راجہ میں کچھ پریشان ہوں اس لئے کہ ایک پہاڑی راجہ کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا ہوں جو نہ سنسکرت سمجھتا ہے نہ بولی۔"

"تجھے اس کا نام تو معلوم کر ہی لینا چاہئے تھا۔ اچھا میرے ننھے منے سپاہیو۔ تم لوگ اپنا اپنا مورچہ سنبھالو۔ میں تمہیں مصیبت میں ڈال کر خود چین کی بنسی نہیں بجا رہا ہوں۔"

تبھی پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔ "راجن، راجہ وگرہ پال آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تین گھوڑ سوار محافظ بھی ساتھ ہیں۔"

"کیوں ہنڈریک، گووند، پارس، سیودھ دیو، سورج کاکا، کیا کیا جائے؟"

"آپ کا کیا خیال ہے؟"

"میں تو وگرہ کو غیر جانبدار بلکہ کرن کا مخالف مانتا ہوں۔"

"ایسی صورت ہے تو آپ بات کر لیجئے۔ ہم لوگ سامنے کے کمرے میں چلے جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ جائیے آپ لوگ۔"

"پہریدار۔ انہیں محافظوں کے ساتھ لے آؤ۔"

"جو حکم۔"

"آپ کو محافظوں کے ساتھ راجہ نے اندر بلایا ہے۔"

"محافظوں کے ساتھ؟ واہ رے میرے دوست! یہ ہمت صرف تجھ میں ہے۔ کیرت ہمیشہ آزمائش کا باریک دھاگا پھینک کر بات کرتا ہے۔ تم لوگ یہیں انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں۔"

وگرہ پال پہریدار کے ساتھ اوپر کے کمرے کے نزدیک پہونچے۔

"جے پنڈر وردھن!"

"جے چندراتریہ!"

"کھو وگرہ، سنا ہے تمہارے ستارے بھی صحیح چال نہیں چل رہے ہیں۔ میں خود ایک غریب، جلاوطن انسان ہوں۔ اگر میری جھوتی آزاد ہوتی تو چولوں کو بتا دیتا کہ دوستی کیا چیز ہوتی ہے۔"

"چھوڑو یار۔ میں آج رات کاشی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ سارے حالات سمجھ کر یودن نے کہا چکرورتی بننے کا اعلان بالکل چھچھوراپن ہے۔ مجھ سے تو پیدائش کے بعد سے ہی چڑھنے لگے تھے۔ تمہارے ساتھ بیاہ کو کتے کے سامنے گوشت کا ٹکڑا پھینکنا قرار دیتے ہیں۔ میں یہاں دیرشری کے شوہر جات ورمن کی رہائی کی درخواست کرنے آیا ہوں۔ یودن کا بالکل پکا ارادہ ہے کہ کرن اور کیرت کی لڑائی میں ہم لوگ غیر جانب دار رہیں گے۔"

"سنو وگرہ! ہم دوستی نبھانے کے لئے تمہارے ارادے کو پورا کر رہے ہیں۔ لیکن کرن سے کہہ دینا کہ وہ سویرے والی دھمکی میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ گاہڑوال قلعے کو آگ لگا کر دیکھ لیں۔"

"کیرت میں مصیبت میں ہوں اور میرے ستاروں کی چال بھی کچھ اچھی نہیں ہے یہ تم نے ٹھیک ہی کہا۔ لیکن میں پھر بھی تمہاری مالی مدد کرنے کو تیار ہوں۔ تم جتنی بھی چاہو۔"

"سنو وگرہ۔ ہماری پرجا اور اس کا راجہ تکلیفوں کے عادی ہیں۔ ہم عزت بیچنا نہیں جانتے۔ وِدیادھر کا پوتا گھر سے گھر دوست کے آگے بھی پیسے کے لئے ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔ خون کی آخری بوند تک یہ لڑائی چلتی رہے گی۔"

"معاف کرنا کیرت۔ تمہارے مزاج اور کردار کو اچھی طرح جاننے والا وگرہ یہ غلطی بھی

کر بیٹھا۔ وگرہ تمہارا ہے اس سے انکار مت کرنا۔ چلوں پھر؟"

وگرہ، دو گھنٹے بعد وہ شرابی کرن میرو کے پاس پہونچا دیے جائیں گے۔ حالانکہ مجھے کاشی کے نوجوانوں کا غصہ جھیلنا پڑے گا کیوں کہ کل ان لوگوں نے فنکارہ دیوداسی کے ساتھ زبردستی کرنے والوں کے قتل کا اعلان کر دیا ہے۔ تم مندا کنی کی بغل سے جانا۔ تم بھی دیکھ لو کرن کے گھوڑ سواروں کی لاشیں کیسے تیر رہی ہیں۔ الوداع دوست! تم کاشی میں رکتے تو میں تمہارا استقبال کرتا۔ اب جا رہے ہو تو میری نیک خواہشات قبول کرو۔

کیرت اور وگرہ پال گلے ملے۔ "پھر ملیں گے کیرت۔ کبھی نہ کبھی تو قسمت ایسا موقعہ دے گی ہی۔" وگرہ پال نے کہا۔

"یوون کو میرا پرنام کہہ دینا" کیرت بولے۔ وہ کاشی کی بیٹی ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔"

48

وگرہ یہ سب سن کر ایسا چڑا کہ سیدھا کرن میرو پہونچا۔

"کہو وگرہ سنا ہے تم میرے دشمن کے پاس عرض داشت لے کر گئے تھے؟" کرن دیو بولے۔

"ہاں میں گیا تھا۔ اور ہم آج ہی کاشی چھوڑ بھی رہے ہیں۔ ہم غیر آریائی کام کرنے والوں کے محل پر لات مارتے ہیں۔ آپ کے داماد اور دونوں محافظ آرہے ہیں۔ کیرت نے آپ کے لئے پیغام دیا ہے کہ وہ انہیں کسی کے ڈر سے نہیں لوٹا رہے ہیں۔ آپ آج رات گانبڑوالہ قلعے کو آگ لگانے کا ارادہ نہ بدلیں۔ میں مندا کنی کے بغل والے تالاب کو دیکھتا ہوا آرہا ہوں۔ اس میں آپ کے لئے جان دینے والے چار سو گھوڑ سواروں کی لاشیں تیر رہی ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر کاشی کے عوام آپ کے نام پر تھوک رہے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کو تو رد کیجئے۔"

پھر وگرہ سیدھے یوون شری کے پاس پہونچے۔ وہیں دیر شری بھی تھی۔ "جات درمن اور اس کے محافظ تھوڑی دیر میں یہاں آجائیں گے۔ ان لوگوں نے شراب میں دھت ہو کر ایک

رقاصہ کے ساتھ زنا بالجبر کی کوشش کی تھی۔ چلو یوون۔ میں کیرت کے خلاف کسی سازش میں شریک نہیں ہونا چاہتا۔ وہ جوگی ہے اسے جیتنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ وداع ہوتے وقت اس نے کہا ودیادھر کا پوتا کسی کے آگے مدد کے لئے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ میں نے غلطی کی تھی یوون کہ جذباتی ہو کر بول پڑا تھا کہ جتنی مالی مدد چاہو دینے کو تیار ہوں۔ اس نے آخری جملہ کہا کہ حالانکہ یوون میری ہم عمر ہی ہوگی لیکن کاشی کی بیٹی ہے اسے میرا نمسکار کہنا۔ ہم کاشی میں پیدا ہونے والی کسی بھی بہو، بیٹی کو اپنی بہو، بیٹی مانتے ہیں۔"

"چلو آریہ پتر۔ یہاں ایک پل بھی رکنا گناہ ہے۔ ویر لے تیری ضد ہم نے مان لی اب تو جات ورمن کو سنبھال اس لئے کہ ایک ہفتے کے اندر کاشی میں ایسی اتھل پتھل مچے گی کہ برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

"تو نے قسم کھائی تھی پھر اپنے والد کو کیوں بتایا کہ میں کیرت سے ملنے گیا ہوں؟ ویر تو ابھی نادان بچی جیسے کام کرتی رہتی ہے۔ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں اس کا تجھے خیال ہی نہیں رہتا۔ راز کی باتیں بھی اگل دیتی ہے۔ میں جونہی صدر دروازے پر پہونچا کہ کرن دیو نے پوچھا کہ تم میرے دشمن سے ملنے کیوں گئے تھے؟ کہیں یہ خبر کیرت کو مل گئی تو اس پر بڑا سخت رد عمل ہوگا۔ وہ مجھے دھوکے باز ٹھہرائے گا اور جات ورمن کو رہا بھی نہیں کرے گا۔ تجھے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے ویر۔ تو سمجھتی ہے تیرا باپ سچ مچ جیکورتی ہے؟ ارے پگلی تو نے ودیادھر کا نام کبھی نہیں سنا ہوگا جس کے قدموں میں بیٹھ کر کرن کے والد گانگیہ دت اور دھارا کا بھوج شاگردوں کی طرح پوجا کیا کرتے تھے۔ اسی کے پوتے سے یہ لڑائی چل رہی ہے۔ اب تو جات ورمن کو سنبھال، ہم چلے۔"

تینوں جوان چلے گئے۔ پنڈریک، اننت، گووند، پارس دیو سبھی اسی کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔

"راجن! پہریدار نے کہا۔ "شری داما ملنا چاہتے ہیں۔"

"بھیجوا نہیں۔" کیرت نے کہا۔

شری داما بہت گھبرایا ہوا تھا۔ "راجن جات ورمن اور اس کے دونوں سپاہیوں کو

گھوڑوں کی پیٹھ پر رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ دیکھتے ہی کرن دانت پیستے ہوئے بولا آج میں اس جنگلی چوہے کو بتادوں گا۔ آج منتروں کی بازی گری کام نہیں آئے گی۔ اس نے قہقہہ لگایا اور سامنے کھڑی ویر شری سے بولا ' کیا چاہتی ہے تو؟'

" پتاجی۔ اسی طرح رسیوں میں جکڑ کر اس آدی باسی کو بھی میرے قدموں میں ڈالیں تبھی میرے دل کو چین ملے گا۔"

' ایسا ہی ہوگا بیٹی۔ تو جا اور اس کتے ورگہ سے کہہ دے کہ آج کا منظر دیکھ کر ہی کاشی چھوڑنے کا فیصلہ کرے۔ آج اس کے جگری دوست کی عزت اتاری جائے گی۔" ویر شری خوشی سے پاگل ہوکر اپنی بہن یودن شری کے پاس پہونچی۔ " دیدی آج بڑا مزا آئے گا۔ کیوں جیجاجی؟"

' مزے کے بارے میں بھی تو کچھ بتا۔ کیا مزا آئے گا؟' یودن بولی۔

" آج جیجاجی کے جگری دوست رسیوں میں جکڑ کر میرے قدموں میں ڈالے جائیں گے۔ آج والد نے قسم لی ہے کہ اس جنگلی چوہے کو اس کی اصلیت بتادی جائے گی۔"

' چل بھاگ کٹنیا۔ احسان فراموش۔ ابھی تک رو۔ رو کر بپتا سنا رہی تھی۔ یودن کے کہنے پر میں نے اس وسیع القلب انسان سے جات درمن کو آزاد کرایا۔ اسی کے خلاف باپ بیٹی سازش کر رہے ہیں۔ میں جا رہا ہوں کیرت کے پاس۔ اسے خبردار کرنا میرا فرض ہے۔'

تبھی کرن دیو ہنستا ہوا آیا۔ اس نے اپنے ساتھ کے محافظوں سے کہا۔' اس کتے ورگہ پال کو قید کرلو۔ لے جاؤ اسے اوپر کے کمرے میں کھانا پانی دیتے رہنا۔ چلا ہے کیرت کو خبردار کرنے۔'

اتنا کہہ کر شری داما چپ ہوگیا۔ کمرے میں لامتناہی سناٹا چھا گیا۔

" تم جاؤ شری داما۔ کیرت کھلکھلا کر ہنسے۔ کوئی خاص بات ہو تو بتا جانا۔"

" کیوں پارس دیو، گووند، تم لوگوں نے کہا تھا نہ کہ سون کے کنارے کا ایک نٹ خاندان بھدر بن میں ٹکا ہے۔"

" میں نے ہی کہا تھا راجن۔ مجھے کرشن نے بتایا تھا۔ اور ہم برابر ان کے لئے قلعے سے اناج بھیجتے رہے ہیں۔" پارس بولا۔

"سورج کاکا۔ آپ گھوڑے سے جائیں اور بھدربن کے اتری کنارے کی جھونپڑیوں کو ڈھونڈ کر ان کے مکھیا سے کہیں کہ آج نمک کی لاج رکھنے کا وقت آگیا ہے۔ وہ معہ خاندان جتنی جلد آجائیں اتنا ہی اچھا ہوگا۔ اپنے ہتھیار تیر کمان وغیرہ سب لے کر آنا ہے۔"

سورج کاکا اُٹھے اور نیچے آکر پہریدار کا گھوڑا لے کر بھدربن کی طرف چل پڑے۔

"سبودھ آریہ۔ آپ یہاں موجود لوگوں کو کچھ کھلائیے پلائیے۔ جنگ کے لئے قوت ارادی کو مضبوط کرنے کے لئے ابھی بہت وقت باقی ہے۔ آپ کچھ تو کھالیں۔"

"نہیں آیا تیہ۔ کھانا کھا لینے پر مجھے کچھ آلکسی سی محسوس ہوتی ہے۔ میرے لئے تھوڑا دودھ بھیج دینا۔"

"بھائی جی۔ پنڈیرک اور گووند دونوں ایک ساتھ بولے۔ اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی برت رکھیں گے۔"

"تم لوگ میرے لئے فکر نہ کرو پنڈیرک اور گووند۔ یہ میرا کام کرنے کا پرانا طریقہ ہے۔ جب تک کام پورا نہ ہو جائے میں کھانا پانی کچھ نہیں لیتا۔"

سب لوگ نیچے آنگن میں چلے گئے۔

'نیچ، احسان فراموش، کمینہ۔ دانت پیستے ہوئے اننت بولا۔ آج شیئن پات کا داؤں چلا کر تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ ہے۔ دیکھ لیں گے تجھے بھی۔'

راجہ سبودھ دیو ایک بڑے پیالے میں دودھ لے کر آئے۔ انہوں نے دودھ پاس پڑی لکڑی کی پیڑھی پر رکھ دیا اور کیرت کے سرہانے بیٹھ کر ان کا سر سہلانے لگے۔

"راجن فکروں کے بھنور سے نکلئے۔ ہم چھتری ہیں۔ موت ہماری محبوبہ ہے۔ اسے پیار سے دُلاریے۔ بوسہ دے کر کھلکھلائیے۔ آپ کے اندر کرشن اور ردّدر دونوں کا جلال سمایا ہوا ہے۔ آپ جیسے انسان کو کوئی طاقت ہرا نہیں سکتی۔"

"مجھے فکر گومتی کی ہے آریہ۔ اس نے کل جوش میں آکر کہا تھا کہ آپ وعدہ کریں کہ اگر گومتی پر کوئی مصیبت آن پڑے تو بھی آپ خود کو خطرے میں نہیں ڈالیں گے۔ میں نے کہا کہ میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ یہ درخواست نامنظور کی جاتی ہے۔ اس نے وہیں ضد پکڑ لی کہ وہ ریختے پر

بیٹھ کر پر چنڈ کے دوش بدوش جنگ میں شامل ہو گی۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"میں اسے سارے حالات بتا کر سمجھالوں گا راجن۔ آریہ سبودھ نے کہا۔ وہ سچائیوں کے سامنے جھکنا بھی جانتی ہے۔ خوددار ہے لیکن سمجھدار بھی۔"

—— کھانے کے بعد گفتگو پھر شروع ہوئی۔

"اب یہ ہنگامی بیٹھک ہے۔ اسے راز میں رکھنے کا حلف آپ لوگ اٹھا چکے ہیں۔ میں نے جو لائحہ عمل تیار کیا ہے اسے مختصر طور پر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔"

"پارس دیو۔ کیرت بولے۔ میں نے غلطی کر دی۔ آپ کسی کو مہابن بھیجئے اور دو سو گھوڑ سوار دل کو سرائے کی حفاظت کے لئے مامور کر دیجئے، تبھی یہ بیٹھک چل سکے گی۔ مجھے گیدڑوں اور کتوں سے سخت نفرت ہے۔"

تھوڑی ہی دیر میں گاہڑوال گھوڑ سواروں نے سرائے کو گھیر لیا۔ پارس اوپر آ گئے۔

"آپ بتائیں مہاراج ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ کرن اس بار سون کے کرتبوں کی کاٹ کا انتظام کر کے ہی آئے گا۔ گاہڑوال قلعے کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس کا محاصرہ دیوار کے بالکل قریب رہ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے سوان کو یہ موقعہ بھی نہیں ملے گا کہ وہ گھوڑوں کے اوپر سے نکل سکیں۔ اس لئے ہمیں اپنی طاقت کے بارے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے ہیں۔ ایک سو گھوڑ سوار مہابن کے کپل تالاب کے پاس انت کی قیادت میں رہیں گے۔ دو سو گھوڑ سوار ہنڈیرک اور پارس کی قیادت میں درونا یار آدی کیشو اُمَن کے پاس پیچھے رہیں گے۔ ان کا خصوصی کام یہ ہوگا کہ یہ کرن کی بھاگتی ہوئی فوج کو روک کر اس کا قتل عام کریں۔ تیسری ٹکڑی سرائے کے پیچھے کھڑی رہے گی اور ضرورت کے مطابق دشمن پر پیچھے سے حملہ کرے گی۔ یہ آریہ سبودھ اور سورج کا کا کی ماتحتی میں رہے گی۔"

پہریدار دروازے پر آیا۔ "راجن۔ پندرہ بیس نٹوں اور ان کی عورتوں کے ساتھ سورج کا کا دروازے پر کھڑے ہیں۔"

"انہیں لے آئیے۔"

"آپ لوگ میرے قریب آ جائیے۔ ہیر نٹ کے کہنے سے میری جو بھی خفیہ بات چیت

ہو گی اس میں آپ کی دلچسپی ہو تو چپ چاپ بیٹھ کر دیکھتے رہیں اور دلچسپی نہ ہو تو اس کمرے میں .... " کیرت کھلکھلا کر ہنسے ۔

" راجن ۔ ہمیں بھی سننے دیجئے ۔ آپ نے جنگ کا جو نیا طریقہ نکالا ہے اس میں تو ہماری دلچسپی ہے ہی ۔" اننت اور ہنڈیرک بولے ۔

" ہاں بھائی جی ۔ ہمیں بھی شامل ہونے کی اجازت دیں ۔" گووند مچل گیا ۔ اسی وقت سورج کاکا اور بتر اوپر آئے ۔

" راجہ، یہ ہے تیرے سون ند کا باشندہ بتر نٹ ۔ اس کی شکایت بھی سن لے ۔ یہ کہہ رہا ہے کہ چار مہینے سے ہم انتظار کر رہے ہیں اور ہمیں کچھ کرنے کا حکم ہی نہیں ملا ۔ جب منتری جی نے اشاروں کنایوں میں بتایا کہ ہمارے راجہ کیرت دیو بھی یہیں ہیں تو اس نے مارے خوشی کے کرما گایا ۔"

" کون سا کرما گایا تھا تم نے بتر کاکا ؟ "

" راجہ تو نے بھی سورج بھائی کی بات کو صحیح سمجھ لیا ۔"

" تو کیا تم نے کرما نہیں گایا تھا ؟ " کیرت نے اپنی گہری نظر سے بتر کے چہرے کو دیکھا ۔

" گایا تھا ۔ سنو گے ؟ "

" ہاں سناؤ ۔"

بتر نے اپنی ڈھولک اٹھائی ۔ ایک خمیدہ لکڑی سے پٹتا ہوا ڈھول بج اٹھا ۔ بتر کی آواز گونجی ....

" راجہ کس دن میری گائیں بھینسیں چھینے گا ، کس دن راج ہنس (سفید بیل) اپنی سالگرہ کے دن راجہ گائیں بھینسیں چھینتا ہے اور اس کے دس دن بعد راج ہنس ۔"

" بتر کاکا ۔ کیرت بولے ۔ وقت آ گیا ہے کہ تمہاری بھینسیں اور راج ہنس چھین لے جانے والے ڈاہریا کو سزا دی جائے ۔" راجہ کو یہ کرما سن کر بندیل کھنڈ کی اس دوشیزہ کی یاد آ گئی جس نے گایا تھا ہنسا بھرت بہت کے مارے . . .

" بول ہمیں کیا کرنا ہے ؟ "

" پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس دو ایک ایسے لوگ ہیں جو تیر چلانے میں ماہر ہوں ؟ "

"یہ لو پوچھ رہا ہے کہ ایک دو۔ ارے میرا پورا خاندان بہو بیٹیاں اور لڑکے سب ایسے تیر انداز ہیں کہ ان کا کام دیکھ کر تو حیران رہ جائے گا۔ میری بیٹی سونا کا نشانہ تو اتنا اچھا ہے کہ سو ہاتھ دور کھڑے بچے کے سر پر رکھے ہوئے بیر میں چھید کر دیتی ہے۔ اس طرح کے کرتب دکھانے والے اور کئی لوگ بھی ہیں ببر کے پاس۔"

"میں تم سے بہت خوش ہوں کاکا۔" کیرت نے چادر کے اندر سے سونے کے سکوں کی تھیلی نکالی اور ببر کو تھما دی۔ "تم لوگوں کو میرے اوپر جو اٹوٹ بھروسہ ہے اس کے لیے میری طرف سے یہ تحفہ قبول کرو۔"

"راجہ تو ہمیں دوغلا سمجھتا ہے؟" ببر غصّے سے آنکھیں لال کر کے بولا۔ "تو بھوتی سے جب ڈاہر یا کو نکال باہر کرے گا تبھی ببر تیرا تحفہ خوشی سے قبول کرے گا۔"

"کاکا۔ میں سچ مچ بڑا خوش نصیب ہوں کہ میرا وطن ایسے ایسے ہیرے جواہرات سے بھرا پڑا ہے۔ میں اسے پرنام کرتا ہوں۔ آپ جیسے جواہرات جس دھرتی نے پیدا کئے وہ کبھی غلامی نہیں کر سکتی۔"

"ہُوا، ہُوا سب۔ بک لے، کہہ لے ہیرے جواہر سب۔ پر آج سیدھی طرح بول کیا کرنا ہوگا۔"

"ببر کاکا۔ جب میں ہمالیہ کا سفر کر رہا تھا تو سنگھل دیپ کا ایک شخص ملا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیر کی معمولی خراش سے انسان یا گھوڑے کس طرح مر جاتے ہیں؟ اس نے کہا کہ کئی ایسی جڑی بوٹیاں ہیں جن کے رس میں ڈبو لینے پر تیر لگتے ہی انسان بے سدھ ہو جاتا ہے۔ ان کا استعمال تلوار پر بھی ہو سکتا ہے۔"

"تو جانتا ہے اسے؟"

"میں ان میں سے ایک آدھ کو جانتا ہوں۔ نام تو نہیں معلوم لیکن تلوار پر لگا کر کسی انسان یا گھوڑے پر اس تلوار سے ضرب لگائی جائے تو اس کا زخم بھرتا نہیں، سڑنے لگتا ہے۔ میں نے بجریانی کو اسی طرح کی تلوار سے مارا تھا۔ جب میں نے سنا کہ کرن کا قیمتی گھوڑا زخم بگڑ جانے کی وجہ سے موت کے مونہہ میں جا رہا ہے تو محسوس ہوا کہ میری پہچان ٹھیک تھی۔ وہ ایسی ہی جڑی تھی۔"

"ببر کے پاس اس سے بھی زیادہ زہریلی جڑی بوٹیاں ہیں۔ وہ سب بھنڈار میں پڑی ہوئی ہیں۔ تو دشمن کی موت چاہتا ہے یا صرف بے ہوشی؟"

"دونوں چاہتا ہوں کاکا۔ میں کرن کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔ کرنا چاہوں تو آج ہی کر سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک سو سینتیس مدعو کئے گئے راجوں مہاراجوں کے درمیان اس کا مذاق اُڑتا دیکھوں۔ کرن پر تو تم ایک بجی کو مقرر کردو جو اس کی گردن میں بیہوش کرنے والا تیر مارے باقی لوگوں کے لئے زہریلے تیر اور زہر میں بجھائی ہوئی تلواریں تیار کرا دو۔ یہ سب کام ایک پہر کے اندر ہو جانا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے۔" ببر اُٹھا تو کیرت نے اسے گلے لگا لیا۔ "کاکا، میری بہنیں اور بہو بیٹیاں کھاپی کر قلعے میں آرام کریں گی۔ تم اپنا کام دیکھو۔"

"ان کے لئے کھانا مت پکوانا۔ ہم آدمی باسی اپنا نمک روٹی ساتھ لے کر آئے ہیں۔" کہہ کر ببر چلا گیا۔ حاضرین نے خوشی سے تالیاں بجا کر کیرت کے قدموں میں سر رکھ دیئے۔

"سو سال جیو راجہ۔" سورج کاکا بولے۔ "تو مہیشر کی شاردا کا بیٹا ہے۔ جے کندار یہ۔"

"آریہ سبودھ! سورج کاکا کو باہری دروازے کی اوپر والی چھت پر چھوڑ آئیے۔ ان کے بارے میں بابا، کاکا، ماں صاحبہ یا گومتی پوچھیں تو کچھ مت بتائیے گا۔ صاف کہہ دیجئے گا کہ کیرت کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ انہیں کیوں بلایا گیا ہے۔"

ٹھیک ہے راجن۔

"بھائی جی۔" گووند بولا۔ ذرا سی دیر کے لئے معاف کیجئے گا۔ بس ابھی واپس آیا۔

وہ سیدھا زنان خانے میں پہونچا۔

"دکشنا۔ تیرے مسخرے راجہ آج بھی برت کئے بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ تو سمجھا کر ہار گئے۔ اب تو ہی میوے اور دودھ لے جا کر انہیں کھلا پلا۔"

"برت تو یہاں بھی ہے ولی عہد۔"

"میں انہیں سمجھانے کے لئے دو گھڑی بعد گومتی کو بھیجوں گا۔"

"کیوں مہاراج چندرا پیٹر جی۔" دکشنا بولی۔ آپ ایسی ضد کیوں کرتے۔ ضد کی

چالیس بناتے وقت کادمبری کی کچھ فکر بھی کر لیا کریں۔ اپنے برت میں انہیں شامل نہ کریں تو بہتر ہو گا۔ ذرا امن چین رہے گا۔"

"آئیے دکشنا دیوی۔ کیرت مسکراتے ہوئے بولے۔ آپ تو عین ان پورنا ہیں۔ آپ نہ رہیں تو اس ابھاگے کو کھانے پانی کے لئے بھی کوئی نہ پوچھے۔ آپ نے کادمبری کا ذکر کیا ہے تو میری بغل میں دیکھئے میرے چھوٹے بھائی پنڈریک بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیسے لگتے ہیں آپ کو؟"

"راجہ آپ سیدھی چوٹ کرنے لگتے ہیں۔ وہ مسکرائی۔ کچھ اشاروں کنایوں کا تو سہارا لے لیا کیجئے۔" اس نے مونہہ پھلا لیا۔

"آپ کا مونہہ دیکھ کر ہی میں نے بھانپ لیا کہ آپ ناراض ہیں۔ معاف کر دیجئے دیوی۔"

دکشنا کیرت کو ہاتھ جوڑے دیکھ کر زور سے ہنسی اور تھال وہیں رکھ کر بھاگ گئی۔

"گووند تم سے پہلے ہی کہہ دوں تم ہاں صاحبہ سے اجازت لے لینا میں دکشنا کو مہوبہ لے جاؤں گا۔"

سب لوگوں نے میوے کھائے اور دودھ پیا۔

"ہاں تو آئیے۔ اصل مدعا بیان ہو جائے۔ اننت اور سورج کاکا تو تھے نہیں جب ہم اپنا لائحۂ عمل بیان کر رہے تھے۔ اس لئے مختصراً انہیں سب کچھ بتا دو۔" اننت نے سارا نقشہ سامنے رکھ دیا تو سورج کاکا مچل پڑے۔

"کیوں راجہ تو نے کہا تھا نہ کہ آپ کو نندیشور بھیجتا تو میری حفاظت کون کرتا؟ کہا تھا کہ نہیں؟"

"ہاں کاکا۔"

"تو میں تیرے ذاتی محافظ کے طور پر ساتھ ساتھ چلوں گا۔ یہ سورج کاکا کا عہد ہے۔ میں اپنی کل دیوی منیاں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کبھی تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔"

"ٹھیک ہے کاکا۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ پارس۔ رام بھدر بھی تو گاہڑوال فوج میں سردار ہے؟"

"ہاں دیو۔"

"تو انہیں بلاؤ اور حکم دو کہ قلعے کے سامنے کھڑی کرن کی فوج پر باز کی طرح ٹوٹ پڑیں۔

وہ بڑی اہم جگہ ہے۔ اگر اس جوابی حملے نے بھیانک صورت اختیار نہیں کی تو صورت حال بدل جائے گی۔"

"راجن۔ ایک سوال ہے۔ بُرا نہ مانیں۔" اننت نے کہا۔

"کہو آماتیہ۔"

"باہری دروازے پر کون رہے گا؟ کون سے گھوڑ سوار کہاں رہیں گے؟"

"باہری دروازہ کھلتے ہی میں پرچنڈ، سون، گووند اور سورج کا کا ایک ساتھ ٹوٹ پڑیں گے۔"

"کیا آپ اپنی حفاظت کو نظر انداز نہیں کر رہے ہیں مہاراج؟" سبھی ایک ساتھ بول پڑے۔

"نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کرن اس بار بازوؤں میں بھی زرہ پہن کر آئے گا لیکن میں اسکے اور اس کے سرداروں کے لئے کافی ہوں۔ میں گووند کی حفاظت کی ذمہ داری بھی کسی کو نہیں سونپنا چاہتا۔ وہ میرے ساتھ رہے گا۔ پنڈریک، تم سون کے گھوڑوں کو لاتے نندیشور تو جانا ہی ساتھ ہی پرچنڈ کو بھی لیتے آنا۔"

"ہاں، بھائی جی۔"

رات کے دوسرے پہر گاہڑوال قلعے کے صدر دروازے پر ایک گھوڑا آ کر رُکا۔ اس سے ایک برہنہ شیو سادھو ترشول لئے اترا۔ "پہریدار! راجہ کیرت سے کہو کہ نندیشور سے بابا کا قاصد آیا ہے۔"

"آپ یہیں بیٹھئے آریہ۔"

"نہیں بھائی۔ ہم یا تو زمین پر بیٹھتے ہیں یا لکڑی کی ایسی چوکی پر جس پر کوئی بچھونا نہ ہو۔"

"یہ آپ کے لائق لکڑی کی ہی پیڑھی ہے آریہ۔ آپ تشریف رکھیں میں ابھی آ رہا ہوں۔"

"راجیشور!" پہریدار نے دستک دی۔

"کون ہے؟" کیرت بولے۔

"راجیشور۔ میں ہوں پہریدار۔ نندیشور سے ایک ناگا سادھو بابا کا پیغام لے کر آئے ہیں۔"

"بٹھائیے ۔ آرہا ہوں ۔"

کیرت باہر کے کمرے میں آئے اور ہاتھ جوڑ کر بولے ۔ "کہئے آریہ ۔ بابا کے لئے کیا وقت اور کیا بے وقت ۔ وہ مجھے بلوا لیتے ۔ آپ کو انہوں نے بلا وجہ زحمت دی ۔"

"مہاراج ۔ جب سپہ سالار ہنڈریک اپنے سپاہیوں اور گھوڑوں کو لینے نندلیشور پہونچے تو بابا کو معلوم ہوا کہ آج کی رات بھی قیامت کی ہی رات ہوگی ۔ انہوں نے کہلا ہے کہ میرے سو گھوڑ سوار اور دو سو ناگا سادھو اس جنگ میں حصہ لیں گے ۔ بابا کوئی بہانہ نہیں سنیں گے ۔ اگر آپ نے ان کی یہ پیش کش ٹھکرائی تو وہ اسے اپنی توہین سمجھیں گے ۔ انہوں نے یہ خط دیا ہے ۔ اسے تنہائی میں دیکھئے ۔"

"آریہ ۔ بابا ضد کرتے ہیں تو مجھ جیسا ضدی بھی ہار جاتا ہے ۔ ان سے کہئے آریہ کہ کرن کی بھاگتی ہوئی فوجوں کے خون سے سیتودری کو سرخ کر دینا ہے ۔ میں ناگا سادھوؤں کو جنگ میں جھونکنا گناہ سمجھتا ہوں ۔ آپ لوگ کرن کی شکست دیکھیں اور جتنے سپاہی اور گھوڑے مارے جا سکیں مار کر راستے کو پاٹ دیں ۔"

ناگا سادھو اٹھا ۔ "جے نندلیشور ۔ جے نندلیشور ۔"

"جے نندلیشور ۔" کیرت نے کہا ۔

وہ گومتی کے کمرے میں آئے ۔ "دیوی ۔ رتو دھوج بابا نے یہ خط بھیجا ہے ۔"

"تو پڑھئے آریہ پتر ۔" گومتی ان کی جانگھوں کے درمیان مونہہ ڈال کر بولی ۔

"مشکل ہے دیوی ۔ یہ خط بیٹے اور بہو دونوں کے نام آیا ہے ۔"

"اچھا لائیے میں کھولتی ہوں ۔" گھی کے چراغ کی روشنی میں گومتی نے خط پڑھنا شروع کیا ۔

"میرے سب کچھ ، بیٹا اور بہو ۔"

"میں پچھلے دو دن سے کیرت اور گومتی کے نام پر اکھنڈ[1] رودرابھیشیک کرا رہا ہوں ۔ میرے اپنے خاندان کے خاص الخاص طریقے سے جوگ مایا کی پوجا ہو رہی ہے ۔ یہ سب اکیس دن تک لگاتار

---

[1] مخصوص مدت تک لگاتار چلتی رہنے والی پوجا یا مذہبی صحیفوں کا ورد ۔

چلتا رہے گا۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایسے شاہی خاندان کے فرد ہو جو انتہائی جاہ و حشم کا مالک ہے۔ یہ سُورما کبھی خطروں سے نہیں ڈرے۔ چندیل اور پرتیہار شمالی علاقوں کے سب سے اعلیٰ درجے کے شاہی خاندانوں سے بھی زیادہ پاکیزہ کردار اور بہادر رہے ہیں۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ گومتی کو سمجھانا۔ وہ ابھی بچّی ہے۔ دعاؤں کے ساتھ ــــ رتو"

آدھی رات کے بعد

کرن زرہ بکتر اور قیمتی ہار زیب تن کر کے اپنی رانی آدل دیوی کے پاس پہونچا۔ "آدل۔"

"کہیئے آریہ پتر۔"

"تم مجھے رخصت کرو۔ ہو سکتا ہے کہ شمالی علاقے کا شہنشاہ اور چکرورتی کرن دیو لوٹ نہ پائے۔ اس لئے چھترانی کی طرح مجھے الوداع کہو۔"

آدل کرن سے لپٹ گئی۔ کرن نے اس کی کمر کو اپنے لانبے بازوؤں میں لپیٹ لیا۔

"کیوں آریہ پتر، آپ کے بازو اتنے سخت کیوں لگ رہے ہیں؟"

وہ ہنسا۔ "میرا دشمن تلوار کا ایک داؤں جانتا ہے یعنی کرالبندر۔ اس نے بجریانی کو یہی داؤں آزما کر قتل کیا تھا۔ اَنگو گندھ کو بھی اس نے اسی طرح مارا۔ وہ مجھے احمق سمجھتا ہے میں بازوؤں پر زرہ بکتر چڑھائے بغیر جاؤں گا بھلا؟ آج اس فقنۂ راجہ چندر دیو اور پاؤں تلے روندے ہوے چندیلوں کو بتا دوں گا کہ کرن کیا ہے؟"

تبھی نیا سپہ سالار بھیم کرما کرن دیو کے پاس آیا۔ "آریہ ہمارے منصوبے میں کوئی تبدیلی تو نہیں ہوئی ہے؟"

"تبدیلی کا کیا مطلب ہے؟"

"میں نے سنا تھا کہ آپ قلعے کو آگ لگا دینے والے ہیں؟"

"احمق۔ مہا شورا تری آنے میں صرف دس دن بچے ہیں۔ اگر کا ہڑوال قلعے کو آگ لگاؤں گا تو کیا کرن بیرو بچے گا۔ میرے مہمانوں کو کہیں جگہ تو چاہیئے! ہمارا مقصد قلعے پر قبضہ کرنا ہے، آگ لگانا نہیں۔"

پانچ ہزار چنندہ گھوڑ سوار کرن دیو اور ہیم کرپا کی قیادت میں بھدربن سے چل پڑے۔
جوں جوں ان کی منزل قریب آتی گئی، کرن کے دل میں خوف گھر کرتا گیا۔ اس کے پہلے دشمن تو اسے صف آرائی کا ماہر سمجھتے تھے اور اس کا لوہا مانتے تھے۔ پتہ نہیں یہ جنگلی چوہا کہیں داؤں پیچ اور گھیرے بندی میں پھنسا دے۔"

49

"بابا، کاکا، دونوں مائیں اور دکشنا۔ آپ لوگ گنگا کنارے کے سامنے والے کمروں کی چھت پر خاموش بیٹھے رہیں۔ وہاں سے سارا منظر دکھائی دے گا۔ نہ بھی دکھائی دے تو بیٹھنے کی محفوظ جگہ وہی ہے۔"

"گووند، سب کو اس چھت پر بیٹھا آؤ۔ کیرت نے کہا۔ اگر تھوڑی سختی کرنی پڑے تو کر لینا۔ کبھی کبھی زنان خانے کی عورتیں اس کے بغیر نہیں مانتیں۔"

"بھائی جی۔ گومتی کا کیا کریں؟"

"اس نے مجھ سے وعدہ کرالیا اور نٹ لڑکیوں کے ساتھ باہری دروازے کے اوپری کمرے میں بیٹھنے کی اجازت لے لی ہے۔"

ہوشیار! خبردار! سنتری دہاڑا چلایا۔ دشمن آدمی کیشو پار کر چکا ہے۔

باہری دروازے سے دس گھوڑ سوار لگے کھڑے تھے۔ سات سون اور کیرت، گووند اور سورج کاکا۔ تبھی ترہی بجاتے سپاہیوں کے ساتھ کرن آپہونچا۔ "کہاں چھپے ہوئے ہو جو جو، چندیلو اور گاہڑوالو۔ میں آج تمہیں بتادوں گا کہ جنگ کیا ہوتی ہے۔"

نٹ لڑکی نے غور سے دیکھا۔ باہری دروازے پر مشعلیں جل رہی تھیں۔ کرن کے جسم کے صرف ایک حصے پر زرہ نہیں تھی۔ وہ تھی اس کی گردن۔ اس نے نشانہ باندھ کر تیر چلا دیا۔

جے کندار یہ! جے کندار یہ!! نعروں کے ساتھ دروازہ کھلا اور سون کے سات سپاہی لمحے بھر میں باہر نکل آئے۔ پرچنڈ! پرچنڈ! پرچنڈ!! کاشی کے شمالی حصے میں کھلبلی پیدا کرتی یہ آواز سنتے ہی پرچنڈ ہنہنایا اور کیرت کی ایڑ لگتے ہی دروازے کے اوپر سے تیرتا وہ کرن

کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

"کیوں رے پنچ۔ اپنے داماد کی قسم بھول گیا تو؟ میں جانتا ہوں کہ تو کندھے سے کلائی تک زرہ بکتر سے ڈھکا ہوا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ میں کرالیندر ہی جانتا ہوں؟ لے یہ۔" کیرت نے ہنکار کر کہا۔

پرچنڈ اُچھلا اور تشار کا چکر کاٹتا پیچھے پہونچا۔ اس نے دونوں پیر تشار پر رکھ دیے۔ کیرت نے تلوار کا ہلکا ہاتھ مارا اور کرن کی پیٹھ میں دو انگل گہرا زخم ہوگیا۔

"بول۔ وندھیہ واسنی قربانی مانگ رہی ہے۔ تیری دوں یا تیرے گھوڑے کی؟" پرچنڈ تیزی سے کرن کے چاروں طرف چکر کاٹنے لگا اور اشارہ پاتے ہی تشار کی بغل میں کھڑا ہوگیا۔

جے وندھیہ واسنی! کیرت نے اپنی فاتح تلوار پوری طاقت سے چلادی۔ تشار کا سر دھڑ سے علیحدہ ہو کر گر پڑا۔ دھڑ کے ساتھ کرن دیو نیچے گرا اور بیہوش ہوگیا۔

"جے سون ندر" کیرت چلائے۔

"جے کندار یہ!" بندیرک بولے۔

نٹ گھوڑ سواروں کی رسیوں میں تین مچھلیاں پھنس گئی تھیں۔ سپہ سالار بھیم کرا کلچری اور اس کے دو محافظ۔

خبردار! خبردار! خبردار! کیرت کی آواز گونجنے لگی۔

اننت، سبودھ، پارس، رام بھدر، اٹھو۔ اٹھو۔

چاروں سمتوں سے گاہڑوال اور چندیل بہادروں نے ہر ہر مہا دیو کا جنگی نعرہ بلند کیا۔ وہ اپنے اپنے گھوڑ سواروں کے ساتھ محاصرے کو تنگ کرنے لگے اور جب کلچری فوج پوری طرح گھر گئی تو کیرت چلائے۔ ایک بھی گھوڑا مرنے نہ پائے لیکن کوئی گھوڑ سوار بچنے نہ پائے۔ انہوں نے گووند کو للکارا۔ وہ دونوں کلچری صفوں کو چیرتے چلے گئے۔ جس طرح پنگھٹ بنانے کے لئے تلواروں سے جنگلی جھاڑیاں، چھوٹے پودے اور جھاڑ جھنکاڑ کاٹے جاتے ہیں اسی طرح گاہڑوال فوجی کرن کے سپاہیوں کو کاٹنے لگے۔

اسی وقت ایک سردار نے گووند پر وار کرنے کے لئے تلوار اٹھائی۔ کیرت نے اسے

دیکھ لیا تھا۔ انھوں نے پرچنڈ کو ایڑ لگائی۔ وہ ہنہناتا ہوا گووند کے گھوڑے کے پاس پہونچا۔ کیرت نے تلوار کا ایک بہت سخت وار کیا اور گووند پر اٹھی ہوئی تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

"راجیشور کیرت کی جے۔ جے۔ جے۔"

انت کیل تالاب سے چل چکے تھے۔ کیرت کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے وہ سو گھوڑسواروں کے ساتھ کرن کی ڈگمگاتی ہوئی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ قلعے کے سامنے سناٹا تھا۔ سبھی لوگ مارے جا چکے تھے۔ سون کے سات سواروں کے ساتھ راجہ کیرت فوجیوں کو کاٹتے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ انت نے دیکھا سامنے بے شمار کلچری گھوڑسوار چاروں طرف سے گھرے جنگ میں مصروف ہیں۔ انت نے ان پر پچھم کی طرف ایک کنارے سے حملہ کیا۔ کیرت کے حکم کے مطابق گھوڑوں کو بچا کر صرف سواروں کے سر اتارے جا رہے تھے۔

ادھر گاہڑوال قلعے کی چھت پر کھڑی نٹ لڑکی نے کہا "بابا یہ سب لوگ ایسے گڈمڈ ہو گئے ہیں کہ پتہ نہیں چل پا رہا ہے کہ کون سے گھوڑسوار کس کے ہیں۔"

"دیکھ سونا۔ گومتی بولی۔ جو زعفرانی پگڑی باندھے ہوئے ہیں وہ دشمن کے فوجی ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ بھاگتے ہوئے پھر صدر دروازے کی طرف آئیں گے اس لئے کہ اب وہ چاروں طرف سے گھر گئے ہیں۔" بات ٹھیک تھی۔ پارس دیو نے آدی کیشو کے سامنے جو جوابی حملہ کیا تھا وہ اتنا بھاری پڑا کہ گھوڑسوار اُدھر کی طرف بھاگے۔ وہ دوبارہ صدر دروازے کی طرف پہونچے ہی تھے کہ زہریلے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ وہ زہریلے تیر لگتے ہی ایک دوسرے کو گرتے دیکھ رہے تھے اس لئے موت سے خوف زدہ ہو کر دوبارہ آدی کیشو کی طرف بھاگنے لگے۔ یہ سپاہی چوہے دان میں پھنس گئے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے تو اپنے گھوڑے چھوڑ دیے اور گنگا میں کود پڑے۔

سون تندرسیوں میں بندھی تینوں بڑی مچھلیوں کو گھوڑوں کے ساتھ گھسیٹ رہا تھا۔ کلچری سپاہی انگشت بدنداں تھے۔ انھوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنی شکست قبول کی اور ہتھیار ڈال دیے۔ کچھ بچ کر سیتو دری کی طرف بھاگے۔ وہاں نندیشور کے گھوڑسواروں اور ناگا شیو فوجیوں نے انہیں گھیر لیا۔ خون کی دھاریں سیتو دری میں گھل گئیں۔

"بابا ایک بھی نہیں بچا۔ آج لوٹ ہی بہت کم۔" ناگا شیو ویر بھدر نے کہا۔ اسی دوران

جھنڈ سے نکل کر ایک سردار کرن میر و پہونچنے میں کامیاب ہوگیا۔" رانی ماں' رانی ماں' اس نے روتے ہوئے کہا راجہ کھیت رہے۔ ساری کلچری فوج گاجر مولی کی طرح کاٹ دی گئی۔"

یہ خبر کرن آدھی رات کو ہی پہونچا تھا۔

"میں نے بار بار کہا کہ چندیلوں سے مت ٹکرائیے۔ لیکن اپنے سامنے دوسروں کی بات سنتے کب ہیں۔"

آول دیوی چھاتی پیٹ کر رو اٹھیں۔ نیند بھول کر سارا محل ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا اماں صاحبہ؟" جات درمن بولا۔ بغل میں وگرہ پال بھی کھڑے ہوئے تھے۔

"تمہارے سسر جی چلے گئے' جات درمن۔" زنان خانے میں خواتین کے رونے کا شور اُٹھا۔

"—— ہاں تو میرے بہادر سردارو اور گاہڑوال فوج کے گھوڑ سوارو۔ جن سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیے ہیں انہیں لوہے کی بیڑیوں یا رسیوں سے جکڑ دو۔ گووند' تم ٹھیک سے بیڑیاں ڈال کر کرن کو تہہ خانے میں پھنکوا دو۔ ہوش آئے گا تو دیکھیں گے کہ بچے گا بھی یا نہیں۔"

چاروں طرف شعلوں کی روشنی میں بتر نٹ اور اس کا سارا خاندان جھوم جھوم کر گیت گانے لگا۔

"کیوں ری سونا جنگ کے موقعے پر سوہر[1] کیوں گا رہی ہے؟"

"راجہ کے آنے والے بچے کے لئے۔" سونا نے چڑاتے ہوئے کہا۔

"دھت۔" گومتی وہاں سے بھاگ گئی۔

سب لوگ باقی کام فوج کے سرداروں کو سمجھا کر قلعے کے باہری کمرے میں جا بیٹھے۔ اسی وقت راجہ چندر دیو، مدن چندر' رالہہ دیوی اور پرتھوی دیوی کمرے میں آئے۔

---

[1] بچے کی پیدائش کے موقعے پر گایا جانے والا لوک گیت۔

"کہاں ہے ہمارا کیرت ؟" بابا چندر بولے۔

"میں آرہا ہوں بابا۔" کیرت نے جھک کر ان کے پیر چھونے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ بابا نے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

"میں محض دعا دے کر کیسے چپ ہو جاؤں۔ یہ تو زبانی دکھاوا ہوگا۔"

"بابا۔ بیٹے یا پوتے کو دی گئی دعائیں دکھاوا نہیں ہوتیں۔ میں آپ کے جذبات کو سمجھ رہا ہوں۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔"

"کاکا۔" مدن چندر نے بھی کیرت کو گلے لگا لیا۔ "بیٹے گوند کہہ رہا تھا کہ تو اسے موت کے مونہہ سے کھینچ لایا۔"

"وہ پاگل ہے کاکا۔"

"وہ ضرور پاگل ہوگا کیرت۔" راہبہ دیوی بولیں۔ "تو نے بیس ہاتھ اونچی دیوار پر سے پدم چند کو کودا دیا۔ ایسا اچنبھا تو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ تو نے تلوار کے ایک جھٹکے سے کرن کے گھوڑے کا سر اڑا دیا۔ ایسی جنگ بھی ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔"

"ماں صاحبہ۔ یہ سب آپ لوگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔"

"اماں۔" پل بھر کے توقف کے بعد کیرت نے راہبہ کو پکارا۔ "دکشنا سے کچھ بھیجو ہمارے سرداروں کے لئے۔"

"میں کیوں لے آؤں جی ؟" دکشنا نے پیچھے سے کہا۔

"تو تم یہیں ہو ؟" کیرت پیچھے گھومے۔

"راجہ سچ مچ تم اس دنیا کے باسی نہیں ہو۔" وہ بھاگ گئی۔

اسی وقت پہریدار دوڑتا ہوا اندر آیا۔ "راجیشو بابا رتو دھوج اور ورش دھوج آئے ہیں۔"

کیرت دروازے پر پہونچے اور بابا کے قدموں میں جھک گئے۔ رتو دھوج رو پڑے۔

"اب اٹھو بھی۔"

کیرت نے اچاریہ ورش دھوج کے پیر چھونے کی کوشش کی تو انہوں نے اسے

اپنے مضبوط سینے سے لگالیا۔

"کیرت، جب تھوڑے سے بھگوڑے گھوڑ سوار میتودری کے پاس سے بھاگے تب سے بابا کو ایک ہی رٹ لگی ہے چلو ورش کیرت کو دیکھ لیں اور کرن کے بارے میں بھی معلوم کرلیں کہ اس کا کیا حشر ہوا۔"

سب لوگوں نے بابا اور ورش دھوج کی پذیرائی کی۔ راجہ چندر دیو کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر رتو دھوج بولے "چندر دیو اب تمہارے ستارے موافق ہونے کا وقت آگیا۔ تمہارا عروج قریب ہے۔"

"بابا۔ آپ کی مہربانی سے کیرت ہمارے پاس آیا۔ بنیادی حق تو اس پر نندیشور کا ہی ہے لیکن سو داس کم نصیب چندر دیو کو مل رہا ہے۔"

دکشنا خشک میوے اور پیالوں میں دودھ لے کر آئی۔

"رکو دکشنا۔ پہلے بابا کو دے دوں تب تم بانٹنا۔ خشک میووں سے بھری تھالی اور دودھ کا پیالہ رتو دھوج کو دیتے ہوئے کیرت نے کہا۔ بابا آج کا دن ایسا ہے جو زندگی میں بار بار نہیں آتا۔ اس لئے آپ اپنے اصول توڑ کر پرائی جگہ یہ میوے کھا کر دودھ پی لیں تاکہ کیرت کو دلی خوشی حاصل ہو۔"

"جیسی تیری مرضی بیٹے۔ لے آ۔"

دوسری تھالی انہوں نے ورش دھوج کے پاس لے جاکر زبردستی انہیں تھمائی اور باقی کے لئے دکشنا سے کہہ دیا کہ حاضرین میں بانٹ دے۔

"راجن۔ سردار رام بھدر آئے ہیں۔"

"لے آیئے انہیں۔"

"کہو آریہ رام بھدر۔ کتنے گھوڑے ہاتھ لگے؟"

"لگ بھگ دو ہزار۔"

"ہتھیار کتنے لوگوں نے ڈالے؟"

"پندرہ سو فوجیوں نے۔"

"مطلب یہ کہ اس بار پینتیس سو سپاہی کھیت رہے۔"

"ہاں راجن۔"

بابا کھلکھلا کر ہنسے۔ "نیچ تو نے رتو دھوج کے ساتھ بدزبانی کی تھی، اسے گالی دی تھی۔ لے بھگت اپنے اعمال کی سزا۔ کرن کی کیا حالت ہے کیرت؟"

"میں نے سوچا بابا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر زندہ رہنے دوں یا مہا شوراتری کے دن ایک سو پینتیس راجاؤں کے سامنے اسے سزا دوں۔ پھر میں نے سوچا کہ خواہ اور لوگ اس کے قتل کو مناسب کہہ لیں لیکن آپ اسے صحیح نہیں ٹھہرائیں گے۔ میں فیصلہ نہیں کر سکا۔ آپ اتنے نرم دل ہیں کہ کرن کو مار ڈالنے کے فیصلے سے شاید خوش نہ ہوتے۔"

"حالت بتا اس کی۔" بابا بڑی جلدی میں تھے۔

اس کی پشت پر کندھے سے لے کر کمر تک گہرا زخم آیا ہے۔ اس کے گھوڑے کی تو میں نے قربانی دے ہی دی۔ جوگ مایا کے قدموں میں چڑھانے کے لئے پوچھا تو جواب ملا کہ گھوڑے کی ہی قربانی دو۔ تلوار کے ایک جھٹکے سے تشار کی گردن کٹ گئی اور وہ کرن کے ساتھ زمین پر لوٹ گیا۔ کچھ چوٹ اس طرح بھی آئی ہو گی۔ آپ اسے دیکھنا چاہیں تو گوونِد سے کہہ دوں۔"

"چلو اس بدکار کو دیکھ لیں۔ ورش اس کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے۔"

تہہ خانے میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا کرن سسک رہا تھا۔

"اب کیوں رو رہا ہے نیچ؟ تو نے رتو دھوج کو ذلیل کہا تھا۔ آج اسی رتو دھوج کا کہنا مان کر کیرت نے تجھے قتل نہیں کیا۔ بھگت نیچ۔ اپنے اعمال کا نتیجہ بھگت۔

بابا اور ورش دھوج تہہ خانے سے باہر نکلے۔

"اب صبح کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ دو چار گھنٹوں کے بعد تمہاری یہ سرائے عدالت بن جائے گی۔ مبارک ہو۔" بابا اور ورش چلے گئے۔

50

صبح کا سورج گاہڑ والوں کے قلعے پر سونے کے پھولوں کی بارش کرنے لگا۔ حالانکہ رات میں لوگ سو نہیں پائے تھے لیکن فتح کی خوشی نے دل کو اس طرح جوش و خروش سے بھر رکھا

تھا کہ زنان خانے میں لوگ نہا دھوکر تیار بھی ہو گئے۔ رالہہ دیوی باورچی خانے میں جا کر پچاس لوگوں کے ناشتے کا انتظام خود کرا رہی تھیں۔ گومتی نہا دھوکر اپنے محبوب دیوتا واسودیو کی آرتی اتار کر ان کے قدموں میں گر گئی۔ اسے محسوس ہوا کہ شری کرشن کا داہنا ہاتھ اس پر ضیا پاشی کر رہا ہے۔

"کیوں ری سونا!" گومتی نے پکارا۔

"ہاں رانی جی۔"

"تم لوگ نہا دھوکر تیار ہوئیں کہ نہیں؟"

"ہم آپ سے بھی پہلے تیار ہو گئے تھے رانی ماں۔"

"اچھا۔"

گومتی نے دکشنا کو بھیجا کہ وہ پتہ لگا کر آئے کہ مہمان سرا میں کتنے لوگوں کا ناشتہ بھیجنا ہے۔ ادھر سرائے میں سبودھ دیو کے حکم سے بڑے بڑے برتنوں میں دودھ اور چاول سے کھیر بننے کا کام شروع ہو چکا تھا۔

دکشنا جب سرائے کے قریب پہونچی تو خوف سے پسینے پسینے ہو گئی۔ اس نے آج تک اتنی لاشیں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ سرائے تین سو گھوڑ سواروں سے گھری ہوئی تھی۔ دروازے پر پارس اور رام بھدر ننگی تلواریں لئے ہوئے کھڑے تھے۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

"سیناپتی جی۔" دکشنا بولی۔ "رانی جی نے کہا ہے کہ سرائے جا کر پوچھ کر آ کہ کتنے لوگوں کا ناشتہ بھیجا جائے۔"

"ارے دکشنا۔ آج کوئی پوچھ کر ناشتہ بنانے کا دن ہے۔ زیادہ سے زیادہ۔ اور کیا۔"

"سیناپتی مجھے تو مردوں کے بیچ سے جانے میں بڑا ڈر لگ رہا ہے۔"

کیرت کو فکر کے مارے نیند نہیں آئی تھی۔ وہ اُٹھے اور نہا دھوکر سرائے کے بڑے کمرے میں بیٹھ گئے۔ وہاں اننت، سبودھ، گووند اور ہنڈریک بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تبھی ایک گھوڑ سوار دروازے پر رُکا۔ بغیر اجازت لئے وہ سیڑھیاں پھلانگتا اوپر کے کمرے میں پہونچ گیا

اور ایک پل سب کو دیکھتا رہا۔

"سپہ سالار!" کیرت اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

"کیسے ہیں راجن؟ گوپال نے کیرت کو چھاتی سے لگالیا اور ان کے گالوں پر بوسہ دیا۔

"راجن۔ آج میری رُوح کو چین ملا ہے۔ آج اس ناچیز گوپال نے وِدیادھر دیو کی تصویر کے سامنے سر جھکا کر کہا راجن' آپ نے جس اعتماد اور عقیدت کو دیکھ کر گوپال کو سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا' اپنی فاتح تلوار عطا کی' اس کی عزت آپ کے پوتے نے رکھ لی۔ میں اس ذلیل کرن کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"گووند چندیل فوج کے سب سے بڑے سردار کو تہہ خانے میں لے جاؤ اور کرن سے ملوادو۔ اپنے محافظوں کو ساتھ لے جانا۔"

گوپال نے گووند کو سینے سے لگالیا۔ "ولی عہد کیسا لگ رہا ہے آج کا دن آپ کو؟"

"آریہ۔ جس کے رتھ کی باگیں خود واسُودیو نے سنبھال لی ہوں اس کی خوشی کا کیا ٹھکانہ۔ ناکارہ' بزدل گووند کو کل انہوں نے خاص ٹکڑی کے ساتھ میدانِ جنگ میں اتارا۔ برابر ایک نظر مجھ پر ڈال لیا کرتے تھے۔ ایک ماہر کلچُری سوار نے پیچھے سے مجھے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی ہی تھی کہ اڑتا ہوا پرچندر میرے اور دشمن کی تلوار کے بیچوں بیچ کھڑا ہوگیا۔ بھائی جی نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن اڑادی۔ اس طرح کا استاد اور محافظ بڑے نصیب والوں کو ملا کرتا ہے۔"

دونوں گھوڑے لاشوں کے بیچ سے قلعے کی طرف چل پڑے۔

"پہریدار! گووند بولا۔ تین محافظ آرہے ہیں۔ ان کے آجانے پر تہہ خانے کی کنڈی کھلوانی ہے۔ ہمارے معزز فنِ سپہ گری کے ماہر' چندیل فوج کے اعلیٰ سپہ سالار گوپال بھٹ کرن کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

سپہ سالار کی آمد کی خبر سن کر راجہ چندر دیو اور مدن چندر باہری کمرے میں آگئے۔ "آریہ آپ کا نام بہت سن چکا ہوں۔ رنجک اپنے بچپن کے دوست گوپال کی بہادری کی کہانیاں سناتے سناتے کبھی نہ تھکتے تھے۔ آپ لائق صد احترام ہیں۔ برہمن ہیں اور چندیلوں کی حفاظت کرنے

والے ہیں۔ چندر دیو آپ کو پرنام کرتا ہے۔"

"بابا۔ گوپال بھٹ اٹھ کر چندر دیو کے پاس پہونچے۔ آج میرے دوست آریہ رنجک کی غیر موجودگی چھری کی طرح میرے دل کو کاٹ رہی ہے۔ ان کی تمنا تھی کہ گاہڑوال خاندان کاشی اور کانیہ کبج پر راج کرے۔ وہ اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے میرے راجیشور سے وعدہ لیا تھا کہ وہ گووند کو اپنے جیسا ہی جنگجو سپاہی بنا دیں گے۔ آج ابھی ولی عہد نے بتایا کہ میرے راجہ نے انہیں پہلی ٹکڑی میں جگہ دی اور ان پر برابر نظر رکھتے اور ان کی حفاظت کرتے رہے۔ یہ سب ماں شیل بھدرا کی دعاؤں کا نتیجہ ہے دیو۔ وہ ہماری ڈھال بن کر ہمارے ساتھ چل رہی ہیں۔"

تبھی رالہہ دیوی، پرتھوی دیوی اور گومتی کمرے میں داخل ہوئیں۔ آنچل کا چھور ہتھیلیوں میں دبا کر رالہہ دیوی نے گوپال بھٹ کے پیر چھوئے۔ "آریہ۔ زہے نصیب کہ آپ گاہڑوالوں کے گھر تشریف لائے۔ شری ماں کی مہربانی سے کیرت نے رالہہ کے نام پر کلنک لگانے والوں کو بھرپور سزا دی۔ میرا دل باغ باغ ہے۔ یہ ہیں میری بہن پرتھوی اور یہ ہیں چندیلوں کی راج بہو گومتی۔"

گومتی جوں ہی گوپال کے پیروں کی طرف جھکی انہوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "دیوی آپ اور راجیشور کی شادی کے وقت میں نے کہا تھا کہ جھوتی راجہ کو باپ کا اور رانی کو ماں کا درجہ دیتی ہے۔ آپ کو کسی کے بھی پیر نہیں چھونے چاہئیں۔"

"پتجا۔ کیا چندیلوں کی یہ رسم ان کی انا کو تسکین پہونچانے کے لئے بھاٹوں نے ایجاد کی تھی؟"

گوپال ہنسے۔ "مجھے خوشی ہے مہارانی کہ آپ کیرت کی بھابھی کی طرح ہی روایت کو توڑنے کی اجازت مانگیں گی۔ میں آپ سے ایک بات بتاتا ہوں۔ میں کالنجر کے حکمراں شہنشاہ ودیادھر دیو کے پیر چھوتا تھا کیوں کہ وہ میرے باپ کی طرح تھے۔ اگر یہ رسم نہ ہوتی تو جھوتی کے ہزاروں قبیلے آپس میں لڑ مرتے۔ اس کا بھی وہی حال ہوتا جو جاہ و حشم سے مالا مال پرتیہاروں کا ہوا۔"

"بہورانی۔ گوپال پھر بولے۔ جب آپ نے چندیل خاندان میں قدم رکھا تب ہی میں نے

تب ہی میں نے جان لیا کہ پر تمہارے خاندان کا خون جندیلوں کی آنے والی کئی نسلوں کو مضبوط بندھنوں میں باندھنے اور انہیں عروج عطا کرنے کے لئے آیا ہے۔ دیوی آپ میرے قریب آئیں۔"

گومتی کچھ حیرت زدہ سی گوپال بھٹ کے پاس پہونچی۔ انہوں نے اپنی چادر میں سے ہیروں کا نہایت قیمتی ہار نکالا اور اس کے گلے میں ڈال دیا۔" دیوی۔ جوگ مایا کے آنگن میں آپ کے ہاتھ کا پکا کھانا کھاتے ہوئے مجھے اس بات کا بڑا ملال تھا کہ میں اس وقت ایسا تہی دست ہوں کہ آپ کو کوئی تحفہ نہیں دے سکتا۔ میں نے اپنے ان جذبات کا اظہار بھی کیا تھا۔ میں جانتا ہوں راج بہو کہ یہ ہار بھی تمہارے مرتبے کے مطابق نہیں ہے لیکن اس میں گوپال کی شفقت اور دعائیں شامل ہیں۔ اسے قبول کرو۔"

گومتی نے گوپال کے پیر چھولئے۔" سپہ سالار۔ گومتی آپ کی امیدوں پر کس حد تک پوری اترے گی وہ نہیں جانتی لیکن گاہڑوالوں نے مونہہ بولی بیٹی بنا کر میرے اوپر جو احسان کیا تھا اسے اتارنے کی تھوڑی کوشش راجہ نے آج ضرور کی ہے۔ یہ قرض تب تک نہیں اترے گا جب تک کرن کاشی سے ہمیشہ کے لئے نہیں نکال دیا جاتا۔"

" بیٹی۔ رالہہ کی آنکھیں بھر آئیں۔ یہ قرض تو تبھی اتر گیا تھا جب ہمیں کیرت جیسا بیٹا اور داماد ایک ساتھ ملا۔"

تبھی گووند آیا۔" چلئے آریہ۔"

تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔ تیل کی مشعل روشن کردی گئی تھی۔

"کرن دیو مجھے پہچانتے ہو؟"

"کون ہو تم؟"

جندیلوں کا وہ سپہ سالار جسے زندہ یا مردہ کسی طرح بھی پکڑ لانے کے لئے تم نے لاکھوں کارشاپنوں کے انعام کا اعلان کیا تھا۔ آج بھی ہماری جبھوتی ہر راستے پر تمہارے استقبال کے لئے تیار کھڑی ہے۔ تم نے ہمارے قبیلوں کے جانور اور اناج سب چھین لئے۔ انہیں فاقے کرنے پڑے۔ وہ تمہاری پیشوائی کے لئے کھڑے ہیں۔ تمہاری گھوڑسوار فوج کی ریڑھ راجہ کیرت نے توڑدی ہے۔ بچے کھچے سپاہیوں کو جبھوتی کے آدمی باسی بیس کر رکھ دیں گے۔

تمہیں تو قتل کر دیا جاتا لیکن تمہارے بدلے تشار کی قربانی دے دی گئی ۔ میں تمہاری خدمت کے لئے تیار ہوں ۔ کہو کوئی تکلیف ہے ؟ ہم تمہیں ایک سو سینتیس راجاؤں کے سامنے چکرورتی کے اعلان سے نہیں روکنا چاہتے ۔"

"سپہ سالار گوپال ۔ کوئی وید بلا کر میری پیٹھ کے زخم کی مرہم پٹی کروا دیجئے ۔ میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں ۔ خون سے سنا ہوا ہوں ۔ مجھے دھوتی اور چادر دلوا دیجئے ۔"

"میں ایک گھنٹے کے اندر سب کروا دیتا ہوں کرن دیو ۔ آپ بے فکر رہیں ۔"

"کاشی کی حفاظت کے لئے تیار نوجوانو !
رعایا کے دشمن ، گھناؤنے جاگیردارانہ نظام کو کس طرح تباہ کیا جاتا ہے اسے دیکھنا ہو تو گاہڑوال قلعے کی دیوار سے لگے ہوئے علاقے کو دیکھو ۔ آج کاشی کو کرن سے نجات مل گئی ہے"

گھوڑوں پر سوار ہو کر اکھلیش ایادھیائے کے ساتھی جیسے جیسے پوری کاشی میں یہ اعلان کرتے گھوم رہے تھے ویسے ویسے قلعے کے پاس بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی ۔

کیوں بندھو جیو ۔ یہ تو سچ مچ کروکشیتر[1] میں آ گئے ہم لوگ ۔ کئی ہزار لاشیں اور مرے ہوئے گھوڑے ذرا باہری دروازے تک چلئے شرما جی ۔ راجہ نے وہیں سے صرف دس لوگوں کے ساتھ کرن پر حملہ کیا تھا ۔ باہری دروازے پر کرن کے راج ہنس کی طرح سفید گھوڑے کی قربانی دیکھ کر زنیش کانپ گئے ۔ "شاباش کیرت دیو ۔ کس صفائی سے سر کاٹ کر دھڑ سے الگ کیا ہے جیسے آری سے کاٹا گیا ہو ۔"

اسی وقت وشِشٹ ترویدی ، بلدیو اوجھا اور چمپک کو لئے ہوئے ایک رتھ قلعے کے دروازے پر رُکا ۔

"بہر یدار ۔ راج ۔ ہو گومتی سے کہو کہ چمپک آئی ہے ۔"

گومتی دوڑی ہوئی آئی ۔ "ارے چمپک ۔ لاشوں کی گنتی کر لی تو نے ؟"

---

[1] میدان جہاں مہابھارت کی جنگ ہوئی تھی ۔

"راج رانی۔ یہ سب ماں شیل بھدرا کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ رتھ میں میرے والد وششٹ ترویدی اور برہم پوری کے اوجھا خاندان کے آچاریہ بلدیو اوجھا بیٹھے ہوئے ہیں۔"

گومتی نے اپنی ساڑی سر پر رکھ کر ان کے پیر چھوئے۔

"آچاریہ! آپ لوگ قلعے کے اندر چلیں۔ کچھ ناشتہ کریں۔"

"نہیں بیٹی۔ ہم لوگ مہاراجہ کیرت کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ وہیں جارہے ہیں۔ اگر جمبک تمہارے ساتھ رکنا چاہے تو روک لو۔ ہم راجہ کو دعائیں دے کر کوئی گھنٹہ بھر میں واپس آتے ہیں۔"

"کیوں ری، جس آماتیہ کے نام کی وجہ سے بدنامی ہوئی وہ لڑائی میں کہیں زخمی ہوا، اسے کوئی خراش بھی آئی، کوئی بھی بہانہ بنا سکتی تھی۔ آماتیہ کا اترا ہوا مونہہ دیکھ کر بڑا غصہ آیا تجھ پر۔"

"سچ ہے دیدی کہ آماتیہ نے مجھے ساتھ لے کر سیاست کا جو داؤں کھیلا وہ اسی میں پھنستے چلے گئے۔ جب کرن نے انہیں جھوتی پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو ان کے کان کھڑے ہوئے۔ نتیجہ تم جانتی ہی ہو کہ ہم کس طرح بھاگتے بھاگتے اگوری پہونچے۔"

ناشتہ کرنے کے بعد کیرت کے آماتیوں اور سرداروں کی بیٹھک شروع ہوئی۔ مہمان سرا پر اتنا سخت پہرہ تھا کہ مکھی تک اندر نہ جا سکے۔ تبھی دو گھوڑ سوار اور ایک پالکی باہر آکر رکی۔

وگرہ پال نے کہا۔ "سپہ سالار آپ مہاراجہ کیرت کو خبر کردیں کہ وگرہ پال، کرن کے صاحبزادے راج کمار یشہ کرن اور یوون شری ان سے ملاقات کا شرف چاہتے ہیں۔"

سپہ سالار پارس خود گئے اور کمرے میں کیرت، انت، پنڈریک اور سپہ سالار گوپال کو بڑی سنجیدہ گفتگو میں مصروف پایا۔

"راجن!"

"کہئے سپہ سالار۔ آپ خود خبر دینے چلے آئے۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں راجن ۔ وگرہ پال، کرن کا بیٹا یشہ کرن اور پالکی میں دیوی یوون شری آئی ہیں۔"
"ان سے کہیے، کہ وہ گھوڑے، محافظ، پالکی اور کہاروں کے ساتھ اندر آسکتے ہیں۔"
سپہ سالار پارس نے وگرہ پال سے کہا "راج راجیشور نے کہا ہے کہ وہ اپنے گھوڑوں، محافظوں، اور پالکی اٹھانے والے کہاروں وغیرہ کو لے کر صدر دروازے تک آسکتے ہیں ۔ پھر انہیں احترام کے ساتھ اوپر کے کمرے میں لایا جائے۔"
"واہ رے کیرت! وگرہ پال بولے۔ سنا یوون تم نے۔ میرے دوست نے کہا ہے کہ گھوڑوں، محافظوں اور پالکی، سب کے ساتھ اندر آسکتے ہیں۔"
"آپ ٹھیک کہتے ہیں جیجا جی۔ ایسا ہم بھولا راجہ ہیں نے نہیں دیکھا" یشہ کرن بولا۔
یوون شری بولی۔ "میرے سامنے دوہری پریشانی ہے آریہ پتر!"
"تیرے ساتھ کیسی پریشانی؟"
"میرے دو بھائی دشمنوں کی طرح آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ میں کیرت بھیا کا ساتھ دوں یا ماں جائے یشہ کرن کا؟ کرن اپنی دریا دلی کے لئے مشہور ہیں۔ وہ ہماری درخواست مان لیں گے لیکن یہ ذمہ داری کون لے گا کہ پتا جی کی رہائی کے بعد کیرت بھیا پر حملہ نہیں ہوگا۔ انہوں نے آریہ پتر کی درخواست پر جات ورمن کو رہا کر دیا تھا اسے ہمارے والد محترم نے کیرت کی کمزوری سمجھا اور رات میں قلعے پر حملہ بول دیا۔ دیکھا تم لوگوں نے کر دکھیتر کو؟"
"میں ذمہ داری لیتا ہوں یوون۔" یشہ کرن بولا۔
تینوں پیدل ہی چل پڑے۔ پارس دیوان کے پیچھے پیچھے چلے اور راستہ بتاتے ہوئے اوپری کمرے تک لائے۔
"راجن۔ تینوں مہمان دروازے پر کھڑے ہیں۔"
کیرت اُٹھ کر دروازے تک آئے۔ "آئیے آریہ یشہ کرن۔ وگرہ اور یوون تو میرے واقف کاروں میں ہیں۔ لیکن اس میں بہن یوون کو کیوں شامل کیا آپ لوگوں نے؟ پھر ایک پل رُک کر کیرت بولے۔ میرے کمرے کا فرش اتنا سخت ہے کہ اس پر راج گھرانے کے لوگوں کو بٹھانا سزا دینے کے مترادف ہے لیکن مجبوری ہے۔ یوون تمہارا بھائی نہ گدے پر سوتا ہے نہ بیٹھتا ہے۔

کہو تو تمہیں قلعے کے زنان خانے میں بھجوا دوں۔"

"نہیں بھیا۔ میں بھی سخت بچھاون پر بیٹھنے کی عادی ہوں۔"

"بیٹھئے۔ آپ لوگوں سے تعارف کرا دوں۔ یہ ہیں ہماری فوج کے سب سے بڑے سردار اور نہایت قریبی عزیز گوپال بھٹ۔"

"یہ نام تو بار بار سنا ہے میں نے۔" یشٹہ کرن بولا۔" لیکن ملنے کا موقعہ آج ہی ملا ہے۔"

"یہ نام آپ نے اپنے والد سے سنا ہوگا راج کمار۔ انہوں نے مجھے زندہ یا مردہ پکڑ لانے کے لئے لاکھوں کارشاپنوں کی رقم کے انعام کا اعلان کیا تھا۔ آپ کو کوئی شک نہ ہو اس لئے بتا دوں کہ کل کی جنگ میں میں شامل نہیں تھا۔ صرف دس چندیل سپاہی صدر دروازے پر کھڑے تھے راجیشور کے ساتھ۔" گوپال بھٹ بولے۔

اسی وقت باہر سے شور و غل کی آوازیں آئیں۔ کاشی کے پچاس ساٹھ جوان گھوڑوں کی صفوں کو توڑتے، نعرے لگاتے سرائے کے قریب پہونچے "کرن کو قید رکھو" وہ چیخ چلا رہے تھے۔

"کیا بات ہے آماتیہ:" کیرت نے اننت سے کہا۔ "یہ شور شرابہ کیوں ہے؟"

اننت نے نوجوانوں سے پوچھا" آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"آماتیہ۔ کاشی کے ہم نوجوانوں نے فحش اور غیر اخلاقی حرکتوں کے لئے جات درمن کو قید کیا تھا۔ اسے راجیشور کیرت نے اپنی فیاضی اور دریا دلی کے سبب آزاد کر دیا۔ نتیجہ سامنے ہے۔ اس نے بے قصور چندیلوں اور گاہڑوالوں پر حملہ کر دیا۔ ہماری عرضداشت راجہ تک پہونچا دیں کہ اگر کرن کو آزاد کیا گیا تو ہم کرن میرو پھونک دیں گے۔"

اننت اندر آئے۔" راجیشور صورت حال بڑی خراب ہے۔ کاشی کے نوجوانوں کا ایک جھنڈ انتہائی غصے میں چلا رہا ہے کہ کرن کو قید میں رکھو۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک رقاصہ کے ساتھ فحش اور گھناؤنی حرکتیں کرنے کی پاداش میں ہم نے جات درمن کو پکڑ لیا تھا۔ ہمارے راجہ نے فیاضی دکھائی اور راجہ دگرہ پال کی درخواست پر اسے چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آدھی رات

کے بعد اس نے بے قصور چندیلوں اور گاہڑ والوں پر حملہ کیا۔ اگر اسی طرح کی دریادلی دکھاتے ہوئے راجہ کیرت نے کرن دیو کو بھی چھوڑ دیا تو ہم کرن میرو کو آگ لگا دیں گے۔"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

"جیجا جی۔ کیا یہ سچ ہے کہ جات ورمن نے ایسا برتاؤ کیا تھا اور اسے قید کیا گیا تھا؟"

"ہاں راج کمار یہ سچ ہے۔ یودن تو یہاں تک روٹھ گئی تھی کہ اس نے کہا کہ ایسے راج محل پر لات مارو اور اپنے گھر چلو۔"

"کیوں یودن؟"

"یہ سچ ہے یش۔ ویرشری دن رات روتی رہی تھی۔ اُس نے کہا دیدی ہماری کوئی سُن نہیں رہا ہے۔ تم میرے شوہر کو بچالو۔ میں انہیں محل سے نکلنے ہی نہیں دوں گی۔ میں نے وگرہ کو بھیجا۔ وگرہ اور راجیشور کیرت میں پہلے کی جان پہچان ہے۔ وگرہ کی بات مان کر راجیشور کیرت نے جات ورمن کو آزاد کر دیا۔ پتا جی نے جب جات ورمن کو خیریت کے ساتھ واپس لوٹا دیکھا تو کہا میں آج اس جنگلی چوہے کو بتا دوں گا کہ کرن کیا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب تو تب ہوا جب ویرشری ہنستی ہوئی آئی اور بولی رات بھر رُک جائیے جیجا جی۔ ذرا اپنے دوست کی بے عزتی تو دیکھتے جائیے۔"

"چلو جیجا جی۔ ایسی غیر شریفانہ حرکتیں کرنے والوں کی رہائی کی گذارش میں کس مونہہ سے کروں۔"

"بیٹھو یش۔ کیرت نے کہا۔ گرم دودھ تو پی لو۔ تمہارے لئے مہوبے کا پان بھی منگوایا ہے میں نے۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا راجیشور کہ آپ کے پاس کل صبح یش کرن آئے گا؟"

"یہ تو راز کی بات ہے لیکن مجھے یقین تھا کہ تم اگر کاشی میں آگئے ہو گے تو یہاں ضرور آؤ گے۔ وگرہ تو چُپ سادھ لیں گے۔ اب محترم ماں آوّل دیوی کے علاوہ کون بچا ہے جو میرے پاس عرضداشت لے کر آئے گا۔ میں تمہارے والد کے دوستوں، رشتہ داروں اور ایک سو سینتیس باج گذار راجوں مہاراجوں کو جانتا ہوں جنہیں میں اکیلے ہی پرچنڈ پر بیٹھ کر

روند دوں گا۔"

اسی درمیان بندھو جیوٗ اور رتنیش شرما پہونچے۔

پہریدار نے اوپر خبر کی۔ کیرت جانتے تھے کہ دونوں ان کے اپنے ہیں۔ کسی منصوبے کی اطلاع دینے آرہے ہوں گے۔

"بھیجو انہیں۔"

دونوں کمرے میں آئے۔ سب کو پرنام کیا اور بیٹھ گئے۔

"کہئے شرما جی اور بندھو جیوٗ۔ کیسے آئے آپ لوگ؟"

"راجن۔ شہر میں لوگ بہت ناراض ہیں۔ کاشی کے عوام کی بس ایک ہی مانگ ہے وہ یہ کہ کرن میرو میں آگ لگا دی جائے۔ ہم لوگوں نے بہت منت سماجت کی لیکن لوگ محل گھیر کر کھڑے ہیں۔ ان کے پاس ہزاروں مشعلیں ہیں۔ بڑے بڑے برتنوں میں بہت سا تیل بھر کر رکھا ہے۔ آپ ہی بتائیں کیا کیا جائے؟"

"یہ غصّہ کیوں ہے؟"

"اسی بات پر کہ کرن دیو کو رہا کرا کے چندیلوں اور گاہڑوالوں پر پھر حملہ کیا جائے گا۔ اس لئے کرن کو قیدی میں رہنے دیا جائے۔ ان سادہ لوح عوام نے اپنی معمولی عقل سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ کیا اتنے ذہین اور سمجھدار راجہ کیرت کے لئے پہیلی بن گیا ہے؟"

"بولو راج کمار ریشہ کرن۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

"آپ جو بھی فیصلہ کریں۔"

"میرے فیصلے کا تو سوال ہی نہیں ہے راج کمار۔ کرن قید خانے میں زیادہ محفوظ ہیں۔ آزاد کر دیے گئے تو ان کی اور کرن میرو دونوں کی شامت آجائے گی۔"

"کیرت بھائی۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔" یووَن شری بولی۔

"کیا پتا جی بہت زیادہ زخمی ہیں؟"

"چوٹ تو آئی ہے یووَن۔ لیکن میں تمہاری قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں تلوار بازی کا صرف ایک داؤں جانتا ہوں یعنی کرالیندر۔ اس لئے شالوں سے لے کر

پورے بازوؤں تک زرہ پہن کر آئے تھے۔ آتے ہی وہ چیخے۔ کہاں چھپے ہو جو ہو! چندیلو اور گاہڑوالو! میں نے جب پرچنڈ کو ایڑ لگائی تو مجھے دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسے۔ کیوں رے فقنے! چلا کر الیندر۔ میں بازوؤں میں زرہ پہن کر آیا ہوں۔ میرا ارادہ انہیں قتل کرنے کا نہیں تھا کیوں کہ انہوں نے باہر سے جو مہمان بلا رکھے تھے وہ کہتے کہ ودیادھر کے پوتے نے غیر آریائی حرکت کی۔ اس نے اپنے دادا کی شرافت کو طاق پر رکھ دیا۔ اس لئے میں نے تلوار اٹھائی ضرور لیکن اسکی رفتار کم کر دی۔ میں تمہاری قسم کھا کر کہہ رہا ہوں یودن۔ جس طرح اشوگندھ کو ہمارے آماتیہ اننت شیئن بات سے مار سکتے تھے کیوں کہ یہ ان کا اچوک داؤں ہے اور جیسے کرن دیو کی پکار پر انہوں نے اپنی تلوار روک لی ویسے ہی اگر میں نے اپنی تلوار نہ روکی ہوتی تو کرن دیو کا جسم دو ٹکڑوں میں بٹ جاتا۔ کمر سے اوپر اور کمر سے نیچے کے حصے الگ الگ ہو گئے ہوتے لیکن اب ان کی پیٹھ پر کندھے سے لے کر کمر تک دو انگل گہرا زخم ہے۔"

"وید راج دیو شرما جی آئے تھے راجن۔" بندھو جیئو نے کہا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کرن دیو کو جان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ انہوں نے دوا لگا کر پٹی باندھ دی ہے۔"

"تو چلیں ہم۔ اجازت دیجئے راج راجیشور۔" لیشہ کرن نے کہا۔ ہمارے لئے آپ کا دروازہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ میں شاید شام تک دوبارہ آؤں۔ آپ سے ملاقات ہو سکے گی؟"

کیسی باتیں کرتے ہیں راج کمار! کیرت بولے۔ انہوں نے میرے بے قصور اور بیراگی بھائی کو قتل کیا ہے۔ میں بدلے کی آگ کو دبا نہیں سکوں گا لیکن شوراتری تک اپنی طرف سے کوئی غلط کام نہیں ہونے دوں گا۔"

تینوں مہمان چلے گئے۔

"راجن۔ گوپال بھٹ بولے۔ دیکھ رہا ہوں چار ماہ کے اندر آپ کی آواز میں وہ کیفیت اتر آئی ہے جو ودیادھر دیو کے لہجے میں تھی۔ اوپر سے برف کی طرح ٹھنڈک پہونچانے والی لیکن اندر سے بھیانک انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔"

51

کرن میرو پہونچ کر وگرہ پال نے دیکھا کہ کرن میرو کی کھڑکیوں اور روشن دانوں میں جڑے شیشے ٹوٹ کر بکھر گئے ہیں۔ پورا آنگن پتھروں اور ڈھیلوں سے بھرا پڑا ہے۔ کئی جگہ اُلجھی ہوئی مشعلیں پڑی ہوئی ہیں۔ بلور کے فرش پر سیاہ راکھ پھیل گئی ہے۔ محل کی اوپری منزل پر رونا دھونا جاری ہے۔

"یوون۔" وگرہ پال نے کہا۔ "تم اوپر جاکر دیکھو، لوچن ہو تو اسے لے آؤ۔" یوون جب کمرے کے سامنے پہونچی تو دیکھا لوچن دروازے سے کمر ٹکائے سر جھکائے بیٹھا ہے۔

"لوچن!" یوون نے اس کا سر ہلایا تو اسے احساس ہوا کہ سامنے یوون کھڑی ہے۔

"دیوی معاف کریں۔ بہت تھکا ہوا تھا۔ بھوکا تو ہوں ہی۔ ذرا آنکھ جھپک گئی۔"

"کیوں رے لوچن تو یہاں کب سے بیٹھا ہے؟"

"جب سے آیا ہوں سارا محل سناٹے میں ڈوبا ہے۔ نہ آگ جلی نہ ناشتہ بنا۔ دیوی آنچل چھاتی پیٹ پیٹ کر رو رہی ہیں۔ یہ سب کیوں ہو رہا ہے دیوی؟"

"تمہارے راجہ کرن دیو کو تجھوتی کے راجہ نے قید کر لیا ہے۔ کبھی گاہڑوال قلعہ دیکھا ہے؟"

"نہیں دیوی۔"

"وہاں کرن دیو کے تین ہزار فوجیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ مرے ہوئے گھوڑے سڑ رہے ہیں۔ بڑا ہی خوفناک منظر ہے۔ تو یہ بتا کہ یہاں رتھ ملے گا؟"

"میں کرشنن کو بلاتا ہوں دیوی۔ وہ بہت عقل مند ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کیا کہتے ہیں وہ ہے... عالم فاضل۔"

"جا بلا کر لے آ اور دھیرے سے محل کے باہر کھڑے اپنے راجہ کے پاس لے جا۔"

یوون نے بکس کھول کر لمبی سی تھیلی نکالی۔ سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی وہ اپنی چادر کے اندر چھپا کر باہر آئی۔

"آرہے ہیں دونوں۔ بڑا بھوکا ہے لوچن۔"

"دونوں کون؟"

"لوچن اور کرشنن۔"

چار پانچ منٹ کے اندر ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے دل کی اندرونی خوشی کو چھپانے کی کوشش کرتے دونوں لڑکے وگرہ پال کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔

"کیوں لوچن۔ یووَن شری کہہ رہی تھیں کہ تم بھوکے ہو۔"

"ہاں راجن ہم بہت بھوکے ہیں۔"

"اچھا ابھی شہر چل رہے ہیں پہلے کسی مٹھائی کی دوکان میں پیٹ پوجا کریں گے اس کے بعد ہمیں دو جگہوں پر چلنا ہے۔"

"کہاں راجن؟"

"ایک تو بزازہ، دوسرے صراف۔ جانتے ہو تم لوگ؟"

"راجن کچھ کہوں گا تو اپنے مونہہ میاں مٹھو بننے والی بات ہو جائے گی لیکن آپ کا کرشنن ان دونوں جگہوں کے بارے میں جتنا جانتا ہے اتنا بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ آپ اگر راجیشوری کے ساتھ اکیلے جائیں گے تو سارا پیسہ دلال کھا جائیں گے۔"

"واہ رے بھولے ناتھ۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم دکن سے لڑکیاں لانے والے دلال ہو۔"

"تُف ہے آپ پر راجن۔ آپ مجھے قتل کردیجئے۔ برہمن کی انا زہر سے بھی زیادہ مہلک ہوتی ہے یہ یاد رکھئے گا۔ یہ بُرا وقت آپڑا ہے کہ دکن کے اعلیٰ برہمن خاندان میں پیدا ہونے پر بھی یہ ذلیل نوکری کر رہا ہوں۔ میں گردداپور سے اس لئے بھاگا کہ شیئوں نے میرے باپ کو مار ڈالا تھا اور ہم بے سہارا ہوگئے تھے۔"

"معاف کردو کرشنن۔ میں نے تو مذاق سے جات ورمن والے واقعے کی طرف اشارہ کیا تھا۔"

"آپ کو اپنی سالی سے یہ بھی پوچھ لینا چاہئے تھا کہ جب جات ورمن نے وہ بات کی تھی تو میرا چہرہ کیسا مسخ ہوگیا تھا۔"

"اچھا یہ بتاؤ کہ ہمیں بہت اچھا اور لمبا چوڑا رتھ کرایے پر ملے گا؟"
"سیکڑوں ملیں گے راجن۔ اور اپنے محل کے رتھوں سے بھی زیادہ خوبصورت اور آرام دہ۔"
"تو ایک رتھ لے آؤ۔"
"ایک بات اور بتائیے۔ اس رتھ کو اپنی جگہ پہونچ کر چھوڑ دینا ہے یا وقت کے حساب سے کرایہ طے کر کے ساتھ ہی رکھنا ہے؟"
"کیا کہا کرشنن، میں سمجھا نہیں۔"
"ہاں لیجیے، یہاں سے کپڑوں کے بازار گئے، تو زیورات کی دوکانوں پر جانے کے لئے دوسرا رتھ لیں گے یا اسے ہی روکے رکھیں گے؟"
"اب سمجھا بھائی۔ ہم تو روکے رہیں گے۔"
کرشنن نے پاس ہی کھڑے رتھوں پر ایک گہری نظر ڈالی اور ایک کے پاس پہونچا۔
"کاکا۔"
"بول کرشنن معمولی یا خاص؟"
"خاص۔"
"تو وہی بتا دینا۔"
وگرہ پال کے سامنے رتھ آکر کھڑا ہو گیا۔ رتھ بان ایسا شاندار لگ رہا تھا جیسے اپنے رتھ پر کسی شہنشاہ کو بٹھا کر لے جا رہا ہو۔
مندا کنی کے داہنے کنارے پر شیامو مٹھائی والے کی دوکان کا شہر کے سبھی مٹھائی والے لوہا مانتے تھے۔ کرشنن کے اشارے پر رتھ وہاں رک گیا۔ "راجن شہر میں اس سے بڑی مٹھائی کی کوئی اور دوکان نہیں ہے۔"
"بھیڑ بہت ہے۔"
"آپ اس کی فکر نہ کریں راجن۔"
کرشنن دوڑا۔ "شیامو چاچا۔ شیامو چاچا۔"
"کیوں رے کرشنن چت کہ پٹ؟"

"چیت کا کا۔ بہت بڑی مچھلی ہے۔ بس یہ کرو کہ اندر ایک صاف ستھری جگہ بیٹھنے کا ایسا انتظام کر دو کہ راجہ خوش ہو جائے۔ مکھیاں بالکل نہ ہوں۔"

شیامو نے اپنی لڑکی کو آواز دی۔ "نئی چادر بچھا دو۔ اگربتیاں بھی جلا دینا۔"

"انتظام تو اچھا ہے کرشنن۔ کرناٹک کی اگربتیوں کی خوشبو بھی عمدہ ہے۔"

"منگلا گوری۔ منگلا گوری۔" کرشنن چلّایا۔

"کیا گلا پھاڑ رہا ہے۔ میرا نام منگلا ہے یا منگلا گوری؟"

"ارے دیوی۔ شاستروں کو جاننے والا ایک عالم برہمن تمہاری عزت افزائی کے لئے تمہارے نام میں 'گوری' جوڑ رہا ہے۔ ناراض کیوں ہوتی ہو۔"

"چپ رہ!"

"کیا لائیں راجن، راجیشوری؟"

"میرے بنگال میں سنا گیا ہے کہ کاشی میں ایک حلوائی ہے جو کھوئے کے لڈو بناتا ہے۔"

"راجن۔ یہ وہی حلوائی ہے شیامو۔"

"واہ کرشنن تو دل کی زبان پڑھنا بھی جانتا ہے۔"

"منگلا! کرشنن نے پکارا پہلے پانی پھر چار چار لڈو۔"

پانی آیا۔ کرشنن غور سے دیکھ رہا تھا۔ پانی سے موہنہ گیلا کرنے کے بعد جونہی راجہ رانی نے موہنہ میں لڈو کا ٹکڑا ڈالا وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سرشار ہو گئے۔ آنکھوں آنکھوں میں بات چیت ہونے لگی۔

"بھائی کرشنن۔ چار چار لڈو اور منگواؤ۔"

"راجن۔ ان کے یہاں کے ناریل کے لڈو ہندوستان بھر میں مشہور ہیں۔"

"وہ بھی منگوائیے۔" وگرہ پال نے کہا۔

کھا پی کر جب چاروں آدمی باہر آئے تو وگرہ پال نے پوچھا "کتنے پیسے ہوئے؟"

"سونے کے آٹھ کارشاپن۔ وگرہ نے اپنی تھیلی سے آٹھ کارشاپن نکالے اور دے دیئے۔

"اور یہ آپ کے لئے خاص پان منگوایا ہے۔" اس نے پان کے بیڑوں کا دونا سامنے

پھیلایا۔

"تم بھی لو یوان بہت اچھا پان ہے۔"

"آپ نے ٹھیک وقت چنا راجن۔"

"کیسا وقت آریہ؟"

"مونہہ اندھیرے سے لے کر سورج طلوع ہونے کے وقت تک تو سڑتی ہوئی لاشوں کو نکالا جاتا رہا تھا۔"

"کیوں کل نہیں نکالی گئیں؟"

"نہیں راجن۔ یہ سب کرنے والے بھرت بھائی ہیں اور انہیں دھونس دے کر کام نہیں نکالا جا سکتا۔"

"ذرا تفصیل سے بتائیے۔"

"کرن دیو کے سپاہی بھرت کے پورے قبیلے کو رسیوں میں باندھ کر مندا کنی کے کنارے لے آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ لاشوں کو نکالو۔ بھرت ڈوم سڑی ماں کے شاگرد ہیں آریہ۔ سڑی ماں کو جانتے ہیں آپ؟"

"شیل بھدرا ماں کو؟"

"ہاں آریہ۔"

"بھرت بھائی نے کہا ہے کہ جن عالموں نے ڈوموں، چماروں اور چانڈالوں وغیرہ کو شہر میں گھسنے سے منع کیا ہے انہیں کو بلا کر انسانوں اور جانوروں کی لاشیں نکلواؤ۔ ہم کاشی کی سرحد سے باہر رہتے ہیں۔ ہم محنت کی روٹی کھاتے ہیں۔"

"واہ بھرت۔ وگرہ پال نے پان چباتے ہوئے کہا۔ سڑی ماں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہو ہی نہیں سکتا جو ان سڑی گلی روایتوں کو توڑنے کی ترغیب دے سکے۔"

"تب؟"

"تب کیا۔ کاشی کے نوجوانوں نے ان سپاہیوں کی لعنت ملامت شروع کی اور وہ بھاگ کر کرن میرو پہونچے۔ بعد میں بھرت سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔ ایک ہزار کارشاپن لے کر

ان کے قبیلے نے آج صبح سب لاشوں کو گنگا میں بہا دیا۔ آج سویرے تو کسی نے دکان کا دروازہ ہی نہیں کھولا۔ ناک نہیں دی جا رہی تھی مارے بدبو کے۔ راجن آپ نے سنا ؟"

"کیا آریہ ؟"

"لڑائی راجن۔ سنا کہ کرن دیو کے پینتیس سپاہی مارے گئے اور کرن دیو کو قید کر لیا گیا۔ یہ سب ماں کی توہین کرنے کی وجہ سے نازل ہونے والا آسمانی قہر ہے راجن۔ اسے تو بھگتنا ہی پڑے گا۔"

"شیاموآریہ۔ کرشنن نے کہا۔ ناریل کے دو لڈو ہمارے رتھ بان کے لئے دیں۔"

لڈو لے کرشنن رتھ کے پاس پہونچا۔" لو آریہ۔" ہاں تو کس دوکان میں چلیں راجن ؟ آگے کیا ارادہ ہے وہ بتائیں۔" وہ وگرہ پال سے مخاطب ہوا۔

یودن اور وگرہ پال رتھ کے ملائم گدے پر بیٹھ گئے۔ "چلو کرشنن کاشی کی سب سے اچھی کپڑوں کی دوکان پر۔"

رتھ رُوپا ڈھیہ سیٹھ کی کپڑوں کی دوکان پر رُکا۔ کرشنن دوکان میں جاکر رُوپا ڈھیہ سے بولا۔" ذرا جلدی سے صفائی کراؤ۔ مکھیاں بھگاؤ کاکا۔ راجہ رانی آئے ہیں۔"

"چھوٹی مجھلی یا بڑی ؟"

"بہت بڑی۔"

رُوپا ڈھیہ نے بنارس کی بنی نہایت عمدہ ساڑیاں نکالیں۔

"آپ کا نام کیا ہے بزاز جی ؟"

"میں رُوپا ڈھیہ ہوں۔ یہ دوکان میرے دادا شوبھا ڈھیہ کی قائم کی ہوئی ہے اس کا افتتاح ہندوستان کے شہنشاہ ودیا دھر نے کیا تھا۔" وگرہ پال چپ رہے۔

"کیا دکھاؤں راجن ؟"

"رُوپا ڈھیہ سیٹھ آپ کی دوکان میں جو چیزیں ہیں انہیں ہم نے ایک نظر میں بھانپ لیا۔ اُونی، سوتی، موٹے مہین، ہر طرح کے کپڑے آپ کے یہاں کافی تعداد میں سجے ہوئے ہیں۔ بنگال، کشمیر، مدورائی وغیرہ سے لایا گیا مال بھی دیکھ رہا ہوں لیکن میری دلچسپی کاشی کی ساڑیوں

خاص کر زری کے کام کے کپڑوں میں ہے۔ اس لئے آپ زری کے کام کی بنارسی ساڑیاں ہی دکھائیے۔"

رو پاڈھیہ نے مختلف رنگوں کی باریک کاریگری سے مزین ساڑیاں لکڑی کے تخت پر پھیلا دیں۔ یودن ان کو دیکھ کر فدا ہوگئی۔

"آریہ پتر۔ یہ سونے کا کام نقلی ہے یا اصلی یہ کیسے جان سکیں گے ہم لوگ؟"

"سنا سیٹھ رانی کیا پوچھ رہی ہیں؟"

"ہاں مہاراج۔ اس کے لئے آپ کو روپاڈھیہ پر یا یوں کہئے کہ کسی بھی دکاندار پر بھروسہ تو کرنا ہی ہوگا۔ ہاں اس کی جانچ کا جو آسان طریقہ ہے وہ آپ کو بتاتا ہوں۔ اس نے ایک اندرونی دراز سے دس ساڑیاں نکالیں اور انہیں راجہ۔ رانی کے سامنے پھیلا دیا۔" دیکھئے راجن یہ ہیں کاشی کی ساڑیوں کے نام پر نقلی زری کی کشیدہ کاری کے نمونے۔ جلاہوں کی اس کاریگری سے بنے تک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ دیکھئے ان کے سنہرے تار کالے ہوگئے ہیں۔ کچھ کی چمک ماند پڑگئی ہے۔"

"تو ہم کیسے جان پائیں گے سیٹھ کہ جو ساڑیاں تم دے رہے ہو ان کی کشیدہ کاری اصلی ہے؟"

"میں نے اسی لئے دکان میں آپ کے آتے ہی کہہ دیا تھا کہ اس دکان کا افتتاح ددیادھر دیو نے کیا تھا۔ آپ بھی جانتے ہوں گے راجن کہ انہوں نے ٹھگوں کے لئے قتل کی سزا تجویز کی تھی۔ ہمارا خاندان تو جان دینے کے لئے تیار ہے۔ اگر ایک بھی ساڑی کا رنگ بدلے تو جو سزا آپ دینا چاہیں ہم حاضر ہیں۔"

"سنو روپاڈھیہ کاشی میں ہی نہیں، بنگال میں بھی ہزاروں دکاندار لوگوں کو ددیادھر، بھوج اور مہیندر پال اوّل وغیرہ کا نام لے کر ٹھگتے ہیں۔ بھولے بھالے عوام کے دل میں ان ہستیوں کی جو عزت ہے اس سے متاثر ہو کر وہ ان سب کو مستند سمجھ لیتے ہیں۔"

"تم مجھے چُن کر پندرہ ساڑیاں دے دو۔ رنگ یودن شری پسند کر لیں گی۔"

یودن نے جو ساڑیاں چُنیں انہیں اچھی طرح تہہ کر کے کپڑے میں لپیٹ کر لکڑی کے

ایک ہلکے بکس میں رکھ دیا گیا۔
"ہاں اب بتائیے آپ کے پاس اڈّھ کا شک[1] کپڑا ہے؟"
روپا ڈھیہ ہنسا۔ "راجیشور میں نے سمجھ لیا آپ کو۔ آپ وہی کپڑے چاہتے ہیں جن کے لئے کاشی مشہور ہے۔"
"یہ تو آپ کو آتے ہی سمجھ لینا چاہئے تھا۔"
"تو لیجئے یہ ہے اڈّھ کا شک۔ گرمی جاڑا دونوں موسموں میں آرام دہ۔"
"دیکھو یووَن۔ یہ کپڑا تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ باریک اتنا کہ سانس لینے پر اُڑ جائے۔ چکنا ایسا جیسے سفید پھول کی پنکھڑی۔ یہ اڈّھ کا شک ہے یعنی اڈّھی۔ پورا تھان باندھ دیجئے۔" وگرہ پال نے روپا ڈھیہ سے کہا۔
"اور کچھ راجن؟"
"آپ کے پاس اب ہے ہی کیا جو ہمارے بنگال میں نہیں ملتا؟"
"ایک عجوبہ کپڑا ہے راجن۔"
"نکالئے۔"
روپا ڈھیہ نے پورا تھان نکالا اور نہایت باریک سفید کپڑا لکڑی کے تختے پر پھیلا دیا۔
"یہ کیا ہے بھائی؟ یہ بہت باریک تو ہے لیکن ہمارے ڈھاکے کے باریک کپڑے کے مقابلے میں نہیں ٹھہرتا۔"
"آپ کے پاس ڈھاکہ کے باریک کپڑے سے بنا کوئی لباس ہے راجن؟"
"ہاں یہ رومال ہے اس کپڑے کا۔"
روپا ڈھیہ نے ایک دوسرا تھان تختے پر اس طرح پھیلایا جیسے وہ دنیا فتح کرنے کا ارادہ لے کر نکلا ہو۔
"یہ کیا ہے؟"

---

[1] یہ کپڑا آج کل اڈھی کے نام سے جانا جاتا ہے اور کُرتوں کے لئے خاص طور پر استعمال ہوتا ہے۔

"یہ ایک عجوبہ ہے راجن۔ اسے ہم کاشی کُتّم کہتے ہیں۔"

"باریک ہونے کے علاوہ اس کی اور کیا خوبی ہے سیٹھ؟"

روپا ڈھیہ گدّی سے اتر کر نیچے آگیا۔ "راجن یہ آپ کے ڈھاکے کے کپڑے کا رومال ہے۔ اس نے اس رومال پر سرسوں کے تیل کی شیشی انڈیل دی۔ تیل رومال سے چھن کر زمین پر گرنے لگا۔ راجن۔ اس نے قینچی لے کر کاشی کتّم کے تھان سے ایک ٹکڑا کاٹا اور تیل کی شیشی وگرہ پال کے ہاتھ میں تھما دی۔ راجن۔ اب آپ کاشی والے ٹکڑے پر تیل خود گرائیے۔"

تیل کی ایک بوند بھی کپڑے سے چھن کر نہیں گری۔ پیلا تیل کپڑے پر جوں کا توں ہلتا رہا۔

"دیکھی راجن آپ نے اس کراماتی کپڑے کی خوبی؟"

"ہاں روپا ڈھیہ مان گئے تمہیں۔ مجھے اس طرح کے للکارنے والے بیوپاری بہت پسند آتے ہیں۔"

"راجن۔ اس کپڑے کی کہانی 'مہا پری نروان سُوتر' میں آئی ہے۔ اس میں بھگوان بدھ کی جسدِ خاکی کو نروان حاصل کرنے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اسی دن سے یہ کپڑا بہت مشہور ہو گیا۔ ایسی شہرت پانے کے لئے کپڑا بننے والے زمین آسمان ایک کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ بھگوان کا لمس پا کر یہ کپڑا ساری دنیا میں متبرک سمجھا جانے لگا۔ چین، جاپان، کوریا، کمبوڈیا، جاوا، سماترا، ہندیشیا میں جہاں جہاں بھی بدھ مذہب کو ماننے والے رہتے ہیں سیکڑوں بیوپاری بس گئے ہیں۔"

"اس کے دو تھان رکھئے۔ میں اس کپڑے کا لُطف اٹھانے کے بعد آپ کو خط لکھوں گا۔"

"راجن اور کچھ؟"

"بس روپا ڈھیہ۔ ہم یہاں صرف ایک دن کے لئے آئے تھے۔ ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ ہم کچھ اور لے سکیں۔ اپنی چیزوں کے دام بتائیے۔"

سب کچھ جوڑ گھٹا کر روپا ڈھیہ نے کہا "ساڑھے ستائیس ہزار کارشاپن ہوے راجن۔"

یودن نے لمبی تھیلی کرشنن کے ہاتھ میں دے دی۔ "کرشنن تم گن کر دے دو۔"

"میں ایک بات بھول رہا تھا روپا ڈھیہ۔ زری کا کام جاننے والے کسی معتبر جولاہے

کا نام بتا سکتے ہیں؟" وگرہ پال نے پوچھا۔
"کرشنن۔ تم انہیں منداکنی موڑ سے شاہی گھرانے کی طرف سیدھی جانے والی گلی میں رُوپ چندر کے پاس لے جاؤ۔"

روپ چندر کاشی کی مشہور جُولاہا قوم کا نمائندہ تھا۔ اس کا پورا خاندان ساڑیوں پر زری کے کام کے لئے سراہا جاتا تھا۔ رتھ چاروں افراد کو لے کر جولاہوں کے محلے میں پہونچا۔ چاروں طرف باریک چکنے دھاگوں کے تانے بانے پھیلے ہوئے تھے۔ رنگ برنگے ریشمی دھاگوں کے اس تانے بانے پر پورا خاندان لگا ہوا تھا۔ بچّے دھاگوں سے گرہیں نکال رہے تھے۔ جوان اور ادھیڑ عمر لوگ پھندوں کو کس رہے تھے۔ گھروں میں کرگھے چل رہے تھے۔ باریک سے باریک سوت تیار کیا جا رہا تھا۔ یہ کام زیادہ تر عورتیں کر رہی تھیں۔ کپڑا بننے کے لئے جو آلات استعمال ہو رہے تھے وہ تھے کرگھا اور ڈھرکی۔ ان فن کار گھرانوں کا کپڑا بننے کا یہ فن ان کی ویدوں کے زمانے سے چلی آرہی ریاضت کا نتیجہ ہے۔

روپ چندر کا نام پوچھتے ہی ایک لڑکے نے کہا" کاکا کا کارخانہ موڑ پر ہے۔ بڑا سا سفید گھر۔"

"روپ چندر کاکا۔" کرشنن نے بڑے ادب سے کہا۔ آپ سے ملنے بنگال کے راجہ رانی آئے ہیں۔"

"آئے ہیں تو میں کیا کروں رے چھوکرے۔ تو کون ہے؟"

"انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ سب سے بڑے بُنکر سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کئی لوگوں سے پوچھا۔ کسی نے کہا کہ روپ چندر سے بڑا فنکار ہندوستان میں کیا ساری دنیا میں کہیں نہیں ہے۔"

"اچھا لے آ اپنے راجہ رانی کو۔"

"آریہ روپ چندر۔ وگرہ پال نے کہا۔ آپ کی شہرت سن کر میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔"
روپ چندر نے دونوں کو سرخ رنگ کی پٹی پر بٹھایا۔
"کہیں بھولے سے تو یہاں نہیں آگئے ہیں راجن؟"

"کیوں؟"

"مجھے کاشی میں رہتے پچاس سال ہو گئے ہیں کبھی کسی نے 'آریہ' نہیں کہا۔ یہ میرا خاندانی پیشہ ہے۔ اس کاشی میں ہمیں صرف دھتکارا گیا۔ ہمیں ہی کیوں۔ ہندوستان کے سبھی کپڑا بننے والوں کو شودر کہا جاتا ہے۔ کسی نے زیادہ بھلمنساہٹ دکھائی تو شودر کاری گر کہہ دیا لیکن شودر کہلائے جانے سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب روپ چندر کی بُنی ہوئی ساڑیوں کو فخر سے پہننے والی آریہ بہو بیٹیاں یہ دکھاتی چلتی ہیں کہ انہوں نے یہ بے جوڑ ساڑی روپ چندر کے کارخانے سے لی ہے۔ ہم بڑے بڑے کرگھے لگا کر دن رات محنت کر کے ساڑیاں بناتے ہیں اور انہیں بیوپاری اور دلال مل کر چٹ کر جاتے ہیں۔ روزی روٹی کے لئے ہمیں بڑی مشکل سے پندرہ فی صد حصہ ملتا ہے۔ ہم لوگوں کا ایک اصول ہے۔ جب سے ہم نے آواز اٹھانی شروع کی ہے حالات کچھ بہتر ہوئے ہیں۔"

"آپ کو سونے کے تار کہاں سے ملتے ہیں؟"

"معاف کریں راجن۔ یہ ہمارے خاندان کا خفیہ معاملہ ہے۔ اسے بتا دوں تو میرا کنبہ بھوکوں مر جائے گا۔"

"اچھا یہ بتائیے کہ اصلی اور نقلی تاروں کی پہچان کیا ہے؟"

"یہ بھی نہیں بتا سکتا۔"

"آپ اودھ کاشک اور کاشی کُتم کپڑے بناتے ہیں؟"

"یہی تو ہماری روزی روٹی کا ذریعہ ہیں۔"

"اچھا آریہ۔ آپ اپنے خاندان کے کسی نوجوان کو میرے شہر بھیج سکتے ہیں؟"

"آپ کہاں کے رہنے والے ہیں آریہ؟"

"بنگال کا۔"

"باپ رے۔ میں نے سنا ہے کہ وہاں کی جادوگرنیاں نوجوانوں کو بھیڑ ا بنا کر آنگن میں باندھ دیتی ہیں۔"

"یہ سب بیکار کی بکواس ہے روپ چندر جی۔ میری بیوی آپ کے شہر کی بیٹی ہے۔"

"کس کی بیٹی راجن؟"
"کاشی کے راجہ کرن دیو کی۔"
روپ چندر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ "ہم آپ کے لئے کچھ نہیں کرسکتے راجن ہمیں معاف کردیں۔" روپ چندر نے کہا۔
"کرن دیو کا نام سن کر آپ اتنے ناراض کیوں ہوگئے؟"
"رانی شہر کی بیٹی ہے اس لئے ذرا دبی ہوئی آواز میں کہہ رہا ہوں۔ کرن دیو راجہ نہیں راکشس ہے۔ اس کے سردار گھوڑوں پر آتے ہیں اور بنکروں کی پونجی، ساڑیاں اور کاشی کُتم لوٹ کر لیجاتے ہیں۔ کرن دیو سے ہمارے نگم نے کئی بار شکایت کی، فنکاروں کی حفاظت کے لئے التجا کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میرا بیٹا چھپ کر درسگاہوں کے آس پاس بیٹھتا رہا اور اس نے محنت کرکے چوری چھپے سنسکرت سیکھ لی۔ وہ کہنے لگا بابا ہمیں شودر کہنے والے خود شودر ہیں ہم تو مہاجوگی تنتپا کی نسل سے ہیں۔ ہم لوگوں نے بنکر محلے میں تنتپا کی یادگار کے طور پر ایک بہت بڑا مندر بنوایا ہے۔ ہمیں اکٹھا ہوکر ان ظالموں سے لڑنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اپنے آپ کو بچانے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ اپنا پتہ اس لڑکے کے ہاتھ بھجوا دیجئے گا۔ میں اپنے کنبے کے دو دستکاروں کو آپ کی راجدھانی بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔"
"شکریہ۔ آریہ روپ چندر۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"
"کرشنن اب سیدھے کرن میرو چلو۔ صراف چھوڑ دو۔"
رتھ بزار سے میں داخل ہونے والا ہی تھا کہ کرشنن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "راجن! آج کرن میرو میں ہماری چھٹی ہے۔ آپ اگر ہم دونوں کو یہیں اتر جانے دیں تو ہم بھی گاہڑوال قلعے کا منظر دیکھ آئیں۔"
"ٹھیک ہے کرشنن۔ جاؤ تم لوگ۔ کتنا کرایہ دینا ہے؟"
"آٹھ کارشاپن۔"
"تمہارے یہاں کے رتھ کرایہ مناسب ہی لیتے ہیں۔ اچھا کرشنن۔"
"آریہ۔ لکڑی کا بکس رتھ بان کے پاس رکھا ہے۔ اسے دیکھ لیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"

دونوں جب قلعے کے نزدیک آدی کیشو گھاٹ پر پہونچے تو وہاں سے کرو چھیتر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ "باپ رے۔ لوچن چلایا۔ کوئی کہہ رہا تھا کرشنن کہ راجہ نے صرف دس سواروں کو لے کر کرن کو زخمی کیا اور قید کر لیا۔"

"تو گھونچو ہے لوچن۔ دس سواروں کی مدد سے تو انہوں نے کرن، اعلیٰ سپہ سالار بھیم کرما کلچری اور دوسرے دو سرداروں کو متھ کر مار ڈالا۔ پر چنڈ نے جب ہنہناتے ہوئے اپنے دونوں پیر کرن کے گھوڑے تتار پر رکھے تو کرن ہنسا۔ 'جنگلی چوہے' تجھے صرف کرالیندر آتا ہے۔ میں نے تو شانوں سے لے کر کلائی تک زرہ پہن رکھی ہے۔ راجہ نے پر چنڈ کو نچاتے ہوئے اپنی تلوار اُٹھائی کہ کرن کی پیٹھ کے دو ٹکڑے کر دیں لیکن بیچ میں ہی اس کی رفتار کم کر دی کیوں کہ شوراتری کو کرن اپنے چکرورتی بننے کا اعلان کرنے والا ہے۔ راجہ نے سوچا کہ اس موقعے پر کرن کو قتل کر دیا تو باہر سے آنے والے مہمان اس حرکت کو سخت نامناسب ٹھہرائیں گے اور ان پر نکتہ چینی کریں گے۔"

"ارے کرشنن۔ تو تو وہ ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ عقل کُل ... تجھے یہ سب کس نے بتایا؟"

"کرن کے بیٹے راج کمار یشہ کرن جب آول دیوی کو بتا رہے تھے تو میں چھپ کر سنتا رہا تھا۔"

"ہوں تو یہ ہے راجہ کی کرامات۔ کیوں کرشنن تجھے خوشی نہیں ہوئی۔"

"میں خوشی ظاہر کرنے کے لئے دانت نہیں نپوڑتا۔ شری ماں کی بے عزتی کرنے والا بچ کر نکل نہیں پائے گا۔ کومدی بہن کہہ رہی تھیں کہ شری ماں تیسرے راجہ کیرت کی دادی تھیں۔ وہ ایک خط چھوڑ کر گئی ہیں۔ راجہ کیرت کو کومدی بہن بھیا کہتی ہیں۔ راجہ نے کہا کہ صرف ایک مہینہ کسی طرح سون بھدر بھون میں رہ کر کاٹ لو۔ شوراتری کو میں کومدی، کرشنن، مینا کشی دیدی اور بابا رنگ ناتھ کو لے کر مہوبہ کے لئے چل دوں گا۔"

52

کھانے کے بعد مجلس دوبارہ شروع ہوئی۔ سپہ سالار گوپال بھٹ نے کہا۔ "راجن! آپ

مجھے وداع کریں۔ اب اگلی ملاقات مہا شوراتری کے بعد ہی ہوگی۔"
"نہیں سپہ سالار۔ گومتی آپ کے لئے کوئی خاص قنوجی پکوان بنا رہی ہے۔ اس نے درخواست کی ہے کہ سپہ سالار کو روکئے گا۔"
"یہ درخواست نہیں حکم ہے۔ راجن میں دیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کے لئے ایک رات تو کیا پورے ہفتے کے لئے رُک جاتا لیکن میں اپنے سرداروں سے کہہ آیا ہوں کہ فوراً واپس آؤں گا اور تب ہی جنگ کی حکمت عملی بھی طے کی جائے گی۔"
"چچا محترم، اگر راجہ کا حکم ہو تو کل کی جنگی تدبیروں کو دیکھتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ راجیشور، آمائیہ، سپہ سالار پنڈریک اور سورج کاکا کے ساتھ بھی مشورہ ہونا چاہئے۔"
"کیوں انت کیا کسی خاص بات پر غور کرنا ہے؟"
"ہاں آریہ۔"
"تو ٹھیک ہے رات میں کھانے کے بعد بیٹھک ہوگی اور پھر میں فوراً جھوتی کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔"
اسی وقت پہریدار آیا۔
"راجیشور شری ماں کی بھانجی کومدی، بھائی رام چندر، کیدار یشور کے پجاری ستوپند ر برہمچاری اور رام چندر کی بیوی آپ سے دو پل کا وقت چاہتے ہیں۔"
"لے آئیے یہ لوگ اپنے ہی آدمی ہیں۔"
سبھی لوگ کمرے میں آئے۔ کومدی کیرت سے لپٹ گئی۔ "بھیا میں تم سے ایک سخت بات کہہ رہی ہوں۔ کل تم نے کرن کو قتل کیوں نہیں کیا؟ چکرورتی کے اعلان سے ہمارا کیا واسطہ؟ کیا بسنت پنچمی تریودشی سے کم اہم تھی۔ جس طرح ہم پر بلا وجہ بجلی گرائی گئی اور ماں کے مرنے کے بعد جس طرح ہمیں مونہہ چھپائے رہنا پڑا اس کے بنیادی سبب کو ہمیشہ کے لئے ختم نہ کرنے کی فیاضی کیوں برتی تم نے؟"
"کومدی بیٹی۔ میرا نام سنا ہے تم نے۔" سپہ سالار گوپال نے کہا۔
"آپ بھی چچا ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن سے دل کو تکلیف پہونچے۔ شری ماں کے

موںہہ سے بار بار صرف تین ہی نام نکلتے تھے ۔ ودّیا دھر دیو ، سیناپتی گوپال اور آریہ رتجک ۔ کیا میں آپ کا نام نہیں جانتی ؟"

" تو سنو بیٹی ۔ تمہارے بھیا اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس نے دشمن کو کبھی کسی منصوبے کے تحت بے عزت نہیں کیا ۔ ہمیں ودّیا دھر دیو کے اصولوں کو نہیں چھوڑنا چاہیے ۔"

" ٹھیک ہے آریہ ۔ لیکن ودیا دھر کے ایک دوسرے اصول کو کیوں بھول جاتے ہیں یعنی دھوکا دینے والے کے لئے سزائے موت ۔"

" چلو کو مدی ہم دو ہفتے کے اندر تمہارے بے چین دل پر ٹھنڈے ٹھنڈے پھاہے رکھنے کا انتظام کر دیں گے ۔ تم اس نیچ کے قتل سے اپنے اندر ایک نئی قوت پیدا ہوتی ہوئی محسوس کرو گی ۔"

" میرا بھی خیال رکھیں گے راجن ۔ ایک آدھ بار کھجورا ہو کے شو مندروں کا درشن کرا دیں گے میں اسی سے مطمئن ہو جاؤں گا ۔ شو مندر برہمچاری نے کہا ۔ آپ کو کیدار ایشور کا پرساد دے رہا ہوں راجیشور ۔ آپ چندیلوں کے جاہ و حشم کے محافظ ہیں ۔ آپ کے ذریعے اس میں اضافہ ہو ۔ کیدار ایشور کے جیوتر لنگ پر تین دنوں سے آپ کے نام کا رُدرابھیشیک چل رہا ہے ۔ یہ بابا رتو دھوج کا حکم ہے ۔ گیارہ شو مندروں میں یہ ابھیشیک لگاتار اکیس دن تک چلتا رہے گا ۔"

شو مندر مالا لے کر کیرت کی طرف بڑھے تو وہ کھڑے ہو گئے ۔ برہمچاری جی نے مالا انکے گلے میں ڈال دی ۔

" بیٹا کیرت ۔ میں رام چندر کی بیوی ، شیل بھدرا کی بھابھی ، مہیش کی ماں اور تمہاری خادمہ ہوں ۔ میں بھی مبارکباد دینے آئی ہوں ۔ لیکن ناراض بھی ہوں ۔ ایسے بد کردار آدمی کو چھوڑنا نہیں چاہیئے تھا ۔"

" مہیش کہاں ہے ماں جی ؟"

" وہ آج گیا اور لوٹ آیا ۔ اسی سے تو معلوم ہوا کہ کرن میرو میں رودنا پیٹنا مچا ہوا ہے ۔"

اس کے بعد سب نے نمسکار کہا اور اُٹھ کر چلے گئے ۔

"راجن کاشی کے آدھے سے زیادہ عوام ہم سے ناراض ہیں کہ کرن کو قتل کیوں نہیں کیا گیا۔" سپہ سالار نے کہا۔ اسی وقت پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔ راجن صدر دروازے پر پالکی آ کر رکی ہے۔ اس میں سے آدل دیوی آ کر اتری ہیں۔ ان کے ساتھ گھوڑے پر یشہ کرن اور پانچ محافظ ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مہارانی راجیشور کیرت سے ملنے آئی ہیں۔"

"پہریدار، تم دوڑ کر جاؤ راج ماتا سے کہو کہ راجیشور کیرت نے گذارش کی ہے کہ پالکی، راج کمار اور ان کے سوار محافظ سرائے کے دروازے پر ہی سواریوں سے اتریں۔

تھوڑی دیر میں آدل دیوی اوپر کمرے میں آئیں۔

"آپ نے کیوں تکلیف کی ماں صاحبہ؟ کیرت نے جھک کر ان کے پیر چھوے۔ مجھے ہی بلا لیا ہوتا۔ یہ جگہ آپ کے لائق نہیں ہے۔ یہاں نہ گدے ہیں نہ فرش۔ جوٹ سے بنا ہوا سخت ٹاٹ بچھا ہوا ہے۔"

"میرے لئے یہی ٹھیک ہے راجیشور۔" آدل دیوی فرش پر بیٹھ گئیں۔

بغل میں یشہ کرن اور ایک فوجی تھا جو بڑی ٹیڑھی میڑھی نظروں سے سب دیکھ رہا تھا۔ اس کا تعارف کراتے ہوئے یشہ کرن نے کہا " راجن یہ ہیں ترپوری کے کوتوال اور سپہ سالار ویر وجے راشٹر کوٹ۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر سپہ سالار۔" کیرت کی آنکھیں ٹکرائیں۔ ویر وجے کچھ دیر دیکھتا رہا پھر ہار کر اس نے گردن جھکا لی لیکن پیر سامنے پھیلا دیے۔

"ویر وجے راشٹر کوٹ۔ سپہ سالار گوپال نے کہا۔ آپ نے بڑی بدتمیزی کے ساتھ پیر کے تلوے راجیشور کی طرف بڑھائے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ اٹھئے۔ ان دس چند ملوں میں سے آپ جیسے جنہیں وہ آپ سے ہر طرح کی جنگ کرنے کو تیار ہے۔ ہم آپ کو للکار رہے ہیں۔"

یشہ کرن کھڑا ہو گیا۔ "سپہ سالار ویر وجے، جب وقت آتا ہے تو آپ کی بہادری نامردی میں بدل جاتی ہے اور جب میں اپنی ماں کے ساتھ ایک الجھے ہوئے معاملے پر بات چیت کرنے آیا ہوں تو آپ نے راجیشور کیرت کی توہین کی۔ آپ نے دیکھا کہ یہ شخص دشمن کی بیوی کو ماں صاحبہ کہہ رہا ہے، ان کے پیر چھو رہا ہے۔ اس سے سبق سیکھنے کی بجائے آپ نے ایسی بدتہذیبی کا

مظاہرہ کیا۔"

"اس عیار شخص سے کہو یش کہ یہاں سے چلا جائے۔"

وہاں موجود سبھی لوگوں نے تلواریں کھینچ لی تھیں۔ کیرت نے انت کی طرف اشارہ کیا۔ اسنے پنڈریک کو بلایا اور دونوں باہر چلے گئے۔

"اجازت دیں ماں صاحبہ۔ میں نے تو یودن اور محترم راج کمار یشہ کرن کے سامنے ساری باتیں صاف کر دی تھیں۔ کاشی کے عوام کا غصہ انتہا کو پہونچ رہا ہے ماں صاحبہ۔ میں نے جس وجہ سے قتل نہیں کیا وہ بھی بتا دی تھی۔ میں نہیں چاہتا کہ سارے ہندوستان سے بلائے گئے لوگوں کے آنے پر اس طرح کی غیر آریائی حرکت کی جائے۔ آپ راجیشور کرن کی رہائی چاہتی ہیں تو میں انہیں بغیر کسی شرط کے رہا کرنے کو تیار ہوں لیکن مہاشوراتری کے پہلے گاہڑوالوں پر دوبارہ حملہ ہوا تو ہم ان کا قتل کئے بغیر نہیں مانیں گے۔"

"راجیشور! آپ نے صحیح کہا تھا کہ کرن دیو یہاں زیادہ محفوظ ہیں۔ ہم لوگوں نے آپ کی اس بات پر غور کیا۔ آج کرن دیو کو کاشی کے پانچ ہزار نوجوانوں نے گھیر لیا۔ اینٹ پتھر برسائے گئے۔ جلتی ہوئی مشعلیں بھی پھینکی گئیں۔ اس صورت حال میں ہم خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ والد محترم کو ایک دو دن آپ کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ یشہ کرن نے کہا گاہڑوال ہمارے جاگیردار ہیں۔ ہمارے دادا گانگیہ دیو کے ساتھ راجہ چندر دیو کا جو معاہدہ ہوا تھا اس کے مطابق مندا کنی کے بائیں کنارے کے علاقے راجہ چندر کے قبضے ہیں اور دائیں کنارے کے علاقے کلچریوں کی حکمرانی میں رکھے گئے ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں راج کمار۔" گووند بولا۔

یشہ کرن نے کیرت کی طرف دیکھا۔ "یہ ہیں ولی عہد گووند چندر۔" کیرت نے کہا۔

"معاف کیجئے گا ولی عہد۔ ابھی تک ہم لوگ ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے۔"

"راج کمار، گاہڑوال اس معاہدے کو نہیں مانتے۔ یہ ایسی صلح کا معاہدہ ہے جو حملہ آوروں کی طرف سے شکست خوردہ لوگوں پر لادی گئی ہے۔ ہاں میں یہ بتا دوں کہ یہ میں نے اس لئے نہیں کہا کہ ہم لوگ جنگ چاہتے ہیں۔ جیسا کہ بھائی جی نے کہا گاہڑوال فوج کے سپہ سالار چندیل پنڈریک

کی طرف سے ایسی کوئی حرکت نہیں ہو گی جو راجیشور کرن دیو کو ہتک آمیز لگے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ کرن دیو تحریری وعدہ کریں کہ مہا شورا تری تک شہر کا امن چین برباد نہیں کریں گے۔"

"کیرت بیٹے۔ رانی آوّل دیوی بولیں۔ میں تنہائی میں اپنے شوہر سے مل سکتی ہوں؟"

"ماں صاحبہ۔ میں ددیا دھر کا پوتا ہوں اور بڑے سے بڑے ظالم دشمن کے بھی کینے سے ہم نے کبھی بدلا نہیں لیا۔ راجپوتوں کی آن کو داؤں پر نہیں لگایا۔ یہ سب تو آپ کے شوہر کرن دیو کرتے چلے آئے ہیں۔ میں نے کل انہیں مار دیا ہوتا تو زیادہ سے زیادہ آپ کا خاندان مجھے کوستا اور کیا کر لیتا۔ رعایا کو میں نے یہ کہہ کر خاموش کر دیا ہوتا کہ میں نے کرن کے غیر آریائی برتاؤ کے بدلے میں اُسی طرح کا برتاؤ کیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ آپ کے شوہر نے ایک نہیں دو دو کام ایسے کئے ہیں جو آریائی شرافت کے منافی ہیں۔ میرے بھائی مہاراجہ دیو درما کو اس وقت قتل کیا جب وہ عبادت میں مصروف تھے۔ بھابھی صاحبہ اس لئے ستی ہوئیں کہ انہیں آپ کے شوہر کی سازش کا علم تھا۔ جانے دیجئے۔ اب بتائیے ماں صاحبہ کہ کیا آپ مہاراجہ کرن دیو سے ابھی ملنا چاہتی ہیں؟"

"ہاں بیٹے۔"

"ماں صاحبہ چونکہ آپ تنہائی میں ملنا چاہتی ہیں اس لئے ہمیں مجبور ہو کر کہنا پڑ رہا ہے کہ تہہ خانے کے باہر ہمارے پہریدار کھڑے ہوں گے گرچہ یہ آپ سے کافی دوری پر ہوں گے اور کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کریں گے۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"ولی عہد گووند! پارس دیو، رام بھدر اور سورج کاکا کے ساتھ آپ پالکی کو حفاظت کے ساتھ قلعے کے صدر دروازے پر لے جائیے۔ ماں رالہہ سے کہئے کہ گاہڑوال اور چندیل شاہی خاندانوں کی روایت کے مطابق آوّل دیوی کی پذیرائی کی جائے۔"

جب آوّل دیوی سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئیں تو ان کے ساتھ لیشہ کرن، گووند اور سپہ سالار پارس دیو بھی تھے۔ تبھی لوگوں نے ایک ایسے شخص کی چیخ پکار سنی جو سخت اذیت میں مبتلا تھا۔ اس کے گلے میں رسّی کا پھندا کس گیا تھا اور گھوڑے پر سوار ایک فوجی سردار پانچ دوسرے سواروں کے ساتھ چلّا رہا تھا" پھندا اور کھینچو۔"

"یہ کون چیخ رہا ہے ریش؟"

"وہی دیر وِ جے راشٹر کوٹ۔ یہاں یہ لوگ آتے ہیں تو کھوپڑی الٹ جاتی ہے۔ یہ لوگ غیر آریہ اور وحشی ٹھگ ہیں۔ شاہی گھرانوں کو آپس میں لڑاتے رہنے میں انہیں بڑا مزا آتا ہے۔"

"کیوں سپہ سالار پارس۔ آول دیوی بولیں۔ اسے اپنے کئے کی پوری سزا مل گئی ہے۔ کیا اس کی جان نہیں بخشی جا سکتی؟"

"یہ کارروائی میرے یا راجیشور کے حکم سے نہیں کی جا رہی ہے راج ماتا۔ یہ 'سون' کے آسمانی سواروں کا فرض ہے۔ انہیں ایک بار جو حکم دے دیا جاتا ہے اسے سپہ سالار بندریک بھی نہیں بدل سکتے۔ باہر نکل کر اس نے پھر بدتمیزی کی ہوگی۔ آپ تو جانتی ہی ہیں راج ماتا کہ سامنے بیٹھا دشمن اگر مونچھوں پر تاؤ دے تو چھتری راجہ اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا کرتے تھے۔ اس نے تو تلوار دکھایا ہے' اسے بچانا ناممکن ہے راج ماتا۔"

"پھر تو چلو شاہی قلعے میں۔" آول دیوی پالکی میں بیٹھ گئیں۔ اچانک کھڑے شخص پر ان کی نظر پڑی۔ انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔ "ارے انتو سنگھ! سپہ سالار انتو سنگھ!!" انہوں نے لگ بھگ چیختے ہوئے پکارا۔ انت ان کے قریب پہونچا۔ "آپ کسے بلا رہی تھیں راج ماتا؟"

"کیا تم کلچری سردار انتو سنگھ نہیں ہو؟"

"آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے راج ماتا۔ میں چندیل آماتیہ مہی پال کا بیٹا انت ہوں۔"

"تو تم برہمن ہو؟"

"ہاں راج ماتا۔ میں صرف برہمن ہی نہیں ہوں۔ چندیل خاندان ہمارے رشی کا کنبہ ہے۔ اس کنبے کے لئے ہم ہمیشہ اپنا خون دیتے چلے آئے ہیں۔"

"عزت اور احترام کے بدلے میں برہمن کے علاوہ اور کون دھوکا دے سکتا ہے؟ تمہاری بیوی نے بھی شاید بہروپ بھر رکھا تھا۔" "چلو کہارو۔" آول دیوی نے طیش میں کہا۔ کہاروں نے پالکی اٹھائی اور ریشم کرن کے پیچھے پیچھے اس کے محافظ چل پڑے۔ پارس دیو' رام بھدر اور سورج کا کا ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

"کہو سردار، ابھی جان باقی ہے یا چل بسا؟ پنڈریک نے پوچھا۔
"ابھی دو چکر اور لگانے ہوں گے آریہ۔"
"پورے کرو۔"
اسی وقت پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔ "سپہ سالار آپ کو مہاراجہ بلا رہے ہیں۔"
راجیشور کیرت، آماتیہ اننت، سپہ سالار اعلیٰ گوپال اور پنڈریک بیٹھ گئے۔ کمرے سے سب لوگوں کو ہٹا دیا گیا۔
"پنڈریک۔ اپنے پہریداروں کو ہوشیار کر دیں کہ ادھر کسی کو نہ آنے دیا جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔"
"جو حکم راجن۔" پنڈریک باہر گئے اور تھوڑی دیر بعد کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔
"اب بولو اننت۔ کیا مسئلہ در پیش ہے۔"
"مسئلہ نہیں ہے چچا۔ آپ کی رائے جاننے کے لئے ایک درخواست ہے۔"
"چلو درخواست ہی سہی۔ کہہ ڈالو۔"
"چچا کیا آپ نے کبھی ایسی لڑائی دیکھی ہے جو دو گھنٹے کے اندر ختم ہو جائے اور دشمن کے سینتیس سو گھوڑ سوار غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی ایک معمولی سی فوج سے ہار جائیں؟"
"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"
"وہی تو پوچھ رہا ہوں آپ سے۔"
"ہاں یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ اور اس کے لئے وقت آنے پر چندیلوں کے دس آدمیوں کو انعام دوں گا۔"
"چچا آپ میری بات سمجھ لیجئے۔ انعام کے حق دار دس نہیں صرف ایک فوجی ہے۔ یہ سارا کچھ کرنے والا صرف اور صرف ایک شخص ہے۔"
"وہ کون ہے؟"
"راجیشور کیرت۔"
"میں بھی تشار کی قربانی دیکھ کر حیران ہوں۔"

"بچپا یہ لڑائی جنگ کی نئی حکمت عملی کی وجہ سے جیتی گئی ہے۔"

"وہ کیا ہے؟"

"آپ کو تفصیل کے ساتھ تو راجیشور ہی بتا سکتے ہیں لیکن میں کہوں گا کہ اگر اس نئی تدبیر کا صحیح استعمال ہوا تو ہم نہ صرف جھوتی کو آزاد کرالیں گے بلکہ عظیم شہنشاہ ودیادھر دیو کی قائم کی گئی سلطنت کو بھی دوبارہ سمیٹنے اور منظم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔"

"مجھے اتنا آسمان پر نہ بٹھا چھوکرے۔"

"راجن آپ ہی بتائیں۔"

"سپہ سالار، آمایتہ اپنے راجہ کی تعریف میں بلاوجہ زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میں جب کشمیر کے نیچے واقع سنگھل دیپ کا سفر کر رہا تھا تو وہاں ایک گندھرو ملا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آریہ پہاڑی قبیلے ایسا تیر کیسے بناتے ہیں کہ محض اس کی خراش سے ہی لوگ مر جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا، بہت سی جڑی بوٹیاں ہیں جن میں بھگویا ہوا تیر دشمن کے خون کو چھو بھی دے تو وہ مر جائے گا۔ میں نے اسے کبھی آزمایا نہیں تھا۔ آپ نے جب آریہ رنجک کے پاس بھیجا تو ہم لوگ مہمان سرا میں ٹھہرے تھے۔ اسی وقت ایک نہایت بھاری بھرکم بجریانی نے گومتی کو اغوا کیا۔ میں آزمانے کے خیال سے کمربند میں جڑی کے رس میں ڈبویا ہوا کھانڈا لٹکا کر چلتا تھا۔ اس بوٹی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ زخمی انسان یا گھوڑے کے جسم پر جو ضرب آتی ہے اس کی لاکھ دوا دارو کی جائے وہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ زخم سڑنے لگتا ہے، اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور سوار و سواری دونوں تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں۔ بجریانی کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ایک ماہ بعد مر گیا۔ جب اننت نے کرن کے گھوڑے کے بارے میں بتایا کہ اس کا زخم سڑ رہا ہے تو میں مطمئن ہو گیا کہ دوا کا استعمال صحیح ہوا ہے۔ اسی نے مجھے خون میں داخل ہونے پر فوراً مار ڈالنے والی یا بیہوش کر دینے والی جڑی بوٹیوں کے نام بھی بتلائے۔ کرن کے دوسرے حملے کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ سون ندکے سہاول کا رہنے والا ببترنٹ اپنے خاندان کے ساتھ بھدربن میں جھونپڑیاں بنا کر رہتا ہے۔ میں نے سورج کا کاسے کہہ کر اس کے پورے کنبے کو بلایا۔ ببتر نے میرے پوچھتے ہی کہا "تو بیہوش کرنے والے تیر چاہتا ہے راجہ یا مار ڈالنے والے؟" اس نے یہ بھی بتایا کہ اسکی

بیٹی سونا ماہر تیر انداز ہے۔ اس لئے میں نے ببّر کے پورے خاندان کو قلعے کی اوپری منزل میں بٹھادیا۔ آپ کی بہو گومتی بھی تیر اندازی جانتی ہے۔ یہ دونوں لڑکیاں کم ازکم دوہزار گھوڑ سواروں کو مارنے میں کامیاب رہیں۔ یہی ہے انّت کے الفاظ میں نئی جنگی تدبیر۔"

"ہوں۔ گوپال بھٹ کی آنکھیں بھر آئیں۔ راجیشور اگر یہ حکمت علی آپ نے مجھے چار مہینے پہلے سمجھادی ہوتی تو میں جھوتی کے ہزاروں عوام کی حفاظت کے لئے فکرمند نہ ہوتا۔ جو بھی ہو، مہاراجہ آپ کی سیاحت نے ہمیں ایسے ایسے تحفے دیئے ہیں جن کی برکت سے چندیلوں کا شاہی گھرانہ اب کئی پشتوں تک پھلتا پھولتا رہے گا۔ اُٹھئے راجن۔" گوپال بھٹ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے بڑے جوش سے کیرت کو سینے سے لگایا اور ان کے گال پر بوسہ دیا۔

"راجن۔ ودیادھر دیو نے ہم لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب بھی جنگ کا کوئی طریقہ ایجاد ہوتا ہے، جنگ کی ترازو ہل اُٹھتی ہے۔ نئے ہتھیاروں اور نئے طریقوں والی چھوٹی فوج بھی حملہ آور فوج کی تنظیم کو تہس نہس کردیتی ہے۔ پنڈریک بیٹے قلعے میں چلا جا۔ دھیان رکھنا اگر آول دیوی لوٹ رہی ہوں تو چپ رہنا ورنہ ببّر اور سونا کو بلا لانا۔ یہ سب قلعے میں ہی ہیں یا واپس لوٹ گئے؟"

"نہیں چچا۔ مہارانی گومتی نے سونا کو اپنی سہیلی بنالیا ہے اور ببّر کے پورے خاندان کو ایک آدھ دن رُکنے کا حکم دیا ہے۔" انّت نے کہا۔

پنڈریک چلے گئے اور کوئی آدھے گھنٹے بعد ببّر اور سونا کے ساتھ اوپر کے کمرے میں پہونچے۔

"ببّر کا کا۔"

"ہاں راجہ بول، کیوں بلایا تو نے ہمیں؟"

"بڑے سپہ سالار کا نام تو آپ نے سُنا ہی ہوگا؟"

"سُنا ہوگا؟ یہ کیسی بات ہوئی راجہ۔ جھوتی کی پہاڑیوں، غاروں، گاؤں اور جھونپڑیوں میں جن کا نام گونج رہا ہے انہیں کیا ببّر نہیں جانتا؟" وہ اُٹھا اور اس نے گوپال بھٹ کے پیر چھوئے۔ "تم عظیم ہو سیناپتی۔ دوسرے یہ کہ متبرک برہمن ہو۔ آج ببّر کے دونوں ہاتھوں میں

لڈو ہیں۔"

"ببر بھائی سونا اور اس کے شوہر کو میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر جلد سے جلد جھوتی جانا ہے۔ ہم آج رات کا کھانا کھا کر چلے جائیں گے۔ اپنے باقی قبیلے کو لے کر تمہیں راجہ کے ساتھ سون ندی والے راستے سے چلنا ہے۔ تم سُہاول رُکنا چاہو تو رک جانا ہاں اگر ڈاہر لا کی راجدھانی ترپوری کو جلتے دیکھنا چاہتے ہو تو آگے بڑھ جانا۔"

"میں سُہاول نہیں رکوں گا سیناپتی۔ ہم بھینسوار نٹ ہیں۔ بھینسوں سے ہماری روزی روٹی چلتی ہے۔ اس ذلیل ڈاہر لانے میری چار چار بھینسیں چھین لیں۔ میں اس کو اور اسکے خاندان کو برباد کر کے ہی چین کی سانس لوں گا۔"

"تم جھوتی کے جواہر ہو کاکا۔ ادھر سون کے چار نٹ نوجوان آسمانی سواروں کے نام سے پکارے جا رہے ہیں۔ کاشی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہواہیں اُڑتے ہوئے آتے ہیں۔ میں اپنے وطن کو بار بار پرنام کرتا ہوں کاکا۔" کیرت نے کہا۔

"کیوں بیٹی سونا تو تیار ہے نہ؟"

"سپہ سالار۔ رانی نے مجھے اپنی سہیلی بنایا ہے۔ جب تک وہ خوشی خوشی اجازت نہیں دیں گی میں کاشی نہیں چھوڑ سکتی۔ جیت کے بعد نٹوں نے جو کرما گایا وہ سوہر تھا۔ رانی نے پوچھا کیوں ری سونا جنگ کے موقع پر سوہر کیوں گا رہی ہے تو تو میں نے جواب دیا کہ راجہ کے آنے والے بچے کے لئے۔ وہ دھت کہہ کر چلی گئیں اور سونے کی آٹھ چوڑیاں لے کر آئیں اور زبردستی میری کلائی میں ڈال گئیں۔ یہ دیکھو میں رانی کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔"

"ٹھیک ہے بیٹی۔ میں تجھے رانی سے ہی مانگوں گا۔"

تبھی پہریدار آیا۔ "آول دیوی آرہی ہیں۔"

اننت، پنڈریک، ببر اور سونا سامنے والے کمرے میں چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

"جاؤ انہیں احترام کے ساتھ لے آؤ۔"

آدل دیوی اور راج کمار نیشیہ کرن کمرے میں داخل ہوئے۔ کیرت اور سپہ سالار نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ سبھی لوگ بیٹھ گئے۔

"بیٹے کیرت میں بہت خوش ہوں کہ تم نے مہاراجہ کے لئے بڑا سا پلنگ، ملائم روئی کا گدا اور تکیہ مہیا کرائے ہیں۔ ان سے پوچھ کر ان کی خواہش کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے اور وید صبح شام پٹی بدل رہے ہیں۔ بیٹے میں ایک التجا کر رہی ہوں۔ اپنی طرف سے نہیں، راجہ کرن کی طرف سے۔ 'مہا جوگن شیل بھدرا ماں کے لئے میرے مونہہ سے جو توہین آمیز باتیں نکلیں وہ میرے لئے زہر ہلاہل بن گئی ہیں۔ راجیشور کیرت سے کہو کہ اپنے اثر رسوخ کا استعمال کر کے کاشی کے نوجوانوں کو مہاشور اتری تک خاموش رکھیں۔'"

"مہارانی۔" سپہ سالار نے کہا۔ "جب مہاراجہ کرن دیو نے چوکی پر بیٹھ کر عبادت میں مصروف مہاراجہ دیو ورما کو قتل کیا تھا تب انہیں اس سے باز رکھنے کے لئے آپ نے اپنے اثر کا استعمال کیوں نہیں کیا تھا؟ زنان خانے میں فوجیوں کے ساتھ جا کر دیو ورما کی بیوی مہارانی تارا دیوی کو قید کر کے اپنے حرم میں ڈالنے کا اعلان انہوں نے کرن میرو کے کھچا کھچ بھرے ایوان میں خود اپنے مونہہ سے کیا تھا۔ انہوں نے تارا دیوی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا "یہ چندیل بھی کیسے گدھے ہیں جو سڑی گلی روایتوں کو ڈھو رہے ہیں۔ ایسی حسین اور عقلمند عورت میں چتا میں جل مرنے کی خواہش کیوں پیدا ہو گئی؟ میں نے باوفا عورتوں کا ذکر تو سنا ہے لیکن چندیل مرد اپنی بیویوں کے تئیں وفادار ہوتے ہیں یہ ایک نیا شگوفہ ہے۔' اس وقت آپ کے شوہر کے خوشامدی ٹٹوؤں نے تالیاں پیٹ کر چندیلوں کے خلاف اول فول باتیں کہی تھیں یا نہیں؟"

"یہ سب سچ ہے سپہ سالار۔ راج رانی آدل دیوی بولیں۔ وہ کلچریوں کی خفیہ بیٹھک تھی جس میں ہم نے اس دھوکے باز، ٹھگ اننت کو بڑے اعتماد کے ساتھ بلایا تھا۔ اس نے کھلے دربار میں کہا تھا کہ میں کانیہ کبج کا سپاہی انو سنگھ ہوں۔ وہ بہادر ہے۔ سپہ گری کا ماہر ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن وہ فریبی اور احسان فراموش ہے۔ اس نے ان باتوں کو آپ تک نہ پہونچایا ہوتا تو یہ تلخی نہ پیدا ہوئی ہوتی۔"

"کیا آپ ابھینو چانکیہ کہے جانے والے وزیر پربھاس کے پوتے کو سونے سے خریدنا چاہتی تھیں؟ یہ تو سیاسی چالوں کی معمولی سی صورت ہے دیوی۔ سپہ سالار نے کہا۔ کیا آپ کے شوہر نے بھوج کے خلاف اس سے بھی زیادہ گھناؤنی چالیں نہیں چلیں؟ کیا کرن دیو نے چالکیہ بھیم کے ساتھ مل کر راجہ بھوج کو مارنے کی سازش نہیں کی؟ معاف کیجئے گا دیوی۔ پورے شمالی ہندوستان میں صرف ایک راجہ ہیں کرن دیو جو بہادر ہیں، جنگجو ہیں، جنگ کی قیادت میں بھی ماہر ہیں لیکن وہ اخلاق سے کوسوں دُور ایک جانور ہیں جن کو ان کے خوشامدی اعلیٰ درجے کا سیاستداں کہتے ہیں۔ کہتے رہیں۔ گوپال ایسے بدکردار آدمی کو معاف نہیں کر سکتا۔"

"اب میں چلوں گی کیرت بیٹے۔ تم تو فیصلہ کرو وہ دونوں شاہی گھرانوں کے لئے بھلائی کا سبب ہو۔ یہی میری دعا ہے۔ چلو گنش۔"

آول دیوی اور راج کمار یشہ کرن رخصت ہوئے۔

شام کا وقت

قلعے کے پاس پڑی لاشوں میں سے ڈھائی سو گاہڑوال گھوڑسواروں کی لاشوں کو گنگا میں بہانے کے لئے پانچ سو کارشاپن پیشگی دیتے ہوئے ولی عہد نے کہا۔ "بھرت کاکا انہوں نے ہمارے لئے جان دی ہے۔ انہیں احترام کے ساتھ لے جائیے گا۔"

"ٹھیک ہے ولی عہد۔ ایسا ہی ہو گا۔ ایک گذارش میری بھی ہے۔ آپ سے نہیں چندیل راجہ سے۔ ان سے کہئے گا کہ جب تک آپ کی دادی جیتی رہیں اس اچھوت کو دعائیں دے کر اس کی حفاظت کرتی رہیں۔ ان کی وجہ سے ہمارے ڈوم قبیلے نے عزت سے جینا سیکھا۔ اب یہ چندیل راجہ ہزاروں لاشوں سے لڑائی کے میدان کو پاٹ رہا ہے۔ ہمیں روزانہ ہزاروں کارشاپن دے کر دولتمند بنا رہا ہے۔ ہم غریب ہی رہیں تو ٹھیک ہے۔ دولتمند تو حاسد اور ذلیل ہوتے ہیں۔ ایسے حاسد لوگوں کی صف میں راجہ کیرت ہمیں نہ کھڑا ہونے دیں۔"

ولی عہد ہنسا۔ "بھرت کاکا۔ یہ سب کچھ تو ہماری محترم ماں شیل بھدرا کی دعا سے ہو رہا ہے۔ کرن نے ان کی بے عزتی کی۔ مجھے بھی اس نے دو غلا ٹھہرایا۔ سزا تو بھگتے گا ہی۔"

"معاف کرنا ولی عہد۔ چندیل راجہ تو بھیس بدل کر کاشی میں رہتا تھا۔ اور وہ جانتا بھی نہیں تھا کہ اس کے دادا ودیادھر دیو کا شری ماں سے کیا رشتہ تھا۔ تو بھی اس نے اپنے آپ کو اس بے پناہ مصیبت میں ڈالا۔ اس نے بدتمیزی کرنے والے دو سو جوانوں کو اپنے گھوڑے سے اس طرح مسل دیا کہ اس کی لاشوں کی صورت بگڑ گئی۔ پہچاننے لائق بھی نہ رہے وہ۔ اس نے اشو گندھ کو قتل کر کے آریہ رجک کا بدلہ لے لیا۔ لیکن جب برہم پوری والوں نے تمہاری ماں پر کلنک لگایا تو اس وقت تم کہاں تھے؟ جاہل پارس اور رانو رتھک کے خون میں وہ آگ نہیں ہے ولی عہد کہ اپنی قابلِ احترام ماں یا دادی کی بے عزتی کا بدلہ لے سکیں۔ یہ لہو تو تمہارے اندر تھا۔ وہ برف کی طرح ٹھنڈا کیوں ہو گیا۔ اپنے اندر جھانک کر پوچھنا۔

ولی عہد اس دھکے کو برداشت نہیں کر سکا اور بے سُدھ ہو کر گر پڑا۔

بھرت اور اس کے ساتھی چلائے۔ دربان۔ دربان۔ دوڑو۔ دوڑو۔ ولی عہد بے ہوش ہو گئے ہیں۔

کئی لوگوں نے ولی عہد کو اُٹھایا اور قلعے کے باہری کمرے میں گدّے پر لٹا دیا۔ خبر سرائے پہونچی۔ کیرت، گوپال، اننت، پنڈریک، سورج کا کا سب دوڑے۔ پیچھے پیچھے ببّر اور سونا بھی آئے۔ باہر کے کمرے میں مہارانی رالہہ چیخ پکار کر رہی تھیں۔ گومتی انہیں سنبھالتے ہوئے تھی۔

"ماں صاحبہ۔ آپ بلا وجہ رو رہی ہیں۔ نبض ٹھیک چل رہی ہے۔ ابھی ہوش آجائے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔" کیرت نے کہا۔

ولی عہد کو ہوش آنے لگا۔ "بھرت کاکا آپ ٹھیک کہہ رہے تھے۔ میرے خون میں گرمی نہیں ہے۔ میں ذلیل ہوں۔"

"پنڈریک۔ لاشوں کے پاس کھڑے ڈوم کو بلاؤ۔" سپہ سالار گوپال نے کہا۔

بھرت آیا اور باہری دروازے پر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ "بھرت بھائی۔ گوپال بولے۔ کیا کہہ دیا آپ نے گووند کو؟"

"ابھی ہوش میں آجائیں گے سیناپتی۔ آپ کو خود بتا دیں گے یا آپ ان سے پوچھ

لیجئے گا۔ میں نے وہی کہا جو کاشی میں سبھی لوگ روز چلاّ چلاّ کر کہہ رہے ہیں۔" بھرت چلا گیا۔ ولی عہد اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"کیا ہو گیا تھا ولی عہد؟ بھرت نے کچھ کہہ دیا تھا؟"

"ہاں سپہ سالار اس نے کہا کہ چندیل راجہ تو بھیس بدل کر رہتا تھا کاشی میں اور وہ جانتا بھی نہیں تھا کہ اس کے دادا سے شری ماں کا کیا تعلق تھا۔ تو بھی اس نے ان کو بُرا کہنے والے دو سو جوانوں کو گھوڑے سے اس طرح روند دیا کہ ایک بھی لاش ثابت نہ بچی۔ اشوگندھ کو قتل کر کے اس نے تو بدلہ لے لیا لیکن تمہارے خون کی آگ کہاں چلی گئی تھی اس وقت جب برہم پوری کے لوگوں نے تمہاری ماں پر کلنک لگایا۔ آریہ رُتجک کے مارے جانے پر تم نے کیا کیا؟"

"بھول جائیے ولی عہد۔ ابھی آپ کو بہت کچھ سُننا اور دیکھنا ہے۔ چاہنے سے ہی کوئی شہنشاہ نہیں بن جاتا۔ اس کے لئے اعلیٰ درجے کی دلیری اور ضرورت پڑنے پر خطروں میں کود پڑنے کا عزم' یہ سب کچھ سیکھنا ہوتا ہے۔ آپ اطمینان رکھیں۔ دراصل سترہ برس کے نو عمر لڑکے سے رعایا نے بہت بڑی بڑی امیدیں باندھ لی تھیں۔ چھوڑیے یہ سب۔ پُنڈریک تم تھوڑا گرم دودھ منگواؤ۔"

بڑے اصرار سے گوپال نے گووند کو دُودھ پلوایا اور بولے " ولی عہد' ابھی آپ صبح کے پہلے اُجالے میں جی رہے ہیں۔ آپ کی زندگی کا سورج پوری طرح طلوع ہو گا تو کاشی کے یہی عوام آپ کے آگے جھنڈا لے کر چلیں گے۔"

"بیٹے۔ سپہ سالار کا شکریہ ادا کر کہ انہوں نے نہ صرف تیرے اندر جوش و خروش پیدا کیا ہے بلکہ یہ بھی بتایا ہے کہ تیرا مقصد کیا ہے اور اسے پانے کے لئے کدھر جانا ہے۔" راجہ چندر دیو بولے۔

"بیٹھیں راجہ۔ ولی عہد بالکل ٹھیک ہیں۔" گوپال بھٹ نے کہا۔

"راجیشوری۔ دیوی گومتی۔ میں آپ کا تھوڑا وقت لوں گا۔ میں تنہائی میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ میرے کمرے میں بیٹھیں گے آریہ؟"

"اس میں میرے اجازت مانگنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ چلئے راجن۔"
کیرت گومتی اور گوپال بھٹ گومتی کے کمرے میں بیٹھ گئے۔ تبھی دکشنا آئی۔
"راجہ بھوک تو لگی ہوگی پتہ نہیں دوپہر کو بھی آپ نے کچھ کھایا یا نہیں۔ آپ کو جو چیز اچھی لگے مجھے بتائیے میں تھوڑی دیر میں تیار کر کے لا دوں گی۔"
"دکشنا۔ آج کشمش بھرا حلوہ کھلا دو۔" دکشنا نے دروازہ بند کیا اور چلی گئی۔
"دیوی آپ کو یہ بات شاید معلوم نہ ہو کہ آپ نے اور نٹ لڑکی سونا نے مل کر دو ہزار سپاہیوں کو قتل کیا ہے۔" گوپال بھٹ بولے۔
"آپ مذاق کر رہے ہیں آریہ۔"
"نہیں راج بہو یہ تو انتہائی خوشی کی بات اور ایک حقیقت ہے۔
"کیسے؟"
"راجیشور جب سنگھل دیپ کے سفر پر تھے تو وہاں انہیں معلوم ہوا کہ ایسی بہت سی جڑی بوٹیاں ہیں جن کے رس میں ڈبوئے گئے تیر یا کرپان کی معمولی سی خراش لگنے پر بھی آدمی ایک گھنٹے کے اندر ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے راجہ نے بتایا کہ آپ اعلیٰ درجے کی تیر انداز بھی ہیں۔ میں آپ کی اجازت سے سونا اور اس کے شوہر کو جھوتی لے جا رہا ہوں تاکہ شمالی علاقے کے سب سے خوش قسمت چندیل شاہی گھرانے کو کیرت دیو کا تحفہ دوں۔ یہ ہے جنگ کا نیا طریقہ اس کے لئے انتہائی رازداری برتنی ہوگی۔"
"آجاؤں راجیشوری؟" دکشنا بولی۔ گومتی نے گوپال بھٹ کی طرف دیکھا۔
"بلا لیجئے دیوی۔ ہماری بات چیت تو ہو چکی۔"
"آجاؤ دکشنا۔"
دکشنا تھالی میں بھرے حلوے کو کیرت، سپہ سالار اور گومتی کو دیتی ہوئی بولی۔"راجن گرم دودھ چلے گا؟"
"ہاں دکشنا لیکن چھوٹے کوزوں میں ہی لانا۔"
"میں آپ کے خاص پکوان سے پیٹ بھر کر آدھی رات سے پہلے سونا اور اسکے شوہر...

کیا نام ہے اس کا؟"

"دیول" گومتی بولی۔

"دونوں کو گھوڑے پر بٹھا کر چل دوں گا۔ راج بہو' گاہڑوالوں کو اپنے دشمنوں پر پھر ابھٹا نا تک نہیں آتا۔ میں نے اننت اور ہنڈیرک کو یہ ذمہ داری سونپ دی ہے کہ کوئی آپ کو اغوا نہ کر سکے۔ راجہ تو ہیں ہی۔ مجھے یہ قلعہ کھنڈر لگتا ہے۔ جس میں کوئی بھی کہیں سے داخل ہو سکتا ہے۔ بھرت نے بڑی گہری چوٹ پہونچانے والی بات کہی ہے۔ ایک طرف رالہہ کے کردار پر کیچڑ اچھالی جا رہی ہے' آریہ رنجک کو قتل کیا جا رہا ہے' رُودر کے اوتار ہمارے راجہ کیرت پر چنڈ کو دائروں میں نچاتے ہوئے پوری برہم پوری کو روند رہے ہیں — وہ بھی بھیس بدل کر۔ اٹوگندھ کو قتل کر رہے ہیں اور گاہڑوال فوج پارتھ اور رالو کی قیادت میں چپ چاپ کھڑی ہے' ولی عہد قریب کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ بھرت نے عوام سے جو سُنا' سُنا دیا۔"

رات کا پہلا پہر

گومتی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا گوپال بھٹ کے سامنے تھا۔ نمکین پوریاں' کچے آم کے کدوکش کئے ہوئے گودے میں لونگ' میوے اور شکر ڈال کر پکائی گئی چٹنی۔ گھی اور مصالحوں کے ساتھ تیار کی گئی تری اور آلو کی ترکاری اور بہت ہی مزیدار کھیر جو خوشبودار چاولوں سے بنی تھی اور چھوٹے چھوٹے پیالوں میں نکالی گئی تھی۔ خشک میوے جیسے چرونجی اور پستہ وغیرہ اوپر سے پڑے تھے۔

"راجن۔ آج کی کھیر کھا کر مجھے اپنا بچپن یاد آ گیا۔ ہم اتنے غریب برہمن تھے کہ گھر میں کوئی بڑی خوشی کی بات ہوتی تھی تب ہی میری ماں ان چاولوں کی کھیر بنایا کرتی تھی۔ وہ دن ہمارے لئے کسی بڑے تہوار کی طرح ہوا کرتا تھا۔ آج رانی صاحبہ نے برسوں بعد مجھے میرے گھر کے کچے آنگن میں پہونچا دیا۔ بار بار ایک ہی بات کہی جائے تو وہ اپنی اہمیت گنوا بیٹھتی ہے لیکن یہ ناچیز گوپال اسی زندگی میں پرتیہاروں کی بیٹی اور چندیلوں کے بیٹے کی تاجپوشی کے موقعے پر کچھ کر کے دکھائے گا۔ اس لذیذ اور ساتھ ہی زود ہضم پکوان کے لئے میری دعائیں قبول کرو۔

راجن میں پہلے رخصت ہوتے وقت خبر دار کیا کرتا تھا کہ جان بوجھ کر خطرے میں نہ پڑیں لیکن آج رخصت ہوتے وقت درخواست کر رہا ہوں کہ دیوی کی حفاظت کے لئے آپ ہر خطرے پر ٹوٹ پڑیں۔ کرن کو بھگانے کی سازش اگر کامیاب ہوئی تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔"

کیرت اور گوپال ایک دوسرے سے گلے ملے۔ "جے کندار یہ" گوپال بولے۔

"جے کندار یہ۔" کیرت نے جواب دیا۔

"سونا بیٹی۔"

"آئی چچا۔"

سونا اور دیول کو لے کر بتر نٹ سامنے آکر کھڑا ہوا۔

"سونا میری آنکھوں کا تارا ہے سپہ سالار۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری دیول پر نہیں، آپ پر ڈال رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ بتر بھائی۔ ایک بات ذرا اکیلے میں سن لو۔"

"کہو سپہ سالار۔"

"دیکھو بھیا آج کاشی پر چندیلوں کا رعب چھا گیا ہے۔ اگر کرن کو ان بے چارے کزور گاہڑ والوں سے چھڑا لیا گیا تو ہم لوگوں کے موہنہ پر کالک لگ جائے گی۔"

"یہ میرے اوپر چھوڑو سیناپتی۔ کل ہی سیناپتی پنڈریک نے سب سمجھا دیا ہے اور اصرار کیا ہے کہ میں اپنے پورے کنبے کے ساتھ مہا شوراتری تک اسی چھت پر ڈیرا ڈالے پڑا رہوں۔ انہوں نے رانی بٹیا کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مجھے سونپی ہے۔ اگر رانی بٹیا پر کوئی آفت آئی تو میں آسمان زمین ایک کر کے ایسی بازی گری دکھاؤں گا کہ ڈاہریا بھی یاد کرے گا۔"

"چل بیٹی۔ گوپال نے سونا کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

دیول اور بتر پیچھے پیچھے قلعے کے باہری دروازے تک آئے۔ دسوں چندیل سپاہی موجود تھے۔ پنڈریک اور رانمت نے سپہ سالار کے پیر چھوئے۔ دو گھوڑوں پر سونا اور دیول سوار ہوئے۔ تیسرے پر گوپال۔

جے کندار یہ!

جے کنداریہ !!
آگے آگے سپہ سالار کا گھوڑا اور اس کے پیچھے مردانہ لباس میں سونا اور آخری گھوڑے پر سوار دیول۔
"دیول، پل بھر کو رکنا ہے نندیشور کے سامنے۔"
نندیشور پہونچ کر انہوں نے پہریدار کو بلایا۔ کچھ کہنے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے محترم گپتو۔ آپ سیدھے بابا کے کمرے میں چلے جائیں۔
"بابا" گوپال نے جھک کر قدم بوسی کی۔ ورش دھوج انہیں سینے سے لگائے مسکراتے رہے۔ "اب تو کچھ سکون ملا ہوگا بابا؟"
"میں جذبات سے مغلوب ہوں گوپال۔ اس لڑکے سے یہ سب کر دکھانے کا نہ میں نے تصور کیا تھا نہ خواہش۔ یہ تو رُودر کے جلال کا ایک ٹکڑا ہے گوپال۔ ایک بار پھر ددیادھر کی حکومت قائم کرادے تو۔ میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔"
"بابا۔ راجن کل یا پرسوں نندیشور میں آپ لوگوں کی دعائیں لینے آئیں گے لیکن انہوں نے عہد کیا ہے کہ بابا اور اچاریہ کے بغیر میں تخت پر نہیں بیٹھوں گا۔"
"اچھا۔ اچھا تو جا۔ میں اسے سمجھالوں گا۔"
جے نندیشور !
جے نندیشور !!

53

"بہت تھک گئے ہیں نہ آریہ پتر۔"
"تھکا تو نہیں ہوں دیوی۔ شودراتری کو کس حکمتِ عملی سے کام لیا جائے اسی کو لیکر دماغ میں چرخہ چل رہا ہے۔"
گومتی اپنے بستر سے اُٹھی اور سرہانے بیٹھ کر بالوں میں ٹھنڈا خوشبودار تیل لگانے لگی۔
"پیشانی تو جل رہی ہے آریہ پتر۔"

"آپ یہ روزانہ تیل مالش کب تک کیجئے گا دیوی۔"

"کیا یہ اچھا نہیں لگ رہا۔"

"لگ تو رہا ہے لیکن دماغ میں آندھی چل رہی ہے۔ اگر ان مکاروں نے کوئی منصوبہ بنا کر آپ کو پھنسایا تو میں خون کی ندی بہادوں گا۔"

"آپ خود کو پرسکون رکھیں آریہ پتر۔ گومتی نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی سزا اس طرح ملے۔ سو جائیے آریہ پتر۔ میں اسی طرح سرہانے بیٹھی رہوں گی۔" کیرت نے گومتی کو کھینچا اور بازوؤں میں بھر لیا۔ "گومتی' آریہ سبودھ پہلے کی طرح ہی ماتھا پچی کر کے دلیلوں میں الجھ رہے ہیں یا ہمارے تعلقات سے مطمئن ہیں؟"

"آریہ چچا سبودھ جب بھی مجھ سے ملتے ہیں ان کی آنکھیں بھر آتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں' بیٹی شری ماں نے تو معاف کر دیا لیکن میرا ضمیر مجھے معاف نہیں کر رہا ہے۔ میں نے کئی بار راجن کو تھکا اور فکر مند دیکھ کر ان کا سر دبایا ہے۔ وہ مجھے ہمیشہ اتنی عزت دیتے آئے ہیں۔ پر تمہاروں کی حکومت برقرار رہتی تو بھی مجھ جیسے شاعر کو اتنی عزت کون دیتا۔ گومتی بیٹی ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ محبوب کو خوش رکھنا محض ایک روایت نبھانا نہیں بلکہ ایک ہمدم کی طرح راہ کے آخر تک چلتے رہنے کا عہد ہے۔' وہ ہر بار یہی پوچھتے ہیں کہ کیا راجیشور میرے بارے میں کچھ کہتے ہیں۔ میں نے جب کہا کہ چچا وہ سچ مچ آپ کو اپنے حقیقی سسر کی طرح مانتے اور عزت دیتے ہیں تو ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ بولے 'پر تمہارا جاگیردار چوڑامنی سومیشور دیو کی طرح میں انہیں بیش قیمت تحفے تو نہیں دے سکتا لیکن ان کے لئے میرا دل ہمیشہ عقیدت سے لبریز رہے گا۔' میں نے کہا کہ آپ انہیں چار مہینے سے دیکھ رہے ہیں کیا وہ کسی سے تحفے تحائف لیتے ہیں؟ آپ کا سب سے بڑا تحفہ گومتی ہے جسے انہوں نے بڑے سہج ڈھنگ سے اپنے قدموں میں جگہ دی ہے۔"

"اچھا اچھا" کیرت نے گومتی کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔ "آپ بڑی عمدہ گفتگو کرتی ہیں۔ کیا کہنے۔ میں نے آپ کو اپنے دل میں رکھا ہے یا قدموں میں؟"

گومتی کیرت سے لپٹ گئی۔ دونوں ایک جان و دو قالب ہو گئے۔

"گومتی"
"ہاں آریہ پتر"
"ابھی ایک مہینے تک بیچ کا فاصلہ بنائے رکھنا ہے اس لئے سوجاؤ۔"
گومتی ویسے ہی اپنے بازوؤں میں کیرت کو سمیٹے سو گئی۔

مہمان سرا، پھاگن کی چوتھی تاریخ

کیرت، اننت، پُنڈریک، سبودھ دیو سورج کا کا اور پارس دیو۔سبھی لوگ اس وسیع وعریض کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔سرائے پرویسا ہی سخت پہرہ چل رہا تھا۔
"راجن۔رتنیش شرما، کرشن مشر، اور بندھو جیو ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں اور انتظار کررہے ہیں۔"
"بھیجئے انہیں۔"
تینوں کمرے میں آئے۔
"آئیے آریہ رتنیش۔بندھو جیو آپ بھی آجائیے۔ان تیسرے صاحب کا تعارف کرائیے آریہ رتنیش۔یہ کون ہیں؟"
رتنیش نے کیرت کے پیر پکڑ لئے۔"راجن۔یہ اپنی احسان فراموشی کا کفارہ ادا کررہے ہیں۔یہ آپ کے خاندان کے قصیدہ خواں ہیں۔انہیں ایک بار معاف کردیجئے۔"
"راجن۔مجھے سپہ سالار گوپال نے دھتکار دیا۔آپ بھی مجھے قبول نہیں کریں گے تو میں خودکشی کرلوں گا۔"
"سُن بے شرم بھانڈ۔جب کا تک کی اماوس کو کھجورا ہو جل رہا تھا اور آریہ گوپال نے ہمیں کاشی جانے کی صلاح دی تھی تو وہ ذلیل انسان میں ہی تھا جس نے کہا تھا کہ کرشن مشر کئی طرح کی بولیاں جانتے ہیں انہیں بھی ساتھ لے لیجئے۔تمہارے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی سپہ سالار نے تم کو ساتھ جانے کی اجازت دی۔تم فوجی نہیں ہو۔تمہیں جنگ کرنی نہیں آتی۔تم اتنا ضرور کرسکتے تھے کہ کاشی کے عوام میں دشمن کے خلاف غصے کی لہر دوڑا دو۔

جس شخص کا نام سُن کر کاشی کے لوگ خوشی اور ولولے سے بھر اُٹھتے ہیں تم نے اس پر نکتہ چینی کی۔ انہیں بُرا بھلا کہا۔ لیکن جب کاپالک مٹھ میں اپنے ہوش و حواس کھو کر سامنے کھوپڑی کا پیالہ رکھے تم شراب کی مانگ کر رہے تھے اور اشوگندھ کے ہونے والے داماد نے تمہیں قتل کرنے کے لئے تلوار لگ بھگ چلا ہی دی تھی تو اچانک اس کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔ موت کے مونہہ سے تجھے اس طرح جس شخص نے بچایا تو اُسی کے سامنے دو مہینے بعد آ رہا ہے۔ ہو گا تو نامک کار بھانک کار۔ اننت کا بس چلے تو ایک جھٹکے سے تیرا سر ہی اڑا دے۔"

"جانے دو اننت۔ فن کار کو رشتوں میں باندھنے والی رسّی کو بہت لانبا رکھنا چاہئے اور اس کے کاموں کو فرض کی ترازو میں نہیں تولنا چاہئے۔ بیٹھئے آریہ کرشن مشر۔"

کرشن مشر کیرت کے قدموں میں گر پڑے۔ کیرت ہائیں ہائیں کرتے رہے لیکن کرشن مشر نے رونا دھونا شروع کر دیا۔ کیرت نے انہیں بہت سمجھایا، بیٹھ پر تھپتھپائی تب کہیں وہ چپ ہوئے۔

"اننت تو میرا سر اُڑا دے۔ میں برہمن کے نام پر کلنک ہوں۔ مجھے قتل کر دے بھائی۔"

"اب چُپ چاپ بیٹھ جا۔ راجن کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو، تو سر کٹوانے کے لئے تیار ہونے کا ناٹک کر رہا ہے۔"

"راجن"۔ بندھو جیو نے کہا۔ "اس لامذہب شخص کو آپ نے پناہ تو دی لیکن کوئی کام نہیں سونپا۔"

"آپ اپنا کام بغیر سونپے پورا کر رہے ہیں آریہ بندھو جیو۔ کیرت ذات باہر یا ننگ خاندان کہلانے والے لوگوں پر لگائے گئے الزامات کو ماننے کے لئے کبھی مجبور نہیں ہوا۔ وہ انسان کی نیت دیکھتا ہے اس کی خامیاں نہیں۔ میرے اوپر آریہ رتنیش اور آپ کا اتنا قرض چڑھ گیا ہے کہ آپ لوگوں کو تجھوتی لے جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں وہیں آپ کے احسانات کا بدلہ چکانے کی کوشش کروں گا۔"

اسی وقت باہر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ کیرت نے رتنیش کی طرف دیکھا۔

"آپ کو کسی نے خبر نہیں کی راجیشور؟"

"نہیں آریہ۔ کیا بات ہے؟"

"آپ کے سون سواروں نے آپ کے سامنے پیر پھیلا کر بیٹھنے والے گھمنڈی ویر وجے راشٹر کوٹ کو جو سزا دی اس سے آپ کے نوجوان اتنے خوش ہوئے ہیں کہ مبارکباد دینے آ پہونچے ہیں شاید۔ آپ تو چپ رہے لیکن سون کو چین نہیں ملا۔ ویر وجے جب اپنے گھوڑے پر چڑھا تو اس نے تلوار اٹھا کر فتح کا نعرہ لگایا۔ سپہ سالار اور پنڈریک کے حکم سے سون کے تین گھوڑسواروں نے اس کا پیچھا کیا اور آدی کیشو سے آگے بڑھتے ہی سون کے ایک سوار نے رسّی پھندا پھینکا جس میں ویر وجے پھنس گیا اور پھر سزا شروع ہوئی۔ اس کے گلے میں پڑا پھندا کستا گیا اور اسے آپ کے آسمانی سوار گھسیٹتے اور اذیت دیتے رہے۔ اور وہ چیخ چیخ کر معافی مانگتا رہا لیکن سزا جب ہی ختم ہوئی جب اس گھمنڈی میں زندگی کے آثار ختم ہوئے۔"

"آپ لوگوں تک یہ خبریں کیسے پہونچ جاتی ہیں آریہ رتنیش؟"

"آپ جیسے اپنے بہت سے کاموں کو خفیہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں ویسے ہی ہم کاشی کے لوگ بھی اپنے ذرائع کو راز میں رکھتے ہیں۔" حافرین کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آریہ سبودھ۔ میرے نوجوان جیالوں کے لئے ناشتے کا انتظام کرائیں۔"

"جلدی ہی ہو جائے گا راجن۔" سبودھ دیو چلے گئے۔

"اس کمرے میں اتنے لوگ بیٹھ سکیں گے آریہ رتنیش؟"

"مجھے پہلے معلوم ہوتا تو باہر ہی انتظام ہو جاتا۔ لیکن آپ فکر نہ کریں راجن۔ یہ اتنی ہی جگہ میں آرام سے بیٹھ جائیں گے۔"

تبھی باہر سے اٹھتے ہوئے نعروں سے سرائے گونجنے لگی۔ "ویر وجے۔ ہائے ہائے۔ راجیشور کیرت کی جے ہو۔ راجیشور کیرت کی جے ہو۔ کرن کو بھی سزا دو۔ کرن کو بھی سزا دو۔"

"آماتیہ۔ انہیں احترام کے ساتھ لے آئیے۔"

رتنیش بھی انتت کے ساتھ نیچے پہونچے۔ "آریہ اکھلیش۔" رتنیش نے کہا۔ آج راجہ آپ لوگوں سے اس قدر خوش ہیں کہ انہوں نے بھارت بھر میں مشہور شمشیر باز انگرا گوتم کے برہمن آماتیہ انتت کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔"

"دوستو! آریہ شرما بلا وجہ میری تعریف کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ شمشیر زنی جانتا

ہوں، برہمن بھی ہوں۔ لیکن صرف برہمن ہونے سے کوئی راجہ کا خاص آدمی نہیں بن جاتا۔ دھنگ دیو کے صدر آماتیہ برہمن پربھاس کی نسل کے لوگ ہی چندیل خاندان کے آماتیہ ہوتے آئے ہیں۔ اسی زنجیر کی ایک کڑی اس ناچیز انت کو بھی مہاراجہ کیرت نے سینے سے لگالیا ہے۔ وہ ایک نیا سویرا لانا چاہتے ہیں۔ وہ شاہی آداب اور رسوم کو چھوڑ کر عوام کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کا عہد کر چکے ہیں۔ آدی باسی سورج گونڈ کو وہ کاکا کہتے ہیں اور ببر نٹ کو چاچا۔ لوچن گونڈ کو بیٹا کہتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اب طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے رعایا کو چوسنے والے جاگیردارانہ نظام کے خاتمے کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ لوگ اوپر چلیں۔ راجہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

راج راجیشور کیرت کی۔ جے ہو!
راج راجیشور کیرت کی۔ جے ہو!!

"آئیے میرے نوجوان سپاہیو! کمرہ چھوٹا ہے لیکن میرا دل بڑا ہے۔ آپ لوگوں کو یہاں بیٹھنے میں کچھ دقت ضرور ہوگی لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔"

"ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی راجیشور۔ آپ بھی بیٹھیں۔" اکھلیش نے کہا۔

سب لوگ بیٹھ گئے۔ تھالی میں سوجی کا بنا نمکین پکوان اور سکوروں میں مزیدار مشروب جسے دودھ میں تلسی، کالی مرچ اور سونٹھ ڈال کر بنایا گیا تھا، سامنے لایا گیا۔ باورچی اور اسکے مددگاروں نے انہیں لوگوں میں تقسیم کیا۔

کاشی کے نوجوان بہت خوش تھے۔ "ہم نے سنا راجیشور کہ راجہ وگرہ پال، ان کی بیوی یووَن شری اور کرن کے بیٹے یشہ کرن نے جب آپ سے ملنے کی اجازت مانگی تو آپ نے کہا کہ وہ اپنے محافظوں گھوڑوں اور پالکی سمیت سرائے کے صدر دروازے پر آئیں۔ یہ سن کر وگرہ پال نے کہا" واہ رے میرے دوست۔ دشمن کا ایسا استقبال تو ہی کر سکتا ہے۔ یشہ کرن نے کہا ایسا بم بھولا راجہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔"

یہ سب کہانیاں آپ لوگ میری محبت میں گڑھ لیتے ہیں۔ دراصل اس کمرے سے باہر کیا ہو رہا ہے اس کے لئے گاہڑوال سپہ سالار پارس دیو اور میرے چھوٹے بھائی چندیل پنڈریک

یعنی آپ کے محبوب سون کے سردار ذمہ دار ہیں۔ ان لوگوں نے یہ سب کچھ مجھے نہیں بتایا ہے۔"

"نوجوان سچ کہہ رہے ہیں مہاراج۔" ہنڈریک نے کہا۔ "آپ کو تعجب اس لئے ہو رہا ہے کہ ایسی تعریفوں کو آپ غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو اس طرح کی باتیں نہیں بتاتے لیکن ان نوجوانوں سے جو کاشی کی جان ہیں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔"

تبھی بندھو جیو کمرے میں داخل ہوئے۔ "اکھلیش میں بھی تبرک لے لوں تب تم لوگوں کو راجیشور کی دوسری راجدھانی یعنی مہوبہ کا پان کھلاؤں۔"

نوجوانوں نے تالیاں بجائیں۔

"اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ اپنی بہادری کے لئے کاشی کی عورتوں میں مقبول راج بہو گومتی کے چچا سبودھ دیو کی طرف سے یہ تحفہ تمہارے لئے ہے۔"

ناشتہ ختم کر کے لڑکے اُٹھے۔ "راجن کیا ہم اس سرکش ویر وجے کی لاش دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہنڈریک، وہ لاش گرن یسر دگمی یا نہیں پڑی ہوئی ہے؟"

"جنہیں اپنے پینتیس سو سواروں کی لاشیں اٹھانے کی فکر نہیں ہے وہ ویر وجے کی لاش اٹھانے کیوں آئیں گے۔ گاہڑوال سواروں کی لاشیں تو بھرت کاکا نے گنگا میں بہا دیں اور بھائی جی، انہوں نے ایک بڑی گہری بات کہی وہ یہ کہ چندیل راجہ سے کہنا کہ ہمیں ہماری ماں نے غربت میں بھی عزت کے ساتھ جینا سکھایا ہے۔ اب ان کا پوتا ہمارے قبیلے کے لوگوں کو بڑی رقمیں دلوانے کے لئے جنگ کے میدان کو لاشوں سے پاٹ رہا ہے۔ ہمیں غریب ہی رہنے دو۔ کہنا کہ بھرت دولتمند لوگوں کو نیچ سمجھتا ہے۔"

"واہ بھرت کاکا۔ تم سچ مچ کاشی کی شان ہو۔"

"بھرت کاکا کی ۔۔ جے ہو!"

"بھرت کاکا کی ۔۔ جے ہو!"

تبھی لوگوں نے دیکھا کہ صدر دروازے سے ہو کر اپنے قبیلے کے ساتھ بھرت ڈوم چلے آ رہے ہیں۔

"تو بھرت کاکا کی بڑی لمبی عمر ہے۔ یاد کیا اور حاضر۔"

"یہ سالار پنڈریک۔"

"حکم کریں کاکا۔"

"میں چندیل راجہ سے کچھ کہنے آیا ہوں۔"

"چلیں اوپر۔ وہیں بیٹھے ہیں وہ۔"

"شاید بے چارے کو اس گندی جگہ سے اچھی کوئی جگہ نہیں ملی۔ میں اوپر نہیں جاؤں گا۔ ان سے کہئے کہ برآمدے میں کھڑے ہو کر میری التجا سن لیں۔"

پنڈریک کے ساتھ راجہ کیرت برآمدے میں کھڑے ہو گئے۔

"نمسکار بھرت کاکا۔ کیا حکم ہے آپ کا؟"

"تو یہ بتا راجہ کہ یہ سب میں کہاں رکھوں؟"

"یہ کیا ہے بھرت کاکا؟"

"کلچریوں نے لاشوں کو گنگا میں بہانے کے لئے سات ہزار کارشاپن پیشگی دیے ہیں۔"

"شری ماں نے مجھ سے کہا تھا کاکا کہ بھرت کا خیال رکھنا۔ اگر وہ کنبے کے ساتھ کاشی چھوڑنے کو تیار ہوں تو انہیں، بسنتی اور سریش کو مہوبہ لے آنا۔ اگر بجریانی انہیں دوبارہ ڈرائیں دھمکائیں، تکلیف دیں تو انہیں قتل کر دینا۔"

بھرت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ نکلی۔ وہ ماں، ماں کہتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ کیرت نہایت تیزی سے پنڈریک کے ساتھ نیچے پہونچے۔ انہوں نے بھرت کا چہرہ ہاتھوں میں لے لیا۔ "پنڈریک۔ ایک برتن میں پانی منگواؤ۔" پنڈریک باورچی خانے کی طرف دوڑے اور پانی سے بھری ایک چھوٹی مٹکی لے آئے۔ کیرت نے اپنے چلّو میں پانی لیکر بھرت کا مونہہ دھویا۔ بھرت نے آنکھیں کھول دیں۔

"راجہ تو میرا مونہہ دھو رہا تھا؟"

"ہاں کاکا۔"

"ارے میں اچھوت ہوں راجہ۔ تجھے یہ سب نہیں کرنا چاہئے۔ چل تجھے معاف کرتا ہوں

کیونکہ شری ماں میرے کُنبے کو تیرے ہاتھوں میں سونپ گئی ہیں۔ تُو فکر نہ کر راجہ۔ مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ یہ تو شری ماں کی یاد ہے جو مجھے کئی بار اتنا بے چین کر چکی ہے۔"

"بھرت کاکا کی۔ جے ہو۔"

"بھرت کاکا کی۔ جے ہو۔"

"یہ نعرے کون لوگ لگا رہے ہیں راجہ؟"

"میں ہوں کاکا۔ اکھلیش اُپادھیائے۔"

"تو ہے بیٹے۔ ٹھیک ہے۔ چل جے بولنے کے جرم سے تجھے بھی بری کر رہا ہوں۔"

"چلوں راجہ۔ بھرت مسکرائے۔ تو ابھی کتنے دنوں تک لاشیں پاٹتا رہے گا؟"

"مجھے تو معلوم نہیں ہے کاکا۔ شری ماں جتنی قربانی مانگیں گی اتنی ہی لاشوں سے زمین پٹتی چلی جائے گی۔"

54

طوائفوں والی گلی

حُسن کی کمائی کھانے والی عورت کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ مہا بھارت کے زمانے میں سُیودھن کو سمجھانے کے لئے جب بھگوان کرشن کوروؤں کی محفل میں پہونچے تو ان کا استقبال طوائفوں نے کیا۔ بڑے بڑے راجاؤں کی فوج کے ساتھ طوائفیں بھی میدان میں اترتی رہی ہیں جیسے جیسے سماج معاشی مسئلوں میں جکڑتا گیا رقاصائیں جسم بیچنے کے لئے مجبور ہونے لگیں۔ بدھ کے زمانے میں سال وتی جیسی ماہر رقاصہ کو باقاعدہ اس فن میں لانے کی رسم ادا ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا جیوک ہندوستان کی شان میں اضافہ کرنے والا معالج بنا۔ امبا پالی کی دعوت قبول کر کے بھگوان بُدھ اپنے جتھے کے ساتھ اس کے یہاں پہونچے اور اس کا نذرانہ قبول کیا۔ اسے سب سے اعلیٰ درجے کی عورت کا خطاب دے کر اس کی عزت افزائی کی۔ کالی داس کے وقت میں ایسی بہت سی دوشیزائیں تھیں جو مندروں کے آنگن میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں۔ دیو مورتی کے سامنے رقص کرنے کی وجہ سے انہیں دیوداسی کہا گیا۔ اُجّینی کے مہاکالیشور کے

مشہور مندر کے آنگن میں جیو ترلنگ کے سامنے دیوداسیوں کے رقص و موسیقی کے مظاہروں کا ذکر ملتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ ہندوستان کے عہد زرّیں میں زیوروں، طرح طرح کی خوبصورت مورتیوں اور پورے ملک میں بننے والے انواع واقسام کے نفیس کپڑوں کی اتنی مانگ تھی کہ سیٹھوں کے جہاز سات سمندر پار کے سفر پر نکلتے تھے۔ بدلے میں باہر سے سونے کی صورت میں خوب دولت آ رہی تھی۔ اس کا کچھ حصہ ضمیر کی مونہہ بھرائی کے لئے مندروں کو دے دیا جاتا تھا۔ جیسے کتّے کے آگے ٹکڑا ڈال دیا جائے۔ باقی دولت جاگیردارانہ طرز زندگی پر خرچ کرنے کے لئے حفاظت کے ساتھ تہہ خانوں میں رکھ دی جاتی تھی۔ نیند سے اُٹھتے ہی خوشبودار داتون سے مونہہ صاف کرنا، صندل اور مشک سے جسم کو ملائم اور معطّر رکھنا، نائی سے بال کٹوا کر اگر جیسی چیزوں سے بسانا اور سانپ کی کینچلی کی طرح چکنے چمکدار اور قیمتی کپڑے پہن کر طرح طرح کے دلچسپ مشغلوں سے دل بہلانا اس وقت کے راجاؤں اور دولتمند لوگوں کی زندگی کا دستور تھا۔ ان لوگوں کو اس کی فرصت کبھی نہیں ملی کہ یہ کانٹوں بھری پگڈنڈیوں پر گذر اوقات کے لئے بھیک مانگتے لوگوں یا محنت سے تھک کر گرے مزدور کی اذیت کو سمجھ سکیں۔ روزی روٹی اور لنگر میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ سیٹھوں کے لنگر میں کوئی ایسا ہی شخص جا سکتا ہے جس کی غیرت مر چکی ہو یا جو حد سے زیادہ مجبوری کے سبب اپنی انا کو بھلا دے۔

کاشی ان سیٹھوں کا خاص مرکز تھا۔ اس لئے بھگوان وشویشور کے وسیع و عریض مندر کے ٹھیک سامنے واقع کاشی کا بازارِ حُسن ایک عجیب سوال بن کر اُبھرتا ہے۔ ایک طرف تو مذہب اور روحانیت کی علامت اور ٹھیک اس کے برابر داد عیش دینے کی جگہ۔ ان دونوں انتہاؤں کے سِرے کیا آپس میں مل کر ایک نئی تہذیب کو جنم دیں گے؟ کیا ہوس اور روحانیت کے درمیان کوئی پُل بن سکتا ہے؟ وشویشور سے مندا کنی ندی کی طرف جانے والی شاہراہ پر دائیں طرف بازارِ حُسن اور بائیں طرف شہر کے بیوپاریوں کے قائم کردہ کپڑوں کے بازار کے کیا کوئی معنی ہیں؟ معنی تو سیدھے ہیں یعنی دولت مندوں کو اپنے کاروبار کا مرکز اور جسمانی تعیش کے لئے طوائفوں کا اڈہ ــ دونوں ساتھ ساتھ چاہئیں۔ بازار کے بغیر وہ دولت نہیں کما سکتے

تھے اور طوائفوں کے بغیر اس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے تھے۔

وشوایشور کے درشن کرکے اپنی گوری اور روشن پیشانی پر صندل کا ٹیکہ لگائے زرد پگڑی باندھے وہ آگ کے شعلے کی طرح لگ رہا تھا۔ اس کے کمر بند میں دونوں طرف تلواریں جھول رہی تھیں۔ ایک شخص سامنے شاہ راہ پر گھوم رہا تھا۔

"کہیں آریہ! کیا آپ کو ناگن سے پیار ہے؟" وہ شخص بولا۔

"تم چالاک ہو دلال۔ میں تمہارے اس جملے سے بہت خوش ہوا۔ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ کاشی وشوایشور مندر کے آگے ہی طوائفوں کی گلی ہے۔ جیا پیڑ راجہ کے وزیر اور کٹنی متم کے مصنف دامودر گپت کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ بنارس کی تعریف تو ہے ہی لیکن سب سے خاص بات ہے سربلند مندروں کے لہراتے جھنڈوں کے سامنے طوائفوں کا محلہ۔ میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ وہ جگہ کدھر ہے۔ تم میرا مقصد تو سمجھ ہی گئے ہو گے۔"

"آریہ۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ کا نام کیا ہے آریہ؟" دلال نے پوچھا۔

"میرا نام ہے پرورسین اور تمہارا؟"

"میں منگل دیو ہوں آریہ۔ جیسا نام ویسا گُن۔ کوئی دوشیزہ اس منگلے نوجوان کو قبول نہیں کرتی۔"

پرورسین اس دلال کے ساتھ چل پڑے۔

"آریہ یہ ہے اُتری بھارت کا سب سے زیادہ مقبول اور دولتمند مندر۔ منڈپ کے کلسوں پر لہراتے ہوئے جھنڈے دور ہی سے بتا دیتے ہیں کہ یہ بھگوان رودر کا مندر ہے۔ مندر سے تھوڑا ہٹ کر دکھن کی طرف بڑھ جائیے آریہ۔ یہ ہے بازارِ حُسن۔"

شاباش کاشی۔ پرورسین نے نمستے کے انداز میں ہاتھ جوڑ لئے۔ شو کے عقیدتمندوں، سنیاسیوں، سادھوؤں، تیرتھ کرنے والوں سے بھرے اس شہر میں امرت اور زہر ایک ساتھ ملتے ہیں اس لئے کہ یہ شہر دونوں کو ملانے کے کیمیائی علم کے لئے مشہور ہے۔

"آریہ پہلے کسی ایسی طوائف کے پاس لے چلئے جس کی جوانی کے دنوں میں جاگیردار،

سوداگر بچے، فوجی سردار وغیرہ اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے رہا کرتے ہوں اور اب جوانی ختم ہونے پر اسے دو وقت کی روٹیوں کے بھی لالے ہوں۔"

"آپ ایسی بوڑھی طوائف کے پاس کیوں جانا چاہتے ہیں آریہ پرورسین؟"

"ابھی اسے راز میں ہی رہنے دیجئے۔"

"تو یہ ہے ایسی ضعیفہ کا گھر جو شاید آپ کو پانی بھی نہ پیش کر سکے۔"

پرورسین نے دیکھا گھر کی سیڑھیوں پر مکھیاں اڑاتی ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے۔ اس کے زیادہ تر دانت ٹوٹ چکے تھے۔ صرف دو لمبے دانت پوپلے مونہہ سے جھانک رہے تھے۔ ٹھوڑی جھکی ہوئی تھی۔ ناک لمبی اور چپٹی ہوگئی تھی۔ بڑے بڑے پستانوں کو دیکھ کر آج تکلیف کا احساس ہوتا ہے لیکن زمانۂ شباب میں چولی کو توڑ دینے کے لئے مچلتے رہنے والے جوبن پر کس کس کا دل نہ آیا ہوگا۔ ان کی جگہ پر محض کھال لٹک رہی تھی۔

"نمسکار خاتون۔ پرورسین نے کہا۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ اس گلی میں ایسی کون سی طوائف ہے جو سب کو اپنی طرف مائل کرلے، محفل میں بجلی کی طرح چمکے، ناچنے گانے میں بے جوڑ اور گفتگو میں یکتا ہو؟"

"آریہ۔ اگر بازارِ حسن کا کچا چٹھا آپ کے سامنے کھول کر رکھ دوں تو مجھے کیا ملے گا؟"

"سونے کے پانچ کارشاپن محترمہ۔"

"سنیے آریہ۔ آپ تجربہ کار اور مہذب معلوم ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی کوئی اہم ہستی بھی۔ آپ یا تو راجہ ہیں یا آماتیہ یا سپہ سالار۔ آج کے طوائف خانوں کو اگر پرانے معیار پر تولیں گے تو مایوسی ہی ہاتھ لگے گی۔ شہنشاہ ہرش کے زمانے تک تو حالات برداشت کے قابل تھے۔ اب یہ دھندا اتنا گندا ہوگیا ہے کہ خود اپنے آپ سے گھن آتی ہے۔ ہمارے ملک میں طوائف کو چھٹی صدی تک اتنا گرا ہوا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دیوداسی کی صورت میں اس کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ پدم پران کہتا ہے کہ کئی لڑکیوں کو خرید کر مندر کے دیوتا کو چڑھانے والا جنت کا حق دار بنتا ہے۔ راجہ ہوتا ہے، رئیس ہوتا ہے۔ طوائفوں کو تو کتوں نے تب دھتکارا جب انتہائی معمولی زمینداروں نے خود کو جاگیردار، تعلقدار جیسے لقب دے کر اپنے بڑے آدمی

ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن ان میں سے زیادہ تر وحشی جانوروں کے درجے سے اوپر نہیں اُٹھ سکے ہیں۔ اقدار سے عاری یہ لوگ فن کے نہیں صرف ہوس کے غلام ہیں۔"

"محترمہ اس گلی کو اگر کئی درجوں میں بانٹا جائے تو آپ کیا کہیں گی؟"

"اس میں کچھ کہنے کو نہیں رہ جاتا آریہ۔ یہاں تو دو دڑی کے لئے جسم بیچنے والیوں سے لے کر ہزاروں کارشاپن روز کمانے والی عورتیں تک رہتی ہیں۔ چار درجے تو ہیں ہی حقیر، معمولی، اعلیٰ اور انتہائی نفیس۔ ایک طبقہ اور بھی ہے لیکن اس میں بس دو ایک ہی ملیں گی۔ یہ ہیں محض ناچ گا کر پیسہ کمانے والی پاکباز طوائفیں۔"

"محترمہ کیا کسی ایسی ہی پاکباز کنواری طوائف کا نام بتا سکتی ہیں آپ؟"

ضعیفہ بولی "وہ طوائف نہیں کہلاتی آریہ۔ اسے کلاونتری کہتے ہیں۔ ان میں سب سے افضل اور پاکیزہ زندگی گذارنے والی صرف ایک ہستی ہے۔ کھجوراہو کی رقاصہ سُنندا۔"

بیرورسین نے پانچ کارشاپن دیئے اور طوائف گلی میں گھومنے کے لئے چل پڑے۔

ایک شخص سفید دھوتی اور زعفرانی کرتا پہنے اِدھر اُدھر تاک جھانک کر رہا تھا۔

"کیوں رے لکھیا۔ کھڑکی کی سلاخیں پکڑے، مونہہ پر سفید رنگ اور ہونٹوں پر سرخی پوتے ایک طوائف چلا رہی تھی۔ کیوں رے آج بھی تیرے جال میں کوئی مچھلی نہیں پھنسی؟" اس نے لکھی رام پر طنز کے تیروں کی بوچھار کر دی۔

"مر، سالی کتیا۔ لکھی رام بڑبڑایا۔ جس دن سویرے اس کا مونہہ دیکھ لیتا ہوں سارا دن خالی جاتا ہے۔ اونچی جگہوں پر تو داخل ہو ہی نہیں پاتا۔ دو مٹھی اناج کے لئے جسم بیچنے والیوں سے کچھ پانے کی امید کرنا سوکھے بادلوں سے پانی کی التجا کرنے کی طرح بیکار ہے۔"

بیرورسین چلتے گئے۔ وہ دھندہ کرنے والی تیسرے درجے کی عورتوں کے گھروں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہاں باجے بج رہے تھے۔ زیادہ تر مردنگ اور جھانجھ۔ نہ موسیقی ہی اچھی تھی نہ رقص میں کوئی کشش۔ اپنے گھر کے سامنے گوری رنگت والے عمدہ کپڑوں میں ملبوس شخص کو دیکھ کر قحبہ خانے کی نائکہ للچا اُٹھی۔ وہ بن بلائے دروازے پر آ گئی۔ "کہیے

جناب! کیا آپ کو ہندوستان کے ہر حصے سے لائی جانے والی لڑکیوں میں سے کوئی چاہیئے؟ بنگالی، کرناٹکی، گجراتی، مُون؟ صرف پانچ کارشاپن دے کر ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ہم آغوش ہو سکتے ہیں۔ چلیئے آریہ۔"

"محترمہ میں بدکردار، بوالہوس نہیں ہوں۔ شادی شدہ ہوں اور میری بیوی مجھے بہت چاہتی ہے۔ میں یونہی آگیا۔ کاشی پہلی بار آیا ہوں۔ سوچا یہاں بھی دیکھتا چلوں۔"

"طوائفوں کے محلے میں گھومتے ہو اور کہتے ہو کہ میں بدکردار نہیں ہوں۔ جھوٹ بولنے والے بدتمیز انسان۔ میں تمہیں ابھی ٹھیک کراتی ہوں۔ نائکہ نے پکارا۔ اے ویرو! بساون! ذرا ادھر آؤ تو تم لوگ۔"

دونوں لٹھ لے کر گلی میں آگئے۔

"دیکھو اس گندے کتے کو۔ میری لڑکیوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور جب میں نے پوچھا کہ کیوں کھڑے ہو تو بولا میں شادی شدہ ہوں، میں بدکردار بوالہوس نہیں ہوں۔"

"کیوں رے تُو نے تو بڑے عمدہ کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ویرو اور بساون نے دونوں طرف سے اسے گھیر لیا۔ ایک ساتھ لاٹھیاں اُٹھیں اور دونوں کو لگا کہ سامنے والا شخص مر گیا ہوگا لیکن لاٹھیاں زمین سے ٹکرائیں۔

"دیکھو" پرورسین نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی گردن پکڑ لی۔ "نیچ، تم لوگ دیسی جَو کی شراب میں دُھت ہو۔ تمہارے مونہہ سے بدبو آرہی ہے۔ بھاگو نہیں تو ایسی سزا دوں گا کہ زندگی بھر یاد رکھو گے۔ اس نے ایک دھکا دیا اور دونوں کے سر ٹکرانے سے ایسی آواز ہوئی جیسے مٹی کے کوزے پھوٹے ہوں۔ نائکہ کے پہریداریوں بھاگے کہ آس پاس ان کے مونہہ کی بدبو کے علاوہ ان کا اور کوئی نشان نہیں رہ گیا۔

پرورسین دوسرے درجے کے نسبتاً خوبصورت اور کھلے کھلے گھروں کو دیکھتے ہوئے جارہے تھے کہ وہی واقعہ پھر پیش آیا لیکن ذرا دوسری صورت میں۔

اس بار صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک مرد تھا۔ "آریہ یہ مدن سینا کا محل ہے۔ اس سے زیادہ خوبیوں والی طوائف اس پوری بستی میں نہیں ملے گی۔ آپ اگر صرف رقص د

موسیقی سے لطف اٹھانا چاہتے ہوں تو اس کا انتظام الگ سے کردیں گا۔ اگر آپ اس کے ساتھ رات بسر کرنا چاہیں تو آپ کو صرف پچاس کارشاپن دینے ہوں گے۔" پرورسین آگے بڑھ گئے۔

اب وہ پہلے درجے کی طوائفوں کی حویلیوں کو دیکھنے لگے۔ خوشبودار تیل کی مشعلوں کی روشنی میں سجے سجائے کمرے بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ ایک رقاصہ جو یا تو پانڈیہ دیس کی تھی یا یہاں چرا کر لائی گئی تھی بڑی محویت کے ساتھ بھارت ناٹیم پیش کر رہی تھی۔ انداز بتا رہا تھا کہ اپنے فن کی ماہر ہے۔ پرورسین تھوڑی دیر تک رقص دیکھتے رہے اور لَے تال سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

"کیوں آریہ۔ نہایت عمدہ کپڑوں میں ملبوس ایک دلال ان کے پاس آیا۔ لگتا ہے جناب کہ آپ رقص و موسیقی کے پارکھ ہیں۔ آپ تال کے اُتار چڑھاؤ کے ساتھ اس طرح سر ہلا رہے تھے کہ خاتونِ خانہ نے کہا کہ وہ صاحب جو سامنے کھڑے ہیں ان سے جا کر کہہ کہ چندر لیکھا آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ فن کے ایسے قدردان ڈھونڈنے پر ہی ملتے ہیں۔"

"آریہ۔ آپ دیوی چندر لیکھا سے کہئے کہ میں ایک ہفتے تک کاشی میں ہی رہوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ جب وہ رقص کریں تو کوئی اور شخص بھی وہاں بیٹھا ہوا ہو۔ اس لئے آپ اور ہم مل کر کوئی تاریخ طے کرلیں گے۔"

"آپ کہاں ٹھہرے ہیں آریہ؟"

"کرن میرو۔"

کرن میرو سنتے ہی دلال تیزی سے بھاگنا چاہا لیکن پرورسین نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اس نے طاقت لگا کر خود کو چھڑانا چاہا لیکن اس کا چھٹکارا ناممکن ہو گیا۔

"کیوں بھاگ رہے ہیں آریہ؟ میں کرن کا مہمان نہیں ہوں۔ نہ ہی اس کا جاگیردار یا رشتہ دار۔ میں کرن میرو کے پاس کی دھرم شالا میں رکا ہوں۔"

"اوہ۔ میں ڈر گیا۔ میں نے سمجھا کہ آپ اس پہاڑی راجہ کے ساتھی ہیں جو پچھلے چار دنوں سے اپنے محافظوں کے ساتھ طوائفوں کی اس بستی کو روند رہا ہے۔ اس کی نظر چندر لیکھا اور اس کی چھوٹی بہن پُشپ لیکھا پر لگی ہوئی ہے۔ وہ بغیر پوچھے محل میں گھس آتا ہے اور کہتا ہے کہ

بشپ لیکھا کی نتھ تو میں ہی اتاروں گا۔ اسے میں کنواری نہیں رہنے دوں گا۔"

"کون ہے وہ؟"

"کشمیر کے راج گھرانے کا اننت۔ اس کے ساتھ چار ہیبت ناک محافظ آتے ہیں۔ اپنے جوتوں سے ہمارے دربانوں کو ٹھوکر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رقص کے کمرے سے لوگوں کو ہٹاؤ۔ ہمارے عظیم المرتبت بادشاہ آنے ہی والے ہیں۔"

"ان کے ساتھ کوئی راج کمار بھی آتے ہیں؟"

"ہاں آریہ۔ ان کا نام ہے دِدّا پال اور رُدر پال۔ ان کے ساتھ بھی محافظ ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس جو انگور کی شراب ہوتی ہے اس کے لئے یہ خوب لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ مہذب گاہکوں کے لئے الگ رکھی گئی یہ شراب بھی انہیں مفت دینی پڑتی ہے اس لئے کہ ہمارے پاس اپنی حفاظت کا کوئی ذریعہ تو ہے نہیں۔"

"تم لوگ مہاراجہ کیرت سے کیوں نہیں کہتے؟"

"آپ کا اشارہ جھبوتی کے مہاراجہ کی طرف ہے؟"

"ہاں بھائی۔"

"ہم نے سنا ہے کہ وہ غریب دکھیا لوگوں کی حفاظت کے لئے اپنی جان بھی داؤں پر لگا دیتے ہیں۔"

"تو ان سے کہو تم لوگ یا کرن کے بیٹے ٹیشہ کرن کو ساری باتوں کی خبر دو۔"

"ہم غریبوں کی کون سنتا ہے آریہ؟"

برورسین آگے بڑھ گئے۔

کیا جُگ جُگ تک عورت کو یہی کچھ جھیلنا ہوگا۔ دو مٹھی اناج کے لئے غریب سے غریب کسان بھی اپنی بہو بیٹی کو نہیں بیچتا۔ لیکن اگر راجے مہاراجے اس طرح کے ہو گئے تو بچاؤ کہاں ہے؟

صبح سویرے جب لوگ مہمان سرا میں بیٹھے ہوئے تھے تو دکشنا ایک خط لے کر آئی۔

"راجیشور۔"

"ہاں دکشنا۔"

"راج بہو گومتی نے کہا ہے کہ یہ خفیہ خط آریہ پتر کو دے آؤ اور ان سے کہنا کہ انہیں کچھ وقت ملے تو میرے گھر میں آنے کی زحمت کریں۔"

کیرت نے کھلے ہوئے لفافے سے خط نکال لیا۔

مہارانی گومتی کے قدموں میں کنیز کا پرنام۔ میں کاشی کی طوائفوں کی بستی میں رہنے والی ایک رقاصہ ہوں۔ شروع سے ہی میرے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ میں اور میری ماں نے مل کر فیصلہ کیا کہ بغیر ناچ گانا سیکھے گذارا ہونا مشکل ہے۔ میں نے اور میری ماں نے پاکیزہ زندگی گذاری۔ میرے یہاں صرف رقص و موسیقی کے قدردان ہی آتے ہیں۔ میں نے جب رقص کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی تھی تو میرے استاد نے کہا تھا اگر تم قدیم طرز کا رقص اور جسم کی صحیح حرکات سیکھنا چاہتی ہو تو کھجوراہو چلی جاؤ۔ وہاں کے مندروں میں رقص کی بڑی انوکھی اداؤں کو واضح کرنے والی مورتیاں بنی ہوئی ہیں۔ ہم ماں بیٹی کھجوراہو پہونچے۔ وہاں دو مہینے تک رُکے۔ اُس وقت میں سولہ سال کی تھی اور راج کمار کیرت اٹھارہ سال کے۔ وہ روزانہ چتر بھج مندر کے آنگن میں میرے رقص کی مشق دیکھنے آیا کرتے تھے۔ بیچ میں دو تین دنوں کا ناغہ ہو گیا تو میں نے زنان خانے میں جا کر بھابی صاحبہ یعنی راج راجیشوری تارا دیوی سے پوچھا۔ 'مہارانی۔ راج کمار کیرت کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'

وہ مسکرا کر بولیں۔ 'سُندا لگتا ہے وہی غلطی تُو بھی کر رہی ہے جو میں کر چکی ہوں۔ تُو نے اس طرح کے الہڑ نوجوان کو اپنا دل کیوں سونپا؟ وہ بڑا ضدّی ہے۔ میں نے اسے کئی بار سمجھایا کہ تمہارا بھائی اس لائق نہیں ہے اس لئے حکومت تم سنبھالو تو بولا 'بھابھی آپ ہیں تو ہمیں پورا یقین ہے کہ چندیلوں کا شاہی خاندان بالکل محفوظ ہے۔ مجھے ہندوستان کی سیاحت پر نکلنے کی اجازت دیں۔ یوں نہیں، مسکراتے ہوئے' وہ پرسوں ہی لوہت دریا کے سفر پر جا چکا ہے۔ ہندوستان کے مشرقی سرے سے مغربی سرے یعنی گاندھار تک پہونچے بغیر لوٹے گا بھی نہیں۔ تیرا کچھ نہیں بگڑا ہے ابھی۔ تو اسے بھول جا۔'

رانی صاحبہ۔ میں نے بچپن کی اس یاد کو بار بار کُچلنے کی کوشش کی لیکن کامیاب

نہیں ہوئی ۔ آپ سوچیں گی کہ میں بہت بک بک کرتی ہوں ۔ میں یہ خط آپ کو اس لئے لکھ رہی ہوں کہ پچھلے دنوں سے کشمیر کا راجہ انت دو ملک بدر راج کماروں رودپال اور دِدّا پال کو لے کر آتا ہے ۔ ان کے ساتھ چار پانچ وحشی اور سرکش گھوڑسوار بھی ہوتے ہیں ۔ میرے پہریداروں نے انہیں روکنے میں اپنی جانیں گنوا دیں ۔ آخر میں کتنے دن اپنی عصمت کی حفاظت کر سکوں گی ؟ یہ کنیز آپ سے درخواست کرتی ہے کہ اس کی آبرو لٹنے سے بچا لیں ۔ سُنندا

کیرت نے خط پڑھا اور پُنڈریک کو دے دیا ۔

" پُنڈریک ، تم انت کو بھی یہ دکھا دینا ۔ میں دیوی گومتی سے مل کر آرہا ہوں ۔

کیرت قلعے کی طرف جاتے ہوئے سُنندا کے بارے میں سوچ رہے تھے ۔ سُنندا ان کے لئے محض ایک رقاصہ نہیں تھی ، کچھ اور بھی تھی ۔

میں شمالی ہندوستان کے سفر پر نکل رہا ہوں یہ کسی نے سُنندا سے کہہ دیا تھا ۔ جب میں چتر بھج مندر کے آنگن میں پہونچا تو وہ خفا خفا سی اپنے داہنے گھٹنے کے گرد بازو لپیٹے خاموش بیٹھی تھی ۔

" آج بہت چُپ ہو سُنندا " ؟ میں نے کہا ۔

" میں نے کئی دن کی محنت کے بعد تمہارے لئے گیتوں بھرا رقص تیار کیا تھا ۔ وہ بولی ۔ لیکن جب سُنندا کی کوئی فکر ہی نہیں تو چولہے میں جائے ناچ گانا ۔"

" کس نے کہا کہ میں تمہارے بارے میں نہیں سوچتا ۔ مجھے جلد ہی تیر کمان لیکر مندروں سے دُور اس ٹیلے تک جانا ہے ۔ وہاں میرے استاد میرا انتظار کر رہے ہوں گے لیکن چاہے کتنی بھی دیر ہو وہ رقص دیکھے اور گیت سُنے بغیر نہیں جاؤں گا ۔"

وہ مسکرائی ۔ اس نے دونوں پیروں کو اس طرح حرکت دینی شروع کی کہ چتر بھج مندر کے منڈپ ، کھمبوں اور آنگن سے صرف ایک آواز آنے لگی ۔ گھنگھروؤں کی چھما چھم ، جھنک جھنک ۔

" تمہیں بولی آتی ہے راجہ ؟ "

" چلو سُنندا ۔ میں کتنی بولیاں جانتا ہوں اگر بتانے لگوں تو گھنٹہ بھر اور دیر ہو جائے گی ۔"

وہ مورنی کی طرح دائروں میں گھومنے لگی۔ اس کے مہاور لگے پیر اتنے چکنے اور گورے تھے کہ بند ھو جیو پھول کی طرح لگتے تھے۔ اس نے گانا شروع کیا۔

"ٹیسو کے سرخ پھولوں سے پلاش کی ڈالیاں بھر گئی ہیں۔ پس منظر میں سورج طلوع ہو رہا ہے۔ دکھنی ہوا ٹھنڈی ہو کر تیز تیز چلنے لگی ہے۔ مہجور دوشیزہ کا دل کانپ رہا ہے۔"

رقص کے دوران اس نے بازوؤں کو اس طرح حرکت دی کہ ان کے دائروں میں دل بندھ بندھ گیا۔ گیت جاری تھا۔

"کیوڑے کا زرگل چاروں طرف چھا گیا ہے۔ سب کچھ زرد رنگ کا دکھائی دے رہا ہے۔ بسنت آ گیا ہے۔ میں کیا کروں سکھی؟"

گانا پورا کرو۔ میں بول پڑا تھا۔

"کانت[1] پاس نہیں ہیں ـــ" وہ سیدھی میرے پیروں پر گر پڑی۔ اس دن سے سنندا میری سکھی بن گئی۔ لیکن حالات نے ہمیں الگ کر دیا۔ اٹھتی جوانی کے ان حسین دنوں میں سنندا میری زندگی میں چھائی آبشار کی طرح پانی کی بوندیں بکھیرتی' ایک زندگی سے بھرپور رقاصہ کی صورت داخل ہوئی۔ میں اس کے پیروں میں بندھے گھونگھروؤں کو بڑی حیرت سے دیکھتا رہا۔ وہ اپنے پیروں کو اس طرح حرکت دیتی تھی کہ دونوں پیروں میں بندھے گھونگھروؤں میں سے صرف ایک گھنگھرو بجتا تھا۔ باقی خاموش ہو جاتے تھے۔ مجھے یہ سب جادو جیسا لگتا تھا۔ ایک بار میں نے کہا بھی تھا سنندا گھونگھروؤں کو تم اس طرح قابو میں کیسے کر لیتی ہو۔ وہ ہنستے ہوئے بولی تھوڑا اور دیکھو لوراجہ سارا راز سمجھ جاؤ گے۔ بھابھی صاحب نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ میں اآہڑ ہوں۔ وہ میرے اآہڑپن کو کاٹ چھانٹ کر سجانے میں لگی رہیں اور بقول خود "میں نے ایک ایسا راجہ تیار کر دیا ہے جو چندیلوں کے جاہ و جلال کو کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔"

ـــــ شام ڈھل رہی تھی۔ کیرت' انت اور پنڈریک خاموش بیٹھے تھے۔

---

[1] محبوب

"کیا کہا بھابھی صاحب نے؟"

"انہوں نے کہا کہ سماج کے ڈر سے اگر آپ نہیں گئے تو آریہ بستر پہ بچھے پر بیٹھ کر میں جاؤں گی۔ یہ مظلوم کی فریاد ہے۔ اسے تو سُننا ہی پڑے گا۔"

تینوں کچھ دیر خاموش رہے۔

"تم اس راجہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو انتت؟"

"نہیں راجن۔ کشمیر کی طرف کبھی جانا نصیب ہی نہیں ہوا۔"

"اس کا نام بھی اننت ہی ہے۔ یہ پہلے لوہر خاندان کا عام سا راجہ ہے۔ مجھے یہ سن کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ ادھیڑ عمر کا ہو کر بھی وہ ایسا بوالہوس اور وحشی ہے۔ میں ایشر کرن سے وعدہ کر چکا ہوں کہ مہاشورا تری سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس سے کرن دیو کو تکلیف ہو۔ اس کے ساتھ دو شہزادے ہیں۔ رُودرپال اور دِدّا پال۔ یہ دونوں انتہائی مغرور اور شرافت سے عاری انسان ہیں اور خود کو سپہ گری کا بے مثال ماہر بھی سمجھتے ہیں۔ لگتا ہے کہ بدمست ہو کر راجہ اننت نے سُنندا کی دوشیزگی ختم کرنے کا جو اعلان کیا ہے اس کی وجہ سے طوائفوں کی بستی میں بہت بھیڑ اکٹھی ہو جائے گی۔ اننت کے محافظوں کا بھی کچھ ایسا انتظام کرنا ہو گا کہ انہیں اپنے کیے کی بھرپور سزا مل جائے۔"

طوائفوں والی گلی میں سنندا کی حویلی کے باہر صدر دروازے پر کئی لوگ کھڑے تھے۔ ان میں بھیس بدل کر اننت، پُنڈریک اور سون کے چھ سوار بھی تھے۔ پر چنڈ ایک طرف کو چپ چاپ کھڑا گویا صورت حال کو بھانپ رہا تھا۔

"کہیے آریہ پردرسین۔"

"آئیے منگل آریہ۔ اتنی جلدی میں کہاں جا رہے ہیں؟"

"مجھے اپنی جان پیاری ہے جناب۔ میں وہاں نہیں رُکتا جہاں بلاوجہ جان گنوانے کا ڈر ہو۔"

تبھی فتح کے نعرے لگاتے ہوئے پانچ محافظ، دونوں جنگجو راج کمار اور قیمتی گھوڑے

پر سوار اننت دیو سُنندا کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے۔

"آپ لوگ کون ہیں اور یہاں کیوں کھڑے ہیں؟"

"نیچ اگر تجھے تیری بیوی اتنا چاہتی نہ ہوتی تو میں بتا دیتا کہ ہم لوگ کون ہیں۔ تیری بیوی سُوریہ متی مجھے اچھی طرح جانتی ہے۔ تیری شہوت رانی کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہونچی تھی کہ تجھے بھوج کے شہر کے ایک بنیئے سے قرض لینا پڑا تھا۔ تو وہی ننگ خاندان ہے جس کا سونے کا تاج وقت پر قرض نہ چکانے کے جرم میں دھارا کے بنیئے نے چھین لیا تھا۔ تجھے مشک اور زعفران سے بھرے سیکڑوں پان روزانہ چاہئیں۔ زبان کے اسی چٹورے پن نے تجھے تہی دست بنا دیا۔ وہ تو کہہ اوپر والا مہربان تھا کہ تجھے ایسی بیوی ملی جس نے حکومت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مالی حالات کو سنبھال لیا۔"

"تو تُو ہے راجیشور کیرت؟" راجہ اننت قہقہہ مار کر ہنسا۔

"ہاں احمق۔ میں ہی ہوں کیرت، یعنی تیری موت۔"

"مجھے بھی تو نے کرن سمجھ لیا ہے مکار؟ سُنندا کیا تیری بہن لگتی ہے؟"

تبھی آماتیہ اننت اُچھلے اور انہوں نے لوہر بنسی ڈاکو کے سینے پر دونوں پیروں سے اتنا سخت وار کیا کہ وہ گھوڑے سے لڑھک گیا۔

پُنڈریک نے سون ند کو اشارہ کیا۔

"جے کندار یہ! جے کندار یہ!"

سُنندا نے یہ نعرے سنے اور اپنی ماں سے بولی ماں، میرے راجیشور آ گئے۔

سون کے ایک نوجوان نے دِدّا کی گردن میں بیہوش کرنے والا تیر مار دیا۔ دوسرا تیر رُودرپال کو لگا اور دونوں مُردوں کی طرح زمین پر لوٹ گئے۔

باندھ لو ان تینوں کو۔ پُنڈریک نے حکم دیا۔ تینوں رسیوں میں باندھ کر اوندھے مونہہ بٹھا دیے گئے۔ باقی گھوڑسواران کا یہ حشر دیکھ کر کانپ گئے، پھر انہوں نے گھیرا بناتے ہوئے سون ند کے چھ سواروں کو للکارا۔ اسی وقت تین سب سے خطرناک سپاہیوں کے گلے میں رسّی کا پھندا پڑا اور ایک جھٹکے سے کس گیا۔

"جے کندار یہ!"

پھندے میں پھنسے تینوں گھوڑ سوار زمین پر گر پڑے۔ یہ دیکھ کر باقی گھوڑ سوار بھاگنے لگے۔ پنڈریک ان کے پیچھے دوڑے اور دونوں کو گھیر لیا۔ لاچار ہو کر انہیں مقابلہ کرنا ہی پڑا۔ پنڈریک کی تلوار ایک سوار کے بازو پر پڑی اور اس کی کلائی کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کی پیٹھ پر لگی۔ گھوڑا جنگلی سانڈ کی طرح اچھلا اور وہ سوار زمین پر گر پڑا۔ اننت نے اسے بھی رسیوں میں جکڑ لیا۔ باقی بچا ایک۔ اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پانچوں سپاہی رسیوں میں بندھے چپ چاپ بیٹھے رہے۔

"سُنندا!"

کیرت سیڑھیاں چڑھ کر کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ سُنندا نے دروازہ کھولا۔ وہ ایک ٹک کیرت کی طرف دیکھتی رہی۔ اس نے آنکھوں میں جھانکا اور ان کے قدموں میں گر پڑی۔ "راجہ، تم کتنے بھیس بدلتے ہو دن میں۔ میں تو اس بہروپ میں پہچان بھی نہ پائی۔ دو پل اسی لئے رُکی رہی۔ پھر تمہاری آنکھوں نے سارا راز کھول کر سنندا کو سب کچھ بتا دیا۔"

"ہاں۔"

ایک باوقار بزرگ عورت سامنے آئی۔ "بیٹے یہ آج سویرے سے کندار یہ کی تصویر کے سامنے بیٹھی رہی۔"

"کندار یہ کی تصویر کہاں ہے ماں جی؟" کیرت نے عورت کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔

"اسے وہ اس کمرے سے کبھی الگ نہیں کرتی راجیشور۔ وہ اس کے محبوب دیوتا ہیں۔"

کیرت نے تصویر کو غور سے دیکھا۔ یہ تو سینگ والی تصویر کی ہی ذرا بڑی صورت تھی۔ انہوں نے اپنی پگڑی سے سینگ کی بنائی ہوئی چھوٹی تصویر نکالی اور دونوں کو ملانے لگے۔ سنندا۔ تمہاری والی تصویر سینگ کی ہی بنائی ہوئی ہے نہ؟ تاریکی کے بیچ دائرے میں جیوتر لنگ کی روشنی اور اوپر لہراتا ہوا زرد پھریرا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں راجہ۔ یہ تصویریں نے سو کارشاپن دے کر سینگ سے ہی بنوائی تھی۔ وہ اگر اس سے زیادہ بھی مانگتے تو سُنندا خوشی سے دے دیتی۔ یہ تصویر ان دو مہینوں کی یادگار ہے جنہوں نے سنندا کی زندگی کو بدل دیا۔ سنندا اپنے نصیب پر سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار تھی۔

تبھی اننت کمرے میں آئے۔ "راجن!"

"کہیے آماتیہ۔"

"گلی پر بھیڑ بڑھ رہی ہے۔ ابھی تک رتھ نہیں آیا۔"

"آریہ برنام۔ میں نے یہ سنتی کا لباس اس لیے پہنا تھا کہ دروازہ ٹوٹنے کے پہلے ہی چتا میں کود جاؤں۔" اُس نے دونوں کو بلایا اور بغل کے کمرے میں صندل کی چتا دکھائی۔ چتا میں اس قدر کافور تھا کہ ایک چنگاری چھوتے ہی شعلے بھڑک اُٹھتے۔"

"سنندا اب چلو۔ رتھ کا انتظار ہمیں خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ ماں جی آپ گھوڑے پر بیٹھ سکتی ہیں؟"

"نہیں بیٹا۔ تو میری فکر نہ کر۔ مجھے ان ڈاکوؤں کے ہاتھ جو کچھ بھگتنا پڑے گا میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

"بھائی جی۔ پنڈریک کمرے کے دروازے پر پہونچے۔ مخبر خبر لایا ہے کہ یشہ کرن دو سو گھوڑسواروں کے ساتھ کرن میرو سے چل چکا ہے۔"

"فکر نہ کرو پنڈریک۔"

"آریہ پنڈریک۔ سنندا نے پکارا۔ چھ سات سال میں آپ اتنے بدل گئے ہیں کہ راجہ نے نام لے کر نہ پکارا ہوتا تو میں آپ کو پہچان بھی نہ پاتی۔ آپ وزیر اعلیٰ وتسراج کے بیٹے ہیں نہ؟"

"ہاں دیوی۔ لیکن مجھے کچھ یاد نہیں آرہا۔"

"تم جاؤ پنڈریک۔ سون کے کتنے سپاہی رسی میں بندھے ڈاکوؤں کو موت کی سزا دینے گئے ہیں؟"

"تین بھائی جی۔"

"یعنی مجھے اور اننت کو یشہ کرن سے نمٹنے کے لئے جانا ہی ہوگا۔ سنندا تم حالات کو ٹھیک سے سمجھے بغیر چتا پر کودنے کی کوشش نہ کرنا۔ تمہارا راجہ پرچنڈ پر بیٹھ کر ایک ہزار گھوڑسواروں کو بھی کچل سکتا ہے۔ گھبرانا مت۔ کھڑکی سے سارا تماشہ دیکھتی رہنا۔"

کیرت سیڑھیاں پھلانگتے گلی کے پاس پہونچے۔

اسی وقت نعرے لگاتے یشہ کرن کے سپاہیوں نے گلی گھیر لی۔ سَو گھوڑسوار دائیں طرف اور سَو بائیں طرف اس طرح کھڑے ہوئے کہ ایک مضبوط دیوار بن گئی۔

"عہد شکنی تم نے کی ہے یش۔"

تبھی چنڈدیو چلایا۔ "راج کمار آج بدلہ لینے کا وقت آگیا ہے۔ یہ نیچ کیرت خود کو دھننجے[1] سمجھتا ہے۔ اپنے گھوڑے کو دنیا فتح کرنے والا اُچّے شروا[2]۔ آپ ان ساتوں کو بتا دیجئے کہ کرن کیا ہے۔ آپ کے والد اور دوسرے لوگوں کی رہائی کے لئے ضروری ہے کہ انہیں لوہے کی زنجیر میں باندھ کر بندر کی طرح پورے شہر کا چکر لگوایا جائے جیسے تیلپ نے منجو راج سے لگوایا تھا۔"

"راجن۔" اننت نے کہا۔ "آپ اس سخت مصیبت کے وقت میں بھی ہنس رہے ہیں۔ آج چندیلوں کی عزت کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے کچل دیا جائے گا۔"

"کھیراُ مرت اننت" کیرت نے کہا۔

"راجیشور کیرت۔ یشہ کرن چلایا۔ آپ اسقدر نیچے گر سکتے ہیں یہ میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ شورا تری تک آپ ایسا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے بدامنی پھیلے۔"

"راج کمار یش۔ تمہیں بالکل بے بنیاد خبریں ملی ہیں۔ تم دو مٹھی اناج کے لئے جسم بیچنے والی رنڈیوں سے لے کر ایک ہزار کارشاپن لینے والی اعلیٰ درجے کی طوائفوں یا ان کے محافظوں سے پوچھ لو کہ اننت، رُودرپال اور دِدّا نے اس بستی کو کیسے جہنم میں بدل دیا ہے۔ اگر تمہیں یقین آجائے تو تم میرے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا چلے آؤ۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو اور تم نے طے کر لیا ہو کہ تمہیں اپنے باپ کا بدلہ چکانا ہے تو میں بھی تیار ہوں۔"

ہر ہر مہادیو۔ ہر ہر مہادیو۔ ہر ہر مہادیو۔

اسی اثنا میں ولی عہد گووند نے کلچری گھیرے کے گرد ایک بڑا گھیرا ڈال دیا۔ بھائی جی

---

[1] ارجن جو بہادری کے لئے مشہور تھے۔

[2] دیوتا اندر کا گھوڑا۔

گوونددچلایا۔ اس ڈاکو کی اولاد کو قتل کرنے میں آپ ذرا بھی مت جھجکئے اس میں آپ کی دی ہوئی امان کو رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ اس کی فوج کا ایک بھی سوار گاہڑ والوں کے گھیرے کو توڑ کر نہیں نکل سکتا۔

یشہ کرن اپنے گھوڑے سے اتر کر چندر لیکھا کی حویلی کے دروازے پر پہونچا۔ "محترمہ آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ آپ مہربانی کرکے ذرا کی ذرا دروازہ کھول دیجئے۔"

دروازہ کھول کر ایک آدمی باہر آیا۔ "آپ کا نام کیا ہے آریہ؟"

"یشہ کرن۔"

باپ رے۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ بند کردیا۔ ہم کرن خاندان کو دور ہی سے پرنام کرتے ہیں۔ آپ لوگوں نے اس بستی کو سڑی ہوئی لاش بنا دیا ہے جس پر شام سے لیکر صبح تک گدھ، کوّے اور دوسرے گوشت خور جانور فنکاراؤں کو کیل کیل کران کا لہو پیتے ہیں۔ آپ کا مہمان کشمیری راجہ اننت تو اتنا لالچی ہے کہ اس کے لئے انگور کی شراب ہمیں خود اپنے پیسوں سے خرید کر دینی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کے راج کمار یہاں ہر رات کو آکر دھمکی دیتے ہیں کہ میری مالکن چندر لیکھا کی چھوٹی بہن پشپ لیکھا کی نتھ وہی اتاریں گے۔"

"یہ نتھ اتارنا کیا ہوتا ہے آریہ؟"

"کسی باکرہ کے ساتھ پہلی بار ہم بستر ہونے کا جشن۔"

یشہ کرن اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر فوج کے گھیرے سے نکلا اور راجہ کیرت کی طرف تنہا ہی چلا۔

"راجیشور، میری الزام تراشی کو معاف کریں۔"

"یش، میں نے کبھی تمہاری درخواست نامنظور کی ہے؟ آؤ میرے ساتھ۔"

کیرت اس کا ہاتھ پکڑ کر سُنندا کے دروازے پر پہونچے۔ "سُنندا، فکر کی کوئی بات نہیں۔ دروازہ کھولو۔ پیچھے پیچھے اننت اور بنڈیرک بھی تھے۔ سُنندا نے دروازہ کھولا۔

یشہ کرن نے ایسا ضیا بار حسن نہیں دیکھا تھا۔ وہ مسحور ہو کر سُنندا کو دیکھنے لگا۔

"خاتون! آپ نے یہ ستی کا لباس کیوں پہنا ہے؟"

"راج کمار میری عصمت دری کے لئے آپ کے مہمان نے جو وقت مقرر کیا تھا آج اس کی آخری رات ہے۔ میں طوائف نہیں ہوں آریہ۔ ہم نے عہد کیا تھا کہ جس دن ہماری آبرو پر حرف آیا ہم اسدن ستی کی رسم پوری کرتے ہوئے جل مریں گے۔ میں صرف رقاصہ اور مغنیہ ہوں۔ سامان کی طرح خود کو بیچنے بازار میں آنا پڑا تبھی میں نے قسم کھائی تھی کہ کم ازکم عصمت محفوظ رہے گی۔ اس پر حرف آیا تو میں آگ کا غسل کروں گی۔"

"یش ذرا بغل والے کمرے کو بھی دیکھ لو۔"

یشہ کرن کیرت کے ساتھ اس کمرے میں پہونچا تو چتا سجی دیکھ کر گھبرا گیا۔

"دیوی مجھے معاف کردیں۔"

دونوں نیچے آئے۔

"راجیشور۔ ہمارے سپاہی دونوں طرف سے گھر گئے ہیں۔"

"اس کا سبب کون ہے؟ تم یا میں؟ اگر تم اس طرح گھرے نہ ہوتے تو آج موت تمہارا مقدر ہوتی۔ مجھے اپنی بلندی سے نیچے اترنے میں کبھی شرم نہیں آئی کیوں کہ میں اپنے سماج اور اونچے مقصد کے لئے ہمیشہ جھکتا رہا ہوں۔ ہاں اپنی چادر میں ایسا پانسہ بھی چھپا کر رکھتا ہوں کہ دشمن کا بچ کر نکلنا ناممکن ہوسکتا ہے۔ میرے آماتیہ اور سپہ سالار کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے دل میں یہ بات کب آئی کہ تم مجھے گھیرنے کی کوشش کروگے۔ لیکن میں جانتا تھا۔ کیوں کہ ہندوستان کے شہنشاہ کرن دیو کا خون تو تمہارے اندر بھی بہہ رہا ہے۔ اس لئے میں گووندے سے کہہ آیا تھا کہ جیسے ہی مخبر خبر دے تم چارسو سواروں کو لیکر طوائفوں والی گلی کو گھیر لینا۔ اب بولو! اگر میں تمہیں اور تمہارے باپ دونوں کو قتل کرادوں اور وہ بھی ایک ڈوم بھرت سے۔ تو تمہیں کیسا لگے گا؟"

یشہ کرن دہائی دیتا ہوا کیرت کے قدموں میں گر پڑا۔

"اننت اسے قید کرلو۔"

"کیوں رے کتے" چند دیو، اب کہاں گئی تیری ہیکڑی؟ کاشی کی گلیوں میں زنجیر سے جکڑے بندر کی طرح گھمانے کے تیرے اس اعلان کا کیا ہوا؟ ذرا سا اور رک اور دیکھ کہ

بندر کی طرح شہر میں گھومنا کیسا ہوتا ہے۔"

اننت اور پنڈریک نے لیشہ کرن کو رسّی سے باندھ دیا۔

"کہاں گئے سون کے بہادر سپاہی۔ بلاؤ انہیں۔ اس کی گردن میں رسّی کا پھندہ ڈال کر شاہراہ پر اس وقت تک گھسیٹیں جبتک اس کا دم نہ نکل جائے۔"

"بھائی جی۔ بھائی جی۔ آپ میرے خاندان کی آبرو بچالیں۔ ایک لمحے کو رُک کر سوچیں۔ اگر میری ماں نے میری اس طرح گھسیٹی گئی لاش کو دیکھا تو وہ خودکشی کرلے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اپنی گھوڑ سوار فوج سے کہو کہ کرن میر دلوٹ جائے۔ تم نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔"

"راج کمار۔ ہمارا نکل پانا تقریباً ناممکن ہے اس لئے کہ دونوں طرف سے گاہڑوال گھوڑسواروں نے محاصرہ کررکھا ہے۔" چنڈدیو بولا۔

کیرت کھلکھلاکر ہنسے۔ "کیرت کو قید کرنے آئے تھے نہ چنڈدیو۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ میرے صبا رفتار گھوڑے پر چنڈ کو پورے ہندوستان میں ایک معجزہ کہا جاتا ہے۔ تم تو صرف چنڈ ہو۔ میری کُل دیوی تو چنڈ مُنڈ کو مار چکی ہے اور ان شیطانوں کے ساتھیوں کے لئے اس نے کیرت کو وسیلہ بنایا ہے۔"

"گووندا!" کراتوں کے بگل کی طرح کیرت کی آواز پورے علاقے میں خوف سے لرزش پیدا کرنے لگی۔

"تم پارس دیو سے کہو کہ کلچری فوج کو کرن میر جانے کے لئے راستہ دے دیں۔ میں نے کرن کے بیٹے لیشہ کرن، رُودرپال، دِدّاپال اور کشمیری راجہ اننت کو قید کرلیا ہے۔ صرف چار پانچ گھوڑسواروں کو یہاں بھیجو۔ گھیرا ٹوٹنے نہ پائے چاہے جتنا بھی وقت لگے۔"

کیرت نے پنڈریک کو اشارہ کیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھیرے سے باہر آگئے۔ بزازے کے سامنے جونہی کلچری چنڈدیو دکھائی پڑا پنڈریک نے رسّی کا پھندا بنایا اور اس کے اوپر پھینک دیا۔ پھندے کے گرتے ہی پنڈریک نے جھٹکا دیا اور چنڈدیو گھوڑے سے گر پڑا۔

ہر ہر مہادیو۔ گاہڑوال فوج نے فتح کا نعرہ لگایا۔
"پارس دیو۔ کسی تگڑے گھوڑ سوار کو یہ کام سونپیے۔ اسے تب تک گھسیٹنا ہے جب تک یہ مر نہ جائے۔"
"راجیشور کیرت کی جے۔"
"راجیشور کیرت کی جے۔"
"یہ نعرے کون لگا رہا ہے انت؟"
"آریہ کے تیز طرار شاگرد۔"
بھیڑ جیسے جیسے پاس آتی گئی طوائفوں کی گلی میں دروازے بند ہوتے گئے۔
"آماتیہ انت کی جے۔"
"آماتیہ انت کی جے"
"راجیشور، وہ نیچ، وحشی، بدتمیز راجہ کہاں ہے؟"
"کون راجہ، آریہ اکھلیش؟"
"وہی کشمیری انت۔"
"یہ ہے سامنے۔"
نوجوانوں کی بھیڑ نے انت کو لاتوں سے اس طرح روند دیا کہ وہ خون کی قے کرتا ہوا زمین پر لوٹ گیا۔
"آریہ اکھلیش آپ خود کو قابو میں رکھیں۔ اگر قیدیوں کے ساتھ ایسا برتا کیا جائے گا تو باہر سے آئے ہوئے مہمان ہم پر نکتہ چینی کریں گے۔ یہ کاشی کی عزت کا سوال ہے۔"
"آپ تو بس بھگوان بھولے ناتھ کے چیلے ہیں راجیشور۔ دشمن کتنا بھی وحشی، دھوکے باز، بدکردار اور قابل نفرت کیوں نہ ہو لے معاف کر دیں گے۔ آپ نے سوچا ہے کہ اگر کھدربن سے پانچ ہزار گھوڑ سواروں کو لے کر چنڈ منڈ قسم کا کوئی فوجی سردار قلعے کو گھیر لے اور دھوکہ دے تو آپ کیا کریں گے؟"
"آپ اپنے چاروں سواروں کو بلالیں۔ باقی لوگوں کو صبح ناشتے کے لئے سرائے میں

طلب کریں۔ آپ پانچوں افراد کو اسی وقت میرے ساتھ چلنا ہے۔"
کلچری فوج طوائفوں والی گلی سے باہر چلی گئی۔ گووندا اپنے ساتھ رتھ لے آیا تھا۔
"شنندا۔ جلدی سے ضروری سامان ایک دو بکسوں میں رکھ لو۔ رتھ آگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہمارے اوپر دوسرا حملہ ہو، ہمیں گاہڑوال قلعے تک پہونچ جانا چاہیے۔"
چار گھوڑوں سے ان سے سوار اتر گئے۔ ان پر راجہ انت، دڈاپال، رُودپال اور یش کرن کو باندھ دیا گیا۔ رتھ پر ماں بیٹی بیٹھ گئیں۔
پر چنڈ پر سوار کیرت اگلی صف کے درمیان میں چل رہے تھے۔ ایک طرف آماتیہ انت اور دوسری طرف بُنڈیرک تھے۔ پیچھے پیچھے آتی ہوئی گاہڑوال فوج کے آگے گووند اور سب سے آخری صف میں پارس دیو تھے۔
"ان چاروں کو تہہ خانے میں پھنکوا دو گووند۔"
"جو حکم بھائی جی۔"
"بیڑیاں یا بندھن ایسے ہونے چاہئیں جو کوئی توڑ نہ سکے۔"
"کیا یش کرن کو کرن دیو والے کمرے میں رکھنا ہے؟"
"نہیں اسے کسی اندھیرے کمرے میں الگ رکھو۔"
تبھی شنندا کی نظر سامنے کھڑی زنان خانے کی عورتوں پر پڑی۔ اس نے جھک کر رالیہ کے پیر چھوئے۔
"جیتی رہ بیٹی۔ گاہڑوالوں کے اس ٹوٹے پھوٹے قلعے میں ہم تیرا استقبال کرتے ہیں۔"
اس نے ولی عہد کی دوسری ماں پرتھوی دیوی کو بھی پرنام کیا۔ سامنے مسکراتی ہوئی گومتی کھڑی تھی۔ شنندا نے بہتیری حسین عورتیں دیکھی تھیں لیکن آنکھوں کے سامنے پگھلے ہوئے سونے کا لہراتا سمندر اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ سنہرے بال اور نیلی آنکھیں۔ زلفوں سے ڈھکا چہرہ ہزار پنکھڑیوں والے کنول کی طرح چھونے کی دعوت دے رہا تھا۔
"دیدی!" شنندا بولی اور گومتی کے قدموں میں گر پڑی۔ "کن الفاظ میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے دروپدی کے برہنہ کئے جانے کے وقت کرشن کا کردار نہ نبھایا ہوتا

تو آج سُنندا اچھا میں چل جاتی ۔"

" تم مجھ سے تین چار سال بڑی ہو۔" گومتی نے اسے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ سنی کا لباس کیوں پہن لیا ہے ؟"

" کیا کرتی مہارانی ۔ ایک طرف دل کہتا تھا کہ دیدی انہیں ضرور بھیجیں گی ۔ دوسری طرف اندر کا چور کہتا تھا کہ کیا ایک طوائف کو بچانے میں مہاراجہ کی عزت پر آنچ نہیں آئے گی؟ اس لئے میرے کمرے کے اندرونی حصے میں چتا تیار تھی۔ اس میں اتنا کافور تھا کہ پل بھر میں شعلے بھڑک اُٹھتے۔ میری عصمت لوٹنے کی کوشش بے کار جاتی ۔"

پہریدار اندر آیا ۔ "مہارانی گومتی، آپ سے ملنے ایک بیل گاڑی کا گاڑیبان آیا ہے ۔"

"لے آؤ ۔"

" دیوی ! گاڑی بان نے سُنندا اور گومتی کو پرنام کیا ۔ میں اپنے ساتھ دو محافظ بھی لے آیا ہوں جو ہر لحاظ سے بہت اچھے رہیں گے ۔ ہم اگر آدھی رات کو چل دیں تو خطرے سے باہر ہو جائیں گے ۔"

" کہاں جا رہی ہے سنندا ؟ " گومتی نے پوچھا ۔

" کانیہ کُبج میں میرے ماموں ہیں دیدی ۔ ماں نے کہا وہیں چلو ۔ پتہ نہیں کب تک اس شہر میں افراتفری کا عالم رہے گا ۔ ہم آج ہی کانیہ کُبج روانہ ہو جائیں گے ۔"

" کیا کھجوراہو یا مہوبہ تمہارے لئے اجنبی ہو گئے ؟ کیا شکست خوردہ چندیلوں کا دوبارہ آنا ہوا عروج دیکھنے کو کھجوراہو نہیں چلو گی ؟"

سنندا پل بھر کو گومتی کی آنکھوں میں دیکھتی رہی ۔ وہاں نہ دُکھ تھا نہ غرور، نہ رشک اور نہ کسی قسم کا کوئی اندیشہ ۔ اپنے محبوب، اس کی محبت اور خود اپنی مکمل سپردگی پر ایسا مکمل اعتماد دیکھ کر سنندا سوچ میں پڑ گئی ۔

" دیدی ۔ ہمیں کانیہ کُبج جانے کی اجازت دو ۔ سُنندا بولی ۔ راجہ کے لئے تمہاری اس قدر گہری محبت دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ۔ اس میں کسی بھی طرح کی رخنہ اندازی احسان فراموشی ہو گی ۔ ایسے جرم کی تو میں بات بھی نہیں سوچ سکتی ۔"

"ٹھیک ہے سنندا تم یہ بیل گاڑی لوٹا دو۔ کل رات کو کئی گاڑیاں دو سو سواروں کی حفاظت میں کانیہ کبج ہوتے ہوئے مہوبہ جا رہی ہیں۔ اگر تم نے کانیہ کبج جانے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو چلی جانا۔ اگر میری دعوت قبول کر کے تم ناناجی کے ساتھ مہوبہ چلنے کو تیار ہو تو گاڑی سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اس گاڑی بان کو کتنا دینا ہے؟"

"پچھن سردار۔"

"کیا دیوی۔"

"تم گاڑی لوٹا کرلے جاؤ۔ میں ابھی مہارانی کی مہمان بن کر کچھ دن یہاں رکوں گی۔ یہ لو پانچ کارشاپن۔"

"یہ کس لئے دیوی؟ جب سفر کیا ہی نہیں تو آپ کرایہ کیوں دے رہی ہیں؟"

سنندا نے بہت کہا لیکن گاڑی بان نے رقم نہیں لی۔ وہ سب کو پرنام کر کے گاڑی لے کر چلا گیا۔

راجیشور کیرت، اننت، پنڈریک، سورج کاکا، سبودھ دیو بہت سنجیدگی کے ساتھ صلاح مشورے میں مصروف تھے۔

"کیا آپ کو اندیشہ ہے راجن کہ کلچری قلعے پر حملہ کریں گے؟" آماتیہ اننت نے پوچھا۔

"ان کے سامنے اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ یا تو وہ حملہ کریں گے یا آنول دیوی آئیں گی۔"

اسی وقت ایک گھوڑسوار ناگا فوجی مہمان سرا کے قریب رکا۔ وہاں سخت پہرہ تھا۔ دروازے پر کھڑے سپہ سالار پارس دیو سے ناگا فوجی نے کہا "نندیشور کے بابا رتو دھوج نے مہاراجہ کیرت کے لئے پیغام بھیجا ہے۔"

"چلے جائیے آریہ۔ سرائے کے دروازے پر کھڑے پہریدار سے اپنے آنے کی خبر بھجوا دیجئے گا۔"

پہریدار اس ناگا فوجی کو اوپری منزل تک لے گیا۔

"راجن۔ بابا کا پیغامبر دروازے پر کھڑا ہے۔"

"بھیجئے انہیں۔"

"ناگا سپاہی تھوڑی دیر سب کی طرف بغور دیکھتا رہا پھر بولا۔ یہاں کوئی غیر ضروری شخص تو نہیں ہے نہ راجیشور۔"

"آپ بولیں آریہ۔ یہاں ہم لوگوں کی نہایت ذاتی نشست چل رہی ہے۔"

"بابا نے کہا ہے آریہ کہ اگر وقت ہو تو فوراً ورنہ آدھی رات تک ضرور مل لیں۔ وہ آپ کا انتظار کریں گے۔"

"آپ چلیں آریہ۔ ہم جلد سے جلد پہونچ رہے ہیں۔"

"چلو اننت، پنڈریک، سورج کا کا۔ راجہ نے جوتے پہنتے ہوئے کہا۔ لگتا ہے آدل دیوی نندیشور پہونچ گئی ہیں۔ کیرت پرچنڈ پر چڑھے اور انہوں نے گووند اور پارس دیو سے کہا "سرائے سے زیادہ اہم ہے قلعہ۔ آپ اپنے سپاہیوں سے کہئے کہ قلعے کی حفاظت کے لئے حصار باندھ لیں۔"

چاروں گھوڑ سوار میلیتو دری کی طرف چل پڑے نندیشور کے آنگن میں پہونچے تو دیکھا کہ پچاس کلچری گھوڑ سوار کھڑے ہیں۔ تبھی پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔" آپ ان سواروں کی طرف سے بے فکر رہیں راجہ۔ آپ اپنے چاروں گھوڑے مجھے سونپ دیجئے اور آچاریہ ورش دھوج کے محل میں بابا کے کمرے میں چلے جائیے۔

کیرت بابا کے کمرے پر پہونچ کر رکے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بابا نے ہی کواڑ کھولا۔ کیرت ان کے قدموں میں گر پڑے۔

"تو ادھر بہت دنوں سے مجھ سے نہیں ملا بیٹے۔ کیا اب بھی فکر سوار ہے۔ تیرے اندر کی کشمکش اب بھی ختم نہیں ہوئی کیا؟"

"میرے اندر کوئی کشمکش نہیں ہے بابا۔ اگر ہو بھی تو اسے ختم کرنے کی دوا تو صرف آپ کے پاس ہی ہے۔"

"آجاؤ اننت، پُنڈریک اور سورج" ۔ بابا نے کہا۔ سبھی لوگوں نے بابا کو پرنام کیا اور ان کے کمرے میں رکھی چوکیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیرت میں یہ سب کیا سن رہا ہوں؟"

"یعنی طوائفوں والی گلی میں ہوئے واقعے کے بارے میں نہ بابا؟"

رتو دھوج نے لمحہ بھر کے لئے کیرت کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ ہاں

"راج ماتا آوَل دیوی کو بلائیے۔ ان کے سامنے ہی میرے اوپر الزام لگائیے تاکہ میں ان کے سامنے ہی اپنی صفائی پیش کر سکوں۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ آوَل دیوی یہاں موجود ہیں؟"

"بابا۔ میں آٹھ سال آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ دنیا کہتی ہے کہ کیرت ایک پہیلی ہے لیکن کیرت پہیلیوں کے ذریعے اپنے باطن کے اندر جھانکنے اور دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب کرن سے وابستہ لوگوں میں سے بچا ہی کون ہے جو آپ کے پاس آئے گا؟"

بابا زور سے قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"پہریدار۔ بابا نے پکارا۔ آخری کمرے میں بیٹھی راج ماتا آوَل دیوی کو بلالاؤ۔"

آوَل دیوی کمرے میں داخل ہوئیں۔ کیرت نے ان کے پیر چھوئے۔

"اب ان قدموں میں جھکنا بے کار ہے راجہ۔ آپ نے آج میرے بیٹے اور تین مہمانوں کو قید کر لیا ہے یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔"

"ہاں صاحبہ۔ آپ کو کلچری سپاہیوں سے یہ پتہ تو لگ ہی گیا ہوگا کہ پچھلے ایک ہفتے سے راجہ اننت، دِدّا پال اور رُدر دیپال نے کیسی دہشت پھیلا رکھی تھی۔ میں نے اس میں کبھی دخل اندازی نہیں کی۔ یشہ کرن میرے کہنے سے ایک طوائف کے مکان میں گئے۔ انہیں دیکھتے ہی دربان نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اور کہا ہمیں لفظ کرن سے ہی ڈر لگتا ہے آریہ۔ آپ کے دونوں شہزادوں نے عہد کیا ہے کہ چندر لیکھا کی بہن پشپ لیکھا کی دوشیزگی لوٹیں گے۔"

"یشہ کرن کو جب یقین ہو گیا تو صرف گھوڑا لے کر تنہا میرے پاس آئے بھائی جی

آپ ٹھیک کہتے ہیں' میں نے ریشہ کرن کی کلائی پکڑی اور سنندلکے کمرے میں لے گیا۔
اسے دیکھتے ہی ریش نے کہا 'خاتون آپ نے بیستی کا لباس کیوں پہنا ہے؟'
'آج آپ کے مہمانوں کے ذریعے مقرر کی گئی آخری رات ہے۔ میں فنکار ہوں' طوائف نہیں' سنندا نے کہا۔ میں ریشہ کرن کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں کافور کی ڈلیوں سے بھری صندل کی چتا سجی تھی۔ ہم لوگ پیچھے آ گئے۔ میں نے کہا ریش تم نے آتے ہی مجھ پر غیر اخلاقی اور بدکردار ہونے کا الزام لگایا۔ تمہارے مکار سپہ سالار جنڈ دیو نے میری توہین کی۔ مجھے رسی سے باندھ کر بندر کی طرح نچانے کا اعلان کیا۔
'اسے پکڑ لو ہنڈیرک' میں نے کہا اور ریشہ کرن کو رسیوں میں جکڑ دیا گیا۔ جنڈ دیو شرارت پر آمادہ تھا راج کمار ریشہ کرن تین سو کلچری گھوڑسوار لے کر آئے اور انہوں نے دونوں طرف سے گلی کے مہانے پر حصار بنا دیا۔ ہم نو آدمی پوری طرح گھر گئے تھے۔ میں نے کاشر وال سپہ سالار پارس دیو کو الگ بلایا تھا اور کہا تھا کہ آپ رات کے پہلے پہر میں ایک مخبر طوائفوں کی گلی میں بھیجیں اور اگر وہ یہ خبر لائے کہ کرن کے گھوڑسواروں نے نکاس کے دونوں راستے بند کر دیے ہیں تو آپ جلد سے جلد چار سو گھوڑسواروں سے کلچری فوج کو گھیر لیجئے گا۔ اس ہدایت میں اتنی راز داری برتی گئی تھی کہ میرے پاس بیٹھے آنا تیہ انت' ہنڈیرک اور فوجی سردار سورج گونڈ کو بھی اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ میں بدکردار ہوں یا نہیں اس کے بارے میں صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے اوپر شاید آپ یہ الزام لگائیں گی کہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ مہا شوراتری تک میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا جو کاشی کی بے عزتی کا سبب بنے۔ میں تو صرف ایک رقاصہ کو جیتے جی چتا پر چڑھ جانے سے بچانے گیا تھا وہ بھی تب جب مجھے مہارانی گومتی نے مجبور کر دیا تھا۔ وہ بولیں آریہ پتر' اگر سماج سے ڈر کر آپ نہیں جائیں گے تو میں رتھ پر بیٹھ کر اکیلی جاؤں گی'۔ انت پر آپ یقین نہ کرتی ہوں تو انہیں چھوڑیئے۔ آپ ہنڈیرک سے پوچھئے۔ بڑے لوگوں کے ذریعے حقیر ٹھہرائے جانے والے سورج گونڈ سے پوچھئے۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔
میں پوچھنا چاہتا ہوں ماں صاحبہ کہ ہم نو آدمیوں کے خلاف ریشہ کرن نے دونوں

دروازے بند کرنے اور مجھے نیچ کہنے کی ہمت کیسے کی ؟ میں نے حکم دیا تھا کہ اس کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر تب تک شاہراہ پر گھسیٹا جائے جب تک یہ مر نہ جائے۔ لیکن یش کرن رونے لگے۔ انہوں نے کہا کہ میری گنگا بہو بھی لاش دیکھ کر میری ماں خودکشی کر لے گی تو میں نے یہ حکم واپس لے لیا۔"

"کہئے آول دیوی۔ کیرت نے جو کچھ کہا آپ کو سرداروں نے بھی یہی بتایا کچھ اور الزامات بھی ہیں۔" بابا نے پوچھا۔

"باتیں تو ایک دم ٹھیک کہی ہیں راجیشور کیرت نے لیکن میں نے اس نظریے سے نہیں سوچا تھا۔ یش ابھی نو عمر ہے راجہ۔ اس نے بڑی غلطی کی کہ آپ کو بدکردار کہا اور آپ کی حرکتوں کو غیر اخلاقی ٹھہرایا۔"

"میرے راجہ کے کردار پر انگلی اٹھانے والے زندہ نہیں رہیں گے راج ماتا سورج کا تھوکا اپنے ہی موہنہ پر واپس آتا ہے۔ جس شخص نے شراب نہیں پی، پرائی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اسے نیچ اور بدکردار کہنے والے یش کرن کو راجہ نے اگر پہلے کی طرح آج بھی معاف نہ کر دیا ہوتا تو وہ چاہے جو سزا مجھے دیتے میں اسے قتل کر ہی دیتا۔" سورج گونڈ نے غصے سے کانپتی آواز میں کہا۔

"اس نے بہت بڑی غلطی کی جو گھوڑ سواروں کو لے کر بلا وجہ طوائف گلی کو گھیر لیا۔" آول دیوی نے کہا۔

"ماں صاحبہ۔ آپ ایک بات کا جواب دینے کی زحمت کریں۔ کاشی میں کشیدگی نہ پیدا کرنے کی قسم کس نے توڑی ؟ یش نے یا میں نے ؟ گالی کس نے دی ؟ یش نے یا میں نے ؟ وہ اپنے شاہی گھرانے کی عزت آبرو بچانے کے لئے گڑگڑا رہے تھے۔ میں انہیں پھر بھی قتل کر سکتا تھا۔ میرے بھائی کے قتل کا بدلہ چکانے کے لئے آپ کے شوہر اور بیٹے کو یہ دھرتی چھوڑنی ہی ہوگی راج ماتا۔ یہ کسی بھی حکمراں کا حق ہے لیکن میں نے صرف آپ کا خیال کر کے انہیں بچا لیا اور قتل نہیں کیا۔"

"کیرت بیٹے آپ نے چنڈ دیو کو کیوں مارا ؟"

"اس سوال کا تعلق سیاست اور جنگ سے ہے لیکن آپ جاننا ہی چاہتی ہیں تو سنئے۔ جس وقت چنڈ دیو اور یش نے طوائفوں کی بستی کو گھیرا تو سامنے سات گھوڑ سوار تھے جنہیں للکارتے ہوئے چنڈ دیو نے کہا کہ اس گھمنڈی کیرت کو قید کر لیجئے شہزادے۔ اسے رسی سے باندھ کر کاشی کی گلیوں میں بندر کی طرح نچائیں گے۔"

"راجیشور آپ کندار یہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا خاندان عظیم ہے۔ آپ کا چندر اتریئے گوتر رشیوں اور عظیم ہستیوں کے کارناموں سے روشن ہے۔ اس عظیم خاندان سے تعلق کے باوجود آپ ایسی ظالمانہ سزا دیتے ہیں۔ آپ کی تو ایک ترچھی نظر بدنصیب سرداروں فوجیوں وغیرہ کو ملک الموت تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ لیکن آپ شکاریوں اور جڑی ماروں کی طرح رسی میں گردن کس کر تِل تِل کر کے مارتے ہیں۔ راجیشور، اس کی وجہ کیا ہے یہ تو میں نہیں جانتی ہاں یہ ضرور محسوس ہوتا ہے کہ یہ سزا موت سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔"

"آول دیوی۔ آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ انمول، ذہین، نہایت حسین۔ یودن شری جیسی خوبصورت ویسی ہی پڑھی لکھی تھی، عالم۔ اُسے تو آپ کے شوہر کے الفاظ استعمال کروں تو دگرہ جیسے خون کے پیاسے کتے کے سامنے گوشت کے لوتھڑے کی طرح پھینک دیا گیا۔ اس لئے کہ دگرہ کو ہرانا کشمی کرن کے لئے ممکن نہیں تھا۔ چلئے نہ سہی یودن شری۔ آپ دیر شری جیسی الھڑ چنچل، اجالنے خاندان کے جات ورمن کو بیاہی اپنی لاڈلی کو چتا پر چڑھتے دیکھتیں، سونے جیسی رنگت پر چھالے اور پھپھولے پڑتے دیکھتیں تو آپ سمجھ لیتیں کہ میں بے رحم کیوں بنا۔"

"بیٹا۔ رتودھوج بولے۔ یہ سزا تو مجھے بھی اچھی نہیں لگتی۔ اگر انسان انسان کو ایسی سزائیں دینے لگے تو یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں رہ جائے گی۔"

"بابا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ آپ کا یہ پھسل پڑنے والا روحانی فلسفہ میرے پر چنڈ سے ضرور ٹکرائے گا۔ شری ماں کی موت کے بعد جب میں نے دو سو برہمن نوجوانوں کو کچل دیا تھا تو آپ نے دعائیں ہی نہیں دی تھیں بلکہ اپراجتا کے پھولوں کا ہار بھی پہنایا تھا۔ معاف کیجئے گا بابا اگر میں نے بے رحمی نہ برتی ہوتی تو نندلیشور کا جیوتر لنگ تباہ ہو گیا ہوتا۔ آپ دونوں باپ بیٹا کرن میرو محل کے تہہ خانے میں قید ہوتے۔ اس وقت میں بھی آپ کے کام

نہ آیا تا۔ ہم تو کُل دس ہیں۔ کاشی میں ہم پچیس ہزار گھوڑ سواروں سے بے رحم بنے بغیر ٹکراتے تو یہ شہر ترشول کے سنبھالے بھی نہ سنبھل پاتا۔ رہا رسی کا پھندہ۔ وہ تو مُولادھار[1] میں خرگوگھیرے ہوئے خفتہ قوت ہے۔ ہمارے مُولادھار میں نصب کنداریہ کو تو اس حصار کے عشق میں گرفتار رہنا ہی زیب دیتا ہے۔ آپ کے دل میں رسی کے پھندے سے نفرت نہیں ہونی چاہیے تھی بابا کیوں کہ سنا جاتا ہے کہ آپ نے کنڈالنی[2] کو جگا کر منی پرشہ[3] تک کا سفر طے کیا ہے۔ لیکن جب آپ خرد کو چھوڑ کر جنون کی کیفیت میں بکواس کرنے لگتے ہیں تو ہم جیسے ناچیزوں کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔"

ایک پل کو چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔

"اچھا بابا۔ کیرت نے رتو دھوج کے پیر چھو کر کہا یہ میرا آخری پرنام ہے۔ آپ کو کیرت جیسے سیکڑوں مل جائیں گے۔ لیکن آپ اور نندیشور کے آچاریہ ورش دھوج کی دعائیں اب مجھے خواب میں بھی نہیں ملیں گی۔ جے نندیشور بابا۔ جے کنداریہ۔"

رُک جائیے۔ورش دھوج کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ نندیشور رتو دھوج یا ورش دھوج کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ کمرے تیرا انتظار کریں گے۔ تیرے لئے ورش دھوج کو قید بھی ہونا پڑے تو اسے یہ تسکین ہوگی کہ نندیشور کی حفاظت کرنے والی آسمانی ہستیوں کے عظیم احسان کا کچھ قرض تو اُتار رہا ہے۔ رتی بھر ہی سہی۔ لگتا ہے بابا سٹھیا گئے ہیں۔ دشمن سے صلح کرنے کے لئے راجہ کرن نے یوون ستری کا بیاہ وگرہ پال سے کیا۔ کیوں؟ کیوں کہ وگرہ راکھ نہیں تھا۔ ویرستری نامعلوم حسب نسب والے جات ورمن کو بیاہی گئی۔ کیوں؟

---

[1] ناف اور مردانہ عضو مخصوص کے درمیان واقع ایک دائرہ۔ یہ تصور یوگ کا ہے۔

[2] مُولادھار میں موجود ایک طاقت جسے تنتر اور ہٹھ یوگ کے عامل جگا کر پیشانی میں تصور کئے گئے ایک سوراخ میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

[3] حرام مغز میں مانے گئے چھ چکروں میں تیسرا جو ناف کے کچھ اوپر تصور کیا گیا ہے۔

یہ تمام تصورات یوگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یوگ کے عامل جسم کی مختلف قوتوں کو جگاتے اور ان پر قوت حاصل کرتے ہیں۔

حکومت کے لالچ کی وجہ سے۔ مہا ماہیشور تو فریب ہے۔ سچ ہے پورے ہندوستان کا حکمران بننے کا غرور۔ ابھیمنیو[1] کس کے حکم سے مارا گیا؟ کیا اس کے قتل کو انصاف کہا جاسکتا ہے؟ کرن پر جب وہ خون اور کیچڑ میں دھنسے رتھ کو باہر نکال رہا تھا، وار کرنے کا حکم خود بھگوان کرشن نے دیا۔ جوئے میں اپنی بیوی تک کو داؤں پر لگا دینے والے پوچھتے ہیں یہ بھیانک اذیت کیوں؟ کیا کسی کامیاب اور وسیع سلطنت کے حکمراں نے انصاف کو کبھی تسلیم کیا ہے؟ دشمن راجہ سے نہیں، اس کے جلال، اس کی طاقت سے ڈرتا ہے۔ راکھ کو لوگ مسل دیتے ہیں لیکن آگ کو چھونے سے ڈرتے ہیں۔ عظیم شہنشاہ تو وہی ہوتا ہے جو دشمن کی ریڑھ کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ تو نے جو کچھ کیا اسکو نندیشور کا اچاریہ ضروری، کارآمد، بامعنی اور مذہبی اصولوں کے عین مطابق سمجھتا ہے۔ تو رتو دھوج کے محل میں نہیں ورش دھوج کے محل میں رہتا ہے۔"

کیرت نے ورش دھوج کے پیر چھوئے۔

"اچاریہ میں نے کبھی کہا تھا کہ چندیلوں پر جب بھی مصیبت آئی بابا اور آپ ہمیشہ انہیں راہ دکھانے کے لئے آتے رہے۔ یہ محض اتفاق تھا۔ بابا نے آج وہ بندھن بھی توڑ دیا۔ میں بے رحم کیوں بنا میری پرجا سے پوچھیں۔ نوعمر لڑکیوں اور دوشیزاؤں کی اجتماعی آبروریزی کرنے والوں کے لئے میں نے اپنے اندر رشی جوگ بابا کو ہی نہیں تانڈو میں محو شو کو بھی جگایا ہے۔ میں بدلہ لینے کے لئے اپنے عہد کا پابند ہوں۔ میں ان راج کماروں میں نہیں ہوں بابا جنہیں ملائم بچھونے اور تکیے کے بغیر نیند نہیں آتی۔ میں تو بابا دھرتی کا بیٹا ہوں۔ اپنی دبی کچلی رعایا کے لئے رونے کے علاوہ میں اور کیا کرسکوں گا؟ اپنے بازوؤں پر آسمان کے نیچے چٹانوں پر میں نے پندرہ برس گذارے ہیں بابا۔"

---

[1] ارجن کا بیٹا۔ ارجن پانچ پانڈوؤں میں سے ایک تھے۔
مہا بھارت کی جنگ کے دوران ایک مخصوص پیچیدہ صف بندی کے ذریعے گھیر کر ابھیمنیو کو قتل کردیا گیا تھا۔ قتل کا حکم دینے والے تھے گرو درونا چاریہ۔

کیرت چل پڑے۔

"رک جا۔ رک جا کیرت۔" بابا دوڑے۔ "میں سچ مچ سٹھیا گیا ہوں بیٹے۔ مجھے معاف کردے۔"

"معاف تو صرف مندریشور کریں گے بابا۔ ظالم کیرت نہیں۔"

"میں نے آپ کے سامنے کچھ مانگنے کے لئے آنچل پھیلا دیا ہے کیرت بیٹے۔ آپ میرے شوہر، بیٹے اور مہمانوں کو رہا کرنے کی مہربانی کریں۔"

"ماں صاحبہ۔ ہر مطالبے کی ایک حد ہوتی ہے۔ میں نے کرن کو عزت کے ساتھ جینے کا موقع دیا۔ پتہ ہے کرن کے قتل کا حکم دے کر بھی اسے واپس لے لیا۔ کاشی کے جوان میری پکار پر جوق در جوق آئے۔ انہوں نے کہا آپ تو بھولے ناتھ کے ساتھی ہیں۔ آپ قیدیوں کو رہا کردیں گے۔ دشمن سے بار بار دھوکہ کھانے کے باوجود آپ اس سے سختی نہیں برتتے۔ آپ ہی بتائیں راج ماتا کہ میں قیدیوں کو رہا کرکے نامناسب سیاسی رحم دلی کب تک برتتا رہوں؟ مجھے کوئی یقین دلائے۔ زبانی نہیں بلکہ عملی، بمعہ ثبوت۔ گاہڑوال قلعے پر، میرے خاندان پر، میری رعایا پر اگر کوئی حملہ ہوا تو میں اس عفو و درگذر پر لات مار کر ایسا بدلہ لوں گا کہ دیکھنے والے بھی کانپ اٹھیں گے۔ سنیئے آدل دیوی۔ اس بار بھی دھوکہ دیا گیا تو میں کلچری خاندان کو ہندوستان کے نقشے سے ہمیشہ کے لئے مٹا کر رکھ دوں گا۔"

"چلو انت، پنڈریک، سورج۔"

"بابا۔" کیرت نے رتو دھوج کے پیر چھوئے۔ "میں آپ کے ساتھ کچھ درشتی سے پیش آیا اس کے لئے معاف کر دیجئے گا۔"

"آگ سے سب ڈرتے ہیں راکھ سے نہیں۔ بھوج اور منج جیسے لوگوں کے لئے سیاست قیامت خیز آگ ثابت ہوئی اس لئے کہ وہ راکھ پوجتے رہے۔ بابا فیاض اور گھکڑ ہیں۔ انہوں نے راج ماتا سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ مہاجوگن شیل بھدرا کی لاش کے سامنے کرن دیو نے انہیں "ہٹ بڈھے" کہہ کر کیوں دھتکارا تھا؟ کیا قصور تھا مندریشور کے آچاریہ کا کہ خود ہندو اور ماہیشور ہوتے ہوئے بھی کرن دیو نے پانچ ہزار گھوڑ سواروں کے

ساتھ مندر گھیر لیا تھا اور چلا کر بولے تھے کہ تم باپ بیٹا خود کو ہمارے سپرد کر دو ورنہ مندلشور کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ اگر کیرت نے اپنی جان سے پیاری 'سون ٹکڑی' کو نہ بھیجا ہوتا تو ہمارے محبوب دیوتا کا جیوتر لنگ ہمیشہ کے لئے اچھوت ہو گیا ہوتا۔"

"جانے دو ورش۔ ہم شیو ہیں۔ ہم نے اپنے دیوتا سے زہر ہلاہل پینا سیکھا ہے۔ ہمیں عزت و بے عزتی پر دھیان نہیں دینا چاہئے۔"

"اچھا بابا۔"

چاروں نے ہاتھ جوڑ دیے اور نیچے اتر کر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر سرائے کی طرف چل پڑے۔

"——— کیرت ضدی ہے راج ماتا۔ ضرورت پڑنے پر تو وہ اتنی سختی سے پیش آتا ہے کہ میں بھی گھبرا جاتا ہوں۔ اس کے بڑے بھائی مہاراجہ دیو ورما کی حسین و جمیل اور پڑھی لکھی ہوی تارا دیوی نے آپ کے شوہر کے ہاتھوں اپنے شوہر کو قتل ہوتے دیکھا وہ اس وقت چوکی پر بیٹھے عبادت میں محو تھے۔ وہ اپنے شوہر کی لاش منگوا کر ستی ہو گئیں۔ کیرت نے جلتی ہوئی چتا کے سامنے بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی۔ اسے بالکل بدل دینا تو مشکل ہے۔ آج ریش نے اسے بدکردار کہا۔ جو کیرت کو ذرا سا بھی جانتے ہیں وہ اس الزام کو بالکل غلط کہیں گے۔ ایسے نیک چلن نوجوان تو اب شاہی خاندانوں میں بہت ہی کم ملتے ہیں۔ وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح پھپھکار رہا ہے۔ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کوئی بھی غضب ڈھا سکتا ہے۔"

آدل دیوی کا مونہہ سوکھ گیا۔

"آریہ ذرا دربان سے تھوڑا پانی تو منگوائیے گا۔"

پانی آیا۔ راج ماتا نے دو چار گھونٹ لئے اور باقی سے اپنا مونہہ دھوتی ہوئی بولیں۔

"بابا آپ اُتری ہندوستان کے سب سے زیادہ روشن ضمیر، عبادت گذار اور عالم شخص ہیں۔ میں آپ کے پاس کچھ امیدیں لے کر آئی ہوں۔ اگر ہم پرانا جرم پھر دوہرائیں گے تو نہ صرف ہاریں گے بلکہ میرے شوہر اور بیٹے کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کیرت بہت بڑا جنگجو ہی نہیں

بلکہ جنگی حکمتِ عملی کا ماہر بھی ہے۔ اس نے پنگلاکش، میرے بھائی اشوگندھ، گجدنت کلچری، بھیم ورما، ویروجے راشٹر کوٹ اور چنڈدیو کلچری کا قتل ایک مخصوص منصوبے کے تحت یا تو کیا ہے یا کرایا ہے۔ آج کلچری فوج میں کوئی ایسا مدبر سپاہی نہیں بچا جو ہماری فوج کی قیادت کر سکے۔ انہوں نے ہماری فوج کی ریڑھ توڑ دی ہے۔ اس منصوبہ بند طریقے سے ہمارے لڑاکوں کے مار دیے جانے پر جو صورتِ حال پیدا ہوئی ہے ہمارے سامنے اس سے بچنے کی کوئی ترکیب نہیں ہے۔" آوّل دیوی رتو دھوج کے قدموں میں گر پڑیں۔ ہمیں بچائیے بابا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔

"آپ پالکی پر چلیے اور میں گھوڑے سے آتا ہوں۔ تین چار محافظوں کو روک کر باقی کو واپس بھیج دیجیے۔"

"کہاں جا رہے ہیں بابا؟"

"کیرت کے پاس۔"

"آپ اس وقت اس کے پاس کیوں نہیں گئے جب وہ بھیس بدل بدل کر کسی پناہ گاہ کی کھوج کر رہا تھا، جب اسے کھانے کپڑے کے لیے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔"

"شہنشاہ ودیادھر کے پوتے نے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اس لیے ورش دھوج کی درخواست بھی ٹھکرا دی۔ اس نے کہا کہ کیرت مندر کی دولت کو کبھی استعمال نہیں کرے گا چاہے اسے بھوکوں مرجانا پڑے۔ تب آپ کہاں تھے۔ شمالی ہندوستان کے سب سے بڑے دہ پہنچے ہوئے عامل، آپ کو یہ حق کس نے دیا کہ کیرت کی نکیل آپ اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ وہ تہذیب و تمیز کے ناطے ایک چھتری جوان کی حیثیت سے آپ کے پیر چھوتا ہے۔ اُدبھانڈ میں آپ نے اس کی جو مدد کی ہے اسے تسلیم کرتا اور اس کا احسان مانتا ہے۔"

آچاریہ ورش دھوج بولتے ہی چلے گئے۔ "جس کے خاندان کو مٹا دینے کا اعلان کیا گیا، جس کی آنکھوں کے سامنے بھائی کا قتل ہوا، بھاوج ستی ہوئی، کلچری دربار میں جس کے خاندان کا مذاق اُڑایا گیا وہ چندیلوں کو گدھا کہنے والے کرن دیو یا ان کے وارثوں کو آپ کے کہنے پر کتنے دن ٹھکراتا رہے گا۔ کیا تپسوی ہونے کا مطلب ہے کہ کسی کو غلط طور پر دبایا جائے؟"

"آریہ ورش دھوج۔ آوّل دیوی بولیں۔ میں مانتی ہوں کہ چندیل گھرانے کو مٹانے کی دھمکی محض بکواس تھی۔ چندیلوں کی توہین کی گئی یہ بھی صحیح ہے لیکن میرے خود سر شوہر کی گری ہوئی حرکتوں کے لئے میرے بیٹے کو سزا نہ دی جائے۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں۔ میرا یقین کریں مہاشور اتری سے پہلے کسی قسم کی دھوکہ دھڑی نہیں ہونے دوں گی۔" آوّل دیوی دھرش دھوج کے قدموں میں گر پڑیں۔ "آپ دونوں باپ بیٹے کشمیری شیو فلسفے کے پیرو، برہمن خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ کرن دیو نے آپ کی توہین کی یہ صحیح ہے۔ اس طرح کے نازیبا کام ان کے تکبّر کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے اس جُرم کے لئے مجھ دُکھیاری ماں سے اس کا بیٹا نہ چھینیں۔"

"جائیے بابا۔ آپ نے جو فیصلہ کیا ہو اُسے پورا کریں۔ آپ سنیاسی ہیں۔ آپ کے لئے خاندان کا مطلب ہے صفر۔ بیٹے کا مطلب بھی ہے صفر۔ بہت بڑا صفر۔ اور پناہ میں آئے ہوئے انسان کے سامنے وسیع القلبی اور عفو کا سبق پڑھانا شاید یہی ہے۔ آپ کے فلسفۂ وحدت الوجود کا پیغام۔"

——— بابا رتو دھوج جب آوّل دیوی کے ساتھ سرائے پہونچے، تو انہوں نے پورے قلعے اور سرائے کو سپاہیوں سے گھرا ہوا پایا۔ صدر دروازے پر پارس دیو کھڑے تھے۔

"پارس دیو!"

"ہاں بابا۔ کہئے کیا حکم ہے؟"

"کیرت ہیں؟"

"نہیں بابا۔ وہ نندیشور سے لوٹ کر کچھ دیر چُپ بیٹھے رہے۔ انہوں نے آماتیہ اننت اور سپہ سالار تُنڈ ٹرک سے کچھ کہا اور سیدھے قلعے کی طرف چلے گئے۔"

بابا کسی اندیشے سے فکر مند ہو اُٹھے۔ لگتا ہے پنچ اور بدچلن جیسے الفاظ ان کی روح میں چُبھ گئے ہیں۔ انہوں نے زیرِ لب کہا۔ پھر پہریدار سے بولے جاؤ اننت کو بلا لاؤ۔ کہو نندیشور کا بابا رتو دھوج۔

اننت باہر آئے۔ "چلئے بابا۔ کوئی نئی بات ہوگئی ہے کیا؟"

"کیرت کہاں ہیں؟"

"آپ اس بارے میں کچھ نہ پوچھیں تو اچھا ہے۔ راجیشور قلعے میں چلے گئے ہیں۔ میں نے پہلی بار انہیں اس قدر بے چین دیکھا ہے۔ ہم بھی چاہتے تھے کہ وہ کم از کم ایک پہر تو آرام کر لیں۔ شاید آج رات کی بہ نسبت کل کا دن کچھ زیادہ سکون لے کر آئے۔ ہماری خواہش تو یہی ہے۔"

آدھی رات کا وقت

گومتی نے بہت کوشش کی کہ وہ راجہ سے ان کی اس اذیت کی وجہ دریافت کرے لیکن ہمت نہیں کر سکی۔ کیرت بہت ہی جھنجھلائے ہوئے سے پلنگ پر پڑے تھے۔ کمرے میں گھی کا دیا جل رہا تھا۔

"آریہ پتر۔ آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ مجھے بتائیے تو سہی میرا قصور کیا ہے؟"

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں دیوی۔ میں تو صرف اپنے نصیب کو رو رہا ہوں۔ مجھے تھوڑی دیر اسی طرح پڑا رہنے دیجئے۔"

گنگا کی طرف سے ہوا کا جھونکا آیا اور گھی کا دیا بجھ گیا۔

"راجیشور۔ گومتی نے ان کا پیر ہتھیلی میں لے لیا۔ اتنی بڑی سزا دیں گے آپ؟"

"دیوی۔ میں ستائیس سال کا ہونے کو آیا۔ مجھے کبھی کسی نے بدچلن نہیں کہا۔ بیچ نہیں کہا۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق کام کر دیا اب آپ اطمینان سے سوئیے۔ سنندا جیا سے اتار لائی گئی۔ آپ کو سماج کا ڈر نہیں ہوگا لیکن ایک ان پڑھ پرجا کے راجہ کے پاس کردار کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے جس پر اس کی بھولی بھالی پرجا اپنی جان نچھاور کرتی ہے۔ آچاریہ دیوی کے سامنے سورج کا کا اُبل پڑے تھے 'راجہ کو جو بدچلن کہے گا راج ماتا وہ سورج سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ میرے اس مناسب فعل کو اگر راجہ غلط ٹھہرا کر مجھے سزا دیں گے تو بھی میں اس شخص کو قتل کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا۔'"

"یہ ساری بات چیت کہاں ہوئی؟"

"مندیشور مندر میں۔ آچاریہ درش نے کہا لوگ آگ سے ڈرتے ہیں، راکھ سے نہیں۔

بڈھوں کی باتوں کو لات مار کر اپنے خون میں شعلے بھر دو۔ بابا رتو دھوج اس وقت کہاں تھے جب ودّیا دھر کا پوتا کسی پناہ گاہ کی تلاش میں کاشی آیا۔ کتنے کتنے دن اسے فاقہ کرنا پڑا۔ اسکے پاس تن ڈھانکنے لائق کپڑے بھی نہیں تھے۔"

گومتی سسکتی ہوئی کیرت کے قدموں میں گر پڑی۔ اس کے آنسوؤں سے کیرت کے پیر گیلے ہو گئے لیکن نہ تو انہوں نے پیر کھینچے نہ کچھ کہا۔

گومتی سمجھ گئی کہ وہ آج ایک لفظ بھی نہیں بولیں گے۔ وہ ایک سمجھدار عورت تھی۔ جانتی تھی کہ دل کے زخموں کی ٹیس مٹانے کا صرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے اور وہ ہے دُکھ میں برابر کی ساجھے داری۔ وہ اسی طرح قدموں میں لپٹی رہی۔

"آپ ٹھیک سے سوئیں دیوی۔ آپ کو پچھتانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کیرت نے آنکھیں بند کر لیں۔

55

کیرت آنکھیں بند کئے ہوئے خاموش لیٹے تھے۔ انہوں نے بہت کوشش کی لیکن آنکھوں میں جھپکی تک نہیں آئی۔ صبح کا ستارہ طلوع ہوتے ہی بغیر کچھ کہے وہ گومتی کے کمرے سے باہر آئے۔ انہوں نے صرف سفید دھوتی پہن رکھی تھی۔ کندھوں کو ڈھانکتی چادر آج انہیں بڑا سکون پہونچا رہی تھی۔ ان کے تپتے جسم پر باریک ملائم کپڑا اپنے خنک لمس سے جیسے دل کو سہلا رہا تھا۔

انہوں نے پہریدار سے کہا۔ "دروازہ کھولو میں گنگا کے کنارے جاؤں گا۔" پہریدار نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے سورج کا کا اور بٹر نٹ جانے کب سے بیٹھے تھے۔ وہ بندلی میں دھیرے دھیرے بات چیت کر رہے تھے۔ اچانک ان کی نظر گنگا کی طرف جاتے راجیشور کیرت پر پڑی۔

"میں نے کہا تھا نہ بٹر بھائی کہ وہ آج نہیں سو پائیں گے۔"

"آئیے ہم دونوں ان کے پیچھے پیچھے چلیں۔" بٹر نٹ نے کہا۔ "ڈاہر یا نے نہ

جانے کتنے ناگ پالے ہیں۔ کوئی بھی اکیلا دیکھ کر حملہ کرسکتا ہے۔ راجہ کے پاس تلوار ہے نہ زرہ بکتر۔"

دونوں جھوتی کی پرجا کے نمائندے تھے۔ انہوں نے مہارانی گومتی کو محبت ہی محبت دی تھی لیکن آج دونوں رانی بٹیا سے ناراض تھے۔ اتنے بڑے خاندان میں پیدا ہونے والی، راج گھرانے میں پلی راجہ کے لئے جان دینے کو تیار رانی بٹیا نے ایسی غلطی کیسے کردی۔

کیرت گنگا کے پاس ایک سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ دکن کی طرف سے آتی، زرگل سے بوجھل صبح کی خنک ہوا ان کے جسم کو سہلانے لگی۔ لہریں ٹکراتی کھلکھلاتی سیڑھی پر ناگن کی طرح پھن پٹک رہی تھیں۔ صرف ایک لفظ فضا میں گونج رہا تھا۔ بد چلن، بد چلن۔ کیا شندا بدکردار ہے؟ کیا میں بد چلن ہوں؟ انہوں نے اپنے قلب کی گہرائیوں سے اٹھنے والا جواب سنا۔ "تم بے گناہ ہو۔ تمہیں صرف آرام چاہئے۔"

کیرت نے چادر کنارے پر رکھی اور گنگا میں کود پڑے۔ ان سے صرف دس ہاتھ کی دوری پر ہتھیار لگائے ببر اور سورج کا کا کھڑے تھے۔

دو گھڑی بعد وہ گنگا سے نکلے۔ صبح کی سرخی لہروں کو ایک انوکھے رنگ میں رنگ رہی تھی۔ اٹھنے والی لہر میں اجالا تھا لیکن ٹھیک اس کے نیچے والی لہر میں سیاہی تھی۔ یہ ہے سماج کی گنگا کی صورت۔ تمہیں کالی لہر کے کالے رنگ کی وجہ بتانی ہوگی۔ تم خود کو مجبور کہہ کر گریز نہیں کرسکتے۔

انہوں نے چادر لپیٹی، گیلی سفید دھوتی کو سیڑھی پر دو چار بار پٹکا اور پانی نچوڑ کر چل پڑے۔

"کہئے سورج کا کا اور ببر کا کا۔ آپ لوگوں کو نیند نہیں آئی کیا؟"

"راجہ۔ کیسے نیند نہیں آئی یہ تو ہم جانتے ہیں لیکن ایک معمولی سا پتھر گرنے سے گنگا میں طوفان آجائے گا یہ تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اگر بدلے کی خواہش دل کو متھ رہی ہے تو اس کے قتل کی اجازت دیجئے جس نے ٹانگ اٹھا کر شولنگ پر موتنے کا جرم کیا ہے۔"

سورج نے کہا۔ "راجہ ہم دونوں ایک درخواست لے کر آئے ہیں۔"

"کیئے کا کا۔"

"تو بٹیا رانی کو اتنی سخت سزا مت دے۔ صرف اکیس برس کی ایک شہزادی نے ابھی سماج دیکھا ہی کہاں ہے۔ انہوں نے سوچا اگر کوئی مصیبت زدہ عورت اپنی عصمت بچانے کی درخواست کرتی ہے تو ایک چھتری کا فرض ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ اس سے راجہ کی عزت بڑھے گی۔ اور ذرا یہ بھی دیکھ کہ کس شہزادی کا دل اتنا بڑا ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی عورت کو اپنے ساتھ رکھ لے جس سے تیری دس برس کی پہچان ہو اور جو تجھ پر فریفتہ بھی ہو۔"

"آیئے آپ لوگ۔ کل سرائے سے آنے کے بعد کی کیفیت بتائیے سورج کا کا۔"

"وہ منڈیشور کا بابا مُون رانی کو پالکی میں بٹھائے سرائے آیا۔ اننت نے کہا "بابا وہ بہت بے چین ہیں۔ وہ قلعے چلے گئے ہیں۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ کچھ دیر آرام کریں۔ پھر وہ دونوں چلے گئے۔"

——— سرائے میں اننت، کیرت، پنڈریک، سبودھ دیو، سورج کا کا بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی وقت پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔ "راجیشور۔ ایک گھوڑ سوار باہر کھڑا ہے۔ نام پتہ پوچھنے پر اس نے کہا گپتو۔ بڑا عجیب نام ہے راجیشور۔ کیا حکم ہے؟"

"انہیں احترام کے ساتھ لے آ۔"

گوپال بھٹ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے باہری کمرے میں پہونچے ہی تھے کہ کیرت دروازے پر انتظار کرتے ہوئے ملے ان کے ساتھ اننت، پنڈریک، سبودھ، سورج سبھی قطار باندھے کھڑے تھے۔

"کیسے ہیں راجن؟" گوپال بھٹ ان کی آنکھوں میں دیکھتے رہے "شمالی ہندوستان کے ناقابلِ شکست فوجی شہنشاہ ودیادھر دیو کا پوتا کیا ذلیل، دریدہ دہن کتوں کے بھونکنے سے بدنام ہو جائے گا؟ چلئے، اندر۔" گوپال بھٹ نے اپنے لانبے بازوؤں میں کیرت کو لپیٹ لیا۔ کمرے میں پہونچ کر سب بیٹھ گئے۔ وہ گوپال بھٹ کی باتوں کو سننے کے مشتاق تھے۔

"طوائفوں کی لبستی میں جو کچھ ہوا اس کی پوری کیفیت مجھے تفصیل کے ساتھ مل چکی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ کیرت ایک پالنسہ اپنی چادر میں باندھ کر رکھتا ہے۔ انئت تک کو نہیں معلوم تھا کہ اگر کلچری یوں نے دونوں طرف سے گھیر لیا تو کیا ہوگا۔ چنڈ دیو اس منظر کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ آپ کو قید کر کے کرن دیو کو چھڑانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور گندے گندے اعلانات کر رہا تھا۔ جب گاہڑوال فوج نے ان کے حصار پر گھیرا ڈال دیا تو دغاباز یشہ کرن ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ تین تین جنگیں لڑ چکے ہیں۔ سب کا طریقہ الگ الگ رہا ہے۔ آپ نے محدود ذرائع کے باوجود بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ راج ماتا آول دیوی نے جب پوچھا کہ چنڈ دیو کا قتل کیوں کرایا گیا تو آپ نے کہا میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ یہ جنگی مصلحت ہے۔ آپ کے چلے آنے کے بعد بابا رتو دھوج کے قدموں میں گر کر راج ماتا بولیں 'راجیشور کیرت نے اب تک آٹھ بڑے فوجی سرداروں کو قتل کیا ہے۔ کلچری فوج قیادت سے محروم ہو گئی ہے۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکے گی۔"

"میں یشہ کرن کے لگائے گئے بہتان سے بہت رنجیدہ ہوں سپہ سالار۔ میرے پاس اپنی غریب دکھیاری رعایا کے لئے ایک ہی تحفہ تھا۔ نیک چلنی۔ اگر میری پرجا مجھے بدچلن کہہ کر نکال باہر کرے تو اس کا حکم سر آنکھوں پر رکھوں گا۔"

"راجہ تو بلاوجہ کی بحث میں کیوں اُلجھا ہوا ہے۔ جھوتی کے عوام ان لوگوں کو مار ڈالیں گے جو تیرے اوپر الزام لگائیں گے۔ تو اُن کی فکر چھوڑ۔ رعایا سے تو نے وعدہ کیا ہے کہ ہولی مہوبہ میں منائی جائے گی۔ اسے یاد کر۔"

"سورج بھائی جھوتی کے عوام کے نمائندے ہیں راجن۔ ہمیں رعایا سے کیا گیا وعدہ پورا کرنا ہے۔"

"میرے پاس وقت بہت کم ہے راجن۔ گوپال بھٹ نے کہا۔ آپ سے انئت اور پنڈریک سے کچھ رازدارانہ بات چیت کرنی ہے۔ آریہ سبودھ' دروازے پر سخت پہرہ بٹھا دیجئے اور جب تک بات چیت ختم نہ ہو کسی کو بھی یہاں آنے مت دیجئے گا۔"

"جو حکم سپہ سالار۔"

"راجن۔ آپ کی جھونتی پوری طرح تیار ہے۔ پانچ ہزار تربیت یافتہ اور آزمائے ہوئے گھوڑ سوار اگوری میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ مہاشوراتری کے دن چندر سیتو کے پاس آپ کے حکم کا انتظار کریں گے۔ گاہڑوال فوج کو آپ نے جن دو ہزار گھوڑوں کا تحفہ دیا تھا پتہ نہیں ان کے لئے سوار مقرر کئے گئے یا نہیں؟ راجن ہمیں ہر صورت میں بھاگتی ہوئی کلچری فوج کو اس طرح مجبور کر دینا ہے کہ وہ دونوں راستوں پر آدھی آدھی ہٹ جائے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے سپاہی چترکوٹ اور کالنجر پہ راستہ روکے کھڑے ہیں۔ اگر دشمن اس راستے پر نہ گیا تو اپنی حفاظت اور دشمن کے بھاری نقصان کا پورا منصوبہ بیکار ہو جائے گا۔ یوں تو دونوں ہی راستوں کو گھیر کر دیوار کی طرح کھڑی پہاڑیوں پر زہریلے تیر لئے ہزاروں آدمی یا سی کھڑے رہیں گے لیکن ہمارا یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ دونوں راستوں سے آتی ہوئی دشمن کی فوج سے آخری اور فیصلہ کن لڑائی کہاں لڑی جائے؟"

"کسم پوری میں لڑنا ہے آخری لڑائی۔ اس سے اچھی جگہ نہیں ملے گی۔ لیکن اس سے آپ کا ترشول نہیں بن پائے گا سپہ سالار۔"

"میں سمجھ نہیں پایا راجن۔"

"بات بہت صاف ہے آریہ۔ آپ کے دونوں راستے ان دو مشہور جگہوں تک نہیں پہونچ سکے ہیں جن کے لئے ہمیں خون پسینہ ایک کرنا ہے۔ اگر ہم دونوں راستوں پر خونریزی ہی کرتے رہ گئے تو کھجوراہو اور مہوبہ کے قلعوں کو گھیرنے والی کلچری فوج کو کیا یونہی چھوڑ دیں گے؟"

"راجن۔ سپہ سالار نے انہیں گلے لگا کر بھینچ لیا۔ میں ترشول بنا لوں گا راجن۔ آپ کی فوجی حکمت عملی آج سے پچاس سال آگے چل رہی ہے۔ یہ میتھر اور اشٹ بھجا کی مشترکہ برکت ہے کہ چندیل خاندان کو ایسا نوجوان راجہ ملا ہے جو نہ صرف زبردست فاتح ہے بلکہ جنگی تدبیر میں دوسروں سے کوسوں آگے ہے۔"

سپہ سالار میں آپ کے سامنے ایک سیدھی سادی تجویز رکھتا ہوں تو آپ مجھ جیسے ناچیز پہ تعریف کے ایسے ڈونگرے برسانے لگتے ہیں کہ میں شرمندہ ہو جاتا ہوں۔

"ناچیز کون ہے راجن یہ تو وقت بتائے گا لیکن اس خفیہ مجلس میں بیٹھے لوگوں پوچھئے کہ کیا انہوں نے باہر سے بالکل بھولا بھالا لیکن اندر سے دشمنوں پر بجلی کی طرح گرنے والا کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے؟ راجن، آج گوپال کا سینہ خوشی سے پھول کر دوگنا ہو گیا ہے۔ ہمارا نشانہ آج سے بدل گیا ہے۔ ہم صرف جھوتی کو دشمنوں سے پاک ہی نہیں کریں گے بلکہ راج راجیشور وِدّیادھر کی سلطنت میں شامل پورے علاقے پر بھگوا جھنڈا لہرائیں گے۔"

"سپہ سالار۔ میں آپ کی تجویز میں تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں۔ اگر آپ کلچری فوج کو دو حصوں میں بانٹنا چاہتے ہیں تو ان پانچ ہزار سواروں کو چرنادری میں روک لیجئے۔ چرنادری سے ہی دونوں راستے الگ ہوتے ہیں۔ ایک اٹوئیہ جن پد سے جاتا ہے اور دوسرا گری دوار[1] سے سون کے کنارے کنارے۔ اس لئے گھیرے بندی کی تیاری چرنادری میں ہونی چاہئے۔ چندیلوں پر اگر پانچ سو گھوڑ سوار بھی ہوں تو میں کرن کو بھاگنے کے لئے مجبور کر دوں گا۔"

"میں اب زیادہ خوشی کا اظہار کر کے آپ کی ناراضگی نہیں مول لوں گا۔ ایک تھی ہماری تدبیر اور ایک ہے آپ کی۔ کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ گوپال بہت بوڑھا ہو رہا ہے۔"

کیرت نے انہیں بازوؤں میں بھر لیا۔ "آپ میرے حمایتی سپہ سالار۔ آپ نہ ہوتے تو چندیلوں کی حکومت سدا کے لئے ختم ہو جاتی۔ آپ صرف ناقابل شکست جنگجو سپاہی ہیں بلکہ سچ کہوں تو آپ بہت بڑے عابد و زاہد بھی ہیں۔ آپ نے برہمن کے خون سے میری تاجپوشی کی رسم ادا کی تھی۔ اس سیاہ رات کے بعد جو سحر دکھائی دے رہی ہے وہ آپ کی ہی ریاضت کا نتیجہ ہے۔ آپ جب بھی ملتے ہیں خواہ وہ گھنے اندھیرے کی سیاہی ہو خواہ جھوتی کے عوام کی تکلیفوں کی کہانی، خواہ میرے لئے ٹھوکریں کھانے کا نوشتہ ہو خواہ میدانِ جنگ میں موت کو گلے لگانے کا وقت۔ آپ صرف ایک ہی جملہ بولتے ہیں۔ دیکھیے ہیں راجن؟ سپہ سالار یہ جملہ میرے زخموں پر پھاہے رکھتا ہے، ظالموں کو سزا دینے کے لئے اُکساتا ہے، اپنے محدود ذرائع کی فکر کئے بغیر دشمنوں کی بھاری فوج کو بے اثر کر دینے کا منتر

---

[1] موجودہ رابرٹ گنج

بن جاتا ہے۔ مجھے بنانے میں چار لوگوں کا ہاتھ ہے۔ بھابھی صاحب، دادی شیل بھدرا، سپہ سالار گوپال اور آریہ رنگ۔ تین تو مجھے بے سہارا چھوڑ کر چلے گئے، بچے ہیں آپ جنہوں نے اپنی شفقت کا سایہ میرے اوپر کر رکھا ہے۔ اب اگر اجازت ہو تو گووند اور پارس دیو کو بلا لیا جائے۔"

تھوڑی دیر میں سورج کاکا، پارس دیو، گووند اور سبودھ کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔

"ولی عہد۔ سپہ سالار گوپال نے کہا آپ کو کچھ اشارے تو مل ہی گئے ہوں گے کہ مہا شوراتری چندیلوں اور گاہڑوالوں کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوگی۔ میں آپ سے ایک سوال کر رہا ہوں۔"

پوچھئے آریہ۔ گووند نے کہا۔

"آپ کیا کرن کو کاشی سے نکال دینا ہی اپنا آخری مقصد سمجھتے ہیں یا ان کا پیچھا کرتے ہوئے ججھوتی چلنے کو بھی تیار ہیں۔

"محترم سپہ سالار۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ دبی زبان سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے آریہ رنگ کے قتل کا بدلہ نہیں لیا، دو غلا کہہ کر بدنام کرنے والوں کو پوری سزا بھی نہیں دی لیکن اب ایسا یا اس سے بڑا کوئی تیسرا جرم مجھ سے سرزد نہیں ہوگا۔ بھائی جی کی عنایت سے آج گاہڑوالوں کے پاس تین ہزار گھوڑ سوار ہیں۔ ہم ہر آفت کا سامنا کرنے کے لئے تیار، اور عہد کے پابند ہیں۔"

"شاباش ولی عہد۔ میں چل رہا ہوں مقررہ وقت اور جگہ پر ملاقات ہوگی۔"

"جے کندار یہ!"

"جے کندار یہ!"

"جے کندار یہ!"

"راجن۔ گوپال بھٹ کے جانے کے بعد انت نے پوچھا۔ آپ کے سامنے ججھوتی کا نقشہ کب آیا؟ شمالی علاقے کی سیاحت کے دوران جب بابا رتو دھوج نے یہ

کہا کہ تیری سلطنت پر بجلی گرنے ہی والی ہے آپ پرچنڈ پر بیٹھ کر سیدھے میدانِ جنگ میں اتر گئے اور تب سے اب تک جھوتی گئے ہی نہیں۔"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے اننت۔ میں نے ہمالیہ کا سفر کرنے سے پہلے جھوتی کا سفر کیا تھا تب میں صرف سولہ سال کا تھا۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس آج ہوا۔ اگر میں نے کرن ییرو میں کوئی چھوٹی موٹی نوکری کی ہوتی اور روزانہ آپ کے سامنے جنگ کی تدبیر کر کے جاتا تو زیادہ کامیابی ملتی۔"

لگی تمہیں بھی سپہ سالار کی ہوا۔ کیرت قہقہہ لگا کر ہنسے۔

تبھی کاشی کے سر پھرے نوجوان نعرہ لگاتے ہوئے سرائے کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

باپ بیٹا دونوں کو ۔۔ قتل کرو، قتل کرو۔

باپ بیٹا دونوں کو ۔ قتل کرو، قتل کرو۔

سب لوگ کمرے سے اُٹھ کر برآمدے میں آ کر کھڑے ہوگئے۔ گھوڑے پر سوار بابا رتو دھوج اور پالکی میں بیٹھی آدل دیوی وہاں پہونچیں۔ سبھی لوگ سیڑھیاں اتر کر شامیانے کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ کیرت نے بابا کے پیر چھوئے۔

"کیسے ہو بیٹے؟"

"ٹھیک ہوں بابا۔"

"کاشی کے نوجوانوں سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں۔"

"کیا اپنے دیس میں رام سے بھی بڑا کوئی راجہ ہوا ہے؟ لنکا کے بادشاہ راون میں ہزاروں عیب تھے لیکن اسے شاستروں کا علم تھا۔ برہمن تھا۔ اس لئے جب بھگوان رام نے جنگ سے پہلے رامیشور کو نصب کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے رتوج[1] کے فرائض کے لئے راون کا ہی انتخاب کیا۔ اس نے ان کی درخواست کو بڑی خوشی سے منظور

---

[1] یگیہ کرانے والا پروہت

بھی کرلیا۔ جب رامیشور نصب کیے جانے کی تقریب شروع ہوئی تو راون بولا ’’ رام تم اپنی شریک حیات کو بلاؤ کیوں کہ ان کے بغیر یہ رسمیں انجام نہیں دی جا سکیں گی۔ مبارک ساعت گذری جا رہی ہے۔ رام رنجیدہ ہو گئے۔ ان کے مونہہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ راون کھلکھلا کر ہنسا۔ وہ دیکھو سامنے مندودری کے ساتھ رتھ میں سیتا بیٹھی ہیں۔ انہیں لے آؤ۔ لیکن دھیان رہے۔ یگیہ پورا ہوتے ہی اسی رتھ سے تمہیں ان کو لوٹانا بھی پڑے گا۔‘‘

رام نے یگیہ پورا کرنے کے لئے یہ سب کیا۔ کیا مہاشورا تری کا یگیہ جس کا اعلان کرن دیو نے پہلے ہی کر دیا تھا اس لئے انجام نہیں دیا جا سکے گا کہ کرن دیو قید ہے اور راجیشور کیرت نے اپنا فیصلہ نہیں سنایا ہے۔ آپ لوگ کرن دیو اور ان کے بیٹے یش کرن کے قتل کی مانگ کر رہے ہیں۔ کیا یہ کاشی کی روایت کے خلاف نہیں ہے؟‘‘

بابا آپ کا تک سے لے کر آج تک کے حالات پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دھوکہ کیرت نہیں کرن دیو دیتا رہا ہے۔ کیا کسی فنکارہ کی عصمت لوٹنے کا اعلان کرنے والے ڈاکو جیسے مہمانوں کو بچانے کے لئے یش کرن طوائف گلی گئے تھے؟ کیا چندر دیو نے فتح کا نعرہ لگاتے ہوئے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ خود کو دھنکھ اور اپنے گھوڑے کو اُچتے شروا سمجھتا ہے۔ آج ہم اسے رسی میں باندھ کر بندر کی طرح کاشی کی گلیوں میں اسی طرح گھمائیں گے جیسے تیلپ نے منجو راج کو گھمایا تھا۔‘‘

’’تو سچ کہہ رہا ہے یہ بہت ہی نامناسب اور قابل اعتراض کام ہوا۔ راج ماتا آول دیوی اس کے لئے کیرت سے[1] معافی مانگ چکی ہیں۔‘‘

’’فریب دینے میں کامیاب ہونے کو جنگی حکمت عملی کہا جاتا ہے بابا اور ناکام ہونے پر معافی کے دو لفظ کہہ دینا دل کی تسلی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ آپ باپ بیٹے کو یگیہ پورا کرنے کے لئے لے جانے کے بعد کیا پھر انہیں بطور قیدی واپس لوٹا دینے کا وعدہ کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے راون کے حوالے سے کہا؟‘‘ رتنیش بولے۔

---

[1] راون کی بیوی کا نام۔

کیرت مسکرائے۔ بابا ایک لمحے کو لاجواب بیٹھے رہ گئے۔ ان کا چہرہ پھیکا اور بے رونق نظر آنے لگا۔

"بابا۔" کیرت نے کہا۔ "میں آپ کی پریشانی نہیں برداشت کر سکتا۔ آپ پہلے کی طرح خوش خوش رہیں۔ میں آج کرن دیو، ایشہ کرن اور باقی سبھی قصور وار لوگوں کو آزاد کرتا ہوں۔"

آول دیوی پالکی سے اتر کر راجیشور کیرت کے پاس آئیں۔ "بیٹے میں تمہارے اس عظیم کام کے لئے زندگی بھر احسان مند رہوں گی۔"

"آریہ سبودھ دیو!"

"آیا راجن۔"

"آپ ولی عہد گووند اور گاڑھوال سپہ سالار پارس دیو سے کہیں کہ وہ سبھی قیدیوں کو چھوڑ دیں اور ان کے گھوڑے بھی واپس کر دیں۔"

گھوڑے پر سوار کرن دیو سرائے کے پاس پہونچے۔ انہوں نے بابا رتو دھوج کے قدموں میں سر رکھ کر کہا "میں نے اپنے غرور کی وجہ سے آپ کی توہین کی تھی آریہ مہاجوگن شیل بھدرا کی لاش کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے جوگ مایا نے مجھے یہ سزا دی۔ آپ میرے حق میں دعائے خیر کریں۔"

ایشہ کرن نے بابا کے پیر چھوئے۔ پھر وہ سر جھکائے کیرت کے پاس پہونچا "بھائی جی مجھے معاف کر دیں۔"

"معافی کی کیا بات ہے راج کمار۔ آپ کی تقریب خوشی خوشی انجام پائے کیرت کی یہی تمنا ہے۔"

"اچھا آریہ رتنیش آپ اور بندھو جیو شام کو آئیں۔ ابھی بہت سی باتوں کا فیصلہ کرنا باقی ہے۔"

کیرت اور انت جب قلعے کے باہری کمرے میں پہونچے تو وہاں زنان خانے

کے سبھی لوگ اکٹھے تھے ۔ گووند کیرت کے فیصلے سے ناراض تھا ۔

ماں صاحبہ ۔ کیرت نے رالہہ کے پیر چھوئے ۔ پھر انہوں نے پرتھوی دیوی کے پیر چھوئے ۔ گومتی پر ان کی نظر پڑی تو اس نے آنکھیں جھکالیں ۔

"تو نے ان ذلیل لوگوں کو قتل نہیں کیا ، انہیں سزا نہ دی ، آریہ روایت کے مطابق انہیں عزت کے ساتھ جانے دیا ۔ کیا یہ ٹھیک ہوا کیرت ؟" ان دونوں سے نمٹنے کے لئے مجھے اور گووند کو لمبا سفر کرنا ہے ۔ تبھی آپ کو بھی پتہ چلے گا کہ دشمن کو آزاد کرنا مناسب تھا یا نہیں ۔ میں کاشی اور کانیہ کبج کے سبھی کانٹے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لینا چاہتا ہوں تاکہ گووند بغیر کسی مخالفت کے بادشاہ بن سکے ۔ میرے چچا رنجک نے جن کاموں کو کرنے کا عزم کیا تھا اور جو وعدے مجھ سے لئے تھے ان سب کو مجھے ہی پورا کرنا ہے ۔ میں ان کا بیٹا اور وارث ہوں ۔ یہ میری طرف سے ان کے لئے نذرانہ ہوگا ۔"

رالہہ نے دوڑ کر کیرت کو گلے سے لگالیا ۔ "بیٹے تیری پیدائش دیوکی کے بطن سے کیوں نہ ہوئی ہو ، یشودا تو میں ہوں ۔ بغیر مانگے یہ نصیب میرے آنچل میں ڈال دینے والے واسو دیو تم دونوں کی حفاظت کریں گے ۔"

"راجن میں تھوڑی دیر کے لئے برہم پوری جا رہا ہوں ۔ شام کی بیٹھک میں ضرور شامل ہوں گا ۔"

"آج آپ کو یاد تو آیا آماتیہ کہ اس کاشی میں ایک تھکی گئی عورت بھی ہے جو دن رات آپ کے آنے کا انتظار کرتی ہے ۔" دکشنا بولی ۔

"معاف کرو دکشنا ۔ تم تو دیکھ رہی ہو کہ بسنت پنچمی سے لے کر آج تک راجیشور نے نہ ٹھیک سے کھانا کھایا نہ آرام کیا ۔ وہی حال ان کے آماتیہ کا بھی ہے ۔"

"تم بھی کھانا کھا کے جاؤ انت ۔ کیرت نے کہا ۔ گووند ! ان کے ساتھ چار گھوڑ سوار محافظ بھی دے دینا ۔ میں ایک ہفتے تک خطروں سے الگ رہنا چاہتا ہوں ۔"

"چلئے آریہ ۔ راج رانی گومتی نے درخواست کی ہے کہ اگر ان کے لئے آپ کے پاس تھوڑا سا بھی وقت ہو تو ملنے کی زحمت ضرور کریں ۔"

کیرت گومتی کے کمرے کے پاس پل بھر کو رُکے ہی تھے کہ انھوں نے بند کواڑ کھول دیے۔ آنچل کو دونوں ہتھیلیوں میں لپیٹ کر گومتی نے کیرت کے پیر چھوئے۔

"آیئے آریہ پُتر۔ کیا سچ مچ ہی پل بھر کو آئے ہیں۔ اس نے دروازہ بند کیا اور کیرت کو اپنے بازوؤں میں بھر کر پلنگ پر لے گئی۔ کیا ابھی تک روٹھے ہوئے ہیں؟"

"میں روٹھا نہیں ہوں دیوی۔ حالات اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں کہ میرے خیالات سے میل نہ کھانے والی باتیں بہت تکلیف پہونچا رہی ہیں۔ سبھی لوگ رنتیش شرما نہیں ہیں جو اونچائی پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیں کہ راجیشور کو بدچلن کہنے والے نامرد اور شودر ہیں۔"

"چھوڑیئے ان باتوں کو۔ اُتاریئے کرتا اور چادر مجھے دیجئے۔" اس نے ان کے کپڑے کھونٹی پر لٹکا دیے۔

"آج گرمی کچھ زیادہ ہے نہ؟" گومتی نے پنکھا نکالا اور کیرت کو جھلنے لگی۔

"سامنے والی کھڑکی کھول دو گومتی۔"

"گنگا کے گھاٹوں کی رونق دیکھنے والوں کی نظر لگ گئی تو؟"

"تو میں اپنے آپ کو تمہاری سنہری زلفوں میں چھپا لوں گا۔" کیرت نے گومتی کو کھینچا اور اپنے بازوؤں میں لپیٹ لیا۔

"پل بھر رُکیے آریہ پُتر۔" وہ پلنگ سے اُتری اور اندر سے دروازے کی کنڈی چڑھا دی۔ اس نے اپنے ہونٹ کیرت کے ہونٹوں پر رکھ دیے۔

"کیوں آریہ پُتر۔ گومتی بولی۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب بھی آپ روٹھیں گے اس کی وجہ بتا دیں گے۔ اس بار وہ وعدہ یاد نہیں رہا کیا؟"

"چھوڑو بھئی۔ ابھی بہت لمبا سفر کرنا ہے ہمیں۔ پتہ نہیں کیا کیا دیکھنا ہوگا، کیا کیا بھگتنا ہوگا۔ بس امید یہی ہے اور اس سے سکون بھی ملتا ہے کہ چلو کوئی ہم سفر تو ہے۔ میں چاہوں تو پرانے زمانے کے شاعروں کی طرح مبالغے سے کام لے کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ کمرہ نہیں راجیشور کیرت کا راج محل ہے۔ ہزاروں لونڈی غلام خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ ہم باغ میں فواروں کے پاس بیٹھ کر ان کی خوبصورتی اور ٹھنڈک کا لطف اُٹھا رہے ہیں۔ لیکن خاتون جس راجہ کو

تم نے چنا ہے اس کے پاس عالیشان محل نہیں ہیں صرف ایک چیز ہے جس کے سامنے سب کچھ ٹھیکرے جیسا حقیر لگتا ہے اور وہ ہے ....."

"کیا ہے وہ؟"

"میری ہم سفر گومتی" کیرت نے اسے آغوش میں سمیٹ لیا اور بوسوں کی بارش کردی "گومتی"!

"ہوں"

انہوں نے کنچکی کھینچی۔

"اوں ہوں"

لیکن آج کنچکی پھٹ ہی گئی اور کیرت کنول کے پھولوں پر ہونٹ رکھ کر چپ چاپ لیٹے رہے۔

"ارے گھوڑے بیچ کر سونے والو"..... دکشنا نے باہر کی زنجیر دھیرے دھیرے کھٹکھٹائی "بھوک پیاس لگی ہے یا نہیں۔ شام ہونے میں بس دو گھڑی باقی ہے"

"دکشنا کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو" گومتی بولی۔ اس نے پھٹی ہوئی کنچکی کو بکس میں چھپایا۔ دوسری کنچکی پہن کر بالوں کو ٹھیک کر کے اس نے انگلی سے کیرت کے گالوں پر ایک لکیر بنائی۔ "اٹھیے راج کنور"

کیرت نے اسے پھر کھینچا تو وہ بولی۔ ابھی دکشنا آئی تھی۔ شام ہو گئی ہے۔ مونہہ ہاتھ دھو کر بال وال ٹھیک کر لیجیے۔

کیرت اٹھ گئے۔

"آ رہے پتر۔ کل چچا سبودھ ناراض تھے۔"

"کس پر۔"

"مجھ پر۔ آپ پر ایک بار ناراض ہوے تب سے انہوں نے کان پکڑ لیے" کہ راجیشور کے خلاف میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ آج بغیر دکشنا سے پوچھے اس کمرے میں آئے اور بولے جاگیردار کی بیٹی سے کسی غیر معمولی بات کی امید کرنا ہی میرا سب سے بڑا قصور تھا۔

اس طرح کے کام کے لئے راجہ پر دباؤ ڈالنا' دھمکی دینا کہ اگر آپ نہیں گئے تو رتھ پر بیٹھ کر میں جاؤں گی کیا اچھے زیب دیتا ہے۔ وہ طوائفوں کی بستی میں محض سات لوگوں کے ساتھ تھے اور کرن کے ہتھیار بند فوجیوں نے دونوں طرف سے گھیر لیا تھا۔ چھوٹی سی گلی ہے اور دونوں طرف اونچی اونچی دیواریں۔ نہ پرچنڈ کچھ کر سکتا تھا نہ سون۔ تجھے بھگوان نے تھوڑی بہت عقل دی ہے کہ نہیں۔ یہ تیری ماں کی مہربانی کہ انہوں نے صورت حال کو پیش آنے سے پہلے ہی جان لیا تھا اور آدھے گھنٹے کے اندر ولی عہد گووند اور پارس دیو چار سو سواروں کو لے کر پہونچ گئے۔ کیا تو یہی عقل لے کر ددیا دھر کے پوتے کی رانی بنے گی؟ تو کنویں کی مینڈک ہے اور وہی رہے گی۔'

'پھر چچا انہوں نے نہ کل دوپہر کھانا کھایا اور نہ ہی رات میں کچھ کھا سکے۔ صبح سویرے تو دھوتی پہنے بغیر تلوار اور زرہ بکتر گنگا کے کنارے چلے گئے۔ مجھ سے بہت ناراض ہیں۔' میں نے ان سے کہا تو بولے۔

'تو میں کیا کروں۔'

آپ کو بہت مانتے ہیں میری طرف سے معافی مانگ لیجئے گا۔

'دیکھوں گا۔ اکیلے میں بات کرنے کا موقعہ ملا تب تو۔'"

*

—— کیرت، پنڈریک، سورج کا کا اور سودھ دیو بیٹھے تھے۔

"راجن۔ پہریدار نے کہا۔ دروازے پر تین کم سن لڑکے آئے ہیں۔ کرشن، لوچن اور مہیش نام بتاتے ہیں۔"

"بھیجئے تینوں کو۔"

"کہو میرے ننھے سردارو، کیا حال ہیں تمہارے۔"

"راجہ تم نے باپ بیٹے کو چھوڑ کیوں دیا؟" کرن میرو میں آج دیوالی منائی جا رہی ہے۔"

"تمہیں بھی کچھ دیے جلانے پڑیں گے لوچن۔ کرن کے لوٹنے پر کرن میرو میں

خوشی کے گھنٹے بج رہے ہوں گے۔"

"یہ بات نہیں ہے راجہ۔ کرشنن نے کہا۔ کرن بار بار کہہ رہا تھا کہ اگر وہ جوگنی شیل بھدرا کی لاش کی بے حرمتی نہ کرتا تو آج اسے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ کرن میرو پہونچنے پر اس نے اپنے کمرے میں ہنگامی بیٹھک بلائی جس میں صرف تین لوگ شامل تھے۔ آول دیوی، کرن دیو اور ریشہ کرن۔ آول دیوی نے رندھے ہوئے گلے سے کہا کہ اگر کیرت نے ایک منصوبہ بند طریقے سے میرے سارے سپہ سالاروں کو قتل نہ کرایا ہوتا تو آج کلچری فوج میں سرداروں کا ایسا اکال نہ پڑتا۔

"ہمیں فیصلہ کن لڑائی تو لڑنی ہی ہوگی۔ مخبر کہہ گیا ہے کہ جیجاک بھکتی کو روندنے والی کلچری فوج کے آدھے سے زیادہ سوار مارے جا چکے ہیں۔ گوپال بھٹ بڑے تجربہ کار سپاہی تو ہیں ہی ساتھ ہی جنگی حکمت عملی طے کرنے میں بھی ان کا جواب نہیں۔ کرن نے کہا۔" غور کرو ریشہ کیا ہمارے آس پاس کچھ ایسے سردار یا سپہ گری کے ماہر ہیں جن کو ان کے مونہہ مانگے دام دے کر ہم اپنے یہاں مقرر کر سکیں؟"

"ایک تو جاجل راشٹر کوٹ ہے ہی۔ کسی بھی جنگ میں حصہ لینے کے لئے اسکی دو شرطیں ہوتی ہیں۔ لوٹ کے مال میں اس کا آدھا حصہ اور اپنی خدمات کے مونہہ مانگے دام۔"

"وہ تو تمہارے پاس ہی ہے۔"

"ہاں پتاجی۔ میں نے گاہڑوال قلعے سے لوٹنے پر اس کو سارا حال سنایا۔ کہنے لگے کہ وہ پچھلے ایک ہفتے سے ان جنگوں کا تجزیہ کرتا رہا ہے۔ کیرت کے حق میں سب سے بڑی طاقت ہے کاشی کے نوجوان۔ دوسری طاقت ہے نٹوں یا بازی گروں کے کرتب دکھانے والے گھوڑ سوار، کیرت کا اپنا گھوڑا برجنڈ اور سب سے بڑھ کر تو صورت حال کے مطابق فوراً جنگ کا طریقہ بدل دینے کی ان کی غیر معمولی صلاحیت۔"

"لیکن آریہ پتر۔ آول دیوی بولیں۔ کیا ایسے ظالم اور بدکردار فوجی کو سردار بنانے پر ہمارے ناموس پر حرف نہیں آئے گا؟"

"اب یہ سب سوچنے کا وقت نہیں بچا آول۔ تم ودیادھر کے خوبصورت جملوں کے

جھانسے میں کیسے آگئیں۔ ہم لوگوں پر تو اچانک ایسی بجلی گری ہے کہ اس صورتِ حال میں صحیح و غلط کی فکر کرنا بیکار ہے۔ ویسے بھی ہم غیر آریہ ہیں اور انہیں انگوٹھا دکھاتے رہیں گے۔"

"بتاجی۔ اس نے ایک بات اور بتائی۔"

"بولو لیش۔"

"اس نے کہا کہ اگر آپ لوگ ساتویں چکرورتی کا اعلان کرنے والی تقریب کی کامیابی چاہتے ہیں تو اسے کرن میرو محل کے آس پاس تو کسی بھی حالت میں نہ ہونے دیں اور ساری فوج کو تقریب کی حفاظت اور بغیر کسی دخل اندازی کے اس کی کامیابی کے لئے تعینات کردیں۔"

"پھر؟ راجیشور کیرت نے کہا۔ بولو کرشنن پھر کیا فیصلہ ہوا؟"

"مجھے آول دیوی نے بلایا اور خشک میوے اور دودھ وغیرہ لانے کے لئے بھیج دیا۔"

"کوئی بات نہیں کرشنن۔" کیرت نے اُٹھ کر کرشنن کو گلے سے لگالیا۔ "میں تمہارا بڑا احسان مند ہوں کرشنن۔"

"راجن۔ آج تو بیل گاڑیاں مہوبہ کے لئے روانہ ہوں گی؟"

"ہاں کرشنن۔ کومدی، میناکشی، آچاریہ رنگ ناتھن، تمہاری چھوٹی بہن اور تم سب لوگ ساتھ ساتھ سفر کرو گے۔"

"میں چاہتا تو ہوں راجن لیکن میں تو ہتھیار چلانا جانتا ہی نہیں۔ مجھ سے اچھی تلوار تو لوچن چلاتا ہے"

"لوچن اتنے دن شہر میں رہا اس لئے اسے اپنی صلاحیت دکھلانے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ چرنادری کے پار تو ہونے دو اسے پھر دیکھنا اس کی اصلی صورت کیا ہے۔ وہ گونڈوں کا نولکھا ہار کہلاتا ہے۔"

"راجہ لوچن بولا۔ صرف تین ہفتے باقی ہیں۔ تم نے اپنی پرجا سے وعدہ کیا ہے کہ ہولی مہوبہ میں مناؤں گا۔ یاد ہے یا نہیں؟"

"بالکل ہے رے لوچن۔ اصل ہولی کے پہلے ایک خون کی ہولی ہونی ہے پھر سیدھے مہوبہ۔"

"مہیش تم بہت چپ رہنے لگے ہو۔ تمہارے کنبے کو ایک ایسی زبردست قوت ملی ہے جو ہمیشہ تمہاری حفاظت کرتی ہے پھر فکر کیسی؟ توڑ دو یہ دیواریں اور نکل آؤ باہر۔"

"راجن۔ میں اب اپنی ناؤ بیچ دوں گا۔" مہیش بولا۔

"کیوں؟"

"عام طور پر لوگ مجھے شری ماں کے درشن کرانے اور دیوی وندھیہ واسنی کو ماتھا ٹیکنے کے لئے وندھیاچل لے جاتے تھے۔ اب وندھیاچل پہونچنے پر ایسا لگتا ہے کہ میں ناؤ میں نہیں ہوں خلا میں تیر رہا ہوں۔ کہیں میں پاگل تو نہیں ہوا جا رہا ہوں؟"

"ارے پگلے اس کیفیت کو جوگی لوگ اُنمنی کہتے ہیں۔ تو کیوں پاگل ہوگا؟ کام کرتا رہ۔ یہ نہیں کہ میں نے کہہ دیا 'اُنمنی'، تو تو ناؤ چلانا چھوڑ دے اور رام چندر کاکا اور تیری ماں کو دانے دانے کو ترسنا پڑے۔"

تبھی رتنیش اور بندھو جیو آپہونچے۔ ان کے ساتھ ہی آماتیہ اننت آکر کمرے میں بیٹھ گئے۔

"سنا اننت تم نے۔ آدل دیوی رو رہی تھیں کہ میرے آٹھ سپہ سالاروں اور بیسوں فوجی سرداروں کو منصوبہ بند طریقے سے قتل کیا یا کرایا گیا ہے۔ اب کلچری فوج میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس کی قیادت کر سکے۔ اب جاجل راشٹر کوٹ کو سپہ سالار بنایا جا رہا ہے۔ وہ دو شرطوں پر عہدہ قبول کرے گا۔ مونہہ مانگی تنخواہ اور لوٹ کے مال میں آدھا حصہ۔"

"کیا وہ دیرو جے کا بھائی ہے؟"

"نہیں آماتیہ۔ اس کے مقابلے میں کچھ مہذب ہے یہ۔"

"راجن۔ رتنیش نے کہا۔ بندھو جیو چلے گئے تھے شری ماں کی کٹیا کی طرف۔ وہیں انہوں نے دیکھا کہ بڑی بڑی بیل گاڑیوں سے شامیانے، فرش اور منڈوے وغیرہ گرائے جا رہے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ سب کرن دیو کے حکم سے ہو رہا ہے۔ یہیں ساتویں چکرورتی کے اعلان کا جشن منایا جائے گا۔"

"سورج کاکا۔"

"بول راجہ۔"

"یہ لیجئے کارشا پنوں کی تھیلی اور جا کر مندا کنی ندی کے پاس والے شیامو حلوائی کے یہاں سے مٹھائی لے آئیے۔ میں آریہ بندھو جیو کو بھر پیٹ مٹھائی کھلانا چاہتا ہوں۔ سنا ہے شیامو کے بنائے ہوئے کھوئے کے لڈو لاجواب ہوتے ہیں۔"

"آریہ سبودھ دیو۔ سورج کاکا نے ہاتھ جوڑ لئے۔ مجھ پہاڑی کی عزت بچائیے۔ میں نے تو ان مٹھائیوں کے نام تک نہیں سنے۔"

"اتنی خوشی کی کیا بات ہے راجیشور؟" اننت نے پوچھا۔

"کاشی کے نقشے پر غور کرو اننت۔ کرن میرو محل آنند بن میں ہے۔ وہ مندا کنی ندی کے دکھنی کنارے سے خاصی دور ہے۔ اس کے چاروں طرف مندر تو ہیں ہی، اس سے سو ہاتھ آگے سورج کنڈ، لکشمی کنڈ اور ان سے بہہ کر آنے والے پانی کو دشاشومیدھ گھاٹ پر گرانے والی گوداوری نہر ہے۔ یہ زمین بڑی اوبڑ کھابڑ ہے۔ جنگ کے لئے تو اسے بیکار ہی سمجھو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کرن کے یہاں کی عورتیں، کرن میرو کے دوسرے افراد، اس کے مہمان سب کے سب جشن میں ڈوبے بھدربن میں بیٹھے ہوں گے۔ ہمیں کئی مورچے نہیں سنبھالنے پڑیں گے۔ نشانہ ایک۔ مقصد ایک۔"

"کہو پنڈریک، تمہیں کیسا لگا یہ منصوبہ؟" کیرت نے پوچھا۔

"بھائی جی لڈو میری بھی کمزوری ہیں۔ نام سن لیتا ہوں تو گھڑی دو گھڑی کی دیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جہاں تک جنگی حکمت عملی کا سوال ہے اس کی چھان پھٹک بالکل بیکار ہے کیوں کہ اس کے کئی نکتے ایسے ہیں جو آپ نے خفیہ کہہ کر اپنے ذہن کی تہوں میں چھپا دیے ہیں۔ آپ کو ایک ہفتے سے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے کہ سیدھی بات کرتے ہیں تو ٹیڑھی لگتی ہے اور جب ٹیڑھی کرتے ہیں تو سیدھی لگتی ہے۔"

سبھی لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

56

تقریباً آدھی رات کے وقت وششٹ تردیدی کا رتھ قلعے کے بیرونی دروازے کے سامنے رُکا۔

"پہریدار۔ رتھ بان نے کہا۔" کیا آپ راج بہو گومتی سے کہہ سکتے ہیں کہ آماتیہ انت کی بیوی چمپک آئی ہیں۔"

پہریدار سیدھا گومتی کے کمرے کے دروازے پر پہونچا اور دروازے پر دستک دی۔ کواڑ کھول کر گومتی باہر آئی۔ وہ شب خوابی کے لباس میں تھی۔

"کیا ہے کاکا؟"

"بیٹی۔ تیرے آماتیہ کی بیوی چمپک آئی ہے۔"

"اسے بلا لاؤ کاکا۔"

"سنتے ہیں جناب چمپک آ رہی ہے۔ کپڑے بدل لیجئے۔"

کیرت اور گومتی دو چوکیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آؤں رانی صاحبہ؟"

"پوچھتی کیا ہے تو۔ چلی آ۔"

سامنے کی چوکی سے کیرت اُٹھ گئے۔ چمپک نے ان کے پیروں کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ راجہ نے روک دیا۔" میں تم سے کہہ چکا ہوں چمپک کہ چندیلوں کے آماتیہ ان کے کنبے کے ہی افراد مانے جاتے ہیں۔ انہیں وہ سب عزت و احترام بخشا جاتا ہے جو راجہ سے ممکن ہے۔ تم پیر چھونے کی کوشش مت کرو۔"

" آپ برہمن اور غیر برہمن کی باتیں اپنے آماتیہ کو سمجھائیے راجہ۔ کیا ہماری کتابوں میں نہیں لکھا ہے کہ راجہ ہی ایشور کا نمائندہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ایشور کے علاوہ سب لوگوں کے لئے لائق پرستش۔"

"چھوڑو گومتی۔ دکشنا تو سو گئی ہو گی۔"

"کیوں کیا کام ہے؟"

"چمپک کو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ ابھی تو آدھی رات باقی ہے۔"

"نہیں راجن۔ میں گلے تک بھری ہوئی ہوں۔ ابھی کھانا کھایا ہے۔ دراصل میں ایک سوال پوچھنے آئی ہوں۔"

"بولو۔"

"کیا میں اپنے رتھ پر سُنندا اور اس کی ماں کو بٹھا لوں؟ کانیہ کبج میں ماں بیٹی اتر جائیں گی۔"

"اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے؟ بٹھا لو انہیں۔" پھر کیرت نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد پوچھا۔ "کیا سُنندا نے ایسا کہا تھا یا یہ تمہارے اپنے دماغ کی اُپج ہے؟"

چمپک ہنسی۔ "راجن۔ اس کی کہانی اتنی درد بھری ہے کہ میں جب بھی ملتی ہوں لگتا ہے کہ اذیت کا ایک ان جانا کونا بغیر جھانکے رہ گیا تھا۔"

"تو تم سنندا سے مل چکی ہو یا ملتی رہی ہو۔ گومتی نے ایک خطاب دیا تھا۔ ساتھی۔ وہ گومتی کی ساتھی ہے۔ سُنندا نے گومتی کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تھا کہ وہ مہوبہ نہیں جائے گی۔ میں کیا کر سکتا ہوں چمپک۔ راجہ کو اپنی پرجا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ وہ بھی جھوتی کی پرجا جو راجہ کو ہر قبیلے کا مکھیا مانتی ہے۔ کیا ایسے لوگوں کے سامنے ایک طرف گومتی اور دوسری طرف سُنندا کو لے کر چلوں؟ کیا پرجا اسے برداشت کرے گی؟ پرجا کو چھوڑو۔ راجاؤں کا بھرا پُرا حرم ہوتا ہے۔ لیکن جھوتی کے لئے یہ راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ ایک بیوی پر قناعت کرنی ہے۔ میرے دادا ودیا دھر دیو نے میری دادی پریتی بھدرا کی موت کے بعد زنان خانے کے اس حصے سے سبھی کنیزوں اور ملازماؤں کو تا زندگی وظیفہ دے کر وداع کر دیا تھا۔ وہ وہاں رہتے تھے جہاں آج کا معمولی باج گذار راجہ بھی رہنا نہیں پسند کرے گا۔"

"میں آپ کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی ہوں راجن۔ لیکن کیا مینا کشی کی طرح سُنندا کو بھی کوئی باعزت عہدہ دے کر چندیلوں کے دربار کا ایک رکن نہیں بنایا جا سکتا؟"

"چمپک تم سُنندا کو نہیں جانتیں۔ وہ میری دی ہوئی ہر چیز سے انکار کر دے گی۔

اس کے دل و دماغ میں اب صرف کندار یہ بستے ہیں۔ وہاں وہ اور کسی کو نہیں بسانا چاہے گی۔ تم اس سے کہہ سکتی ہو کہ وہ کندار یہ کی پوجا اور ان کی عبادت کے لئے آزاد ہے۔ وہ مہوبہ نہیں جانا چاہتی تو نہ سہی مجبورا ہو تو جا سکتی ہے۔ میرے مونہہ سے اس قدر گھنونا جملہ نہیں نکل سکے گا کہ چندیل دربار میں اسے شاہی رقاصہ بنانے کی تجویز رکھوں۔" کیرت کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ انہوں نے چادر سے چہرہ پونچھا تبھی دکشنا آئی۔

"راجن۔"

"کہو دکشنا۔"

"دیوی سنندا آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"لے آؤ انہیں۔"

"انہوں نے کہا ہے کہ میرے اور راجہ کے درمیان کوئی اور شخص آئے یہ میں برداشت نہیں کر سکتی۔ ان سے کہو سنندا مہاراجہ کیرت سے نہیں، راج کمار کیرت سے ملنا چاہتی ہے۔"

کیرت سر جھکائے سنندا کے پاس پہونچے۔ "کہو سنندا۔ تمہارا سب سے بڑا عیب ہے تمہاری ضد۔ میں تم سے یہ کہنے نہیں آیا ہوں کہ تم مہوبہ چلو۔ کیا تم اپنے محبوب دیوتا کندار یہ کے قریب نہیں رہنا چاہتیں؟ ماتا جی کی عمر کو دیکھتے ہوئے تمہیں مجبورا ہو میں رہنے کا فیصلہ قبول کر لینا چاہئے۔"

"ابھی ہم ماں بیٹی کی ایسی حالت نہیں ہوئی ہے کہ روٹی کے ٹکڑے کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خانہ بدوشوں کی طرح بھٹکتے رہیں۔ گنگا میں پہلی ڈبکی لگانے کے بعد دوسری ڈبکی تک نہ جانے کتنا پانی بہہ چکا ہوتا ہے کنور۔ اسے دوبارہ نہیں لایا جا سکتا۔ میں اتنی باؤلی تو نہیں ہوں کہ گذرے ہوئے وقت کے لوٹ آنے کا انتظار کروں۔ آج سے دس سال پہلے سنندا نے کندار یہ کو گواہ بنا کر خود کو کسی کے قدموں میں سونپ دیا تھا۔ اس لئے اس کی عصمت کی حفاظت محض ایک ناچنے والی کی عصمت کی حفاظت نہیں تھی جس کا کسی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ یہ ایک بیاہتا کی خوش بختی کی حفاظت تھی وہ بھی کسی انجان شخص کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے ہی دل میں پیوست . . . .

کیرت کے قدموں میں گر کر سُنندا ہچکیاں لے لے کر روتی رہی۔ کیرت نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔ سُنندا نے دیکھا آنسو کیرت کی آنکھوں سے دھار بن کر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔

ایسے موقعوں پر مرد نہیں روتے کنور۔ بے یار و مددگار عورتیں روتی ہیں۔ سنندا نے تمہارے آنسوؤں میں سب کچھ پالیا۔ چلو ادھر جہاں گومتی اور جمپک کھڑی ہیں۔

"سُنندا"۔ جمپک بولی۔ "تمہیں اور تمہاری ماں کو میرے رتھ پر چلنا ہے۔"

"شکریہ جمپک جی۔ میری بیل گاڑی یا تو سرائے آ گئی ہو گی یا بس پہونچ رہی ہو گی۔"

"سُنندا۔ گومتی بولی۔ تم مجھ سے بھی تکلف کرنے لگیں۔ تم نے بیل گاڑی کیوں بلائی؟ جانتی ہو بیل گاڑی کا سفر کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے؟"

"دیدی۔ یہ سب تکلیفیں بہت چھوٹی ہیں۔ جس کے آسمان سے راہ بتانے والا ستارہ ہی گم ہو گیا ہو اسے بھٹکنا تو پڑے گا ہی۔ چاہے اسے چھوٹی تکلیف کہہ لو یا بڑی اذیت۔ مجھے زندگی سے یہی کچھ ملا ہے۔ سنندا گومتی سے لپٹ گئی۔ زہے نصیب کہ ہم ماں بیٹی کو تمہارا مہمان بننا نصیب ہوا۔ تم نے میری عصمت کی حفاظت کے لئے اپنی عزت کو داؤں پر لگا کر جو کچھ کیا اس کے لئے اس چھوٹے مونہہ سے شکریہ کہنا تو احسان فراموشی ہو گی۔ اب وداع کرو۔"

57

پھول گلی

دشاشومیدھ گھاٹ سے لوٹتے وقت ایک گلی پڑتی ہے جس میں جانے کے لئے گوداوری نہر پر رکھے ہوئے لکڑی کے تختے کے سہارے گلی میں داخل ہوا جاتا ہے۔ یہ گلی کب بنی یہ تو کسی کو نہیں معلوم۔ جاتک کتھاؤں میں کاشی کو بار بار پشپ وتی کہا گیا ہے۔ آریہ ورت کے بہت سے راجاؤں، فوجی سرداروں، جاگیرداروں اور صوبیداروں نے اس گلی کے چکر لگائے ہوں گے تبھی تو دشوشیور اور طوائفوں والی گلی کے حوالے میں تکون کا

تیسرا زاویہ بنی یہ گلی ۔ یہ یعنی پھول گلی ۔ اگر روحانیت میں یقین رکھتے ہوں تو وشویشور کے چاروں منڈپوں میں خاموشی سے بیٹھ کر قلب کا سکون حاصل کریں ۔ اگر جسم کا سکھ چاہتے ہیں تو وشویشور کی دائیں طرف طوائفوں کی گلی میں چلے جائیں ۔ لیکن یہ دونوں کام ادھورے رہیں گے اگر آپ نے پوجا کے لئے ہار، اگربتیاں وغیرہ نہیں لیں یا طوائفوں کی گلی میں جانے سے پہلے عطر کی شیشیاں انڈیل کر اپنے کپڑوں کو خوشبو سے شرابور نہ کیا ۔

"آئیے راجن ۔" ایک دوکاندار بڑے ادب کے ساتھ بولا ۔ آپ تینوں طوائفوں کے محلے میں جا رہے ہیں نہ ؟"

کیرت نے اننت کی طرف اور اننت نے پنڈریک کی طرف دیکھا ۔ تینوں تالیاں پیٹ پیٹ کر قہقہے لگاتے رہے ۔ "کیوں دیوانوں کی طرح ہنس رہے ہو تم لوگ ؟ بلا وجہ میری دوکان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے ۔ نہ لینا ایک نہ دینا دو ۔" دوکاندار بری طرح چڑ گیا تھا ۔

مسافروں کی وضع قطع سے دھوکا تو کئی بار ہوا تھا ۔ طوائف گلی میں جانے والوں کو اس نے وشویشور کی پوجا کا سامان دے دیا تھا ۔ بظاہر سنت دکھائی دینے والے کے لئے اس نے وشویشور کا سامان بٹورا تو گاہک نے کہا کیوں سالے تو مجھے نامرد سمجھتا ہے لیکن آج جو اس کی درگت ہوئی وہ کبھی نہیں ہوئی تھی ۔ تینوں بانکے جوان اور اعلیٰ خاندان کے پالے پوسے جسم والے چھیلے جنہیں دیکھ کر نشپ لیکھا بھی بیہوش ہو جائے وہ کم نصیب جا رہے ہیں وشویشور ۔ واہ ری دنیا ۔

"پھول گلی کی سجاوٹ بڑھانے والی آدھی چیزیں تو میری جھونپڑی سے آئی ہیں ۔"

"مثلاً ؟" پنڈریک بولا ۔

یہ دیکھو ہرن کی کھال ۔ جنگلی بھینسے کے سینگوں سے بنی یہ چھوٹی بڑی رنگین سلائیاں ، رودراکش کے نام پر بکنے والی جنگلی بیر کی گٹھلیوں کی مالائیں ۔

یہ کیسے کہہ دیا بھائی جی آپ نے کہ یہ مالائیں اصلی رودراکش کی نہیں ہیں ؟

چلو آگے کی دوکان کے سامنے بتاتے ہیں ۔ اصلی رودراکش پر اوپر سے نیچے تک بہت صاف لکیریں ہوتی ہیں جنہیں 'مکھ' کہتے ہیں ۔ ایک مکھی ، پنج مکھی ، ایکادش

مُکھی، گوری شنکر یہ اصلی رودراکش کی قسمیں ہیں۔"

"یہ دو مالائیں اتار دیجیے۔" انہوں نے دوکاندار سے کہا۔

"اتر دانا بیکار ہے آریہ۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ آپ رُودراکش کے بارے میں اتنی باتیں جانتے ہیں کہ آپ ان مالاؤں سے ٹھگے نہیں جاسکتے۔"

"چلو پنڈ ریک۔" کیرت بولے۔ برداشت کر گیا دوکاندار ورنہ یہ تقریر سن کر غصے میں اتنا تو کہہ ہی سکتا تھا کہ چلو بڑھو آگے۔"

سامنے کی دوکان رودراکش، تلسی اور صندل کے ہاروں سے بھری تھی۔ ان کے درمیان خالص بلّور کی مالائیں بھی لٹک رہی تھیں۔

"یہ دیکھو۔ جانتے ہو یہ کون سا پتھر ہے؟"

"نہیں بھائی جی۔"

یہ ہے بلّور۔ اس سے طرح طرح کی خوبصورت چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ہمارے کاریگر اتنے ہنرمند نہیں ہیں کہ ان سے زیور بنا سکیں۔ اس کچے ہیرے کو ہمارے پہاڑی عوام ساگ سبزی کی طرح بیچ دیتے ہیں۔ یہاں کے صرافے میں انہیں پتھروں سے بنے ہار اتنے اونچے داموں میں بکتے ہیں کہ ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم بندروں کے ہاتھ میں ہیرے جواہر آتے ہیں اور ہم انہیں نوچ ناچ کر پھینک دیتے ہیں۔ کاشی کے سنار نئے نئے طریقوں سے چندر ہار بنا کر دوسرے ملکوں میں بیچتے ہیں۔ یونان اور روم سے ہندوستان کی طرف سونے کی گنگا بہہ رہی ہے۔"

"یہ تو بھائی جی ہماری حماقت کی ایسی تصویر ہے کہ ہماری عقل پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔ جنہیں ہم جنگل اور پہاڑ کہتے ہیں وہ دراصل جواہرات کی کانیں ہیں۔"

"راجن۔" آتاتیہ اننت نے کہا۔ "آپ نے کچے ہیرے کی بات کی۔ پنّا کی پہاڑیاں سنتا ہوں ہیروں سے بھری ہوئی ہیں۔"

ہاں اننت ۔ اب تک انہیں پتھروں سے توڑ کر الگ کرنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے آنے والی نسلیں اس قیمتی پتھر کو زیادہ کارگر طریقے سے نکالنے کی ترکیب ڈھونڈ نکالیں۔ یقیناً نکال لیں گی۔ اور یہ سامنے جو کھلونے ہیں۔ چڑیاں، جانور، دیوی، دیوتا، مٹکے اور پیالے وغیرہ وغیرہ جنہیں دوکاندار نے یوں سجایا ہے جیسے یہ اسکی ساری دولت ہوں۔ انہیں بھی جھوتی کی دین کہہ سکتے ہو۔ یہ ہمارے یہاں کے گورا پتھر سے بنائے گئے ہیں۔

پنڈریک مسکرائے۔ "بھائی جی، اپنے وطن کے چپے چپے سے پوری واقفیت اور محبت یا تو میں نے جھوتی کے آدی باسیوں میں دیکھی یا آپ میں۔"

کیرت مسکرائے۔ سچ تو یہ ہے پنڈریک کہ ان چیزوں میں میری دلچسپی بھابھی صاحب کی عنایتوں کا نتیجہ ہے۔ ان کے بار بار یہ کہنے پر کہ بڑے بھائی کو چھوڑو اور حکومت سنبھالو میں اتنا بے چین رہنے لگا تھا کہ کوئی راستہ ہی نہیں سوجھتا تھا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ کرن بھوج یا کوئی اور ہمیں نگل جاتا؟ کیا اس تلخ حقیقت کو میں نہیں جانتا تھا؟ نہیں پنڈریک۔ میں واقف تھا اس سے۔ خوب جانتا تھا۔ لیکن جس عورت کو میں نے ماں سمجھا اس کے شوہر کے رہتے حکومت سنبھالنا میں احسان فراموشی سمجھتا تھا۔ اسے بھابھی صاحب بھی سمجھتی تھیں اس لئے کئی کئی دنوں تک انہوں نے مجھ سے بات چیت بند کر دی۔ آخر کار میں نے ایک راستہ نکالا۔ میں نے ان سے تین بار قبول کرانے کے بعد ایک وعدہ لیا۔ تب وہ بولیں تو کچھ کہے گا بھی یا محض قول مانگتا رہے گا۔ میں یہ کہنے کی ہمت تو نہیں کر سکتا کہ وہ قول ہارنے کے پیچھے چھپے پیچ کا اندازہ نہیں کر سکیں لیکن جب قسم لے کر میں نے کہا کہ بھابھی صاحب مجھے شمالی علاقے کے سفر پر جانے کی اجازت دے دیجئے وہ بھی یوں نہیں بلکہ خوشی کے ساتھ تو وہ پھیکی ہنسی ہنس کر بولیں 'تمہیں میں باندھنا نہیں چاہتی کیرت لیکن چندیل سلطنت تمہارا انتظار کرے گی'۔"

سبھی لوگ یادوں میں کھو گئے۔ کیسی تھی وہ عورت؟ ساری جھوتی کی ستی ماں۔ اپنے مخالفوں تک کو اپنے حسن اور ذہانت سے موہ لینے والی اس عورت کے گرد اتنی لوک کہانیاں بُن لی گئی ہیں کہ اسے سیدھی سادی لکیروں میں باندھا بھی نہیں جا سکتا۔

"کیوں بھائی۔" کیرت نے سامنے بیٹھے دوکاندار سے پوچھا۔ "چوٹ لگنے پر اگر جسم پر زخم آجائے تو اسے بھرنے کے لئے استعمال ہونے والا پتھر ہے آپ کے پاس؟"

"راجن، کیا آپ نربدا اور کین میں ملنے والی دوائی پتھر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟"

"ہاں بھائی۔"

"آپ کو چاہئے کتنا؟"

"جتنا آپ دے سکیں۔"

"رکیں آریہ۔ میں ابھی آیا۔ وہ سامنے مکرانہ کے کھلونے بیچنے والے راجو شرما کے پاس ہے۔ ابھی آیا پوچھ کر۔" وہ دوڑتا ہوا گیا اور فوراً ہی واپس آگیا۔ "فوری طور پر تو سو، ڈیڑھ سو تولہ دے سکتے ہیں۔"

"دیجئے۔"

جب سیندھا نمک جیسے لگنے والے پتھروں کو دوکان دار نے اچھی طرح پوٹلی میں باندھ کر کیرت کے حوالے کیا تو کیرت نے پوچھا "کتنی قیمت ہوئی ان کی؟"

"ہوئی تو ایک کارشاپن سے کچھ کم لیکن میں ایک کارشاپن پورا ہی لوں گا۔"

"کیوں جناب۔ ایسا کیوں کریں گے آپ؟"

"اس لئے کہ جھوتی سے سامان کا آنا رُک گیا ہے۔"

"آپ جھوتی جا چکے ہیں جناب؟"

"لو اب دیکھو ان کو۔ میں جھوتی نہ گیا ہوتا تو اس دوائی پتھر کا نام جانتا؟ مہاراج کہنے کو جھوتی پہاڑ اور جنگلوں سے بھری بیکار دھرتی ہے لیکن ایسے بھولے بھالے لوگ ادھر نہیں ملتے۔ میرے بڑے بھائی پتھروں کا بیوپار کرتے ہیں۔ وہ ہنا کی پہاڑیوں سے جھینگڑی کٹوا کر ناؤ میں لدواتے ہیں اور ناؤ جمنا سے ہوتی ہوئی پریاگ پار کرتی کاشی آجاتی ہے۔"

"کیسا چل رہا ہے ان کا کاروبار؟"

"کرن کے گھوڑ سوار جھوتی کو زیادہ دن تک نہیں سنبھال پائیں گے۔ جہاں کے

آدی باسی، پہاڑی، مزدور اپنے راجہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں اُسے کوئی مائی کالال غلام نہیں بنا سکتا۔"

پوٹلی انت نے اٹھالی۔ کیرت آگے بڑھے ہی تھے کہ پُنڈریک نے ان کے پیر چھو لئے۔ "بھائی جی اب میں نے سمجھا کہ تجھوتی سے کاشی تک خبریں لانے لیجانے والے کون لوگ تھے۔ کسی اجنبی سے بھی اتنی معلومات حاصل کر لینے کا گُر صرف آپ کے پاس ہے۔ میرا ضمیر مجھے لعنت ملامت کر رہا ہے۔ آپ جیسے انسان پر ہنسی ہنسی میں ہی میں نے نہ جانے کتنے طنز کئے ہیں۔ مجھے معاف کر دیں بھائی جی۔"

"اٹھو پنڈریک۔ تجھوتی کو ہزاروں کیرت مل جائیں گے لیکن کیرت کو ایک تجھوتی سے زیادہ کچھ نہیں ملے گا۔ تجھوتی میری ماں ہے پُنڈریک۔ اس نے اپنے سارے اوصاف اس گوشت و پوست سے بنے جسم میں بھر دیے ہیں۔"

"لو پُنڈریک۔ سامنے کی دوکان کی تاریخی اہمیت ہے۔ یہ کسے معلوم تھا کہ سمبت گیارہ سَو ستر میں ایک ایسا نوجوان آئے گا جو اس دوکان کو دیکھ کر اپنی قسمت کو سراہے گا۔"

"یہ کیا ہے راجن؟"

"ذرا دھیان سے دیکھو۔ اس دوکان میں مہاور کی شیشیاں، پیشانی پر لگانے والی طرح طرح کے رنگوں کی بندیاں، لاکھ کی چوڑیاں، محبت نامے بھیجنے کے لئے بھوج پتر اور قلم، تاڑ کے پتوں پر کھرچ کر لکھنے والی سلائیاں، محبت ناموں کی تحریر کو ابھارنے والا لیپ، دھتیاں، کنگھی اور جلانے کیا کیا۔ یہ سب پنڈریک کے لئے ہی تو سجایا گیا ہے۔"

پنڈریک جھینپ گیا "چلئے بھائی جی۔ مجھے نہیں بننا قربانی کا بکرا۔ اگر حکم دیں تو بھابھی صاحبہ کے لئے لیتا چلوں۔"

"تمہاری بھابھی صاحبہ کی دِکشا ان علوم کی ماہر ہے یہ اس پر چھوڑ دو۔ سامنے کی دوکان دیکھو جس پر ایک قطار میں گائے کی دُم سے بنے چنور لٹک رہے ہیں۔ غور سے دیکھو وہیں تانبے اور آر کوٹ سے بنی پوجا میں کام آنے والی چیزیں بھی رکھی ہیں۔ انت تم اپنی ادبی ذوق رکھنے والی حیبک کے لئے کچھ لے لو۔"

"وہ تو خالص چارواک ہے راجن۔" اننت ہنسا۔ "پہلے دن تو اس نے ایسی زبان میں ادبی گفتگو کی کہ میں تو گھبرا گیا۔ ایک تو بدلا ہوا بھیس اس پر سے آسمان میں تھگلی لگانی ادب شناس لڑکی۔ ان کے درمیان ایک باریک دھاگے میں لٹک گیا ہندوستان کا مشہور پربھاس خاندان۔ جب اس نے اپنی خوش گفتاری سے آدل دیوی کا دل جیت لیا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ عام عورت نہیں ہے۔ ہمارے کام میں مددگار ثابت ہوگی۔"

"ایک چیز یہاں بڑی عجیب لگ رہی ہے مجھے۔ ہم اس پتلی گلی میں جتنی بھی دوکانیں دیکھتے جا رہے ہیں ان سب میں کھونٹوں پر ہار ٹنگے ہوئے ہیں۔ وہ بھی کافی بڑی تعداد میں۔ ان کے دانوں پر رنگ اوپر سے چڑھایا ہوا نہیں لگ رہا۔ یہ رنگ برنگے ہار ہمارے آدی بابیلون کی عورتوں کو بہت پسند آئیں گے۔" کیوں جناب؟" کیرت نے دوکاندار سے پوچھا۔

"ادھر کھونٹی پر لٹکے ہوئے ہار کس چیز سے بنے ہیں؟"

"یہ نقلی موتی ہیں راجن۔ کاشی کا یہ خاص تحفہ ہے۔ ہمارے یہاں اونچے خاندانوں میں بھی ان کی ویسی ہی مانگ ہے جیسی غریب غربا میں۔"

"سو ہار دے دیجیے۔"

"سو تو اس وقت نہیں ہوں گے راجن۔"

"آپ سو ہار منگوا کر پوٹلی کسی کے ذریعے گاہڑوال قلعے میں ولی عہد گووند کے پاس بھیج دیجیے گا۔ دام کیا ہوں گے ان کے؟"

"یہ بہت سستے ہوتے ہیں راجن۔ ایک کارشاپن میں پانچ سو ہار بکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے یہ لیجیے کارشاپن اور پانچ سو ہاروں کی پوٹلی بھجوا دیجیے۔"

پھاگن کرشن ایکادشی

پنڈریک، اننت اور کیرت آچاریہ ورش دھوج کے پاس بیٹھے تھے۔ "آچاریہ

ل‍ے ایک فلاسفر اور اس کے نام سے موسوم فلسفے کا نام۔

ہمارا ترشول تو بن گیا ہے۔ بس مجھے کچھ گھوڑ سواروں کی ضرورت ہے۔"
"کتنے گھوڑ سواروں کی ضرورت ہے بیٹے؟"
"صرف چار گھنٹے کے لئے سو سے ڈیڑھ سو سوار چاہئیں۔"
"ایک مقررہ وقت بتا۔ کیا تجھے میرے ناگا سپاہیوں پر بھروسہ نہیں ہوتا ہے؟"
"آچاریہ میں ایسے خاندان میں پیدا ہوا ہوں جہاں زرہ بکتر نہ پہننے والے سپاہی سے لڑنا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔ ان برہنہ سپاہیوں کو دشمن کے گھوڑ سوار فوجیوں کے سامنے کھڑا کر دینا میں کبھی گوارا نہیں کروں گا۔"
"تو انہیں اپنے گھوڑوں کے پیچھے تو رکھ سکتا ہے۔"
"ہاں انہیں گھوڑ سواروں کے پیچھے پیدل ٹکڑی کی صورت میں قبول کروں گا۔"
"ٹھیک ہے۔ ڈیڑھ سو گھوڑ سواروں اور پانچ سو ناگا فوجیوں کا انتظام کر دوں گا۔"
"ہم یہاں دو گھڑی کے لئے تخلیہ چاہتے ہیں آچاریہ۔"
"پہریدار۔ کیرت کا کمرہ کھول دو اور ناشتے کا انتظام کرا دو۔"
تینوں کیرت کے کمرے میں پہونچے۔
"بھائی جی یہ ترشول کیا ہے۔ جس کا آپ بار بار ذکر کرتے ہیں؟"
"سنو پنڈریک۔ جب میں نے سپہ سالار گوپال سے کہا کہ اس سے ترشول نہیں بنے گا اور جو وضاحت میں نے پیش کی اس سے وہ کچھ حد تک متفق تھے۔"
"ہاں وہ سپہ سالار کی خراب یادداشت کا نتیجہ تھا۔ دونوں راستوں پر ذہن مرکوز رکھنے کی وجہ سے وہ بھول گئے کہ کھجوراہو اور مہوبہ چھوٹے جا رہے ہیں۔" پنڈریک بولے۔
"یہ ایک دوسرا ترشول ہے۔ کرن کی فوج اور پورا حرم بھدربن میں جشن میں مصروف ہوگا۔ اسی وقت بائیں طرف سے چندیل فوج لے کر تم ٹوٹ پڑو گے۔ دکھن کی طرف سے اننت گاہڑوالوں کے تین ہزار سواروں کو لے کر چڑھائی کر دیں گے۔ بچا بیچ کا حصہ۔ اس کی قیادت میں کروں گا۔ اس میں ولی عہد گووند، گومتی، سورج کا کا، سبودھ دیو اور سون ند کے چھ گھوڑ سوار شامل ہوں گے۔ اب سمجھ میں آیا ترشول کیا ہے؟"

"سمجھا تو بھائی جی۔ ہنڈریک نے کہا لیکن کیا اسے بلا وجہ خطرہ مول لینا نہیں کہا جائے گا۔ درمیان میں اتنی کمزور تنظیم رکھ کر یہ امید کرنا کہ آپ اپنی حفاظت کر لیں گے اور دشمن کو پیچھے بھاگنے پر مجبور بھی کر دیں گے میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"میں آپ سے متفق ہوں راجن۔ آپ نے درمیانی تنظیم میں جن لوگوں کو شامل کیا ہے ان سب کی حفاظت نہ میں کر سکتا ہوں نہ ہنڈریک۔ درمیانی حصار میں آچاریہ ورش دھوج کے ڈیڑھ سو سوار اور پانچ سو ترشول بند ناگا صرف بھیڑ، شور شرابہ اور خوف پیدا کرنے کے لئے شامل کئے گئے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کرن کے گھوڑسوار اتنی تیزی سے منظم نہیں ہو سکیں گے۔ جاجل راشٹرکوٹ اسے رائے دے گا کہ کاشی سے فوراً دکھن کی طرف نکل چلئے۔ ہم مناسب جگہ پر محاصرہ کریں گے۔ دڈال پال اور رودرپال کے لئے پرچنڈ کافی ہے۔" انت نے رائے دی۔

تبھی پہریدار ناشتہ لے آیا۔ اس نے کواڑ تھپتھپایا۔ ہنڈریک نے دروازہ کھولا۔

"یہیں رکھ دیں آریہ۔ آپ کے ناگا فوجیوں کے سردار کون ہیں؟"

"میں بغیر آچاریہ کی اجازت کے اس کا جواب نہیں دے سکتا۔"

ناشتہ کرنے کے بعد تینوں کمرے سے باہر آئے اور آچاریہ ورش دھوج کے پاس پہونچے۔

"کہو بیٹے۔"

"آچاریہ اگر ناگا سپاہیوں کے سردار سے ہماری مختصر سی بات چیت ہو جاتی تو ایک صحیح منصوبہ سامنے آجاتا۔"

"پہریدار! ویر رُودر کو بھیجو۔"

ویر رودر سچ مچ رُودر تھے۔ کالا جسم۔ لال بالوں کی جھولتی ہوئی جٹائیں۔ انگاروں کی طرح جلتی ہوئی آنکھیں اور ہاتھ میں سندور سے رنگا ترشول۔

سردار ویر رُودر۔ آچاریہ ورش نے کہا۔ یہ ہے میرا بیٹا کیرت اور یہ دو ہیں اس کے آماتیہ اور سپہ سالار۔ آپ تنہائی میں اس لڑکے کی باتیں سن لیں اور اس کی جو بھی مدد ہو سکے کرنے کی مہربانی کریں۔

راجن۔ آپ کے نام سے کاشی گونج رہا ہے۔ آپ کی تلوار بازی اور صبا رفتار گھوڑے کی کہانیاں میں سن چکا ہوں۔ آپ سے ملنے کی بڑی خواہش تھی۔ آج مندیشور نے یہ موقع عطا کر ہی دیا۔

آئیں آریہ۔ میری درخواست سن لیں۔

درخواست نہیں راجن حکم کیجئے۔

کیرت نے ویر رُودر کو پوری صورت حال سمجھا دی۔ وہ گھوڑ سواروں کے پیچھے چلنے کو تیار نہیں تھے۔ لیکن جب کیرت نے ان کے پیر پکڑ لئے تو ویر رُودر ہنسے۔ بابا کہتے ہیں کہ کیرت کے خلوص کا بندھن توڑنا بہت مشکل ہے۔ چلئے راجن آپ کی قیادت میں ایک نیا تجربہ بھی حاصل کر لیں۔

تبھی بابا رتو دھوج آئے۔ "واہ یہاں تو تری بینی بہہ رہی ہے۔ سُکھ ہی سُکھ ہے۔"

کیرت نے بابا کے چرن چھوئے۔ "بابا آپ بخیر تو ہیں۔ خوش ہیں نہ؟"

"کیوں لڑکے میرا چہرہ اُترا ہوا لگ رہا ہے تجھے؟"

"اُترا ہوا تو نہیں کہوں گا بابا، ہاں کچھ اداس ضرور ہے۔"

"کیرت ذرا میرے کمرے میں چل تو۔ پہریدار۔ ان حضرات کے لئے بیٹھنے کے لئے بغل والا کمرہ کھول دو۔"

"کیرت۔ بابا نے کواڑ بند کرتے ہوئے کہا۔ پچھلی رات سے میں بے چین ہوں۔ میں کرن کے مرشد چنڈیشور تواری کو بہت بڑا تانترک نہیں مانتا لیکن اس نے اکیس دن تک جو سفلی عمل کیا ہے اس میں قربانی کے بکرے تمہیں ہو۔ وہ آٹے سے تمہاری شبیہہ بنا کر اس میں روح پھونک کر کیلیں گاڑتا اور ہَون کُنڈ میں پھینکتا رہا ہے۔ اس کے اثر کا توڑ صرف ایک تدبیر کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ کُول پوجا، شروع ہونے اور چکرورتی کا تاج سر پر رکھنے کے درمیان کسی طرح یگیہ میں خلل ڈال دیا جائے۔"

"بابا۔ آپ بلا وجہ فکر مند ہو رہے ہیں۔ میں راکھ کا ڈھیر نہیں ہوں۔ بھگوتی جوگ مایا اور کُل دیوی میتھر کی شاردا کے ہاتھ جس کے سر پر ہوں وہ اس کالے جادو سے ڈر کر

فرار ہو جائے گا؟ یہ ناممکن ہے بابا۔"

"اب تجھے کیا سمجھاؤں۔ جانتا تھا کہ تُو اسے تنکے کی طرح اڑا دے گا۔ لیکن میری فکر تو برقرار ہے۔"

"بابا آپ شوراتری کو آچاریہ ورش دھوج کے ساتھ جھوتی چلیں گے نہ؟"

"میں تو جب تُو کہے تیار ہوں لیکن تیرا آچاریہ کہنے لگا کہ چرنا دری کا خطرہ ٹل جائے گا تبھی ہم یہاں سے چلیں گے۔"

"ٹھیک ہے بابا۔ اجازت دیجئے۔"

"کیوں آریہ بندھو جیو۔ آپ کے منصوبے میں کوئی جھول تو نہیں ہے؟" کیرت نے پوچھا۔

"راجن۔ وہ ایک سو پچاس فی صد ٹھیک ہے۔ بالکل پختہ۔"

"آپ گھوڑے پر تو چڑھ لیتے ہیں نہ؟"

"ہاں راجن۔ تھوڑی بہت مشق ہے۔"

"آپ شرما جی؟"

"کبھی چڑھا تو نہیں راجن لیکن جھوتی کے اندر دُور دکن تک آپ کے ساتھ چلنا میری خوش قسمتی ہے۔" رتنیش ابھی تک الفاظ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا۔ اسے حقیقی خطروں سے کھیلنے کا جو موقع ملا ہے اسے وہ چھوڑنا نہیں چاہتا۔"

"یہ میرا دستہ تو نہیں کہلا سکتا اس لئے کہ اس میں چندیلوں کی تعداد نہیں کے برابر ہے۔ ہاں کچھ بیل گاڑیاں رسد لے کر چلیں گی۔ ان کے پیچھے تین چار سو گھوڑ سوار بھی ہونگے تاکہ دشمن انہیں غیر محفوظ سمجھ کر لوٹنے کی کوشش نہ کرے۔"

"ہم نے ادلا بدلی کر لی ہے راجن۔"

"کیسی ادلا بدلی؟"

"آپ لوچن کو گھوڑا دلوائیے کیوں کہ اس کے ٹٹو پر میں چلوں گا۔" رتنیش نے کہا۔

"کیوں لوچن۔ تجھے کوئی دقت تو نہیں ہوگی؟"

"راجہ تم رہتے ہو تو لوچن۔ کیا کہتے ہیں کہ ہنومان بن جاتا ہے۔ میں گھوڑے پر چڑھوں گا ہی نہیں بلکہ تلوار بھی چلاؤں گا۔"

"کیوں شرباجی۔ مدھو بیٹی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟" کیرت نے پوچھا۔

"میں نے اپنے ایک قریبی دوست کے ساتھ اس کے رہنے کا انتظام کر دیا ہے راجن۔"

"آریہ اکھلیش۔ آپ ذرا سنجیدگی سے غور کر کے بتائیں۔ آپ اور آپ کے چار گھوڑ سوار اتنے بڑے خطرے میں کودنے کو تیار ہیں؟"

"کودنے کو تیار ہی نہیں راجن۔ پوری برہم پوری ہمیں روزانہ جوش دلاتی ہے کہ بددعا کے اثر کو زائل کرنے کا پہلا موقعہ آیا ہے۔ اسے چھوڑنا نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ مصیبت میں ساتھ دینے کو تیار کاشی کے باسیوں کو میرا پرنام۔ یاد رکھئے جو خفیہ جگہیں طے ہوئی ہیں ان کے مطابق ہم مہاشورا تری کو ٹھیک دوپہر میں پھر ملیں گے۔"

"جے وشویشور!"

"جے کندا ریہ!!"

58

مہاشورا تری

صبح سویرے چندیل گھوڑ سوار درختوں اور جھاڑیوں میں گھوڑوں کو چھپائے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"آج سب سامنے آجائے گا۔ ہم خود اپنی آنکھوں سے صبا رفتار پرچنڈ کو دیکھیں گے۔ راجہ کی انوکھی تلوار بازی اور کرن کے پچیس ہزار گھوڑ سواروں سے صرف پانچ ہزار گھوڑ سوار لیکر مقابلہ کرنے کا جوش اور خود اعتمادی بھی دیکھیں گے۔"

سپہ سالار! شوبھو بنا پھر نے سرائے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

انت نہاد ھوکر اطمینان سے بیٹھے تھے۔ انہوں نے کواڑ کھٹکھٹانے کی آواز سنی

اور دروازہ کھول دیا۔

"واہ بھیا شوبھو، بہت دن بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہوں آما تیہ۔ کل رات قلعہ دار ابھیمنیو نے مجھے بلا کر کہا۔ ویسے تو حکم ایک ہزار گھوڑ سواروں کو بھیجنے کا ہی ملا ہے لیکن تم دو ہزار لے کر منہ اندھیرے روانہ ہو جاؤ اور چندر سکینو کے پاس سبھی گھوڑوں اور سپاہیوں کو چھپا کر گاہڑوال قلعے کے پاس کی سرائے میں سپہ سالار پنڈریک سے ملو۔ آما تیہ، سپہ سالار پنڈریک نہیں ہیں کیا؟"

"آرہے ہیں شوبھو۔ تمہارے سپاہیوں نے ناشتہ کیا؟"

"وہ سب آدی باسی ہیں جو اپنے ساتھ باجرے کی موٹی موٹی روٹیاں اور نمک مرچ لے کر چلتے ہیں۔ وہ کبھی ناشتے اور کھانے کی مانگ نہیں کرتے۔"

اتنے میں کھردرے کپڑے سے گیلے بالوں کو سکھاتے پنڈریک آئے۔ "ارے شوبھو کب آئے؟"

"ابھی آرہا ہوں سیناپتی۔"

"کیوں گووند تو کس کے ساتھ آرہا ہے؟" رالہہ دیوی کی آنکھیں ڈبڈبا آئی تھیں۔ چندر دیو اور مدن چندر بھی کچھ بے چین لگ رہے تھے۔

"فکر مت کر ماں۔ میں بھائی جی کے ساتھ رہوں گا۔ وہ تو مذاق سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے دستے کے سپہ سالار گووند ہیں۔"

کیرت آگئے۔ "ماں صاحبہ۔ اگر لڑائی پر جانے کی بات سن کر ہی آپ گھبرانے لگیں گی تو مستقبل میں کبھی ایسا موقعہ آگیا کہ لگاتار جنگ ہوتی رہی تو آپ کی جان ہی نکل جائے گی۔ آپ چلنے تو دیجئے گووند کو۔ اس کی تلوار کے وار سے دشمن کیسے زخمی ہوتا ہے، کیسے مرتا ہے یہ تو دیکھنا باقی ہی ہے۔"

"ببر کاکا۔" پہریدار نے پکارا۔ "آپ کو آپ کے راجہ بلا رہے ہیں۔"

ببر ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ "کیا حکم ہے راجن؟"

"ببر کاکا۔ پورے کنبے کو لے کر چل رہے ہیں کہ اکیلے؟"

"میں اکیلے کیوں جاؤں۔ میں تو پورے کنبے کے ساتھ جاؤں گا۔ راجہ میرے لئے ایک گھوڑا دلوا دو اور میرے کنبے کے لئے گاڑی۔"

"گوونْد، ایسے کتنے گھوڑے ہیں جن کے لئے سوار نہیں ہیں؟"

"دس ہوں گے۔"

"پارس دیو سے کہہ کر ببّر کاکا کے لئے ایک گھوڑا دلوا دو۔ فوراً۔"

——— زرد کپڑے کا کچھڑا[1]۔ اسی رنگ کا چمکتا ہو کنچک۔ اس کے نیچے لوہے کی نہایت مضبوط زرہ۔ سندوری رنگ کی پگڑی جس میں سینگ کی بنائی ہوئی کندا ریہ کی چھوٹی سی تصویر اڑس لی گئی تھی۔ پیروں میں گھٹنوں تک کے جوتے۔ نیلے رنگ کا کسا ہوا کمر بند۔ جس میں دونوں طرف تلواریں جھول رہی تھیں۔ بائیں بازو میں کمان اور گردن کے پاس تیروں سے بھرا ہوا ترکش جس پر نہایت باریک نقاشی میں شمشیر زنی کا ایک داؤں کندہ تھا۔

"تم تیار ہو گومتی؟"

"ہاں آریہ پُتر۔"

"تمہارے کپڑوں کا بکس گاڑی میں رکھا جا چکا ہے نہ؟"

"جی ہاں۔"

کیرت نے رالیہ دیوی کے پیر چھوئے۔ جب وہ پرتھوی دیوی کے پیر چھونے لگے تو وہ بولیں۔ "بیٹے تو نے صرف چار مہینوں میں اپنے خلوص سے ہمیں اس طرح باندھ لیا ہے کہ تجھے رخصت کرتے وقت کلیجہ بیٹھا جا رہا ہے۔ بیٹا گووند کا خیال رکھنا۔"

"ماں صاحبہ۔ ان چار مہینوں میں آپ نے پہلی بار مجھ سے کچھ کہا ہے۔ جب کیرت جنگ کے میدان میں جائے گا تو گووند کو کوئی چھو سکے گا کیا؟ گووند! تم باقی لوگوں کو لے کر چلو۔ بھدربن کے شمالی حصے میں جھاڑ جھنکاڑ کی اوٹ میں چپ چاپ کھڑے رہنا۔"

---

[1] دھوتی کی وضع کا پہناوا۔

کیرت کود کر پرچنڈ پر چڑھ گئے۔ گومتی کا سب لوگوں سے اٹھارہ سال کا تعلق تھا۔ وہ اسے ایک جھٹکے سے تو توڑ نہیں سکتی تھی۔ سب کی دعاؤں سے اس کا آنچل بھر اتھا۔ وہ رتھ کے پر بیٹھی اور پرچنڈ کی بغل میں کھڑی ہوگئی۔ دونوں گھوڑے نند یشور پہونچے۔

"پہریدار کا کا۔"

"آؤ راجن۔"

"آپ بابا سے کہیں بس ذرا سی دیر کے لئے کپڑے پہن کر آجائیں۔ انہیں میرے ساتھ کیدار یشور چلنا ہے۔"

"بابا ہنستے ہوئے نکلے۔ کیوں رے کھلنڈرے۔ کیا ارادہ ہے تیرا؟"

"بابا ساتھ چل کر دیکھ لیں۔" بابا گھوڑے پر بیٹھے اور تینوں گھوڑے کیدار یشور کے پاس پہونچے۔

"برہمچاری کا کا۔"

"بول۔"

"آپ بھدربن میں سیدھے وِتان منڈپ پہونچیں اور سب سے آگے کی قطار میں جا کر بیٹھیں۔ جب چکرورتی کے اعلان کے ساتھ کرن کے مرشد کولاچاریہ تاج پہنانے لگیں تو غور سے، بے حد غور سے دیکھئے گا اور فوراً دوڑتے ہوئے یہاں آکر بتائیے گا کہ کیا ہوا۔"

"ابھی چلا۔" برہمچاری شوبندر نے چادر کو جھٹکا دیا اور سیدھے وِتان منڈپ کی طرف چل پڑے۔

"بابا۔ آپ کو سہارا دے کر نچلے منڈپ کے چھجے تک تو۔۔۔"

"چل چل۔ بڑا آیا سہارا دینے والا۔"

کیرت، گومتی اور بابا سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس چھجے پر پہونچے جو کاشی کی ایک نئی صورت ابھارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں کیرت۔ یہاں سے تو وِتان کافی دور ہے؟"

"آپ کرن کو دیکھ رہے ہیں یا نہیں؟"

"کرن تو صاف دکھائی دے رہا ہے۔ اس کی بغل میں آدل دیوی بھی ہیں۔"

کیرت نے اپنی کمان سنبھالی۔ "بابا آپ نے تکیہ میں سوراخ کرنے کو کہا تھا۔ میں تو اس میں کھڑکی بنا رہا ہوں۔" اسی وقت کولاچاریہ نے تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے درمیان بھاری جواہرات سے جڑا تاج اٹھایا۔ کیرت نے کمان کی ڈور پر تیر چڑھایا۔

"کیا تو اسے قتل کرے گا؟"

"کیرت بغیر خبردار کئے کسی کو قتل نہیں کرتا بابا۔"

کولاچاریہ نے تاج سر پر جمایا۔ تبھی کمان سے تیر چھوٹا اور کرن کے بیش قیمت تاج کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر گیا۔ اس کی پیشانی پر خون کا ایک گول نشان صاف جھلک رہا تھا۔ حاضرین تالیاں پیٹ رہے تھے۔

اس بار کیرت نے ترکش سے پھر ایک باریک نوک والا تیر نکالا۔

"کس کے لئے تو نے یہ تیر اٹھایا ہے بیٹا؟"

"بابا۔ دیکھتے چلئے۔"

کرن کے مرشد کولاچاریہ چنڈ بشو نے تاج کو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔ اور حیرت سے پورب کی سمت دیکھنے لگے تھے۔ اتنے میں چلّے سے سوئی کی نوک جیسے باریک سرے والا تیر چھوٹا اور کولاچاریہ کی داہنی آنکھ میں دھنس گیا۔ بابا یہ ہے سنجیونی[1] ودیا کے واحد عالم کولاچاریہ کو کیرت کا تحفہ۔ اب وہ سچ مچ شکراچاریہ[2] بن گئے۔

تینوں اتر کر نیچے آئے اور گھوڑوں پر بیٹھ کر برہمچاری جی کا انتظار کرنے لگے۔

"واہ میرے شیر کیا انوکھی تیر اندازی ہے تیری۔ کرن کا تاج چار ٹکڑوں میں بٹ گیا اور اس کے کولاچاریہ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ دیکھو سامنے سے کچھ گھوڑے آ رہے ہیں۔ تم لوگ آگے کی گلی سے نکل جاؤ۔ کیرت آج میں نے پہلی بار جانا کہ تو شمشیر زنی میں ہی بے جوڑ نہیں

---

[1] مُردوں میں رُوح پھونکنے کا علم

[2] راکشسوں کے اُستاد جو کانے ہو گئے تھے۔

بلکہ تیر اندازی کا بھی ماہر ہے بیٹے۔"

"بابا۔ جے نندیشور!"

"جے نندیشور! میں بھی آڑ میں بیٹھ کر سب کچھ دیکھوں گا یہیں سے۔ تو بہو کو لے کر جا۔"

کیرت اور گومتی کے آجانے سے پوری صف منظم ہو گئی۔

"کاشی کے عوام کو چندیل کیرت کا آخری سلام۔" چاروں سمتیں کانپنے لگیں۔ آواز میں اتنی بھیانک گونج تھی کہ سیکڑوں ہاتھ دور بیٹھے لوگ بھی اسے سُن سکتے تھے۔

کاشی کے مہذب اور بھولے بھالے شہریو۔ آپ کے حکم کو ٹھکرا کر میں اس بہروپیے کرن کو معاف کرتا ہوں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنے مرشد کولاچاریہ سے میرے خلاف سفلی عمل کرایا ہے۔ میری حفاظت کرنے والے بھگوان کنداریہ ہیں۔ دیوی جوگ مایا ہیں۔ اور تیسری ڈھال میں خود ہوں۔ میری اٹوٹ قوت ارادی ہے۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ آپ وِتان منڈپ چھوڑ کر اُتر کی طرف بڑھ جائیں۔ آپ لوگوں نے تاج کے ٹکڑے اڑتے دیکھ کر اور کولاچاریہ کو شکراچاریہ بنتے دیکھ کر تالیاں پیٹی ہوں گی۔ اب بھدربن کے اتری حصے میں آجائیے۔ دیکھیے کرن میر محل سے شعلے نکل رہے ہیں۔ میں کرن کے ایک ایک نشان کو مٹا دوں گا۔ آپ جلدی ہٹ جائیے۔ کیرت کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ پھر آپ تو میرے دل کے ٹکڑے ہیں۔"

کاشی لوگ منڈپ چھوڑ کر تالیاں بجاتے بھدربن سے شمال کی طرف چل پڑے۔ ایک بھیانک اندیشے سے سب کے دل کانپ رہے تھے۔ اسی وقت کیرت نے پرچنڈ پر لٹکے سنکھ کو نکالا اور منہ سے لگایا۔ ماتا شاردا اور وندھیہ واسنی کی سمتوں میں پرنام کیا اور بھیانک گڑگڑاہٹ کے ساتھ کانوں کے پردے پھاڑنے والی آواز چاروں طرف پھیل گئی۔

جے کنداریہ!

جے کنداریہ!

بنڈیرک گھوڑسواروں کو لے کر بائیں طرف سے ٹوٹ پڑے۔ فوجیں بیک وقت

دائیں بائیں اور درمیان سے شامیانے کی طرف دوڑ پڑیں۔

"بھاگ گئے مہاراج۔ جاجل دیو نے کہا۔ اس ترشول سے بچنا مشکل ہے۔ آپ جتنی زیادہ فوج بچا سکیں، بچا لیں۔ وہی اچھا رہے گا۔ آپ کی آخری لڑائی میں وہی فوج کام آئے گی۔ جنگ کے اس طریقے کو ذرا دیکھئے کہ ایک ہی تیر سے چکرورتی بننے کے اعلان کا غرور توڑ دیا گیا۔ سنا ہے کیرت نے کہا ہے کہ میں بہروپیے پونڈرک کو واسُودیو نہیں بننے دوں گا۔"

یہ بات چیت چل ہی رہی تھی کہ کیرت کی قیادت میں ایک چھوٹی سی ٹکڑی پہریداروں کو کچلتی ہوئی شامیانے میں داخل ہوئی۔

سامنے مسکراتا ہوا دِدّاپال کھڑا تھا۔ "کیوں رے بدمعاش۔ تُو اچھا تیر انداز ہے۔ سُنتا ہوں کہ شمشیر زنی کا بھی ماہر ہے۔ لیکن تو ان مٹھی بھر گھوڑسواروں کو لے کر دنیا فتح کرنے کے غرور کو ڈھونے والا کرتب باز نٹ ہی نکلا۔

"شودر۔ دوغلے۔" کیرت نے پرچنڈ کو ایڑ لگائی۔ وہ ہوا میں اُچھلا اور کیرت کی تلوار کے ایک ترچھے ہاتھ سے دِدّاپال زمین میں لوٹ گیا۔ کیرت نے دوسری ایڑ لگائی اور پرچنڈ نے اپنے اگلے پیر سے دِدّاپال کی لاش کو آسمان کی طرف اچھال دیا۔

ہر ہر مہا دیو!

ہر ہر مہا دیو!!

گاہڑوال فوج اننت کی قیادت میں دشمن کو کاٹتی، زمین کو لاشوں سے پاٹتی چلی جا رہی تھی۔ جب تک کرن کے گھوڑسوار جنگ کے لئے تیار ہوں تب تک ایک چوتھائی زمین پر لوٹ چکے تھے۔ کرن، آوّل دیوی، یشہ کرن اور زنان خانے کی عورتیں دیوانوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں۔ کرن کود کر ایک گھوڑے پر چڑھا اور اننت کے سامنے آگیا۔ "کیوں رے دھوکے باز! تُو نے اس بے لوث محبت کے بدلے ہمیں زہر پلایا۔ لے آج تیرا سارا حساب چُکا دیتا ہوں۔"

"میں بھی اسی گھڑی کے انتظار میں تھا کرن۔ تیرے سارے سرداروں کا قتل تو راجیشور کیرت نے خود کر دیا۔ اب میرے لئے بچا ہی کون؟ پر تیرے سامنے تو میں حاضر ہوں۔"

اننت نے گھوڑے کو کرن کے سامنے کھڑا کر دیا اور ایسا کودا کہ کرن دیکھ بھی نہیں پایا کہ وہ کدھر گیا۔ اچانک تلوار کے ایک بھیانک وار سے کرن بےہوش ہو کر گر پڑا۔

دوڑو۔ راجہ کی لاش کو دشمن نہ اٹھانے پائے۔ جاجل کے حکم سے پانچ سو گھوڑسوار کرن کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ خود دھنس گیا تھا۔ کرن کے سر میں زخم تو گہرا نہیں تھا لیکن دھچکہ بہت گہرا تھا۔

کرن کے تیس ہزار گھوڑسوار تتر بتر ہو کر بھاگنے لگے۔ سب گنگا کے پچھمی کنارے سے چنار کی طرف چل پڑے۔ زخمی کرن کے ساتھ آول دیوی اور ریشہ کرن کو ایک رتھ میں بٹھا کر پانچ سو محافظوں کے ساتھ چنار کی طرف بھیج دیا گیا۔ تبھی صفوں کو چیرتے ہوئے پانچ سو ناگا فوجیوں نے جنگی نعرہ لگایا جے نر بشور!

ننگ دھڑنگ ویر رودر نے للکارا اور بھاگتے ہوئے گھوڑسواروں پر ترشول گرنے لگے۔ ترشول لگتا، چیر کر اندر گھستا اور سپاہی لڑھک کر گھوڑے سے نیچے گر پڑتا۔ ناگا سپاہی ترشول کھینچتے اور خون آلود ترشول دوسرے گھوڑسوار پر پھینکتے۔

سبودھ دیو کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ سون کو جانے والی گاڑیوں کی گنتی کر کے ڈیڑھ سو گھوڑسواروں کی حفاظت میں سون ندی تک پہونچیں۔

"کیوں آریہ۔ آپ لڑے نہیں؟"

"سن دکشنا۔ یہ زبان تو راجہ سے بولا کر۔ مجھ سے نہیں۔"

"آپ تو ناراض ہو گئے چچا۔ اگر میرا جانا آپ کو نامناسب لگ رہا ہو تو ہم ابھی کاشی میں ہی رہیں۔ میں نہیں اتر جاتی ہوں۔"

"برا مان گئی؟ تیرے بغیر گومتی نہیں جئے گی دکشنا۔ تو نے مجھے چچا کہا ہے تو ایک بات سن لے۔ دیوی رالہہ تجھے اوچھا اور بےشرم کہہ رہی تھیں۔ دو ایک طنزیہ جملے انہوں نے گومتی پر بھی کسے۔ کیرت زبردستی میرے گودند کو لے گیا۔ میری فوج لے لی وغیرہ کہتی رہیں۔ یہ سب سنتے سنتے جب میں عاجز آ گیا تو میں نے کہا محترم خاتون! کیا آج تک اس قلعے کے تہہ خانے میں کبھی کوئی شہنشاہ قیدی بن کر رہا ہے؟ کیا راجہ نے صرف ایک دن میں دو ہزار

گھوڑے کرن کی فوج سے چھین کر گووند کو نہیں دیے ؟ ہم نے آپ کی دی ہوئی روٹی کھائی ہے ہم اپنی حد دو سے باہر نہیں جائیں گے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ اگر راجہ نہ ہوتے تو کیا کاشی ولی عہد گووند کو ملتا ؟ کیا وہ کرن کو یہاں سے نکال پاتے ؟ ہم تو یہاں آریہ رنجک کی وجہ سے آ گئے تھے ۔"

"چھوڑیے چچا ۔ رالیہ دیوی کو ناٹک کرنا بہت آتا ہے ۔ ایک بار کہیں گی کہ کیرت تیری ماں کوئی دیو کی رہی ہوگی ، بیٹا تو تو مجھ یشودا کا ہی ہے ۔ پھر کہیں گی واہ رے کلجگ ۔ بغیر شادی کئے دونوں بے شرم ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں ۔ چھوڑیے ۔ ہنسی میں "ملئے آریہ ۔"
سبودھ مسکرائے ۔

"پنڈریک ! انت !!" وہی بگل جیسی آواز ۔ " دشمن کا پیچھا کرو ۔ یہاں اس کا سب کچھ تباہ ہو چکا ہے ۔"
پانچ ہزار تربیت یافتہ اور منظم گھوڑ سوار کرن کو پکڑنے کے لئے دوڑ پڑے ۔

" آخری پرنام ! کاشی ، تیرے قدموں میں کیرت سر جھکاتا ہے ۔ احسان مندی کے جذبے کے ساتھ الوداع ۔ میری غلطیوں کو معاف کرنا ۔"

پردے کے پیچھے سے

1

پھرنادری کا قلعہ

پانچ ہزار گھوڑسوار قلعہ دار ابھیمنیو کی قیادت میں تکونا حصار بنائے کھڑے تھے۔ ان کا مقصد تھا کہ کرن کے آدھے گھوڑسوار جنگلی علاقے والے صوبے کے راستے پر چلے جائیں اور باقی آدھے سون ندی کی طرف چلنے کو مجبور کردیے جائیں۔ کرن کے گھوڑسوار دستے کے آگے جاجل راشٹر کوٹ چل رہا تھا۔ وہ رات بھر بیٹھ کر سوچتا رہا کہ جنگل والے راستے پر چترکوٹ، کالنجر، اجے گڑھ وغیرہ واقع ہیں جبکہ سون کے راستے پر کوئی بھی ایسا شہر نہیں ہے جسے لوٹا جاسکے۔ اس لئے تکون سے بغیر ٹکرائے اپنے گھوڑوں اور پیشہ کرن کو لیکر وہ آگے بڑھ گیا۔

رُودرپال نے پوچھا "کیوں سپہ سالار؟ سون والے راستے سے مہاراجہ کرن دیو کے ساتھ ڈڈاپال جانے والے تھے نہ؟ اب کیا ساری فوج باہری راستے سے ہی جائے گی؟"

"نہیں رودرپال۔ آدھی فوج کو تم اپنی قیادت میں کرن دیو کی رکھشا کو محفوظ کرتے ہوئے اُدھر ہی موڑدو۔ وہ راستہ بے خطر بھی ہے اور خوشگوار بھی۔"

رُودرپال اس لوٹ مار کرنے والے ڈاکو سے بہت ڈرتا تھا۔ اس نے گھوڑسواروں کو گری دوار[1] پار کرکے سون والے راستے کی طرف مڑنے کا حکم دیا اور تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے کرن کے رکھشا کے پیچھے مقرر کردیا۔

—— یہ جنگ کچھ اس طرح ہوئی کہ کیرت کا دل کھٹا ہوگیا۔ کہاں چکرورتی کا اعلان اور کہاں یہ کتے بلی سے بھی گئی گذری لڑائی۔ کرن کی ریڑھ ٹوٹ چکی ہے۔ کیرت سوچنے لگے۔

---

[1] موجودہ رابرٹ گنج۔

بجنار بیو یچ کر انہوں نے دل ہی دل میں کچھ چھان پھٹک کی۔ اسی وقت گھوڑا دوڑاتے پنڈریک آئے اور کیرت کے قریب کھڑے ہو گئے۔

"بھائی جی۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

کیرت پرچنڈ سے کود ے اور گھوڑے کی لگام پکڑ کر چلتے ہوئے انہوں نے کہا "بولو پنڈریک۔"

"میں نے اپنی چھوٹی سی زندگی میں کئی جاگیرداروں، ٹوٹتے ہوئے زمین داروں یا ایسے عام لوگوں کو دیکھا ہے جو سو دو سو گھوڑے خرید کر اپنے صوبہ دار یا تعلقہ دار ہونے کا اعلان کر چکے ہیں لیکن آج میں نے جو تلخ اور بدنما صورتِ حال دیکھی، اسے نہیں برداشت کر سکتا۔"

"کیا ہوا؟"

"صبح جب شور ہوا تو میں نے آریہ سبودھ سے کوئی چالیس پچاس لوگوں کے لئے ناشتہ بنوانے کی بات کی۔ وہ بولے 'دیکھتا ہوں آریہ پنڈریک کیوں کہ سرائے میں موجود سامان تو ختم ہو چکا۔ قلعہ میں انتظام ہوتا ہے تب تو ٹھیک ہے ورنہ مجبوری ہے۔' کوئی آدھے گھنٹے بعد آریہ سبودھ اہانت کے احساس کے ساتھ آنکھوں میں آنسو بھرے میرے پاس آئے۔ 'آریہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم لوگ ولی عہد گووند اور ان کے گھوڑ سواروں کے بغیر صرف اپنے بل بوتے پر یہ لڑائی لڑیں؟'

'کیا بات ہے آریہ؟ آپ اتنے خفا کیوں ہیں؟ ناراضگی اور آنسو ایک ساتھ دیکھنے سے میں پاگل سا ہو جاتا ہوں۔' میں نے کہا۔

سبودھ دیو نے کہا 'آریہ قلعے میں انتہائی درجے کی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ گووند کی ماں دیوی رالہہ کہہ رہی تھیں کہ کیرت نے زبردستی میرے بیٹے پر جنگ تھوپ دی ہے۔ ابھی اسی عمر ہی کیا ہے۔ میرا اکلوتا بیٹا یرغمال بنا لیا گیا ہے۔ کیرت نے میرے تین ہزار گھوڑ سوار چھین لئے۔ ایسا بدچلن آدمی تو میں نے آج تک دیکھا ہی نہیں۔ شادی سے پہلے وہ اور گومتی ایک ہی کمرے میں رات گذارتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی بھکاری کہا۔ میں ان کی دی ہوئی روٹی کھاتا ہوں اس لئے ان کو جواب دینا میرے لئے مشکل تھا لیکن سپہ سالار اگر ان کی ضرورت نہ ہو تو آپ گووند کو لوٹا ہی دیجئے۔'

"میں نے سیودھ چچا کو بہت تسلی دی لیکن جو اذیت ان کے دل میں، ببول کے کانٹے کی طرح چبھ گئی تھی اسے میں جھیل نہیں پا رہا ہوں۔ میں شوبھو بنا بھر کو دو سو گھوڑ سواروں کے ساتھ پیچھے چھوڑ آیا ہوں تاکہ جتنے بھی ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ شامیانے کے اندر چھوٹے ہوں انہیں سمیٹ کر وہ آگورہ لے جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ تین ہزار سے کچھ زیادہ ہی گھوڑے ہمارے ہاتھ لگیں گے۔ میں ان گھوڑوں کو گووند کو نہیں دوں گا۔ آپ گووند سے کہئے کہ وہ اپنے ایک ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ کاشی لوٹ جائیں۔"

"بلائیے گووند اور اننت سے بھی کہئے کہ بھائی جی نے یاد کیا ہے۔"

"تھوڑی ہی دیر کے بعد گووند مسکراتا ہوا آیا۔ کیوں بھائی جی آپ مجھے سپہ سالار بنا رہے ہیں نہ؟"

"ہاں گووند۔ تم تو پیدائشی سپہ سالار ہو۔ اپنے گھوڑوں کو لے کر تم کاشی لوٹ جاؤ۔ وہاں تمہاری ماں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

گووند کا چہرہ بجھے ہوئے چراغ جیسا ہو گیا۔ "ایسا کیا قصور ہوا بھائی جی۔ آپ مجھے کیوں سزا دے رہے ہیں؟"

"میں نے کبھی تمہیں سزا دی ہے؟ گووند! میں نے کاشی سے کرن کو اکھاڑا تاکہ ابھرتے ہوئے شاہی خاندانوں میں کاشی کے حکمراں کا درجہ بھی تمہارے خاندان کے حصے میں آئے۔ مجھے اس کے لئے یہ انعام ملا کہ کہا جا رہا ہے کہ میں گووند کو یرغمال بنا کر لے جا رہا ہوں۔ باتیں تو بہت ہیں لیکن تمہیں ان کو جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم پارس دیو اور رام بھدر سے کہو کہ گاہڑوال فوج چرنادری سے واپس لوٹ جائے گی۔"

گووند منہ لٹکائے پارس دیو اور رام بھدر کے پاس پہونچا۔ اس نے ساری صورتحال سمجھائی۔ پارس دیو اپنے گھوڑے سے اترے اور کیرت کے پیروں میں گر پڑے۔ "راجہ اس گاہڑوال فوج میں ہے ہی کیا۔ ایک رات لڑائی ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے گاہڑوال گھوڑ سوار ایک ہزار سے تین ہزار ہو گئے۔ یہ سب کس نے کیا؟ صرف آپ نے۔ اگر آپ پارس دیو اور رام بھدر کو احسان فراموش سمجھتے ہیں تو ہم دونوں بھائی ایمانداری کے ساتھ صرف ایک ہزار

گھوڑسواروں کو لے کر کاشی لوٹ جائیں گے۔"

"پارس دیو اور رام بھدر کو میں نے کبھی خود سے علیحدہ نہیں سمجھا۔ کیرت نے کہا۔ لیکن سپہ سالار تم خود سوچ لو ماں صاحبہ دھاروں دھار رو رہی ہیں اور کیرت کو کوس رہی ہیں کہ اس نے گووند کو اپنے یہاں قید کر رکھا ہے، میرے تین ہزار گھوڑسوار چھین لئے ہیں اور بہت سی ایسی باتیں جوڑے ہوئے نابدان سے نکل رہی ہیں جنہیں اپنی زبان سے ادا کرنے میں مجھے گھن آئے گی۔ کیا کروں میں؟ یہ جنگ پتہ نہیں کب تک چلے گی۔ میں اپنی غرض کے لئے کسی ماں کے بیٹے کو مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ ہم پچھلے چار سو سالوں سے قربانیاں دیتے آرہے ہیں۔ انہیں قربانیوں نے دو دیادھر دیو جیسے انسان کو پیدا کیا۔ ہم یہ کرتے آئے ہیں، کرتے رہیں گے لیکن میں یہ وعدہ کیسے کروں کہ گووند جنگ میں زخمی نہیں ہوگا یا اسے موت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ آپ سمجھدار ہیں اور ہمارے محترم چچا رنجک کے قریبی ساتھی رہے ہیں اس لئے یہ ہمارے اور آپ کے تعلقات کا خاتمہ نہیں ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ چلنا چاہیں تو چلیں۔ ولی عہد کے ساتھ ایک ہزار گھوڑسواروں کو واپس بھیج دیں۔"

پارس دیو گووند اور رام بھدر کے پاس پہونچے۔ انہوں نے ساری صورتِ حال کی وضاحت کی پھر بولے۔ "آپ کو لوٹنا ہی ہوگا ولی عہد۔ راجیشور کیرت آپ کی حفاظت کا پورا انتظام تو کر سکتے ہیں، کریں گے لیکن بے چارے یہ قول کیسے دے سکتے ہیں کہ گووند کا بال بھی بانکا نہ ہوگا۔"

"چلئے جیا۔ میں ان لوگوں کی بزدلی سے واقف تھا۔ جانتے تو آریہ رنجک بھی تھے لیکن اپنے ہی خاندان پر نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مہاراجہ کیرت سے وعدہ کرایا تھا کہ وہ گووند کو ایک ماہر اور تجربہ کار سپاہی میں تبدیل کر دیں گے۔ اسی لئے وہ ہماری مہمان سرا میں رکے۔ اس لئے نہیں کہ انہیں کہیں اور پناہ نہیں ملی۔ نندیشور کے پانچ کمرے ہمیشہ ان کے نام پر بند رکھے رہے۔"

پارس دیو لوٹے۔" راجن۔ ہم صرف ایک ہزار گھوڑسواروں کے ساتھ کاشی کے لئے رخصت ہو رہے ہیں۔"

"نہیں پارس دیو۔ میرے آماتیہ اور سپہ سالار مجھے اوگھڑ دانی کہتے ہیں۔ ایک بار مونہہ سے جو نکل گیا، نکل گیا۔ آپ گاہڑ والوں کے تین ہزار گھوڑ سواروں کو لے کر جائیے۔"

پارس دیو کی قیادت میں تین ہزار گھوڑ سوار چندر سیتو کی طرف چل پڑے۔

"امبھی۔" کیرت نے ابھیمنیو کو پکارا۔

"ہاں بھائی جی۔"

"یہ جو تکونا حصار بنایا گیا تھا اس میں کتنے گھوڑ سوار تھے؟"

"چھ ہزار۔"

"تو تم پانچ ہزار گھوڑ سواروں کو اننت کی سربراہی میں وندھیاچل۔ کنت والے راستے پر تیزی سے دوڑا دو۔ اس راستے پر رسد پہونچانے والی گاڑیوں کی حفاظت کے لئے کسی بھی قلعے سے لیکر دو سو گھوڑ سوار بھی دے دو۔ کیا تم اننت کے ساتھ جانا پسند کرو گے؟"

"آپ بھی بھائی جی ایسی بات کرتے ہیں۔ آماتیہ ہی نہیں ایک مشہور فوجی کی ہدایت میں کام کرنا میری خوش نصیبی ہوگی۔"

اننت نے ابھیمنیو کی پیٹھ ٹھوکی اور دونوں آپس میں بات چیت کرتے ہوئے گھوڑ سواروں کی طرف چل پڑے۔ کیرت کا کارروان آگے بڑھا۔ کُل ملا کر دو ہزار گھوڑ سوار۔ لیکن ساتھ میں پرچنڈ اور سون بھی۔ کِری دوار پار کرنے میں ہی شام ہو گئی۔ کیرت کے گھوڑوں کے ساتھ پنڈریک بھی چل رہے تھے۔ بندھو جیو اور رتنیش شرما بھی تھے۔ سورج کا کا بھی تھے اور لوچن بھی۔

بتّر گھوڑا دوڑاتا راجہ کے پاس آیا۔ "آپ نے آج بتّر کے دل پر رکھے پتھر کو ہٹا دیا۔ راجہ اس جہنم میں بتّر کے کنبے کو کھانا دینے کے لئے ہر روز جو ہنگامہ ہوتا تھا اسے بتّر ہی برداشت کر سکتا تھا۔"

"چلو ذرا رفتار تیز کرو۔ آج کا پڑاؤ سون کے کنارے اگوری کے سامنے ہوگا۔"

سون کی سُرخی۔ بیچ میں خالص شفاف پانی کی دھار۔ دونوں طرف پچاس ہاتھ اونچی

لہ ایسا مخیّر جو بغیر سوچے سمجھے سائل کو کچھ بھی دینے کو تیار ہو جائے۔ یہ صفت شنکر جی کے ساتھ وابستہ کی جاتی ہے۔

پہاڑیاں ۔ جنگلوں کی پگڑی باندھے کھڑی وندھیاچل سلسلے کی ان پہاڑیوں کو دیکھ کر کیرت نے سوچا کیا بغیر چھل فریب کے زندہ رہنا ممکن ہے ۔ میں نے گاہڑوال خاندان کو کبھی اپنے مطلب کے لئے استعمال نہیں کیا ۔ پھر یہ الزام کیوں ؟

" آپ اداس نہ ہوں راجن ۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں تیر اندازی کی ایسی بے مثال مہارت پہلی بار دیکھی ۔ کہاں بھدربن کے بیچوں بیچ سجایا ہوا شامیانہ سونے کے تخت پر بیٹھے جاگیرداروں کا راجہ کرن اور کہاں نندریشور مندر ۔ ہم تو کرن میرو میں آگ لگا کر چکرورتی کا جشن دیکھنے آئے تھے ۔ مجھے لگتا ہے کہ طوائف گلی کی جنگ کی طرح یہاں بھی ایک پانسہ آپ نے اپنی چادر میں چھپا رکھا تھا ۔ "

" کیوں آریہ پنڈریک ، آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم تھا ۔ "

" نہیں آریہ ۔ مجھے تو تب پتہ چلا جب مہاراجہ نے اپنے آخری پیغام میں کاشی کے عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دو تیروں کا ذکر کیا ۔ تبھی معلوم ہوا کہ کرن کے تاج کے ٹکڑے اڑ چکے ہیں اور اس کے کولاچاریہ چنڈریشور کی ایک آنکھ میں اندھیرا چھا چکا ہے ۔ ہمارے گھوڑ سواروں کو تو اس کی شکایت رہ گئی کہ وہ اس انوکھے منظر کو دیکھنے سے محروم رہے ۔ ہم لوگ بھی کیداریشور کے پاس تھے لیکن ذرا بھی پتہ نہ چل سکا ۔ ہاں ایک بات ہوئی آریہ رتنیش کہ جس جنگی طریق کو میں نے مخفیہ کہہ کر طنز کرتے ہوئے اس عظیم انسان کے ساتھ بدتمیزی کی اس کے لئے راجیشور کے قدموں میں لوٹ کر معافی مانگوں گا ۔ سچ کچھ جنگی حکمت عملی کا ایسا ماہر میں نے آج تک نہیں دیکھا ۔ اس دن کھوے کے لڈو اس لئے منگائے کہ مندھو جیو نے ایک بڑی بات کی خبر دی تھی یعنی یہ کہ ساتویں چکرورتی کے اعلان کا پورا جشن بھدربن میں ہوگا ۔ راجہ کو کیداریشور جیسا اونچا منڈ چاہئے تھا ۔ اس بیچ کنتے کے بکیہ کو ابتدا میں ہی پارہ پارہ کر دینے کی تدبیر چاہئے تھی ۔ ان تدبیروں کو بھائی جی اگر راز میں نہ رکھیں تو وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔ " یہ سب کہہ کر سپہ سالار پنڈریک نے دونوں بازوؤں میں کیرت کے قدم باندھ لئے ۔ " بھائی جی اس بڑبولے کو معاف کر دیں ۔ "

" ہم عمر لوگوں میں یہ سب چلتا ہی رہتا ہے پنڈریک ۔ اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے ؟ "

"نہیں۔ جب تک آپ میرے سر پر ہاتھ نہیں رکھیں گے۔ میں پیر نہیں چھوڑونگا۔"

"اچھا تو۔" کیرت نے پنڈریک کے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔ "سچ اور جھوٹ، نہاں اور عیاں، سب دل کے اندر خشک بیجوں کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ کس دن کس بیج سے کون سا انکھوا پھوٹ نکلتا ہے، کہنا مشکل ہے۔ میرے اجداد اس راستے پر سیکڑوں سالوں سے چلتے رہے ہیں لیکن جس طرح ہتھیار بدل جاتے ہیں اسی طرح جنگ کے طریقے بھی بدل جاتے ہیں۔"

"جب کرن کے مرشد کولاچاریہ نے نیچے بنے ہون کنڈ کی جلتی ہوئی آگ میں چڑھاوا چڑھانا شروع کیا تو بلدیو ادھیا نے کہا "دیکھ رہے ہو ہون کنڈ کو رنیش ؟"

"ہاں او جھاجی۔"

"ہماری مقدس کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر آگ کا شعلہ دکھن کی سمت مائل ہوتے ہوئے سونے جیسی رنگت کا ہو، دھوئیں سے پاک ہو، آگ کا دیوتا موافق طبیعت کے ساتھ چڑھاوا قبول کر رہا ہو، ہوم کی آگ سے اچھی خوشبو آرہی ہو، لپٹوں کی صورت سواستک جیسی ہو اور چنگاریاں پرسکون ہوں تو یہ سارے نیک شگون ہیں۔ یہاں تو صورت حال اس کی بالکل الٹی ہے۔ گندے دھوئیں سے شامیانہ بھر گیا ہے۔ آگ بجھ گئی ہے۔ بھگوان ہی بچائیں تو بچائیں۔ تبھی کولاچاریہ جواہرات سے جڑا تاج لے کر تخت کے پاس پہونچے۔ تاج ابھی سر پر رکھا ہی گیا تھا کہ کسی نے آنجانک[1] تیر چلا کر اسے چار ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے۔ کاشی کی رعایا تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی۔ تیر کا اگلا حصہ نیم دائرے کی شکل میں تھا اس لئے کرن کی پیشانی پر خون کا ایک دائرہ سا ابھر آیا تھا۔ کولاچاریہ حیرت سے پورب کی طرف دیکھ رہے تھے تبھی ایک سوئی کی نوک جیسے باریک پھل والا تیر ان کی داہنی آنکھ میں گھس گیا۔ تکلیف سے وہ باؤلوں کی طرح ناچنے لگے۔ کرن نے کچھ گھوڑسواروں کو پورب کی طرف بھیجا تھی لیکن وہ کچھ نہیں بتا سکے۔ اسی وقت آپ کی آواز گونج اٹھی۔"

او جھاجی مسکرائے۔ "یہ لڑکا تو ایسی دھات کا بنا ہے کہ لگتا ہے کہ علین ادی مکتیشور

---

[1] ایسا تیر جس کا پھل نیم دائرے کی صورت میں ہو۔

کا بیٹا ہے۔ اسے جیت پانا ناممکن ہے رتنیش۔"

___ اسی درمیان دس گھوڑسواروں کے ساتھ اگرپوری (اگوری) سے قلعہ دار ابھیمنیو کی بیوی کانتی اپنی چار خادماؤں کے ساتھ وہاں پہونچی جہاں کیرت بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیوں کانتی؟ لہجہ ذرا تیز تھا۔ رات کے وقت اس ریگستان میں کیسے آگئیں؟ جنگ کا زمانہ ہے اگر تم پر کوئی آفت آتی ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر بھی تو ہوگی۔"

"بھائی جی۔ کانتی ہنسی۔ آپ کے زائچے میں مایوسی اور شکست کے ستارے ہیں ہی نہیں۔ جہاں میری بھابھی صاحبہ تیر کمان سے آراستہ ہیں وہاں خیر ہی خیر ہے۔"

کانتی گومتی کے قریب جاکر بیٹھ گئی۔" کیوں آج یہ چاند سا چہرہ بجھا بجھا کیوں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ میری زندگی کیسی بے معنی اور بیکار رہے۔ میرا آنچل گاہڑوالوں کی بد دعاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ میں بہت رنجیدہ ہوں کانتی۔"

"بھائی جی اگر آپ کے باورچی کھانا پکانے جارہے ہوں تو انہیں منع کردیجیے۔ میں آج دن بھر اپنی سہیلیوں کے ساتھ باجرے کی موٹی موٹی روٹیاں بنواتی رہی ہوں کہ صرف محافظوں کو لے کر آپ ہندوستان بھر میں مشہور ڈاہل راجہ کرن سے لوہا لینے جارہے ہیں۔ بھائی جی میں تو حیرت زدہ ہوں۔ آپ کے پاس دو ہزار سے زیادہ محافظ نہ ہوں گے۔ پندرہ ہزار گھوڑسواروں سے لڑنے کے لئے آپ صرف دو ہزار فوج لے کر نکل پڑے ہیں۔ ایسی خود اعتمادی میں نے صرف آپ میں دیکھی۔"

"لوچن۔"

"آیا راجہ۔" ہرن کی طرح اچھلتا وہ کیرت کے پاس پہونچا۔ "بولو۔"

"سبودھ آ رہے آئے یا نہیں؟"

"آگئے ہیں لیکن کچھ بیمار سے لگتے ہیں۔"

کیرت انہیں اور گھوڑسواروں کی قطاروں کے آخر میں کھڑی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے

وہاں پہونچے جہاں تھکے ہارے سبودھ دیو لیٹے تھے۔ کیرت ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور اپنی انگلیوں سے ان کے بال سہلانے لگے۔ سبودھ دیو نے آنکھیں کھولیں تو کیرت کو دیکھ کر چونک گئے۔

"راجن۔ آپ کب آئے یہاں؟ آپ کو میرا سر نہیں سہلانا چاہئے تھا۔ لوگ دیکھیں گے تو حسد کریں گے۔ میں تو ویسے ہی بد دعاؤں میں غرق ہوں۔ کانیہ کبج کی ٹوٹی ہوئی گڑھی میں کچھ بھی نہیں تھا۔ بہت پھونک پھونک کر چلنا پڑتا تھا۔ گومتی کی ماں کے ذریعے اپنی بیٹی کے بیاہ پر زیورات سونپنے کا وعدہ سومیشور دیو نے توڑا۔ ہمارے سامنے سوال بیاہ کا نہیں تھا۔ دو سال کی بچی کے لئے دودھ اور غذا کا تھا۔ تب بھی مجھے اتنی اذیت اور توہین کا احساس نہیں ہوا تھا جتنا آج ہوا ہے۔"

"مجھے سب پتہ ہے آریہ۔ گومتی دوپہر سے چپ ہے۔ پرچنڈ کے ساتھ رہ کر بھی ایک پتلی کی طرح چلتا رہا۔ میں نے جب کرن کے پنجر درتی ہونے کے دعوے کو صرف دو تیروں سے پارہ پارہ کر دیا تب بھی وہ کچھ نہیں بولی۔ وہی حالت ابھی تک ہے۔ ابھیمنو کی بیوی کانتی آئی ہے۔ اس سے وہ بات کر رہی ہے۔ دونوں کو اطمینان سے بات چیت کرنے کا موقعہ دینے کی غرض سے میں یہاں چلا آیا۔ لوچن نے بتایا کہ سبودھ آریہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"کھانا تو نہیں پک رہا ہے نہ؟"

"ابھی کہاں۔"

"آپ آرام کریں۔ کانتی باجرے کی بہت سی روٹیاں لے کر آئی ہے۔ فکر کی بات نہیں۔"

کیرت اٹھے۔ سامنے ریت پر دکشنا چت لیٹی آسمان کے تارے گن رہی تھی۔

"دکشنا۔"

"حکم مہاراجہ"

"گومتی بہت رنجیدہ ہے۔ دوپہر سے اب تک جانے کیا سے کیا ہو گیا لیکن اس کی چپ نہیں ٹوٹی۔ آج کے کھانے کے لئے اگوری کے قلعہ دار ابھیمنو کی بیوی کانتی باجرے کی ہزاروں موٹی موٹی روٹیاں لائی ہے۔ تم اصرار کرو، سمجھاؤ اس کو۔ کسی طرح ایک آدھ ٹکڑا

کھلاؤ۔ اس طرح کیسے چلے گا؟ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہم سرائے میں ٹھہرے۔ نندیشور کے اچاریہ ورش دھوج نے میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے پانچ کمرے ہمیشہ بند رکھے لیکن آریہ رنجک کے خلوص نے ہمیں سرائے میں پہونچادیا۔ میں نے گاہڑوال فوج اور گووندکو چنار سے ہی لوٹا دیا ہے۔"

"آپ کی عظیم شخصیت کے عین مطابق ہے یہ کام۔ دیوی رالہہ اپنے بیٹے کو آنچل سے ڈھکے دھ پلائیں۔" وہ کھلکھلاتی ہوئی بولی۔ "میں راج رانی کو سنبھال لوں گی۔ آپ بے فکر رہیں۔"

[illegible] گومتی اور دکشنا سون کے کنارے کنارے چل رہی تھیں۔ گومتی کے کہنے پر دکشنا اس کے صندوق سے نہانے کے لئے کپڑے نکال کر لے آئی۔

"کہئے آریہ رتنیش، بندھو جیوُ، اکھلیش، آپ لوگوں کو تو باجرے کی روٹیاں اچھی نہیں لگی ہوں گی؟" کیرت نے پوچھا۔

"نہ صرف اچھی لگیں بلکہ یہ احساس بھی جگا گئیں کہ جسے ہم شہر والے موٹا اناج کہتے ہیں وہ دراصل کھوئے کے لڈوؤں سے بھی زیادہ مزیدار ہوتا ہے۔"

"آپ تو آریہ رتنیش معمولی باتوں کو یوں سجا کر پیش کرتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ رتنیش جی کا ذہن ایک پہیلی ہے۔ شری ماں شاید اسی وجہ سے آپ کی اتنی تعریف کیا کرتی تھیں۔"

رتنیش اچانک سب لوگوں کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔

"کیا ہوا آریہ رتنیش؟ کیرت نے پوچھا۔ کوئی غلطی ہوگئی کیا؟"

"آپ کو شری ماں کا نام نہیں لینا چاہئے تھا راجن۔ مجھ لامذہب کو انہوں نے اپنے عقیدے کے خلاف سمجھتے ہوئے بھی بچے کی طرح پیار دیا۔ ہندوستان بھر میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے تھے۔ وہ ان سے میرے لئے ضروری کتابیں منگواتی رہیں اور مجھے پیار سے جوگی عابد اور جانے کیا کیا کہتی رہیں۔"

سب لوگ لیٹے ہوئے آرام کر رہے تھے۔ صبح کاذب کا وقت گذر رہا تھا۔ تبھی کچھ گھوڑسواروں کی آمد کو بھانپ کر پرچنڈ ہنہنایا۔ کیرت نے لپک کر سنکھ اٹھایا اور ایک تھرتھراتی

ہوئی آواز پہاڑیوں سے ٹکرا کر گونجنے لگی۔ جنگی لباس پہنے پُنڈریک گھوڑے پر سوار ہو کر کیرت کے پاس پہونچے۔ "کیا بات ہے بھائی جی؟"
"پر چنڈ ہنہنا رہا تھا۔ وہ کئی میل دور سے دوستوں یا دشمنوں کی آمد کو بھانپ لیتا ہے۔"
"آؤ پنڈریک۔ بیٹھ کر انتظار کریں۔ ویسے اب صبح ہونے ہی والی ہے۔"
تبھی دھول کے بگولے اڑاتی گھوڑسوار فوج اگوری کے پاس پہونچی۔ پر چنڈ دوبارہ ہنہنایا۔
جے نندیشور!
جے نندیشور!
"تو بابا کو نیند نہیں آئی؟" کیرت نے کہا۔
"انہیں اتنے گھوڑسوار کہاں ملے؟" پنڈریک بولے۔ اسی وقت ڈیڑھ ہزار گھوڑسوار جن کے آگے ویرُودر ترشول اٹھائے ہوئے تھے کیرت کے سامنے آ گئے۔
"ارے آچاریہ ویرُودر۔"
ویرُودر گھوڑے سے اُترے۔ "راجن۔ بابا نے کہا ہے کہ جو نندیشور کو ایک بار بجاتا ہے، نندیشور اسے سو بار بچاتے ہیں اور جو نندیشور کی توہین ایک بار کرتا ہے نندیشور ساری زندگی اس کی توہین کرتے رہتے ہیں۔"
"آپ اپنے چیلوں سے کہئے کہ سون کی ریت پر لیٹ کر تھوڑا آرام کر لیں۔"
ویرُودر کی ہدایت پر سبھی گھوڑسوار گھوڑوں سے اتر کر بالو پر بیٹھ گئے۔ بندھو جیو، رتنیش، لوچن، سورج کاکا اور بتر راجہ کے چاروں طرف حفاظت کی غرض سے حصار بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ سبھی ہوشیار ہو کر انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں کون سا معجزہ رُونما ہوتا ہے۔
"راجن۔ جب گاہڑوال فوج چندر سیتو سے ہوتی ہوئی مہابن کی گھوڑسال کے سامنے آ کر رُکی تبھی نثری داما دوڑا ہوا بابا کے پاس پہونچا۔"
"بابا۔ میں آریہ رتنگ اور راجیشور کیرت کے علاوہ خود کو کسی کے تئیں ذمہ دار نہیں مانتا۔ میں مخبر تو آریہ رتنگ کا تھا لیکن جب سے راجہ یہاں آئے ان کے خلوص نے مجھے ان کا غلام بنا دیا۔ میں چنار سے بھاگا بھاگا آ رہا ہوں۔ سپہ سالار پنڈریک نے صبح کے

واقعات کے بارے میں راجیشور کو بتایا۔ گاہڑوال قلعے میں مہاراجہ کیرت کی ایسی بے عزتی کی گئی کہ وہ خون کا گھونٹ پی کر رہ گئے۔ انہیں بدچلن، لٹیرا وغیرہ تو کہا ہی گیا۔ راج بہو گومتی کو بھی بے شرم کہا گیا۔ سبو دہ رونے لگے۔ پھر انہیں چپ لگ گئی۔ یہ سن کر کہ رالہہ دیوی رو رو کر کہتی ہیں کہ کیرت میرے بیٹے گووند کو یرغمال بنا کرنے گیا، میرے تین ہزار گھوڑ سوار چھین لئے، راجہ نے ساری گاہڑوال فوج اور ولی عہد کو لوٹ جانے کا حکم دے دیا ہے۔"

"تین ہزار گھوڑ سوار کہاں تھے گاہڑوالوں کے پاس؟ ان کے پاس صرف ایک ہزار گھوڑ سوار ہیں وہ بھی تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ تب بابا رتو دھوج ورش دھوج کے پاس پہونچے اور بولے ہم باپ بیٹے اور نندیشور کی عزت بچانے والے کے لئے تو کچھ کرے گا کہ میں ہی جاؤں؟"

"آپ صرف گھنٹہ بھر رکئے بابا" ورش دھوج نے پانچ خط لکھے اور انہیں ادی مکتیشور، کرتی واسیشور، کیداریشور اور برہم پوری کے وششٹ ترویدی و بلدیو اوجھا کو بھیجا۔

رات کا پہلا پہر گذرنے والا ہی تھا کہ نندیشور سے چھ آدمی رتھ پر بیٹھ کر گاہڑوال قلعے میں پہونچے۔ ورش دھوج نے پہریدار کو حکم دیا کہ جاؤ کہو چندر دیو سے کہ ادی مکتیشور، نندیشور، کرتی واسیشور اور کیداریشور کے آچاریہ آپ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔ دھیان رہے اگر ذرا بھی دیر ہوئی تو یہ چندر دیو کو بہت بھاری پڑے گی۔

پہریدار نے پورے محل کو ہلا کر رکھ دیا۔ چندر دیو، مدن چندر، دیوی رالہہ، پرتھوی دیوی سب باہری کمرے میں آئے اور انہوں نے آچاریوں کے پیر چھوئے۔

"میں سمجھتا تھا چندر دیو کہ تمہاری خوش قسمتی کا سورج طلوع ہو رہا ہے لیکن تمہاری احسان فراموشی نے تمہاری تخت نشینی کو تیس سال کے لئے ٹال دیا۔ ہمیں کچھ نہیں کہنا ہے۔ گومتی اور کیرت کا بیاہ مہاجوگن شیل بھدرا کی شفقت کے سایے میں بھگوتی جوگ مایا کے سامنے ہو چکا ہے۔ بیاہ کے پہلے کیرت کبھی زنان خانے میں نہیں آیا۔ تمہاری بہو نے اسے بدچلن کہا۔ گومتی کو تب سے چپ لگ گئی ہے۔ آریہ رنجک کے سامنے کیرت نے قول دیا تھا کہ وہ ولی عہد کو نکھار سنوار کر ایک عظیم سپاہی بنائے گا اسی لئے وہ ہر جنگ میں انہیں

اپنے ساتھ ساتھ رکھتا رہا۔ تم لوگ کہہ رہے ہو کہ کیرت گووند کو یرغمال بنا کر لے گیا ہے؟ تم ان دو ہزار گھوڑوں کو ہمارے حوالے کر دو جو کیرت نے کرن سے جیت کر گاڑ والوں کو دیے تھے۔"

"چندر دیو!" اودی مکتیشور کے ناظم بٹنگل کیش نے کہا۔ "جس شخص نے تمہارے خاندان کو اس لائق بنایا کہ لوگ تمہارے جلال سے کانپنے لگیں اسے ہی دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکنا ایک ایسی تقصیر ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔"

"چندر دیو۔ بغیر شادی کی رسم ادا ہوئے سیاسی مفاد کی خاطر میری بیٹی چمپک جب آما تیہ اننت کے ساتھ رہنے لگی تو میں نے کبھی یہ سوچا تک نہیں کہ ہندوستان بھر میں مشہور پربھاس کا پر پوتا ہمیں دھوکہ دے گا یا آگ کے گرد پھیرے لئے بغیر شوہر و بیوی کی صورت میں ایک ہی کمرے میں رہنے والے اننت اور چمپک کو کوئی بدچلن کہے گا۔"

"آپ نے یہ کیا کیا راجہ چندر۔" بلد یو اوجھا بولے۔ "جب کرن نے مجھے پچیس کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا تھا تو اسی اننت یعنی انو سنگھ نے ونا ئک کو قید کر لیا۔ میں نے اسے دعا دی تو اس نے کہا 'آپ مقدس کتابوں کا درس دے دے کر گذر بسر کرتے ہیں اور میں ہتھیار چلا کر۔ روزی روٹی کے لئے ناجائز طریقے نہ آپ کو اختیار کرنا چاہئیں نہ مجھے۔ ایسے عظیم لوگ آپ سے کچھ چھیننے نہیں آئے تھے راجن۔ اگر آپ راجہ کرن کے جشن میں موجود ہوتے تو دیکھتے کہ کسی دوسری دنیا سے ایک ماہر تیر انداز اس زمین پر اتر آیا ہے۔"

"چپ کیوں ہیں راجہ چندر دیو۔ آپ کیرت کے دو ہزار گھوڑے فوراً لوٹائیں اور اس کی میزبانی کرنے میں آپ کا جو خرچ ہوا ہو اسے بھی بتائیں۔ ہم چاروں مندروں کے آچاریہ یہ نہیں چاہتے کہ کسی پر کسی کا کچھ بھی لقایا رہ جائے۔"

"میں ابھی پارس دیو کو بلاتا ہوں۔ آریہ، گھوڑے تو انہیں پُشکار میں ہی سونپے جا رہے تھے لیکن راجیشور کیرت نے بات نہیں مانی۔"

"جو مخیر انسان سڑک پر بھیک مانگتی بڑھیا کے سامنے اپنا جڑاؤ ہار پھینک دیتا ہے اس سے ہمیں یہی امید تھی۔ لیکن ہمارے اوپر جو احسان ہیں ان کا بدلہ ہم کیسے چکائیں گے وہ صرف ایک ہزار سوار لے کر کرن کے پندرہ ہزار سواروں کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس کی بھی

حفاظت کا انتظام ہونا چاہئے۔ آپ لوگ ولی عہد کو بھی بلالیں" بابار تودھوج نے کہا۔
پارس دیو آئے۔ وہ سب لوگوں کی قدم بوسی کر کے کھڑے ہو گئے۔
"سپہ سالار پارس دیو۔ آپ ان دو ہزار گھوڑوں کو ہمارے حوالے کر دیں جنہیں صرف دو گھنٹے کی جنگ میں کیرت نے کرن سے چھینا تھا۔"
اسی وقت گووند اندر آیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔
"آپ لوگ مندروں کے پجاری ہونے کی وجہ سے یک طرفہ بیان دیے جا رہے ہیں۔ کیا کرن کے ساتھ ہوئی جنگ میں ہمارے ایک ہزار گھوڑ سوار شامل نہیں تھے؟" رالہہ دیوی نے کہا۔
"تھے محترم خاتون اسی لئے میں نے عرض کیا کہ کیرت کے یہاں رہنے یا گھوڑوں کو کھلانے میں آپ کی جو رقم خرچ ہوئی ہو اسے ہم ادا کرنے کو تیار ہیں۔"
"چُپ رہو رالہہ۔ مدن چند غصے سے کانپ رہے تھے۔ تمہاری خود غرضی نے میرے خاندان کو جس حال میں پہونچایا اور جس گھناؤنی کیچڑ میں دھنسا دیا ہے وہ میری برداشت سے باہر ہے۔ تمہیں فخر ہوگا اپنے گووند پر۔ کرو، خوب کرو۔ لیکن دوسرا بھی تو کسی جنت مکانی ماں کی آنکھوں کا تارا ہے۔ اس کی ماں ہوتی تو وہ تم جیسی مکار عورت کے آنچل تلے شفقت ڈھونڈتا ہوا نہ آتا۔ وہ تمہیں ماں ہی سمجھتا رہا۔ ساری بے عزتی کے باوجود اس نے جب بھی تمہیں مخاطب کیا 'ماں صاحبہ' ہی کہا۔"
"وہ یہاں بھیک مانگتا ہوا آیا تھا اور آج راجوں مہاراجوں جیسی باتیں کر رہا ہے۔ رالہہ دیوی نے منہ بچکا کر کہا۔ جب کہیں پناہ نہ ملی تو یہاں ہماری سرائے میں آیا۔ اس کی رکھیل گومتی بھی بھیک کی تلاش میں گاہڑوالوں کے پاس آئی۔"
"تو احمق ہی نہیں ہے بلکہ تیرے دل میں بے پناہ کثافت بھی بھری ہوئی ہے۔ گووند بولا۔ تجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ نندیشور کے محل میں پانچ کمرے ہمیشہ بھائی جی کے نام پر بند رہتے تھے۔ وہ تیری دلدر مہمان سرا میں محض چچا رتنگ کا حکم مان کر آئے تھے کیوں کہ انہوں اپنی قسم دے کر ان سے عہد لیا تھا کہ وہ مجھ جیسے گیدڑ کو ایک عظیم اور بہادر سپاہی میں بدل دیں گے۔

تُو یہ بھی نہیں جانتی کہ جوگ مایا مندر کے سامنے شری ماں نے بھائی جی اور مہارانی گومتی کا بیاہ خود اپنے ہاتھوں سے کرایا تھا۔ کیا بھائی جی مُونی اماوس سے پہلے کبھی تیرے زنان خانے میں آئے تھے؟"

"گووند ٹھیک کہہ رہا ہے دیدی۔" پرتھوی دیوی بولیں۔ "شری ماں کے انتقال کے بعد گومتی کی مانگ میں بہت باریک سلائی سے لگائی گئی سندور کی ہلکی سی لکیر دیکھ کر جب میں نے پوچھا تو اس نے پیر چھو کر کہا تھا 'ماں صاحبہ یہ بات صرف آپ تک محدود رہنی چاہیے'۔"

"تو آج انہیں بھکاری کہہ رہی ہے؟ گومتی بہن کو رکھیل کہہ رہی ہے۔ جب انہوں نے کرن دیو کو ہرا کر جیل میں ڈال دیا تھا تو بابا نے کہا تھا 'ہم نے بیٹا اور داماد دونوں ایک ساتھ پالئے ہیں'۔" گووند نے غصے سے پیر پٹخ کر کہا۔

"گووند ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں نے ایسا کہا تھا جب میری بہو رالھسنے بھُونا دیوی کو دیوکی اور خود کو یشودا کہا تھا۔" راجہ چندر دیو بولے۔

"آج وہ یرغمال کے طور پر لے جا رہے تھے انہیں؟ جب سپہ سالار گوپال بھٹ نے پوچھا کہ ولی عہد کرن کے پیچھے صرف چرنادری تک جائیں گے یا جھوتی بھی چلیں گے تو میں نے کہا تھا 'اریہ مجھے بھی اپنی ماں پر الزام لگانے والوں سے بدلہ لینا ہے'..."

"چُپ رہ! یہ سب بکواس ہے۔ اس بدکردار انسان کے چنگل سے تجھے چھڑا کر میں نے جو کچھ کیا ہے اس کا احسان مان۔"

"چندر دیو! وشسٹ تردیدی نے کہا یہ ساری غلاظت اس عورت کے دل میں پڑی رہنے دو۔ اگر دوبارہ اس نے ایسی باتیں کیں تو قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔"

آچاریہ درش دھوج کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ وہ اٹھے۔ "چلو بابا۔ آپ لوگ بھی چلیں آچاریہ۔ اگر آدھی رات سے پہلے دو ہزار گھوڑے نند کشور کے سامنے نہیں آتے تو ہم صبح سویرے بتائیں گے کہ راجہ کی عزت اور روایات کس طرح کی ہونی چاہییں۔"

2

ٹھیک آدھی رات کے وقت کچھ لوگ ڈیڑھ ہزار گھوڑوں کو جنگی ساز و سامان سے لیس

کرکے لے آئے۔

"کتنے گھوڑے ہیں؟"

"ڈیڑھ ہزار ہیں بابا۔"

"تم کون ہو؟"

"رام بھدر ہوں بابا۔"

"جیو بیٹے۔ تم نے بھی ظالموں کو نندیشور کی توہین کی سزا دی تھی۔ نندیشور تمہیں خوش رکھیں۔ پانچ سو گھوڑے بقایا میں کٹ گئے نہ بیٹے؟"

"ہاں بابا۔"

دیر ُدور ایک پل سانس لے کر پھر بولے۔ "گھوڑے حاصل کر لینے کے بعد مسئلہ آیا سواروں کا۔ نندیشور میں ڈیڑھ سو سوار تو ہمیشہ ہی رہتے ہیں اور پانچ سو ناگا فوجی بھی ایسے ہیں جنہوں نے گھوڑسواری کی تعلیم حاصل کی ہے۔ باقی سوار اوی سکتیشور اور کرتی واسیشور سے بٹور کر سنیاسیوں کی یہ فوج بنی جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ ہاں یاد آیا۔ آپ کو بابا نے ایک خفیہ خط بھی دیا ہے۔"

سردار نے اپنی چادر سے نکال کر وہ خط کیرت کو دے دیا۔ کیرت نے لفافہ کھولا اور خط دیکھا۔ یہ تو سپہ سالار کی تحریر ہے۔

"راجن۔ کیسے ہیں آپ؟ سارے حالات موافق ہیں۔ اتنے بڑے جنگلی علاقے میں کچھ ملک دشمن لوگ تو ہونے ہی چاہئیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ اتونٹ کے قبیلے نے آپ کو قتل کرنے کے لئے کرن سے ایک لاکھ کارشاپن لئے ہیں۔ وہ سہاول کے پاس یا کسی ایسی جگہ اپنے قبیلے کے نوجوانوں کا حصار بنائے گا جو ان کے لئے موافق اور آپ کے لئے ناموافق ہو۔ ایسا ہی کام پنا کی پہاڑیوں کے پاس رہنے والے تیندل دھر کار نے کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آپ اس راستے سے نہیں آرہے ہیں اس لئے اس نے کرن کے بچولئے کو دھوکا دیا ہے یا ہو سکتا ہے وہ ہماری فوج کو تباہ کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے سب سے موزوں جگہ ہوگی چترکوٹ اور کالنجر کے بیچ پنا کی پہاڑیوں کا تنگ راستہ۔ اسی میں میں نے کرن کی فوج کو گھیر کر

کھل دیا تھا۔ باقی سب خیریت ہے۔ جے گندار یہ! ... گوپال۔"
"سورج کاکا۔"
"بولو راجہ۔"
"ببر کاکا کو بھی بلا لیجئے۔"
"سورج کاکا۔ میرے پاس ایک خفیہ خط آیا ہے۔ مجھے پہلے ہی شک تھا کہ بغیر کسی تیتن کے زخمی کرن نے رتھ کو سون کی طرف موڑنے کی ہمت کیسے کی۔ مجھے یقین تھا کہ کرن دندھیاچل۔ کلنت والے چھوٹے راستے سے جائے گا اور اس کی آدھی طاقت کو توڑ کر سون کی طرف موڑنے میں مجھے ڈٹ کر لوہا لینا پڑے گا۔ لیکن جب وہ خود ہی سون کی طرف مڑ گیا تو میرا ماتھا ٹھنکا۔ میں نے کہا تھا نہ سورج کاکا کہ قبیلوں کے مکھیاؤں کو دھیان سے دیکھ لیں۔"
"کون ہے وہ قوم کا دشمن؟ سورج کاکا کانپتے ہوئے بولے۔ راجہ اس کا نام بتاؤ۔"
"وہ ہے اجو نٹ جس کو کرن نے ایک لاکھ کارشاپن مجھے قتل کرنے کے لئے دیے ہیں۔ وہ کارشاپن لے چکا ہے۔"
"راجہ۔ ببر بولا۔ وہ سالا بھیریا نٹ ہے۔ یہ لوگ اپنی لڑکیوں سے پیشہ کراتے ہیں۔ کوئی بات نہیں راجہ۔ آدھی کامیابی تو اس خط سے مل گئی۔ آدھی وقت آنے پر مل جائے گی۔"
"راجہ۔ سورج کبھی بڑا بول نہیں بولتا۔ لیکن تجھے بتا رہا ہوں کہ اجو نٹ کو اگر میں نے اور لوچن نے مل کر پیروں تلے رگڑ کر دھول میں نہیں ملا دیا تو ہم اپنا وطن چھوڑ کر چلے جائیں گے۔"
"ضبط سے کام لیجئے۔ ایک مشکل اور ہے۔ تیندل دھر کار کا نام آپ نے سنا ہے؟"
"سنا ہے۔ ارے راجہ وہ تو جنگلی علاقے کا سب سے بڑا ڈاکو مانا جاتا ہے۔ چالیس پچاس گھوڑ سوار اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ جب آدی باسیوں کے گاؤں پر باز کی طرح جھپٹا مارتا ہے تو لگتا ہے بھونچال آ گیا۔ اس نے کس کی تباہی کا بیڑا اٹھایا ہے؟"
"وہ انت اور ابھیمنو کے لئے مصیبت بنے گا۔"
کیرت اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئے۔ انہوں نے خط پنڈریک کو دے دیا۔ پنڈریک بڑی سنجیدگی کے ساتھ خط پڑھتے رہے۔ پھر پڑھی ہوئی سطروں کو دوہراتے رہے۔

"بھائی جی۔ کرن نے جب بھی دھوکہ دھڑی کر کے آپ پر حملہ کیا، اس نے مات کھائی۔ اس بار بھی زک اٹھائے گا۔ فکر اس راستے کی ہے۔"

"میں سوچ رہا ہوں پنڈریک کہ کسی تیز گھوڑے کو چھانٹ کر اس کے لئے ایسا سوار لیا جائے جو دجے گڑھ، شکتیش گڑھ، آبھیر پور ہوتا ہوا وندھیا چل پہونچ کر اننت اور آمبھی کو پکڑ لے۔ اگر جاجل بہت تیز رفتار کے ساتھ جا رہا ہوگا تو بھی کنت پہونچتے پہونچتے تو ملاقات ہو ہی جائے گی۔ کوئی ہے ایسا آدمی جو لڑتا جانتا ہو اور چھوٹے ہوئے تیر کی طرح نشانے پر پہونچ جائے؟"

"ہمارے گھوڑ سواروں میں یہ کام صرف سُہلک چندیل ہی کر سکتا ہے۔"

"بلاؤ اسے۔"

سُہلک گھبرایا کہ راجہ نے اسے کیوں طلب کیا ہے۔ میں نے تو کوئی خطا نہیں کی۔ پنڈریک اور کیرت کو نمسکار کر کے وہ سامنے کھڑا ہو گیا۔

"سُہلک آج ایک ایسا مسئلہ آ گیا ہے جو تمہاری مدد کے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔"

"حکم دیں راجیشور۔ سُہلک تو آپ کا غلام ہے۔"

"جھوٹ۔ سُہلک غلام نہیں ہے۔ ایک ایسا سپاہی ہے جسے کوئی ہرا نہیں سکتا، جس کی رگوں میں چندیل خون دوڑ رہا ہے۔ خون کے اس رشتے کو دیکھتے ہوئے پنڈریک تمہیں کچھ سمجھائیں گے۔ جتنی جلدی ہو سکے اس کام کو پورا کرو۔ اس کانٹے پر جھوتی کی ہار جیت کے پلڑے لٹک رہے ہیں۔"

"بھائی جی۔ اسے کوئی خط دیں گے یا زبانی خبر ہی بھیجی جائے گی؟"

"اسے سمجھا دو۔ میں دو چار سطروں کا خط بھی لکھ رہا ہوں۔"

"راجن۔ بابا کا حکم ہے کہ میری گھوڑ سوار فوج روزانہ صبح سویرے آپ کے فوجی خیمے سے روانہ ہو گی۔ چار گھنٹے تک کوئی نہ لوٹا تو آپ اپنی فوج لے کر چل دیں گے۔"

"آریہ ویر گرودر۔ آپ ناشتہ کرنے کے بعد ہی جا سکیں گے۔ اس لئے صبح ہوتے ہی،

کی جگہ ناشتہ کرتے ہیں، کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔"

دیر رودر کے سیاہ چہرے پر دودھ کی طرح اُجلے دانتوں کی قطار چمک اُٹھی۔ "آپ کا حکم تو میرے لئے نندیشور کے نمائندے کا حکم ہے۔"

سبودھ دیو، دکشنا، سورج اور لوچن نے مل کر جو ناشتہ تیار کیا اسے کھا کر ڈیڑھ ہزار سوار دیر رودر کی قیادت میں چل پڑے۔ کوئی دو گھڑیاں بیتی ہوں گی کہ انہوں نے دیکھا کہ سامنے کا پہاڑی راستہ بھاری پتھروں کی مدد سے بند کر دیا گیا ہے۔ پہاڑی پر پچاس ساٹھ نوجوانوں کے ساتھ اجونٹ کھڑا تھا۔

"کیوں جی قربانی کے بکرو! کیرت نے اپنی جگہ تمہیں مرنے کے لئے بھیج دیا؟"

"تیری بات چیت سے ملک دشمنی کی بو آ رہی ہے شودر۔ تو شیر کے بچے کی قربانی دے گا؟ وہ اکیلا ہی اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تیرے قبیلے کے ان ٹھگوں کو دوسری دنیا میں پہونچا دے۔"

دیر رودر کے ایک اشارے پر ایک سوار واپس گیا اور اس نے خبر دی کہ راجہ کو قتل کر دینے پر آمادہ لوگوں نے راستہ روک رکھا ہے اگر ان کا انتظام نہ کیا گیا تو ڈیڑھ سو نا گا فوجی دونوں طرف سے گھر جائیں گے۔

کیرت نے فوراً پنڈریک، ببّر، سورج، لوچن اور سون کو اکٹھا کیا۔

"ہم صرف پچاس آدمی جائیں گے۔ کیوں پنڈریک؟"

"بھائی جی آپ یہیں رہیں۔ میری ماتحتی میں ان پچاس سواروں کو جانے دیں۔"

"پنڈریک۔ جانے کب سے، شاید بچپن سے تم مجھے دیکھتے آ رہے ہو کیا آج تک یہ نہیں جان سکے کہ میں اپنے عزیزوں کو خطرے میں ڈالنے کی بجائے خود اس میں کودنا پسند کرتا ہوں۔"

گومتی ضد کرنے لگی کہ وہ بھی ساتھ جائے گی۔ کیرت نے اسے سمجھایا۔ میں ابھی آ رہا ہوں گومتی۔ کیا چھترانی کا لہو ایک گھنٹے کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتا؟

پچاس سپاہیوں کے ساتھ بندھو جیو، رتنیش اور اکھلیش بھی چل پڑے۔ سامنے

پہاڑی پر مونچھیں اینٹھتا ہوا اجّو کھڑا تھا۔ "کیوں رے ننگ خاندان ببر۔ تُو راجہ کے ہاتھ بک گیا؟ یہ کنگلا تجھے کون سی دولت دے دے گا؟"

"تیری طرح بھیر یانٹ نہیں ہوں اجّو جو اپنی لڑکیوں سے پیشہ کراتے ہیں۔"

اسی وقت نندیشور کے گھوڑ سواروں پر بڑے بڑے پتھر برسنے لگے۔ سپاہیوں کا خون دیکھ کر کیرت نے پنڈریک کو اشارہ کیا۔ سون کے ساتوں سوار ندی کی پتلی دھار کے متوازی دوڑے اور رسی کا پھندہ پہاڑی پر کھڑے اجّو پر پھینکا گیا۔ تین پھندے ٹھیک گردن میں پڑے اور تین آدمی ایک جھٹکے سے مُردوں کی طرح ٹپک پڑے۔ ان میں ایک اجّو کا بیٹا کملی تھا۔ وہ اپنے لڑکے کو پہاڑی سے گرتے دیکھ کر چلایا۔ "اگر میرے لڑکے کو کچھ ہوگیا راجہ تو تمہاری بیوی کو اغوا کرلیا جائے گا۔"

"تُو مجھے دھمکی دے رہا ہے بدمعاش۔" تبھی ایڑ لگی اور ہنہناتا ہوا پرچنڈ باز کی طرح اُڑا اور کرالیندر کا داؤں آزما کر ایک جھٹکے میں راجہ نے اس کا سر چیر دیا۔ سورج کا کا اور لوچن اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ آس پاس کے آدی باسی دیہاتیوں کے ساتھ وہ پورے نٹ قبیلے کو گھیر کر کھڑے ہوگئے۔

دیکھو ہیرامن ایک بھی مُلک دشمن بچنے نہ پائے۔ سورج کا کا بولے۔ لوچن تک نے تلوار کھینچ کر دشمن پر حملہ کردیا۔ گھیرا جیسے جیسے چھوٹا ہوا، صورتِ حال واضح ہونے لگی۔ سورج نے پرچنڈ کو سامنے دیکھا۔ اجّو کا جسم دو ٹکڑوں میں چیر دیا گیا تھا۔

"راجہ تم نے خود کو خطرے میں کیوں ڈالا؟"

"اس لیے سورج کا کا کہ نٹ قبیلے کے لوگوں نے نندیشور کی فوج پر پتھر برسانے شروع کردیے تھے۔ یہ فوجی میرے لئے نندیشور کا پرشاد ہیں جو میری مدد کرنے کو آئے ہیں۔ بغیر زرہ بکتر، برہنہ جسم لڑنے والوں کو میں مرتا نہیں دیکھ سکتا۔"

لوچن کی جنگ جاری تھی۔ تین نٹ رسی کے پھندے میں پھنس کر مرے۔ اجّو کو پرچنڈ نے مار ڈالا اور باقی کو سورج اور لوچن کے ساتھ آئے گونڈوں نے بھالوں اور گنڈاسوں سے تہہ وبالا کردیا۔ مرجانے پر بھی وہ ملک دشمن آدی باسیوں کی ایک ایک بوٹی کاٹ کر کتوں اور

چیلوں کو لٹاتے رہے۔ بڑا گھناؤنا اور خوفناک منظر تھا۔

سورج نے پہاڑی سے اترنے کا ایک راستہ دیکھا۔ کیوں راجہ یہاں سے تمہارا پرچنڈ اتر جائے گا نہ؟

اُتر جائے گا کاکا۔ آپ آدی باسیوں سے کہئے کہ راستے کے پتھروں کو فوری طور پر ہٹانا بہت ضروری ہے۔ ہم اگر یہیں اُلجھے رہے تو کرن بچ کر نکل بھاگے گا۔

بندھو جیو، اکھلیش، رتنیش سبھی نے پرچنڈ کا ماتھا چُوما۔ جیو ہمارے لال۔ رتنیش بولے۔ تم اکیلے ہی ایک دستے کے برابر ہو۔

کیرت مسکرائے۔ میرے کارناموں کا سہرا ہمیشہ پرچنڈ کے سر بندھ جاتا ہے۔ چلو پرچنڈ جب تم نہیں رہو گے تب بھی تمہارا نام آدی باسیوں کے کرماگیتوں میں زندہ رہے گا۔

ویر رُودر نے سون اور پرچنڈ کی تعریفیں تو سنی تھیں لیکن کبھی ان کی کارگذاری دیکھی نہیں تھی۔ ان کی آواز جذبات سے مغلوب ہو کر کانپ رہی تھی۔ "راجن۔ یہ سب آپ کو رُودر اور جوگ بابا کی دعاؤں کی صورت میں ملا ہے۔ دکھادو راجن کہ وِدیا دھر کی سلطنت مٹی نہیں ہے وہ دوبارہ قائم ہو چکی ہے۔"

"آپ کی دعائیں میرے سر آنکھوں پر سردار۔ میں نے بہت جلدی کی پھر بھی دو چار پتھر آپ کے سواروں کو زخمی کر ہی گئے۔"

اس کی فکر نہ کریں مہاراجہ۔ ہلکی چوٹیں ہیں۔ ایسی خراشیں تو دیو درشن کو جاتے وقت بھیڑ میں بھی لگ جاتی ہیں۔ ایک اندیشہ ہے راجن۔ اگر دشمن پرچنڈ کو چھین لے تو کیا وہ اسکے لئے بھی ایسی ہی کرامات دکھاتا رہے گا؟"

"نہیں آچاریہ۔ پرچنڈ میری اجازت کے بغیر کسی کو اپنی پیٹھ پر سوار بھی نہیں ہونے دیتا۔ جاؤ پُنڈریک۔ باقی لوگوں کو لے کر آجاؤ۔ میں راستے کے پتھر فوراً ہٹواتا ہوں۔"

پچاسوں لوگ پتھر ہٹانے میں لگ گئے۔

پھاگن شُکلا اشٹمی

ندی کے کنارے چلتے چلتے گیارہ دن بیت گئے۔ سفر میں کوئی رکاوٹ نہیں

آئی ۔ دونوں کناروں کے درختوں پر بیٹھے پرندے اپنی چہچہاہٹ سے دل کو لبھا رہے تھے ۔ ان میں کوئلیں بھی تھیں اور بگلے، سارس اور مینائیں بھی ۔ اب ایک پہاڑی نالے، جیسی سون ہرے جنگلوں کے اندر کسی سہاگن کی مانگ کی طرح چمک رہی تھی ۔

گم پوری جہاں سون کا راستہ ختم ہوتا ہے کیرت کے ذہن میں ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی ۔ وہاں کسی کو بھیجنا ضروری تھا ۔ اگر سپہ سالار گوپال نے گھوڑ سواروں کا ایک گھنا حصار نہیں بنایا ہوگا تو فتح شکست میں تبدیل ہو جائے گی ۔ کرن کی فوج خیریت کے ساتھ جھجوتی کی سرحد پار کر لے گی ۔

"سورج کا کا ۔"

"بولو راجہ ۔"

کیرت نے سارے وسوسے سورج کے سامنے رکھ دیئے ۔

"میں ابھی جاتا ہوں ۔ میرے ساتھ کسی اور کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ۔" سورج کا کا نے اپنا بھیس بدل لیا ۔ اب وہ خالص بندیل کھنڈی مسافر لگ رہے تھے ۔ انہوں نے گھوڑا بھی ایسا چنا جو بظاہر خچر جیسا لگ رہا تھا لیکن پہاڑی سفر کے لئے نہایت موزوں تھا ۔ بلہری میں کیرت نے ایک کم اونچی پہاڑی کے پاس ڈیرا ڈال دیا ۔ ساری فوج گاڑیوں کو چھوڑ کر لانبی چوڑی سطح مرتفع پر چھاؤں میں بیٹھ گئی ۔

سورج کا کا گھوڑا دوڑاتے ہوئے جا رہے تھے ۔ سامنے اُڑتی ہوئی ریت سے انہوں نے جان لیا کہ کرن کی فوج ابھی راستے میں ہے ۔ ان کے سامنے سوال تھا کہ وہ کرن کی فوج کی بغل سے نکل چلیں یا اسے بچا کر پہاڑی راستہ پکڑیں ۔ انہوں نے پہاڑی راستے کو ہی زیادہ محفوظ سمجھا اور کرن کے سپاہیوں کو پھلانگ کر دوبارہ سون کے راستے پر چل پڑے ۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہے تھے راستہ تنگ ہوتا جا رہا تھا ۔ وہ دل ہی دل میں بندیلی لوک گیت گنگنا رہے تھے کہ سامنے سے چار گھوڑ سوار ان پر ٹوٹ پڑے ۔

"کون ہے تُو ؟"

"میں ایک مسافر ہوں تیرتھ کرنے کے لئے امرکنٹک جا رہا ہوں ۔"

"کہاں سے آ رہا ہے ؟"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" سورج کا کا نے تلوار کھینچ لی۔
"جے کنداریہ!" انہوں نے نعرہ لگایا لیکن چاروں گھوڑسوار مسکراتے رہے۔
"کیا نام ہے آپ کا؟"
"تم لوگ مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو لڑو۔ میں نے دشمن کی تلوار سے ڈر کر راز اُگلنا نہیں سیکھا ہے۔"
"چلئے۔" چاروں گھوڑسواروں نے انہیں گھیر لیا اور لگ بھگ ہزار ہاتھ کی دوری پر پہاڑی راستے کو پار کر کے سطح مرتفع پر پہونچے۔
"آؤ سورج بھائی۔"
"آریہ سیناپتی۔" وہ گوپال کے قدموں میں گر پڑے۔
"اٹھو بھیا۔ یہ بتاؤ ہمارے راجہ کیسے ہیں؟"
"وہ دُکھ ہو یا سُکھ ہر حال میں مگن رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ راستہ لگ بھگ طے ہو چکا ہے۔ کُمُی سے کوئی خبر نہیں ملی۔ آپ دیکھ آئیے کہ کرن، جاجل اور ریشہ کرن کے بھاگنے کا راستہ ٹھیک سے بند کیا جا چکا ہے یا کھلا ہی ہے۔"
"حالات کے مطابق اتنا صحیح اور صاف فیصلہ کرنے والے راجہ بھی کبھی ایسا سوچ لیتے ہیں کہ مجھے اپنے نکمے پن پر شرم آنے لگتی ہے۔ گوپال بھٹ بولے۔ سورج بھائی آپ کو بھوک پیاس لگی ہو تو آپ کچھ کھا پی لیجئے اور فوراً کنداریہ کے بیٹے کیرت دیو سے جا کر کہئے کہ وہ پیچھے سے اسی طرح کرن کی فوج کو دھکیلیں۔ میں نے ایسا چوہے کا پنجرہ تیار کر رکھا ہے کہ ایک بھی آدمی اس سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ سنا ہے وہ صرف دو ہزار گھوڑسواروں کے ساتھ آرہے ہیں۔"
"پندرہ ہزار کہئے سیناپتی۔"
"وہ کیسے؟"
"دو ہزار راجہ کے سپاہی اور تیرہ ہزار سواروں کو تنہا کچل دینے والا پرچنڈ۔ اگر آپ ہوتے سہاول کے پاس تو دیکھتے کہ ایک لاکھ کا رشا پن لے کر راجہ کو قتل کرنے کا ارادہ کرنے والے

اکھونٹ کو پرچنڈ نے کس طرح کچل کر رکھ دیا۔"

"میں پرچنڈ کی اہمیت کو کم نہیں کر رہا ہوں سورج بھائی۔ لیکن آپ اس کی تاریخ نہیں جانتے۔ بابا رتو دھوج کی صلاح کے مطابق جب راجہ نے اسے خریدا تو وہ ایک قیمتی گھوڑا تو تھا لیکن کوئی کرتب نہیں جانتا تھا۔ پانچ سال کی محنت سے راجیشور نے پرچنڈ کو رفتہ رفتہ پرچنڈ بنا دیا۔ میں نے سوُن سواروں کے گھوڑوں کی مشق کے لئے راجیشور سے ہی پوچھا تھا کہ انہیں کراماتی کیسے بنایا جائے۔ تبھی انہوں نے مشق کے طریقے بتائے۔ پرچنڈ کے بغیر راجہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا لیکن راجہ کے بغیر پرچنڈ خچر ہو جائے گا۔"

"مُخبری داما۔"

"آیا آریہ۔"

"آپ انہیں پہچانتے ہیں سورج بھائی؟ یہ میرے گہرے دوست اور آریہ رنجک کے نہایت معتبر مخبر ہیں۔ اب یہ راجہ کے غلام بن گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھدربن سے لیکر گاہڑوال فوج کو واپس بھیجنے تک کے سارے واقعات بتا دیے ہیں۔ آنجلک تیر سے کرن کا شاہی تاج کیسے چار ٹکڑوں میں بٹ گیا، راجہ کی موت کے لئے کرن کے مرشد کولا چاریہ نے جو سفلی عمل کرایا تھا اسکے نذرانے کے بطور رنو کیلئے تیر نے کیسے ان کی آنکھ چھید کر رکھ دی، یہ سب کچھ میں سن چکا ہوں۔ دل ہی دل میں پچھتا رہا ہوں کہ اس منظر کو دیکھنے کی خوش قسمتی میرے نصیب میں نہیں آئی۔"

"کہنے کو تو بہت کچھ ہے سپہ سالار۔ مختصر یہ ہے کہ راجہ کے ساتھ ادی مکتیشور، نندیشور اور کرتی واسیشور کے لگ بھگ ڈیڑھ ہزار ناگا فوجی چل رہے ہیں۔ اس سنیاسی فوج کے سردار ہیں نندیشور کے دیر رُودر۔"

"یہ لوگ پیدل ہیں یا سوار؟"

"گھوڑوں پر ہیں۔ تینوں مندروں کے آچاریوں نے چندر دیو کی خوب لعنت ملامت کی۔ بابا نے صاف کہہ دیا کہ جو گھوڑے کیرت نے جیت کر گاہڑوالوں کو دیے تھے وہ انہیں فوراً لوٹا دیں۔ بابا کا کھلنڈرا پن دل خوش کر دینے والی جڑی بوٹی جیسا اثر رکھتا ہے۔"

سپہ سالار کو پرنام کر کے باجرے کی ایک روٹی کترتے ہوئے سورج کا کا بلہری کی طرف

لوٹ پڑے لیکن فوراً ہی واپس پلٹے۔ "ہاں سیناپتی۔ ایک بات تو پوچھنا ہی بھولا جا رہا تھا۔ اس تیندُل دھرکار کا کیا ہوا؟"

"راجیشور سے کہیئے کہ ان کا منصوبہ کامیاب رہا اور کنت کے پاس اس بدمعاش کو مع اس کے ساتھیوں کے اننت اور ابھیمنیو نے دھول میں ملا دیا۔"

سورج کا کا گھوڑا دوڑاتے ہوئے جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے لوٹ گئے۔

"ہنڈیرک، سورج، دیر رُودر، سبودھ دیو اور راجہ کے کاشی کے حلیف ایک جگہ بیٹھ گئے۔ سورج نے اپنے سفر کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ یہ جان کر کہ سپہ سالار نے فوجوں کو صف آرا کر لیا ہے کیرت نے فوراً سنکھ مونہہ سے لگا لیا اور اس کی بھیانک آواز سے فوجیوں کو اشارہ مل گیا کہ اب آگے چل دینا ہے۔"

کیرت کا دستہ تیزی سے آگے بڑھا۔ سردار دیر رُودر کی ضد کے آگے کیرت کو جھکنا پڑا اور فوج کی اگلی صفوں میں سنیاسیوں کو کھڑا کیا گیا۔

ہرچنڈ کے ساتھ ساتھ رہنے چل رہا تھا۔ کیا دیوی بے بنیاد الزامات کی وجہ سے اب بھی پریشان ہیں یا سون کے سفر سے کچھ سکون ملا؟" کیرت نے مسکرا کر گومتی سے پوچھا۔

"آریہ پتر۔ میں نے تو ان الزاموں کو اسی وقت گنگا برد کر دیا تھا جب ہم جرنا دری پہونچے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ خود آپ کو کتنی تکلیف پہونچی ہے۔ سندا والے واقعے سے آپ کو جو دُکھ ہوا اسے میں سمجھ نہیں پائی تھی۔ لیکن جب مجھے بے شرم، بھکمنگی اور بدچلن کہا گیا تب میں نے جانا کہ بے بنیاد الزاموں سے دل کو کتنی اذیت ہوتی ہے۔ آریہ پتر، مجھے معاف کر دیں۔ میں جانتی تھی کہ آپ رُودر کی صورت میں خطروں کو ٹالنے والی قوت کے مالک ہیں۔ لیکن میں نے اسی وقت اپنے آپ پر لعنت ملامت کی۔ بھوتی کے راجہ کو ہزاروں گومتیاں مل سکتی ہیں لیکن گومتی کو کیرت جوگ مایا کے بردان کے نتیجے میں ہی ملے ہیں۔" گومتی کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"دیوی۔ آپ اطمینان رکھیں۔ بے چین نہ ہوں۔ کیرت کو بھی گومتی ماں شاردا کی خیر و برکت سے ہی ملی ہے۔"

گومتی مسکرائی۔ "سچ"۔

"سو فی صدی۔" کیرت نے کہا اور پرچنڈ کو ایڑ لگا دی۔

دھول کے بگولے اڑاتے گھوڑ سوار چلے جا رہے تھے۔ کرن کے پچھلے حصے کے گھوڑ سوار دل کو تیزی سے آتی فوج کے گھوڑوں کے سموں کی آہٹ سنائی دی۔ ان میں کھلبلی مچ گئی۔ تبھی ویر رُودر نے للکارا۔ "جے مندریشور!"

سنیاسی فوج کا حملہ اتنا سخت تھا کہ کرن کے سوار اگلی صفوں کے گھوڑوں سے ٹکرا کر گرنے لگے۔ ترشول اور تلواروں کے وار سے وہ بلبلا اُٹھے۔

پیچھے سے ہونے والے حملے کی خبر پا کر سپاہیوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے رُودرپال کرن کی اجازت سے فوج کے اگلے دستے سے پیچھے کی طرف چلا۔ وہ پہونچا ہی تھا کہ ویر رُودر نے ترشول سے وار کیا۔ وار بیکار گیا۔ رودرپال کے خود سے ٹکرا کر ترشول گر پڑا۔ رُودرپال نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ننگی تلوار لئے وہ ویر رودر پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے دیکھ لیا کہ سنیاسی فوج کا سردار زرہ بکتر کے بغیر لڑ رہا ہے۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی سنیاسی کے جسم پر زرہ نہیں ہے۔ اس نے کلیجی ٹکڑی کو غیرت دلائی۔ "ان زرہ بکتر سے عاری، بدبودار گھناؤنے سنیاسیوں کو مار مار کے ٹھیک کر دو۔"

اس نے اپنی نکیلی تلوار ویر رودر پر اٹھائی ہی تھی کہ اس کے گھوڑے کے اوپر سے کسی اجنبی نے تلوار چلائی اور رُودرپال کا سر کٹ کر سون کے بالو میں لوٹنے لگا۔

پنڈریک چندیل گھوڑ سواروں کو بغل سے نکال رہے تھے۔ "بھائی جی آپ کو دشمن کی فوج میں تنہا نہیں گھسنا چاہئے تھا۔" پنڈریک نے کہا۔

"میں تم سے کہہ چکا ہوں پنڈریک کہ اگر میرے کسی آدمی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو میں اس خطرے کو اپنے اوپر لیتا ہوں۔ اگر دشمن کی فوج میں گھس کر میں نے رُودرپال کو نہ مارا ہوتا تو میرے سنیاسی سردار کے برہنہ سینے میں وہ تلوار گھونپ چکا ہوتا۔"

ناگاؤں کے سردار ویر رودر سنیاسی تھے۔ آج بیس سال ہو گئے کسی کی موت پر ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلے تھے۔ خواہ وہ ماں ہو یا باپ لیکن آج کیرت نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر جس طرح ان کی حفاظت کی تھی اس سے وہ سر سے پاؤں تک ہل اُٹھے۔ ان کی آنکھوں

سے آنسو گر رہے تھے۔

"نندیشور تمہیں ہزاری عمر دیں۔ تم نے آج ویر رودر کو اپنا غلام بنا لیا۔"

"آریہ، یہ معمولی سا واقعہ آپ کو اتنا متاثر کر دے گا یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ کیرت نندیشور کا اتنا ہی مقروض تھا جتنا آپ کا۔"

پنڈریک اور کیرت نے کلچری فوج کو متحد کیا۔ سورج کا کا، سبو دھ دیو، لوچن، شھلک چندیل سبھی پرانا قرض چکانے میں مصروف ہو گئے۔ ججھوتی کی کمزور دوشیزاؤں کی عزت لوٹنے والوں کے سر کٹ کٹ کر بچھ رہے تھے۔ یہ ہے ججھوتی کی پرجا سے گائیں، بھینسیں، بکریاں اور اناج چھیننے کی سزا۔ موت، موت اور موت۔

پھاگن شکلا دشمی

کسم پوری (کسمی) کی وسیع و عریض سطح مرتفع پر تیس ہزار سے زیادہ چندیل گھڑسواروں نے دشمن کا راستہ روک دیا تھا۔ اس راستے سے لوٹ مار کرنے کی غرض سے جاجل راشٹر کوٹ نے جو منصوبہ بنایا تھا وہ ناکام رہا۔ کالنجر کے قلعے کو پچیس ہزار کلچری سواروں نے گھیر لیا تھا لیکن وہ چار مہینے تک یونہی آسمان تکتے رہے۔ یہ کام جاجل کے بس کا نہیں تھا۔ پچھلے حصے سے خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ کلچری سپاہیوں کو اننت اور ابھیمنیو نے اس طرح کاٹ کر رکھ دیا تھا جیسے کسان فصل کاٹتا ہے جب جاجل کے سپاہی بیتا پہنچے تو انہوں نے اپنے سامنے بیس ہزار سواروں کی تنظیم دیکھی۔ یعنی کھجوراہو اور مہوبہ کو لوٹنے کی امید بھی ختم ہوئی۔ جاجل دیو چڑھ گیا۔ اسے یا تو دولت عزیز تھی یا اپنی جان۔ دولت کے لئے وہ جانِ عزیز کو داؤں پر لگا سکتا تھا لیکن جہاں دولت کے نام پر پلاش کے پھولوں سے ڈھکے جنگل ہوں وہاں جان کی بازی لگانا حماقت ہے۔

"میں کرن کا ذاتی محافظ نہیں ہوں۔" وہ بڑبڑایا۔

اس نے کلچری فوج کو بیتا سے چیدی جانے والے راستے پر تیزی سے دوڑا دیا۔

"آ ما تیہ اننت۔" بیتا کے راستے پر صف بستہ کھڑی چندیل فوج کا سردار سدرشن بولا۔ "یہاں سے آپ کے گھڑسوار اور میرے بیس ہزار سپاہی مل کر فوراً کسم پوری کے لئے روانہ ہو جائیں۔

سپہ سالارِ اعلیٰ گوپال بھٹ کا حکم ہے۔"
"سنو سدرشن۔ ہم ابھی چل دینے کو تیار ہیں۔ لیکن دو دن سے میرے سپاہیوں نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔"
"میں ابھی کھانا بھیجتا ہوں سپہ سالار اننت۔ گوپال بھٹ نے جوار باجرے کی اتنی روٹیاں بھیجی ہیں کہ کسُم پوری تو کیا ترپوری تک کھائیں تو بھی ختم نہیں ہوں گی۔"
بھوکی فوج نے کھانا کھا کر کوئی گھنٹہ بھر آرام کیا پھر پچیس ہزار گھوڑسوار کسُم پوری کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات میں انہوں نے پھر آرام کیا۔

پھاگن پورنیما

کسُمی کا ہموار پہاڑی علاقہ بہت وسیع تھا۔ اس کے ایک طرف نربدا کی معاون ہرن ندی اور دوسری طرف منیر کی پہاڑیاں تھیں۔ تیسری طرف ایک خاص چیز تھی یعنی جبل پور کے پاس نربدا کا دہانہ۔ ان تینوں ندیوں سے گھری سطح مرتفع پر گھوڑے ہی گھوڑے دکھائی پڑ رہے تھے۔ ایک طرف تھے پینتس ہزار کلچری سپاہی جن کی قیادت راشٹر کوٹ جاجل اور رشمہ کرن کر رہے تھے۔ دوسری طرف تھی چندیل فوج جس کے زمین پر ٹاپیں مارتے، ہنہناتے، دھول اڑاتے گھوڑے دشمنوں کے دلوں میں خوف پیدا کر رہے تھے۔ اس کی کمان گوپال بھٹ کر رہے تھے۔ بلہری سے آگے بڑھتے ہی کرن کے گھوڑسوار سیدھے ترپوری کی طرف بھاگے۔ اننت نے ان کا پیچھا کرنے والی فوج کو دیکھا۔ سیناسی فوج کی اگلی صفوں میں راجیشور کیرت، گومتی اور پنڈریک کھڑے تھے۔

اننت دوڑا اور مہاراجہ کیرت سے لپٹ گیا۔
"راجن۔ آپ کا پیغام مناسب وقت پر مل گیا۔ میں نے اور امبھی نے تمندل دھرکار کو تباہ کر دیا۔"
اسی وقت سورج کا کا پہونچے۔ "راجہ میں کسی طرح چھپ کر سیناپتی سے مل کر آ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ راج بہو گومتی، دکشنا اور رباور جیول وغیرہ کو پانچ سو گھوڑسواروں کی حفاظت

میں مہوبہ بھیج دیا جائے۔ اگر راج بہو ضد کریں تو کہنا کہ یہ کیرت کے چچا گوپال کا حکم ہے۔"
"سنا گومتی تم نے ؟"
"ہاں آریہ پتر، یہ میرے لئے صلاح نہیں حکم ہے۔ میں چاہتی تو تھی کہ آپ کے ساتھ تریوری چلوں اور ان کے راج محلوں کو آگ میں جل کر راکھ ہوتے دیکھوں لیکن میری ضد آپ کو مصیبت میں ڈال سکتی ہے۔ یہ جنگ بڑی بھیانک ہوگی۔ آپ کس کس کو بچاتے پھریں گے۔"
اننت نے پانچ سو سواروں کے ساتھ گومتی، دکشنا اور سیل گارڈوں کے گاڑی بانوں کو مہوبہ بھیج دیا۔

ہموار پہاڑی کے دکھن کی طرف کھڑی تھی چندیلوں کی گھوڑسوار فوج جس کے سپہ سالار تھے گوپال بھٹ جو بڑی زبردست جنگوں میں حصہ لے چکے تھے اور جنگی حکمتِ عملی کے ماہر تھے۔ درمیان میں پھنسی کھڑی تھی کلچری فوج جو جاجل اور لیشہ کرن کی قیادت میں سیلاب کے پانی کی طرح شور کرتی بندھ توڑنے کے لئے بے چین تھی۔

شمالی حصے والی چندیل فوج کی کمان راجیشور کیرت خود کر رہے تھے۔ ان کے معاون تھے اننت، پنڈریک اور ابھیمنیو۔ اسی وقت لوگوں نے غور سے دیکھا۔ لکشمی کرن اپنے رتھ سے کودا۔ اس نے سرخ رنگ کا کرتا پہن رکھا تھا۔ اس کے اوپر زرہ تھی اور سر پر خود۔ کرن کو دیکھتے ہی کلچری فوج میں جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ وہ بڑے ہی تیک قدم جنگی گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے اُتر اور دکھن دونوں سمتوں کی طرف نظر دوڑائی۔ اس آہنی پنجرے سے آزاد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تریوری کے راستے کو روکے کھڑے چندیل گھوڑسواروں پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ ان کی حفاظتی صفیں درہم برہم ہو جائیں۔

ایک طرف اس نے جاجل کو کھڑا کیا اور دوسری طرف لیشہ کرن کو۔

"اننت !"

"حکم مہاراج !"

"مجھے لگتا ہے کہ سپہ سالار نے راستہ روکنے والے گھوڑسواروں کی طاقت کو کچھ زیادہ سمجھ لیا ہے۔ اس میں کہیں بھی شگاف پڑا تو کرن نکل بھاگے گا۔ انہیں کم سے کم پانچ قطاروں کی

تنظیم کھڑی کرنی چاہیے تھی ۔"

"یہ اندیشہ مجھے بھی ہے ۔"

"کیوں ہنڈریک ۔ تمہاری کیا رائے ہے ؟ کیا دکھن کی طرف کی صفیں کلچریوں کے حملے کو سنبھال پائیں گی ؟"

"دو ۔ دو گھوڑ سواروں کی قطاریں کھڑی ہیں ۔ کوئی تنظیم نہیں ہے ۔"

"کیا کروں میں ؟ اگر دخل اندازی کرتا ہوں تو سپہ سالار کے دل کو ٹھیس پہونچے گی ۔ اگر چپ رہوں تو کرن اور ریشہ کرن ہاتھ سے نکل جائیں گے ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم میں سے کوئی فوجی سپہ سالار کی مدد کو جائے ؟"

"سب ممکن ہے ۔ آپ حکم تو دیجیے ۔"

"اننت اگر اتر کی جانب صف ٹوٹتی ہے تو ہم پیچھے ہٹ کر بھی اسے منظم کرلیں گے ۔ دس بیس کلچری گھوڑ سوار جھوتی میں چھپ گئے تو ڈھونڈ لئے جائیں گے ۔ لیکن دکھن کی صفیں ٹوٹیں تو ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا ۔ تم فوراً ان کے پاس پہونچو ۔"

اسی وقت کرن نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا ۔ توڑ دو یہ حفاظتی صف بندی ۔

کیرت کا سنکھ گرج اٹھا جے کندار یہ ! جے کندار یہ !!

کلچری سپاہیوں کا پہلا حملہ ناکام رہا ۔ انہیں لوٹنا پڑا ۔ تبھی جاجل نے انہیں للکارا ۔

"پچھاڑ دو اس مغرور گوپال کو ۔ یہ خود کو دوسرا دیادھر سمجھنے لگا ہے ۔"

کیرت کا دل بے چین ہو گیا ۔ اس تنظیم کا اصل جنگجو ہے بدمعاش جاجل ۔ یوں دکھاوے کے لئے تو کرن اور ریشہ کرن برابر کھڑے تھے ۔ جاجل نے اپنی تلوار سپہ سالار کو قتل کرنے کے لئے اٹھائی ۔ اپنے دیوتا کو یاد کرے برہمن عفریت ۔ اس نے تھوکتے ہوئے کہا ۔ تبھی ایک آنجلک تیر کمان سے چھوٹا اور جاجل کی گردن کو تراشتا ہوا نکل گیا ۔ اس کا سر گر کر دھول میں لوٹنے لگا ۔ خوف زدہ کلچری پیچھے کی طرف بھاگے ۔

وہی ہے ملیچھ کی اولاد کیرت ۔ کرن بڑبڑانے لگا ۔ اس کے رہتے ہوئے حفاظتی دائرے کو توڑنا ناممکن ہے ۔ اسی وقت ساری پہاڑیوں کو مرتعش کرتی ، سنکھ کی آواز گونجنے لگی ۔

ساتھ ہی کیرت کی آواز بگل کی طرح اوپر اٹھی۔ "ودیا دھر کی ناقابل تسخیر فوج کے وارثو! اپنے آپ کو پہچانو۔ ہیہیے خاندان کے اس بدمعاش سے تجھوتی کی حفاظت کرنے کے لئے اس پر ٹوٹ پڑو۔ جے کندار یہ۔ جے کندار یہ۔"

چندیل فوجیں اپنی حکمتِ عملی کے مطابق شمال اور جنوب کی حفاظتی صفوں کو تنگ کرنے لگیں۔ کیرت نے اپنی ماتحتی میں کام کر رہے دس ہزار سواروں کو ترپوری کی طرف جانے والے راستے پر نئے طریقے سے منظم کیا۔

"مالک!" ایک سپاہی اپنا گھوڑا نچاتا کرن کے پاس پہونچا۔

"کون ہو تم؟"

"میں ہوں آپ کے ایک دستے کا سردار لکشمن کلچری۔"

"تم کچھ کہنا چاہتے ہو سردار؟"

"میں آپ کو شہزادے کے ساتھ اس پنجرے سے نکال سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے سونے کے ایک لاکھ کارشاپن عطا کریں۔"

"اس وقت میرے پاس ایک لاکھ کارشاپن نہیں ہیں لکشمن۔ فوری طور پر میں تمہیں دس ہزار دے سکتا ہوں۔ باقی رقم ترپوری پہونچنے پر دے دی جائے گی۔"

"تو آئیے آپ باپ بیٹا میرے ساتھ۔"

"لیکن میری بیوی آوّل اور اشوگندھ کی بیٹی شنجنی کا کیا ہوگا؟"

"میں رتھ نکلنے لائق راستہ نہیں بنا سکوں گا۔ یا تو آپ باپ بیٹا میرے ساتھ چلیں یا اسی رتھ میں سو کر بھگوان کو یاد کریں۔ آپ کو اس حصار بندی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

"آپ دونوں کو حصار سے نکال رہا ہے تو نکل جائیے۔ کیرت ایسا ذلیل نہیں ہے کہ باپ بیٹے کا بدلہ عورتوں سے لے۔" آوّل دیوی نے کہا۔

لکشمن ایک بڑا سا مضبوط بانس لے کر چندیل فوج کی طرف لپکا۔ گھوڑے سے کود کر سپاہیوں کی صف کو پھلانگنا چاہتا ہی تھا کہ اس کے ہوا میں اچھلے ہوئے جسم کا نشانہ لیکر چھوڑا گیا ناراچ[1] اس کے

---

[1] تیر کی ایک قسم

اس کے عضوِ مخصوص کو چھیدتا ہوا نکل گیا۔ اس کی لاش اور عضوِ مخصوص میں چُبھے ہوئے تیر کو دیکھنے میں چندیل سپاہی بھول گئے کہ انہیں ازحد ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ کی ٹوٹی ہوئی صف کو دیکھ کر کرن نے گھوڑا کدایا اور چھلانگ لگاتا ہوا نکل بھاگا یشہ کرن بھی بچ نکلا۔

"چندیل بہادرو! بجھوتی کے سپاہیو! آپ کرن کی فوج کے لئے دکھنی دروازہ بند کر دیں۔ انت بجلی کی طرح داہنی طرف سے اور منڈیرک بائیں طرف سے کرن کے ساتھ بھاگتی ہوئی فوج کو روکیں۔ سوَن ... تم کرن اور اس کے بیٹے پر کمند پھینکو۔ آواز بگل کی طرح اٹھ رہی تھی۔ ایڑ لگتے ہی پرچنڈ چندیل صفوں کے اوپر سے اڑا اور بھاگتے ہوئے کرن کی طرف دوڑا۔

"راجن! راجن!! راجن!! رک جائیے۔" گوپال بھٹ پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ "ماں! ہم پر رحم کرو۔ بچاؤ۔ حفاظت کرو ماں۔"

انت، منڈیرک، ابھیمنیو سب کے گھوڑے تر پوری کی طرف دوڑ پڑے۔ فوراً اپنے دس ہزار تربیت یافتہ گھوڑ سواروں کے ساتھ گوپال بھٹ بھی اسی طرف چلے۔ انہوں نے پوری چندیل فوج کو حکم دیا کہ ایک بھی کلچری یا ان کا رتھ باہر نہ جانے پائے۔ ان کے ساتھ بندھو جیو، نرنیش، اکھلیش اور لوچن بھی تھے۔ سورج کا کانے جب راجہ کو کرن کے پیچھے جاتے دیکھا تو بغیر کسی سے پوچھے اپنا گھوڑا پرچنڈ کے پیچھے لگا دیا۔

بھاگتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر کرن بیٹھا تھا اور پیچھے دیکھتا جا رہا تھا کہ پرچنڈ کتنی دور ہے۔ تبھی راجہ کیرت نے اپنی کمان کے چلّے پر لانبے پھل والا تیر چڑھایا اور کان تک کھینچ کر چھوڑ دیا۔ تیر کرن کی پیٹھ میں کھب گیا۔ وہ خوف زدہ ہو کر چیختا ہوا گھوڑے سے گر گیا۔ یشہ کرن نے مڑ کر اپنے باپ کو دیکھا لیکن رکا نہیں۔ کیرت نے دوسرا تیر چلا کر اسے بھی زخمی کر دیا۔ ان دونوں کو پکڑنے کی غرض سے وہ گھوڑے سے اترے ہی تھے کہ دو سو گھوڑ سواروں نے دونوں کو گھیر لیا۔

"راجیشور کیرت۔ دستے کا سردار بولا۔ میں چالکیہ سردار سومیشور آہومل کا فوجی سردار ہوں۔ سامنے سے راجہ آرہے ہیں۔"

سومیشور نے کیرت کو بازوؤں میں لپیٹ لیا۔ "سن تو جانے کب سے رہا ہوں لیکن

جنگ کے میدان میں راجیشور کو ایک سپہ سالار اور سپاہی کا کردار ادا کرتے آج ہی دیکھا۔ آپ کی لاجواب تلوار بازی تو دیکھی ہی لیکن بغیر کسی مبالغے کے کہہ رہا ہوں کہ ہندوستان کے شاہی گھرانوں میں آپ جیسا تیر انداز بھی کوئی نہیں ہے۔"

"آریہ آپ اس ملیچھ اور اس کے بیٹے کو لوٹا دیں۔ راجیشور! میں نے چاہا ہوتا تو نہ جانے کتنی بار اسے قتل کر چکا ہوتا لیکن اس نے ساتویں چکرورتی کے اعلان کا جو ناٹک کیا تھا اس کے پورا ہونے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ کیرت نے مذہبی کام میں رکاوٹ ڈالی یا غیر آریائی برتاؤ کیا۔" کیرت نے کہا۔

"لیجئے آپ کے سپہ سالار گوپال دشمنوں کو تباہ کرنے والی فوج لیکر آ گئے۔ آریہ گوپال کو سومیشور کا نمسکار۔"

سومیشور کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر گوپال بولے۔ "دیر نہ کریں راجن۔ تریپوری کو جتنی جلدی ہو سکے ننگا کر کے کھڑا کر دیں۔ جو کچھ آپ چاہیں لے جائیں۔ ہم آج کھجوراہو کا بدلہ لیں گے۔"

کرن اور یشہ کرن کی پیٹھ میں تیر ویسے ہی چبھے رہے۔

"راجیشور کیرت! ہم باپ بیٹے آپ کی پناہ میں ہیں۔ ہمیں ایک ایک کوڑی سے محروم کر دیجئے لیکن کوڑوں کی مار سے بچا لیجئے۔ ہمیں کالنجر کے قید خانے میں ڈال دیجئے لیکن اس کتے کے سامنے مت پھینکئے۔"

"راجن۔ میں نے عہد کیا تھا کہ کرن اور یشہ کرن اگر سرحد پر پکڑے گئے، تو انہیں سومیشور دیو کو سونپ دوں گا یہ صلح نامے کی توہین ہوگی۔" گوپال بھٹ نے کہا۔

"میں سپہ سالار کے وعدے کو نہیں توڑ سکتا کرن۔ حالانکہ میں تم دونوں کو رسی میں باندھ کر کھجوراہو کے راج محل لے جانا چاہتا تھا تاکہ بھابھی صاحب کی چتا کے پاس تمہاری قربانی دوں۔ ہمیں بھی مایوسی ہاتھ لگی کرن۔ تمہاری قسمت میں سومیشور دیو ہیں اور میری قسمت میں سپہ سالار کا وعدہ۔" کیرت کی آنکھیں بھر آئیں۔

سومیشور راہول کے سپاہی کرن اور اس کے بیٹے کو بیڑیوں میں جکڑ کر چل دیے۔

"کسے منج کی طرح رسی میں باندھ کر شہر میں گھماؤ گے کرن؟" آخرکار تم پیٹھ دکھا کر بھاگ ہی گئے۔" رتنیش شرما ہنسے۔ باپ بیٹا دونوں پیٹھ میں دھنسے تیروں کو چندیل فوج کی طرف سے تمغے کے طور پر قبول کرو۔ نیچ، بزدل۔"

"ہے تو مہذب۔ لیکن لالچی بہت ہے۔"

"کسے کہہ رہے ہیں راجن؟"

"جانکیہ سومیشور کو۔ باپ بیٹے کو وہ آٹھ دس لاکھ سونے کی مہریں لیکر ہی چھوڑے گا۔ ابھی تو دونوں کو ٹھیک ہونے میں ہی مہینوں لگ جائیں گے۔"

بندھو جیؤ بولے۔ "آریہ سیناپتی، اب دیر نہ کریں۔ ہم ہنومانوں کو لنکا میں آگ لگانے کی اجازت دیں۔"

"جائیے آپ لوگ۔ میں پانچ سو گھوڑ سوار بھی دے رہا ہوں۔ ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کریں گے اور دیکھیں گے کہ ترپوری سے آگ کے شعلے کس طرح بلند ہوتے ہیں۔"

بندھو جیؤ کے ساتھ لوچن، اکھلیش وغیرہ چل پڑے۔ رتنیش کو راجہ نے ایسا موہ لیا تھا کہ وہ انہیں چھوڑ کر جانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوئے۔

انت، پنڈریک، ابھیمنیو، سبودھ دیو، سورج کا کا اور بیچ میں سپہ سالار گوپال بیٹھے ہوئے تھے۔ کیرت کچھ برانگیختہ سے لگ رہے تھے۔

"راجن! کیا بات ہے؟" گوپال بھٹ نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے سپہ سالار۔ میں بھائی اور بھابھی صاحب کی جان کا بدلہ نہیں لے سکا۔"

"راجن۔ گوپال بھٹ نے کہا۔ میں مبالغے سے کام نہیں لیتا۔ آپ نے سورج بھائی کو جب میدانِ جنگ کی خیر خبر لانے کو بھیجا تھا تو میرے دل میں ذرا سا غرور پیدا ہوا تھا۔ میرے بیٹے کی عمر کے راجیشور فکرمند ہیں کہ میں نے انتظام کیا ہے، کیسا کیا ہے۔ پھر آپ نے انت کو بھیجا اور انہوں نے کہا کہ راجیشور فکرمند ہیں کہ جنوب کی حفاظتی صف بندی شاید کچھ کمزور ہے تو مجھے غصہ آیا۔ اسی اثنا جا جل کرن اور ریشہ کرن کے پانچ سو سواروں نے مجھے گھیر لیا۔ چندیل فوج

کی صفیں چرمرا اٹھیں ۔ آپ نے اس وقت انتہائی تیزی سے آنجلک تیر نہ چلایا ہوتا تو آپ کے سپہ سالار کی موت یقینی تھی ۔ مجھے زندگی میں پہلی بار اتنا رنج ہوا ۔ کیا یہی حفاظتی صف آرائی کی ہے تم نے ! ' تم سے زیادہ تجربہ کار اور ماہر جنگجو ہیں چندیل فوج میں لیکن میں جس چیز کو ڈھونڈ رہا تھا وہ تم میں ملی ' ودیادھر دیو کے الفاظ ہوا میں گونج رہے تھے ۔ اعتماد اور غرور میں کیا فرق ہے ؟ ایک اپنی اندرونی طاقت پر پورا بھروسہ ہے اور دوسرا ہے اپنی طاقت کی بے بنیاد اور مبالغہ آمیز صورت ۔ جب لکشمن کلچری لمبے بانس کا ٹکڑا لے کر دوڑا تب بھی میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے ۔ وہ چندیل فوج کی قطار میں دراڑ ڈالنے جا رہا تھا لیکن ناراچ نے اسے آسمان سے زمین کی طرف دھکیل دیا ۔ آپ نے فوراً آواز لگائی کہ کرن کا پیچھا کرو ، مایوس نہ ہو ، آگے بڑھو ۔"

" مجھے تو آج وہ سب لوگ یاد آرہے ہیں جنہوں نے ججھوتی کی فلاح کے لیے اپنی جانیں گنوائیں ۔ ججھوتی کے آدی باسیوں سے لے کر برہمنوں تک سب سپاہیوں کو پرنام ۔ اننت ، پنڈریک ، سیلودھ دیو ، سورج کا کا ، ابھیمنیو ، لوچن ، بندھو جیو ، رتنیش شرما ہمیں کنداریہ کی مہربانی سے ملے ہیں ۔ میں ان سب کا احسان مند ہوں ۔"

تبھی تریوری سے نکلتی آگ کی لپٹیں اپنی ساتوں زبانوں سے سب کچھ چاٹتی آسمان تک پہونچنے لگیں ۔ دھویں اور چنگاریوں سے ساری فضا بھر گئی ۔

یہ ہے ہمارے بندھو جیو کی کرامت ۔ رتنیش نے تالی بجائی ۔

سب لوگ خوشی سے پاگل ہو گئے ۔ شام جیسے جیسے ڈھلتی گئی شعلوں کا رقص تیز ہوتا گیا ۔ محل ، حویلیاں ، بازار صاف کچھ نہیں بچا جو اس بدقسمت شہر کے زندہ ہونے کا ثبوت دے سکے ۔

" مہا جوگن شیل بھدرا نے اماوس کی دوپہر میں ایک بات کہی تھی ۔ یاد ہے سپہ سالار ؟ ' میں دیکھ رہی ہوں ایک سجا سجایا ، خوبصورت شہر ہے نربدا کے کنارے جو آگ کے شعلوں میں جھلس رہا ہے ۔' ان کے مونہہ سے نکلی بات آج سچ ہو گئی ۔

گوپال نے سپہ سالار سدرشن کو بلایا ۔

"سدرشن پتہ لگاؤ کُسُمی کا قلعہ دار کون ہے اور اسے فوراً حاضر کرو۔"
کُسُمی کا قلعہ دار چندر سین کانپ رہا تھا۔ وہ راجیشور کیرت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔
"کیا نام ہے تمہارا؟" گوپال بھٹ نے پوچھا۔
"چندر سین۔"
"تم نے کلچری فوج کو سرحد پار کر کے جھبوتی میں داخل ہوتے دیکھ کر کیا کیا تھا؟"
"میں اکیلا کیا کر سکتا تھا ان داتا؟"
"یہاں کوئی ان داتا نہیں ہے۔ اور تم دشمن کو سرحد پار کر کے گھستے ہوئے دیکھتے رہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔"
"کلنگی کا قلعہ دار کون ہے؟"
"میرا چھوٹا بھائی ویر سین۔"
"تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو؟"
"مالوہ کے۔"
"تمہیں یہاں کون لایا؟"
"میرا بڑا بھائی رودر سین۔"
"کہاں ہے وہ؟"
"وہ تریپوری میں کرن کا پہریدار ہے۔"
"ہوں — سدرشن تم اسے اور اس کے چھوٹے بھائی ویر سین کو فوراً قید کر لو۔"
"تو سازش کرنے والے تم لوگ تھے،" کیرت نے کہا۔ "میں بھی سوچ رہا تھا کہ جھبوتی کی حفاظت کرنے والے ان مضبوط دروازوں کو دشمن کے لئے کس نے کھولا۔ سورج کا کا ہماری سلطنت کے اس دشمن کو پچاس کوڑے لگائیے۔" سورج تو یہ سب سن کر بے چین ہو ہی رہے تھے اور چندر سین کے جسم کے ٹکڑے کاٹ کر چیل کوّوں کی دعوت کرنے کی سوچ ہی چکے تھے۔ راجہ کا حکم ہوا تو وہ جلدی سے گھوڑے کا لمبا چابک لے کر اس کے پاس آ گئے۔

آدی باسی قبیلوں کے پنچ اپنے اپنے قبیلوں پر قہر ڈھانے والے بدعنوان، چور اور دوشیزاؤں کی عزت لوٹنے والے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر قربانی کے کھمبے کے سامنے پھینکتے جا رہے تھے۔ کافی دیر تک لوگوں کو موت کی سزا دی جاتی رہی۔

"سدرشن۔" گوپال بھٹ بولے۔ "سرحد توڑ کر کوئی جانے نہ پائے۔ ہمیں اس جنگ میں کم از کم پچیس ہزار تربیت یافتہ گھوڑے ملنے چاہئیں۔ کلچری سپاہیوں سے گھوڑے اور ہتھیار رکھوا لو اور انہیں کوڑے لگاتے ہوئے کتنگی کے پاس لے جا کر چیدی کی سرحد میں ڈھکیل دو۔"

اسی وقت کیرت آئے۔ انہوں نے گوپال بھٹ کو سینے سے لگا لیا۔ چچا ابھی ابھی بھابھی صاحب نمودار ہوئیں۔ انہوں نے کہا "خوددار انسان کے لئے موت زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے یا غلامی؟ تو نے کرن کو پوری طرح جبر کر کوڑے پر پھینک دیا۔ اپنے ارادے سے بھی بہت زیادہ کر لیا تو نے۔"

گوپال بھٹ کی آنکھیں بھر آئیں۔ انہوں نے کیرت کے گالوں پر بوسہ دیا۔

"سورج کاکا۔ کیرت بولے۔ ہمارے ہنومان اور دوسرے سردار آئے یا نہیں؟"

"سب لوگ آ گئے ہیں راجہ۔"

"تو آپ سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔ جنگ کے میدان ہی میں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

افسر، سپہ سالار، سردار، گوپال بھٹ وغیرہ سبھی لوگ کھڑے ہو گئے۔

"سورج کاکا۔ وہ سارا سامان لائیے جو میں نے آپ کو سونپا تھا۔"

"ابھی لاتا ہوں راجہ۔ ذرا سا ٹھہریں۔"

"میں اپنی غریب مسکین رعایا کی آنکھوں کے تارے، تھوتی کے بیٹے، سب کچھ چھین کر لے جانے والے کلچری ڈاکوؤں کے سامنے کبھی نہ جھکنے والے، چندیل فوج کو نئے سرے سے تنظیم دینے والے، کئی مہینوں تک محض گھوڑے کی پیٹھ پر آرام کا بہانہ کر کے رعایا کی فلاح کے لئے رعایا کے درمیان گھومنے والے، شہنشاہِ اعظم، علامۂ زماں ودیادھر دیو کے ذریعے سپہ سالار مقرر کئے جانے والے چوڑامنی گوپال بھٹ کو تمام چندیل فوجوں کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کرتا ہوں۔ انہیں یہاں نے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود اپنی تلوار ان کی نذر کرنے جا رہا ہوں۔"

تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے درمیان کیرت نے اپنی خون آلود تلوار سپہ سالار اعظم گوپال بھٹ کو سونپ دی اور انہیں گلے سے لگالیا۔

کیرت دوبارہ اپنی جگہ پر آ گئے۔ "لوگ کہتے ہیں کہ لوگوں کی اصلیت مصیبت کے وقت ہی پہچانی جاتی ہے۔ خود کو خطروں میں ڈال کر آماتیہ اننت کاشی میں رہے۔ جھوتی کا نام سننے سے ہی ان کی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ انہیں آماتیہ اننت سے میں گذارش کرتا ہوں کہ آج سے وہ اعلیٰ آماتیہ کا عہدہ سنبھالیں۔ یہ صدیوں سے چلی آرہی روایت ہے۔ شہنشاہ دھنگ دیو کے اعلیٰ آماتیہ پربھاس کے پرپوتے کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ جڑاؤ ہار میں ان کی نذر کرتا ہوں۔" سورج کاکا نے صندوقچی کھولی۔ کیرت نے ہار اٹھایا۔ اننت بغل گیر ہونے کی بجائے قدموں میں گر پڑے۔

"آج سے چندیلوں کی عظیم الشان فوجوں کے سپہ سالار ہوں گے وزیر اعلیٰ وتسراج کے متبنٰی اور گوپال بھٹ کے اصلی بیٹے چندیل ہنڈریک۔"

سب لوگ زور سے ہنس پڑے۔

"آج سے میں آرام کروں گا۔ اس لئے یہ باپ بیٹے اپنے ملک کی سرحدیں سنبھالیں۔ اپنی شجاعت و مردانگی سے ایک بار پھر دویادھر کی حکومت کو چندیل دھرتی پر قائم کردیں۔ میں اپنے چھوٹے بھائی ہنڈریک کو یہ ہیروں جڑی نایاب کرپان تحفے میں دیتا ہوں۔"

کرپان دونوں ہاتھوں میں لے کر ہنڈریک نے اپنے سر سے لگائی پھر کمر بند میں کھونس لی اور کیرت کے پیروں پر گر پڑے۔

"یہ جو چوتھے صاحب آپ کے سامنے آرہے ہیں یہ ہیں ہندوستان کے سب سے قدیم قبیلے یعنی گونڈ ذات کے پھکڑ، مست مولا، سورج کاکا۔"

"سورج کاکا کی ـــ جے ہو۔"

"سورج کاکا کی ـــ جے ہو۔"

سون کے کنارے کنارے چل کر تھکے ہوئے آدی باسی سورج کاکا کی جے کے نعرے لگارہے تھے اور کاکا اڑے ہوئے تھے۔ "کیوں راجہ اتنا مہنگا بازو بند کیوں خرید رہا ہے میرے

یہ پوچھنے پر تو نے کہا وہ ہے کوئی بہن بہاری منیاں[1] کا خادم۔ اسی کے لئے، مجھ سے پوچھ کر تو مجھے ہی تحفہ دے گا؟"

"کاکا۔ میں نے جب منیاں کی جے کے نعرے لگائے تو آپ نے کہا کہ یہ تو ہم گونڈوں کی کل دیوی ہے۔ تو اسے اپنی کل دیوی کیوں کہہ رہا ہے تو میں نے کیا کہا تھا یاد ہے؟"

"تو کیا سورج کو بھلکڑ سمجھتا ہے؟ تو نے کہا تھا نہ کندار یہ چندیلوں کے ہیں نہ ہی منیاں گونڈوں کی۔ تم لڑائی میں جے کندار یہ کہتے ہو تو کیا چندیلوں کے قصیدے پڑھتے ہو؟ کیا قابلِ پرستش رشو صرف چندیلوں کے ہیں؟ اسی طرح جنگلوں کی دیوی منیاں پورے آٹوئیہ دیس کی کل دیوی ہیں اور ہمیشہ سے ہیں۔"

"اسی طرح کاکا جب پرجا کی بات آتی ہے تو راجہ کو ان لوگوں کو انعام دینے میں ہمیشہ خوشی ہوتی ہے جو اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ اب یہ انعام لے لو۔"

"سورج بھائی کیا آپ راجیشور کی خودداری کو ٹھیس پہونچائیے گا؟" گوپال بھٹ بولے۔

سورج کاکا نے جھک کر پیر چھونا چاہے تو کیرت نے انہیں گلے سے لگا لیا۔ آج میں سورج کاکا کے نہیں بلکہ لکھنیا میں کئی سال پہلے بنائی گئی تصویروں کے سامنے سر جھکاتا ہوں۔"

"آریہ سبودھ۔ کیرت مسکرائے۔ آپ صرف شاعر ہی نہیں اونچے درجے کے مفکر بھی ہیں۔ آپ یہ سب ہوتے ہوئے بھی ایسی انمول دولت ہیں کہ میں آپ کو راج دھانی مہوبے باہر نہیں بھیج سکتا۔ آپ فرض اور رعایا پروری کے لئے کئے گئے سبھی کاموں کی چھان بین کیجئے۔ میں نے آپ سے بڑا جوگی نہیں دیکھا۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ خیراتی رقم اور راجہ کے ذریعہ نکالا جانے والا مال مستحق لوگوں تک پہونچ رہا ہے یا نہیں۔ سنسکرت پاٹھ شالاؤں فلسفے اور ویدشاستروں کی تعلیم کے کاموں میں کہیں کوئی کمی تو نہیں آئی ہے۔ آج سے آپ تعلیم کے وزیر خصوصی مقرر ہوئے۔ یہ ہیں صندل کی لکڑی سے بنی ہوئی سلائیاں اور یہ ہے سرخ پتھر سے بنا ہوا انوکھا رنگ دان[2]۔ ہمارے مندروں

---

[1] گونڈوں کی دیوی
[2] دوات کا قائم مقام

کی شان و شوکت کو واپس لانے کے لئے آپ اپنے عہدے کا استعمال کر سکتے ہیں اور کوئی بھی ہدایت جاری کر سکتے ہیں۔ راجہ کے لئے بھی آپ کا فیصلہ ماننا لازمی قرار دیا جاتا ہے۔"

"سبودھ تو راجیشور نہ شاعر رہا نہ رعایا پرور۔ ایک بیچارہ غریب انسان ہے۔ آپ نے اس سے کبھی کہا تھا کہ آریہ راستہ کانٹوں بھرا ہے آپ بھی کھڑاویں پہن لیجئے تو میں نے جواب دیا تھا کہ راجن پچھلے بیس برس سے ننگے پاؤں چلتے چلتے پیروں میں ایسے گھٹے پڑ گئے ہیں کہ کانٹے ان میں چبھتے ہی نہیں۔ اب میں ایسا کچھ کر دکھاؤں جو آپ کے شایانِ شان ہو یہی میری تمنا ہے۔"

کیرت نے سبودھ کے قدموں میں سر جھکایا اور سبودھ نے راجہ کے گھونگھرالے بالوں کو تھپکا۔

"اب میں بلاتا ہوں اپنے چھوٹے بھائی ابھیمنیو چوہان کو۔ یہ اگر پوری کے قلعے کے نگران تھے۔ اب یہ راج دھانی مہوبہ کے قلعہ دار ہوں گے۔ راج دھانی میں آنے جانے والے ہر شخص کو ان کا حکم ماننا ہوگا۔ لو ابھیمنیو یہ ہے ہیرے کی بیش قیمت انگوٹھی اور یہ ہے پردال کے جزیرے سے منگا گیا خالص جواہرات کا ہار۔ اسے کانتی کو دو کیوں کہ ہماری چھوٹی سی فوج پر مہربانی کر کے اس نے اگوری سے روٹیاں بھیجی تھیں۔ اسے ہماری طرف سے پیار کہنا۔"

"اب بلاتا ہوں لوچن کو۔ لوچن سرکاری محافظوں کے گونڈ دستے کا سردار ہوگا اور چونکہ جھوتی کے گونڈ اُسے اپنا لاڈلا کہتے ہیں اس لئے سونے کا یہ کنٹھا میں لوچن کو دے رہا ہوں۔ اگر وہ نہ ہوتا تو پرچنڈ مجھے چھوڑ کر جانے کب کا چلا گیا ہوتا۔"

"راجہ تو نے مجھے بچہ سمجھ کر انعام دیا ہے۔ میں کیا کہیں ہیں کہ... کہ احسان مند ہوں۔"

"اب جو آخری انعام ہے اس کے لئے گذارش کر رہا ہوں نندلیشور کے سنیاسیوں کی فوج کے سردار آچاریہ ویر رودر سے کہ وہ چندیلوں کی طرف سے نندلیشور کے کلس پر نصب کرنے کے لئے یہ بہت ہی فنکارانہ طریقے سے بنائی گئی چھڑی قبول کریں۔"

لوگ حیرت سے دیکھنے لگے کہ ویر رودر سے وہ چھڑی سنبھل نہیں پائی۔

"اس میں کیا بھرا ہے راجن؟" وہ بولے۔

"یہ ٹھوس سونے کی تین ہاتھ لانبی چھڑ ہے آریہ۔ علم بھی سونے کا ہی ہے۔"

"اب میں ببّر اور بنا پھر کو بلاتا ہوں۔ ببّر کا اور ان کے کنبے خاص طور پر ان کی بیٹی سونا

نے جو کام کیے ہیں ان کے لئے اپنی احسان مندی کا اظہار کرنے کے لئے میں انہیں سہاول کے پاس جیرا چک نام کا گاؤں بطور جاگیر دے رہا ہوں۔ یہ ہے سرکار کی طرف سے جاری کیا گیا، تانبے کے پتر پر لکھا گیا فرمان۔"

"کیوں راجہ تو مجھے پھر سہاول بھیج رہا ہے؟"

"کاکا یہ آپ کی مرضی پر ہے۔ اگر آپ سہاول واپس نہ جانا چاہیں تو میں آپ کو مہوبہ میں ہی گھر، جانور اور ایک گاؤں کی جاگیر دوں گا۔ سونا تو دیوی گومتی کی سہیلی ہے اس لئے وہ دونوں اپنا فیصلہ خود کرلیں گی۔"

"میں تیرے ساتھ مہوبہ میں ہی رہوں گا راجہ۔ میں ابھی اتنا بوڑھا نہیں ہوا ہوں کہ فتح کے اس سفر میں تیرا ساتھ نہ دے سکوں۔"

"باقی لوگ یعنی بندھو جیو، آریہ رتنیش، اکھلیش اور کاشی کے دوسرے ساتھی میرے ساتھ مہوبہ چلیں گے۔ وہاں سے ہی ان کو باقاعدہ طور پر وداع کیا جائے گا۔"

تبھی قیمتی اور عمدہ کپڑوں میں ملبوس نفیس چادر پھٹکارتے کرشن مشر گھوڑے سے اترے۔ وہ سیدھے گوپال بھٹ کے پاس پہونچے۔ "آریہ مجھے معاف کردیں۔ میں دیر سے پہونچا۔"

"کون ہے تو؟ میرے پیروں کو چھونے کی ہمت نہ کرنا۔ جس راستے سے آیا ہے اسی راستے سے لوٹ جا۔ ججھوتی کے لوگ تیرے بارے میں سنیں گے تو میری بوٹی بوٹی کرکے چیل کوؤں کو کھلادیں گے۔ ججھوتی اپنے راجہ کو دھوکا دینے والے کو معاف نہیں کرتی۔"

"کون نیچ ہے وہ؟ سورج کاکا بولے۔ کس نیچ نے ہمارے راجہ کو دھوکا دیا ہے؟ جلدی بتائیے۔ اس ذلیل انسان کا نام سننے کے لئے ہم بے چین ہیں۔"

"چھوڑیئے سپہ سالار اعظم۔ ان فنکاروں کو سزا دینا ہندوستان کے شاہی گھرانوں کی روایت نہیں ہے۔ فنکار تو فنکار ہوتا ہے۔ کرشن مشر کو آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت ہے۔ انہیں مناسب وقت پر انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔"

کرشن مشر راجہ کی طرف دوڑے لیکن تب تک کیرت نے اپنے پیر ہٹالئے تھے۔

"ہو گیا مشر جی۔ میں نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ آپ کی آزادی برقرار ہے۔

بچا گوپال بھی معاف کر ہی دیں گے۔ انہیں کی پناہ میں جائیے۔"

"راجن۔ گوپال بولے۔ آپ نے اس کا بہت بڑا قصور معاف کیا۔ کالا پالک مٹھ میں جا کر اس کی جان بچائی۔ آریہ رتنیش اور بندھو جیوُ کے کہنے پر اسے تیسری بار معاف کیا۔ یہ مجھے لگتا ہے کہ میں کچھ بھی کروں راجہ تو معاف کر ہی دیں گے۔ لیکن اس ذلیل انسان نے ہماری محترم ماں شیل بھدرا کا امتحان لینے کا جرم کیا ہے جو معاف کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ یہ سنی سنائی بات نہیں۔ آریہ رتنیش اس کے گواہ ہیں۔ گھٹیا انسان! یہ مت سوچنا کہ یہ رتنیش نے بتایا ہے۔ راجہ کی خیر خبر لینے اور حالات کو نظر میں رکھنے کے لئے میرے ساٹھ مخبر ہر وقت دوڑتے رہتے ہیں۔ مجھے سب پتہ ہے۔ بدمعاش۔ تو گوپال کی چاپلوسی مت کر۔ چلا جا یہاں سے۔ میں سب کچھ معاف کر دوں گا لیکن شیلا ماں کی بے عزتی نہیں برداشت کر سکتا۔"

"محترم سپہ سالار۔ میں نے آپ کی تعریف میں بڑا شاندار ناٹک لکھا ہے۔ اس میں آپ کی شجاعت کا بیان ہے۔ مجھے معاف کر دیں محترم۔" کرشن مشر نے گوپال کے پیر پکڑ لئے۔

"شجاعت کا بیان؟" گوپال بھٹ قہقہہ لگا کر ہنسے۔ "تو نے جنگ کبھی دیکھی بھی ہے؟ تو کبھی میدانِ جنگ میں گیا ہوتا تو تجھے نقلی اور بے معنی علامتوں کا سہارا لیکر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تو یہ ساری بکواس جا کر راجیشور کیرت کو سنا۔ تو تو جانتا ہی ہے کہ عفو اور درگذر میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ کتنے دریا دل اور مخیّر ہیں۔ تیرے ان نفیس کپڑوں کے سامنے راجہ کے کپڑے تو ٹاٹ کے بورے لگتے ہیں۔"

"راجہ! آج رات تو تو مہوبہ نہیں جا سکتا؟"

"کیوں کاکا؟"

"اس لئے کہ کُسم پوری سے پنّا تک کا راستہ سون کے کنارے بسے ہوئے آدی باسیوں نے روک رکھا ہے۔ میں نے اپنی برادری کے ایک آدمی کو پنّا بھیجا تھا تو اس نے بتایا کہ یہاں سے تو پیدل چلنے والے بھی نہیں نکل پا رہے ہیں گھوڑسواروں کی تو بات ہی کیا۔ پنّا سے کھجوراہو اور کھجوراہو سے مہوبہ جانے والے راستے بھی انسانوں کے امنڈتے ہوئے

سمندر سے بھر گئے ہیں۔"

"تب؟"

"راجہ ایک بات کہوں بُرا تو نہیں مانے گا؟"

"بولو کاکا۔ اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے؟"

"آج ہولی کی رات کو تو اعلان کر دے کہ جھوتی کے عوام کو شراب پی کر ناچنے گانے اور جشن منانے کی چھوٹ ہے۔"

"میری طرف سے اعلان کر دو کاکا۔"

"ابھی اعلان باقی ہے۔" گوپال بھٹ بولے۔ "میں سپہ سالارِ اعظم گوپال جھوتی کے عوام کو ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ سن رہے ہیں نہ آپ لوگ؟"

"ہاں کہیں آریہ۔"

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جنگ نہ گوپال نے جیتی نہ اننت نے اور نہ میرے مونہہ بولے بیٹے پنڈریک نے۔ یہ جنگ صرف ایک شخص نے جیتی ہے۔ وہ شخص یہ سُن کر کہ جھوتی دشمن کے ہاتھوں میں جا رہی ہے، بغیر دانے پانی کی فکر کئے پندرہ دن تک لگاتار گھوڑا دوڑاتا اُدبھانڈ سے کھجوراہو پہونچا۔ اس جنگ کو جیتنے والا یہ جری سپاہی ہے شہنشاہوں کا شہنشاہ عالمِ وقت، حاکم کالنجر، مہاراجہ کیرت۔ آج یہ ستائیس سالہ جوان نہ ہوتا تو نہ گوپال زندہ رہتا اور نہ کرن چوہوں کی طرح جھوتی چھوڑ کر پیٹھ دکھا کر بھاگتا۔

آپ نے اس شخص کی آواز سنی۔ یہ عام محفل تھی۔ اگر مصیبت کا وقت ہوتا تو یہ آواز کراتوں کی ترہی کی طرح سب طرف گونجتی ہوئی سنائی دیتی۔ اس بے سہارا شخص نے اپنے کاشی کے قیام کے دوران کے دس فوجی سرداروں کو تنہا قتل کیا۔

"جو شخص سترہ سال کی عمر سے ستائیس سال کی عمر تک جھوتی کا چپہ چپہ چھانتا رہا، ہمالیہ کے سفر کے دوران لوہت ندی سے لے کر اُدبھانڈ تک پھیلے آدی باسیوں سے انمول گُر سیکھتا رہا، شمالی علاقوں کی حکومت کا زوال دیکھتا رہا، آج سے پندرہ سال قبل جس شخص نے آج کی جنگ کا لائحہ عمل طے کیا، جس کے صبا رفتار گھوڑے کو دیکھنے کے لئے لوگ بے چین رہتے ہیں

اس شخص کا نام ہے چندیل کیرت۔"

"یہ ہے جھبوتی کے عوام کو میرا تحفہ یعنی اپنے بھتیجے کے تئیں اپنے جذبۂ احسان مندی کا اظہار۔"

گوپال بھٹ کی تقریر سن کر سبھی آدی باسی اور پہاڑی عوام خوش ہو کر چلانے لگے۔ جیو راجہ۔ جیو راجہ۔ شام آٹھ بجے تک پینے پلانے کا سلسلہ چلتا رہا۔ "آج گونڈوں کے دو آدمیوں کو اعزاز بخشا گیا ہے۔ سورج کا کا اور لوچین۔"

ہیرامن گونڈ نے اپنی پگڑی کچھ نیچی کرتے ہوئے کہا۔ "یہ جھبوتی کے سبھی گونڈوں کی عزت افزائی ہے۔ خوب جی کھول کر پیو۔"

مہوے کی شراب، اس کی وجہ سے جسم کو نم کرتا ہوا پسینہ، عورتوں کے لہنگے۔ گول گول گھومتے گھاگھرے۔ نربدا کے سنبع سے، دھوم دھار آبک کا تراوٹ بخشنے والا بے مثال حسن۔ سب کچھ مل کر ایسا لگ رہا تھا جیسے میٹھر کی ماں کے دروازے پر مبارکباد کی نوبت بج رہی ہے۔ چاندی کے کڑوں، پازیبوں، کمربند اور بچھوؤں کی جھنکار ایک عجیب ماحول بنا رہی تھی۔

ہیرامن کے گائیکوں کی ٹولی راجہ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ تیل کی مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ مشرق میں چودھویں کا چاند ابھر رہا تھا۔ مختلف پہاڑی ساز بج اٹھے۔ ہڑک، ڈفلی، مُرج اور بانسری۔ ہر مرد کا ہاتھ پکڑے ایک عورت۔ ہر عورت کا ہاتھ پکڑے ایک مرد۔ ہو ہو ہو۔ ہواوا .... اوو.... سورج کا کا کے الاپ کا کوئی جواب نہیں۔ تبھی ہڑک بجے۔ لوگوں نے گانا شروع کیا۔ نئے چاند کے اُگنے کا گیت۔ خوشیوں بھرا گیت...

سیاہ سے سیاہ رات کی بھی سحر ہوتی ہے۔ یہ کہنے کی بات نہیں، ایسی حقیقت ہے جس سے تقریباً ہم سب دوچار ہوتے ہیں۔ وہ جب بھی آج سے چار پانچ مہینے پہلے دیوالی کی رات کو یاد کرتا ہے تو اسے آگ کے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ محل سے اُٹھنے والے شعلے۔ کھجوراہو کے مشہورِ عالم مندروں سے اُٹھنے والے شعلے۔ چتا سے اُٹھنے والے شعلے۔ اسے لگتا ہے کہ چند لمحے کو یہ شعلے خواہ چاروں طرف روشنی پھیلا دیں لیکن انجام کار تباہی سے پیدا تاریکی چاروں طرف

چھا جاتی ہے۔ ہمالیہ کی سیاحت کے دوران جب وہ ادبھانڈ پہونچا تو بابا رتو دھوج کے ساتھ رہنے لگا تھا۔ جب بابا نے کنوار کی پورنیمائی شب اس سے کہا بیٹے تو واپس لوٹ جا تیری سلطنت پر تو آفت آنے والی ہے تو وہ انتہائی تیزی سے کھجوراہو کے لئے روانہ ہو گیا۔

"کیوں کیرت؟ ایک کھانا پکانے والی سادھوی نے پوچھا۔ اُدبھانڈ دیکھ کر ہی جی بھر گیا ہے؟"

"بات یہ ہے ماں کہ بابا نے حکم دیا ہے کہ تو کھجوراہو لوٹ جا۔ تیری سلطنت پر بجلی گرنے والی ہے۔"

"اور تُو اس بات سے اس قدر گھبرا گیا ہے کہ نہ تو تُو راستے بھر کچھ کھائے گا۔ نہ پرچنڈ کو ڈوب مل سکے گی۔ سن کیرت۔ اس بجلی گرنے والی بات کو میں ڈھکوسلہ مانتی ہوں۔ جو آدمی خود اپنا مستقبل نہیں جانتا وہ دوسرے کو کیا بتائے گا۔ ایک بات گانٹھ باندھ لے۔ اس عظیم، بے پناہ، لامتناہی آسمان کی طرح انسانوں کے دل کے اندر بھی ایک آسمان ہوتا ہے۔ وہاں کی اماوس اس ہر ماہ آنے والی اماوس سے کہیں زیادہ بوجھل، سیاہ اور ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ بیٹے جیسے ہر انسان کے اندر ایک آنگن ہے ایک تلسی[1] چورا ہے ویسے ہی سب کے چھوٹے چھوٹے آسمانوں میں ایک نیلا چاند بھی ہوتا ہے۔ ڈھکوسلوں سے نہیں۔ تقدیر جاننے کا دعویٰ کرنے والے بڑبولے لوگوں کی پیشن گوئیوں سے نہیں بلکہ خود اپنی کاوشوں سے تُو تاریکیوں کے اندر ڈوب کر اپنے قلب کے آنگن میں جگمگاتا نیلا چاند دیکھ لے گا — اس چاند کا نام ہے ناقابلِ تسخیر اور بے پناہ قوّتِ ارادی جو ہم سب کے اندر نہاں ہے۔"

(ختم شد)

---

[1] اہل ہنود کے گھروں کے آنگن میں تُلسی کا پودا لگانے کے لئے بنی اونچی (اور عام طور پر چوکور) جگہ۔ طواف کرنے کے لئے اس کے گرد جگہ چھوٹی ہوئی ہوتی ہے۔ تُلسی کے پودے کی پوجا کی جاتی ہے۔

ناول کے کچھ کرداروں اور مقامات کے نام ہندی رسم الخط میں

اردو	हिन्दी
اشوگندھ	अश्व गंध
ابھیمنیو	अभिमन्यु
ابھینو کوٹلیہ	अभिनव कौटिल्य
اوی مکتیشور	अविमुक्तेश्वर
اکرور	अक्रूर
اکش پاد گوتم	अक्ष पाद गौतम
اُچے شروا	उच्चैश्रव :
بندھو جیو	बन्धुजीव
بسّو مسّر	बिस्सू मिस्सर
بھونا دیوی	भुवना देवी
بھوٹ ناتھ	भोट नाथ
پنگلاکش	पिंगलाक्ष
پنگلا	पिंगला
پرچنڈ	प्रचंड
پونڈرک	पौंड्रक
پنڈر وردھن	पुंड्र वर्धन
تنتپا	तंतिपा
جھوتی	जुझौती
جیجاک بھکتی	जैजाक भुक्ति
جاجل راشٹر کوٹ	जाज्जल राष्ट्र कूट
جنمیجے پریکشت	जन्मेजय परीक्षित
ددّا پال	दिद्दा पाल

اردو	हिन्दी
دھننجے	धनंजय
رجّک	रज्जुक
رت دھوج	ऋतध्वज
رالہہ دیوی	राल्ह देवी
رپنجے	रिपुंजय
روپاڈھیہ	रूपाढ्य
رودر	रूद्र
سُدکشن	सुदक्षिण
سُپھلک چندیل	सुफलक चंदेल
سیئیک	सीयक
شنکو کریشور	शंकु करेश्वर
شبھر دیو اوجھا	शुभ्रदेवओझा
شنجنی	शिंजिनी
شوبھاڈھیہ	शोभाढ्य
متسیودری	मत्स्योदरी
مترا ورون	मित्रावरूण
میہر	मेहर
مترانند	मित्रानंद
ہیرمب پال	हैरम्ब पाल
ہیہے	हयहय
یوون شری	यौवनश्री